Air Force take on the F-16? The answer is: yes, given just a little time.

What makes that American fighter plane formidable is its air-to-air multi-mode radar system. The Electronics Division of Hindustan Aeronautics Limited, located on the northern outskirts of this city, is already building the more critical parts of that radar. Group Captain R. S. Sivaswamy (retired), who heads the division, says: "The F-16 radar has five modes. We are building two of them. And once we are successful in this, we shall build the rest". There is no question of India not being able to do it.

Visiting reporters learn with pleasant surprise that the division has already designed and produced some highly sophisticated radar systems, including one for the Jaguar aircraft: an IFF (Identifying Friend from Foe) radar.

SCEPTICISM & SURPRISE

When HAL, Hyderabad, said it would design and produce that particular radar, British Aerospace, who are the manufacturers of the Jaguar, were very sceptical. "We took it up as a challenge, designed the equipment in a short time and passed it on for production". Then it was sent over to Britain to be fitted into that deep penetration strike aircraft. The British manufacturers are said to have been surprised by the quality of the job done by HAL.

"That was no small achievement for us", the soft-spoken Mr Sivaswamy adds.

British engineers who later visited this division are said to have been astonished to see some of the components developed here. "Possibly because the technology that goes into whatever we design is the state-of-the-art". That is, up-to-date.

The radar for the Jaguar was developed two years ago. Since then, this division has designed and "productionized" (electronics people's jargon for start of production), among other things, highly sophisticated air-to-ground communications equipment for some other plane. "This is technologically important and a money-spinner". HAL expects an order for 1,200 such sets from the Navy and the IAF.

Another landmark is the design and production of a high-frequency into the plane. "This was a technological breakthrough for us".

Apparently, the same set has also replaced the one in the Jaguar. "The one in the latter was inferior".

With those successes to its credit, HAL, Hyderabad, has begun work on air-to-air IFF systems, as well as on fire control radars.

"These are a most complex and difficult job in aircraft electronics", says Mr Sivaswamy referring to the second. HAL is already half way through the job. Very few firms in the world are said to be making such radars. "Four years ago, only one company in Europe was making them: a company in Sweden. Now, one or two more are making them in the USA". The Soviet Union is also said to have this particular radar. "But that is two generations behind".

It is part of all this work that the building of the more critical features of the multi-mode radar to match those of the F-16 has been begun.

HAL's perspective plan for the 1980s includes the design and production of at least a dozen more highly sophisticated aircraft electronic—or, simply, avionics—equipment, from what is described as a futuristic IFF with air-to-air interrogation, to airborne weather radar and microwave landing systems.

In the early 1960s this division was no more than a small research and development team at Bharat Electronics, Bangalore, designing some electronic equipment for aircraft. In 1964, the team moved to Hyderabad when HAL started a separate electronics division to produce eight items for the Mig-21 aircraft. In the 17 years since then, the division has progressively expanded its facilities and manufacturing activities.

It is now said to be in a position to deliver a large variety of

ation.
self-sufficien
avionics".
on the airp
radar side
can do every

Apart
with "s
the divis
exchang
far.

Of the
duc
lope
worthy
radar (
proach
abad, w
of deve
two ra
Commis

ARSR
continu
West this is "ai
gular equipmen
it can be co ve
surveillance r
Marconi of Brit
to develop its
of $10 million")
of the USA
Hyderabad, di
"And this was

GROUND C

PAR is a gr
which guides a
tance of 40 k
"funnel" right
for pinpoint
light equipm
ment landing
involves consid
aircraft, espec
PAR, which
has no ch
unlike IL
to eight
PAR can
six hours
a plane
five or si

India, ac
is the six
to make th

One wo
the Direct
would h
developm
a big or
needs 25
reason, t
adequate
ment. It
order for A

Why? "
import these"

RAMTIRATH FAIR FROM NOV. 2

From Our Correspondent

AMRITSAR, Oct 22.—The chairman of the Ramtirath Development Committee yesterday disclosed that the annual fair at Ramtirath, 13 km from here would be held from November 2 to 12.

Dhamma Chakra's wheels of progress

From Our Special Representative

BOMBAY, Oct 21.—Despite the controversy over the number of

Other States had not witnessed such large-scale Harijan conversions to Buddhism because Dr Ambedkar died only seven weeks

60

H. S. Chandra

BIBLE HISTORY

BY

The Rev. W. G. BLAIKIE, D. D., LL. D.

236

تاریخ بائبل

پادری ولیم جی۔ بلیکی صاحب۔ ڈی۔ ڈی

Translated into Urdu
by
The Rev. TALIB-UD-DIN, B.A.

H. S. Chandra

پنجاب ریلجس بک سوسائٹی۔ لاہور

(Printed for the Punjab Religious Book Society, Lahore,
by the Religious Tract Society, London.)

تاریخ بائبل

جس میں

علاوہ بائبل کے مسلسل تاریخی حالات کے دیگر اقوام کا بھی جن کا اُس سے تعلّق
ہے مفصل بیان کیا گیا ہے۔

مصنّفہ

پادری ولیم جی۔ بلیکی صاحب۔ ڈی۔ ڈی

پنجاب ریلیجس بُک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

G.M. College of Education
Raipur, Bantalab
Jammu.
Acc. No 2618(D)
Dated 1/11/2015

بار دوم

سنہ ۱۹۳۵ء

دیباچہ

بلیکی صاحب کی کتاب "اے مینوئل آف بائبل ہسٹری" جس کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے بائبل کے مطالعہ کے لئے ایک بڑی عمدہ اور دلچسپ کتاب ہے۔ صاحب موصوف نے جدید تحقیقات کے نتائج کو بڑی خوبصورتی اور اختصار کے ساتھ اپنی کتاب میں قلمبند کیا ہے۔ بائبل میں بہت سے مضامین اور تاریخی واقعات مندرج ہیں جو تشریح طلب ہیں۔ ان کے سمجھنے کے لئے یہ ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسی کتاب ہو جو توضیح و تشریح کے ساتھ اُن کا مطلب بیان کرے۔ یہ کتاب اس مقصد کو بخوبی انجام دیتی ہے۔

دیکھا جاتا ہے کہ آج کل تعلیم یافتہ لوگوں میں چھ دن کی پیدائش کے زمانوں۔ آدم کے گِر جانے۔ طوفان کی عالمگیری اور طوفان سے پہلے جو بزرگ گذرے ہیں اُن کی عمر کی درازی وغیرہ کے بارے میں بہت سی بحث پائی جاتی ہے اور لوگ بائبل کے بیانوں کو ٹھٹھوں میں اُڑاتے ہیں مگر جب ہم اُن کی تحقیق کرتے ہیں تو یہ اعتراض بے بنیاد معلوم ہوتے ہیں۔

بلیکی صاحب نے علم طبقات الارض۔ قدیم رِوایتوں اور جدید تحقیقات کے نتائج سے اِن اہم مضامین پر بڑی روشنی ڈالی ہے اور اُن کی کتاب کے مطالعہ سے کئی دِقّتیں رفع ہو جاتی ہیں اور مجھ کو کامل یقین ہے کہ اگر ہمارے محمدی اور ہندو بھائی اِس کتاب کو غور سے پڑھینگے تو وہ اُن مشکلات کے پنجے سے چھُوٹ جائینگے جن کی بنا پر وہ اب بائبل کی صحت پر حملہ کرتے ہیں اور جان جائینگے کہ بائبل ایک ایسی کتاب ہے جس کی قدر کرنا ہمارا فرض ہے۔

اس کتاب کے پڑھنے سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ سلسلۂ تاریخ میں ایک غیر مرئی ہاتھ کام کرتا ہے جو کمال حکمت اور محبت سے تمام واقعات کو ایک دوسرے سے ربط دیتا اور اپنے ارادوں کو پورا کرتا ہے۔ اسور۔ بابل۔ مصر۔ فارس۔ یونان اور روم کی سلطنتیں اُسی کے تابع ہیں۔ وہی بادشاہوں کو تختِ حکمرانی پر متمکّن کرتا اور اُن کے کاسۂ سر کو افسرِ شاہانہ سے زیب دیتا ہے۔ وہی اُن کو اور اُن کے خاندانوں کو جب کہ وہ اُس کی اطاعت سے پھر جاتے ہیں تخت سے گرا کر خاک پر بٹھاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے

کہ قدیم زمانہ میں ان مختلف ملکوں کے باشندوں کی طرزِ معاشرت کیسی تھی اور تہذیبِ اخلاق میں اُنہوں نے کہاں تک ترقّی کی اور مذہبی دُنیا میں کون سے مسائل اور عقائد مانے جاتے تھے۔

غرضیکہ ان تمام باتوں کی توضیح کے لئے "تاریخ بائبل" ایک بیش قیمت کتاب ہے۔ مگر سب سے بڑی خوبی اس کتاب کی یہ ہے کہ اس کے مطالعہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ بائبل کی تاریخ اور دنیا کی تاریخ میں ایک گہرا ربط پایا جاتا ہے اور جو کچھ یہودی قوم اور قدیم سلطنتوں کے متعلق واقع ہُوا وہ ایک ہی شخص کی حکمت سے واقع ہُوا۔ تمام تاریخ کی اصل غرض یہ ہے کہ اُس کے لئے راستہ تیار کیا جائے جو بادشاہوں کا بادشاہ اور بنی آدم کا نجات دہندہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے بالخصوص وہ لوگ فائدہ اُٹھائینگے جو مسیحی خدمت کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ جو لوگ مسیحی مذہب سے مس نہیں رکھتے اُن کے لئے تاریخِ بائبل پر ایک طرح کا پردہ سا پڑا ہُوا ہے جسے وہ خود بخود نہیں اُٹھا سکتے اور اس سبب سے اس کی حقیقت اور سچائی کی پہچان سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ جو لوگ اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کرتے ہیں اُن کا فرض ہے کہ وہ جانیں کہ جو خدا یہودی تاریخ میں نظر آتا ہے وہی قدیم اور موجودہ حکومتوں کا مالک ہے۔ اور وہی ہر واقعہ کو وجود میں لاتا ہے تاکہ اپنے اُن ارادوں کو جو بنی آدم کی نجات کے لئے رکھتا ہے انجام دے۔ انگریزی زبان میں اس مضمون پر بہت سی اچھّی اچھّی کتابیں پائی جاتی ہیں مگر جو لوگ انگریزی نہیں جانتے وہ اُن سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ میری دُعا ہے کہ خداوند اس کتاب کے وسیلے اپنے کلام کی سچائی اور خوبی کو بہتوں پر ظاہر فرمائے۔

احقر

طالب الدّین

فہرست مضامین

صفحہ

پہلا باب

پیدائش اور آدم کے گِر جانے کا بیان

پہلی فصل۔ دیباچہ ۱۱
دوسری فصل۔ دُنیا کی پیدائش ۱۳
تیسری فصل۔ دُنیا کی پیدائش کی روایتیں اور علمی سراغ ۱۵
چوتھی فصل۔ فردوس اور آدم کا گِر جانا ۱۹
پانچویں فصل۔ باغ عدن اور آدم کے گِر جانے کے متعلّق روایتیں . . ۲۴

دوسرا باب

طوفان

پہلی فصل۔ طوفان سے پہلے دُنیا کی حالت۔ ۲۹
دوسری فصل۔ نوح اور طوفان۔ ۳۶
تیسری فصل۔ طوفان کی روایتیں اور نشانات۔ ۳۹
چوتھی فصل۔ زمین کا ازسرِنو آباد ہونا ۴۲

تیسرا باب

تتّر بتّر ہو جانا

پہلی فصل۔ نُوح کے بیٹوں کا جابجا آباد ہونا۔ ۴۶
دوسری فصل۔ بابل کا بُرج۔ اور زبان کی ابتری۔ ۵۰
تیسری فصل۔ اُس زمانہ کے شہر اور سلطنتیں۔ ۵۴
چوتھی فصل۔ بُت پرستی کا برپا ہونا اور پھیلنا۔ ۵۸

چوتھا باب

عبرانی بزرگ (ابراہیم کے زمانہ سے لے کر یوسف کی موت تک)

پہلی فصل۔ ابراہیم کی سرگذشت۔ ۶۲
دوسری فصل۔ اضحاق اور ابراہیم کے دوسرے فرزندوں کی سرگذشت ۸۱
تیسری فصل۔ یعقوب کی سرگذشت۔ ۸۳
چوتھی فصل۔ یوسف کی سرگذشت اور یعقوب کا مصر کو جانا۔ ۸۸
پانچویں فصل۔ اُس زمانہ کی مذہبی اور سوشل حالت ۹۴

پانچواں باب

مصر (یوسف کی موت سے لیکر مصر سے نکلنے تک)

پہلی فصل۔ مصر اور اہل مصر۔ ۱۰۰
دوسری فصل۔ اسرائیلیوں کی ترقّی ۱۱۲
تیسری فصل۔ موسیٰ کی اوائل عمری۔ ۱۲۰
چوتھی فصل۔ اسیری سے رہائی ۱۲۸
پانچویں فصل۔ بنی اسرائیل پر مصر کا اثر۔ ۱۳۲

چھٹا باب

سینا کا بیابان اور یردن کا مشرق (مصر سے نکلنے سے موسیٰ کی موت تک)

پہلی فصل۔ سینا تک سفر۔ ۱۳۷
دوسری فصل۔ شریعت کا دیا جانا۔ ۱۴۵
تیسری فصل۔ چالیس سال کی آوارہ گردی ۱۵۵
چوتھی فصل۔ کنعان کی طرف بڑھنا۔ ۱۵۸
پانچویں فصل۔ یردن کے مشرقی اطراف کا فتح کرنا۔ ۱۶۳

چھٹی فصل۔ موآب اور مدیان ۱۷۱
ساتویں فصل۔ موسیٰ کی وفات ۱۷۷
آٹھویں فصل۔ اس زمانہ کے تمدنی اور مذہبی حالات۔ ۱۸۱

ساتواں باب

یشوع اور کنعان کو فتح کرنا۔ (موسیٰ کی موت سے یشوع کی موت تک)

پہلی فصل۔ ملک کا بیان ۱۸۶
دوسری فصل۔ یشوع کا جنگ ۱۹۳
تیسری فصل۔ بنی اسرائیل کے فرقوں کے حصے۔ ۲۰۰
چوتھی فصل۔ یشوع کی موت۔ ۲۱۳

آٹھواں باب

قاضی۔ (یشوع کی وفات سے لے کر ساؤل کی تخت نشینی تک)

پہلی فصل۔ چھ بڑے بڑے حملے۔ ۲۱۶
دوسری فصل۔ خانگی اور دینی زندگی۔ ۲۳۱
تیسری فصل۔ اس زمانہ کے حالات کو روشن کرنے والی سرگذشتیں ۲۳۶
چوتھی فصل۔ دوسری قوموں کی تاریخ ۲۴۰

نواں باب

ساؤل کی تخت نشینی سے لے کر سلیمان کی وفات تک

پہلی فصل۔ ساؤل کا عہد۔ ۲۴۸
دوسری فصل۔ داؤد کی ابتدائی زندگی۔ ۲۵۶
تیسری فصل۔ داؤد کی حکمرانی۔ ۲۷۲
چوتھی فصل۔ سلیمان کا عہد سلطنت ۲۸۹

پانچویں فصل۔ تمدنی اور دینی زندگی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۹۵

دسواں باب

اسرائیل یا دس فرقوں کی بادشاہی۔ (رجبعام سے سرکشی کرنے سے لے کر اسیری تک)

پہلی فصل۔ سرکشی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۰۰
دوسری فصل۔ یروبعام۔ بعشا اور زمری کے خاندان۔ بت پرستی کا جڑ پکڑنا ۔ ۔ ۔ ۳۰۵
تیسری فصل۔ عمری کا خاندان اور ایلیاہ اور الیشع کا زمانہ۔ بت پرستی کی گرم بازاری ۳۰۹
چوتھی فصل۔ یاہو کا خاندان اور یونہ عاموس اور ہوسیع کا زمانہ اور بت پرستی کا کچھ کچھ رد کیا جانا ۳۲۵
پانچویں فصل۔ آخری بادشاہوں کی حکمرانی۔ بت پرستی تباہی میں انجام پاتی ہے۔ ۔ ۔ ۳۳۲

گیارھواں باب

یہوداہ کی سلطنت۔ (سلطنت کے علیحدہ ہونے سے لیکر اسیری تک)

پہلی فصل۔ ان کی تاریخ کا خلاصہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۳۶
دوسری فصل۔ پہلا مذہبی تنزل اور پہلی مذہبی تازگی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۳۹
تیسری فصل۔ دوسرا تنزل اور دوسری تازگی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۴۳
چوتھی فصل۔ تیسرا مذہبی تنزل اور تیسری مذہبی زندگی ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۵۴
پانچویں فصل۔ آخری تنزل۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۵۸
چھٹی فصل۔ تمدنی اور مذہبی حالت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۶۳
ساتویں فصل۔ ہمعصر تاریخ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۶۶

بارھواں باب

اسیری

پہلی فصل۔ دس فرقوں کی اسیری۔ ۔ ۔ ۔ ۳۷۴
ودسری فصل۔ یہوداہ کی اسیری۔ ۔ ۔ ۔ ۳۷۸

تیسری فصل۔ نبوکدنظر کی باقی ماندہ سرگذشت۔ ۳۸۴
چوتھی فصل۔ سلطنت بابل کے آخری ایام۔ ۳۸۸
پانچویں فصل۔ سوشل اور مذہبی زندگی۔ ۳۹۲

تیرھواں باب

بحالی۔ (خورس کے حکم سے لے کر نحمیاہ تک)

پہلی فصل۔ زروبابل کا روانہ ہونا۔ ۳۹۶
دوسری فصل۔ فارسی سلطنت۔ دارا گشتاسپ سے لے کر ارتخششتا لانگیمانس تک ۴۰۲
تیسری فصل۔ آستر کا احوال۔ ۴۰۶
چوتھی فصل۔ عزرا کی عرق ریزیاں ۴۰۹
پانچویں فصل۔ نحمیاہ کی اصلاحیں ۴۱۲
چھٹی فصل۔ ہمعصر تاریخ ۴۱۴

چودھواں باب

پُرانے اور نئے عہدنامہ کے درمیان فاصلہ

پہلی فصل۔ فلسطین فارسیوں کے ماتحت ۴۲۱
دوسری فصل۔ فلسطین اسکندر کے ماتحت ۴۲۵
تیسری فصل۔ فلسطین طالمیوں کے ماتحت ۴۲۷
چوتھی فصل۔ فلسطین کا ارام کے مقدونوی بادشاہوں کے ماتحت آنا۔ ۴۳۱
پانچویں فصل۔ فلسطین مکابیوں کے ماتحت ۴۳۷
چھٹی فصل۔ فلسطین رومیوں کے ماتحت ۴۳۹
ساتویں فصل۔ وہ یہودی جو اِدھر اُدھر پھیلے ہوئے تھے۔ ۴۴۶
آٹھویں فصل۔ دُنیا کی غیر قوموں کی حالت ۴۴۹

پندرھواں باب

انجیلی تاریخ

پہلی فصل۔ مسیح کی پیدائش اور بچپن کا زمانہ ۴۵۴

دوسری فصل۔ پبلک کے کام کے لئے تیاری ۴۶۶

تیسری فصل۔ ہمارے خداوند کے کام کا ابتدائی حصہ ۴۷۲

چوتھی فصل۔ ہمارے خداوند کے کام کا درمیانی اور آخری حصہ ۴۷۸

پانچویں فصل۔ مسیح کی زندگی اور کام کے آخری نظارے ۴۸۹

سولھواں باب

رسولی تاریخ

پہلی فصل۔ یروشلم کی کلیسیا ۴۹۹

دوسری فصل۔ پولوس کے ابتدائی حالات ۵۰۵

تیسری فصل۔ کلیسیا کی ترقی کی تیاری ۵۰۹

چوتھی فصل۔ پولوس کا پہلا مشنری سفر ۵۱۴

پانچویں فصل۔ پولوس کا دوسرا مشنری سفر ۵۲۰

چھٹی فصل۔ پولوس کا تیسرا مشنری سفر ۵۲۹

ساتویں فصل۔ پولوس کی زندگی کے آخری واقعات ۵۳۲

آٹھویں فصل۔ دیگر رسولوں کی خدمات ۵۴۰

نویں فصل۔ یروشلم کی بربادی اور ہمعصر تاریخ ۵۴۸

پہلا باب۔ پیدائش اور آدم کے گر جانے کا بیان

(پیدائش ۱۔ ۳ باب)

پہلی فصل۔ دیباچہ

(تاریخ بائبل کی علّتِ غائی۔ عام تاریخ سے اُس کا تعلق۔ قدیم جغرافیہ اور تاریخ خوانی کے فوائد)

تاریخ بائبل کی علّتِ غائی تاریخ بائبل کا مطالعہ شروع کرتے وقت اس امر کو مدِّنظر رکھنا چاہیئے کہ اُس کی علّت غائی وہی نہیں جو دیگر اقسام کی تواریخی کتابوں کی ہوتی ہے۔ کیونکہ عام تواریخی کتابوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قوموں اور خاندانوں کی ترقّی اور اُن کے متعلق بڑی بڑی مہمّات کی انجام دہی کا حال قلمبند کریں کہ کس طرح سے قومیں برپا ہوئیں۔ کون کون سے ممالک پر قابض رہیں۔ اُن کی حکومت کا رنگ ڈھنگ کیسا تھا۔ کون کون سی لڑائیوں میں مصروف ہوئیں۔ علم و ہُنر میں کیسی ترقّی کی اور آخر کار کیونکر اُن میں زوال آیا۔ لیکن برعکس اس کے بائبل کی تاریخ کا یہ مقصد ہے کہ سچّے مذہب کی ترقّی کا حال قلمبند کرے۔ پس وہ تاریخ جو بائبل میں مندرج ہے زیادہ تر اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ خدا نے کیونکر اپنے آپ کو اپنے بندوں پر ظاہر فرمایا اور خصوصاً وہ یہ بتاتی ہے کہ کس طرح گنہگاروں پر اُس نے اپنی رحمت اور برکت کا دروازہ کھولا۔ کس طرح بنی آدم نے وقتاً فوقتاً اُس کے مکاشفے کو قبول کیا۔ اور اُس سے کیا نتائج برآمد ہوئے۔ کس طرح کئی موقعوں پر لوگ اُس کی آواز کے شنوانہ ہوئے اور اس سبب سے اُن کو کیسی شرارت اور ذلّت میں مبتلا ہونا پڑا۔ اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی بتاتی ہے کہ جب اُنھوں نے خدا کے پیغام کو محبّت سے قبول کیا تو اُس کے صلہ میں کیسی راحت اور اقبال مندی اُن کو نصیب ہوئی۔ علاوہ بریں وہ ظاہر کرتی ہے کہ کس طرح ان تبدیلیوں اور انقلابوں کے درمیان نجات دہندہ کے مجسّم ہو کر آنے کا راستہ تیار کیا گیا اور آخر کار وہ

کس طرح آیا۔ جیا اور مؤا تاکہ کھوئے ہوؤں کو بچائے۔ پس بائبل کی تاریخ اسی خاص قسم کے واقعات سے علاقہ رکھتی ہے۔ البتّہ وہ عام واقعات بھی جن کا ذکر بیشتر دوسری تواریخی کتابوں میں ہؤا کرتا ہے بائبل میں کچھ درجہ تک پائے جاتے ہیں مگر صرف اُسی قدر کہ جس قدر اُن کا تعلّق اِس خالص مضمون سے ہوتا ہے کہ خدا نے کس طرح اپنے تئیں انسان پر ظاہر فرمایا اور انسان خدا سے کیا علاقہ رکھتا ہے۔ غرضیکہ بائبل کی تاریخ خدا کی بادشاہی کی تاریخ ہے جو اُس نے اِس دنیا میں قائم کی۔

عام تواریخ سے اُس کا تعلّق

مسیح کی پیدائش سے پہلے قریباً دو ہزار برس تک خدا کی مرضی کا اظہار و انکشاف صرف ایک قوم یعنی ابراہیم کی نسل پر محدود رہا۔ یہی وجہ ہے کہ بائبل میں عبرانی کی تاریخ دیگر بڑی بڑی قوموں کی نسبت زیادہ تفصیل کے ساتھ پائی جاتی ہے تاہم یہ بات غور کے لائق ہے کہ بائبل کی تاریخ میں قدیم دُنیا کی قریباً ہر بڑی قوم کا چین اور ہند کے سوائے کچھ نہ کچھ ذکر پایا جاتا ہے۔ مثلاً قدیم زمانہ میں بڑے بڑے ممالک مصر۔ اسور۔ بابل۔ فنیکی۔ ارام۔ عرب۔ مدیان۔ فارس۔ یونان اور روم وغیرہ تھے اور اُن میں سے ایک بھی ایسا ملک نہیں جس کی بابت بائبل کی تاریخ بالکل خاموش ہو۔

قدیم جغرافیہ اور تاریخ خوانی کے فوائد

پس ان ممالک کی تاریخ کا علم اور بالخصوص اُن کے اُس زمانہ کی حالت کا علم جس کا ذکر بائبل میں مندرج ہے بائبل کے سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے اور اسی طرح اُن مقاموں کے جغرافیہ اور قدرتی نظاروں کا علم بھی نہایت مفید ہے جہاں بائبل کے بڑے بڑے واقعات سرزد ہوئے۔ یہ سچ ہے کہ اس سے کوئی نئی بات ظاہر نہیں ہوتی تو بھی اتنا ہوتا ہے کہ جو باتیں ہمیں معلوم ہیں وہ زیادہ روشن اور دلچسپ ہو جاتی ہیں۔ نوجوانوں کے حق میں تو اس طرح کا علم نہایت ہی مفید ہوتا ہے کیونکہ اس سے بائبل کے تاریخی واقعات اُن کے لوحِ دل پر اس طرح نقش ہو جاتے ہیں گویا اُن کی آنکھوں کے سامنے سرزد ہوئے ہیں۔ اور اس کتاب کا بھی یہی مقصد ہے کہ جن واقعات کا ذکر بائبل میں پایا جاتا ہے اُن کو ایسی باتوں کے وسیلے روشن اور واضح کر دے۔

دُوسری فصل۔ دُنیا کی پیدائش

پیدائش کی کتاب کے پہلے کلمات۔ دُنیا کی پیدائش اور اُس کے بیانات۔ انسان کی پیدائش۔ دُنیا کی پیدائش کی ترتیب۔ برکت الٰہی

پیدائش کی کتاب کے پہلے کلمات۔ جب خدا نے یہ ارادہ کیا کہ بنی آدم کو خلق کرے تو یہ امر ضروری ٹھہرا کہ پہلے اُن کے رہنے کے لئے جگہ تیار کرے۔ چنانچہ بائبل کا پہلا جملہ ایک پُرتجمل سادگی کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ "ابتدا میں خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا"۔ اس سادے سے جملے سے ہم کئی باتیں سیکھتے ہیں۔ مثلاً (۱) آسمان اور زمین ازلی نہیں ہیں اور نہ وہ مادہ جس سے وہ بنائے گئے۔ (۲) وہ اتفاق سے وجود میں نہیں آئے یا جس طرح لوگ کہا کرتے ہیں وہ ذرّاتِ مادہ کے اتفاقیہ طور پر فراہم ہو جانے سے برآمد نہیں ہوئے۔ (۳) اُن کو نہ تو بہت سے خداؤں نے اور نہ دو خداؤں نے بنایا بلکہ ایک ہی واحد خدا نے خلق کیا ہے (۴) یہ پیدائش ابتدا میں واقع ہوئی یعنی عین اُس وقت جب کہ خدا اپنے تئیں اپنے کاموں کے وسیلے ظاہر کرنے لگا۔ البتّہ یہ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ عجیب واقعہ کب سرزد ہُوا۔ اور نہ ہم کو اس بات کا علم ہے کہ جب اُن کو یہ موجودہ صورت نصیب ہوئی آسمان و زمین کو بنے ہوئے کتنا عرصہ گذر چکا تھا۔

دنیا کی پیدائش کی نسبت مختلف بیانات بائبل کے پہلے جملے کے زور اور خوبی کو ہم اُس وقت محسوس کرتے ہیں جب قدیم فلاسفروں کے بے بنیاد خیالوں اور پُرانے زمانے کے عجیب قصّے کہانیوں پر جو دنیا کی پیدائش کے متعلّق مروّج تھے غور کرتے ہیں۔ مثلاً بہت سے فلاسفروں کا یہ عقیدہ تھا کہ مادہ ازلی ہے۔ اُن کی تحقیقات کا دارومدار صرف اس بات کے دریافت کرنے پر تھا کہ اُس نے موجودہ شکل اور ہیئت کس طرح پائی۔ اور یہی بات کاسماگنی (خلقت کی پیدائش کا بیان) کہلاتی تھی۔ پھر بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ مادہ فی نفسہٖ ایسی قدرت رکھتا ہے جس سے خود بخود تمام اشیا کو ایک عرصۂ دراز میں ایسی بنا لیتا ہے جیسی وہ اب نظر آتی ہیں۔ بعض کا یہ گمان تھا کہ تمام چیزیں اُس الٰہی ذات سے نکلی ہیں جو فطرت میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔ غرضیکہ اگر دہریوں کا ایک فرقہ مادہ پرست تھا تو دوسرا اُس کے مقابلہ میں ویدانتی یا ہمہ اوستی تھا۔

جو قصے کہانیاں مروّج تھیں وہ عموماً بے ربط بلکہ مضحکہ خیز تھیں۔ پس یہ تعلیم کہ تمام اشیا ابتدا میں نیستی سے ہست کی گئیں بالخصوص بائبل کی تعلیم ہے۔ اور یہ ایسی تعلیم ہے جس سے خدا کی قدرت اور جلال کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہی اکیلا تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ یہ تعلیم اُس کو ایسے رتبہ اور درجہ تک سرفراز کرتی ہے کہ اور کوئی مخلوق اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ نیز یہ تعلیم ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہماری بہبودی صرف اس بات پر منحصر ہے کہ ہم اُس پر بھروسہ رکھیں اور جانیں کہ ہم اُس کے سامنے جواب دِہ ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہر امر میں اُس کی فرمانبرداری بجا لائیں اور اُس کے جلال کے لئے زندگی بسر کریں۔

اِنسان اور دُنیا کی پیدائش کی ترتیب۔ جب زمین انسان کی رہایش کے لئے تیار ہو رہی تھی اُس وقت خدا کی رُوح اُس پر جنبش کرتی پھرتی تھی۔ چنانچہ وہ رُوح جدھر جاتی تھی وہیں اُس کو خوبصورتی اور ترتیب کی زینت سے آراستہ کرتی تھی۔ اور اس تیاری اور ترتیب کا کام چھ دن کے عرصہ میں تمام ہُوا یا یُوں کہیں کہ تاریکی اور روشنی کے زمانوں کے گذر جانے کے بعد ختم ہُوا۔ (۱) پہلے روز روشنی تاریکی سے جُدا کی گئی۔ (۲) دوسرے روز فضا نمودار ہوئی جس نے اُوپر کے پانیوں کو نیچے کے پانیوں سے یعنی بادلوں کو اُس پانی سے جو سطح زمین پر جمع تھا جُدا کیا۔ (۳) تیسرے دن خشک زمین پانی سے علیحدہ کی گئی اور نباتات کا عالم ظہور میں آیا۔ (۴) چوتھے روز نیّر اکبر یعنی سورج اور نیّر اصغر یعنی چاند اور نیز ستارے فضا میں نمودار ہوئے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ چیزیں اُس وقت خلق کی گئیں بلکہ لفظ بنایا استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ جیسی وہ اَب ہیں ویسی اُس وقت بنائی گئی تھیں اور اِس دُنیا سے اُن کا رابطہ قائم کیا گیا تاکہ اُسے روشن کریں اور تقسیم اوقات میں کام آئیں۔ (۵) مچھلیاں اور پرندے پانچویں دن پیدا ہوئے (۶) چھٹے روز دیگر اقسام کے حیوانات پیدا ہوئے۔ سب کے بعد زمین کی خاک سے لیکن خدا کی صورت پر انسان پیدا کیا گیا اور خدا نے اُس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا۔ عورت کی پیدائش عجیب طور پر ہوئی۔ یعنی خدا نے آدم کی پسلیوں میں سے ایک ہڈی لے کر اُسی سے اُس کو بنایا[1]۔ آدم کو زمین

---

[1] بعض علمائے علم طبعی کا خیال ہے کہ یہ امر بالکل درختوں کے پیوند لگانے کے طریق سے مشابہت رکھتا ہے تاہم اس امر کو تسلیم کر لینا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آدمی ایک بالائی قدرت سے پیدا کیا گیا ویسے ہی عورت بھی خلق ہوئی۔

کی خاک سے خلق کرنے سے یہ غرض تھی کہ اُس پر یہ ظاہر ہو کہ (۱) وہ خدا کی مہربانی کا محتاج ہے اور عورت کو آدمی سے اس لئے پیدا کیا کہ وہ آدمی کی محتاج ثابت ہو اور نیز یہ حقیقت ظاہر ہو کہ اُن کے درمیان ایک نہایت قریبی رشتہ پایا جاتا ہے اور آدمی کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ایسا پیار کرے جیسا اپنے بدن کو۔

برکت کا دیا جانا۔ خالق موجودات نے اِس پہلے جوڑے کو برکت دی اور اُنہیں تمام زمین عطا فرمائی تاکہ اُسے قبضہ میں لائیں اور اُسے بھرپور کریں اور اپنا مطیع بنائیں۔ پھر خلقت کے تمام کام کو خدا نے پسند کیا۔ اور ساتویں دن کو پاک آرام کے لئے مخصوص کیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "خدا نے ساتویں دن کو برکت دی اور اُسے مُقدّس ٹھہرایا اس لئے کہ اُس میں خدا ساری کائنات سے جسے اُس نے پیدا کیا اور بنایا فارغ ہوا"۔

تیسری فصل۔ دنیا کی پیدایش کی روایتیں اور علمی سُراغ

علم جیالوجی کی شہادتیں۔ کسدیوں کی پیدایش کی کتاب ہفتہ اور سبت۔
انسان کا خاک سے بنایا جانا۔

علم جیالوجی کی شہادتیں اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ چٹانوں[ف۱] کی گواہی یعنی وہ شہادت جو زمین کے طبقوں سے خلقت کی پیدایش کی نسبت ملتی ہے اُس ترتیب سے مطابقت رکھتی ہے جو پیدایش کی کتاب میں پائی جاتی ہے۔ البتہ ترتیب ہر دو حالت میں بالکل یکساں نہیں۔ تاہم بہت سی باتیں ایسی ہیں جو ایک دوسری سے ملتی جُلتی ہیں اور اتفاقیہ تطبیق سے بڑھ کر معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایک شخص تحریر کرتا ہے کہ علما کہتے ہیں کہ زمین کی وہ کیفیتیں جو اُس کی سطح کے نیچے پائی جاتی ہیں اُس ترتیب سے جو پیدایش کی کتاب کے اِس باب میں مندرج ہے بہت مشابہت رکھتی ہیں۔ یعنی اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے ایک زمانہ تک اندھیرا چھایا ہوا تھا اور ہوا بخارات اور کاربانک ایسڈ سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے بعد زیادہ روشنی کا زمانہ آیا۔ پھر نباتات کا۔ پھر بحری جانوروں کا۔ پھر پرندوں کا۔ پھر چارپائیوں کا اور آخرکار آدم کا زمانہ

[ف۱] چٹان انگریزی لفظ راک کا ترجمہ ہے۔

نمودار ہوا۔ (کرنٹر۔ وہیویلر) اب ان میں سے کئی باتیں واقعی راست معلوم ہوتی ہیں۔ پیدایش کی کتاب میں سب سے پہلے دُنیا کی پیدایش کی نسبت یہ ذکر آتا ہے کہ وہ ابتدا میں واقع ہوئی جس سے ایک بیحد زمانہ مراد ہے یا یوں کہو کہ اس سے غالباً زمانہ ماضی کا ایک وسیع عرصہ مراد ہے۔ پھر اس میں سطح زمین کے تیار ہونے اور ترقی کرنے کا حال ایسی صورت میں مرقوم ہے کہ گویا وہ رفتہ رفتہ جمادات سے گذر کر نباتات اور نامکمل اعضا والے حیوانات (مثلاً گینچوے گھونگے وغیرہ) کے رہنے کے لائق ہوئی۔ اور پھر پرندوں اور دودھ پلانے والے حیوانات کے لائق بنی۔ اور اسی طرح ترقی کرتے کرتے آخرکار اس حالت تک پہنچ گئی کہ آدم کے رہنے کے لائق بن گئی۔ اب موجودات کی پیدایش کا یہ سلسلہ پیدایش کی کتاب میں عام فہم الفاظ میں تحریر ہے اور زمین کے طبقات بھی عموماً اس سلسلے اور ترتیب کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور اگر ان دونو شہادتوں میں کوئی فرق پایا جاتا ہے تو فقط یہ کہ زمین کے طبقے یہ ترتیب پیش کرتے ہیں۔ (۱) بحری پودے۔ (۲) بحری جانور۔ (۳) برّی پودے۔ (۴) برّی جانور اپنی اپنی نشوونما کی ترتیب کے مطابق۔ لیکن موسیٰ اس ترتیب کو اس طرح پیش کرتا ہے۔ (۱) پودے۔ (۲) بحری جانور۔ (۳) برّی جانور۔ مگر یہ فرق ایسا خفیف سا ہے کہ ہم اسے اختلاف نہیں کہ سکتے۔ اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بنی سام علم فزی آلوجی (جاندار چیزوں کی خاصیتوں کے علم) سے قریباً اور علم جیالوجی سے بالکل بے بہرہ تھے تو ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ متبرّک تاریخ اور زمانۂ حال کے علوم کا آپس میں اس قدر مطابقت رکھنا اور ذرا سے فرقوں کی نسبت جو چھوٹی چھوٹی باتوں میں پائے جاتے ہیں تعجب خیز اور غور کے لائق ہے۔

کسدیوں کی "پیدایش کی کتاب" یہ نام مسٹر جارج سمتھ صاحب مرحوم نے جو مشرقی ممالک کی قدیم اشیا کا حال دریافت کرنے والے ایک مشہور و معروف عالم گذرے ہیں اُن پتھر کی تختیوں کو دیا ہے جو شہر نینوہ کے کھنڈروں سے دستیاب ہوئی ہیں اور جن پر نُکیلے خط میں خلقت کی پیدایش کی نسبت کسدی روایتیں تحریر ہیں۔ اور سوائے اِن کے اُن پر اور روایتیں بھی مرقوم ہیں جو پیدایش کی کتاب کے دیگر واقعات سے نسبت رکھتی ہیں۔ جن تختیوں پر دُنیا کی پیدایش کی روایتیں پائی جاتی ہیں وہ کسی قدر خستہ حالت میں ملی ہیں۔ مسٹر سمتھ صاحب فرماتے ہیں کہ "جو بیان اُن پر پایا جاتا ہے وہ عام باتوں میں خلقت کی پیدایش کے اُس تذکرے سے جو پیدایش کی کتاب میں درج ہے بہت مطابقت رکھتا ہے۔ اور معلوم ہوتا

ہے کہ شروع میں اور بہت سی باتیں بھی اس میں شامل ہونگی۔" صاحب مرحوم نے اس قصّہ کے شروع حصّہ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے "جب کہ ہنوز آسمان اُوپر نہیں اُٹھائے گئے تھے اور نیچے زمین پر ایک درخت بھی نہ اُگا تھا۔ اور پاتال نے اپنی حدود سے ابھی تجاوز نہیں کیا تھا۔ اُس وقت گہراؤ (پانی) یا تیامت (سمندر) تمام اشیا کی پیدائش کا مبدا تھا۔" اس سلسلے کی پانچویں تختی اجرام فلکی کی پیدائش کا بیان کرتی ہے۔ اُس کا تھوڑا سا حصّہ یہ ہے "وہ سب کچھ جو بڑے دیوتاؤں نے مقرر کیا تھا نہایت مسرت انگیز تھا" (مقابلہ کرو بائبل کے الفاظ سے کہ "خدا نے سب پر جو اُس نے بنایا نظر کی اور دیکھا کہ بہت اچھا ہے" "ستاروں کو یعنی اُن کی شکلوں کو جو حیوانات کی مانند تھیں اُس نے مرتّب کیا۔ اور اس لئے کہ اُن کے بُرجوں کے مشاہدہ سے سال کا دَور مقرر کیا جائے اُس نے ستاروں کے بارہ مہینوں (یا نشانوں) کو تین قطاروں میں ترتیب دیا اُس دن سے لے کر کہ سال شروع ہوتا ہے اُس دن تک کہ سال ختم ہوتا ہے" ایک اور تختی جو سلسلہ مذکورہ بالا سے علاقہ نہیں رکھتی حیوانات کی پیدائش کی ترتیب اِس طرح پیش کرتی ہے "کھیت کے مواشی۔ میدان کے بہائم اور میدان کے رینگنے والے جانور"۔ یہ ترتیب پیدائش کے اِس بیان سے متفق ہے کہ "خدا نے جنگلی جانوروں اور چوپایوں کو اُن کی جنس کے موافق اور زمین کے رینگنے والے جانداروں کو اُن کی جنس کے موافق بنایا۔ اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے"۔ مسٹر سمتھ اس بات کی نسبت کہ اگر یہ تختیاں خستہ حالت میں نہ ہوتیں تو اور بہت کچھ معلوم ہوتا یوں رقم فرماتے ہیں "پیدائش کے بیان کے سلسلے میں جو پہلی تختی ملی ہے اُس سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ زیادہ تر دیباچہ کا کام دیتی ہے اور بہ نسبت خلقت کی پیدائش کے بیان کے اُس میں دیوتاؤں کی پیدائش کا بیان زیادہ تر پایا جاتا ہے"۔ پانچویں تختی پر اُس بات کا بیان ہے جس کا ذکر پیدائش کی کتاب میں چوتھے دن کے متعلق ہوا ہے۔ اور ایک اَور تختی پر جو اس سلسلہ میں غالباً ساتویں ہے حیوانات کی پیدائش کا حال مرقوم ہے جو پیدائش کی کتاب کے بموجب چھٹے روز وقوع میں آئی۔ اب ان باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پیدائش کی کتاب کے ہر دن کا حال ایک ایک تختی پر جُدا جُدا مرقوم ہوگا۔ بعض قصّوں میں قدیم لگ آدمی یا آدمی یعنی سیاہ فام نسل کہلاتے تھے۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اسیری تختیوں میں سے ایک تختی آسمانی بغاوت کا حال بیان کرتی ہے۔ اگرچہ اس کا حال پیدائش کی کتاب میں لکھا نہیں مگر کلام کے اَور مقاموں میں اُس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔

(دیکھو ۶۵۱) ذیل کی سطور اس تختی میں سے ہیں۔

متبرک گیتوں کے دیوتا نے جو مذہب اور عبادت کا خداوند ہے ہزار گویّوں اور رامشگروں کو مقرر کیا۔ اور گانے والوں کی ایک جماعت قائم کی کہ اُس کے گیت کے جواب میں ہزار آوازیں بلند کریں . . . .

مگر اُنہوں نے حقارت آمیز آواز سے اُس کے پاک گیت کو برباد کر دیا۔ اُس کی تعریف کے گیت کو بگاڑ کر۔ اُس میں گڑبڑ ڈال کر اور خلط ملط کر کے بالکل خراب کر دیا۔ درخشندہ تاج والے دیوتا نے اس خواہش سے کہ اپنے خدمتگذاروں کو بُلائے ایک نرسنگا پھونکا جو مرے ہوؤں کو جگا دینے والا تھا اور جس نے ان باغی فرشتوں کو لوٹنے سے روک دیا۔ اُس نے اُن کی عبادت کو بند کر دیا۔ اور اُن کو اُن دیوتاؤں کے پاس جو اُس کے دشمن تھے بھیج دیا اور اُن کے عوض میں اُس نے بنی آدم کو پیدا کیا اور وہ جس نے پہلے زندگی پائی اُس کے ساتھ رہتا تھا۔"

ہفتہ اور سبت کسدی مہینہ پندرہ پندرہ دن کے دو برابر حصّوں میں منقسم تھا۔ اور اُن میں سے ہر ایک حصّہ پانچ پانچ دن کے تین برابر حصّوں میں تقسیم تھا۔ مگر سات دن کا ہفتہ بھی زمانہ قدیم سے مروّج تھا۔ ہفتہ کے دنوں کے نام سورج۔ چاند اور پانچ سیّاروں کے ناموں پر رکھے گئے تھے۔ اور ہمارے ہفتہ کے دنوں کے مُوجد بھی وہی کسدیہ کے یعنی اکّادی (یعنی سمجھدار لوگ) تھے جن کی یاد اب ایک مدت سے فراموش ہو گئی ہے۔ ساتویں۔ چودھویں۔ اُنیسویں۔ اکیسویں اور اٹھائیسویں دن کو سبت یا آرام کا دن کہتے تھے۔ اُن دنوں میں بادشاہ کو اُبلا ہؤا میوہ اور گوشت کھانے۔ کپڑا بدلنے اور سفید پوشاک پہننے۔ اپنی رتھ پر سوار ہو کر باہر جانے۔ عدل اور انصاف کے لئے تخت پر بیٹھنے۔ اپنے لشکر کا ملاحظہ کرنے حتّےٰ کہ اگر بیمار ہو تو دوائی تک کے کھانے کی بھی ممانعت تھی۔

مسٹر ٹالبٹ صاحب نے جو ایک اور مشرقی حالات کے دریافت کرنے والے مشہور شخص گذرے ہیں پیدائش کے متعلق پانچویں تختی کی پہلی تین سطروں کا یوں ترجمہ کیا ہے۔ "ساتویں دن کو اُس نے ایک مقدّس دن ٹھہرایا۔ اور ہر طرح کے کام کو (اُس دن) چھوڑنے کا حکم دیا۔ تب آفتاب اُفقِ آسمان پر جلال کے ساتھ برآمد ہؤا۔" ٹالبٹ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک عرصہ سے یہ بات مشہور ہے کہ اہل بابل سبت کے بہت پابند تھے۔

آدمی خاک سے بنایا گیا اہل مصر کے درمیان یہ روایت مروّج تھی کہ وہ زمین کی خاک سے بنے ہیں اور دیگر قوموں میں بھی اسی قسم کی روایتیں رائج تھیں۔

چوتھی فصل۔ فردوس اور آدم کا گر جانا۔

آدم کے لئے کام۔ عدن کی جائے وقوع۔ آرمینیا کے پہاڑی اضلاع۔ باغ کے درخت۔ آزمانے والا۔ گرنا اور سزا پانا۔ وعدۂ الہی۔

آدم کے لئے کام جونہی آدم خلق کیا گیا اُس کی تمام ہستی یعنی جسم۔ عقل اور رُوح کے لئے کام تجویز کیا گیا کیونکہ بے گناہی اور پاکیزگی کی حالت میں بھی انسان کا ترقی کرنا اور نشوونما پانا محنت پر منحصر تھا۔ چنانچہ اُس کے جسم کے لئے یہ کام تھا کہ جس باغ میں وہ رکھا گیا اُس کی حفاظت کرے اور اُسے ہر وقت آراستہ رکھے۔ اور اُس کی دماغی قوا کو مصروف رکھنے کے لئے یہ کام تجویز ہوا کہ وہ خدا کے عجائب کاموں پر غور کیا کرے اور حیوانات کے نام رکھے۔ اور اس کی رُوح کے لئے یہ کام تھا کہ حوّا کی سنگت میں مصروف اور خدا کی محبت اور خدمت میں لگا رہے۔

عدن کی جائے وقوع سوال برپا ہوتا ہے کہ آدم کو دنیا کے کس حصّے میں رکھا گیا تھا؟ بائبل میں ہم پڑھتے ہیں کہ ”خداوند خدا نے مشرق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا۔ اور عدن سے ایک دریا باغ کے سیراب کرنے کو نکلا۔ اور وہاں سے چار ندیوں میں تقسیم ہوا۔ پہلی کا نام فیسون ہے جو حویلہ کی ساری زمین کو جہاں سونا ہوتا ہے گھیرے ہوئے ہے اور اس زمین کا سونا چوکھا ہے اور وہاں موتی اور سنگ سلیمانی بھی ہیں۔ اور دوسری نہر کا نام جیحون ہے جو کوش کی ساری سرزمین کو گھیرے ہوئے ہے اور تیسری ندی کا نام دجلہ ہے جو اسور کے مشرق کو جاتی ہے اور چوتھی ندی کا نام فرات ہے۔“ باوجودیکہ ایسا مفصل بیان ہمارے پاس موجود ہے پھر بھی عدن کی جائے وقوع کا دریافت کرنا آسان کام نہیں۔ لفظ عدن زبان عبرانی میں ”خوشی“ کے معنی رکھتا ہے۔ ایک شہر اسی نام سے موسوم ہے۔ لیکن اُس سے وہ بڑی خطہ مراد نہیں ہے جس کا ذکر ہم کر رہے ہیں۔ نوشتوں میں یہ لفظ دو جگہوں کی نسبت استعمال کیا گیا

جن میں سے ایک مسوپوتامیہ میں تھی (۲- سلاطین ۱۹: ۱۲) اور دوسری دمشق کے قرب وجوار میں (عموس ۱: ۵) مگر اُن کو اصل عدن کی جائے وقوع سے کچھ تعلق نہیں۔ اور جس خاص وجہ سے اس کی جائے وقوع کو دریافت کرنا مشکل ہوگیا ہے وہ ان چاروں ندیوں کا بیان ہے۔ پُرانی دنیا کے تینوں بڑے بڑے براعظموں کی خوب چھان بین کی گئی ہے۔ مثلاً چین سے جزائر کنیری تک اور کوہ قاف سے بحیرہ بالٹک کے کناروں تک کوئی جگہ جو آدم کی پہلی رہائش گاہ سے ذرا بھی مشابہت رکھتی ہو بے تحقیق نہیں چھوڑی گئی۔ یورپ۔ ایشیا اور افریقہ کے بڑے بڑے دریا اپنی اپنی باری پر بائبل کے فیسون اور جیحون کے دریا فرض کئے جا چکے ہیں۔ اور اب نئی دنیا کے سوائے اور کوئی جگہ باقی نہیں رہی جہاں محقق اس سوال کی پیچ در پیچ راہوں میں سرگرداں ہوں۔

آرمینیا کے پہاڑی اضلاع چونکہ کوئی ایسا قطعہ زمین جو اُس جگہ سے مشابہ ہو جس میں یہ چاروں دریا بہتے تھے معلوم نہیں ہو سکا لہٰذا بعض نے یہ رائے قائم کی ہے کہ بائبل کے اس مقام سے یہ مراد ہے کہ باغِ عدن اس درجہ تک سیراب کیا گیا کہ جب پانی اُس سے بہ نکلا یا علیحدہ ہؤا تو اُس کی چار ندیاں بن گئیں۔ ایسا خیال کرنا گویا بائبل کے الفاظ کے ساتھ ایک قسم کی آزادی برتنا ہے لیکن جو خیال مروّج ہے وہ یہ ہے کہ یہ باغ آرمینیا کے پہاڑی اضلاع میں واقع تھا جہاں فرات۔ دجلہ اور دو اَور دریاؤں کے جو اَب کنزل ارمق اور اراکسس کہلاتے ہیں منبعے موجود تھے۔ بے شک بہت سی خصوصیات میں باغ عدن کا وہ بیان جو کتابِ پیدایش میں مرقوم ہے اُن باتوں سے جو قدیم تواریخ اور جدید تحقیقات سے اس خطہ کی نسبت معلوم ہوئی ہیں مطابقت رکھتا ہے مثلاً فیسون کی نسبت لکھا ہے کہ وہ حویلہ کی تمام زمین کو گھیرے ہوئے تھا جس میں سونا سنگ سلیمانی اور موتی پائے جاتے تھے۔ دریائے کنزل ارمق بحیرہ اسود میں قدیم کلخس کے نزدیک گرتا تھا۔ اس جگہ کا سونا مشہور تھا چنانچہ قدیم یونانیوں کی روایتیں ظاہر کرتی ہیں کہ وہ لوگ سونے کی تلاش میں اِسی ملک میں آیا کرتے تھے۔ سنگِ سلیمانی موتی اور دیگر انواع و اقسام کے جواہرات بھی بکثرت پائے جاتے تھے۔ کوش جو حام کا پوتا تھا اُس کی اولاد نے کئی مختلف جگہوں کو آباد کیا تھا اور اُن میں سے کئی اس نواح میں واقع تھیں۔ (پیدایش ۱۰: ۸- ۱۰) واقعی یہ قطعہ زمین باغِ ارم کا ایک نمونہ ہے کیونکہ خوشنما وادیوں۔ زرخیز میدانوں۔ پُربہار درختوں کی قطاروں۔ خوبصورت چمنستانوں

تاکستانوں۔ باغوں اور گاؤں سے بھرا ہوا ہے۔ اپنی وادیوں کے حُسن رُوح افزا کے سبب سے ایک پہاڑ جس میں سے دریائے فرات نکلتا ہے پھولوں کا پہاڑ کہلاتا ہے۔ باغوں میں بکثرت انگور۔ نارنج۔ طرح طرح کے آڑو۔ آلوچے۔ سیب۔ انار اور دیگر میوے پیدا ہوتے ہیں۔ مشرقی جانب کو جھیل وان واقع ہے جس کا پانی چمکتی ہوئی سفید چادر کی طرح دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اُس کے کنارے چنار۔ جھاؤ اور گل مہندی وغیرہ کے خوبصورت درختوں سے مزیّن ہیں۔ اور بیشمار سرسبز جزائر جو اُس کی سطح پر بکھرے پڑے ہیں اُسے رشکِ پرستاں بنا رہے ہیں۔ آب و ہوا معتدل اور مطلع صاف رہتا ہے۔ کوہ ارارط بھی جس کی چوٹی پر نوح کی کشتی ٹکی تھی بہت نزدیک واقع ہے۔ اگر اس طرح کی دلکشا چیزیں یہ ثابت کر سکتی ہیں کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں باغ عدن واقع تھا تو ہم بے تامل کہہ سکتے ہیں کہ وہ جگہ یہیں کہیں ہوگی جہاں پہلے پہل آدم کی نگاہ اس خوشنما زمین پر پڑی جس کا اُسے مالک بننا تھا اور انہی میدانوں اور جزیروں میں سے وہ میدان اور جزیرے ہونگے جن کی یادداشت سے الیزین رفیلڈ اور فارچُونیٹ آئی لینڈس[۱] کے خیالی نقشے پیدا ہوئے جو زمانہ بزمانہ دنیا کی روایتوں کو زرّین بناتے آئے ہیں۔

باغ کے درخت اس عجیب باغ کے درختوں میں سے دو درخت زیادہ ممتاز تھے۔ اور اس کی وجہ اُن کی کوئی فطرتی خاصیت نہ تھی بلکہ یہ کہ اُن کے ساتھ ایک علامتی معنی وابستہ تھے۔ اُن میں سے ایک زندگی کا درخت کہلاتا تھا جو باغ کے بیچو بیچ واقع تھا۔ اور دوسرا نیک و بد کی پہچان کا یعنی زندگی کا درخت ایک اعلیٰ اور مضبوط تر حالت کی علامت تھا جسے فرمانبرداری کے صلہ میں پانے کا آدم اور حوّا کو اشتیاق دلایا گیا تھا۔ اور دوسرا درخت جس کے پھل کھانے کی ممانعت تھی یعنی نیک و بد کی پہچان کا درخت اُن کی فرمانبرداری کے پرکھنے کو کہ آیا وہ نیکی کی پیروی کرینگے یا بدی کی ایک معیار تھا۔

آزمانے والا بدی دنیا میں اس سے پہلے داخل ہو چکی تھی اور برگشتہ ذی عقل مخلوقات کا ایک گروہ موجود تھا جن کا سرغنہ شیطان تھا۔ اس میں وہ قدرت پائی جاتی تھی جس سے وہ اَوروں کو شیاطین کے نقش قدم پر چلنے کو ورغلاتا ہے۔ خدا یہ قدرت اپنی مرضی سے چند پابندیوں کے ساتھ شریروں کو دے دیتا ہے۔ اس مردُود نے سانپ کی شکل اختیا

---

[۱] یونانیوں کا بہشت جہاں نیکوں کی ارواح رہتی تھیں اِسی نام سے کہلاتا تھا۔

کی اس لئے کہ سانپ پر کسی طرح کی بدگمانی کا شک نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ میدان کے سب جانوروں سے ہوشیار تھا۔ اُس نے پہلے اپنے تئیں حوّا پر ظاہر کیا کیونکہ جانتا تھا کہ دونوں میں سے وہ زیادہ کمزور ہے۔ پھر اس نے چالاکی سے حوّا کے وسیلہ سے بنی آدم کی بربادی کا سامان کیا۔

گرجانا اور سزا پانا پہلے تو اس آزمانے والے نے خدا کی ممانعت کو ایک سخت صورت میں پیش کیا چنانچہ اُن سے دریافت کیا "کیا واقعی خدا نے کہا کہ باغ کے کسی درخت کا پھل تم نہ کھانا؟" پھر یہ کہہ کر کہ "تم ہرگز نہ مروگے" اُس نے خدا کی بات کو کاٹا اور اُن کو گناہ کر کے محفوظ رہنے کا یقین دلایا۔ پھر خدا پر یہ الزام لگایا کہ چونکہ وہ تمہاری خوشی اور راحت سے جلتا ہے اس لئے اُس نے اصل حقیقت کو تم پر ظاہر ہونے نہیں دیا۔ آخر کار اُن کو یہ فریب دیا کہ گناہ کرنے میں تمہارا بڑا فائدہ ہے "خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اُسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھل جائینگی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔" غرضیکہ اسی طرح اُس نے پہلے عورت کو پھل کھانے کے لئے پھسلایا اور پھر آدم نے بھی اُس کی راہ پر چل کر خدا کے حکم کو توڑ ڈالا۔ پس خدا کے حکم کی نافرمانی کا فعل اُس سے دیدہ و دانستہ سرزد ہوا جس میں شک۔ بے ایمانی اور حرص ملی ہوئی تھی اور ان کے گناہ کو اِن باتوں نے اور بھی بدتر بنا دیا کہ انہوں نے خدائے تعالےٰ کی مہربانی کو جس سے وہ اُن کے ساتھ پیش آتا تھا فراموش کر دیا۔ وہ اس بات کا بھی علم رکھتے ہونگے کہ اُن کا گناہ نہ صرف اُن پر بلکہ اُن کی اولاد پر بھی اثر ڈالیگا۔ پس ایک بڑی تبدیلی واقع ہوئی جو ان پُر مطلب الفاظ سے بخوبی ظاہر ہے جو عموماً اس حادثہ کو ادا کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں یعنی یہ کہ وہ گر گئے۔ موت ایک خاص معنی میں اُن کا حصہ ٹھہری۔ اُن کا بدن جسمانی موت کے تحت میں آیا یعنی زندگی بخش رُوح سے جس پر اُس کی تمام قوتیں مثل دیکھنے۔ سُننے اور ہلنے کے موقوف ہیں۔ اُس کو دُوری نصیب ہوئی اور اسی طرح روح بھی خدا کی صحبت اور قُربت سے محروم ہو گئی۔ اِس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ ایک قسم کے بگاڑ اور ابتری میں مبتلا ہوئی یا یوں کہیں کہ روحانی طور پر وہ بھی مُردہ ہو گئی۔ اِس تبدیلی کی شدت جو آدم پر وارد ہوئی اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ جب اُس نے باغ میں خداوند کی آواز سُنی تو بھاگ کر اپنے آپ کو چھپانا چاہا۔ آدم اور حوّا کے لئے سزا تجویز کی گئی۔ سانپ اور آدم کے سبب زمین پر لعنت بھیجی گئی۔ آدم اور حوّا جو اَب رفاقت

کے لائق نہ رہے تھے باغ سے خارج کئے گئے اور کروبیم شعلہ زن تلوار کے ساتھ مقرر کئے گئے کہ زندگی کے درخت کی راہ کی حفاظت کریں۔

وعدۂ الٰہی مگر سزا کے ساتھ ساتھ ایک عجیب وعدہ بھی کیا گیا جسے عموماً "نجات دہندہ کی نسبت پہلا وعدہ" کہا کرتے ہیں۔ جب سانپ پر یا یوں کہیں کہ ترغیب دینے والے پر جس نے سانپ کی شکل اختیار کی فتوٰے دیا جاتا تھا اُس وقت خدا نے فرمایا کہ "میں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالونگا۔ وہ تیرے سر کو کُچلیگا اور تو اُس کی ایڑی پر کاٹیگا۔" اس وعدہ کا یہ مطلب تھا کہ عورت کی نسل میں سے ایک ایسا شخص برپا ہوگا جو سانپ کے سر کو کُچلیگا اور گرجانے کے نقصانات کی تلافی کریگا۔ علاوہ اس اُمید کے کہ ایک نجات دہندہ پیدا ہوگا جو شیطان سے لڑکر اُس پر فتح پائیگا اس نبوّت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا میں ہمیشہ دو مخالف نسلیں جاری رہینگی۔ ایک طرف سانپ کی نسل اور دوسری طرف نجات دہندہ کی نسل یعنی اُس کا روحانی خاندان ہوگا اور ان فریقوں میں برابر جنگ ہوتی رہیگی۔ ایک تو اپنے مخالف کی صرف ایڑی پر کاٹیگا مگر دوسرا آخرکار اُس کے سر کو کُچلیگا۔ قائن اور ہابل جو آدم کے پہلے بیٹے تھے اِن دو نسلوں یا فریقوں کی نظیریں ہیں۔ تمام بائبل انہی کی لڑائیوں سے پُر ہے۔ مسیح کے ایام میں جو "عورت کی خاص نسل" تھا یہ لڑائی اپنے اعلٰے درجے تک پہنچی۔ اہل ایران نے اِس سچائی کو بگاڑکر یہ بات بنالی کہ دو مخالف رُوحیں یا دیوتے پائے جاتے ہیں جن میں ایک نیک اور دوسرا بد ہے اور وہ دنیا پر غالب آنے کے لئے لڑرہے ہیں۔ مگر دونو طاقت میں قریباً برابر ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی نسل اور سانپ کی نسل کی باہمی لڑائیوں کا خاکہ اَور کسی جگہ ایسی عمدگی کے ساتھ نہیں پایا جاتا جیسا مکاشفہ کی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ یہ لڑائی آخر تک جاری رہیگی۔ یعنی اُس وقت تک کہ مسیح راج کرنے کے لئے آئے اور اُس کا مخالف اتھاہ گڑھے میں گرایا جائے۔

پانچویں فصل ۔ باغِ عدن اور آدم کے گر جانے کے متعلق روایتیں

خوشی کی قدیم حالت ۔ باغ کے درخت ۔ کسدیہ ۔ افریقہ ۔ سانپ ۔ آدم کے گر جانے کے متعلّق دیگر روایتیں ۔ سانپ کی لعنت ۔

خوشی کی قدیم حالت یہ ضرور تھا کہ باغِ عدن کی نسبت اور آدم کے گرنے اور نجات دہندہ کے وعدہ کی نسبت جو گر جانے کے بعد کیا گیا قدیم قوموں کی روایتوں میں کچھ نہ کچھ سُراغ پایا جائے ۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک چھوڑ کئی جگہ کم و بیش وضاحت کے ساتھ ان باتوں کا سُراغ ملتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعتقاد انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ ایک ایسا وقت تھا جب دنیا موجودہ حالت کی نسبت زیادہ پاک ۔ بہتر اور زیادہ خوشحال تھی جیسی کہ اسی اعتقاد سے ملتی جلتی ایک قدرتی تمنّا بھی اُس میں پائی جاتی ہے جس کے مطابق وہ اُمید رکھتا ہے کہ اچھے دن پھر آنے والے ہیں ۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوؤں میں بھی اسی قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں ۔ وہ ملنتے ہیں کہ اچھا زمانہ گذر گیا اور اب کل جُگ کا زمانہ ہے اور اس کے بعد پھر ایک اچھا زمانہ آئیگا ۔

باغ کے درخت کسدیوں کی روایات میں جو پیدایش کے بارے میں مروّج ہیں اور خصوصاً اِسدوبار کی کہانیوں میں دیوتاؤں کے درخت ۔ درختوں یا جنگل کا ذکر پایا جاتا ہے ۔ اور یہ دیوتاؤں کا درخت یا درختوں کا جھرمٹ اکثر پتھروں پر منقش ہوتا تھا یعنی بابل کے نگینوں اسوری محلّوں اور مندروں پر اُن کی تصویریں پائی جاتی تھیں اور جہاں کہیں یہ تصویریں مکمل ہوتی ہیں وہاں کروبیم بھی اس متبرک علامت یعنی درخت کی دونو جانب کھڑے دکھائی دیتے ہیں ۔

افریقہ کے جنگلوں میں بھی لوگوں کو یہ متبرک درخت ملتے ہیں ۔ چنانچہ ڈاکٹر لِونگ سٹون صاحب انجیر کے درخت کی نسبت جو ہمیشہ دیسیوں کے دِہات کے قُرب و جوار میں لگا ہوتا ہے یوں فرماتے ہیں " یہ درخت تمام افریقہ اور ہند میں متبرک سمجھا جاتا ہے اور اُس کی نرم نرم جڑوں کو جو زمین کی طرف جُھکی ہوتی ہیں تمام لوگ دوائی کے طور پر استعمال

کہتے ہیں۔ کیا یہ اس بات کی روایت نہیں کہ یہ درخت زندگی کے درخت سے مشابہت رکھتا ہے جو آرچ بشپ وِٹلے صاحب کے گمان کے مطابق لوگوں کو غیر فانی بنانے کے لئے فردوس میں استعمال کیا گیا ہوگا؟

سوال برپا ہوتا ہے کہ وہ کونسا پیڑ تھا جس کا پھل کھانے کی ممانعت ہمارے پہلے ماں باپ کو کی گئی تھی؟ ربّی مائر صاحب فرماتے ہیں کہ وہ گیہوں کا درخت تھا۔ اور ربّی جی ہُودا کے خیال میں وہ انگور کا پیڑ تھا۔ ربّی آبا کہتے ہیں کہ وہ فردوس کا سیب تھا۔ اور ربّی جوسی کے نزدیک انجیر کا پیڑ تھا۔ وہ اِس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ جب آدم و حوّا فردوس سے نکالے گئے تھے اُس وقت انھوں نے اُسی کے پتّے اوڑھنے کے لئے استعمال کئے تھے۔ ایک ایرانی کہانی جو بعد میں اہل عرب کے درمیان مروّج ہوئی یہ ہے کہ وہ ممنوعہ پھل گیہوں تھا جو ایک ایسے درخت میں لگا ہوا تھا جس کا تنہ سونے کی اور جس کی شاخیں چاندی کی طرح تھیں۔ اس کی ہر شاخ میں پانچ پانچ چمکتی ہوئی بالیں لگی ہوئی تھیں اور ہر بال میں پانچ پانچ دانے تھے جو قد میں شتر مرغ کے انڈے کے برابر تھے۔ خوشبو میں مشک عنبر کی طرح اور شیرینی میں شہد کا مزہ رکھتے تھے۔ جنوبی امریکہ کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ کیلے کا درخت تھا جس کے ریشے صلیب کی مانند ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آدم نے شروع ہی سے اس درخت کے ریشوں کے وسیلے نجات کے راز کو جان لیا تھا۔ سینٹ وِنسنٹ کے باشندے کہتے ہیں کہ وہ تمباکو کا پیڑ تھا۔

آزمایش کے کام میں سانپ کی وساطت

یہ بات صاف ظاہر ہے کہ کسدی کہانیوں کا تیامت یعنی سمندر کا اژدہا پیدایش کی کتاب کے سانپ کی مانند آدم کے گر جانے سے تعلّق رکھتا ہے۔ بلکہ یُوں کہنا چاہیئے کہ حقیقت میں اس سے وہی سانپ مراد ہے۔ اس سانپ کی شکل جیسی کہ نگینوں پر کندہ ہے مثل اژدہے کے ہے۔ سر اُس کا گوشت خور جانور کی مانند ہے۔ جسم پر مچھلی کی طرح چھلکے اور پنجے عقاب کے پنجوں کی طرح اور پُشت پُر دار ہوتی ہے۔ اس کا ایک عجیب اور قدیم نمونہ لندن کے عجائب خانہ میں پایا جاتا ہے جس میں دو شکلیں پائی جاتی ہیں جن میں سے ہر ایک درخت کے دونو جانب پھل کی طرف ہاتھ پھیلائے بیٹھی ہے اور اُن کے پیچھے ایک سانپ لٹک رہا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ قدیم سنگ تراشی میں کوئی شکل یونہی اٹکل سے نہیں بنائی جاتی تھی بلکہ ہر ایک شکل

یا تو کسی اصلی یا قیاسی واقعہ یا کسی شخص کے حالات کو ظاہر کیا کرتی تھی جس کا ذکر اُن کی کہانیوں میں پایا جاتا تھا۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ انسان کے گرنے کے بارے میں کوئی کہانی مانند اُس کے جو پیدائش کی کتاب میں درج ہے اہل بابل کے درمیان ضرور مروّج ہو گی۔ خلقت کے متعلّق کسدی روایتوں میں جو اژدہا انسان کا ورغلانے والا ہے تیامت سے نکلا ہے جو سمندر اور ابتری کا بانی ہے۔ اور وہ اُس ابتری اور بے ترتیبی کی رُوح کا جامع ہے جو دنیا کی پیدائش کے وقت دیوتاؤں کی مخالف تھی۔

سانپ کی بربادی کے بعد انسان کے پھر بحال ہونے کا وعدہ اُن غربی اور شرقی کہانیوں سے ظاہر ہوتا ہے جن میں سانپ کا ذکر پایا جاتا ہے مثلاً یونانی روایت ہے کہ ہسپیریڈیز کے باغ میں تین بہنیں لیڈن نامی اژدہا کی مدد سے ایک درخت کی حفاظت کرتی تھیں جس میں سنہلے سیب لگے ہوئے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ ہرقل کی مہمّات میں سے ایک مُہم یہ تھی کہ وہ ان سیبوں کو اپنے قبضہ میں لائے۔ بعض پرانی کہانیوں میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ وہ سانپ کو مار کر اُن سیبوں کو اپنے قبضے میں لایا۔ پھر ہرقل کی نسبت ایک اَور کہانی مروّج تھی اور وہ یہ کہ اُس نے اُس سانپ کو اپنے گہوارے میں مار ڈالا تھا جسے جُونو دیوی نے بھیجا تھا کہ ہرقل کو مار ڈالے۔ اپالو کے حق میں یہ روایت مروّج تھی کہ اُس نے مشہور سانپ پائتھون کو مارا تھا۔ اب یہ سب کہانیاں اُسی ماخذ سے نکلی ہیں۔ ہندوؤں کی روایتوں میں بدرُوحوں کے بادشاہ کو سانپوں کا بادشاہ کہا ہے اور اُن کا دوزخ بھی انہی زہریلے جانوروں سے بھرا ہُوا ہے جو ایک دہشت ناک طور پر پیچ در پیچ لپٹے پڑے ہیں۔ کرشن نے جو پرماتما کا اوتار سمجھا جاتا ہے اس بڑے سانپ پر حملہ کر کے اُسے جان سے مار ڈالا تھا۔ اور کئی ہندو تصویروں میں وہ اس شکل میں نظر آتا ہے کہ گویا سانپ کے سر کو اپنے پاؤں تلے دبائے کھڑا ہے۔ ہر قوم کے لوگ سانپ سے طبعی ڈر رکھتے ہیں اور سب یہی چاہتے ہیں کہ اُس پر ذرا رحم نہ کیا جائے۔ بلکہ اُس کا سر پاؤں تلے کچل ڈالا جائے۔ ممکن ہے کہ ان باتوں کا آدم کے گرنے کے افسوس ناک واقعہ سے کچھ بھی تعلق نہ ہو۔ تاہم اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایک ایسا مخلوق جو بنی آدم کے ساتھ شمہ بھر ہمدردی نہیں رکھتا جس سے کسی طرح کے دوستانہ سلوک کی توقع نہیں کی جا سکتی جو زہر سے پُر۔ سرد مہری سے معمور اور غلاظت سے بھرا ہُوا ہے۔ جو چُپ چاپ اور آہستہ آہستہ چوری سے دبی چال چلتا ہے حتّٰی کہ اُس کی

موجودگی کا اکثر کسی کو اُس وقت تک شک بھی نہیں گذرتا کہ اُس کے زہریلے دانت اُس کے شکار کے گوشت میں نہیں گھس جاتے۔ بیشک ایسا جانور دُنیا کی باقی مخلوقات میں سب سے بڑھ کر اس لائق تھا کہ آزمانے والے کا نشان ٹھہرے جس طرح بائبل کے شروع میں ہے اُسی طرح بائبل کے آخر میں بھی "وہی پُرانا سانپ یعنی شیطان" خدا اور انسان کا جانی دشمن ہے۔ (مکاشفہ ٢٠ : ٢)

گرجانے کے متعلق دیگر روایتیں آدم کے گرجانے کے متعلق سب سے عجیب روایتیں وہ ہیں جو مشرقی ممالک میں پائی جاتی ہیں۔ کینن رالنسن صاحب فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کے نزدیک گرنے کی خرابی رفتہ رفتہ اپنے آخری درجے تک پہنچی۔ مثلاً یونانی پہلے آدمی کے سنہلے زمانہ سے رفتہ رفتہ آہنی زمانہ تک پہنچتے ہیں اور یہ آہنی زمانہ وہی تھا جب اُن کے پہلے مصنّف اس دنیا میں موجود تھے۔ اسی طرح ہندو بھی آدمی کو دوسرے اور تیسرے جُگ میں سے گزار کر اُس چوتھے جُگ میں لاتے ہیں جسے وہ اپنے ایّام کا زمانہ سمجھتے ہیں۔ مگر بعض قوموں کے نزدیک انسان کا گرنا یک بیک وقوع میں آیا۔ مثلاً آخری ایرانی تصنیفات میں جن کی تصنیف کا زمانہ ٹھیک معلوم نہیں ایسا ذکر پایا جاتا ہے جو پیدایش کے بیان سے عجیب طرح کی مشابہت رکھتا ہے چنانچہ اس کے بموجب پہلا آدمی اور پہلی عورت ابتدا میں پاکیزگی اور بےگناہی کی حالت میں رہتے تھے۔ اور ارمزد نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ نیکی میں ثابت قدم رہیں تو اُن کو دائمی خوشی عطا کی جائیگی۔ وہ ایک باغ میں رہتے تھے اور اُس میں ایک ایسا درخت لگا ہُوا تھا جس کا پھل وہ کھایا کرتے تھے اور جو اُن کو زندگی اور بقا بخشتا تھا۔ مگر اہرمن نے جو بدی کی اصل ہے اُن کے آرام و راحت سے رشک کھا کر اُس باغ میں ایک اور درخت لگایا اور ایک بُری رُوح بھیجی جس نے سانپ کی شکل اختیار کر کے اُن کو بہکایا کہ اِس نئے درخت کا پھل کھائیں۔ اس پھل نے اُن کو بگاڑ دیا چنانچہ بُرے خیالات اُن کے دل میں جوش مارنے لگے اور نتیجہ یہ ہُوا کہ بجائے ارمزد کے اہرمن اُن کا معبود بن گیا اور وہ شیاطین کے قبضے میں آکر گناہ اور تکلیف کا شکار ہو گئے۔ اس کی نسبت عموماً یہ خیال ہے کہ اہل ایران نے یہ قصہ غالباً موسیٰ کی تصنیفات سے اخذ کیا تھا۔ چینی روایتیں بھی انسان کو اُس کی ابتدائی حالت میں بیگناہ اور خوشحال ظاہر کرتی ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وہ نامناسب درجے تک علم کی حرص رکھنے سے

یا خوشامد کے سبب اور یا عورت کے ورغلانے کے باعث گر گیا تھا۔

سانپ کی لعنت یہ صاف ظاہر ہے کہ کسدی کہانیوں میں سانپ اُس لعنت میں شامل ہے جو انسان کے گرنے کے وقت بھیجی گئی تھی۔ اور نیز یہ کہ دیوتاؤں نے اُن تمام تکلیفوں کو جو بنی نوع انسان کو ستاتی ہیں بنی آدم پر لعنت کے طور پہ بھیجا ہے چنانچہ انسان کی نسبت لکھا ہے کہ حلم اور حکمت اُس کو نقصان پہنچائینگے۔ خانگی جھگڑے اُس کے حصّے میں آئینگے۔ وہ ظلم کے پنجے میں گرفتار کیا جائیگا۔ دیوتاؤں کو ناراض کریگا۔ اپنی محنت کا پھل نہ کھائیگا۔ اُس کی مرادیں بر نہ آئینگی۔ وہ عبث دعائیں مانگیگا۔ دل اور بدن کی تکلیفیں اُس پر نازل ہونگی اور آیندہ زیادہ گناہ کیا کریگا۔

دُوسرا باب۔ طوفان۔

(پیدائش ۴-۹ باب)

پہلی فصل۔ طوفان سے پہلے دنیا کی حالت

عدن کا شرقی دروازہ۔ قائن اور ہابل کی پیدائش۔ اُن کی قربانیاں۔ قائن کی سزا۔ قائن اور سیت۔ قائن اور ہابل کی نسلیں۔ تمام بنی آدم کا ایک ہی اصل سے ہونا۔ قدیم تہذیب۔ عمر کی درازی اور اس کے متعلق روایتیں۔ دُنیا کی بدی۔

عدن کا شرقی دروازہ وہ کروبیم جو چمکتی ہوئی تلوار سے زندگی کے درخت کی حفاظت کرتے تھے باغ کی مشرقی جانب مقرر کئے گئے تھے۔ اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ آدم اور حوّا اُس قطعہ زمین کے مشرقی حصّے میں مقیم ہوئے جو روم اور ایران کی موجودہ حدِ فاصل سے بہت دور نہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ آدم اور حوّا کے گر جانے کے بعد بھی عدن کے اس مشرقی دروازہ کے نزدیک ایک جگہ ہوگی جہاں خدائے تعالیٰ چمکتی ہوئی روشنی کے وسیلے یا کسی اَور طرح اپنے تئیں ظاہر کیا کرتا تھا۔ اس جگہ کا نام "خداوند کا چہرہ" پڑ گیا تھا (پیدائش ۴/۱۴) ہماری بائبل میں عبرانی کا ترجمہ "تیرے حضور" کیا گیا ہے۔ غالباً یہی مقام وہ مقدس یا عبادت گاہ تھا جہاں ہمارے پہلے ماں باپ اور اُن کا خاندان اپنی قربانیاں چڑھایا کرتے تھے۔ اور پھر یہ بات بھی کسی قدر تسلیم کے قابل ہے (گو اُس کی مخالفت بھی کی گئی ہے) کہ خون کی قربانیاں خدا نے آدم کے گر جانے کے بعد ہی مقرر کر دی تھیں تاکہ اس طریقے سے انسان گناہ کی شناخت سیکھے اور معافی کی ضرورت محسوس کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اس عرصہ میں پاک اور ناپاک جانوروں میں بھی امتیاز قائم کیا۔ چنانچہ صرف پاک جانور ہی قربانی چڑھائے جاتے تھے۔ اور جب قربانی خدا کو منظور ہوتی تھی تو خدا اِس بات کو کسی ظاہری نشان سے آشکارا کیا کرتا تھا مثلاً اپنے حضور سے آگ بھیج کر اُسے جلا دینا اور جب

تا منظور ہوتی تو اس قسم کا کوئی نشان ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

قائن اور ہابل کی پیدایش آدم و حوّا کو باغ عدن سے نکلے بہت عرصہ نہ ہؤا ہوگا کہ قائن اور ہابل جو اُن کے سب سے بڑے بیٹے تھے پیدا ہوئے۔ دونو بھائی اپنے پیشوں اور خواہش میں ایک دوسرے سے بہت فرق نہیں رکھتے تھے۔ اُن میں سے ایک زمین جوتنے والا اور دوسرا بھیڑ بکریاں چرانے والا تھا معلوم ہوتا ہے کہ دونو اپنی عادتوں میں محتاط اور عبادتِ الٰہی کی طرف متوجہ تھے۔

اُن کی قربانیاں لیکن اُن کی قربانیوں میں بڑا فرق تھا جس سے اُن کی طبیعت اور خصلت کا فرق بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ قائن کی قربانی زمین کی پیداوار سے اور ہابل کی قربانی اُس کے جانوروں میں سے تھی۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ قائن اپنی قربانی کے وسیلے صرف اتنا تسلیم کرنا چاہتا ہوگا کہ خدا فقط دنیاوی چیزوں کا دینے والا ہے۔ لیکن ہابل اپنے ذبیحہ کے خون سے یہ ظاہر کرتا تھا کہ میں اپنے جرم کو پہچانتا اور خدا کی کفارہ بخش رحمت پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ مطلب خواہ کچھ ہی ہو اتنی بات تو نئے عہدنامہ کے کئی مقاموں سے صاف ظاہر ہے کہ ہابل نے اپنی قربانی ایمان کے ساتھ اور خدا کے وعدہ پر تکیہ کرتے ہوئے گذرانی (عبرانی $\frac{۱۲}{۲۴}$) اور وہ اِس حقیقت کو پہچانتا تھا کہ بغیر خون بہائے گناہوں کی معافی نہیں ہو سکتی قبولیت کا شرف ہابل کو نصیب ہؤا اور قائن اُس سے محروم رہا۔ لیکن اس مہربانی اور کرم کا جس سے ہابل ممتاز کیا گیا قائن پر یہ اثر پڑا کہ اُس کے دل میں حسد کی آگ جل اُٹھی جسے خدا کی ملامت بھی نہ بجھا سکی۔ بلکہ یہ خطرناک اور مہلک جذبہ بتدریج بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ "قائن نے اپنے بھائی ہابل پر حملہ کیا اور اُسے قتل کر ڈالا"۔ آدم اور حوّا کو جنہیں اپنے گناہ کا تلخ پھل اس قدر جلد کھانا پڑا یہ دیکھ کر کہ اُن کا پہلوٹھا بیٹا قاتل اور دوسرا بیٹا اپنے بھائی کا مقتول ہؤا کس قدر رنج اُٹھانا پڑا ہوگا۔

قائن کی سزا لیکن خدا نے قائن کو بہت جلد اس ہیبت ناک جرم کی بازپرس کے لئے طلب کیا۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ اُس کے گناہ نے اُسے فوراً پکڑ لیا۔ چنانچہ وہ خدا کی ظاہری حضوری سے خارج کیا گیا اور اپنے بھائیوں کی رفاقت اور صحبت سے نکالا گیا۔ اور زمین پر اُس کے سبب سے ایک نئی لعنت کا بوجھ آپڑا۔ گو اُس کی جان بخشی کی گئی تاہم عمر بھر اُس کو خوشی اور سلامتی نصیب نہ ہوئی۔ مشرق کی طرف بھاگ کر اُس نے [illegible] ایک

حسین بستی کی بنا ڈالی اور ایک قوم کا سرگروہ اور بانی ہوا۔ ایک یہودی روایت میں بیان ہے کہ وہ اپنے آخری ایام میں دیوانہ ہو گیا تھا۔ اور جنگلی حیوانوں کی طرح مارا مارا پھرتا تھا۔ اور اس کا شہر جس کا نام حنوک تھا بنی آدم کے بے دین اور دنیا پرست حصہ کا دار الحکومت بنا۔

قائن اور سیت

آدم کا ایک اور بیٹا سیت تھا جو اُس وقت پیدا ہوا جب اس کے باپ کی عمر ایک سو تیس برس تھی۔ وہ ہابل کا جانشین ہوا اور بنی آدم کے اس حصہ کا جو خدا پرست تھا سرگروہ ہوا۔ اغلب ہے کہ آدم کے فقط دو ہی بیٹے قائن اور سیت نہ تھے۔ بلکہ ماسوائے اِن کے اور بھی تھے (پیدائش ۵: ۴) ایک مشرقی روایت کے بموجب جو حقیقت میں بہت وقعت کے لائق نہیں آدم اور حوّا کے تینتیس لڑکے اور ستائیس لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ اُس کے دیگر فرزندوں کا ذکر غالباً اس لئے نہیں ہوا کہ ان میں سے کوئی نامور نہ تھا۔ اغلب ہے کہ جو لڑکے قائن اور سیت کے درمیان پیدا ہوئے (ہابل کو چھوڑ کر) وہ سب طبیعت اور مزاج میں قائن کی مانند ہونگے اور اُسی گروہ میں جا ملے ہونگے۔ پس جب تک سیت پیدا نہ ہوا تب تک ہابل کا کوئی ہم خیال و ہم مزاج جانشین نہ ملا۔ یعنی ایک ایسا جانشین جو ایمان سے چلتا۔ خدا کے سامنے اپنے جرم کو پہچانتا اور سوختنی قربانی کے وسیلے اپنا بھروسہ خدا کی خالص رحمت پر ظاہر کرتا ہو۔ کئی پشتوں تک دنیا کی آبادی کا حال اُس دریا کی مانند رہا جو دو شاخوں میں منقسم ہوتا ہے۔ یعنی یا تو لوگ قائن کی طرف رجوع ہوتے تھے اور یا سیت کی طرف۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ بیدین شاخ دوسری شاخ کی نسبت ایک سو تیس برس پہلے شروع ہو چکی تھی۔ پس تعجب کی بات نہیں کہ ان اسباب کی وجہ سے وہ شاخ جو زیادہ پھیل گئی بیدین اور دنیا پرست لوگوں کی شاخ ہو۔

قائن اور سیت کی دو نسلیں۔

قائن کی نسل دنیاوی خوشی اور راحت کے ساز وسامان کی تلاش میں سرگرم اور کامیاب ہونے کے سبب مشہور ہوئی۔ اور سیت کی اولاد سے جو دنیاوی کاموں کی پروا کم کرتی تھی بہت لوگوں نے دینداری میں شہرت پائی۔ قائن کی اولاد نے علم و ہنر اور صنعت کاری کی پیروی کی۔ چنانچہ یابل خیموں اور ایسے مکانوں کا جنہیں ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ لے جا سکتے ہیں موجد اور خانہ بدوش زندگی بسر کرنے والوں کا بانی ہوا جو مواشیوں کا شمار بڑھانے کے لئے موزون زندگی ہے۔ اور اُس کے بھائی یوبل نے گانے بجانے کے سازوں کو ایسی تکمیل دی کہ اُن کے سبب سے گانے بجانے والوں کے

درمیان علم موسیقی کا پیشوا سمجھا گیا تو بلقائن نے جو یابل اور یوبل کا سوتیلا بھائی تھا دھاتوں کی دستکاری میں اسی قسم کی شہرت حاصل کی۔ اور ایک یہودی روایت کے بموجب توبلقائن کی بہن نعمہ لباس گوٹہ کناری اور ہار سنگار کی ایجاد کرنے والی تھی۔ لیکن سیت کی اولاد میں سے کسی کا ذکر نہیں آیا جس نے اِن کاموں میں سے کسی کام میں شہرت پائی ہو۔ برعکس اس کے اُس کا نام اس بات سے روشن ہے کہ اُس کی نسل میں سے ایسے ایسے لوگ نکلے جیسے حنوک تھا جو خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور زندہ اُوپر اُٹھایا گیا۔ یا جیسے نوح جو اپنی ایمانداری کے سبب سے چُنا گیا تاکہ کشتی بنائے اور نوعِ انسان کو قائم رکھے۔

بنی آدم ایک ہی اصل سے ہیں نوشتوں کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام بنی آدم ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں اور اُنہوں نے ایک سیدھی سادی تہذیب کی حالت سے اپنی زندگی شروع کی۔ اور ابتدا میں وہ بہت علم نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ اُنہوں نے رفتہ رفتہ ایسے فنون میں جو قسم قسم کی آرایش اور زینت کو پیدا کرتے ہیں اور دیگر کارآمد فنون میں مہارت حاصل کی لیکن برعکس اس کے بعض لوگوں کی یہ رائے ہے کہ موجودہ مختلف قوموں میں ایسے فطرتی اور طبعی فرق پائے جاتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ قومیں ابتدا ہی سے جُدا جُدا پیدا ہوئی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سفید رنگ اور تیز طبع انگلوسکسن اور سیاہ فام اور کاہل مزاج حبشی۔ اور زعفرانی اور تانبے کے سے رنگ والی قومیں جو ایشیا۔ آسٹریلیا اور امریکہ میں پائی جاتی ہیں اس بات کی تصدیق کرتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس بات کے ساتھ بہت سی مشکلات وابستہ ہیں تاہم اگر اس بات پر غور کریں کہ انسان اور حیوان پر آب و ہوا۔ غذا۔ تعلیم اور کاروبار کے اختلاف کا بڑے بڑے زمانوں کے عرصے میں کیسا اثر پڑتا ہے اور اُس کے ساتھ اِس بات کو بھی نظرانداز نہ کریں کہ وہ اسباب جن سے یہ فرق پیدا ہوتے ہیں ابتدا میں بہ نسبت اس زمانہ کے زیادہ زورآور اور کارگر تھے جیسا کہ وہ اسباب زیادہ مؤثر تھے جن کے سبب سے لوگوں نے مختلف زبانیں وضع کر کے انہیں استعمال کرنا شروع کیا تو ہم نوشتوں کی اُس گواہی کو جو تمام بنی آدم کے ہم اصل اور ہم نسل ہونے کے بارے میں پائی جاتی ہے تجربہ کے برخلاف نہ پائینگے۔ علاوہ بریں جب ہم دیکھتے ہیں کہ گناہ تمام بنی آدم میں ایک ہی قسم کی صورتوں میں نظر آتا ہے اور انجیل ہر قوم کے لوگوں کو اپنا معتقد بنا لیتی ہے حتّٰی کہ وحشی سے وحشی قوموں میں سے بھی اُس نے بہتوں کو اپنا پیرو بنا لیا۔ اور اُن میں سے بہتوں نے اُسے قبول کیا اور

جہاں کہیں لوگوں نے اُسے قبول کیا وہاں اُس نے عجیب قسم کی تبدیلیاں پیدا کی ہیں یہاں تک کہ اُن لوگوں کو اعلیٰ درجے کی قوموں کی مانند بنا دیا تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ باتیں اس امر کا ثبوت ہیں کہ طبعی خاصیتوں کے لحاظ سے تمام بنی آدم ایک ہی ہیں اور ابتدا میں ایک ہی خاندان تھے۔

قدیم تہذیب بعض اشخاص کا گمان ہے کہ بنی آدم پہلے پہل وحشیانہ حالت میں پیدا ہوئے اور پھر رفتہ رفتہ تہذیب کی حالت تک پہنچے کیونکہ تہذیب ہمیشہ ترقی کی طرف مائل ہے چنانچہ وہ ہتھیار اور اوزار جن کی نسبت معلوم ہوا کہ وہ مختلف ممالک کے قدیم باشندوں سے تعلق رکھتے ہیں پتّھر۔ پیتل اور لوہے کے زمانوں پر دلالت کرتے ہیں یعنی جُوں جُوں لوگوں میں ان چیزوں کے استعمال کرنے کی لیاقت آتی گئی تُوں تُوں وہ ان کو استعمال کرتے گئے۔ اب یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس سادہ مگر نامکمل تہذیب کے ابتدائی اندازے یا پایہ سے لوگ گر بھی سکتے تھے اور بڑھ بھی سکتے تھے۔ اور ہمارے پاس اس بات کے ماننے کے لئے معقول وجوہ موجود ہیں کہ بہت لوگ اس درجے سے گر گئے اور بہت بڑھ گئے۔ پس اس میں شک نہیں کہ تہذیب ہمیشہ ترقّی کی طرف مائل نہیں رہی۔ مثلاً امریکہ کے وسط میں اب تک بہت سی چیزیں ایسی باقی ہیں جو ایک اعلےٰ درجے کی تہذیب پر اشارہ کرتی ہیں۔ لیکن وہ تہذیب جاتی رہی اور اُس کے بعد تانبے کے سے رنگ والے انڈین لوگوں کا زمانہ آیا جو ایک نہایت وحشی قوم ہے جو اپنی خوراک صرف شکار کے وسیلے حاصل کرتی ہے۔ ملک چین میں صدیوں سے تہذیب ایک ہی درجے پر محدود رہی ہے۔ پس تہذیب کی صحیح تاریخ میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جو پاک نوشتوں کے برخلاف ہو بلکہ برعکس اس کے کئی باتیں اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ انسان ایک سادہ سی تہذیب کی حالت میں پیدا ہوا اور اُس کے سامنے نئی نئی باتوں کو ایجاد اور نئی نئی حقیقتوں کو دریافت کرنے کا تمام میدان کھلا تھا اور اگر ایک طرف بعض لوگ کم و بیش تنزّل پذیر ہوئے تو اُن کے مقابلہ میں دوسری جانب اور لوگ نیچر کے علم اور صنعت و حرفت کی لیاقت میں ترقی کرتے گئے۔

عمر کی درازی اُس زمانہ کی سب سے بڑی اور عجیب خصوصیت یہ تھی کہ لوگوں کی عمریں بہت بڑی ہوتی تھیں۔ مثلاً آدم ۹۳۰ برس جیتا رہا اور متوسلح جس کی عمر سب سے بڑی تھی ۹۶۹ برس کا ہو کر مُوا اور باقی لوگوں میں سے بھی بہتوں کی عمریں قریباً اتنی اتنی لمبی ہوئیں

ظاہر ہے کہ یہ عجیب بات اس لئے وقوع میں آئی کہ بنی آدم کا شمار جلد ترقی کرے۔ علم و ہنر جلد فروغ پائے اور وہ قدیم عرفان اور کشف جو سچے خدا اور اُس کی عبادت اور آنے والے نجات دہندہ کی نسبت عطا ہؤا تھا محفوظ رہے۔ لیکن ہم تھوڑی دیر کے بعد دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے اس بات کو اور غرضوں کے حاصل کرنے کے لئے بگاڑ دیا۔ پس ضرور ہے کہ قدیم قوموں کی روایتوں میں ایسی ایسی عجیب باتوں کا ذکر پایا جائے کہ طوفان سے پہلے لوگوں کی عمریں دراز ہوتی تھیں اور کہ اُن دنوں میں "جبار" ہوتے تھے۔ یوسیفس اپنی تصنیفات میں اس بات کا بیان عجیب طور پر کرتا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "کوئی آدمی قدیم لوگوں کی عمروں کو اپنی عمروں کے ساتھ یا اُن تھوڑے سے سالوں کے ساتھ جو ہم کو اس دنیا میں ملتے ہیں مقابلہ کر کے یہ نتیجہ نہ نکالے کہ جو کچھ ہم نے اُن کی نسبت کہا ہے وہ لغو ہے۔ کیونکہ وہ قدیم لوگ جو خدا کے پیارے تھے۔ جن کو خدا نے اپنے دست مبارک سے ابھی ابھی خلق کیا تھا اور جن کی خوراک عمر کو دراز کرنے کے لائق تھی اتنے سالوں تک بخوبی زندہ رہ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ خدا نے اُن کی نیکی کے سبب اُن کو دراز عمریں عطا کیں اور نیز اس لئے کہ علم نجوم اور علم جیومیٹری (اقلیدس) کے متعلق نئی حقیقتیں دریافت کریں۔ اگر وہ چھ چھ سو برس تک نہ جیتے تو ایسا کبھی نہ کر سکتے۔ کیونکہ سالِ عظیم اتنے عرصے کے بعد ختم ہوتا ہے۔ اور جو کچھ میں نے کہا اس پر یونانیوں اور بربریوں کے درمیان وہ سب لوگ جنہوں نے پرانے زمانے کے حالات قلمبند کئے شہادت دیتے ہیں۔ بلکہ مینتھو جس نے مصر کی تاریخ تحریر کی۔ اور بروسس جس نے کسدی کتبے جمع کئے۔ اور موکس اور ہیسیٹس وغیرہ بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ علاوہ اُن کے ہائرانیمس مصری۔ اور وہ جنہوں نے تاریخ فنیکی تالیف کی ہے میرے بیان سے متفق ہیں۔ اور پھر ہیسیڈا۔ ہیکٹیس۔ ہیلنی کس اور کوسیلاس اور علاوہ اِن کے افورس اور نکولاس وغیرہ صاحبان بیان کرتے ہیں کہ قدما ہزار ہزار برس تک جیتے تھے۔

عمر کی درازی کے بارے میں روایتیں

رالنسن صاحب فرماتے ہیں کہ ایسی روایتیں کثرت سے پائی جاتی ہیں جو اس بات میں متفق ہیں کہ شروع میں انسان کی زندگی بہ نسبت اِس زمانے کے زیادہ لمبی ہوتی تھی۔ کم از کم سینکڑوں سالوں تک پہنچتی تھی۔ بابل۔ مصر اور چین کے لوگوں نے تو اس قدر مبالغہ کیا ہے کہ سینکڑوں کو ہزاروں تک

پہنچا دیا ہے۔ لیکن یونانیوں اور رومیوں نے کسی قدر زیادہ اعتدال سے کام لیا ہے چنانچہ اُنہوں نے انسان کی عمر کو ہزار یا آٹھ سو برس کے اندر اندر محدود رکھا ہے۔ ہندوؤں نے اس درازی کو اور بھی مختصر کر دیا ہے۔ چنانچہ اُن کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے جُگ میں لوگ ہر طرح کی بیماری سے آزاد تھے اور عموماً چار سو برس تک جیتے رہتے تھے۔ مگر دوسرے جُگ میں عمر کی لمبائی چار سو سے تین سو سال تک رہ گئی۔ تیسرے جُگ میں صرف دو سو برس رہ گئے۔ اور آخرکار چوتھے جُگ میں جو سب سے آخری جُگ ہے کل ایک سو سال رہ گئے۔ اہل چین کو یہ بات ایسی سچی معلوم ہوتی تھی کہ اُن کے ایک فغفور نے اپنے ایک رسالہ میں جو علم طب کے متعلّق تصنیف کیا اس بات کے دریافت کرنے کی کوشش کی کہ اس کا کیا سبب ہے کہ قدیم زمانے کے لوگوں کی عمریں زمانہ حال کے لوگوں کی عمروں کی نسبت زیادہ دراز ہوتی تھیں۔ اکثر سائنس کی بنا پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ عُمر کا اس قدر دراز ہونا ناممکن ہے مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ سائنس سچائی کے ساتھ اس معاملے میں کہ سکتی ہے وہ فقط اتنا ہے کہ انسانی بدن موجودہ ساخت کے ساتھ اتنی مدّت تک قائم نہیں رہ سکتا۔ وان ہلر اور بفن صاحب جیسے ہوشیار اور بیدار مغز طبیعی اقرار کرتے ہیں کہ ان حالتوں کی نسبت جن کا علم ہم کو پورا پورا حاصل نہیں یہ رائے دینا کہ یہ ہُوا یا وہ ہُوا امراسر ناممکن ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ شروع میں انسان کا بدن موت کے تابع نہ تھا۔ اور جب تابع ہُوا تو اُس وقت بھی سڑنے اور گلنے کی خاصیت اس قدر سریع الاثر نہ تھی جیسے کہ اب ہے کیونکہ اُس وقت خون موروثی امراض کی خرابیوں سے آزاد تھا اور نیز دیگر اسباب نے جو عمر کو کوتاہ کرتے ہیں ہنوز اپنا کام شروع نہیں کیا تھا۔ پس وان ہلر اور بفن جیسے صاحبان سے اتفاق کرنا زیادہ دانائی کی بات ہے بہ نسبت اُن جدید اعتراضوں کو قبول کرنے کے جو زیادہ صحیح اور پختہ سمجھے جاتے ہیں۔

دنیا کی بدی عمر کی درازی سے جو اخلاقی نتائج پیدا ہوئے اُن کی نسبت یہ کہ سکتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ عمر کی درازی سے نوع انسان کا فائدہ ہوتا وہ زیادہ بدی کا موجب ہوئی کیونکہ جب ہزار ہزار برس تک موت کا نام و نشان بنی آدم کے درمیان نظر نہیں آتا تو وہ روک جو گناہ آلود خواہشوں کو دبانے کے لئے موت اور خدا کی عدالت کے خوف سے پیدا ہوتی ہے جاتی رہتی ہے۔ اس لئے خدا پرست لوگ

ہمیشہ آنے والی سزا اور جزا کو یاد دلاتے رہتے تھے چنانچہ حنوک کی نبوّت کا خلاصہ جو یہوداہ کے خط کی آیات ۱۴ اور ۱۵ میں درج ہے ظاہر کرتا ہے کہ اُس زمانے کے لوگ آنے والی عدالت کی نسبت کیسے بے پروا تھے قابل غور بات یہ ہے کہ مذہب اور اخلاق کی خرابی قائن کی نسل کے درمیان جلد نہ پھیلی حالانکہ اُنہوں نے علم و ہنر میں بہت ترقی کی تھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم اور تہذیب مذہب سے جدا ہو کر دلوں کو پاک کرنے یا سوسائٹی کو خرابی سے بچانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لمک جو قائن کی اولاد میں سے تھا پہلا شخص ہے جس نے دو سے زیادہ بیویاں کیں۔ اور وہ خرابی جو قائن کی نسل میں بہت پھیلی ہوئی تھی اُس وقت بالکل عالمگیر ہو گئی جب قائن اور سیت کی اولاد نے آپس میں شادی بیاہ کرنا شروع کر دیا (پیدائش ۶:۲) البتہ سیت کے اضلاع میں کہیں کہیں کوئی چمکتا ہوا ستارہ دکھائی دیتا تھا۔ مگر ایسی ایسی مستثنےٰ حالتوں کو چھوڑ کر باقی دنیا کو قائن کی اولاد کی بداخلاقی کے اندھیرے نے تاریک کر رکھا تھا۔ آدمی کی شرارت صفحہ عالم پر انتہا درجے تک پھیل گئی اور ہر جگہ چشمہ کی طرح انسانی دل سے ناواجب تصورات کی ندیاں بہتی تھیں دنیا میں۔ بیجا ظلم و ستم کے افعال سرزد ہوتے تھے۔ خونریزی کا بازار ہر جگہ گرم تھا اور کوئی شخص زندگی کو متبرک نہیں جانتا تھا۔ الغرض تمام زمین ظلم اور کشت و خون سے پُر تھی اور خدا نے معمولی تنبیہوں اور اصلاحوں کو اس بڑھی ہوئی بدی کے [illegible]ین ناکافی سمجھ کر دنیا کو طوفان سے برباد کرنے کا ارادہ کیا۔

دوسری فصل

کشتی کا بنایا جانا۔ طوفان۔ کشتی کو چھوڑنا۔ قربانی۔ قوس و قزح۔ نوح کے ساتھ عہد۔

کشتی کا بنایا جانا اس عالمگیر بدی کے بیچ جو دنیا میں پھیلی ہوئی تھی صرف ایک ایماندار شخص بے ایمانوں کے درمیان پایا گیا نوح لمک کا بیٹا تھا جو ایک دیندار شخص تھا۔ جس نے زمین کی لعنت کا بوجھ خوب محسوس کیا اور جس نے اپنے بیٹے کی پیدائش کے وقت الہام سے یہ نبوّت کی تھی کہ میرا بیٹا تسلّی کا باعث ہوگا۔ لیکن اُس کی نبوّت کی صداقت کے ظاہر ہونے

سے پہلے سو سال کا عرصہ گذرنا ضروری تھا۔ نوح کی عمر کوئی پانسو برس کی ہو گی جب خدا نے اُسے اپنے اس ارادے سے آگاہ کیا کہ میں دنیا کو طوفان سے ہلاک کرنا چاہتا ہوں اور اُسے یہ حکم دیا کہ تُو اپنے خاندان اور حیوانات کی حفاظت کے لیئے ایک کشتی بنا۔ عموماً مانا جاتا ہے کہ اُس کشتی کے بنانے میں قریباً ایک سو بیس برس لگے اور اس عرصے میں دُنیا کو مہلت دی گئی۔ نوح نے جو راست بازی کی منادی کرنے والا کہلاتا ہے لوگوں کو دعوت دی کہ توبہ کریں۔ اور اپنی راہوں کی اصلاح کریں مگر اس کی دعوت رائگاں گئی۔ کشتی کا طول ۳۰۰ ہاتھ عرض ۵۰ ہاتھ اور اونچائی ۳۰ ہاتھ تھی۔ اور اگر ہم کڈو صاحب کے حساب کے مطابق ایک ہاتھ کو ۲۲ انچ کے برابر سمجھیں تو یہ کشتی ۵۴۷ فٹ لمبی۔ ۹۱ فٹ چوڑی اور ۴۷ فٹ اونچی تھی۔ اب ہم یہ خیال نہ کریں کہ ایسی لمبی چوڑی کشتی کا تعمیر کرنا اُس زمانہ کی صنعت و حکمت کے اندازے سے بعید تھا کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں لوگوں کو ایسی بڑی چیزیں بنانے کا بڑا شوق تھا۔ پس اغلب ہے کہ صنعت و حرفت اس درجے تک ترقی کر گئی ہوں کہ اس قسم کی کشتی کا بنانا ناممکن نہ ہو۔ اس کشتی میں نوح اور اس کی بی بی اور تین بیٹوں اور ان کی جوروؤں کے علاوہ مختلف اقسام کے تمام حیوان۔ پرندے اور رینگنے والے جاندار بھی جمع کئے گئے تھے۔ پاک اقسام میں سے سات سات اور ناپاک اقسام میں سے دو دو لئے گئے تھے۔ اور جب سب کچھ تیار ہو گیا تو القادر نے اپنے دست مبارک سے کشتی کے دروازے کو بند کیا اور آسمان کی کھڑکیوں اور سمندر کے چشموں نے ہلاکت کے عناصر کو انڈیلنا شروع کیا اور یہ کام زور و شور کے ساتھ چالیس رات تک برابر جاری رہا۔

طوفان بائبل میں اُن ہیبت ناک نظّاروں میں سے ایک نظارہ کی بھی تصویر نہیں دی گئی جو طوفان کے وقت وقوع میں آئے۔ وہ صرف اتنا بتاتی ہے کہ پہاڑوں کی چوٹیاں پانی سے چھپ گئی تھیں۔ اور ہر ایک جاندار جو دنیا کی سطح پر چلتا تھا مر گیا تھا۔ اتنا بتا کر وہ اِس حادثہ کو چھوڑ دیتی ہے تاکہ اُن ہولناک واقعات کی جو اس بیان سے ظاہر ہوتے ہیں ہم آپ اپنے لئے تصویر کھینچیں۔ سب سے پہلے ہماری آنکھ کے سامنے ایک جدوجہد کا نظارہ آ جاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ گویا جسیم اور قوی ہیکل اشخاص طغیانی و تلاطم کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اپنے اپنے خاندانوں کو ایک اونچی جگہ سے دوسری اونچی جگہ پر

لئے جاتے ہیں مگر یہ دشمن اُن کا تعاقب نہیں چھوڑتا۔ اس کے بعد دوسرا یہ نظارہ سامنے آتا ہے کہ وہ لوگ جو طوفان سے بچنے کی کوشش کر رہے تھے آخر کار اس مخالف سے شکست کھا کر موت کا شکار ہوتے جاتے ہیں۔ زرد و زرد لاشے جا بجا اس طرح بہتے پھرتے ہیں جس طرح بحرِ ناپیدا کنار کی سطح پر ٹوٹے ہوئے جہاز کے ٹکڑے بہتے پھرتے ہوں۔ اور آخری نظارہ جو آنکھ سے گذرتا ہے خاموشی اور بربادی کا نظارہ ہے سمندر کی بے لطف وسعت کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا اور سوائے سمندر کی موجوں کے شور کے اَور کوئی صدا کان میں نہیں پڑتی۔ اُس وقت کشتی کے اندر کیسے سنجیدہ خیالات پائے جاتے ہونگے۔ وہ آٹھ جانیں جو نجات کے لئے چُنی گئی تھیں واقعی اُس وقت پاک خوف سے گھر گئی ہونگی اور ضرور اُنہوں نے اپنے حیرت سے پُر اور حمد سے بھرے ہوئے دلوں کو خداوند کے حضور اُنڈیلا ہوگا۔

کشتی کو چھوڑنا کئی ماہ تک کشتی اس بے کنار سمندر پر بہتی رہی۔ پھر رفتہ رفتہ طوفان کے فرو ہونے کے آثار نمودار ہونے لگے۔ اور نوح کے داخل ہونے سے سات ماہ بعد کشتی اراراط کے پہاڑوں پر جا لگی اور اتنا ہی عرصہ اَور گذرا کہ نوح نے اِس چند روزہ قفس کو چھوڑنے کا حکم پایا۔ کشتی کو چھوڑنے سے پہلے اُس نے ایک کوّے کو چھوڑا لیکن وہ لوٹ کر نہ آیا پھر ایک ہفتہ کے بعد ایک کبوتری کو چھوڑا اور وہ شام کے وقت اپنی چونچ میں زیتون کی پتّیاں لئے ہوئے واپس آئی اور جب ایک ہفتہ اَور گذر گیا تب اُس نے اُسی کبوتری کو پھر چھوڑا لیکن وہ پھر واپس نہ آئی۔

قربانی کشتی کو چھوڑنے کے بعد نوح نے جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ اُس نے ایک مذبح تعمیر کیا اور اُس پر ایسی قربانی چڑھائی جو غالباً آگے کبھی خدا کے حضور نہ چڑھائی گئی تھی اُس نے "سب پاک چوپائیوں اور پرندوں میں سے لے کر سوختنی قربانیاں چڑھائیں" اور اس قربانی کی خوشبو یہوّاہ کے لئے نہایت خوشنما اور پسندیدہ ٹھہری نوح اور اُس کے خاندان کی تسلّی اور اطمینان کے لئے۔ کیونکہ وہ لوگ یہ سوچ کر کہ مبادا یہ آفت ناگہانی پھر کبھی لوٹ آئے ضرور گھبرا گئے ہونگے۔ خدا نے فرمایا کہ پھر کبھی دنیا میں ایسا طوفان نہ آئیگا۔

قوس و قزح اور قوس و قزح اُس عہد کا جو نوح کے ساتھ کیا گیا نشان ٹھہری ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ آیا یہ قوس و قزح اُس وقت پہلی مرتبہ دکھائی دی یا اُس نے اُس وقت عہد کے وثوق کو ظاہر کرنے کے لئے مُہر کا کام دیا۔ کیمل صاحب نے اپنی انگریزی نظم

ہیں اس نظّارہ کی عجیب تصویر کھینچی ہے۔ اُس کا ترجمہ نثر میں پیش کیا جاتا ہے۔

'' اے آسمانی عہد۔ جب تُو سرسبز زمین پر جس نے طوفان سے رہائی پائی تھی منوّر ہوا۔ اُس وقت تیرے متبرک نشان کو دیکھنے کے لیئے کس طرح دنیا کے بزرگ آبا باہر نکل آئے اور ہر ایک ماں نے اپنے بچّے کو اُوپر اُٹھا لیا تاکہ خدا کی دھنک کو برکت دے۔''

نُوح کے ساتھ عہد اس وقت خدا نے نوح اور اُس کے بیٹوں کو برکت دی اور جس طرح آدم کو زمین عطا ہوئی تھی اُسی طرح نوح کو عطا کی گئی اور تمام ادنےٰ حیوانات پر حکومت کرنے کا حق ازسرِ نو بخشا گیا۔ اس وقت پہلی مرتبہ یہ اجازت بھی دی گئی کہ اگر چاہیں تو اُن کا گوشت بھی کھایا کریں۔ مگر اس کے ساتھ اس بات کی بھی تاکید کی گئی کہ خون جس میں جان پائی جاتی ہو کبھی نہ کھائیں اور جو شخص اپنے ابنائے جنس کا خون کریگا وہ اپنے جرم کے عوض میں اپنی جان کھوئیگا۔ پس بنی آدم نے ازسرِ نو خدا کی برکت سے ملبس ہو کر نجات یافتہ لوگوں کے طور پر جو اپنے باپ نوح کے ایمان کے سبب سے بچائے گئے تھے زمین پر زندگی شروع کی۔

تیسری فصل۔ طُوفان کی روایتیں اور نشانیاں۔

روایتوں کی تعداد اور اقسام۔ کسدی روایتیں۔ یونانی روایتیں۔ اہل چین اور اہل امریکہ کی روایتیں۔ اراراط کے نزدیک زمین کا نشیب۔

روایتوں کی تعداد اور تقسیم بائبل کی تاریخ کا اَور کوئی واقعہ ایسا نہیں جس کا ذکر قدیم روایتوں اور کہانیوں میں اتنا پایا جاتا ہو جتنا طوفان کا پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر بنی آدم کی اُن تینوں شاخوں کی روایتوں میں پایا جاتا ہے جن میں عالموں نے اُسے تقسیم کیا ہے۔ یعنی سام۔ آریا اور تُورانی ہر سہ شاخوں میں اس کی روایتیں پائی جاتی ہیں اور یہ روایتیں عموماً ان ملکوں میں زیادہ صحیح اور زیادہ مفصل پائی جاتی ہیں جو اُس جگہ کے نزدیک واقع تھے جہاں کشتی طوفان کے بعد ٹھہری

کسدی روایتیں یہ روایتیں نہایت عجیب معلوم ہوتی ہیں بسبب اُس مشابہت کے جو اُن میں اور پیدایش کی کتاب کے بیان میں پائی جاتی ہے۔ اُس روایت سے جو مؤرخ بروسس نے قلمبند کی ہے ظاہر ہوتا ہے کہ کروناس دیوتا نے خسوتھرس کو دکھائی دے کر یہ خبر دی کہ ایک طوفان آنے والا ہے جس سے تمام بنی آدم برباد کئے جائینگے اور اُس کو حکم دیا کہ تم ایک کشتی بناؤ اور اُس میں تم اور تمہارے احباب معہ مختلف حیوانات کے داخل ہوں اور بغیر خوف کے اپنے آپ کو سمندر کے حوالہ کر دو۔ جب طوفان کم ہونے لگا جانور کشتی سے چھوڑے گئے پر وہ پہلی مرتبہ جلتے ہی لوٹ آئے۔ دوسری مرتبہ اُن کے پاؤں کیچڑ سے بھر گئے۔ تیسری دفعہ واپس نہ آئے اور کشتی آرمینیا کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر اٹک گئی۔ طوفان کا اور بھی زیادہ مفصّل حال موجودہ زمانہ میں سمتھ صاحب نے اُن کسدی کتبوں سے دریافت کیا ہے جو ملک اسور سے دستیاب ہوئے ہیں۔ الدوبار جسے صاحب موصوف نمرود خیال کرتے ہیں ہیسدرا کے پاس جو نیکوکار آدمی تھا اور اکیلا طوفان کی آفت سے بچ نکلا تھا جاتا ہے اور اُس سے اُس کی داستان سُنتا ہے۔ ہیسدرا بیان کرتا ہے کہ ہیا دیوتا مجھے دکھائی دیا اور اُس نے مجھے خبر دی کہ دیوتاؤں کا ارادہ ہے کہ بنی آدم کو اُن کے گناہوں کے سبب سے برباد کریں۔ سو تُو اتنی لمبی اور اتنی چوڑی کشتی (پیمایش اس کی اچھی طرح معلوم نہیں ہوئی) تیار کر اور اُس میں اپنا اناج۔ اسباب۔ سب چیزیں۔ اپنی دولت باندیاں۔ کنیزیں اور نوجوان آدمی اور میدان کے حیوانات و بہایم جمع کر۔ پھر اُس (یعنی ہیا) نے وعدہ کیا کہ میں خود دروازہ بند کر دونگا اُس پر میں (ہیسدرا) نے ملامت کی اور کہا کہ لوگ مجھے ٹھٹھوں میں اُڑائینگے وغیرہ۔ تاہم میں جہاز بنانے کے کام میں (جس کی تفصیل دی ہوئی ہے) مشغول ہوا۔ اس کے بعد ہیسدرا بیان کرتا ہے کہ جب وہ جہاز تیار ہو گیا تو اُس پر تین پیمانے رال اندر کے رُخ اور اتنی ہی مقدار کے قریب باہر کی طرف ڈالی گئی۔ شمس یعنی سورج کے دیوتا نے طوفان کو بھیجا جو بڑی تیزی اور تُندی سے آیا اور تمام جاندار چیزوں کو سطح زمین سے برباد کر گیا۔ ساتویں روز طوفان ختم ہوا۔ اُس کے سات دن بعد ہیسدرا نے ایک فاختہ کو چھوڑا جو لوٹ کر واپس آئی۔ پھر ایک ابابیل کو چھوڑا۔ وہ بھی واپس آیا۔ اس کے بعد ایک کوّے کو چھوڑا مگر وہ نہ لوٹا۔ پہاڑ کی اُس چوٹی پر جہاں اُس کی کشتی ٹھہری تھی اُس نے ایک مذبح بنایا۔ اور جس وقت ترکاریاں جو اُس پر چُنی تھیں

جلنے لگیں دیوتے مکھیوں کی طرح منڈلانے لگے وغیرہ۔ بیل دیوتا اُسے مارنا چاہتا تھا مگر نبت نے آکر اس کے غضب کو ٹھنڈا کیا۔ پھر ہیسسدرا کے پاس ہبیا آیا۔ اُسے ہاتھ سے پکڑا اور ملک کی طرف لے گیا وہاں اُس کے عہد باندھا۔

اب یہ قصّہ گو بعض بعض باتوں میں بائبل کے بیان سے کسی قدر فرق رکھتا ہے مگر اس کا خلاصہ مطلب بہت درجہ تک اُس کے مطابق ہے۔ ہم اس قصّے میں اس زمانہ کی بُت پرستی صاف صاف دیکھتے ہیں اور اس بات کو لوگوں نے اس کہانی میں ردّو بدل کر کے اُسے اپنی بُت پرستی کے مطابق بنا لیا۔ ان تمام بیانات میں عموماً لفاظی اور مبالغہ کی طرف میلان پایا جاتا ہے مگر بائبل کی تاریخ کی انتہا درجے کی سادگی اُس کی سچائی کا ایک اندرونی ثبوت ہے۔

یُونانی روایتیں آریا اور ہندی یورپی قوموں کے درمیان جو روایت پائی جاتی ہے وہ خاص توجہ کے لائق ہے۔ اس کے مختلف بیانوں میں کچھ کچھ فرق پایا جاتا ہے۔ لوسین کے قول کے مطابق طوفان بنی آدم کے گناہوں کی سزا کے لئے بھیجا گیا تھا۔ دیوکلیان اور اُس کے خاندان کے سوا سب بنی آدم تباہ ہوئے اور دیوکالیان اپنی دینداری کے سبب بچ گیا۔ ایک صندوق اُس کی حفاظت کے لئے مہیّا کیا گیا۔ جس وقت وہ اُس میں داخل ہو رہا تھا ہر طرح کے حیوان اور رینگنے والے جانور اُس کے پاس بھاگتے ہوئے آئے اور اس صندوق میں داخل ہوئے اور دیوتاؤں نے ان کو ایسی صلح جو خصلت عطا کی کہ وہ سب کے سب اُس میں چُپ چاپ بسر کرتے رہے اور جب طوفان تھم گیا اُن کو کشتی سے نکال دیا۔ کشتی پارناسس کی چوٹی پر لگی۔ اوروں نے اس طوفان کا بیان کسی قدر مختلف طور پر اور زیادہ تر شاعرانہ پیرایہ میں کیا ہے۔

اہل چین اور امریکہ کی روایتیں تورانی لوگوں کے درمیان چینی روایتیں بہت دلچسپ ہیں۔ مگر وہ روایتیں جو قدیم سے اہل امریکہ کے درمیان مروّج ہیں اُور بھی زیادہ عجیب ہیں۔ میکسیکو میں کئی ایسی تصویریں پائی گئی ہیں جن میں ایک مرد اور اُس کی جورو ایک کشتی یا تختہ پر بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اُن کے پیچھے ایک پہاڑ کھڑا ہے اور کئی پرندے مثل فاختہ و گدھ کے اُڑ رہے ہیں۔ پھر شمالی امریکہ کے چروکی انڈین میں ایک روایت مروّج ہے وہ یہ کہ ایک مرتبہ ایک ایسا طوفان آیا جس نے سب بنی آدم کو برباد کر دیا سوائے ایک

خاندان کے جو ایک کشتی میں داخل ہو کر بچ نکلا۔ اب یہ روایتیں جو اوپر درج کی گئی ہیں اُن روایتوں کے لیے جو ہر جگہ پائی جاتی ہیں مشتے نمونہ از خروارے کا کام کرتی ہیں۔ ان سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ طوفان کوئی کہانی یا وہمی اختراع نہیں بلکہ ایک تواریخی واقعہ ہے۔

اراراط کے نزدیک زمین کا نشیب جس جگہ کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کشتی وہاں ٹکی تھی اُس کے متعلق ایک بات بڑے غور کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ جو اضلاع اراراط کے مشرق کی طرف واقع ہیں، اُن کی سطح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی زمانہ میں پانی کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ یہ خطہ نہایت گہرا اور اردگرد کے اضلاع کی نسبت بہت نیچا ہے۔ پس یہی اُس کی خصوصیت تھی جس کے سبب سے وہ بہت جلد پانی میں ڈوب سکتا تھا۔ بحیرہ کیسپین کی سطح بحیرہ اسود سے ۸۳ فٹ نیچے ہے اور بڑے بڑے میدان جو نمک اور گھونگوں سے سفید ہو رہے ہیں ظاہر کرتے ہیں کہ عرصہ پہلے بحیرہ کیسپین آج کل کی نسبت بہت ہی وسیع ہوگا۔ ہرادوتس اور دیگر قدیم مورخوں کی تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا وقت تھا کہ بحیرہ ازوف وسعت میں بحیرہ اسود کے برابر تھا۔

چوتھی فصل - زمین کا ازسرِنو آباد ہونا۔

اراراط۔ بنی آدم کا گھوارہ۔ زندگی کا تخم۔ زندگی کے میدان میں۔ انسان کی نئی دوڑ

اراراط اراراط ان پہاڑوں کا نام ہے جن پر کشتی ٹکی تھی یا اغلب ہے کہ ان اضلاع کا نام ہو جہاں یہ پہاڑ واقع تھے (دیکھو یسعیاہ ۳۷/۳۸ اور یرمیاہ ۵۱/۲۷) اور وہ میدان جو اُس کے قرب وجوار میں واقع تھے۔ بنی آدم کے نئے آبا و اجداد کی رہائش گاہ ہوں۔ ایک صورت میں اراراط کا بھی وہی حال ہوا جو عدن کا ہوا یعنی مختلف ملکوں کے پہاڑوں نے اراراط ہونے کا اعزاز حاصل کرنا چاہا۔ لیکن اس میں شک کرنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ جس پہاڑ پر کشتی ٹکی تھی وہ آرمینیا کے اُن پہاڑوں میں سے ایک تھا جو اب تک اس نام سے مشہور ہیں۔

اراراط ایک قطعہ زمین کا نام ہے جسے دریائے سیحون سیراب کرتا ہے اور جو بحیرۂ اسود

اور بحیرۂ کیسپین کے درمیان واقع ہے۔ اس خطۂ زمین میں ایک پہاڑ جس کی دو چوٹیاں ہیں واقع ہے اسے عموماً اراراط کہتے ہیں۔ چھوٹی چوٹی کو اراراط خرد کہتے ہیں اور اونچی چوٹی سمندر کی سطح سے ۱۷۷۵۰ فٹ بلند ہے یا یوں کہیں کہ مانٹ بلینک سے ۱۵۰۰ فٹ اُونچی ہے۔ اہل فارس اُسے کوہِ نوح یعنی نوح کا پہاڑ کہتے ہیں۔ اُس کے اُوپر چڑھنا ایسا دشوار ہے کہ اُس پر چڑھنے کی کوشش لوگ بہت ہی کم کرتے ہیں۔

مسیحی درویشوں میں ایک روایت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس پر چڑھنا بالکل ناممکن ہے۔ کہتے ہیں کہ مقدّس گریگوری صاحب جنہوں نے اُس پر چڑھنے کی کوشش کی مارے تکان کے بار بار سو جاتے تھے اور جب جاگتے تو دیکھتے کہ جہاں سے روانہ ہوئے تھے پھر اُسی جگہ نامعلوم طور سے پہنچا دئے گئے ہیں۔

لیکن ۱۸۲۹ء میں پروفیسر پیرٹ صاحب نے جو جرمنی کے باشندے تھے چڑھنے کا قصد کیا پہلے تو وہ بھی دو دفعہ ناکام رہے لیکن تیسری مرتبہ چوٹی تک جا ہی پہنچے اور اُسے گول چبوترہ کی شکل پہ پایا جس کا قطر قریباً ۲۲۰ فٹ تھا یہ چوٹی دائمی برف کی بنی ہوئی تھی جسے نہ کوئی اینٹ اور نہ کوئی پتھر توڑ سکتا تھا۔ ہر ایک سیّاح کوہ اراراط کی عام صورت کا حال بڑی رقّت اور جوش کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

مثلاً موری آر صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی شے اُس سے زیادہ خوبصورت اور اُس کی اونچائی سے زیادہ ہیبت ناک نہیں ہے۔ اِرد گرد کے تمام پہاڑ اُس کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے وہ اپنے تمام حصوں میں مکمل اور خوش اسلوب ہے۔ نہ اُس کی سطح پر کُھردراپن پایا جاتا ہے اور نہ بدزیب اُونچے اُونچے ٹیلے اُبھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ہر شے میں ایک طرح کی مناسبت پائی جاتی ہے اور سب چیزیں مل کر اسے فطرت کے عجیب نظاروں میں سے ایک عجیب نظّارہ بنا رہی ہیں۔ سر رابرٹ کر پورٹر صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں کہ "جس جگہ میں کھڑا تھا وہاں سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا تمام دنیا کے بڑے بڑے پہاڑ ایک دوسرے پر انڈیل دئے گئے ہیں تاکہ مٹی اور پتھر کے قطعہ زمین کو پیدا کریں۔ اُس کے دونو سروں کی برفانی چوٹیاں صاف اور بادلوں سے آزاد آسمان میں شاہانہ تجمل کے ساتھ اُٹھ رہی تھیں۔ سورج اُن کے اُوپر بڑے جلال کے ساتھ چمکتا تھا اور اُس کے عکس سے ایسی تیز روشنی نکلتی تھی جو اَور سورجوں کی برابری کا دم بھرتی تھی"

یہ روایت کہ کشتی خاص اِسی پہاڑ پر ٹکی تھی بے بنیاد ہے اور وقعت کے لائق نہیں۔ اغلب ہے کہ اس پہاڑ کے جلال و شوکت کے سبب سے یہ روایت پیدا ہوئی ہو۔ جو الفاظ بائبل میں پائے جاتے ہیں وہ یہ ہیں کہ کشتی اراراط کے پہاڑوں پر ٹک گئی۔

بنی آدم کا گہوارہ جیسا ہم بیان کر چکے ہیں باغ عدن غالباً اراراط کے مشرقی دامن میں واقع تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ نوح اور اُس کے بیٹے کشتی سے اُتر کر اس زمین کو پھر اُسی جگہ سے آباد کرنے لگے جہاں سے آدم نے باغ عدن سے نکل کر اُسے آباد کرنا شروع کیا تھا۔ مغربی ایشیا کا یہ حصہ اَور جگہوں پر اس لئے فضیلت رکھتا ہے کہ یہ بنی آدم کا مولد ہے۔

زندگی کا تخم اس خطہ زمین میں صرف جسمانی زندگی ہی کا تخم نہیں بویا گیا بلکہ عقلی اور روحانی زندگی کا منبع بھی (گو خاص یہ جگہ نہ ہو) انہی اضلاع میں تھا۔ اگر ہم ایک ایسا دائرہ فرض کریں جس کا مرکز ہاران اور نصف قُطر چار سو میل کے قریب ہو تو اس میں یہ تمام مقام آ جائینگے۔ یعنی عدن۔ اراراط۔ بابل اور نینوہ جو علم اور تعلیم کے قدیم مقام تھے۔ اور مسوپوتامیہ جہاں خداوند نے اپنے تئیں ابراہیم پر ظاہر کیا۔ فنیکی جہاں تجارت اور عام سلامتی اور امن کے فنون نے فروغ پایا۔ ملک فلسطین جہاں بے شمار نبی۔ رسول اور مبشر پیدا ہوئے اور جو ہمارے خداوند کی پیدائش۔ کام اور موت کا منظر تھا اور ترسس جہاں پولوس پیدا ہوا اور ایشیا کوچک کا ایک حصہ جہاں رسولوں کی خدمات نے سرانجام پایا۔ مگر اب اس خطہ میں جہاں کسی زمانہ میں زندگی کثرت سے پائی جاتی تھی صدیوں سے تاریکی اور موت کا بازار گرم ہے۔

زندگی کے میدان میں انسان کی نئی دوڑ خدا نے اپنے تئیں اس وقت ایک نہایت پُر اثر صورت میں ظاہر کیا تھا۔ یعنی اوّل اُس صورت میں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ شریروں اور ناتائب لوگوں کا سزا دینے والا ہے۔ دوم اس صورت میں کہ وہ ایمانداروں کا نجات دہندہ ہے۔ اُس نے اپنی خصلت کے اُن خصائص کو اُس عہد سے مضبوط کیا جو اُس نے نوح کے ساتھ باندھا جب اُس نے اُس کے قبضہ کے لئے زمین اُسے پھر عطا کی۔ پس نوح اور اُس کے بیٹوں نے اپنی زندگی از سر نو گناہ اور فضل کے نئے تجربہ کے ساتھ شروع کی۔ جو واقعات

سرزد ہوئے اُن کا مدعا یہ تھا کہ اُن کے سبب سے نوح اور اُس کے بیٹوں کے دل میں خوفِ خدا زیادہ بڑھے۔ وہ خدا کی رحمت کو جس کے وہ لائق نہ تھے زیادہ محسوس کریں۔ اور اس بات کو پہچانیں کہ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اُس کی پاک مرضی کے مطابق اُس کی بندگی اور عبادت کیا کریں۔

تیسرا باب۔ تتّر بتّر ہو جانا۔

طُوفان سے لے کر ابراہیم کی پیدائش تک

(پیدائش ۹ - ۱۱ باب)

پہلی فصل۔ نُوح کے بیٹوں کا جا بجا آباد ہونا۔

نوح کا تاکستان۔ اُس کی نبوّت کا پُورا ہونا۔ یافث کی اولاد۔ حام کی اولاد اور سام کی اولاد۔

نُوح کا تاکستان کشتی کو چھوڑنے کے بعد نوح نے اپنا خیمہ غالباً کوہ اراراط کے کسی ڈھلوان حصہ پر یا اُس کی کسی وادی میں نصب کیا اور کاشتکاری کے کام کی طرف متوجہ ہُوا۔ جب وہ یہ کام کرنے لگا اُس نے انگور کی خاصیتوں سے واقفیت پیدا کی اور اُس کی اس خاصیت سے بھی (جس سے اُس نے خود بہت نقصان اُٹھایا) واقف ہُوا کہ اُس کے رس میں خمیر کے بعد نشہ پیدا کرنے کی صفت آ جاتی ہے۔ اور کم از کم ایک مرتبہ خود بھی اُس کی زہریلی تاثیر میں مبتلا ہُوا۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ کہنا کہ وہ پہلا شخص تھا جس نے انگور کے نشہ اور صفت کو دریافت کیا محض ایک گمان ہے۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ وہ لوگ جو طوفان سے پہلے تھے اس صفت سے ناواقف ہوں۔ پس اغلب یہ ہے کہ نوح جو کام پہلے کیا کرتا تھا وہ اَور قسم کا تھا مگر اب ضرورت کے تقاضا سے اُسے کاشتکاری کا کام اختیار کرنا پڑا۔ اور یُوں ذاتی طور پر اُن چیزوں سے واقفیت پیدا ہوئی جن سے وہ پہلے کسی طرح کا واسطہ اور تعلق نہ رکھتا تھا۔

اُس کی نبوّت جب وہ اپنے تاکستان کے پھل کا رس پی کر بیہوش ہو رہا تھا اُس وقت اُس کے بیٹے حام نے اُسے خیمہ میں ننگا اور بیہوش پڑا دیکھا اور بجائے اِس کے کہ ادب کے ساتھ اپنے باپ کے گناہ اور ذِلّت پر نوحہ کرے اُس نے یہ کیا کہ اپنے

دونو بھائیوں کو بُلالیا تاکہ اُس بڈھے کے ستر اور بیکسی کو دیکھ کر آپس میں مضحکہ اُڑائیں۔ لیکن بھائیوں کے دلوں میں اِس شرمناک نظارہ نے مختلف قسم کے خیالات پیدا کئے چنانچہ اُنھوں نے جلد اپنے باپ کی برہنگی پر پردہ ڈالا۔ جب نُوح کے نشے کا خمار دور ہُوا اُس نے نبوّت کی رُوح سے اپنے تینوں بیٹوں پر اُن کے کاموں کے مطابق سزا اور جزا کا فتوٰے دیا۔ واضح ہو کہ اُس وقت جب کہ دنیا غیر آباد تھی وہ تھوڑے سے لوگ جو اُس میں پائے جاتے تھے شخصی حیثیت کے اعتبار سے زیادہ تر ایسے سمجھے جاتے تھے گویا اپنی ساری اولاد کے قائم مقام ہیں۔ لہٰذا اس سزا اور جزا کے فتوے کا اثر نُوح کے تینوں بیٹوں کی نسبت زیادہ تر اُن کی اولاد پر پڑا۔ حام کے بیٹے کنعان کے حصے میں وہ سزا سب سے زیادہ آئی جو اُس کے باپ کے سبب نازل ہوئی تھی۔ سام کی اولاد برکت کی وارث ہوئی چنانچہ اُن کی نسبت یہ نبوت ہوئی کہ خدا ان کے ڈیروں میں رہیگا اور کنعانی اُن کے غلام ہونگے۔ اور جابجا پھیلنے کی برکت یافث کی اولاد کو دی گئی جس سے یہ مراد تھی کہ وہ زمین کے بہت بڑے حصّے پر پھیل جائینگے۔

اِس نبوّت کا پُورا ہونا بعد میں جو کچھ واقع ہُوا وہ مذکورۂ بالا نبوّت سے مطابقت رکھتا تھا۔ چنانچہ عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ افریقہ کا بہت سا حصّہ حام کی اولاد سے آباد ہُوا اور وسطی ایشیا کا بڑا حصہ سام کی اولاد سے اور بہت سا حِصّہ یورپ کا یافث کی اولاد سے بھر پور ہُوا۔ ایک آرمینی روایت کے بموجب حام کو سیاہ فام زنگیوں کا حِصّہ ملا سام کو گندمی رنگ لوگوں کا ملک اور یافث کو گلفام یا لعل گوں اشخاص کی مملکت نصیب ہوئی۔ کچھ عرصہ تک حام کی اولاد خصوصاً مصری۔ فنیکی اور کُوشی جو سلطنت بابل کے بانی تھے دنیا کی قوموں میں اعلےٰ درجہ رکھتے۔ اور سب سے زیادہ طاقتور سمجھے جاتے تھے۔ لیکن اُن کی سرفرازی کا زمانہ کچھ عرصہ بعد جاتا رہا چنانچہ کنعانیوں کا بہت حِصّہ اسرائیلیوں کا مطیع اور اُن کے ہاتھ سے برباد ہُوا۔ کُوشی قوم کے کسدیوں کو فتح نصیب بنی سام نے نیست کر ڈالا حتیٰ کہ فنیکی بھی جو اپنے مضبوط شہر کارتھج پر نازاں تھے اپنے دشمنوں کے سامنے کھڑے نہ رہ سکے۔ اگرچہ حام کی لعنت صرف کنعان کو منسوب کی گئی تھی تاہم اُس کا اثر کم و بیش اُس کی اولاد کی دوسری شاخوں پر بھی پڑا مثلاً افریقہ کے سیاہ فام حبشی کمزوری اور خواری کا مرادف سمجھے جاتے تھے۔ ایشیائی سرفرازی کے زمانہ میں سام پر خدا کی برکت

بڑے نمود کے ساتھ نازل ہوئی۔ اور خاص کر یہودیوں پر جو اُس کی اولاد کی اُس شاخ میں شامل تھے جس نے کنعانیوں کو نیچا دکھایا تھا۔ اور جس کے خیموں میں خدا "کوہ صیحون کے خیمہ" کے ذریعہ رہا کرتا تھا۔ لیکن بنی سام بہت ترقی کرنے والے نہ تھے بلکہ ایک ہی جگہ ٹکے رہنے والے لوگ تھے۔ طاقت۔ ارادہ اور ترقی کرنے والی قدرت میں یافث کی اولاد ان سب پر سبقت لے گئی۔ البتّہ کئی زمانوں تک یافث کی نسل گمنام سی رہی مگر وہ اُس عرصہ میں اپنی قوّتِ بازو کو یورپ اور شمالی ایشیا کے دور افتادہ میدانوں میں وحشی اور جنگی مشغلوں سے بڑھا رہی تھی۔ اور اب دو ہزار برس سے زیادہ عرصہ ہوا کہ اُس کی شاخیں تمام دنیا میں سب سے زیادہ زورآور سمجھی جاتی ہیں۔ ہر سال یافث کی نسل روئے زمین پر زیادہ زیادہ پھیلتی جاتی ہے۔ پس ہم کہ سکتے ہیں کہ ملکوں کے ملک بنی یافث سے بھرے پڑے ہیں اور ہر جگہ اُن کا نقش پا دکھائی دیتا ہے خواہ وہ وہاں رہنے کے لئے گئے ہوں خواہ تاجر بن کر وارد ہوئے ہوں۔

یافث کی اولاد جُمر کی نسبت جو یافث کا سب سے بڑا بیٹا تھا گمان کیا جاتا ہے کہ وہ ان قوموں میں سے بہت سی قوموں کا بانی تھا جنہوں نے یورپ اور اُس کے بہت سے جزیروں کو آباد کیا۔ جن میں سے کئی ایک کے نام میں (مثلاً جرمن۔ کِمبری۔ کُمبری۔ کمبرائی کرنمبا میں) اب تک جمر کے بڑے بڑے حروف صحیح یا اُن کے سے دیگر قریب المخرج حروف پائے جاتے ہیں۔ یاجوج سے اہل سنتھیان نکلے ہیں۔ مادی سے مدیانی۔ یوتان سے یونانی اور تیراس سے اہل تھریس۔ اسکناز کی نسبت جو جُمر کا بڑا بیٹا تھا یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اُس نے بحیرۂ اسود کے ساحل کو آباد کیا جس کا پہلا نام اکسی نس پڑ گیا اور جو بعد میں یُگزین کہلانے لگا۔ ماجوج۔ توبل اور مسک کا ذکر حزقی ایل (باب ۳۸: ۲ و ۱۴ و ۱۵) کرتا ہے کہ وہ شمال میں آباد ہوئے۔ اور شاید اُن کے ناموں کا کچھ کچھ سراغ الفاظ مغل۔ منگولیا۔ ٹوبالسکی۔ ماسکو اور ماسکووی وغیرہ میں اب تک ملتا ہے۔ اب یا تو ان میں سے اور یا یافث کی اولاد کی اُن شاخوں میں سے جنہوں نے جزیروں یا "غیر قوموں" کے دور دور کے ساحلوں کو آباد کیا یورپ کی بڑی بڑی قومیں مثل اہل یونان و روم کے نکلی ہونگی۔

حام کی اولاد معلوم ہوتا ہے کہ حام کے بیٹوں میں سے اُس کے بڑے بیٹے کوش نے اَوروں کی نسبت زیادہ اضلاع آباد کئے۔ اُن میں ایک کوش کی سرزمین (ایتھوپیا)

تھی جس کا ذکر باغ عدن کے بیان میں آتا ہے (پیدایش ۲/۱۳) یہ وہ خطہ تھا جو بحیرہ کیسپین کے قرب و جوار میں واقع تھا۔ ماسوائے اِس کے ایک اَور ضلع بھی اِسی نام کا تھا اور وہ بڑا تھا یعنی ایتھیوپیا کی مشہور سرزمین جو ملک مصر سے پرے واقع تھی۔ کوش کا ایک بیٹا نمرود تھا جو بڑا شکاری اور جبّار آدمی تھا۔ وہ مسوپوتامیہ کی پہلی بڑی سلطنت کا بانی تھا۔ مصر یا مصرائیم مصریوں کا دادا تھا۔ عبرانی میں سرزمین مصر کو ہمیشہ مصرائیم کہا ہے اور اس ملک کے موجودہ ناموں میں سے بھی ایک نام مصر ہے۔ ماریتانیا اور افریقہ کے دیگر حصّوں کو جو بہت دور واقع ہیں آباد کرنے والا فُوط سمجھا جاتا ہے اور کنعان جو حام کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا فنیکی قوم کا اور اُن قوموں کا مُوجد سمجھا جاتا تھا جو اپنے گناہوں کے سبب ملک کنعان سے خارج کی گئی تھیں تاکہ بنی اسرائیل کے لئے جگہ خالی ہو۔ حت کے بارے میں جو کنعان کے بیٹوں میں سے تھا یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک بڑی قوم کا بانی تھا کیونکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حتّی مشرق کی سب سے بڑی قوموں میں سے ایک قوم تھی۔

سام کی اولاد سام کے بیٹے عیلام۔ اسور۔ ارفکسد اور ارام تھے۔ عیلام معلوم ہوتا ہے مشرقی فارس میں آباد ہوا۔ اسور اسوریوں کا بانی ٹھہرا۔ اور ارفکسد جو سامی کسدیوں کا بانی تھا مسوپوتامیہ میں اسور اور عیلام کے شمال اور مغرب میں سکونت پذیر ہوا اور اپنے پوتے عبر کے وسیلے عبرانیوں کا مورث ٹھہرا۔ لُد ساحل لدیہ کا بانی مبانی تھا۔ اُس کی مملکت میں ضلع سوریہ جو دمشق کے قریب واقع ہے اور مسوپوتامیہ کا شمالی حصّہ جسے فدان ارام کہتے تھے شامل تھا۔ عوض کے نام سے جو ارام کا بڑا بیٹا تھا وہ ملک نامزد ہوا جہاں ایّوب نے اپنی بے نظیر آزمایشوں کو کمال صبر و برداشت سے سہا۔ اگرچہ نوح کے بیٹوں کی اولاد میں سے بہتوں کے ملکوں کی نسبت پختہ علم نہیں کہ وہ ٹھیک کہاں واقع تھے تاہم یہ کہنا بجا ہے کہ ان میں بڑے خاندانوں کی آبادیوں کی عام جگہ مذکورہ بالا بیان سے بخوبی روشن ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی اپنی مملکت میں امن سے نہ رہتے تھے کیونکہ نمرود کی مملکت بنی سام کی سرزمین کے عین وسط میں واقع تھی۔ اسی طرح حام کا ایک خاندان یعنی اہل فنیکی اپنے اوضاع و اطوار میں بہت درجے تک بنی سام کی مانند ہو گئے تھے۔ یعنی اُس وقت جب وہ تواریخ کے صفحہ پر اعلےٰ جگہ حاصل کرنے لگے زبان اور دیگر باتوں میں بنی سام کی پیروی کرنے لگ گئے تھے۔ لہٰذا ان تینوں خاندانوں میں حدِ فاصل کھینچنا بہت مشکل کام ہے

دُوسری فصل۔ بابل کا بُرج اور زبانوں کی ابتری

بُرج بنانے کی تجویز۔ اُس تجویز کی علّت غائی۔ اُس تجویز کا فسخ ہو جانا۔
کسدی روایتیں۔ برس نمرود۔ پہلی زبان۔

بُرج بنانے کی تجویز نُوح کے بیٹوں کے خاندانوں کے درمیان دُنیا کے ممالک چُپ چاپ اور قدرتی طریقوں سے تقسیم نہیں کئے گئے۔ طوفان نے بنی آدم کو ایک بڑا سنجیدہ سبق دیا تھا جس سے وہ دو باتیں بخوبی سیکھ سکتے تھے۔ ایک یہ کہ وہ ہمیشہ خدا پر پُورا پُورا بھروسہ رکھیں اور دوسرے یہ کہ وہ جانیں کہ عبادت کے اُس خالص طریق سے پھر جانا جو خدا اُن سے طلب کرتا تھا حماقت بلکہ گناہ ہے۔ لیکن چند ہی پشتوں کے بعد یہ ہُوا کہ لوگ ان نصیحتوں سے بالکل بے پروا ہوگئے بلکہ اُن کو نظرِ حقارت سے دیکھنے لگے۔ خدا نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا تھا کہ بنی آدم تمام دنیا میں پھیل جائینگے لیکن بجائے اس کے کہ حلم اور فروتنی کے ساتھ اس ارادۂ الٰہی کے مکاشفہ کی اطاعت کی جاتی اُلٹا نتیجہ یہ ہُوا کہ اس سے لوگوں کے دلوں میں متکبّرانہ طور پر مقابلہ کرنے کی رُوح پیدا ہوگئی۔ مسوپوتامیہ کا میدان یا یوں کہیں کہ سنعار کا میدان اس وقت بنی آدم کی رہائش گاہ تھا۔ اس جگہ انہوں نے ایک منصوبہ باندھا جو ان لفظوں سے ظاہر ہوتا ہے "آؤ ہم اپنے واسطے ایک شہر اور ایک بُرج جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے بنائیں یہاں اپنا نام کریں۔ ایسا نہ ہو کہ تمام روئے زمین پر پراگندہ ہو جائیں۔"

اس تجویز کی علّتِ غائی گو قطعی طور پر معلوم نہیں کہ اِس بُرج کے بنانے سے کیا خاص بات مدِ نظر تھی تاہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ مراد ہو کہ یہ بُرج لوگوں کو باہم ایک جا اکٹھا رکھنے کا کام دے اور اُن کی بزرگی اور جلال کو اُس زوال سے بچائے جو زمین پر تتّر بتّر ہو جانے سے واقع ہو سکتا تھا۔ بہرکیف یہ فعل خدا سے مقابلہ کرنے کا ایک فعل تھا اور اس بات کی ضرورت رکھتا تھا کہ ایک نئی تنبیہ سے درست کیا جائے۔ علاوہ بریں یہ بھی اغلب ہے کہ

بُت پرستی پھر پھیلنے لگ گئی ہو اور یہ بُرج اُن دیوتاؤں کی تعظیم کے لئے تعمیر ہونے کو ہو جن پر لوگ نوُح کے خدا کو چھوڑ کر بھروسہ کرنے لگ گئے تھے۔ بڑی بڑی عمارتوں کے بنانے کا شوق جس کی نسبت ہم اُوپر بتا آئے ہیں کہ وہ دُنیا کے ابتدائی زمانوں کا ایک خاصہ تھا پھر ایک مرتبہ اس طرح ظاہر ہُوا۔

اس تجویز کا فسخ ہونا جو طریقہ خدا نے استعمال کیا کہ اُن کی تجویز کو پامال کر ڈالے یہ تھا کہ اُس نے اُن کی زبانوں میں اختلاف پیدا کر دیا۔ اس بات کی ہم کو خبر نہیں کہ یہ واقع کس طرح ظہور میں آیا۔ یہاں سے صرف اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ نوُح کی اولاد اُس وقت تک ایک ہی زبان بولا کرتی تھی لیکن اِس موقعہ پر طرح طرح کی زبانیں بولنے لگ گئی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی خدا کی مرضی سے وقوع میں آئی کہ لوگ مجبور کئے جائیں کہ ایک دوسرے سے جدا ہوں یعنی وہ جو ایک ہی زبان کے بولنے والے تھے وہ اُوروں سے علیحدہ کئے جائیں۔ مگر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا کے معجزانہ دخل کے ساتھ ساتھ فطرتی اُصول بھی زبانوں کی ساخت وپرداخت میں نامعلوم طور پر اپنا کام کرتے جاتے تھے۔ کیونکہ موجودہ زبانوں کی بڑی بڑی شاخوں میں بعض ایسی خصوصیتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت درجہ تک فطرتی اسباب اُن کا موجب ہیں۔

کسدی روایتیں چونکہ بابل کا بُرج کسدیوں کی سرزمین میں واقع تھا خواہ نخواہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا کسدیوں کی تواریخ میں اس کے بارے میں کوئی اشارہ پایا جاتا ہے یا نہیں۔ مسٹر سمتھ کا خیال ہے کہ بابل کی تین مختلف نقاشیوں میں اُنہوں نے اُس کی ایک بگڑی سی تصویر دیکھی۔ پھر اس کے بعد ایک اسوری تختی پر اس بُرج کا قصہ بھی لکھا ہُوا پایا۔ لیکن موخرالذکر تختی بڑی شکستہ اور ردّی حالت میں پائی گئی تھی۔ صاحب موصوف نے اس کا جو ترجمہ کیا ہے وہ محض قیاس پر مبنی ہے۔

قدیم زمانہ کے مسیحی مصنّفوں میں سے ایک کی تحریر میں یہ بات ملتی ہے کہ اہل بابل کے درمیان یہ خیال مروّج تھا کہ طوفان سے تھوڑے عرصہ بعد بنی آدم کی قدیم نسل اپنی طاقتوری اور دراز قامتی پر اس قدر نازاں تھی کہ انہوں نے دیوتاؤں کو نظر حقارت سے دیکھنا شروع کر دیا اور اُس اُونچے بُرج کو تعمیر کرنا شروع کر دیا جو اَب بابل کہلاتا ہے تاکہ اُس کے وسیلے آسمان پر چڑھ جائیں۔ لیکن جب وہ عمارت آسمان تک پہنچ گئی تو دیکھو اُس وقت دیوتاؤں

نے ہواؤں کو طلب کیا اور ان کی مدد سے اُس بُرج کو جڑ سے اُکھاڑ ڈالا اور زمین پر پھینک دیا۔ اُس کے کھنڈروں کو اب تک بابل کہتے ہیں کیونکہ اُس وقت تک تو سب لوگ ایک ہی زبان بولتے تھے۔ لیکن اس وقت سے اُن کے درمیان بہت سی اور مختلف زبانوں کے سبب سے ایک قسم کی ابتری پھیل گئی۔

برس نمرود کتابوں کو چھوڑ کر اور اس ملک کی طرف رُخ کر کے ہم یہ سوال کر سکتے ہیں کہ کیا اس میں کوئی ایسے کھنڈر پائے جاتے ہیں جن سے اس بُرج کی جائے وقوع دریافت ہو سکے؟ پہلے تو وہ بڑا ٹیلا جو برس نمرود کہلاتا ہے اور جو زمانہ حال کے شہر حلہ سے چھ میل کے فاصلہ پر مغرب کی طرف دریائے فرات کے کنارے شہر کے قریب واقع تھا بابل کے بُرج کے کھنڈروں کا ڈھیر سمجھا جاتا تھا چنانچہ مسٹر سمتھ یہی رائے رکھتے تھے۔ پروفیسر سائیس صاحب اس کی تائید کرتے ہیں لیکن اور کئی لوگ اس کے برخلاف ہیں۔ برس نمرود اینٹوں کا بنا ہوا ایک بڑا بھاری ٹیلا ہے جو شکل میں مستطیل اور چوطرفہ پیمایش میں سات سو گز لمبا اور ایک سو پچاس فٹ سے لے کر دو سو فٹ تک اونچا ہے۔ لیکن ایک کتبہ سے جسے سر ہنری رابنسن صاحب نے پڑھا معلوم ہوتا ہے کہ برس نمرود بابل میں نہیں بلکہ بارسپا میں واقع تھا اور اس کا اصل نام "سات گُرّوں کی منزلیں" تھا۔ لیکن ناممکن نہیں کہ بابل بھی اسی قسم کا مکان ہو۔ برس نمرود میں سات منزلیں تھیں جن پر ایسے رنگ پھرے ہوئے تھے جو سات ستاروں پر دلالت کرتے تھے مطابق اُن رنگوں کے جو اہل سبا ہر سیارے سے منسوب کرتے تھے چنانچہ سب سے نچلی منزل کا رنگ سیاہ تھا جو زُحل کا رنگ سمجھا جاتا تھا۔ اس سے اوپر کی منزل کا رنگ نارنجی تھا اور وہ مشتری کا رنگ تھا۔ تیسری منزل سُرخ رنگ کی تھی اور یہ رنگ مریخ کا رنگ تھا۔ چوتھی کا رنگ سنہری تھا جو سورج کا رنگ سمجھا جاتا تھا۔ پانچویں زرد رنگ تھی اور یہ زہرہ کا رنگ تھا۔ چھٹی منزل گہرے نیلے رنگ کی تھی اور یہ رنگ عطارد کے لئے تھا اور ساتویں چاندی کی سی تھی اور وہ چاند کا رنگ تھا۔ یہ نشان بُت پرستی کے رواج کو ظاہر کرتے اور نیز اس قیاس کی تائید کرتے ہیں کہ بابل کا بُرج بابل کے دیوتاؤں کی تعظیم کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔

یونانی روایتیں کلاسیکل قوموں کی روایتوں میں بھی شاید ہم کو بابل کے بُرج کے بیان کا سُراغ اُس یونانی کہانی میں ملتا ہے جس میں اُن بڑے قد آور لوگوں کا ذکر پایا جاتا

ہے جنہوں نے یہ کوشش کی تھی کہ کوہ آسا کو اُٹھا کر پہیلیاں پر رکھ دیں تاکہ وہ اُلمپس تک جو کہ دیوتاؤں کا مسکن سمجھا جاتا تھا بآسانی پہنچ جائیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ دیوتاؤں نے اُن کی اس کوشش کو خاک میں ملا دیا اور تمام بیدین منصوبہ باندھنے والوں کو تتر بتر کر دیا۔

پہلی زبان یہ خیال کہ شروع میں لوگ ایک ہی زبان بولتے تھے اور کہ طرح طرح کی بولیاں کسی عجیب سبب سے پیدا ہوئیں۔ یا کسی خاص سبب سے اُن کے اختلاف نے ترقی پائی بہت درجہ تک فلالوجی یعنی علم زبان کی تحقیقات سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ بہت سے عالم یہ کہتے ہیں کہ اغلب یہی ہے کہ تمام زبانیں ایک ہی اصل کی شاخیں ہیں۔ اور یہ تو مانی ہوئی بات ہے کہ وہ مختلف زبانیں جو اب دنیا میں مروج ہیں تین بڑی بڑی شاخوں یا زبانوں کے خاندانوں سے علاقہ رکھتی ہیں جو آریہ۔ سامی اور تورانی کہلاتے ہیں۔ اور یہ نام نوح کے بیٹوں یافث۔ سام اور حام سے نسبت رکھتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ بتانا ممکن نہیں کہ وہ زبان جو شروع میں بولی جاتی تھی کیا تھی۔ بہت عرصہ تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ عبرانی زبان تھی کیونکہ اس زبان میں وہ نام جو لوگوں کو بعض صفات کے سبب سے دئے گئے تھے مثلاً حوا۔ قائن اور سیت اپنے میں وہ معنی رکھتے تھے جن کے سبب سے وہ نام چنے گئے تھے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ قدیم زمانہ میں یہ عام رواج تھا کہ ناموں کا ترجمہ دوسری زبانوں میں مترادف یعنی ہم معنی الفاظ میں کر لیا جاتا تھا۔ پس اس دلیل پر بہت بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور سامیوں کی وہ قدیم کہانی جسے ہرادوتس صاحب نے اپنی تاریخ میں قلمبند کیا ہے کہ اُس نے دو لڑکوں کی یوں تربیت کی کہ اُن کو کبھی ایک لفظ بھی سننے کا موقع نہ دیا۔ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ پہلا لفظ جو اُن کی زبان سے نکلا بیکالس تھا جو فرگیہ کی زبان میں روٹی کے معنی رکھتا ہے تو اُس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اصلی زبان فرگیہ کی زبان ہوگی محض وہم کا ڈھکوسلا ہے۔ واضح ہو کہ اب تک اتنی قدامت کا کوئی کتبہ نہیں ملا جس سے یہ سوال حل ہو سکے۔

Philology

تیسری فصل - اُس زمانہ کے شہر اور سلطنتیں

پہلی دو سلطنتیں - نمرود اور کسدیوں کی سلطنت - قدیم اکادی - اکاد اور سمیر - مصر کی سلطنت - مصریوں کی ابتدا - زمانِ حکومت کی نسبت نامکمل فیصلہ - ستونوں کے کتبے - قدیم تہذیب

پہلی دو سلطنتیں زبانوں کے اختلاف کے بعد بہت عرصہ تک وہ میدان جس میں بُرج تعمیر کیا گیا تھا دنیا کی تاریخ میں مشہور رہا - قریباً اِسی قدر قدیم زمانہ سے ایک اَور میدان ایک اَور بڑی قوم کی سکونت ہونے کے سبب شہرت پذیر تھا - اہل کسدیہ جو اُس میدان میں سے تھے جو دریائے فرات اور دجلہ کے ساحلوں پر واقع تھا - اور اہل مصر جو اُس میدان میں سکونت پذیر تھے جو دریائے نیل کے کنارے پر تھا ایسی دو قومیں ہیں جو قدیم زمانہ میں ایک اعلیٰ تہذیب اور اقتدار کے درجہ تک پہنچ گئی تھیں - لیکن یہ بتانا ممکن نہیں کہ ان دو قوموں میں سے کس قوم نے اعلیٰ درجہ کی تہذیب پہلے حاصل کی - معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں نے برابر اس دوڑ میں اپنا قدم اُٹھایا اور قریباً ایک ہی طرح جلد جلد ترقّی کرتی گئیں -

نمرود اور کسدیوں کی سلطنت فرات کے کنارے پر جو سلطنت قائم ہوتی گئی اُس کا بانی نمرود بن حام تھا جو اپنی صید افگنی کے عجائب کاموں کے سبب سے بادشاہی جاہ و جلال تک سرفراز ہُوا - مشرقی مصنّفوں کی رائے میں وہ پہلا شخص تھا جس نے شاہانہ تاج اپنے سر پر رکھا - اُس نے اپنی حکومت بابل سے شروع کی اور اُس کے شہروں میں سے ذیل کے شہر ارک - اکاد اور کلنہ مشہور تھے جو سنعار کی سرزمین میں واقع تھے - ہماری بائبل کے حاشیہ کے مطابق وہ اس جگہ سے اسور کو گیا اور وہاں دریائے دجلہ کے کنارے نینوہ کی بنا ڈالی اور دیگر بڑے بڑے شہر تعمیر کروائے - تھوڑا عرصہ ہُوا کہ فقط یہی مختصر سا حال جو بائبل میں مندرج ہے کسدی تہذیب کی نسبت لوگوں کو معلوم تھا -

قدیم اکادی لیکن اب چند سال کے عرصہ سے کسدی اور اسوری کتبوں سے بہت

سا دلچسپ حال اس مضمون کے متعلق معلوم ہؤا ہے چنانچہ ان سے معلوم ہؤا ہے کہ ایک قوم جو اکادی کہلاتی اور کسدیہ کے میدان میں رہتی تھی قدیم زمانہ میں ایک اعلےٰ درجہ کی تہذیب کو پہنچ گئی تھی۔ ان کی زبان تورانی زبان کے گروہ سے متعلق تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بنی سام میں سے نہ تھی۔ اور یہ بات اُس بیان سے مطابقت رکھتی ہے جو پیدائش کی کتاب میں پایا جاتا ہے کہ کسدی سلطنت نمرود کے ماتحت شروع ہوئی جو کوشی تھا۔

بر ا ا سه

جب ہم پہلے پہل قدیم کسدی قوم سے صفحہ تاریخ پر دو چار ہوتے ہیں تو یہ دیکھتے ہیں کہ اُن کے درمیان دو سلطنتیں قائم تھیں یعنی اکاد اور سمیر۔ اُن میں سے ایک کا دارالخلافہ اکاد شمالی سلطنت میں اور دوسری کا پایۂ تخت اُور جنوبی سلطنت میں واقع تھا۔ اُن کے کتب خانوں کے باقی ماندہ حصوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں وہ لوگ بہت سی علمی کتابیں اپنے قبضہ میں رکھتے تھے اور وہ کتابیں جو اِن کتب خانوں میں پائی جاتی تھیں مختلف مضامین پر تھیں مثلاً تاریخ۔ سائنس۔ قانون اور علم الٰہی وغیرہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُنہوں نے ان مضامین پر بہت توجہ کی اور اُن میں بہت ترقی کر لی تھی۔ اہل برطانیہ کے درمیان جو لوگ مشرقی علوم سے مس رکھتے ہیں اُن کی یہ رائے ہے کہ اسی اکادی قوم نے تمام کسدی تہذیب کی بنیاد ڈالی اور کسدی علم ادب۔ نجوم۔ نقاشی۔ مذہب وغیرہ فنون و علوم کے یہی لوگ موجد تھے۔ بیشک یہی لوگ نئی باتوں کے سوچنے اور ایجاد کرنے کی خداداد لیاقت سے یونانیوں کی مانند جو بعد میں برپا ہوئے بہرہ ور تھے چنانچہ یونانیوں کی مانند اُنہوں نے بھی وہ بیج بویا جو آنے والے زمانوں میں اُگا اور پھل لایا۔ لیکن اسوری جو ایک مختلف شاخ سے نکلے تھے ان کی مانند نئی باتوں اور ایجادوں کو وجود میں لانے والے نہ تھے بلکہ اُنہوں نے ان کسدیوں ہی سے تہذیب کی خوشہ چینی کی تھی۔ ایک اَور بات ان اکادیوں کی نسبت مانی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ بنی سام نے قدیم زمانہ میں ان لوگوں کو مغلوب کیا اور ان کی زبان کو صفحۂ تقریر سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا لیکن اُن کے علوم و فنون اور مذہب کو اختیار کر لیا۔

مصر کی سلطنت تہذیب کا دوسرا بڑا مرکز ملک مصر تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں جب لوگ پراگندہ ہو چکے تھے مصرائیم اور اُس کے ساتھیوں نے جنوب کا رُخ کیا اور دریائے نیل کے ساحل پر اپنا قدم رکھا اور مصر کی بڑی سلطنت کی بنیاد ڈالی

یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ مصری قوم کا گہوارہ دُنیا کے ایشیائی حصّہ کے وسط میں تھا۔ انسانی دَور کے نہایت ابتدائی زمانوں میں یعنی تواریخی زمانوں سے کہیں پہلے ان مصریوں نے کیا جانے کن وجوہ سے اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر مغرب کی راہ لی اور انجام کار اُن قوموں کے "پُل" کو جسے تھاکنائے سویز کہتے ہیں عبور کیا اور ایک نئی سرزمین دریائے نیل کے زرخیز کناروں پر اپنی آل اولاد کے لئے تلاش کی۔

مصریوں کی ابتدا پُرانے اہل مصر اپنی قدامت پر ناز کیا کرتے تھے جو ہمارے سن عیسوی سے کئی سو سال پیشتر تک پہنچتی ہے۔ افسوس ہے کہ مصر کی تاریخ جو مؤرخ مینتھو نے ۲۵۰ برس قبل از مسیح تحریر کی تھی گم ہو گئی ہے۔ لیکن اس کے کچھ حصّے مؤرّخ یوسیفس کی تصنیفات میں مندرج ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کی نسبت یہ روایت مروّج تھی کہ پہلے اُس پر دیوتا حکمرانی کرتے تھے اور اُن کے بعد نیم دیوتاؤں کا خاندان مسلّط ہؤا۔ مگر یہ روایتیں محض افسانہ ہیں اور ان کی تائید و تصدیق ستونوں کے کتبوں سے نہیں ہوتی۔ مصریوں کی اُس متبرک تحریر کے پڑھنے کا طریقہ جسے ہیروگلفیکل کہتے ہیں اسی صدی کے شروع میں معلوم ہؤا۔ اُس میں وہ کتبے لکھے ہوئے ہیں جو بیشمار قبروں۔ معبدوں۔ لاٹوں اور مناروں پر پائے جاتے ہیں۔ ماسوائے اُن کے اَور کئی طومار پیپرس کے بھی دستیاب ہوئے ہیں جن پر اس سلطنت کے متعلق بڑے بڑے واقعات ثبت ہیں اور وہ علم جو ان وسائل سے مصر کی قدیم حالت اور تاریخ کی نسبت حاصل ہؤا ہے نہایت وسیع اور دلچسپ ہے گو پورا پورا حال اُس سے بھی نہیں کھُلتا۔

وقت کی نسبت نامکمل فیصلہ قدیم زمانہ کی رسوم اور دیگر حالات کے دریافت کرنے والے مصری علما مصر کی تاریخ کے معتبر زمانہ کی وسعت کی نسبت اختلاف رکھتے ہیں۔ برونخ صاحب اپنی تحریر میں چھ اشخاص کا ذکر کرتے ہیں جن کی تصنیفات سے ظاہر ہے کہ یہ زمانہ قبل از مسیح مختلف وقتوں سے شروع ہؤا۔ چنانچہ ان کی تصنیفات کے مطابق مسیح سے پہلے ۳۱۵۰ برس سے لے کر ۵۷۰۲ کے اندر کسی وقت یہ زمانہ شروع ہؤا۔ تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ زمانہ طول میں اس وقت سے بہت لمبا نہیں جو ہماری عام کرونالوجی (وقت کے حساب) سے صادر ہوتا ہے۔ اور عالموں کے حساب میں قریباً ۲۵۵۲ سال کا اختلاف پایا جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ابھی تک اس مضمون پر بہت تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ اور نہ یہ بات

Chronology

ہی ابھی حل ہوئی ہے کہ کہاں تک شاہی خاندان آپس میں ہمعصر تھے۔

ستونوں کے کتبے مؤرخ مینتھو کے مطابق بیس شاہی خاندانوں نے ملک مصر پر یکے بعد دیگرے حکمرانی کی اور معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرح سے ستونوں کے کتبے اس بات کی تائید کرتے ہیں بلکہ بہت سی زائد خبریں بھی کئی بادشاہوں کی نسبت اُن سے ملتی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مصر کی تاریخ کی نسبت جو علم ان کتبوں سے حاصل ہوا ہے وہ ایسا وسیع ہے کہ ڈاکٹر برد سنخ صاحب نے جو ایک مشہور و معروف جرمن عالم گذرے ہیں اور جنہوں نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ ملک مصر میں ستونوں کی تلاش اور کتبوں کے پڑھنے میں صرف کیا یہ بیڑا اُٹھایا کہ فقط انہی کتبوں سے ملک مصر کی ایک تاریخ اُس کے پہلے بادشاہ منیبر سے لے کر خدیو مصر اسمٰعیل پاشا مرحوم تک لکھ ڈالیں۔ اور اُنہوں نے اپنے اس ارادہ کا ایک جزو اپنی اُس تصنیف کے وسیلے سے پورا بھی کیا جو اب اس نام سے موسوم ہے "مصر فرعون کے ماتحت"۔ بہت سے کتبے جو اُنہوں نے پڑھے ایک بڑی قدامت پر دلالت کرتے اور اس بات پر بخوبی شہادت دیتے ہیں کہ ابتدائی زمانہ میں تہذیب اہل مصر کے درمیان اعلےٰ درجہ تک پہنچی ہوئی تھی اور یہ بھی سچ ہے کہ ابراہیم کے اس ملک میں قدم رکھنے سے بہت عرصہ پہلے کئی ستون تعمیر ہو چکے تھے۔ خصوصاً یہ بات کہ وہ ابھی مصر میں آنے بھی نہ پایا تھا کہ کئی بڑے بڑے منار الغزہ کے میدان میں دکھائی دینے لگ گئے اور کئی قبروں اور مندروں کی دیواریں اس وقت اُن کتبوں سے بھر چکی تھیں جن کو ہمارے زمانہ کے عالم اب ہماری زبانوں میں ترجمہ کر رہے ہیں۔

قدیم تہذیب اہل مصر اس زمانہ میں حرفت اور محنت کے اعتبار سے خاص پایہ تک پہنچے ہوئے تھے اور ان اسیروں کے سبب سے جنہیں وہ لڑائیوں سے قید کر لاتے تھے اور لوٹ کے مال سے جو مطیع شہروں سے اُن کو دستیاب ہوتا تھا بڑی بڑی عمارتوں کے تعمیر کرنے اور دیگر محنت طلب تدابیر کو انجام دینے کی طاقت ان میں اور بھی بڑھ جاتی تھی۔ ہم آگے ایک اَور باب میں اِس ملک کی وہ کیفیت زیادہ تفصیل کے ساتھ تحریر کرینگے جو اُس وقت تھی جب بنی اسرائیل اس ملک کی حدود میں سکونت کرنے کے لئے وارد ہوئے۔ کم از کم ۱۲ شاہی خاندان اس واقعہ سے پہلے سلطنت کر چکے ہونگے۔ اس تمام عرصہ میں ملک مصر فتوحات۔ دولت ہر طرح کے علم و ہنر اور خصوصاً فن تعمیر میں روز افزوں ترقی کرتا جاتا تھا۔ یہ ستون ہم کو تبار

کرتے ہیں کہ اس ملک کی سوشل ترقی کی بڑھی ہوئی حالت کو تسلیم کریں جو وہ اس وقت رکھتا تھا جب پہلے پہل بائبل کی تاریخ کا اُس سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔

چوتھی فصل۔ بُت پرستی کا برپا ہونا اور پھیلنا۔

انسان کے مختلف مذاہب۔ پاک عبادت سے پھر جانا۔ قدیم دیوتا۔ بہت سے دیوتا ماننے کا مذہب کس طرح پیدا ہؤا۔ بُت پرستی کی مخرب الاخلاق تاثیریں۔ مختلف بُت پرست طریقوں کی باہمی مطابقت۔ بُت پرستی کا زوال۔

ابھی ایک تبدیلی کا ذکر کرنا باقی ہے جو تمام تبدیلیوں سے جو اس زمانہ میں واقع ہوئیں زیادہ غور طلب ہے۔ یعنی مذہبی خرابی کے ترقی پانے اور اُس بُت پرستی کے برپا ہونے کا حال تحریر کرنا باقی ہے جو قریباً ہر جگہ پھیل گئی تھی۔

انسان کے مختلف مذاہب یہ عجیب بات ہے کہ جہاں کہیں آدم کے فرزند گئے وہیں انہوں نے سچے خدا کی پاک عبادت کو ترک کر دیا اور نوح کی طرح اُس کی پیروی نہ کی بلکہ اپنے لئے اپنی مرضی کے مطابق نئی مذہبی رسمیں اور نئی ریتیں وضع کر لیں۔ البتّہ انہوں نے مذہب کو بالکل تو ترک نہ کیا اور نہ عبادت سے بالکل دست بردار ہوئے مگر یہ کیا کہ اپنے معبود اور عبادت کے طریق دونو چیزوں کو بدل ڈالا اور ویسا نہ رکھا جیسا خدا نے اُن کے باپ دادوں کو بتایا تھا۔ اگر کوئی پوچھے کہ بنی آدم نے کیوں ہر طرح کی عبادت کو بالکل ترک نہ کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ مذہب کا خیال اُن کی فطرت میں پایا جاتا ہے اور وہ اس یقین کو کہ ہماری ہستی ایک اعلےٰ قدرت پر منحصر ہے اپنے دل سے دور نہیں کر سکتے۔ انسان کے دل میں اس کے جرم کی پہچان جو معافی کی خواستگار ہے۔ تاریکی کی شناخت جو روشنی چاہتی ہے۔ ابتری کا علم جو نئی ترتیب کا طالب ہے۔ موت کا خیال اور روزِ جزا کے وقت اپنی لاچاری کی فکر ایسی مضبوط رہی ہے کہ اُس نے کبھی اس کو اجازت نہیں دی کہ ہر طرح کی مذہبی عبادت کو بالکل ترک کر بیٹھے۔

پاک عبادت سے پھر جانا لیکن اس کا کیا سبب ہے کہ اُنہوں نے اُس طریق کے موافق جو خدا نے اُن کے باپ دادوں پر ظاہر فرمایا اور اُن ضابطوں کے مطابق جو اُس نے مقرر کئے اُس کی عبادت نہ کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا دل خدا کی خصلت کی کامل پاکیزگی سے کنارہ کشی کرتا ہے اور اس مبارک ہستی سے جو اُس سے اس قدر بالا اور پاک ہے براہ راست کسی طرح کا تعلق رکھنا نہیں چاہتا۔ ہاں انسان اُس قدوس کی صحبت سے اُسی طرح بھاگتا ہے جس طرح آدم باغ عدن میں بھاگتا تھا۔ جب انسان کو اُس درمیانی کا علم نہیں ہوتا جس کی طرف پہلا وعدہ اشارہ کرتا ہے یا وہ اُس کو پسند نہیں کرتا تو یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے لئے اپنے طریقے اور اپنے درمیانی آپ ہی بنانے لگ جاتا ہے تاکہ اُن کے وسیلے خدائے تعالے کے حضور اُس کی رسائی ہو۔ پس وہ یہ زیادہ پسند کرتا ہے کہ خدا کی عبادت اور بندگی اُس کے بڑے بڑے کاموں یعنی سورج۔ چاند اور ستاروں کے وسیلے بجالائے۔ یا خدا کی صفتوں کو ظاہر کرنے کے لئے بُت بنائے اور اُن کے ذریعے سے اُس کی عبادت کرے یا ایسے مخلوق کی امداد کا طالب ہو جو خدا سے تو کمتر مگر اُس سے بزرگتر ہو۔ اور اُن سے یہ التجا کرے کہ وہ خدا کے سامنے اُس کی شفاعت کریں۔ اور جب دل بالکل تاریک اور پنجۂ ضلالت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو وہ جادو کے منتروں اور اسی قسم کی اَور باتوں کی طرف مائل ہوتا ہے تاکہ آسمانی طاقتوں کی حمایت حاصل کرے۔

قدیم دیوتے پس ایسی ایسی صورتیں تھیں جن سے بُت پرستی اور جھوٹی عبادت شروع ہوئی۔ سورج چاند اور ستاروں نے بہت جلد انسان کی توجہ اپنی طرف کھینچی اور وہ اُنہیں خدا کے اظہار سمجھ کر عبادت میں اُن کے سامنے خم ہؤا۔ کسدیہ میں قدیم دیوتے یہ تھے۔ اَنُو آسمانوں کا خداوند اور بیل جو عالم محسوسات کا مالک تھا اور ہیا سمندر اور دوزخ کا مالک تسلیم کیا جاتا تھا۔ قدیم پارسیوں یا آتش پرستوں کے درمیان اجرام فلکی کے سوا اَور کسی شے کی پرستش جائز نہ تھی۔ مصر میں بُتوں بلکہ حیوانوں کی پرستش بھی کی جاتی تھی۔ مثلاً سانڈ اور ایبس وغیرہ کو خدا کی صفات کا مظہر سمجھ کر پوجتے تھے اور اسی طرح وہ بہادر اور درویش جو اس دنیا سے گذر جاتے اور جو اپنی بہادری اور نیکی کے سبب مشہور ہوتے تھے قریباً تمام قوموں کے درمیان زندوں کی شفاعت کرنے والے سمجھے جاتے تھے۔

بہت سے دیوتا ماننے والے مذاہب کس طرح پیدا ہوئے لیکن بُت پرستی

اسی درجہ تک محدود نہیں رہی۔ اگرچہ کہنے کو تو بُت پرست مذاہب ایک ہی خدائے تعالیٰ کے ماننے کا دعوےٰ کرتے ہیں لیکن عملی طور پر اُن کے درمیان "بہتیرے خدا اور بہتیرے خداوند" ہوتے ہیں۔ اُس کا یہ نتیجہ ہؤا کہ لوگ عبادت کی ہر ایک چیز کو ایک جداگانہ دیوتا سمجھنے لگ گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہو گیا کہ دُنیا دیوتاؤں میں بٹی ہوئی ہے اور ہر ایک ملک اپنے اپنے خاص دیوتا رکھتا ہے۔ دیوتاؤں کی تعداد جو اس طرح مانی جاتی تھی اس قدر بیشمار تھی کہ اُس کا تسلیم کرنا مشکل ہے۔ مثلاً اہل یونان اپنے ہر ایک دریا۔ ندی اور چشمہ کے لئے ایک دیوتا ملنتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ ایتھنز میں جتنے آدمی ہیں اُتنے ہی دیوتا پائے جاتے ہیں۔

بُت پرستی کی مخرّب الاخلاق تاثیریں بُت پرستی کے متعلق سب سے افسوس ناک بات یہ تھی کہ جب لوگوں نے اپنے واہمہ سے اپنے لئے دیوتا بنانے شروع کر دئے تو اکثر اُن کو اپنی ہی مانند بنایا یعنی اپنی کمزوریاں۔ اپنے جذبات اور اپنی شہوتیں اُن میں بھر دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ اس طریق سے عبادت کی اعلےٰ غرض فوت ہو گئی۔ ایک پاک اور شریف ہستی کی قُربت کے طفیل برتری کے زینہ پر قدم رکھنے کے عوض یہ عبادت کرنے والے ایسے معبودوں کی پرستش میں مگن ہوئے جو بُری خصلتوں اور ردّی خواہشوں سے متّصف تھے اور جن کی تقلید کرنا فرض سمجھا جاتا تھا۔ یوں بالکل گمراہی کے گڑھے میں غرق ہو گئے چنانچہ وہ خرابیاں اور بدکرداریاں جو اس طرح وینس دیوی کی عبادت سے قوموں کے درمیان جو اُسے مختلف ناموں سے مانتی تھیں برپا ہوئیں ایسی تھیں کہ اُن کا بیان کرنا بلکہ ان کا وہم و گمان میں لانا ناممکن ہے۔

مختلف بُت پرست طریقوں کی باہمی مطابقت بُت پرستی کی بڑی بڑی خاصیتوں کے درمیان ہر زمانہ اور ہر ملک میں طرح طرح کے اختلافات کے باوجود ایک عجیب قسم کی مطابقت پائی گئی ہے۔ مثلاً پُرانے اہل بابل کی بُت پرستی عبادت میں نمودار ہوئی۔ ناممکن نہیں کہ بُت پرستی زبانوں کے اختلاف سے پہلے اپنا رنگ جمانے لگ گئی اور جب یہ ہو چکا تو مختلف فرقے انہی پُرانے دیوتاؤں کو جن کی پہلے پرستش کیا کرتے تھے نئے نام دے کر پھر پوجنے لگ گئے۔ اغلب ہے کہ جو بُت پرستی اُس وقت از سرِ نو تازہ کی گئی وہ وُہی پُرانی بُت پرستی تھی جو طوفان سے پہلے مروّج تھی۔

بُت پرستی کا زوال

خدا ہمیشہ بُت پرستی کو نہ صرف اپنی ہی شان کے خلاف جانتا رہا ہے بلکہ اُسے انسان کی پستی اور بربادی کا منبع بھی سمجھتا رہا ہے۔ ہم کہ سکتے ہیں کہ اس وقت تمام دُنیا میں اُس کے جلد جلد پھیلنے اور بڑھ جانے سے پھر ایک مرتبہ اجل کے اس ماتمی گھڑیال پر چوٹ لگی ہوگی جس نے اس سے پہلے طوفان کے آنے کی خبر دی تھی لیکن اب خدا کا یہ ارادہ نہ تھا کہ زمین کو پھر قدرتی طاقتوں سے برباد کرے بلکہ بُت پرستی کو تمام دنیا میں پھیلنا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک خاص طریقہ بھی برپا ہونے کو تھا تاکہ اُس سے خدائے واحد کی پاک عبادت اور سچّا علم و عرفان فقط ایک جگہ محفوظ رہے اور وہ خداوند جسم میں ظاہر ہو جو ایک ہی شخصیت میں اُلوہیت اور انسانیت رکھ کر وہ راہ دکھائے جو باپ تک پہنچاتی ہے۔ اور اس اکیلے سچّے درمیانی کے اظہار کے بعد بُت پرستی کے پاس پھر کوئی عذر نہ رہے۔ جہالت کے زمانوں پر چشم پوشی کا پردہ نہ ڈالا جائے اور اس بات کے متعلق کہ آیا صرف ایک ہی درمیانی ہے یا بہت۔ سے درمیانی ہیں زندگی اور موت کی لڑائی جاری رہے تاوقتیکہ وہ دن نہ آئے جب تمام بُت فنا کئے جائیں اور خدا مسیح میں سرفراز ہو۔

چوتھا باب ۔ عبرانی بزرگ

(ابراہیم کے زمانہ سے یوسف کی موت تک)

(پیدائش ۱۲ - ۲۵ باب تک)

پہلی فصل ۔ ابراہیم کی سرگذشت

کسدیوں کا اُور۔ ابراہیم کی اوائل عمری۔ اُس کی بلاہٹ۔ اور چھوڑ کر حاران کو جانا۔ کنعان کی طرف روانہ ہونا۔ ملک موعود کا قدرتی نظارہ۔ سکم۔ بیت ایل۔ مصر۔ لُوط سے جُدا ہونا۔ حبرون۔ بیر سبع۔ کدرلاعمر۔ لُوط کو اُس کے چنگل سے چُھڑانا۔ ملک صدق۔ مسوپتامیہ کے بادشاہ۔ وعدہ کا تازہ کیا جانا۔ اسمٰعیل کا پیدا ہونا اور وعدہ کا دُہرایا جانا۔ سدوم کی بربادی۔ بحیرہ مُردار۔ اکادی نظم۔ اضحاق کی پیدائش۔ اضحاق کو قربانی چڑھانا۔ سارہ کی وفات۔ حتّی۔ اضحاق کی شادی۔ ابراہیم کی موت۔ اُس کی سیرت۔ اور مسیح کی نسبت اُس کی اُمید۔

کسدیوں کا اُور بُت پرستی کے دوبارہ پھیل جانے کے سبب سے خدا کو یہ پسند آیا کہ ایک خاندان کو انتخاب کرے اور اُس کے وسیلے سے اپنے سچّے علم اور عبادت کو ہر طرح کے داغ سے پاک اور صاف رکھے۔ کوہ ارارط کے دامن سے سینکڑوں کوس دُور دریائے فرات کے کنارے اس خاندان کا گھر آباد تھا جس میں سے دنیا کے لئے ایک نیا روحانی پیشوا نکلنے کو تھا۔ ایک یہودی روائت کے مطابق کہ جس جگہ کو آج کل ارفہ یا ادیسہ کہتے ہیں کسدیوں کا اُور یعنی ابراہیم کی جائے ولادت تھی۔ اہل عرب اب تک اس جگہ کی زیارت کے لئے آتے ہیں کیونکہ وہ اُسے اپنے بزرگ ابو اسمٰعیل کی ولادت گاہ سمجھتے اور اُسے اُر کسدیم کہتے ہیں لیکن چونکہ اُرفہ مسوپتامیہ فراز میں واقع ہے اور کسدیہ اُن اضلاع کا نام تھا جو نشیبی حصہ میں واقع تھے لہٰذا زمانۂ حال کے اہل الرائے کے نزدیک کسدیوں کا اُور اُس

سے کچھ فاصلہ پر دریائے فرات کے دہانہ کی طرف واقع تھا۔ ہُوریا اُور کا نام اُن گول ستونوں پر لکھا ہُوا پایا گیا ہے جو اُن کھنڈروں میں سے کھود کر نکالے گئے ہیں جو مگیر کے نام سے مشہور اور دریائے فرات کے دائیں ساحل پر اُس قطعہ زمین میں واقع ہیں جو قدیم زمانوں میں فی الواقع کسدیہ کے نام سے مشہور تھا۔ جیسا اُوپر ذکر کیا گیا ہے یہ شہر کسدیہ کے پُرانے شہروں میں سے تھا ایک دفعہ سلطنتِ اکاد کا پایہ تخت بھی رہ چکا تھا۔ اُس کے مسمار مکانوں کے درمیان ایک نہایت پُرانے کسدی مندر کے کھنڈر موجود ہیں جو نفت میں لگی ہوئی اینٹوں سے تعمیر کیا گیا تھا۔ بہت عرصہ تک اُور قبرستان کا کام دیتا رہا اور اب اُسے گورستان یا قبروں کا شہر ہی کہنا چاہیئے۔ ہماری دانست میں یہی جگہ ابراہیم کی زاد بُوم معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ جگہ حاران سے سینکڑوں میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ مسٹر جی سمتھ فرماتے ہیں کہ شہر اُور کے باشندے چاند دیوتا کی جو قدیم زمانہ میں اُور کہلاتا تھا پرستش کیا کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ یہ جگہ اسی دیوتا کے نام سے نامزد ہو گئی اور اُور کا شہر کہلانے لگی اور جب اُس نے ترقی کے زینہ پر قدم رکھا تو چاند کی پرستش نے شہرت پائی اور تمام ملک میں پھیل گئی اہل بابل ہمیشہ اس دیوتا کو شمس یعنی سورج دیوتا پر ترجیح دیتے تھے۔ وہ چاند کو تو ہمیشہ مذکر سمجھتے تھے اور سورج کو کبھی چاند کا فرزند اور کبھی ایک مادہ دیوی بتاتے تھے۔

ابراہیم کی اوائل عمری

بزرگ تارح جو نوح کی آٹھویں پُشت میں تھا اسی شہر کے قریب ایک میدان میں اپنی بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ یہیں اس کے تینوں بیٹے ابراہیم۔ نحور اور حاران پیدا ہوئے۔ اسی جگہ اس پر ایک بڑی مصیبت آئی یعنی اُس کا بیٹا حاران عالم شباب میں راہئ ملکِ بقا ہُوا۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ابراہیم خداوند مسیح سے دو ہزار برس پہلے پیدا ہُوا لیکن آدم سے ابراہیم کے زمانہ تک بائبل کی تاریخ کی کرونالوجی (یعنی وقت کا حساب) ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں۔ اگرچہ ابراہیم کا نام اپنے بھائیوں میں سب سے پہلے آتا ہے تاہم معلوم ہوتا ہے کہ وہ تارح کے بیٹوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ اپنے باپ دادوں کی طرح وہ بھی گلّہ بانی کے کام میں مصروف ہُوا اور اقبال مندی کے اعلےٰ درجے تک پہنچا۔ اُس کی بھیڑ۔ بکریاں اور مواشی بہت جلد شمار میں بڑھ گئے اور وہ اتنی وسعت رکھتا تھا کہ ان کی حفاظت اور خبرداری کے لئے بہت سے نوکر مقرر کر رکھے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا گھرانا اپنے ملک میں بڑی عزت رکھتا تھا اور اُس کے خاندان کے لوگ

خاندانی محبت کے رشتہ سے جکڑے ہوئے تھے کیونکہ ابراہیم لوط ابن حاران کو بھائی کی طرح پیار کرتا تھا اور اُس کی پیاری بیوی سارہ اُس سے ایسا قریبی رشتہ رکھتی تھی کہ ایک معنی میں اُس کی بہن تھی۔ ایک یہودی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہر اُور میں ابراہیم کے خاندان کو اُس کے کسدی ہمسایہ ستایا کرتے تھے کیونکہ ابراہیم کے خاندان نے اُس بُت پرستی میں شامل ہونے سے انکار کیا تھا جو اہالیانِ اُور نے شروع کر دی تھی۔ اور ان ایذاؤں کے سبب سے ابراہیم کا خاندان اُور چھوڑ کر حاران کو چلا گیا۔ لیکن یشوع کی کتاب کے ایک بیان سے (دیکھو ۲۴ باب ۲ و ۱۴ آیات) معلوم ہوتا ہے کہ تارح جو ابراہیم کے ساتھ حاران کو گیا موجودہ بُت پرستی کے داغ سے بری نہ تھا۔

ابراہیم کی بُلاہٹ لیکن ابراہیم کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی تمام حرکات و سکنات خاص الٰہی حکم کے تابع تھیں۔ ایک عجیب اور حیرت افزا خبر اُس نے خدا سے پائی تھی جس میں ایک حکم اور ایک وعدہ شامل تھا۔ حکم یہ تھا کہ وہ اپنے وطن اور عزیزوں کو چھوڑ کر اس ملک کی طرف روانہ ہو جو اُسے پیچھے دکھایا جائیگا اور وہ جو اس حکم کے ساتھ وابستہ تھا اُس کو یقین دلاتا تھا کہ وہ ایک بڑی قوم بنیگا۔ نیز ان لفظوں کے ذریعے سے کہ "تمام دنیا کے گھرانے تجھ سے برکت پائینگے" مسیح کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ اس حکم اور وعدہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ گویا خدا کی بادشاہی کی نئی بنیاد رکھی گئی ہے کیونکہ اوّل تو اس سے یہ بات صادر ہوتی تھی کہ آیندہ کے لئے خدا کی پُر فضل توجہ فقط ایک ہی خاندان پر مبذول ہوگی تاکہ اُس میں اپنی حقیقی عبادت کو قائم رکھے اور اُسے اُس بُت پرستی سے جس میں دنیا غرق ہوتی جاتی تھی بچائے۔ دوم یہ کہ خدا کے تعلقات اُس خاندان کے ساتھ عجیب طور پر قریبی اور دوستانہ ہونگے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُن پر اپنے تئیں ایک خاص طور پر ظاہر کرنے اور اُن کے ساتھ ایک عہد باندھنے کو تھا اور اُن پر اپنی مرضی ایسی مکمل اور مفصّل صورت میں ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ ویسی آگے کبھی نہ کی گئی تھی۔ سوم وہ اُس خاندان میں سے اُسے برپا کرنا چاہتا تھا جس کے وسیلے سے زمین کے تمام گھرانوں کو برکت ملتی تھی یعنی عورت کی نسل کو جس کا وعدہ کیا گیا تھا یعنی وہ جو سانپ کے سر کو کُچلنے والا تھا۔ ابراہیم کا بُلایا جانا خدا کی بادشاہی کی تاریخ میں ایک ایسا نادر واقعہ تھا کہ آدم کے گرنے سے لے کر اُس وقت تک اَور کوئی واقعہ ایسا سرزد نہ ہؤا تھا۔

اُور چھوڑ کر حاران کو جانا کسدیوں کے اُور کو ابراہیم نے الٰہی مرضی کے تابع ہو کر اور الٰہی

وعدہ پر بھروسہ رکھ کر چھوڑا۔ پہلے حاران کی راہ لی (غالباً یہ وہی جگہ ہے جو اب بھی اس نام سے مشہور ہے) جسے اہل روم کرھائے کہا کرتے تھے اور جو اُرفہ سے قریب بیس میل جنوب کی طرف واقع تھی لیکن اس شہر میں اُس نے صرف چند سال قیام کیا گو اُس کے بھائی کے خاندان نے ہمیشہ کے لئے یہاں سکونت اختیار کی کیونکہ جب ربقہ نے اپنے بیٹے یعقوب کو یہ ہدایت کی کہ تو میرے رشتہ داروں کے پاس جا تو اس وقت اُس نے یعقوب کو مسوپتامیہ کے حاران کی طرف بھیجا۔ قریباً دو ہزار برس بعد اس جگہ نے رومی تاریخ میں شہرت حاصل کی چنانچہ اس جگہ رومی جرنیل کراسس نے پارتھیوں کے ساتھ جنگ کر کے شکست کھائی اور آخر کار میدانِ جنگ میں کام آیا۔ اُس کے وسیع میدان اب تک اپنی زرخیزی کے سبب سے مشہور ہیں لیکن اس قدر کم آباد ہیں کہ بعض اوقات اُن میں تین سال کے عرصے میں صرف ایک ہی مرتبہ زراعت کی جاتی ہے۔

کنعان کی طرف روانہ ہونا ابراہیم اپنے باپ تارح کی وفات تک حاران میں رہا لیکن چونکہ اُس حکم کے مطابق جو اُسے خدا کی طرف سے ملا تھا ابھی اُسے اپنے وطن سے اَور بھی دُور جانا تھا اس لئے اُس نے اس حکم کو پُورے طور پر بجا لانے کی تیاری کی۔ اتنے بڑے کُنبے اور خانگی ساز و سامان کو جس میں ہزاروں بھیڑ۔ بکریاں۔ بیل۔ گدھے اور سینکڑوں اونٹ اور بیسیوں نوکر شامل ہوں اور جس کے ساتھ ماسوائے اِس کے کئی خیمے اور بہت سا اسباب اور طرح طرح کے آلات موجود ہوں حرکت میں لانا ہر حالت میں ایک بڑا مشکل اور دشوار کام ہوتا ہے۔ لیکن اتنے بڑے لشکر کو صحرائے ارام میں سے سینکڑوں کوس لے جانا اس درجہ تک خطروں اور مصیبتوں سے پُر تھا کہ اگر کوئی معمولی آدمی ہوتا تو کلیجہ پکڑ کر رہ جاتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کس کثرت سے خدا پر بھروسہ رکھتا تھا کہ جب اُسے حکم ہُوا کہ حاران کو چھوڑ دے تو فوراً اُس سے نکل آیا "باوجودیکہ نہ جانا کہ کدھر جاتا ہے"۔ نیز اس سے یہ بھی روشن ہے کہ وہ اپنے بڑے گھرانے پر کس قدر اثر اور اختیار رکھتا تھا کہ وہ اس قابل تھا کہ اُنہیں صحرائی سفر کے خطروں میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کرے حالانکہ وہ اُس وقت اُن کو اتنا بھی نہ بتا سکتا تھا کہ کس جگہ لے جانا چاہتا ہے۔ ایسی مشکل حالتوں میں اُس کا ایسا بھروسہ کرنا وہ کام تھا جو اپنی عظمت اور مقدرت میں اگر کم تھا تو صرف موسیٰ کے پُر توکل کام سے کم تھا جو اُس وقت ظاہر ہُوا جب کہ اُس نے خدا کے حکم کی

اطاعت میں اپنی تمام قوم کو مواشی سمیت دشتِ سینا کے بیچوں بیچ ڈال دیا۔

ملکِ موعود کا قدرتی نظارہ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آخر کار صحرائی سفر کی مصیبتیں طے ہو جاتی ہیں اور ابراہیم ملک فلسطین کی شمالی سرحد پر پہنچ جاتا ہے۔ دمشق کے سرسبز باغات میں سے گذر کر اور فرفر یا ابانہ کے پانی سے اپنی بھیڑ بکریوں کی پیاس بجھا کر وہ کوہ ہرمون کے شانہ پر سے عبور کرتا ہے۔ شاید اُس کی چوٹی پر سے اُس نے اُس خوشنما سرزمین پر نگاہ کی ہوگی جو خدا نے اس کی اولاد کو میراث کے طور پر عطا کرتی تھی۔ یہ نظارہ اُس کے نزدیک دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ دہنی طرف لبنان کے اُونچے پہاڑوں کی قدرتی دیوار موجود تھی جسے کسی غنیم کی توپیں بھی اُڑا نہ سکتی تھیں۔ بائیں طرف جلعاد کے گھنے مرغزار اور بسن کے ہرے ہرے جنگلی درخت موجود تھے جنہیں دیکھ کر یہ خیال گذرتا تھا کہ گویا صانع بے مثل نے اُنہیں خاص کر گلّوں اور ریوڑوں کے لئے خلق کیا ہے۔ اور اُس کے سامنے بحیرہ جلیل کا پانی چمکتا تھا جس میں سے دریائے یردن نکل کر اٹھکھیلیاں کرتا ہؤا اُن میدانوں سے گذرتا تھا جو اس وقت باغِ جناں کی طرح یا یوں کہیں کہ "خداوند کے باغ کی مانند" دکھائی دیتے تھے۔ ملک میں پہاڑیوں۔ وادیوں۔ زرخیز میدانوں اور چھوٹی چھوٹی ندیوں کا ایسا سلسلہ بندھا ہؤا تھا جو ایک طرف دریائے یمدن تک جاتا تھا اور دوسری جانب بحیرہ اعظم تک جو پہلی مرتبہ اُس کی آنکھوں سے گذرا تھا پہنچتا تھا۔ لیکن یہ نظارہ اس نقشہ سے مختلف تھا جو وہ فرات کے زرخیز اور ہموار ساحلوں کے آس پاس دیکھا کرتا تھا۔ کیونکہ دیکھنے میں تو یہ سماں البتہ زیادہ دلکش تھا لیکن نہ اُس میں ویسی پیداوار ہو سکتی تھی اور نہ ویسی آسانی سے کاشت کی جا سکتی تھی۔

سِکم لیکن اُسے اب تک یہ معلوم نہ تھا کہ یہی ملک میرا اور میری اولاد کا مسکن ہوگا تاہم سچے زائروں کی طبیعت کے ساتھ اور خدا کے کلام پر تکیہ کرتے ہوئے اُس نے اُس کی سرحد کو عبور کیا اور اسی رُوح کے ساتھ یعنی خدا کے حکم کی تابعداری کرتے ہوئے وہ جنوب کی طرف بڑھتا گیا حتّٰی کہ ملک کے بیچوں بیچ جا پہنچا۔ سکم کے قریب پہنچ کر موریا کے میدان میں خداوند کے لئے اُس نے اپنا پہلا مذبح کھڑا کیا۔ اسی جگہ اُس کو پہلی مرتبہ بتایا گیا کہ جس سرزمین پر تو کھڑا ہے وہی تیری اولاد کو میراث کے لئے عطا ہوگی۔ اس رویا سے فارغ ہو کر اُس نے غالباً ایک لمبی اور سرسبز وادی پر نظر ڈالی ہوگی جو نہایت زرخیز و سرسبز

تھی۔ اور اُس نے اُن ندیوں کے شور کو سُنا ہوگا جو درختوں سے گھرے ہوئے کناروں کے درمیان بہ رہی تھیں۔ اور اُس نے عیبال اور گرزیم کے پہاڑوں کو دیکھا ہوگا جو قوی ہیکل سنتریوں کی طرح وادی کے ایک سرے پر کھڑے اُس کی حفاظت کر رہے تھے ایسی دلکش جگہ پر جو فلسطین کی تمام مسرّت افزا جگہوں میں سے ایک جگہ تھی زیادہ دیر تک ٹھہرنا اُس کے دل کی تازگی اور فرحت کا باعث ہوتا۔ لیکن اس وقت ملک میں کنعانی موجود تھے اور وہ ایسی عمدہ وادی کو ابراہیم کے سپرد کرنے کو تیار نہ تھے۔ سکم کا ذکر بائبل کی تاریخ میں شروع سے لے کر اُس وقت تک کہ مسیح سامریہ کی عورت سے ملا بار بار آتا ہے لیکن ابھی ابراہیم اُسے صرف ایمان کی راہ سے اپنا سمجھ سکتا تھا کیونکہ ابھی کئی اور جگہیں باقی تھیں جنہیں دیکھنا اُس کے لئے ضروری تھا۔

بیت ایل ممرے کے بلوط کے سایہ میں سے اُٹھ کر یا جیسا بعض یہ ترجمہ کرنا پسند کرتے ہیں کہ تارپین کے درخت کے سایہ سے اُٹھ کر ابراہیم نے اپنا خیمہ ایک پہاڑ پہ جو بیت ایل کے مشرق کی طرف واقع تھا کھڑا کیا۔ بیت ایل سکم سے قریباً بیس میل جنوب کی طرف واقع ہے اور جو سڑک وہاں جاتی ہے وہ ایک ایسے سلسلۂ کوہ کے پاس پاس سے گذرتی ہے جو تمام ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح پھیلا ہؤا ہے۔ بیت ایل اور عئی کے درمیان جہاں ابراہیم نے اپنا خیمہ نصب کیا سیّاحوں کو ایک پہاڑی ملتی ہے جو اپنے سلسلہ کے سب ٹیلوں سے اُونچی ہے۔ اُس کی سب سے اُونچی چوٹی کے اِدھر اُدھر چٹانی ڈھلوان پائے جاتے ہیں۔ اور وہ اُن سے یہ امتیاز رکھتی ہے کہ اُس کی وسیع سطح کے اُوپر زیتون کے درختوں کا جھُرمٹ چھایا ہؤا ہے۔ یہ پہاڑی ابراہیم کے مذبح کے لئے عمدہ جگہ اور اُس کے خیمہ کے لئے اچھا سایہ رکھتی تھی اور اس کے قُرب و جوار کی سرزمین اب تک تمام ملک میں اپنی ہریالی چراگاہوں کے سبب لاثانی ہے۔ پھر بیت ایل چھوڑ کر وہ جنوب کی طرف بڑھتا چلا گیا تاوقتیکہ قحط کے سبب سے مصر جانے کے لئے مجبور نہ ہؤا۔

مصر ”بہت بڑا کال پڑا“ یہ کال غالباً معمولی برسات کی قلّت کے سبب سے واقع ہؤا کیونکہ اُن ممالک میں کال زیادہ تر اسی سبب سے پڑتا ہے۔ اِس کال سے انسان اور حیوان کو جو نقصان اور تکلیف پہنچی وہ واقعی برداشت سے باہر ہوگی۔ اور ابراہیم

کا اس جگہ کو چھوڑ کر مصر جیسے دُور اور اجنبی مُلک کو چلا جانا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اُس کے سامنے بچاؤ کی صرف یہی ایک صورت باقی رہ گئی تھی۔ وہ خدا اب کہاں تھا جس نے اُس کے ساتھ بڑے بڑے وسیع اور جلالی وعدے کئے تھے؟ کیا یہی بنجر بیابان وہ ملک تھا جس کی تعریف اُس نے اس قدر کی تھی! یہ آزمائش ایسی بڑی اور برداشت سے باہر تھی کہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے ابراہیم کا ایمان بھی کسی قدر ہل گیا۔ پھر اس بات سے ڈر کر کہ اگر لوگوں کو معلوم ہؤا کہ سارہ اُس کی بیوی ہے تو اُس کی زندگی خطرہ میں پڑ جائیگی۔ اُس نے اُسے سمجھایا کہ تُو یہ کہنا کہ تُو میری بہن ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُس وقت خدا پر اُس کا پُورا پُورا بھروسہ نہ تھا اور وہ بھی فریب کے اُس خمیر سے بَری نہ تھا جو یہودیوں میں سے اچھے سے اچھے آدمی کی خصلت پر ایک بدنما دھبّہ ہے۔ مصر میں جا کر اُس نے ایک ایسا دربارِ شاہی پایا جہاں بادشاہ۔ شہزادے اور کثیر مال و دولت موجود تھے۔ جب سارہ شاہی حرم سرا میں داخل کی گئی تو خدا کی طرف سے فرعون پر بڑی بڑی آفتیں نازل ہوئیں اور جب اُس کو سارہ اور ابراہیم کا اصلی رشتہ معلوم ہؤا تو جو کچھ واقع ہؤا تھا اُس سے ڈر کر اُس نے سارہ کو ابراہیم کے حوالے کیا اور اُسے بہت سے انعام و کرام کے ساتھ روانہ کیا۔ ابراہیم کی سوانح عمری کے اس قصّہ میں ہم اُس کی اولاد کی تاریخ کے ایک باب کا گویا خلاصہ سا پاتے ہیں۔ وہ بھی اُس کی مانند مجبور ہو کر مصر کو گئے اور اُس کی مانند اُنہوں نے بھی اُس وقت اُسے چھوڑا جب آسمانی آفتوں کے سبب سے اہلِ مصر ڈر گئے اور اُس کی مانند بہت سامال لے کر روانہ ہوئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ پُرانے نوشتوں میں سے جو اب تک موجود ہیں ایک نوشتہ مصری رقّ پر پایا جاتا ہے۔ جس میں دو بھائیوں کی کہانی قلمبند ہے اور وہ برٹش عجائب گاہ میں محفوظ ہے۔ اُس میں اُس زمانہ کے فرعون کی نسبت یہ قصّہ مرقوم ہے کہ وہ فوجی جمعیت کی مدد سے ایک خوبصورت عورت کو اپنی حرم سرا میں لایا اور اُس کے شوہر کو تہ تیغ کیا۔ غالب ہے کہ یہ بیان محض ایک بناوٹی کہانی ہو اور وہمی اور قیاسی قصّوں کے دفتر سے علاقہ رکھتا ہو تاہم اس سے ابراہیم کی واردات جو اس وقت زیرِ نظر ہے واضح ہوتی ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصری دستورات سے ابراہیم کا خوف کھانا واجب تھا مصر کے بادشاہ کا نام جو اُس وقت حکمران تھا ابھی تک معلوم نہیں ہؤا۔

لوط سے جُدا ہونا وہی کال جس نے ابراہیم کے ایمان کو جنبش میں ڈالا تھا آخر کار اُس کے فائدہ کا باعث ہُوا۔ مصر سے واپس آکر اُس نے پھر بیت ایل کے پاس قیام کیا۔ لیکن تھوڑے عرصے بعد اُسے معلوم ہُوا کہ لُوط اور اُس کے بیشمار گلّوں کے لئے چراگاہیں کافی نہیں۔ آخر کار یہ قرار پایا کہ صُلح و امن سے ایک دوسرے سے جُدا ہوں۔ ابراہیم نے اپنی معمولی فیاضی سے لوط کو اجازت دی کہ جَونسی جگہ اپنے لئے چُننا چاہتے ہو چُن لو۔ عئی اور بیت ایل کے درمیان جو اُونچی جگہ واقع تھی وہاں سے ارد گرد کی سرزمین کا نقشہ بآسانی آنکھوں کے سامنے سے گذر جاتا تھا۔ جب لُوط نے اُس جگہ سے اس وسیع اور بوقلموں قطعہ کو دیکھا تو جو جگہ اُسے مرغوب معلوم ہوئی وہ یردن کا سیراب میدان تھا جو سدوم اور عمورہ کے نزدیک واقع تھا نہ کہ بحیرہ مُردار کے قریب جیسا لوگ پہلے خیال کیا کرتے (کیونکہ وہ بیت ایل سے دکھائی نہیں دیتا) بلکہ بہت درجہ تک شمال کی طرف واقع تھا۔ اخلاق کے لحاظ سے یہ جگہ دنیا کی تمام جگہوں سے بدتر تھی۔ لیکن اُس کی گندگی سے لوط کو کچھ بھی نفرت نہ آئی کیونکہ اُس کے مزاج میں جیسا اکثر ہوتا ہے دولت کی کثرت نے دنیاداری کی رغبت پیدا کر دی تھی۔ جب وہ جُدا ہو گئے تو خداوند پھر ابراہیم پر ظاہر ہُوا اور اُسے حکم کیا کہ تُو اُس قطعہ پر پھر نظر ڈال جسے تُو نے اور لُوط نے عئی کی بلندی پر سے دیکھا تھا۔ اور اپنے وعدہ کو تازہ کیا کہ میں یہ سرزمین تجھے اور تیری اولاد کو دونگا۔ اور اُسے فرمایا کہ اُٹھ کر اُسی کے طول اور عرض میں پھر تا کہ تجھے معلوم ہو کہ خدا نے کتنی بڑی اور کیسی عمدہ میراث تجھے عطا فرمائی ہے اور کہ تُو جانے کہ تیری اولاد جو اُس پر قابض آئیگی کس قدر تعداد میں بیشمار ہوگی۔

حبرون اس رویا کے بعد ابراہیم حبرون کو گیا۔ اور اُس کی باقیماندہ زندگی کا اکثر حصّہ یا تو وہاں اور یا اُس کے نزدیک بیر سبع میں کٹا جو اس ملک کے جنوبی سرحد پر واقعہ تھا۔ حبرون دنیا کے سب سے پُرانے شہروں میں سے تھا۔ اور ضغن سے جو مصر میں ہے سات برس آگے بسا تھا۔ (گنتی ۱۳:۲۲) غالباً وہ پہلے حام کے بیٹے مصرائیم کے قبضہ میں آیا جب کہ وہ جنوب کی طرف روانہ ہُوا۔ اور اُسی کے قبضہ میں رہا جب تک اُس نے زیادہ زرخیز میدانوں کا حال سُن کر جو دریائے نیل کے کنارے پر واقع تھے مصر کا راستہ نہ لیا اور ضُغن کی بنیاد نہ ڈالی جو مصر کا قدیم پایۂ تخت تھا۔ یہ شہر

ایک وادی کے کنارے اس سطح مرتفع پر واقع تھا جو بعد میں یہودیہ کے کوہستان کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ شہر دو چیزوں کے سبب سے یعنی چراگاہوں کی خوبی اور تاکستانوں کی کثرت کے سبب سے اُس وقت مشہور تھا جیسا کہ اب بھی مشہور ہے۔ حبرون کے نزدیک اب تک بلوط کا ایک عالیشان درخت کھڑا ہے جس کی نسبت راہبوں کی وہمی اور بے بنیاد روایتوں کے درمیان ایک یہ روایت پائی جاتی ہے کہ یہ وہی ممرے کا بلوط ہے جس کے نیچے ابراہیم کا خیمہ کھڑا تھا جہاں اُس نے فرشتوں کی مہمان نوازی کی تھی۔

بیر سبع

بیر سبع حبرون سے کئی میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف فلسطین کی جنوبی سرحد پر واقع تھا۔ اُس کے ملائم ڈھلوانوں نے جو سبز سبزہ زاروں سے ڈھپے ہوئے تھے اور اُس کے مشہور کنوؤں نے اُس میں ایسی دلکش خوبیاں پیدا کر دی تھیں جن کی قدر بھیڑ بکری اور گائے بیل رکھنے والے لوگ بہت کیا کرتے ہیں۔ اسی گرد نواح میں ابراہیم کی زندگی کے بڑے بڑے واقعات سرزد ہوئے اور یہیں اُس نے اُن رویتوں میں سے بہت رویتیں دیکھیں جو خدا نے اُسے عطا کیں۔ حبرون کے باہر مکفیلہ کی مشہور غار تھی جو اُس نے حتیوں سے اس لئے خریدی تھی کہ اپنے خاندان کے لئے قبرستان بنائے۔ ترکوں کی مسجد کے نیچے جو اس غار پر ایستادہ ہے ابراہیم۔ اضحاق اور یعقوب کی خاک مدفون ہے۔ صدیوں تک کسی مسیحی کو اس غار میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ مگر تھوڑا عرصہ ہوا شہزادہ ویلز نے جا کر اس بندش کو دُور کیا۔

کدرلاعمر۔ اور لوط کو اُس کے جنگل سے چھڑانا

ابراہیم ممرے کے بلوط کے نیچے رہا کرتا تھا۔ وہاں اُس نے یہ سُنا کہ اُس کے بھتیجے لُوط پر ایک سخت آفت نازل ہوئی۔ کدرلاعمر اور مسوپوتامیہ کے بادشاہوں نے مل کر سدوم اور اُس کے آس پاس کے شہروں پر حملہ کیا اور اُن کو شکست دی اور لُوط کو اُس کے اسباب سمیت اسیر کر کے لے گئے۔ لڑائی سدوم کی وادی میں واقع ہوئی۔ ڈین سٹینلی صاحب اس لڑائی کو فلسطین کی پہلی لڑائی بتاتے ہیں۔ مگر مصری کتبوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی کئی لڑائیاں ہو چکی تھیں۔ ابراہیم کی فیاضی۔ دلیری اور چُستی اُس طریق سے بھی ظاہر ہوتی ہے جو اُس نے اپنے بھتیجے کی مصیبت کا حال سن کر اختیار کیا۔ وہ اپنے مشّاق نوکروں کو جو تعداد میں تین سو اٹھارہ تھے مسلّح کر کے اور اپنے ہمسائیوں کی مدد

اور حمایت بہم پہنچا کر پہاڑی راستہ طے کرتا ہؤا یردن تک جا پہنچا اور وہاں سے اُس نے یردن کی وادی کے سرے تک مشرقی بادشاہوں کا پیچھا کیا۔ اُن پر اچانک جا گرا اور اُنہیں اُس جگہ شکست دی جو بعد میں وان کے نام سے موسوم ہوئی اور اس ملک کے عین شمال میں واقع تھی۔ پھر دمشق تک اُن کا تعاقب کر کے لوٹ کا تمام مال اُن سے چھین لیا اور لُوط اور اُس کے ساتھیوں کو صاف چھڑا لایا۔ اگر ہم کدرلاعمر اور اُس کے ساتھیوں کے رُعب داب اور جنگی ساز و سامان پر غور کریں تو ماننا پڑتا ہے کہ یہ حملہ جو ابراہیم نے کیا فنِ جنگ کے رُو سے ایسا عجب حملہ تھا کہ اُس کی مانند شاذ ہی کبھی ہؤا ہو۔ وہ جدعون کے دھاوے سے جو اس معرکے کے آٹھ سَو برس بعد واقع ہؤا کسی طرح کم نہ تھا۔ اور اس واقعہ نے ابراہیم کو تمام ملک میں امیر اللہ کے لقب سے مشہور کر دیا۔

مَلکِ صدق جب وہ اس حملہ سے واپس آرہا تھا راستہ میں اس کو مَلکِ صدق ملا جو سلامتی کا شہزادہ اور خدائے تعالیٰ کا کاہن تھا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پُر راز اور عجیب شخص آسمان تاریخ پر شہاب کی طرح چمکتا اور اپنی صورت دکھلاتے ہی غائب ہو جاتا ہے بعض لوگوں کا گمان ہے کہ یہ شخص سام تھا لیکن یہ گمان بالکل غلط ہے کیونکہ تاریخی مشکلوں کو چھوڑ کر پہلے اِس بات کا جواب دینا مشکل ہے کہ اگر بالفرض یہ شخص سام تھا تو کیوں اس جگہ اپنے مشہور اور ممتاز نام سام سے موسوم نہ کیا گیا؟ اور وہ کس طرح کنعان کی اولاد میں آکر بادشاہ ہؤا؟ پس غالب یہ ہے کہ مَلکِ صدق ایک ایسا شخص تھا جس نے اس دہشتناک بیدینی کے وقت عبادتِ الٰہی کو پاک اور صاف صورت میں جاری رکھا۔ اور جس کی عجیب راست پسندی اور صلح جوئی اُن القاب (مَلکِ صدق۔ راستی کا شہزادہ ملک شام صلح یا سلامتی کا بادشاہ) سے ظاہر ہے جن سے وہ ملقّب تھا اور جسے بہ سبب اُس کی وفاداری کے خدا نے کہانت کے عہدے سے سرفراز کیا بلکہ یہاں تک ممتاز فرمایا کہ کسی اَور کی نسبت وہی زیادہ تر مسیح کی کہانت کا نمونہ سمجھا گیا۔

مسوپتامیہ کے بادشاہ مسوپوتامیہ کے بادشاہوں کا حملہ جو اُسی ملک سے آئے تھے جہاں سے خدا نے ابراہیم کو بُلایا تھا ظاہر کرتا ہے کہ اُس مُلک کی حالت کیسی بگڑ رہی تھی اور وہ حکم جس کے ذریعے سے ابراہیم کنعان کی طرف چلا آیا دُنیاوی بہبودی کے لحاظ سے بھی اُس کے حق میں کیسا مفید ثابت ہؤا۔ یہ مشرقی شہزادے

سام کی نسل کے اُس حصّے کے سردار معلوم ہوتے ہیں جس نے کسدیہ کے باشندوں کو مغلوب کر کے وہاں کُوشی حکومت کی جگہ بنی سام کی سلطنت قائم کی بعض خیال کرتے ہیں کہ کدرلاعمر کُدر نخنتا شاہ عیلام سے مراد ہے جس کا ذکر ایک کتبہ میں جو اسوری بادشاہ اسرہنی پل (سردناپلس) نے کندہ کروایا تھا اس طرح پایا جاتا ہے کہ اُس کے کتبہ کی تاریخ تقریباً ۶۵۰ برس قبل از مسیح سے سولہ سو پینتیس برس پیشتر کسدیہ پر حملہ کیا لیکن اس کتبہ کے معنوں پر ابھی بہت سی تاریکی کا پردہ پڑا ہُوا ہے لہٰذا یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں۔ لیکن یہ ستون اُن حملوں کی طرف بار بار اشارہ کرتے ہیں جو عیلامیوں نے کسدیہ پر کئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کدرلاعمر اُن جنگجو لوگوں میں سے تھا جو ہمیشہ اِس اُدھیڑ بُن میں لگے رہتے تھے کہ کس طرح اپنے ہمسایوں کو اپنا حلقہ بگوش بنا لیں۔

وعدہ کا تازہ کیا جانا ان باتوں سے تھوڑے عرصہ بعد رویت کے وسیلے سے خدا اور ابرام میں ایک اور ملاقات ہوئی جس نے اس بزرگ کی روحانی زندگی میں ایک عجیب زمانہ جاری کیا۔ چنانچہ اس موقع پر اُس کو صاف صاف طور پہ بتایا گیا کہ اُس کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اُس کی صلب سے نکلیگا۔ یہ کہکر خداوند اُس کو خیمہ سے باہر لے گیا اور کہا کہ اب آسمان کی طرف نگاہ کر۔ اور پوچھا کیا تو اِنہیں گن سکتا ہے؟ یہ کہکر اُس کو یقین دلایا کہ تیری اولاد بھی اسی طرح بیشمار ہوگی جس طرح آسمان کے ستارے بیشمار ہیں۔ ابرام خدا پر ایمان لایا اور اُسے اُس نے اُس کے حق میں راستبازی شمار کیا۔ اُس نے پختہ ایمان سے جو کچھ خدا نے کہا تھا قبول کیا کہ اُس کی اولاد بیشمار ہوگی اور برکت اُس کی نسل کے وسیلے سے ملیگی جو کچھ خداوند نے ظاہر فرمایا تھا اُسے بے تامّل مان لینے کے سبب سے وہ قبولیت کی دولت سے مالا مال ہُوا اور اسی واسطے راستباز گنا گیا۔ (رومیوں ۴: ۲۲) ایک بھاری قربانی اس موقع پر چڑھائی گئی جس میں ایک بھیڑ۔ ایک بکری۔ ایک مینڈھا۔ ایک قمری اور ایک کبوتر شامل تھے۔ اور ایک عجیب علامتی رویت اس کی آنکھوں کے سامنے لائی گئی جس سے یہ باتیں ظاہر ہوئیں۔ اول کہ اُس کی اولاد کو چار سو برس تک غیروں سے دُکھ اٹھانا پڑیگا یعنی اُس وقت تک کہ اموریوں کی خطا کا پیمانہ لبریز نہ ہو۔ دوم کہ اُس کے بعد اُس کی اولاد ابراہیم کی مانند مصر سے بہت مال لے کر نکلیگی۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ابراہیم کی طرف

سے یہ بات نجات بخش ایمان کا پہلا کام تھا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر اُس کا ایمان بڑی خوبصورتی سے چمکا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اُس نے بڑی صفائی اور وضاحت سے یہ ظاہر کیا کہ میں رضامند ہوں کہ خدا کی برکت کو خدا کے طریق کے مطابق اور خدا کی بخشش سمجھ کر قبول کروں۔ یہ رضامندی سب سچے دینداروں کا نشان ہے۔ حقیقت میں یہ وہی ایمان تھا جو ابراہیم سے پہلے ہابل۔ نوح اور دیگر خدا پرست لوگوں نے ظاہر کیا۔ لیکن ابراہیم کی حالت میں ایسا صاف اور صریح تھا کہ اُس کے صلہ میں اُس نے ایمانداروں کا باپ کہلانے کا خطاب پایا۔

اسمٰعیل کا پیدا ہونا بیٹے کی نسبت جو وعدہ کیا گیا تھا جب اُس کے پورا ہونے میں دیر ہوئی تو جلدی میں آ کر ابراہیم نے سارہ کی صلاح کے مطابق ہاجرہ کو جو ایک مصری لونڈی تھی اپنے گھر میں ڈال لیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اسمٰعیل اُس سے پیدا ہوا لیکن اسمٰعیل کا پیدا ہونا خانگی اتحاد کی بربادی کا باعث ہوا اور وعدہ کے فرزند کے دنیا میں آنے کی خبر کے دئے جانے سے پہلے ابھی چودہ برس کا عرصہ گذرنا باقی تھا اس دراز عرصہ کے گذرنے کے بعد خداوند پھر ابراہیم کو نظر آیا اور یہ وعدہ کیا کہ آنے والے سال میں سارہ بیٹا جنیگی اور اپنے عہد کو جسمانی اور روحانی وعدوں کے بارہ میں از سرِ نو تازہ کیا۔ اور ختنہ کی رسم کو اپنے عہد کی شرائط کے پُورا ہونے کے ثبوت میں بطور مُہر کے قائم کیا۔ اس موقع پر اُس کا نام ابراہام رکھا گیا۔ یعنی ایک بڑے گروہ کا باپ اور اس کی بیوی ساری کا نام سارہ رکھا گیا جس کے معنی شہزادی کے ہیں۔

سدوم کی بربادی تھوڑی مدت کے بعد خداوند پھر ابرہام کو دکھائی دیا اور سدوم اور عمورہ کو ان کی حیرت انگیز اور قبیح شرارت کے سبب برباد کرنے کا ارادہ اُس پر ظاہر کیا۔ سدوم کے لئے اس بزرگ نے ایسی دلسوز اور مؤثر صورت میں سفارش کی کہ اگر اس میں دس راستباز بھی پائے جاتے تو وہ اُن کے سبب سے بچ جاتا۔ اس شہر کی دہشت ناک شرارت کا جو کچھ حال بیان کیا گیا ہے وہ اُس کے فتوے کی درستی اور راستی ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ لُوط اپنی دو بیٹیوں سمیت بچ نکلا لیکن اُس کے خاندان کے باقی افراد ہلاکت میں گرفتار ہوئے۔ آگ اور گندک کی بارش آسمان سے نازل ہوئی اور ان بدکار شہروں کو جلا کر بھسم کر گئی۔ اس میں شک نہیں کہ لُوط ایک راستباز آدمی تھا تاہم اس قدر کمزور تھا کہ اُس نے دنیاوی ہوس کو اپنے

دل میں بڑھنے دیا اُس کے سبب سے اُس کو سخت تنبیہ کی گئی اور آخر کار ہم اس کو ایک تاریک غار میں چُھپتے ہوئے اور اپنی بیٹیوں کے اغوا کے سبب سے اسی قسم کے افعال کا مرتکب ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں جن کے سبب سے یہ پُر جرم شہر برباد ہوئے تھے۔ ابراہیم کو جو اپنے خاندان کی پاکیزگی کی نسبت ہر وقت ہوشیار رہتا تھا شخصی طور پر اُس سبق کی ضرورت نہ تھی جو یہ ہیبت ناک سزا سکھلانے آئی تھی۔ مگر ملک کے عام باشندوں کو اس کی بڑی ضرورت تھی۔ سو یہ نتیجہ ہُوا کہ کچھ عرصہ تک اُس نے لوگوں کی شرارت کو روکا مگر اسرائیلیوں کے مصر سے واپس آتے یعنی اس ماجرے سے چار سو برس بعد تک کنعانیوں کی اخلاقی حالت پھر ایسی ہی خراب ہو گئی جیسی اُس وقت سدوم اور عمورہ کی تھی۔

بحیرہ مُردار۔ پہلے یہ گمان کیا جاتا تھا کہ بحیرۂ مُردار عین اُسی جگہ واقع ہے جہاں یہ تباہ شدہ شہر بسا کرتے تھے۔ غالباً اس کے عربی نام بحیرۂ لُوط سے یہ خیال پیدا ہُوا ہوگا۔ یہ بھی مانا جاتا تھا کہ شاید کسی آتش فشاں پہاڑ کے سبب میدان کی سطح نیچے دب گئی اور دریائے یردن کے پانی سے جو پہلے وادی الاربعہ میں سے گذر کر بحیرۂ قلزم میں جا گرتا تھا اس جگہ ایک جھیل بن گئی اور دریائے یردن کے آگے بڑھنا موقوف ہو گیا۔ بحیرہ مُردار کی سطح بحیرہ روم کی سطح سے کم از کم ۱۳۰۰ فٹ نیچے ہے۔ اس سرزمین میں نفت۔ گندھک۔ شورہ اور دیگر آتش گیر اشیا کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ اور ایک مقام پر نمک کا ایک بڑا چٹان کھڑا ہے جسے اہل عرب اصدوم کہتے ہیں۔ یہ نام سدوم کے حروف کے ردّ و بدل کا نتیجہ ہے۔ اس کے نزدیک ایک عجیب پیل پایہ کھڑا ہے جسے روایت لُوط کی جورُو بتاتی ہے۔ اس بحیرہ کے پانی میں اس قدر نمک ملا ہُوا ہے کہ اس میں نہ کوئی مچھلی اور نہ کوئی اور ہی حیوان زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن وہ خیال جو پچھلے زمانہ میں کیا جاتا تھا کہ کوئی جانور اُس کے اُوپر سے اُڑ کر دوسری جانب نہیں جا سکتا غلط ہے لفٹنٹ لنچ صاحب نے جو اضلاعِ متحدہ امریکہ کے باشندے تھے اور جو امریکن گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہو کر آئے تھے کہ اس بحیرہ کے حالات دریافت کریں یہ نتیجہ نکالا کہ اس سرزمین کو قدرتی قوتوں نے کسی وقت سخت جنبش میں ڈالا تھا۔ صاحب موصوف کی رائے میں دریائے یردن کا پاٹ دب گیا اور وہ میدان جو اُس کے کناروں کے اردگرد واقع تھا جس میں یہ شہر بستے تھے پانی کے نیچے آگیا۔ بحیرہ لوط کی اندرونی تحقیقات سے ثابت ہُوا ہے کہ اُس کی تہ میں دو میدان دبے ہوئے ہیں۔ اُن میں سے ایک صرف ۱۳ فٹ اور دو

۱۳۰۰ فٹ سطح سے نیچا ہے۔ بائبل کے بیان کے ثبوت جو اس سیّاح نے بہم پہنچائے اس قدر مضبوط تھے کہ اُس کے دونو ساتھی جن میں سے ایک مسیحی مذہب کی نسبت اپنے دل میں چند شبہات و شکوک رکھتا تھا اور دوسرا بالکل بیدین تھا اس بات کے قائل ہو گئے کہ بائبل کا بیان بالکل صحیح اور راست ہے۔ ایک فرانسیسی سیّاح ڈی سالسی اس بات کا قائل ہے کہ میں نے ان شہروں کے کھنڈروں کو پا لیا ہے لیکن اس کی تحقیقات کے نتائج تسلیم کے لائق نہیں۔ اُس نے کئی جگہ بڑے بڑے آتش خیز پہاڑوں کے نشانات پائے مثلاً کئی جگہ بجھے ہوئے آتش فشاں پہاڑوں کے دہانے اور کئی جگہ پھٹے ہوئے چٹان اُس کو ملے۔ اُن سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا آگ کی گرمی سے پھٹے ہیں۔ نیز کئی چھپے ہوئے شگاف اور دلدل بھی ملے جن میں کبھی کبھی اس کے گھوڑے گر جاتے تھے۔

لیکن ان باتوں کو آخری فیصلہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس خطّہ کی جدید اور گہری تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بحیرۂ مُردار ایک نئی جھیل نہیں بلکہ بہت پُرانی ہے۔ اور قدیم ایّام میں یردن کی وادی میں تھوڑا سا پانی نہ تھا بلکہ موجودہ زمانہ کی نسبت زیادہ تھا کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام سرزمین جسے سکر یا یردن کا میدان کہتے ہیں پانی سے ڈھپی ہوئی تھی۔ پس جو کچھ ریلنڈ صاحب نے فرمایا وہ غور طلب ہے کہ کوئی وجہ نہیں کہ ہم یہ خیال کریں کہ یہ شہر پانی کے نیچے دب کر تباہ ہوئے بلکہ برعکس اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بات صاف طور پر بتائی گئی ہے کہ وہ پانی سے نہیں بلکہ آگ سے برباد ہوئے ہیں۔ البتہ یہ کہا گیا ہے کہ بادشاہوں کی لڑائی "صدیم یعنی دریائے شور کی وادی میں" واقع ہوئی (پیدایش ۱۴: ۳) مگر دریائے شور اس وادی کے صرف ایک حصّہ کو ڈھانپے ہوئے ہے اور لڑائی وادی کے فراز میں یعنی جہاں پانی نہ تھا واقع ہوئی۔

اکادی نظم ایک پُرانی اکادی نظم آسمان سے آگ کے گرنے کا حال بیان کرتی ہے وہ آگ اپنی خاصیت اور نتیجہ کے اعتبار سے اُس آگ کی مانند ہے جس نے اس میدان کے شہروں کو برباد کیا۔ پروفیسر سائس صاحب نے اُس کا ترجمہ زبان انگریزی میں کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کدرلاعمر کے اُس حملہ پر غور کرتے ہیں جو اُس نے سدوم پر کیا تو اکادیوں کے اس جگہ کی بربادی سے واقف ہونے اور اُس کے حال کو منظوم کرنے سے تعجب نہیں آتا۔

“ایک بربادی سمندر کے بطن سے برآمد ہوئی مقدّر کی سزا آسمان کے وسط سے نازل ہوئی ایک طوفان نے ساحل کی مانند زمین (کو گھیر لیا) اور تباہ کرنے والا طوفان چاروں طرف چل اُٹھا شہروں کے باشندوں کو اُس نے ستایا۔ اُن کے بدنوں کو اُس نے جلا دیا شہر اور دیہات میں اُس نے موت کو پھیلا دیا اور اُس کے شعلے جب اُٹھتے تھے ہر شے کو بھسم کر دیتے تھے۔

آزاد اور غلام سب یکساں تھے۔ اُونچی جگہوں کو اُس نے بھر دیا۔ آسمان اور زمین میں وہ مانند ایک آندھی کے چل نکلا اور شکار کرنے لگا۔ دیوتا ایک پناہ گاہ کی طرف بھاگے اور ایک جتّھے میں جمع ہو کر اس کے زور آور (حملہ) سے وہ بھاگ نکلے اور اُس نے چادر کی مانند (بنی آدم) کو چھپا لیا۔ وہ (ڈر سے) اور موت نے اُن کو (آ لیا) (ان کے) پاؤں اور ہاتھوں کو (اُس نے پکڑ لیا)۔ اُن کے بدن کو اُس نے جلا دیا۔ شہر۔ اُس کی بنیادوں کو اُس نے ناپاک کیا۔ سانس میں اُس نے اپنا مُنہ بھر لیا۔ انسان کا یہ حال ہُوا کہ وہ اُونچی آواز سے چلّایا۔ بجلی کا ایک زور آور شعلہ نازل ہُوا۔ دن کے وقت وہ چمکا۔ ہولناک صورت میں وہ نازل ہُوا۔“

اضحاق کا پیدا ہونا سدوم کی بربادی کے بعد فلسطیوں کے شہر جرار میں جو بیر سبع کے قریب واقع تھا ابراہیم پھر جھوٹ بولنے کے اُسی جرم میں مبتلا ہُوا جو اُس سے مصر میں سرزد ہُوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وعدہ کا فرزند اضحاق پیدا ہُوا۔ اور جب اسمٰعیل نے اضحاق سے بدسلوکی شروع کی تو اُس کی ماں سارہ نے اُس کو گھر سے نکال دیا۔ بیر سبع کے بیابان میں وہ ایک مرتبہ مشکل سے موت کے چنگل سے چُھوٹا اور پھر جب جوان ہُوا تو اُس صحرا میں جا بسا جو بیر سبع اور عرب کے عین جنوب تک پھیلا ہُوا ہے وہاں وہ عربی قوم کا بانی ہُوا۔

اضحاق کو قربانی چڑھانا اس کے بعد جو واقعہ ابراہیم کی زندگی میں حادث ہُوا وہ یاد رکھنے کے قابل ہے یہ تو وہ ظاہر کر چکا تھا کہ اس کا ایمان ایسا پختہ اور اُس کی فرمانبرداری ایسی مضبوط تھی کہ وہ اپنے گھرانے اور ملک کی محبت پر غالب آ سکتا تھا لیکن اب اُسے یہ ظاہر کرنا تھا کہ اس کا ایمان اور اطاعت اولاد کی محبت پر بھی غالب آ سکتے ہیں۔ وہ لڑکا جو ایسے انتظار کے بعد پیدا ہُوا تھا۔ جس کی پیدائش کا وعدہ ایسی سنجیدگی کے

ساتھ کیا گیا تھا اور جس کی زندگی پر بڑی بڑی بیش قیمت اُمیدوں کا بر آنا منحصر تھا۔ یوسیفس کے قول کے مطابق ابھی پچیسویں سال میں تھا کہ خدا نے ابراہیم کو یہ حکم دیا کہ موریا پہاڑ پہ جاکر اُسے سوختنی قربانی چڑھا۔ عموماً یہ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ وہی پہاڑ ہے جو یروشلم میں اسی نام سے موسوم ہے جس پر بعد میں سلیمان نے اپنی ہیکل بنائی۔ اس بزرگ کا ایمان اس آزمایش کے معیار سے سچّا ثابت ہوًا۔ اگسٹین صاحب کے قول کے مطابق اُس کو اِس خیال نے تقویت بخشی کہ جس طرح اضحاق کی زندگی فوق العادت طور پر عطا ہوئی تھی اُسی طرح فوق العادت طور پر وہ پھر زندہ کیا جائیگا۔ لیکن خداوند کے فرشتہ نے سوختنی قربانی کے لئے ایک مینڈھا مہیّا کیا اور ابراہیم کو اس صدمہ سے بچایا۔ پھر خداوند نے اپنے وعدوں کو زیادہ بھرپوری اور صدق و صفا سے تازہ کیا اور ابراہیم آگے کی نسبت اَور بھی زیادہ خلیل اللہ ثابت ہوًا۔ دشمنوں نے ابراہیم کے اس فعل کا اُن بچّوں کی قربانیوں کے ساتھ جو مولک اور دیگر دیوتاؤں کے سامنے گذرانی جاتی تھیں مقابلہ کیا ہے لیکن ایسا کرنا سراسر انصاف سے بعید ہے کیونکہ اُس کے تمام بیان میں بالکل مختلف قسم کی روح پائی جاتی ہے۔ باپ اور بیٹے دونوں میں اطاعت کی رُوح بڑی خوبصورتی کے ساتھ جلوہ گری کر رہی ہے۔

ساری کی وفات ساری کے مرنے پر ابراہیم نے حتّیوں سے ایک قطعہ زمین قبرستان کے لئے خریدا اور وہ مکفیلہ کی غار تھی جو حبرون کے نزدیک واقع تھی۔ تمام ملک میں یہی ایک جگہ تھی جسے وہ اپنی کہ سکتا تھا۔ اس سے بھی ابراہیم کا ایمان ظاہر ہوتا ہے جیساکہ اُس کی زندگی کے قریباً ہر فعل سے ثابت ہے۔ قبل اس کے کہ اُس کی نسل اس سرزمین کو اپنے قبضہ میں لائے ابھی چار سو برس کا عرصہ گذرنا تھا اور چونکہ یہ بات اس کی رائے میں نہایت ضروری تھی کہ اُس کی اور اُس کے گھرانے کی خاک اس اثنا میں امن کے ساتھ اس ملک میں مدفون رہے لہذا اُس نے یہ غار پُورے پُورے طور پر اپنے قبضہ میں لانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور دیگر بزرگوں کے نزدیک یہ جگہ ایک خاص طور پر متبرک تھی۔ ایک شخص اس طرح اُن کے خیالات کو ادا کرتا ہے۔

"دنیا میں اُن کا عدن مکفیلہ کے اردگرد واقع تھا۔ وہاں شام کی ٹھنڈی

ہوا میں خدا اُن کے پاس آتا اور اُس کے ساتھ ساتھ چلتا پھرتا تھا۔ اسی سبب سے وہ تمام زمین متبرک تھی اس لئے خوبصورت سمجھی جاتی تھی۔ اور ان کی آزاد روحیں اس وقت کی مشتاق تھیں جب وہ اُڑ کر اُس آب و ہوا میں پہنچنے کو تھیں جو کبھی مُرجھاتی نہیں۔ ان کے نزدیک وہ جگہ موت کی جگہ نہ تھی۔ وہ تو اُن کے نزدیک ایک ڈیوڑھی سی تھی جس کی سنجیدہ تاریکی میں وہ صرف ہیکل کے دروازے کے کُھلنے تک کھڑے تھے۔ آسمان کی ٹھنڈی اور میٹھی ہوا اُن کے دلوں کو فرحت بخشتی تھی۔ اُس خوشنما زمین کے خوبصورت پُھول اُن کی آنکھوں کو تروتازہ کرتے تھے۔ نیز دوسرے آسمانوں کے نظارے اُن کو کبھی کبھی نصیب ہوتے تھے"۔

حتّی اِس موقع پر ابراہیم کا بنی حتّ کے ساتھ دوچار ہونا جنھوں نے اُسے امیر اللہ کا خطاب دیا تھا ایک ایسا امر ہے کہ ہم اُن باتوں کا ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو حال ہی میں اس عجیب قوم کی نسبت معلوم ہوئی ہیں۔ مصری کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی حتّ (جو ہمارے حتّ کا مرادف ہے) قدیم زمانہ میں مغربی ایشیا کی ایک بڑی بھاری قوم تھے۔ یشوع کے زمانہ میں اُن کی سلطنت کی حدود اس طرح بیان کی گئی ہیں۔ شمال مغرب میں اُن کا ملک بیابان سے لے کر لبنان تک جاتا تھا اور شمال مشرق میں دریائے فرات تک پہنچتا تھا۔ (یشوع ۱:۴) خاص فلسطین میں اس قوم کے جو لوگ پائے جاتے تھے وہ ساری قوم کا فقط ایک تھوڑا سا ٹکڑا تھے۔ کتبوں سے عیاں ہے کہ تھوڑے عرصے کے بعد وہ ایسے زور آور ہو گئے کہ مصر کی تمام فوج کو لڑائی کے لئے اُن کے مقابلہ میں اُترنا پڑا۔ گو وہ مغلوب ہو گئے تاہم مصر کے بادشاہ رعمسیس دوم نے حتّی بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں کئی گھرانے اور سلطنتیں شامل تھیں اور اُن سب پر ایک بادشاہ مسلّط تھا۔

اضحاق کی شادی چونکہ ابراہیم اس بات کا بہت مشتاق تھا کہ اُس کی نسل میں جدّی خون ہر طرح کی آمیزش سے پاک اور دینی ایمان و عبادت صفائی کے ساتھ جاری رہے سو وہ اس خیال کی برداشت نہ کر سکتا تھا کہ اُس کے بیٹے کی شادی کسی کنعانی لڑکی کے ساتھ کی جائے لہٰذا اُس نے اپنے ایک معتبر نوکر کو اپنے وطن کی طرف بھیجا

کہ وہاں اضحاق کے لئے ایک لائق جورو تلاش کرے۔ الیعزر دُور تک اس راستہ کو طے کر کے جس سے اُس کا آقا شروع میں آیا تھا مسوپتامیہ میں پہنچا جو اُس وقت فدان ارام کہلاتا تھا۔ وہاں بتوایل کی بیٹی اور ابراہیم کے بھائی نحور کی پوتی ربقہ کو ملا جسے اُس کے آقا کے بیٹے کی جورو بننا تھا۔

ابراہیم کی موت ابراہیم نے بھی پھر ایک شادی کی۔ اُس کی نئی بیوی کتورہ سے چھ بیٹے ہوئے۔ ابراہیم کے خاندان کی ان شاخوں کا ہم آگے چل کر بیان کرینگے۔ آخر کار ایک سَو پچھتّر برس کی عمر کو پہنچ کر اور اضحاق اور ربقہ کے بچّوں کو اُن کی جوانی کے عالم میں دیکھ کر ابراہیم اپنے باپ دادوں کے ساتھ جا سویا۔ اور اضحاق اور اسمٰعیل اس کے بیٹوں نے اُسے مکفیلہ کی غار میں ساری کے پاس ہی دفن کیا۔

اُس کی خصلت اور سیرت ابراہیم کی سیرت ایسی شریف اور نادر ہے کہ دینی اور دنیوی تاریخ میں اپنا ثانی نہیں رکھتی چنانچہ اُس میں الٰہی تعظیم۔ بھروسے۔ محبّت اور اطاعت کی خوبیوں کے موتی کثرت سے مزیّن نظر آتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ دانشمندی اور نکتہ سنجی بھی اپنا جلوہ دکھاتی تھیں۔ وہ دنیا کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف تھا اور اُس کے کاروبار کو حُسن انتظام سے انجام دینا خوب جانتا تھا۔ وہ متانت۔ خلق۔ حلم۔ برداشت اور خانگی محبّت سے بہرہ ور تھا۔ اور ایک ایسا کشادہ اور بشاش دل رکھتا تھا جو نہ صرف اَوروں کی بھلائی چاہتا بلکہ ان کی بھلائی کے لئے خود نقصان اُٹھانے کو بھی ہر وقت تیار رہتا تھا۔ وہ کام کاج میں "سُست" نہ تھا۔ بلکہ سرگرم اور خداوند کی خدمت میں ہر دم مستعد رہتا تھا۔ اُس کی فیاضی اور مزاج کی شرافت نے اُس کی سیرت کو اس قدر بلند کر دیا کہ آج تک کوئی انسان اس پر سبقت نہیں لے گیا۔ اُس میں وہ جوش دلانے والی اور حریص طبیعت نام کو نہ تھی جو بعض بڑے بڑے آدمیوں میں ہوا کرتی ہے جس کے سبب سے وہ ہمیشہ ایسی ایسی تدبیروں کی اُدھیڑ بُن میں لگے رہتے ہیں جو اُن کی لیاقتوں کے ساتھ ایک قسم کی مناسبت رکھتی ہیں تاہم اس کی آہستہ کاردانائی اس کا استقلال اور اس کی نیکی ایسی خوبیاں تھیں کہ سب اس کو محبت کرتے اور اس پر بھروسہ رکھتے تھے۔ بیشک یہ ایسی صفتیں تھیں کہ خطرہ کے وقت سب لوگ خواہ وہ کسی قوم اور جماعت کے کیوں نہ ہوں اس کا ملجا سمجھ کر اس پر تکیہ کرتے تھے اس کی جسمانی شکل و شباہت کی نسبت ہم کچھ نہیں جانتے تو بھی اتنا بے تامّل کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک جسیم اور عمدہ ڈیل ڈول کا آدمی تھا

جس کا بدن اُس کی عجیب دماغی قوّتوں کے موافق واقع ہؤا تھا۔ واقعی اُس سے بڑھ کر اور کوئی بشر اس قابل نہ تھا کہ اُن فرایض کو ادا کرتا اور اُس عزّت اور مقدرت کو سنبھالے رہتا جس کا بوجھ اُس پر اس حیثیت سے آپڑا کہ ایک بڑی قوم کا باپ اور کلیسیا کا بزرگ کہلائے۔

مسیح کی نسبت اُس کی اُمید لیکن ابراہیم کی تمام سرگذشت میں سب سے زیادہ یاد کے قابل وہ وعدہ تھا جو اُس سے مسیح کی نسبت کیا گیا تھا “تجھ سے اور تیری نسل سے زمین کی ساری قومیں برکت پائینگی”۔

اور یہ وعدہ کنعان کی سرزمین کے وعدہ کے ساتھ لگا ہؤا تھا اور اُس کے خیال میں یہ دونو باتیں آپس میں ایسی وابستہ تھیں کہ بالکل ایک دوسری سے جُدا نہ ہو سکتی تھیں۔ جس دُھن سے وہ اس زمین کے پیچھے لگا رہا وہ اور کسی طرح سمجھ میں نہیں آتی بجز اس کے کہ ہم یہ مانیں کہ وہ اس دُہرے وعدے پر ایمان لایا۔ گو وہ ملک کنعان میں اجنبی اور پردیسی تھا تاہم وہ اُسے ہمیشہ اپنا وطن اور اپنا گھر سمجھتا تھا۔ بیشک وہ قحط کے سبب مصر یا جرار کو چلا گیا تاہم تھوڑے عرصہ کے لئے گیا تھا۔ جب اُس نے الیعزر کو اپنے باپ کے رشتہ داروں کے پاس بھیجا کہ اُس کے بیٹے اضحاق کے لئے وہاں سے جورو لائے تو اُس نے اُس کو قسم دے کر تاکید کی کہ وہ اُس عورت کو اضحاق کے پاس لائے مگر اضحاق کو اُس کے پاس نہ لے جائے۔ جب ساری کے دفن کرنے کا وقت آیا تو اُس نے اُسے اُس کے باپ کے قبرستان میں دفن نہ کیا بلکہ ملک کنعان میں ایک قبر کے سپرد کیا۔ ہمارے خداوند نے اس سارے معاملے کی چند لفظوں میں تشریح کر دی جب اُس نے یہ فرمایا کہ “تمہارا باپ ابرہام بہت مشتاق تھا کہ میرا دن دیکھے چنانچہ اُس نے دیکھا اور بہت خوش ہؤا”۔ ایسی مبارک اُمید کے سامنے کوئی چیز ایسی نہ تھی جو ابراہیم کو کنعان چھوڑنے کے لئے مجبور کرتی اپنی ذات میں یہ زمین خواہ کچھ ہی ہو مگر اُس کے لئے وہ وعدہ کی سرزمین تھی۔ اُس کی نسل بھی وعدے کی نسل تھی اور کبھی اُس کے خیال میں کوئی ایسی کمی یا تبدیلی نہ آئی جس سے نسل اور زمین کے رابطہ میں فرق آتا۔ پس اس طرح آنے والی چیزوں کی نسبت انتظار کرنے کی طبیعت پختہ ہوتی گئی۔ دیندار لوگوں کی اُس زمانہ میں خاص طور پر ہمت بڑھائی جاتی تھی کہ وہ آنے والی چیزوں کی راہ دیکھا کریں۔ اگر نئے مکاشفے اُن کو عطا ہوتے

اور نئی رسمیں اُن میں قائم کی جاتی تھیں تو اُن کا کام بہرحال یہ تھا کہ وہ آیندہ کی طرف دیکھیں کیونکہ ایک عمدہ چیز ابھی آنے والی تھی یعنی اسرائیل کی اُمید ابھی بر نہ آئی تھی۔

دُوسری فصل۔ اضحاق اور ابراہیم کے دیگر فرزندوں کا بیان

اضحاق اور اُس کی خصلت۔ اُس کے بیٹے۔ اسمٰعیل۔ مدیان۔ ادوم۔
عمون اور مواب

اضحاق اور اُس کی خصلت اضحاق کی سرگذشت میں خاص قسم کی دلچسپ باتیں تھوڑی پائی جاتی ہیں۔ اُس کی طبیعت کی نرمی اور ملائمت اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ اُس نے بڑی اطاعت کے ساتھ اُس آزمایش کو قبول کیا جس میں سے اُسے کبھی اپنے باپ کی طرح موریا کے پہاڑ پر گذرنا پڑا۔ اپنے باپ کی مانند وہ بھی خدائے تعالےٰ کی بڑی تعظیم و تکریم کرنے والا تھا لیکن باپ کی سی چُستی اور خصلت کی مضبوطی اس میں نہ تھی۔ وہ زیادہ تر خدا کی یاد میں مگن رہنے اور گوشہ نشینی کو پسند کرنے والا آدمی تھا۔ اور یہ ایسی صفتیں ہیں جو اگرچہ مخالفت اور مشکلات پر حاوی ہو کر اُن میں سے اپنا رستہ نہیں نکال سکتیں تاہم تنہائی اور خاموشی کی زندگی کو زیب دینے کے لئے زیور کا حکم رکھتی ہیں۔ جرار کے بادشاہ ابیملک کے سامنے اپنی بیوی رِبقہ کو بہن کہہ کر اُس نے ثابت کیا کہ وہ بھی اپنے باپ کی کمزوری میں مبتلا تھا۔ لیکن دوسری جانب بعض کنوؤں سے بے تامل اور بلا حجت دست بردار ہو کر جن کی نسبت اُس کے اور ابیملک کے نوکروں میں تنازع تھا یہ ظاہر کیا کہ وہ ایسا صلح پسند آدمی تھا کہ اپنا نقصان اُٹھا کر بھی صلح کو قائم رکھنا چاہتا تھا۔ ان سب سے بڑھ کر بڑی خوبی اُس میں یہ تھی کہ اُس میں اُس کے باپ کا سا ایمان پایا جاتا تھا اور اِس کے صلہ میں اُس کے ساتھ وہ وعدے جو اُس کے باپ نے خدا سے پائے تھے تازہ کئے گئے۔ معلوم ہوتا ہے

کہ اُس نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ بیر سبع اور حبرون کی خاموش نواح میں صرف کیا۔

اُس کے بیٹے اس کے فقط دو بیٹے تھے یعنی عیسو اور یعقوب جو ربقہ کے بطن سے توام پیدا ہوئے تھے۔ شروع میں تو اضحاق کا دل ان دونوں میں سے کسی سے خوش نہ ہوگا کیونکہ عیسو نے تو اوائل عمر ہی میں ثابت کر دیا تھا کہ نہ اُسے نجات کی اُن برکتوں کی پروا تھی جو آنے والی نسل کے وسیلے ظاہر ہونے کو تھیں اور نہ خاندان کے خالص سلسلہ کا خیال اُس کے دل میں جاگزیں تھا جس کی صفائی کے لئے ابراہیم اتنا فکرمند تھا۔ چنانچہ اُس نے بڑی بے پروائی سے پہلوٹھا ہونے کا حق ان تمام روحانی برکتوں سمیت جو اس میں شامل تھیں یعقوب کے ہاتھ بیچ ڈالا اور بنی حت میں سے دو لڑکیوں کے ساتھ شادی کی اور اُس رشتے کے وسیلے بُت پرستی سے رشتہ پیدا کیا۔ اور کثیر الازدواجی اور دیگر قبیح رسوم کو جو کنعانیوں کے درمیان پائی جاتی تھیں رواج دیا۔ لیکن باوجود اس کے وہی باپ کا دُلارا بیٹا تھا اور جب وقت آیا کہ ایک سنجیدہ طور پر برکت دے کر وعدہ کے وارث کو ظاہر کرے تو وہ یہی چاہتا تھا کہ وہ برکت عیسو کو ملے۔ لیکن یعقوب نے ماں کا اشارہ پاکر بڑی چالاکی کے ساتھ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں فریب دینے کی عادت لوگوں میں کس قدر پائی جاتی تھی وہ برکت حاصل کی۔ اس بات سے دونو بھائیوں میں سخت جھگڑا برپا ہوا اور یعقوب کو اپنی جان بچانے کے لئے مسوپتامیہ کی طرف بھاگنا اور فدان ارام سے اپنے رشتہ داروں کے پاس جاکر پناہ گزین ہونا پڑا۔

اسمٰعیل ۔ مدیان۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ ابراہیم کی اولاد کی دوسری شاخوں کی بستیوں کا ذکر کیا جائے جو یعقوب کی نسل سے علاقہ نہیں رکھتی ہیں۔ یہ تو بتا دیا گیا ہے کہ اسمٰعیل عرب کے ریگستان میں جا بسا اور اُس کی اولاد نے آوارہ گردی اور خانہ بدوشی کی زندگی اختیار کی جو گلہ بانوں اور صیادوں کو عموماً ایسے ملکوں میں اختیار کرنی پڑتی ہے جن میں انسان و حیوان کی خوراک کے اسباب بہت کم پیدا ہوتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قطورہ کے فرزند بھی اُس کے ساتھ آملے کیونکہ اُن میں سے ایک کا نام مدیان تھا جو مدیانیوں کا دادا تھا۔ گو اُن میں سے بہتوں نے وحشی اور آوارہ گرد زندگی اختیار کی جو اب تک صحرا کے عربوں میں پائی جاتی ہے تاہم اُن میں سے بعضوں نے تجارتی پیشے بھی اختیار کئے اور اس بات کا ثبوت کہ اسمٰعیل اور مدیانی آپس میں خلط ملط ہو کر ایک ہی قوم بن گئے یہ ہے کہ جن تاجروں کے ہاتھ کچھ

عرصہ بعد یوسف بیچا گیا تھا وہ مختلف آیات میں کبھی اسمٰعیلی اور کبھی مدیانی کہلاتے ہیں۔

ادوم عیسو کی اولاد اسمٰعیلیوں کی طرح عرب کی وسیع سرزمین میں ہر جگہ آباد نہ ہوئی بلکہ برعکس اِس کے وہ لوگ اُس کے صرف اُس حصہ میں آباد ہوئے جو شعیر کا ملک کہلاتا ہے اور جو اُس پہاڑی قطعہ میں پھیلا ہؤا ہے جو بحیرہ مُردار اور جھیل اکابہ کے مابین واقع ہے۔ اسرائیل کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں ان کو ان لوگوں سے طرح طرح کا واسطہ پڑا اور کہ اُن سے بڑھ کر اَور کوئی اُن کا جانی دشمن نہ تھا کچھ عرصے بعد ان لوگوں نے بڑی قوم بن کر نہایت شہرت حاصل کی اور ان کا پایۂ تخت پیٹرا اُس وقت بھی ایسا ہی مشہور تھا جیسا اِس وقت اُن مندروں کے سبب سے مشہور ہے جو چٹانوں کے اندر کاٹ کاٹ کر اور تراش تراش کر بنائے گئے تھے۔ اسی طرح دیگر عمارتوں کے سبب بھی اُس نے بہت شہرت حاصل کی کئی پشتوں تک شمال اور جنوب کے درمیان یعنی ایک طرف ارام اور بابل کے اور دوسری طرف ہند اور مصر کے درمیان سلسلہ تجارت جاری رکھنے کے لئے ادوم شاہراہ کا کام دیتا رہا۔ اور جب ہم ان باتوں پر غور کرتے ہیں تو اس کی موجودہ تباہی جس کا ذکر کئی نبوتوں میں پایا جاتا ہے اَور بھی زیادہ عجیب معلوم ہوتی ہے۔

امون اور موآب امونی اور موآبی بھی جو لُوط کی نسل سے تھے دیر تک بجائے خود ایک علیحدہ قوم ہونے کا دم بھرتے رہے۔ ان کا ملک ادوم کے شمال میں واقع تھا اور وہ بھی اُس دائمی مخالفت کے سبب بہت مشہور تھے جو انہیں بنی اسرائیل سے تھی۔

تیسری فصل۔ یعقوب کی سرگذشت

یعقوب کا ابتدائی حال۔ بیت ایل کی رویا۔ فدان ارام میں قیام۔ کنعان کو واپس
آنا۔ عیسو سے ملاقات۔ کنعان میں جا بجا گھومنا۔

یعقوب کا ابتدائی حال ابراہیم کی اولاد کی دوسری شاخوں کو چھوڑ کر اب ہم صرف یعقوب کی طرف متوجہ ہونگے جو خدا کا چُنا ہؤا اور وعدہ کا فرزند تھا۔ بہت سی باتوں میں یعقوب اپنے باپ کی نسبت زیادہ تر اپنے دادا کی مانند تھا چنانچہ وہ باپ کی طرح اِس قدر

نرم دل اور تنہائی پسند نہ تھا جس قدر اپنے دادا کی مانند ارادے کا پختہ اور کام میں چست و چالاک تھا لیکن جب وہ پہلے پہل نوشتوں میں ہمارے سامنے آتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ابھی ابراہیم کی طرح اُس کو خدائے تعالیٰ کی خصلت کا وہ عرفان نصیب نہیں ہوا جو انسان کی روح پر قبضہ کر لیتا ہے اور نہ اُس نے ابھی اپنی مرضی کو اُس کی مرضی کے سامنے ختم کرنا سیکھا ہے۔ علاوہ اس کے وہ ابراہیم کی سی اعلیٰ دیانتداری اور کُھلا ہوا دل بھی نہ رکھتا تھا کیونکہ اگر ایک طرف بعضوں (مثلاً راخل اور بنیامین) سے حد درجہ کی محبّت رکھتا تھا تو دوسری طرف اَوروں کا حق ادا کرنے میں انصاف کو کام میں نہ لاتا تھا جیسا کہ لیاہ اور اُس کے دیگر فرزندوں کے معاملہ میں ہوا۔ وہ ایک طرح سے چالاک اور خود غرض آدمی تھا اور اپنے نفع کے لئے چالاکی کر بیٹھتا تھا۔ واقعی اُس کی طبیعت ایسی تھی جسے تبدیل کرنے کے لئے سخت قسم اور نئے نئے ڈھنگ کی تربیت و تادیب کی ضرورت تھی۔ اور اُس کے حالات عمری پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے گویا اسی مقصد کو انجام دینے کے لئے خدا نے اُس کی زندگی کے واقعات کو ایک خاص ترتیب سے مرتّب کیا تھا اپنی جوانی کے اُس بڑے گناہ کے سبب جس سے اُس نے اپنے باپ کو دھوکا دیا تھا اُس نے بڑی تنبیہ پائی اور بار بار اپنے سُسر اور اپنے بیٹوں سے دھوکا کھا کر اُس نے اُس قانون الٰہی کا تجربہ کیا جس کے مطابق انسان خود اُسی گناہ کے سبب اَوروں سے وُہی تکلیف اُٹھاتا ہے جو اُس نے وہی گناہ کر کے اَوروں کو پہنچائی ہو۔

بیت ایل کی رویا لیکن یعقوب کی تنبیہ اور سرزنش کا زمانہ اس کے لئے خدا کی رحمت کے اظہار کا بھی زمانہ تھا۔ جس وقت وہ اپنے بھائی کے غضب سے خوف کھا کر جسے اُس نے اپنے فریب سے مشتعل کیا تھا بھاگ گیا اس وقت اس نے بیت ایل کے قریب آسمان سے لگی ہوئی ایک سیڑھی کی عجیب رویا دیکھی۔ اس موقعہ پر اس کے ساتھ ایک وعدہ کیا گیا جو اس وعدہ کی مانند تھا جو اسی جگہ خدا نے ابراہیم کے ساتھ کیا تھا پھر ایک مدت کے بعد جب وہ اپنے گھر کی طرف لوٹ رہا تھا خدا کے فرشتہ کے ساتھ اُس کا مقابلہ ہوا اور اُس کے ساتھ تمام رات کُشتی لڑتا رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ واقعہ تھا جس کے سبب سے اُس نے اپنے تئیں پورے طور پر بے کم و کاست خدا کے حوالہ کر دیا۔ اب اپنے باپ کے گھر سے جدا ہو کر شمال کی طرف اُسی طرف روانہ

ہوا جس طرف الیعزر ربقہ کے لانے کو گیا تھا۔ آخرکار حاران واقع فدانِ آرام میں پہنچا اور وہاں اپنی والدہ کے ہمشیر لابن سے دوچار ہوا۔

فدان ارام میں قیام ضرور نہیں کہ آئندہ بیس سال کے واقعات کا حال مثلاً لابن کے یہاں نوکری کرنے۔ اُس کی چھوٹی بیٹی راخل پر فریفتہ ہونے۔ لیاہ اور راخل دونو کے ساتھ شادی کرنے۔ اُس کے بارہ بیٹوں اور ایک بیٹی کے پیدا ہونے اور فدان ارام کو چھوڑ کر کنعان کی طرف لوٹنے کا حال اس جگہ طوالت کے ساتھ درج کیا جائے۔ اس کے یہ بیس سال اُن نظاروں کے درمیان کٹے جن سے اُس کا دادا ابراہیم خوب واقف تھا اور اُن نظاروں کے درمیان ابراہیم کے ایمان اور اطاعت کو یاد کرنا ہر طرح اس قابل تھا کہ اُس پر عمدہ اثر پیدا کرے۔

کنعان کو واپس آنا آخرکار اُس نے ایک رویا دیکھی اور خدا کی طرف سے ایک حکم پایا جس کے سبب سے اُسے اپنی زاد بوم کی طرف لوٹنا پڑا۔ یہ حکم اور رویا ویسے ہی تھے جیسے اُس کے باپ اور دادے کو اور خود اُسے بیت ایل پر اس سے پہلے نصیب ہو چکے تھے۔ حاران کو چھوڑنے میں اُسے کسی طرح کا افسوس نہ تھا کیونکہ اپنے سُسر کے ساتھ اُسے کچھ بھی اُلفت نہ تھی۔ لیکن کنعان کو لوٹنا جہاں عیسو کے ساتھ مُنھ بھیڑ ہونے کا احتمال تھا بڑا مشکل کام تھا۔ مگر چونکہ وہ حاران سے دل برداشتہ ہو رہا تھا اُس نے فوراً خدا کے حکم کی تعمیل کی۔ لیکن چوری روانہ ہوا اور اس فعل سے اُس نے ظاہر کر دیا کہ فریب کا خمیر ابھی اُس کے مزاج میں باقی تھا۔ جو بھیڑ بکریاں اور مواشی ساتھ لے کر نکلا اُنہیں بہت درجہ تک اپنی چالاکی سے جمع کیا تھا۔ لابن نے اُس کا پیچھا کیا اور کوہ جلعاد پر جو فلسطین کے مشرقی حصّہ میں واقع ہے اُسے جا پکڑا۔ خداوند کی ہدایت سے تمام معاملات دوستانہ طور پر طے ہو گئے اور وہ دونو صلح و امن کے ساتھ ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ اب صرف عیسو کا پرانا جھگڑا یعقوب کو بیچین کر رہا تھا۔

عیسو سے ملاقات وہ لابن کی نسبت عیسو کے ساتھ زیادہ دلیری اور مروّت سے پیش آیا۔ عیسو اس وقت بالکل جنوب کی طرف کوہ شعیر پر جو ادوم کے ملک میں واقع ہے بود و باش کرتا تھا (پیدائش $\frac{۳۲}{۳}$) اور یعقوب اس وقت دریائے یبوق کے کنارے یردن کے قریب مگر عیسو کے مقام سے کوئی سو میل کے فاصلہ پر مقیم تھا۔ اگر وہ چاہتا

تو یردن سے عبور کر کے سکم یا کہیں بیت ایل کے آس پاس عیسو سے دوچار ہوئے بغی
آباد ہو سکتا تھا لیکن اُس نے اپنی مرضی سے قاصدوں کو کوہ شعیر کی طرف بھیجا تاکہ عیسو
اُس کے آنے کی خبر دیں۔ بھائی کو بُلانے کے لئے ترغیب دینے والی اور کوئی بات نہ تھ
سوائے ضمیر کی تکلیف کے جس نے اُس پر اس بات کو آشکارا کر دیا تھا کہ اُس نے اپ
بھائی کو دھوکا دیا ہے اور مناسب ہے کہ جس طرح ہو سکے اس طرح نقصان کی تلافی کر
قاصدوں نے واپس آکر اطلاع دی کہ عیسو چار سو جوانوں کی جمعیت کے ساتھ اس کی
ملاقات کے لئے آرہا ہے۔ یہ سُن کر یعقوب کو جان کے لالے پڑ گئے کیونکہ اُسے ڈر تھا
کہیں یہ ملاقات لڑائی کی صورت اختیار نہ کرے پہلے اُس نے عیسو کی طرف بیش بہا تح
روانہ کئے اور اپنے لوگوں کو عمدہ طور پر ترتیب دی۔ پھر ان کاموں سے فارغ ہو کر دُعا
مصروف ہوا۔ اور تمام رات عہد کے فرشتے سے جو اُسے دکھائی دیا کُشتی لڑتا رہا۔ اور اس
ارادے کے ساتھ لڑتا رہا کہ اُس کو ہرگز نہ چھوڑیگا جب تک کہ وہ اُسے برکت دینے کے
لئے راضی نہ ہو لیکن اسی جدوجہد میں اُس کی ران جوڑ سے اُتر گئی۔ اور جب اُس نے
دیکھا کہ جسمانی طاقت سے کام نہیں چلتا تو دعا اور مناجات کے روحانی ہتھیاروں کو ہا
لگایا اور ان کے وسیلے سے غالب آکر مراد کو پہنچا۔ شاید خدا یہ چاہتا تھا کہ اس واق
کے وسیلے سے اس کے دل پر یہ بات نقش کرے کہ فریب اور دھوکا بازی کے
اوزار جنہیں وہ اپنی گذشتہ زندگی میں بار بار استعمال کرتا رہا کچھ اثر نہیں رکھتے۔ لیکن دس
دعا دراز کرنے اور خدا پہ بھروسہ رکھنے کے روحانی ہتھیار کارگر ہوتے ہیں۔ جس برکت کا
وہ تلاشی تھا اُسے بخشی گئی اور اُس کا نام اسرائیل یعنی خدا کا شہزادہ رکھا گیا۔ روحا
سرگرمی اور مقدس جوش کے اعتبار سے یہ نظارہ جو فنی ایل پر ظہور میں آیا تمام بائبل کی تاریخ
میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ جب عیسو آیا تو دونو بھائیوں کی ملاقات بڑے تپاک سے ہوئی
پھر کچھ عرصہ بعد دونو سلام و دعا کے رسوم بجا لا کر اور دوستانہ طور پر دُعائے خیر دے کر
ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ عیسو کوہ شعیر کو روانہ ہوا اور یعقوب سُکات میں کچھ عرص
ٹھہر کر دریائے یردن کے پار اُترا اور سکم کی وادی میں سالم کے نزدیک خیمہ زن ہوا

کنعان میں جگہ جگہ گھومنا

لیکن اُس کا اس جگہ کا قیام بہت جلد خاتمہ کو پہنچا اس
کا سبب یہ تھا کہ اُس کے دو بیٹوں شمعون اور لاوی نے اہل سکم کو تہ تیغ کر ڈالا

تاکہ اُس جرم و شرارت کا جس سے اُس شہر کے شہزادے سکم نے اُن کی بہن دینہ کو بے حرمت کیا تھا انتقام لیں۔ پس اس فعل سے اُس کے خاندان کے نام پر ایسا دھبہ لگا کہ اُس کی وجہ سے اُسے اُس جگہ کو چھوڑنا پڑا اور وہی راستہ اختیار کرنا پڑا جو ابراہیم نے قریباً ایک صدی پہلے اختیار کیا تھا۔ پہلے وہ الٰہی ہدایت کے مطابق بیت ایل میں وارد ہؤا۔ اس جگہ خدا نے ظاہر ہو کر پھر اپنے وعدوں کو تازہ کیا۔ یہاں سے جنوب کی طرف روانہ ہؤا اور یروشلیم کے پہاڑوں سے گذرتا ہؤا بیت لحم کی چوٹی تک پہنچا۔ یہاں اُس کی پیاری بیوی راخل اپنے چھوٹے بیٹے بنیامین کی پیدائش کے وقت فوت ہوئی۔ اس جگہ کو چھوڑ کر وہ حبرون کی طرف روانہ ہؤا۔ راخل کی جدائی کے غم کے علاوہ طرح طرح کی اور فکروں کا غبار اُس کے دل پر چھایا ہؤا تھا کیونکہ اُس کے سب سے بڑے بیٹے روبن سے نہایت قبیح فعل سرزد ہؤا اور دوسرے نوجوانوں کے مزاج میں بھی عموماً ایک قسم کی وحشت اور کوتہ اندیشی پیدا ہو گئی تھی۔ آخر کار وہ اپنے بوڑھے باپ کے مکان پر پہنچا جو بہت ضعیف ہو گیا تھا اور اب تک حبرون میں رہتا تھا۔ اُس وقت اُس کے دل میں ضرور عجیب قسم کے خیالات پیدا ہوئے ہونگے جب کہ اُس نے اپنے بچپن کے نظاروں کو پھر دیکھا اور اُس بزرگ چہرہ پر نظر ڈالی جسے جدا ہوتے وقت دگرگوں حالتوں میں چھوڑا تھا۔ تیس سال کی تربیت نے یعقوب میں عجیب قسم کی تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ اور اضحاق نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اپنے چھوٹے بیٹے کی دلخواہ رفتار و گفتار کو دیکھ کر اس بات کو خوب محسوس کیا ہوگا کہ گو وہ طریقہ جس سے برکت حاصل کی گئی نامناسب طریقہ تھا تاہم اُسی شخص کو برکت ملی جسے ملنی چاہیئے تھی۔ یعقوب کو لوٹے ہوئے بہت سال نہ گذرے تھے کہ اضحاق ایک سو اسّی سال کا ہو کر اپنے باپ دادوں سے جا ملا اور اُس کے دونو بیٹوں عیسو اور یعقوب نے اُسے دفن کیا۔

چوتھی فصل۔ یُوسف کا حال اور یعقوب کا مصر کو جانا

یُوسف کی اوائل عمر۔ مصر میں اُس کی بود و باش۔ یعقوب اور اُس کے بیٹوں کا مصر کو جانا۔ یعقوب کی موت۔ یوسف کی موت۔ علامتی تاریخ۔ بزرگوں کا ایمان اور مصر میں رہنے کی چند نصیحتیں

یُوسف کی اوائل عمر اس سے آگے تاریخ کا مرکز یُوسف کو سمجھنا چاہئے۔ یعقوب کے سب سے چھوٹے بیٹے سے بڑا تھا۔ اُس کی سیرت میں عجیب طور پر طرح طرح کی خوبیوں اور نیک صفتوں کے عنصر نے ترکیب پائی تھی۔ چنانچہ اگر ایک طرف وہ ابراہیم کی سنجیدگی۔ بیدار مغزی۔ کشادہ دلی اور ایمان سے بہر تھا تو دوسری طرف اضحاق کی طرح متبرک عجز وانکسار سے بھی بھرپور تھا۔ وہ یعق کی مانند نرم دل تھا لیکن اُس کی طرح اُس کے مزاج میں تندی اور جلد بازی نہ تھی اگر اُس میں کوئی قصور تھا تو وہی تھا جو اُس تمام زمانہ کا ایک عالمگیر قصور تھا۔ اپنی تدبی کو چالاکی سے انجام دینے کا میلان اس میں بھی پایا جاتا تھا۔ یا یوں کہیں کہ اُس دیانت داری کی کمی اس میں بھی نظر آتی ہے جو ہر طرح کی ریاکاری کو بُرا سمجھتی اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس زمانہ میں دیانتداری بڑے بڑے آدمیوں کی سیرت کا ایک ضروری عنصر سمجھی جاتی ہے۔ چونکہ وہ شروع ہی سے خدا کا خوف رکھتا تھا اور نفسانی خواہشات میں مبتلا نہ ہوتا تھا جن سے اُس کے بھائی برملا نفسانی عیش اُٹھ تھے لہٰذا اس کا یہ نتیجہ ہُوا کہ وہ بہت جلد اُس کے دُشمن بن گئے اور جب اُس نے اُن کی کرتوتیں باپ پر ظاہر کیں تو وہ اور بھی اس سے نفرت کرنے لگ گئے اور جب یعقوب دوسرے بیٹوں کی نسبت اُسے زیادہ چاہنے لگا تو اس نفرت پر حسد اضافہ ہُوا۔ پھر اُس کی سادہ لوحی بلکہ یوں کہیں کہ اُس کی کوتہ اندیشی نے جو اُن خوابوں کے بیان کرنے میں ظاہر ہوئی جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ایک دن اُن

پر سبقت لے جائیگا حسد اور جلس کی آگ کو دوبالا کر دیا۔ یوسف اُس وقت قریباً ۱۷ برس کا ہوگا جب اُس کے باپ نے اُسے ایک مرتبہ اپنے بھائیوں کی خبر لانے کو بھیجا۔ اُن کی بھیڑ بکریوں کا شمار اس قدر بڑھ گیا تھا کہ اُن کو چرانے کے لئے انہیں بہت دُور دُور جانا پڑتا تھا۔ اس موقع پر وہ اپنی پُرانی جگہ یعنی سکم کی وادی میں پہنچے ہوئے تھے جو حبرون سے قریباً پچاس میل شمال کی طرف واقع تھی۔ جب یوسف نے دیکھا کہ وہ وہاں نہیں ہیں تو اُن کی تلاش میں دوتین کی طرف روانہ ہُوا جو ایک سرسبز میدان تھا اور وہاں سے بیس میل شمال کے رُخ واقع تھا۔ جب وہ اُن کے پاس پہنچا تو اُنہوں نے اُس کے برخلاف ایک منصوبہ باندھا اور اُسے مدیانیوں یا اسمعیلیوں کے ہاتھ جو مسوپتامیہ کا مال مصر کو لئے جاتے تھے بیچ ڈالا۔ وہ اُسے لے گئے اور وہاں غلامی میں فروخت کر ڈالا۔ بھائیوں نے باپ کو دھوکا دیا کہ یوسف کو ایک جنگلی درندہ پھاڑ گیا ہے۔ اس خبر وحشت اثر نے یعقوب پر جو اب دوسری مرتبہ ایک ایسے شخص کی جدائی میں مبتلا ہُوا جسے وہ جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا ایسا غم پیدا کیا جو ایک عجیب جذبے اور رِقّت سے پُر تھا۔

مصر میں اُس کا بود و باش کرنا

ضرور نہیں کہ اس جگہ اُن واقعات کا جو مصر میں یوسف کی زندگی کے متعلق واقع ہوئے مفصّل اور سلسلہ وار بیان کیا جائے۔ جس سادگی اور خوبصورتی کے ساتھ پاک نوشتے یوسف کی سرگذشت بیان کرتے ہیں وہ لاثانی ہے۔ مثلاً فوطیفار کے گھر میں اس کا وفاداری سے خدمت کرنا اور نیک چال چلنا اور فوطیفار کی بدکار عورت کے اتہامی الزام کے سبب سے بہت عرصہ تک قید خانہ میں اسیر رہنا۔ پھر قید سے رہائی پانا۔ بادشاہ کے خواب کی تعبیر کرنے کے صلہ میں اعلیٰ مرتبہ تک پہنچنا اور بڑھتی کے سات سالوں میں جن کی خبر اُس نے پیشتر سے دی تھی مصر کا انتظام کرنا اسی طرح قحط کے سات سال میں جو بعد میں آئے ملکی انتظام سرانجام دینا۔ پھر اپنے بھائیوں سے اُس وقت ملاقات کرنا جب مصر میں انلج خریدتے آئے اور ان سے بظاہر سختی سے پیش آنا۔ پھر آخر کار اپنے تئیں اُن پر ظاہر کرنا۔ اُنہیں بڑی عالی حوصلگی سے معاف کرنا اور بڑے تپاک سے اُن کے ساتھ پیش آنا۔ یہ تمام واقعات بڑی سادگی سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اُس ربط سے بڑی نصیحت پیدا ہوتی ہے جو ان تمام باتوں میں اور اُس ادب

آمیز عاجزی میں پایا جاتا ہے جس کے سبب وہ ہمیشہ خدا کے سامنے اپنا سر تسلیم خم رکھتا تھا۔ اُسی کی قُربت اور رفاقت سے اُس نے یہ ساری حکمت اور نیکی پائی تھی اگر وہ خدا ترس آدمی نہ ہوتا تو ایسی سخت آزمایشوں میں ثابت قدم نہ رہتا اور نہ اپنے زمانے کے باقی لوگوں پر حکمت اور نیکی میں ایسی سبقت لے جاتا جیسی اُس کو نصیب ہوئی۔

ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بھائیوں کو پہچاننے کے بعد جو سلوک اُس نے اُن کے ساتھ کیا اُس کی غرض یہ تھی کہ انتقام کے تازیانہ سے اُن کی چیخیں نکلوائے لیکن در حقیقت اُس کا مطلب یہ دریافت کرنا تھا کہ آیا اب وہ اپنے باپ کے لئے پہلے کی طرح بے پروا اور ایک دوسرے کے ساتھ سچّی محبت کرنے میں قاصر ہیں یا نہیں۔ لیکن اُسے معلوم ہؤا کہ ان معاملات میں نمایاں ترقّی کی گئی ہے۔ اور پھر اُن نصیحتوں سے جو یوسف کی زندگی سے ٹپکتی تھیں اس ترقّی میں اَور بھی ترقّی ہوئی چنانچہ یہ بات روزِ روشن کی طرح اُن پر ظاہر ہو گئی کہ خدا ہی اپنے انتظام پروردگاری سے بنی آدم پر حکومت کرتا ہے اور ہر ایک واقعہ جو اس دنیا میں رونما ہوتا ہے وہی اُسے مقرّر کرتا ہے۔ اور وہی تمام اشیا کو ترکیب دے کر ہر کام کرواتا ہے تاکہ اُس کے ارادے پورے ہوں۔ اسی طرح یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ خدا کا انتظام پروردگاری اعلےٰ درجے کی پاکیزگی سے بھرپور ہے اور شریر ضرور کبھی نہ کبھی اپنے کئے کی سزا پاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جب یعقوب کے بیٹے یُوسف کی دعوت کے مطابق اپنے باپ کے ساتھ مصر میں بود و باش کرنے کو آئے اُس وقت اُن کے دل خدا کی پدرانہ شفقت و برداشت کو دیکھ کر حمد و ثنا سے بھرے ہوئے ہونگے۔ اور نیز اُس بُری رُوح کے سبب جو انہوں نے دکھائی تھی اُن کے دل ندامت اور غم سے پُر ہونگے۔ اب یہ لوگ مزاج اور طبیعت میں ویسے کوتہ اندیش نوجوان نہ رہے تھے جیسے اُس وقت تھے جب اُنھوں نے یوسف کو مدیانیوں کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ خصوصاً یہوداہ کی طرف دیکھئے جس کی شروع زندگی ایک بڑے گناہ کے دھبّے سے داغدار ہو گئی تھی کہ اُس نے اس وقت اس بات کے لئے تیار ہو کر کہ جو سزا اُس کے بھائی بنیمین پر آنے والی تھی اُسے خود اُٹھائے اور اپنے بوڑھے باپ کو دل شکنی سے بچائے ایک ایسی خود انکار فیاضی کی رُوح ظاہر کی جو مسیح کے مزاج کا ایک عمدہ نمونہ تھی۔ اور جو اس بات کی تصدیق کرتی تھی کہ اُس کے باپ نے بعد میں جو تعریف کے کلمات اُس کے حق میں

کیے وہ بیجانہ تھے "اے یہودا تیرے بھائی تیری مدح کرینگے"۔

یعقوب اور اُس کے بیٹوں کا مصر کو جانا یعقوب کے بیٹے جو اُس کے ساتھ مصر میں آئے یہ تھے۔ روبن۔ شمعون۔ لاوی۔ یہوداہ۔ اسکار اور زبلون جو لیاہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ جاد اور آشر جو زلفہ سے۔ اور دان نفتالی جو بلہاہ سے پیدا ہوئے۔ بنیامین جو یوسف کا حقیقی بھائی تھا راخل کے شکم سے تھا۔ یہ لوگ اور اُن کی اولاد کے جتنے مرد تھے وہ سب مل کر دینہ سمیت جو اُن کی بہن تھی شمار میں ستر تھے اود جو لوگ اُن کے ساتھ آئے اُن کا شمار اس سے کئی گنا زیادہ ہوگا۔ دنیاوی ملک اور دولت میں پہلوٹھا ہونے کا حق یعقوب نے یوسف کو بخشا چنانچہ اُس کے خاندان کو اُس کے بیٹوں افرائیم اور منسّی کے وسیلے میراث کا دُہرا حصہ ملا جو پہلوٹھے کا حق ہوتا تھا لیکن پہلوٹھا ہونے کے روحانی حقوق جو پہلوٹھا ہونے پر موقوف نہ تھے بلکہ خدا کی شاہانہ مرضی کے مطابق بخشے جاتے تھے یہوداہ کو عطا ہوئے اور اس امتیاز کے سبب جو افرائیم اور یہوداہ میں کیا گیا بعد میں بہت سا حسد پیدا ہؤا۔ آخرکار اُس کا یہ نتیجہ ہؤا کہ سلطنت دو حصوں میں تقسیم کی گئی۔

یعقوب کی موت مصر میں وارد ہونے سے سترہ برس بعد ہم دیکھتے ہیں کہ بزرگ یعقوب کی خوابگاہ میں ایک عجیب نظارہ وقوع میں آرہا ہے یعنی جب وہ دیکھتا ہے کہ میرے کُوچ کا وقت نزدیک آپہنچا ہے تو وہ اپنے بیٹوں کو اپنے پاس بُلاتا ہے اور رُوح کے وسیلے سے آنے والوں زمانوں کے دَور میں قدم رکھ کر ہر ایک کے انجام کی نسبت نبوت کرتا ہے۔ یہوداہ (جس کے نام کے معنی "حمد" کے ہیں) کی سرگذشت کی تصویر ایسے رنگوں میں کھینچتا ہے جن کی دلکش بھڑک کو اس زمین کے رنگ نہیں پہنچ سکتے۔ چنانچہ وہ اپنے اس بیٹے کے فرقہ کی تاریخ کے ایک دُور و دراز عرصہ میں جلیل القدر مسیحا کو شیر ببر کی سی قدرت اور شوکت کے ساتھ دیکھتا ہے جو اپنے دشمنوں کے حق میں نہایت ہیبتناک ہے مگر اپنے دوستوں کے درمیان اچھی سے اچھی نعمتیں تقسیم کر رہا ہے۔ جب یہ بزرگ بسبب ضعف کے تھک جاتا ہے تو اپنے پاؤں کو اپنے بستر پر سمیٹ لیتا ہے اور چشم زدن میں اُس کی رُوح پرواز کر جاتی ہے۔ اُس کے بیٹے اُس کے جسم کو خوشبوؤں سے معطر کر کے کنعان کو لے جاتے اور مکفیلہ کے غار میں دفن کر دیتے ہیں۔

یوسف کی موت پچاس سال بعد یوسف بھی اپنی فیاضی اور رفاہِ عام کے کامو سے فارغ ہو کر راہیٔ ملک بقا ہُوا اور اپنے باپ دادوں کی طرح وہ بھی ان وعدوں کو پو طور پر مانتا اور اپنے لوگوں کو بتاکید یہ وصیت کرتا ہُوا جاں بحق ہُوا کہ اُس کی ہڈیا ملک موعود میں پہنچائی اور اُس ملک کی متبرک خاک میں دفن کی جائیں۔ اس وصیّ سے اُس نے یہ ثابت کیا کہ وہ برکت کے وعدے کو کیسے مضبوط ایمان سے تھا تھا۔

ایک علامتی تاریخ یوسف کی سرگذشت یوں تو کئی باتوں کے سبب ایک عجیب سرگذشت تھی لیکن خاص کر اس لئے اَور بھی عجیب تھی کہ وہ ہمارے بچا والے کی تاریخ کا ایک نمونہ تھی۔ اُس کے بھائیوں کا اس سے نفرت رکھنا اور اُسے ردّ کرنا اُس نفرت اور تردید کا نمونہ تھا جس سے مسیح کے ہموطنوں نے اُسے ردّ کیا۔ اور اُس کے بھائیوں کا اپنی محتاجی کے وقت مدد کے لئے اُس سے ملتجی ہونا اور اُس سے زندگی اور معافی کو حاصل کرنا اس قبولیت پر اشارہ کرتا تھا جو عام طور پر سب گنہگار مسیح سے حاصل کرتے ہیں اور خاص طور پر اُس قبولیت پر دلالت کرتا تھا جو اُس کے مجرم بھائیوں کو اُس وقت نصیب ہوگی جب وہ قبولیت کے لئے اُس سے درخواست کرینگے یعنی اس وقت جب کہ یہودی لوگ اپنے بڑے بھاری قومی گناہ کو دیکھ کر مصلو گلیلی سے معافی اور ہمیشہ کی زندگی کے خواستگار ہونگے۔ اسی طرح مسیح کا پہلے پست ہونا اور دُکھ اُٹھانا پھر سرفراز ہونا اور جلال کو پہنچنا یوسف کی زندگی کے اُن واقعات سے جو اسی قسم کے تھے مطابقت رکھتا تھا۔

بزرگوں کا ایمان یہ کہنا کہ آیا ان بزرگوں کو مذکورۂ بالا باتوں کا کچھ علم تھا یا نہیں ہمارے لئے بہت مشکل ہے۔ لیکن اتنا صاف ظاہر ہے کہ یہ تمام بزرگ ایک عجیب قسم کا ایمان رکھتے تھے اور ان کا ایمان عقل کی نسبت دل سے زیادہ علاقہ رکھتا تھا اور وہ اس طرح ظاہر ہُوا کرتا تھا کہ وہ لوگ بڑے ادب سے خدا کے کلام اور مرضی کی فرمانبرداری کیا کرتے تھے۔ اگر وہ اُن کو آنے والے نجات دہندہ کی راہ تکنے کا حکم کرتا تھا تو وہ اُسے بجا لاتے اور اگر یہ حکم دیتا تھا کہ اپنی موجودہ حفاظت اور برکت کے لئے اُس کے انتظام پروردگاری پر بھروسہ کریں تو وہ اُس کی تعمیل کیا کرتے تھے۔ ان

چار بڑے بڑے بزرگوں کی زندگی میں ایمان مختلف صورتوں اور طریقوں سے ظاہر ہؤا مثلاً ابراہیم میں وہ اُس کے محکم اور مضبوط بھروسے اور اس بے عذر فرمانبرداری کے وسیلے جو اپنی تمام طاقت اور بھرپوری کے ساتھ اُس کی زندگی میں ظاہر ہوئی نمایاں ہؤا اضحاق میں اس طرح ظاہر ہؤا کہ وہ ہر قسم کے دُکھ کو برداشت سے سہتا۔ ہر طرح کی تکلیف کو بُردباری سے گوارا کرتا تھا۔ اور خاموشی سے زندگی بسر کرتا اور چپ چاپ وعدہ کا منتظر رہتا تھا۔ یعقوب کی سرگذشت سے معلوم ہوتا ہے گویا اُس کے ایمان کو گوشت اور خون سے سخت کشتی لڑنا پڑا۔ یعنی باطن میں دل کی بُرائی۔ ظاہر میں دنیا کی خرابیوں اور یوسف کے واقعات سے عیاں ہے کہ اس کا ایمان دونو صورتوں میں یعنی دُکھوں کو برداشت سے سہنے اور محنت و مشقت سے کام کرنے کے وسیلے ظاہر ہؤا اور آخرکار اُس کا ایمان فتح کے تاج سے تاجدار ہؤا۔" یہ سب ایمان کی حالت میں مرے اور وعدہ کی ہوئی چیزیں نہ پائیں مگر دُور ہی سے اُنہیں دیکھ کر خوش ہوئے اور اقرار کیا کہ ہم زمین پر پردیسی اور مسافر ہیں"۔

مصر میں رہنے کے فوائد یعقوب کے مصر کو جانے سے ایک بڑا فائدہ برآمد ہؤا جو بنی اسرائیل کی تاریخ سے جو ازل سے مقرر ہو چکی تھی علاقہ رکھتا تھا۔ اگر وہ لوگ اپنے باپ دادوں کی طرح کنعان میں رہتے تو یہ نتیجہ ہوتا کہ اپنے مویشی کے لئے چراگاہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے تمام ملک میں پھیل جاتے اور غالباً کنعانی باشندوں کے ساتھ خلط ملط ہو جاتے۔ لیکن مصر میں بھیج کر خدا نے ایسا بندوبست کر دیا جس سے وہ بالکل علیحدہ بھی رہے اور اس کے ساتھ ہی گلّہ بانی کا کام بھی کرتے رہے جس کی تربیت اُنہوں نے پائی تھی۔ اس انتظام میں یہ بات بھی داخل تھی کہ وہ سخت سے سخت آزمایشوں اور مصیبتوں سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنی تکلیف کے وقت خدا کا دست نگر ہونا سیکھیں۔ پس عبرانی قوم کو بھی اَور قوموں کی مانند دُکھ کا بپتسمہ پانا اور اپنے دُکھوں کے تجربے سے یہ سیکھنا تھا کہ جیسا ہر فردِ بشر کے لئے ویسا ہی ہر قوم کے لئے ہے کہ اپنی جوانی کے وقت مشقّت کا جوآ اُٹھائے۔ اُن کا مصر کو جانا بجائے خود اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا جب اُن کی تاریخ کا زمانہ ہر طرح کی جنبش سے آزاد ہوگا اور اُن کے خاندان کے جلال کا ستارہ چمکیگا اور ابھی ابراہیم

کے وعدے کے پورا ہونے سے پہلے بہت سا وقت گذرنے والا ہے۔ اس طرح پھ اُن کو اُن کی قوم کا بڑا بھاری سبق یعنی اسرائیل کی اُمید کی راہ دیکھنے کا سبق سکھایا گیا

پانچویں فصل۔ اُس زمانہ کی مذہبی اور مجلسی حالت

سوسائٹی کی حالت۔ مذہب کی حالت۔ بُت پرستی۔ تین زائر بزرگ۔ ایوب کا زمانہ اُس کی مجلسی حالت۔ تہذیب کے نشانات۔

اب ہم یہ دکھا کر کہ جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اُس میں سوسائٹی اور مذہب کی کیا حالت تھی اس باب کو ختم کرینگے۔

سوسائٹی کی حالت واضح ہو کہ سوسائٹی کی حالت جہالت کی حالت نہ تھی۔ کوئی سراغ ایسا نہیں ملتا جس سے یہ ظاہر ہو کہ اُس زمانہ کے لوگ وحشت اور تاریکی میں مبتلا تھے۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ فرعون اور ابی ملک کے ہاں نکاح کے رشتہ کی ایک در تک عزت کی جاتی تھی اور ان کے درباروں میں بہت حدتک تہذیب اور تکلّف کے سامان موجود تھے بلکہ عام قسم کے لوگوں کے درمیان بھی مہمان نوازی اور خوش اخلاق کے آثار نظر آتے تھے۔ عام بول چال شائستگی اور حُسنِ اخلاق کے زیور سے مزیّن تھی۔ مثلاً بنی حتّ کے ساتھ ابراہیم کا گفتگو کرنا۔ اور اُن اجنبی مسافروں سے دوچار ہونا جو اس کے خیمہ کے دروازے پر اُس سے ملاقات کرتے کو آئے مہذّبانہ الفاظ اور مؤدبانہ اخلاق سے پُر ہے۔ پاسبانی کا پیشہ اُن کے درمیان عام طور پر جاری تھا۔ بھیڑ بکریوں کے ریوڑ اور مویشیوں کے گلّے ان کی دولت سمجھی جاتی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی اُن کے درمیان تاجر بھی تھے جو ایک جگہ کی پیداوار دوسری جگہ لے جاتے تھے۔ بیش قیمت دھاتیں سکّے کے طور پر استعمال کی جاتی تھیں۔ ربقہ کا بازو بند اور بالیاں۔ سونے اور چاندی میں جڑے ہوئے جواہر۔ عمدہ اور خوبصورت کپڑے۔ یہوداہ کی انگوٹھی اور یوسف کا بوقلموں

گوٹ وغیرہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جسم کو زیب دینے کی طرف ان لوگوں کی توجہ بہت مائل تھی۔ جب کسی طرح کی ملکیت ایک مالک کے قبضے سے نکل کر دوسرے کے قبضے میں جاتی تھی تو کئی مقررہ قاعدوں پر عمل کرنا پڑتا تھا جیسا کہ اُس وقت کیا گیا جب ابراہیم نے مکفیلہ کی غار خریدی۔ اور وہ ملکیت جو اس طرح منتقل ہوتی تھی وہ اصلی مالک کی غیر حاضری میں خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو متبرک سمجھی جاتی تھی۔ ابراہیم۔ اضحاق اور یعقوب کے خیمے اُن کے مسکن تھے۔ یہ خیمے زیادہ تر اس لئے استعمال کئے جاتے تھے کہ ان سے ظاہر ہو کہ وہ لوگ اس ملک میں پردیسی اور مسافر تھے۔ بہت لوگ اس زمانہ میں بھی شہروں میں رہتے تھے۔ لیکن بعض بعض جگہیں جنہیں شہر کہا ہے فصیل دار گاؤں سے بڑی نہ ہونگی۔ غلامی کی رسم جاری ہو گئی تھی اور شاید یہ رسم جنگ و جدل کا نتیجہ تھا۔ لیکن ابراہیم جیسے دیندار لوگوں کے گھرانوں میں غلاموں سے نیک سلوک کیا جاتا تھا۔ غلام بھی اپنے مالکوں سے نہایت وفاداری اور محبّت سے پیش آتے تھے۔ مالدار اور عزّت دار لوگوں کے لڑکے بھی گلّوں کی محافظت اور اپنے رشتہ داروں کو کھانا پہنچانے کے لئے روانہ کئے جاتے تھے۔ غرضیکہ ہر ایک کے مصروف رکھنے کو کوئی نہ کوئی کام مہیا کیا جاتا تھا۔ دوسری قوموں کے احوال میں ہم بادشاہوں۔ شہزادوں۔ سرداروں اور جاگیرداروں کا حال پڑھتے ہیں کیونکہ ان قوموں میں بہت جلد دولتمندی کی روح پھیل گئی تھی۔ مصر اور کسدیہ میں علم و ہُنر کو بڑی محنت اور سرگرمی سے فروغ دے رہے تھے لیکن ابراہیم کی اولاد میں سے کسی نے ان فنون میں ابھی تک ترقی نہ کی تھی۔

مذہب کی حالت ان بزرگوں کے مذہب کی ظاہری رسوم بہت سادہ سی تھیں مثلاً سوختنی قربانی کو ایک سادہ سے مذبح پر گذراننا سب سے بڑی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ یہی اکیلی رسم اُن کے درمیان مروّج تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سبت کو عبادت اور آرام کا دن مانتے تھے اور اس کا اشارہ خاص کر سات دن کے مقرّرہ اوقات کے ذکر کرنے سے پایا جاتا ہے ان بزرگوں میں سے جب کبھی کوئی بزرگ نئی جگہ وارد ہوتا تھا تو اس کا مقدّم کام یہ ہوتا تھا کہ خداوند کے لئے ایک مذبح بنائے اور وہاں اُس کا نام لے کر علانیہ اپنی بندگی کا اقرار کرے بعض اوقات یادگار کے لئے کھمبے تعمیر کئے جاتے تھے اور اُن پر تیل یا وائن ڈالی جاتی یا کسی اور قسم کی شکر گذاری کی قربانی چڑھائی جاتی تھی تاکہ خدا کی رحمت

سے خاص خاص کاموں کا شکریہ ادا کیا جائے۔ لڑکوں اور ان لوگوں کا جو غیر اقوام میں سے ایمان لاتے تھے ختنہ کیا جاتا تھا۔ خدا کو اپنے مال کی دہ یکی دینے کی رسم بھی جاری ہو گئی تھی کیونکہ ابراہیم نے لوٹ کے مال کی دہ یکی مُلک صِدق کو دی اور یعقوب نے بیت ایل پر عہد کیا کہ جو کچھ خدا اُسے عطا فرمائیگا اُس کا دسواں حِصّہ اُس کی نذر کریگا۔ خدا کی مرضی کا انکشاف ان بزرگوں پر رویا یا خواب کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ نجات دہندہ کا وعدہ اُس زمانہ میں پچھلے زمانہ کی نسبت زیادہ صفائی و صراحت سے کیا گیا اور سلسلہ وار اس بات کی خبر دی گئی کہ مسیحا ابراہیم۔ اضحاق۔ یعقوب اور یہوداہ کی نسل سے ہوگا اور جو برکتیں اُس سے صادر ہونگی وہ زمین کی تمام قوموں تک پہنچینگی۔ ابراہیم کا مشہور خطاب "ایمانداروں کا باپ" ظاہر کرتا ہے کہ گذشتہ زمانہ کی نسبت اس وقت ایمان کی رُوح نے زیادہ وسیع اور زیادہ خاص صورت اختیار کی تھی۔ باوجود اس کے لوگوں کو یہ تعلیم بھی دی جاتی تھی کہ وہ برکت جو سب سے اعلے ہے آیندہ زمانہ میں ظاہر ہونے والی ہے۔ اس زمانہ میں ایمانداروں کو یہ تعلیم بھی زیادہ خصوصیت کے ساتھ دی گئی کہ وہ اپنی ذاتی راستبازی کے خیال کو ترک کریں اور اُس نجات کو جو خدا ان کے لئے مہیا فرماتا ہے قبول کر کے اسی پر پورا پورا بھروسہ رکھیں۔ خدائے تعالیٰ کی ذات و صفات کی تعظیم کرنا۔ اپنی شخصی نالائقی کو فروتنی کے ساتھ محسوس کرنا اور اس کی مرضی کو اپنی زندگی کا دستور العمل سمجھکر ہمیشہ اس کی عزت کرنا اور مجرموں کی بخشش کے لئے اُس کی رحمت آمیز تدبیر پر تکیہ کرنا سچی دینداری کے عنصر سمجھے جاتے تھے۔ ضرورت کے تمام موقعوں پر خدا سے دعا کی جاتی تھی جو ایک سادہ اور سچّی اور روحانی دُعا ہوتی تھی۔ اور اس دینداری کے عملی پھلوں میں سب سے بڑا پھل راستی تھا یعنی دوسروں کے حقوق کی رعایت اور دلشکنی کا خیال ملحوظ خاطر رہتا تھا اور کوئی شے ایسی متبرک نہ سمجھی جاتی تھی جیسی خاندانی رشتوں کی پاکیزگی تھی اور ابراہیم کی سب خوبیوں میں سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اُس نے کمال وفاداری کے ساتھ جو تعریف کے لائق ہے اپنے خاندان کی تربیت کی تاکہ وہ خدا کی شریعت پر چلا کرے۔ یعقوب اور اُس کے خاندان کی سرگذشت اور انتظام پروردگاری سے جو نصیحتیں برآمد ہوتی ہیں اُن میں سے بھاری نصیحت یہ ہے کہ خدا نافرمانبردار بیٹے اور نامہربان بھائی سے

ناراض ہوتا ہے لیکن فرزندانہ محبت اور برادرانہ اُلفت کو برکت دیتا ہے۔

بُت پرستی بعض باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بُت پرستی کی عادت سے ان بزرگوں کے خاندان بھی ناواقف نہ تھے تاہم وہ لوگ ایک واحد اور زندہ خدا کے پاک عرفان اور عبادت کی بڑی وفاداری سے حفاظت کیا کرتے تھے۔ کسدیہ اور مصر جیسے دیگر ممالک میں بُت پرستی ایک ہیبت ناک درجہ تک پھیل گئی تھی مگر باوجود اس کے خدائے واحد کا خیال اُن کے درمیان ابھی تک قائم تھا۔ لیکن اہل کنعان جیسی قوموں کے درمیان خاندانی سلسلہ اور خاندانی صفائی برباد ہو گئی تھی اور اس کے عوض میں ایک ہولناک حرامکاری پھیل گئی تھی۔

تین زائر بزرگ اس کے باوجود یہ بزرگ اُن مذہبی اور اخلاقی صفات کا ایک عمدہ نمونہ تھے جن کا اظہار خدا اُن کی اولاد میں چاہتا تھا۔ یہودیوں کے تین زائر بزرگ یعنی ابراہیم، اضحاق اور یعقوب جو اپنے اپنے زمانہ میں تنہا ہونے کے سبب سے اپنی اولاد کی نظر میں اَور بھی زیادہ روشن اور پُرجلال معلوم ہوتے ہیں آنے والے زمانوں کے لئے ایک ایسا نمونہ اور تاثیر چھوڑ گئے ہیں جو نہایت بیش قیمت ہے اور اس بات سے یہودی قوم کی ابتر حالت بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اُنہوں نے اُس نمونہ کی جس کے ساتھ اُن کے اکسلانے کے لئے اَور بھی طرح طرح کی باتیں لپٹی ہوئی تھیں تاکہ اُن کا ایمان اور عمل صاف رہے کچھ بھی پروا نہ کی۔ اور یہ نمونہ بھی اکثر اُن کو ظاہری بدکاری سے روکنے میں قاصر نکلا۔

ایوب کا زمانہ عموماً مانا جاتا ہے کہ جن واقعات کا ذکر ایوب کی کتاب میں پایا جاتا ہے وہ اگر اس زمانہ سے پہلے سرزد نہ ہوئے تو ضرور بالضرور اُن کا تعلق اس زمانہ سے ہوگا۔ یہ سچ ہے کہ اس کتاب میں نہ عبری بزرگوں نہ مصر کی اسیری۔ نہ شریعت کے دیئے جانے اور نہ یوسف یا کسی اَور کی مانند کسی مشہور واقعہ کا ذکر پایا جاتا ہے جس سے وہ مشکلات حل ہوں جو ایوب کے بارے میں برپا ہو رہی ہیں۔ گو ایوب قدیم زمانہ میں گذرا ہو لیکن ایوب کی کتاب کی نسبت عموماً یہ مانا جاتا ہے کہ وہ سلیمان کے زمانہ سے پہلے لکھی گئی۔ اگر یہ بات صحیح ہو تو ظاہر ہے کہ مصنّف نے بڑی خبرداری سے اس کتاب میں ان باتوں کی سچی تصویر کھینچی ہے جو صرف ان بزرگوں کے زمانہ سے علاقہ رکھتی تھیں اور

ابراہیم کے چُنے ہوئے خاندان کے علاوہ اُس نسل کے اَور بعض حصوں میں بھی پائی جاتی تھیں۔ اغلب ہے کہ ایوب سام کی نسل سے تھا۔ اُس کے رہنے کی جگہ "مشرق کے اطراف" میں مانی گئی ہے۔ (ایوب ۱/۳) اور لفظ مشرق کا اطلاق اکثر اُس سرزمین پر ہوتا ہے جہاں پہلے پہل بنی آدم آباد ہوئے تھے۔ (پیدائش ۶/۲۵ و ۳/۲۹ و ۱۱/۲) واضح ہو کہ اہل سبا اور اہل کسدیہ اُس کے ہمسائے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں وہ موجود تھا اُس وقت بیچ دنیا کا ظلم نقص اور خرابی سے پاک تھا۔ اگرچہ اجرام فلکی کی پرستش شروع ہو گئی تھی (ایوب ۳۱/۲۶ و ۲۸) تاہم لوگ بالعموم واحد اور قادرِ مطلق خدا کو مانتے تھے۔

ایوب کے زمانہ کی مجلسی حالت ایوب کی کتاب میں مجلسی حالت کی جو تصویر پائی جاتی ہے وہ بعض بعض باتوں میں نہایت ہی خوبصورت ہے۔ البتہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اُن باتوں کے لئے جو اس وقت تمام دنیا میں خاص و عام کے درمیان پائی جاتی تھیں مشتے نمونہ از خروارے کا کام دیتی ہے۔ ہمارا صرف یہ خیال ہے کہ جس اعلیٰ درجے تک مجلسی زندگی پہنچ گئی تھی وہ اس تصویر سے ظاہر ہوتا ہے۔ ظلم، لوٹ اور خونریزی کے کام اُس وقت بھی ہوتے تھے لیکن ان کاموں کی نسبت پاک طینتی اور سادگی زیادہ تر پائی جاتی تھی امیر و غریب آپس میں ملتے جُلتے تھے۔ اور غمزدوں اور بیکسوں کی طرف امیروں کا دل مائل اور ان کا ہاتھ کشادہ تھا۔ "جب میں شہر کے پھاٹک پر جاتا اور اپنے لئے چوک میں بیٹھک تیار کرتا تھا تو جوان مجھے دیکھتے اور چھپ جاتے۔ اور عمر رسیدہ لوگ اُٹھ کھڑے ہوتے تھے . . . . . . کان جب میری سُن لیتا تو مجھے مبارک کہتا تھا۔ اور آنکھ جب مجھے دیکھ لیتی تو میری گواہی دیتی تھی کیونکہ میں غریب کو جب وہ فریاد کرتا چھڑاتا تھا۔ اور یتیم کو بھی جس کا کوئی مددگار نہ تھا۔ ہلاک ہونے والا مجھے دعا دیتا تھا۔ اور میں بیوہ کے دل کو ایسا خوش کرتا تھا کہ وہ گانے لگتی تھی"۔ خاندانی محبت کے رشتہ کا زور ایوب کے گھرانے میں برابر برقرار رہا چنانچہ اُس کے لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کے ہاں جا کر ضیافت میں شریک ہوا کرتے تھے اور ان کا مہربان اور دیندار باپ صبح سویرے اُٹھ کر ان سب کے لئے قربانی چڑھایا کرتا کیونکہ وہ ڈرتا تھا کہ کہیں اُن میں سے کسی نے گناہ نہ کیا ہو۔ سوختنی قربانی کو وہ لوگ خدا کی مقرر کی ہوئی قربانی مانتے تھے اور یہی وہ قربانی تھی جو ایوب اپنے بچوں کے لئے چڑھایا کرتا تھا۔

تہذیب کے نشانات ایوب کی کتاب میں بادشاہوں۔ شہزادوں۔ امیروں۔ انصاف کرنے والوں۔ تاجروں۔ سپاہیوں۔ سیّاحوں اور غلاموں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ لوہے کے قلم سے پتھروں پر حروف کندہ کرنے لگ گئے تھے۔ سونے اور چاندی کی تلاش میں کانوں کے منہ کھودے جاتے تھے اور وہ محل جو بادشاہوں اور امیروں کے لئے تعمیر کئے گئے تھے مسمار ہونے لگ گئے تھے۔ لوگ علم نجوم کے وسیلے اجرام فلکی سے واقفیت پیدا کرنے لگ گئے تھے اور بہت سے ستاروں اور سیّاروں کو وہ نام جن سے وہ مشہور ہیں دئے گئے تھے۔ الغرض تہذیب کی حالت اعلےٰ درجے تک پہنچی ہوئی تھی اور جس قدر توجہ سے ہم اُن قدیم زمانوں پر غور کرتے ہیں اُسی قدر یہ خیال غلط معلوم ہوتا ہے کہ انسان نے اپنی زندگی وحشت کی حالت میں شروع کی اور رفتہ رفتہ ادب و تہذیب کے درجہ تک پہنچا۔

پانچواں باب - مصر

یُوسف کی موت سے لیکر مصر سے نکلنے تک

(خروج ۱-۱۵ باب)

پہلی فصل - مصر اور اہل مصر

مصر کی قدرتی حالت - مصر فراز و مصر نشیب - تھیبز - میفس - مشرقی فرقوں کے ساتھ مصر کے قدیم تعلّقات - ٹانٹک شاخ پر بنی سام کا آباد ہونا۔ ہکساس کا حملہ - ہکساس کا زمانہ - شاہی خطاب - فرعون - سلطنت کا انتظام بعض اشخاص جو یوسف سے مشابہت رکھتے ہیں - اہل مصر کی رسمیں جن کا ذکر بائبل میں پایا جاتا ہے - خانگی حالات - مذہب آپس یا متبرک سانڈ مندر اور پوجا - آئندہ سزا و جزا کی تعلیم

مصر کی قدرتی حالت مصر کی سرزمین عجائبات کی سرزمین کہلاتی ہے اور اس کا یہ خطاب نہایت موزوں ہے - اس ملک کی قدرتی حالت اور اس کے باشندوں کی تاریخ دونو باتیں عجیب ہیں - مُلک مصر کا زیادہ حِصّہ ایک تنگ سے قطعہ کی شکل کا ہے جو چند میلوں کی وسعت کے ساتھ دریائے نیل کے دونو طرف پھیلا ہوُا ہے لیکن دہانہ کے نزدیک جاکر ایک وسیع میدان بن جاتا ہے جسے یونانی حرف Δ کے ہم شکل ہونے کے سبب سے ڈلٹا کہتے ہیں - اس ملک کی لمبائی قریباً پانسو میل تھی فلسطین یونان - روم اور برطانیہ کی طرح یہ ملک بھی ان چھوٹے چھوٹے ملکوں میں شامل ہے جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں دنیا کے باقی حصوں پر ایک عجیب قسم کا اثر پیدا کیا لیکن اہل مص کی سلطنت کبھی کبھی دور دور تک پھیل جاتی تھی - گو اس کے دونو طرف صحرا واقع ہے اور اس میں کبھی بارش نہیں ہوتی تاہم وہ زرخیز ملکوں میں شمار ہوتا ہے - اس کی

زرخیزی دریائے نیل کی طغیانی پر منحصر ہے جو اُس بارش کے سبب وجود میں آتی ہے جو اُن معتدل اضلاع میں ہوتی ہے جہاں اس دریا کا منبع ہے۔ نہروں اور خندقوں کے وسیلے اور بڑی محنت و عرق ریزی سے ملک کے ہر کونہ اور ہر گوشہ میں پانی پہنچایا جاتا ہے۔ طغیانی جون میں شروع ہوتی اور ستمبر میں غائت درجہ تک پہنچ کر نومبر کے اختتام تک پھر اپنی معمولی سطح پر آجاتی ہے۔ قدیم باشندگانِ مصر اِس دریا کو نہ صرف متبرک ہی سمجھتے تھے (جس طرح اہلِ ہند گنگا کو سمجھتے ہیں) بلکہ اسے ایک دیوتا جانتے تھے۔ بعض اوقات دیوتاؤں کی مانند اس کی پرستش بھی کی جاتی اور چڑھاوے بھی چڑھائے جاتے تھے اور غالب ہے کہ یہودیوں کے بچے جو اُس فرعون کے حکم سے جو یوسف کو نہ جانتا تھا اس میں گرائے گئے۔ شاید قربانی کے طور پر اس دیوتا دریا کو چڑھائے گئے ہونگے دریائے نیل کا پانی پینے کے حق میں تمام دنیا میں افضل سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک رومی جرنیل کی نسبت جو مصر میں وارد ہوا یہ حکایت مشہور ہے کہ جب اُس کی سپاہ نے اُس سے مَے طلب کی تو اُس نے اُن کو یہ جواب دیا کہ کیا تم اب بھی مَے کے حاجتمند ہو حالانکہ تمہارے پاس نیل جیسے دریا کا پانی موجود ہے؟ تھوڑے عرصہ سے دریائے نیل کے پانی کی اس خصوصیت کا باعث دریافت ہوا ہے یعنی پروفیسر آہرن برگ مقیم برلن نے بذریعہ خوردبین یہ بات معلوم کی ہے کہ اُس گاد میں جو دریائے نیل کی تہ میں پائی جاتی ہے ہزاروں زندہ کیڑے موجود ہیں۔

مصر فراز و مصر نشیب مصر دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک مصر فراز اور دوسرا نشیب کہلاتا ہے۔ بائبل میں جو بیانات اس ملک کے متعلق پائے جاتے ہیں وہ اس حصہ سے علاقہ رکھتے ہیں جو نشیب میں واقع ہے۔ مصر فراز کو بائبل میں فتروس کی زمین کہا ہے۔ اُس کا دارالخلافہ مشہور تھیبز تھا جو قریباً پانسو میل دریائے نیل کے منبع کی طرف واقع تھا۔ پاک نوشتوں میں وہ نو یا نو آمون کہلاتا ہے۔ (دیکھو یرمیاہ ۴۶/۲۵ ونحوم ۳/۸) تھیبز ایک نہایت عالیشان شہر تھا۔ ہومر شاعر اُس کے سو دروازوں کا ذکر کرتا ہے۔ کئی صدیوں تک دنیا کی تمام اشیا اس شہر میں آتی رہیں۔ اب بھی کارنک مندر کے کھنڈر۔ بادشاہوں کے بڑے بڑے تراشے ہوئے بُت۔ قبروں کی وادی اور اور کئی چیزیں جو اس شہر کی یادگار ہیں دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔

میفس مصر نشیب کا دار السلطنت میفس تھا جو بائبل میں نوف کہلاتا ہے۔ معلو
ہوتا ہے کہ اسرائیلیوں کے زمانہ میں مصر کے فرعون اکثر یہیں رہا کرتے تھے۔ یہ شہر بھی
نیل کے کنارے موجودہ شہر قاہرہ سے چند میل کے فاصلے پر واقع تھا لیکن اس کی جا
وقوع کو ظاہر کرنے کے لئے سوائے چند کوڑے کرکٹ کے ٹیلوں۔ ایک بھاری بُت او
چند گرے نائٹ پتھر کے ٹکڑوں کے اَور کچھ باقی نہیں رہا۔ لیکن تھوڑا عرصہ ہُوا ک
میفس کے پاس قبروں کی ایک عجیب جگہ نکلی ہے جو ہزار فٹ لمبی چٹان کو کاٹ ک
بنائی گئی ہے۔ یہاں سنگ مرمر کے خوبصورت صندوقوں میں اُن متبرک سانڈ
کی لاشیں رکھی ہوئی ہیں جو اس شہر میں پائے جاتے تھے اور جن کی پرستش یہاں ہو
تھی۔ میفس کے نزدیک وہ مشہور مینار کھڑے ہیں جن میں مصر کے بادشاہوں کے مقبر
پائے جاتے ہیں۔ یہ مینار دنیا میں سب سے پرانی عمارتیں ہیں جو انسان نے تعمیر کیں
اُن میں سے بعض کی نسبت یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ ابراہیم کے وقت سے بھی
پہلے کی بنی ہوئی ہیں۔

مشرقی فرقوں کے ساتھ مصر کے قدیم تعلقات ٹانٹک شاخ پر بنی سام کا آباد ہونا

زمانہ حال میں جو باتیں یادگار کے ستونوں سے معلوم ہوئی ہیں
اُن سے ملک مصر کی تاریخ کے اُس حصہ کو روشنی پہنچتی ہے جب یوسف اور اُس کے
رشتہ دار اس سرزمین میں داخل ہوئے۔ البتّہ تاریخوں اور اُن بادشاہوں کے نامو
پر جو اُس وقت راج کرتے تھے ہنوز تاریکی کا پردہ چھایا ہوا ہے اور جو حالات دریافت
ہوئے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تعلق یا رشتہ جو اہل مصر آس پاس کی قومو
کے ساتھ رکھتے تھے وہ بخوبی واضح ہو گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں وہ اصل
مصری جو دریائے نیل کے ڈلٹا میں آباد تھے صرف اتنی جگہ میں محدود تھے جو دریائے
نیل کی کنایک اور پلوزیک شاخوں سے گھری ہوئی تھی۔ اس کے مشرق کی جانب خصو
ٹانٹک شاخ کے مشرق کی جانب جو لوگ پائے جاتے تھے ان میں دوسرے ملکوں
اور قوموں کے لوگ بھی مل جل گئے تھے اور وہ ارام۔ عرب اور دیگر آس پاس کے ممالک
سے آ کر یہاں آباد ہوئے تھے اور عموماً بنی سام میں سے تھے۔ اس جگہ کا سب سے بڑا
شہر ٹانس یا ضغن جو ایک قدیم شہر تھا اور حبرون سے سات برس پیچھے بنا تھا

(گنتی ۲۳/۲۲) اصل مصر سے باہر واقع تھا۔ جیسا کہ کتبوں سے ظاہر ہوتا ہے بنی سام کے جو فرقے مصر کے اس حصہ میں آباد ہوئے اُن میں سے ایک فرقہ کا نام شاشُو تھا جو ادوم سے آیا تھا۔ سن عیسوی سے قریباً پندرہ یا سولہ صدی پہلے فرقہ شاشُو کے ایک گروہ نے اپنی بھیڑ بکریوں اور مواشی سمیت غالباً قحط سے تنگ آکر اپنے وطن کو چھوڑا تاکہ دریائے نیل کے ڈلٹا میں چارہ تلاش کریں جو ان کے صحراؤں میں پیدا نہ ہو سکتا تھا۔

ہکساس کا حملہ یُوسیفس اپنی تاریخ میں گلّہ بانوں کے ایک گروہ کا ذکر کرتا ہے جو مشرق سے حملہ آور ہوا۔ یہ چرواہے ہکساس کہلاتے ہیں۔ اُنہوں نے بڑی آسانی سے پُرانے بادشاہوں کے خاندان کو نکال کر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ یہ لوگ بیشتر اس ملک کے شمال مشرقی حصہ میں رہا کرتے تھے۔ ان نئے بادشاہوں کا سلسلہ ایک ایسی قوم میں سے تھا جو مصریوں کی نسبت زیادہ سخت تھی ان لوگوں نے مصر کے مذہب۔ بولی اور اسکے طریقوں اور رسموں کو قبول کیا۔ مندر تعمیر کرائے اور ہر طرح سے اپنے تئیں مصر کی موجودہ حالت کے مطابق بنا لیا۔ اُن کی سلطنت بہت عرصہ تک جاری رہی لیکن آخر کار اٹھارھویں خاندان کے بعد پُرانے بادشاہوں کی اولاد نے اُن کو حکومت سے برطرف کر دیا۔

ہکساس کا زمانہ زمانہ گذشتہ کی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں بنی اسرائیل ملک مصر میں رہتے تھے اُس کے کسی نہ کسی حصہ میں ہکساس بادشاہوں کی حکومت جاری تھی۔ لیکن یہ بات ابھی حل نہیں ہوئی کہ آیا ان بادشاہوں کا تسلّط یوسف کے مصر میں جانے سے پہلے جم چکا تھا یا ان کی سلطنت اُس کے وارد ہونے کے بعد قائم ہوئی۔ ایک مورّخ کا گمان ہے کہ یوسف اور بنی اسرائیل کے داخل ہونے کے بعد یہ گلّہ بان بادشاہ ملک مصر پر قابض ہوئے کیونکہ پیدائش کی کتاب کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطنت معمولی امن و اقبال مندی کی حالت میں تھی۔ وہ ابھی سالم تھی اور اس میں پھوٹ نہیں پڑی تھی (لیکن ہکساس بادشاہوں کی حکومت کے شروع میں ایسا ہونا ناممکن تھا) اور اُس کا نظم و نسق مصر کے پرانے قانونوں اور قدیم طریقوں کے مطابق ہوتا تھا۔ لیکن ایک اور مؤرخ کا خیال ہے کہ جس وقت یوسف اختیار کے اعلےٰ منصب پر پہنچا اس وقت جو فرعون راج کرتا تھا وہ ہکساس بادشاہوں میں سے تھا۔ اس دوسری رائے کی تائید میں جو دلائل پیش

کی جاتی ہیں وہ ہماری دانست میں زیادہ زور آور ہیں کیونکہ اگر وہ بادشاہ ہکساس خاندان میں ہو تو اس کا یعقوب کے خاندان کے ساتھ دوستانہ شفقت و مروّت سے پیش آنا موزون معلو ہوتا ہے کیونکہ دونو بنی سام میں سے تھے اور دونو ارام کی سرحدی اطراف سے آئے تھے۔ اس طرح یہ بھی موزون معلوم ہوتا ہے کہ ہکساس بادشاہ اُن کو جشن کی سرزمین رہنے کو عطا فرمائے جو ڈلٹا کے شمال مشرقی حصہ میں واقع تھی کیونکہ اُس کی آبادی آگے ہی بہت درجہ تک بنی سام سے مشتمل تھی۔ اور اس جگہ بنی اسرائیل اصل مصریوں سے دور بھی تھے جن کی نظر میں ہر ایک چروا نفرت کا باعث تھا۔ اگر بادشاہ بھی مصریوں کی طرح چرواہوں کا مخالف ہوتا تو یعقوب اور اُس کے خاندان کی ایسی خاطر تواضع نہ کرتا جیسی اُس نے کی۔ اور اگر ہکساس کا حملہ اس وقت سے پہلے وجود میں نہ آیا ہوتا تو اہل مصر چرواہوں سے ایسی سخت عداوت نہ رکھتے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی روشن ہے کہ بنی اسرائیل ہنوز مصر ہی میں تھے کہ ہکساس ملک سے خارج کئے گئے۔ اور وہ بادشاہ جو یوسف کو نہ جانتا تھا غالباً پُرانے خاندان میں سے تھا جس نے اس وقت پھر زور پکڑا لہٰذا وہ بنی سام کی نسل میں سے کسی گروہ سے دوستانہ برتاؤ نہیں رکھتا تھا کیونکہ اُس کے نزدیک اس قوم میں سے ایک گروہ نے غاصب بن کر اتنی دیر تک ملک کو اپنے قبضہ میں رکھ چھوڑا تھا اور اگر یہ کہا جائے کہ معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے خروج کے وقت یعقوب کی اولاد مصریوں کے درمیان رہتی تھی تو اِس کا جواب یہ ہے کہ ہکساس اور اُن کے متعلقین کو نکال دینے کے بعد اصل مصریوں کے خاندان ان کی جاگیروں اور شہروں میں جا بسے جو ڈلٹا کے شمال مشرق میں واقع تھے جہاں بنی اسرائیل ہمیشہ رہا کرتے تھے۔ بالفعل ہم ان باتوں کو چھوڑ دینگے (لیکن ہم اُمید کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ باتیں بخوبی معلوم ہو جائینگی) اور اُن باتوں کی طرف متوجہ ہونگے جو اُن کی نسبت زیادہ صاف اور روشن ہیں۔ ہم اس وقت بائبل کے بیان کی توضیح اور تصدیق کے لئے چند باتیں پیش کرینگے جو ستونوں کے کتبوں سے معلوم ہوئی ہیں جو اہل مصر کے خانگی دستوروں اور اُن کی سلطنت کے اُس حصّہ کے انتظام سے وابستہ ہیں جو اصل مصر سے باہر واقع تھا۔

شاہی خطاب۔ فرعون۔ اور سلطنت کا انتظام

مصر کی زبان میں خطاب

فرعون کے معنی "اعلیٰ خاندان" کا ہیں۔ فرعون کی رعیت اُسے دیوتا یا خداوند سمجھتی تھی۔ حکم تھا کہ بادشاہ کو دیکھتے ہی سب کے سب مُنہ کے بل گر جائیں اور اپنی ناک زمین سے لگائیں۔ جب آپس میں اُس کی نسبت بات چیت کیا کرتے تھے تو اُس کا نام نہیں لیا کرتے تھے بلکہ اُسے مقدس یا آں قدّوس کہا کرتے تھے۔ کتبوں کو پڑھ کر جو نقشہ آنکھوں کے سامنے آتا ہے وہ کچھ کچھ اس طرح کا ہے گویا فرعون اپنے نوکروں کو حکم دے رہا اور مختلف زیور مثل ہار اور انگشتری کے تقسیم کر رہا ہے۔ جاگیریں غلام اور لونڈیاں انعام کے طور پر عطا کر رہا ہے۔ اُس کی بیٹیاں شاہی حرم سرا سے نکلتی اور ملک کے کسی خاندانی شریف زادے سے شادی کرتی ہیں۔ اُس کے دربار میں ملک کے اُمرا اور ادنےٰ درجے کے خادم حاضر ہیں۔ کچہری اور درباری معاملات کا انتظام سرداروں۔ سکتروں۔ منشیوں اور متصدیوں کے سپرد ہے۔ افسروں میں سے بعض مختار یا دیوان کہلاتے ہیں۔ ایک دیوان بادشاہ کے گھرانے کا مہتمم ہے۔ دوسرا خلعت اور پوشاک کا اہتمام رکھتا ہے۔ تیسرا بادشاہ کے بال بنانے کی خدمت پر مامور ہے اور آں قدّوس کے ناخنوں کی خبرداری کرتا اور غسل کے لئے حمام وغیرہ تیار کرواتا ہے دوسرے افسر گندم۔ خرما۔ دیگر اجناس اور میوہ جات کے میگزینوں کا بندوبست اور تہ خانوں اور روغن رکھنے کے مکانوں مطبخوں اور جانوروں کے ذبح کرنے کے مکانوں اور اصطبلوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ بادشاہ کی نج کی جاگیریں۔ زمین اور محل بلکہ اُس کی جھیلیں اور نہریں بھی محافظوں کے سپرد ہیں۔ امرا اور رؤسا میں سے وہ جو علم و ہُنر سے بہرہ ور ہیں تعمیر اور سنگ تراشی کے کاموں کی نگرانی کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں معمار دربار کے عمایدیں سب سے افضل سمجھا جاتا ہے مزدوروں سے زیادہ کام لینے کے لئے محافظ کوڑے کو اور چیزوں کی نسبت زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ قاضی عدل و انصاف کے کام کو انجام دیتے ہیں۔ جنگی سپاہ کا ساز و سامان ہر وقت لیس رہتا اور اس کا انتظام حسن تدبیر کے ساتھ کیا جاتا ہے پوشیدہ علوم کے سکھانے والے جنہیں ہرشتہ کہتے تھے نجوم کی مانند قسم قسم کے مخفی علوم کو اپنے قبضہ میں رکھتے ہیں۔ منشیوں کی کئی قسمیں ہیں اور وہ صاف کئے ہوئے چمڑے کے طوماروں پر ملکی واقعات کو کلک سے لکھتے یا عمدہ رجسٹروں میں اپنی اپنی مد کے اخراجات کو محفوظ رکھتے ہیں۔ یا اُن باتوں کو ثبت

کر رہے ہیں جنہیں محفوظ رکھنے کا حکم انہیں ان کے افسروں کی طرف سے ملا ہے۔ تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام کارخانہ کی کل ہر وقت ایک عمدہ حالت میں رہتی تھی اور عالیجاہ فرعون کے حکم کے اشارہ سے اس کے تمام پیچ در پیچ پرزے حرکت کیا کرتے تھے۔ اسی مطلق العنانی کے سبب، وہ اس قابل تھا کہ یوسف کو ایک نہایت اعلیٰ منصب پر مامور کرے" فرعون نے یوسف سے کہا۔ مَیں فرعون ہوں اور تیرے حکم کے بغیر کوئی آدمی اس سارے ملک مصر میں اپنا ہاتھ یا پاؤں ہلانے نہ پائیگا۔

بعض اشخاص جو یُوسف سے مشابہت رکھتے ہیں

ان پرانی تحریروں کے درمیان بعض ایسے اشخاص کا ذکر پایا جاتا ہے جو یوسف کی تاریخ سے ملتے جُلتے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ منکریز کے عہدِ سلطنت میں یعنی جب چوتھا خاندان راج کرتا تھا ہم ایک جوان خادم کا حال پڑھتے ہیں جو اس بادشاہ کے فرزندوں کے درمیان رہتا تھا۔ اُس نے بادشاہ کے جانشین شپ سسکاف کے عہد میں بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ شادی کی۔ اُس کی نسبت اس طرح لکھا ہے "لیکن تمام نوکروں کی نسبت بادشاہ اس کی زیادہ قدر کرتا تھا۔ وہ ہر ایک کام میں جو بادشاہ کرنا چاہتا تھا اُس کا خاص منشی تھا۔ اُس نے اپنے آقا کے دل کو ایسا فریفتہ کر لیا تھا کہ وہ مودی خانہ کا مختار۔ سونے چاندی کی کانوں کے کارخانوں کا مہتمم دیوتا سوکر کا کاہن اور اُس کے مندر کا سردار تھا"۔ کئی اور دلچسپ سوانح یادگار کے طور پر باقی ہیں جو یوسف کے زمانہ کے معلوم ہوتے ہیں۔ اُس کی زندگی کے واقعہ سے ملتی جلتی ایک کہانی پٹیر اپر لکھی ہوئی ملی ہے اور "دو بھائیوں کی کہانی" کہلاتی ہے۔ اور انیپو جو بیاہا ہوا تھا کھیت سے اپنے چھوٹے بھائی کو گھر کی طرف روانہ کرتا ہے وہ گھر جا کر اُس کام میں جس کی انجام دہی کے لئے بھیجا گیا تھا مصروف ہوتا ہے۔ انیپو کی بیوی فوطیفار کی جورو کی طرح اُسے ورغلانے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن وہ اس کو یہ جواب دیتا ہے اے عورت میں نے تجھے ہمیشہ اپنی ماں کی طرح سمجھا اور تیرے شوہر کو اپنے باپ کی مانند اس لئے کہ وہ مجھ سے بڑا ہے۔ ہاں وہ اتنا بڑا ہے کہ واقعی میرے باپ کی طرح ہے۔ پس یہ گناہ جس کا ذکر تُو نے مجھ سے کیا کیونکر تیرے دل میں سمایا؟ آگے کو پھر کبھی مجھ سے اس بات کا ذکر نہ کرنا۔ دیکھو اب کی دفعہ میں کسی کو

یہ بات نہیں بتاؤنگا۔ ایک لفظ بھی کسی آدمی کے سامنے اس کے بارہ میں میرے منہ سے نہیں نکلیگا۔ شام کے وقت جب انیپو لوٹ کر گھر آتا ہے تو اپنی عورت کو بڑی تکلیف میں پاتا ہے اور جب اُس سے سبب دریافت کرتا ہے تو وہ اُسے یہ جواب دیتی ہے کہ تیرے چھوٹے بھائی نے ناگفتنی باتیں کہکر میرے دامن عصمت پر داغ لگانا چاہا"۔

اسی طرح ایک اَور واقعہ تحریر ہے جو بڑھتی اور کال کے سالوں کا بیان کرتا ہے الکب میں جو مصر فراز میں واقع ہے ایک بابا کی تربت پر ایک کتبہ پایا گیا ہے جس کی نسبت برسنح صاحب کی یہ رائے ہے کہ وہ سترھویں صدی قبل از مسیح سے علاقہ رکھتا ہے اس کتبہ میں بابا پہلے اپنی نرم مزاجی۔ سخاوت اور اقبالمندی کا ایک عمدہ بیان پیش کرتا ہے اور پھر یہ کہتا ہے کہ "میں نے فصل کو جو فصل کے دیوتا کی دوست ہے جمع کیا بیج بونے کے وقت میں نے بڑی خبرداری کی۔ اور جب قحط پڑا جو کئی سالوں تک رہا تو میں نے سب شہروں کی طرف اناج بھیجا جو کئی سالوں تک کام آیا"۔ اب گمان یہ ہے کہ جس طرح یوسف ہکسس بادشاہ کے ماتحت ڈلٹا میں مختار اور منتظم کا کام کر رہا تھا اسی طرح بابا مصر فراز میں پرانے بادشاہوں میں کسی بادشاہ کے ماتحت اسی قسم کے کام پر مامور تھا۔

اہل مصر کی رسمیں جن کا ذکر بائبل میں پایا جاتا ہے | جن باتوں میں بائبل کے واقعات ان خبروں سے مطابقت رکھتے ہیں جو دیگر وسائل سے قدیم مصر کے متعلق معلوم ہوئی ہیں بیشمار ہیں۔ جرمنی کا ایک مشہور و معروف مصنف ان سب میں سے ذیل کی باتیں پیش کرتا ہے۔ مثلاً مصر کا دستور جس کے مطابق لوگ ٹوکریاں سر پر اٹھا کر لے جایا کرتے تھے جیسا فرعون کے خواب میں سردار نان پز کی نسبت معلوم ہوتا ہے۔ (پیدایش $\frac{۴۰}{۱۶}$) پھر سر منڈوانا ($\frac{۴۱}{۱۴}$)۔ پیالہ سے فال نکالنا ($\frac{۴۴}{۵}$) مُردوں میں خوشبو بھرنا اور انہیں صندوق میں رکھنا ($\frac{۵۰}{۲ و ۳ و ۲۶}$) سرکنڈوں کی ٹوکریاں بنانا اور اُن پر لاسا یعنی رال لگانا (خروج $\frac{۲}{۳}$) مصر کا عام اور دلپسند کھانا جس کا اشارہ گنتی $\frac{۱۱}{۵}$ میں۔ مصریوں کا طریق آبپاشی (استثنا $\frac{۱۱}{۱۰ و ۱۱}$) مصریوں کا کوڑے مارنے کا طریقہ جس کا اشارہ استثنا $\frac{۲۵}{۲ و ۳}$ میں پایا جاتا ہے۔ مصر کے پھوڑے اور دیگر امراض جن کا ذکر صاف صاف طور پر (استثنا $\frac{۷}{۱۵}$ و $\frac{۲۸}{۲۷ و ۳۵ و ۶}$) میں آیا ہے۔ اسی طرح کئی اور

باتیں جن کا بیان خصوصاً مصر کی آفتوں کے ضمن میں آتا ہے یہ ایسے واقعات ہیں جو اس ملک کی قومی تاریخ سے پوری مطابقت رکھتے ہیں (خروج ب ۷/۱۔۲۳)

خانگی حالات اہل مصر کی زندگی کے مفصل حالات جو تصویروں اور کتبوں کے وسیلے سے معلوم ہوئے ہیں ایسے مکمل ہیں کہ اگر ہمارے ہاتھ میں وِلکنسن صاحب کی کتاب موسومہ "قدیم اہل مصر" کی سی کوئی کتاب دی جائے تو ہم باآسانی اس بات کو جان لینگے کہ فوطیفار کے اور اُس کے بعد خود یوسف کے گھر کا کیا نقشہ تھا ایسی کتابوں کو دیکھنے سے یہ تصویر آنکھوں کے سامنے سے گذر جاتی ہے گویا ایک نہایت عالیشان مکان مربع شکل کا بنا ہوا ہے۔ جس کے اِردگرد ایک احاطہ گِھرا ہوا ہے جس کے اندر یا تو ایک صحن ہے یا ایک باغ لگا ہوا ہے جس میں کھجور اور دیگر اقسام کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ سامنے ایک برآمدہ ہے جو بیل پایوں پر کھڑا ہے۔ ایک طرف کھلا ہوا ہے اور ہوا بخوبی آتی جاتی ہے۔ اس کے مختلف کمروں میں جانے کی راہ ہے۔ محل اینٹوں کا بنا ہوا ہے جن کے اوپر چُونے کا پلستر پھرا ہوا ہے اور اُس کے اوپر سُرخ۔ سبز۔ نیلے اور زرد رنگوں کو ملا کر رنگ کیا ہوا ہے۔ محل میں داخل ہونے کی ڈیوڑھی جھنڈوں اور فیتوں سے آراستہ ہے جن کے بیچ طرح طرح کے بُت نصب ہیں۔ محل کی چھت پر سے غریب لوگوں کے کچے گھر دکھائی دیتے ہیں جو اسباب رکھنے کی کوٹھریوں کے طور پر زیادہ استعمال کئے جاتے ہیں کیونکہ عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ اُن کے صحنوں میں اپنا کھانا دانا پکاتے اور کھاتے ہیں بلکہ سوتے بھی باہر ہی ہیں۔ محل کا اندرونی حصہ بڑی لطافت و نفاست سے آراستہ کیا گیا ہے۔ بیٹھنے والے کمروں کی دیواریں تصویروں سے سجی ہوئی ہیں جن کے اردگرد زینت افزا حلقے لگے ہوئے ہیں اور پھولوں کے کارنس اُبھرے ہوئے ہیں۔ سوائے اس کے اَور طرح طرح کی دستکاریاں بھی نظر آتی ہیں جن کے اوپر قسم قسم کے گہرے رنگ پھرے ہوئے ہیں۔ البتہ رنگوں کی آمیزش میں کسی طرح کی کمی بیشی کا لحاظ نہیں رکھا گیا یا یوں کہیں کہ تصویر کھینچنے میں رنگوں کی مناسبت کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ ہر جگہ پھول کثرت سے دکھائی دیتے ہیں۔ کسی جگہ اُن کے ہار اور [illegible]

ہیں۔ کہیں میزوں کے کناروں پر چُنے ہوئے ہیں۔ کہیں اُن کے گلدستے میزوں پر دھرے ہوئے اور کہیں اُن نوکروں کے سروں پر جو حاضرین مجلس کی خدمت میں مصروف ہیں تاج کی مانند لگے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور وہ باغ جس میں سے یہ پھول لئے گئے ہیں طول اور عرض میں بڑا وسیع ہے۔ اس کے بیچ میں ایک تالاب واقع ہے جو اُسے سیراب کرتا ہے۔ اس باغ کے بیل بوٹے کی بڑی خبرداری کی جاتی ہے بیٹھنے کے کمروں میں فرش بچھے ہوئے ہیں۔ عمدہ قسم اور شکل کی چوکیاں۔ سٹول اور کوچ سجے ہوئے ہیں۔ صاحب خانہ مشرقی اُمرا کے عام دستور کے خلاف صرف ایک ہی جورُو رکھتا ہے اور شرکائے خاندان کے درمیان بہت درجہ تک ایسی موافقت۔ محبت اور موانست پائی جاتی ہے جیسی اہل مغرب کے گھرانوں میں ہُوا کرتی ہے۔

ضیافت کا یہ دستور ہے کہ بڑے بڑے باورچی خانوں میں ہوشیار باورچی کھانا تیار کرتے اور دوپہر کے وقت دسترخوانوں پر چُنتے ہیں۔ کھانے کے تیار ہونے تک مہمانوں کو گانے بجانے سے خوش کرتے ہیں۔ ضیافت خانہ میں داخل ہونے سے پہلے پانی لاکر اُن کے پاؤں دُھلاتے اور ہر ایک مہمان کے ہاتھ میں کنول کا ایک پھول دے دیتے ہیں جسے وہ ضیافت میں تمام وقت اپنے ہاتھ میں لئے رہتا ہے کبھی کبھی پھولوں کا ہار اُس کے گلے میں ڈالا جاتا ہے اور پھولوں کے ہار اور سہرے اس کے اِدھر اُدھر بتھرائے جاتے ہیں۔ ہر ایک مہمان کے آگے ایک گول میز لگائی جاتی ہے یہ میزیں مہمانوں کی حیثیتوں کے مطابق مرتّب کی جاتی ہیں۔ اہل مصر میزوں پر رومیوں اور یہودیوں کی طرح جُھک کر نہیں بلکہ بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ کھانے کی چیزیں مچھلی اور اُبلا یا کباب کیا ہُوا گوشت ہے علاوہ اس کے طرح طرح کے چرند اور پرند کا گوشت موجود ہے۔ اُس کے ساتھ کثرت سے ترکاریاں اور پھل خصوصاً انجیر اور انگور چُنے ہوئے ہیں۔ اور طرح طرح کی مے بھی سجی ہوئی ہے۔ کھانے کے بعد کھیل۔ گانا۔ ناچ اور قسم قسم کے فرحت بخش مشغلے شروع ہوتے ہیں۔ علاوہ ان باتوں کے یہ حالات بھی معلوم ہوئے ہیں کہ مصر کے جاگیرداروں کے باغات و اراضی میں ایک مختار کے زیر اہتمام اور بڑی خبرداری کے ساتھ کاشت کی جاتی تھی۔ مصری سوسائٹی کے نزدیک کاہن اور سپاہی عزت دار لوگ سمجھے جاتے اور کاشتکار اور اہل حرفہ کم درجہ

لوگ خیال کئے جاتے تھے۔ ویسی کارندوں کے علاوہ غلاموں کو بھی مزدوروں کے کام میں لگاتے تھے۔ خاص کر مندروں۔ مناروں اور دیگر سرکاری عمارتوں کے تعمیر کرنے میں اُن سے کام لیا جاتا تھا۔ کاہن لوگ علمِ ادب اور دیگر علوم میں مہارت رکھتے تھے اور قریباً چودہ سو سال قبل از مسیح کئی کتب خانے موجود تھے۔ لیکن یہ ممکن نہیں کہ یوسف کے وقت میں تہذیب اس درجہ تک پہنچ گئی ہو تاہم اس میں شک نہیں کہ تہذیب اُس کے آیام میں بہت ترقی کر گئی تھی۔

مذہب مصر کا مذہب خاص کر توجہ کے لائق ہے۔ یونانی مؤرخ ہرادونس اہل مصر کی نسبت کہتا ہے کہ ”اور قوموں کی نسبت اہل مصر زیادہ مذہب کو ماننے والے تھے“۔ یوں تو مصر کے کاہن ایک خدائے تعالیٰ کو ماننے کا دعویٰ کرتے تھے مگر عملاً اس عقیدہ کی پروا نہ کرتے تھے۔ اہل مصر خدا کی صفات و اوصاف کو خدا سمجھ کر اُن کی پرستش کیا کرتے تھے۔ مثلاً اُس کی خالقیت کی قدرت اور حکمت کو خدا کی جگہ دیا کرتے تھے۔ درختوں اور حیوانوں کو اگر اُن میں ان صفتوں میں سے کوئی صفت ظاہر ہوتی تھی تو خدا سمجھ کر اُن کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ مصریوں کے بہت سے دیوتا تھے اور یہ دیوتا تین درجوں میں منقسم تھے۔ پہلے درجے کے دیوتاؤں میں سے امون تھا جو اہل تھیبز کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔ اور وہ یونانیوں کے جوپیٹر (مشتری) کی طرح تھا۔ ایک پتھا دیوتا تھا جو دیوتاؤں کا باپ سمجھا جاتا تھا۔ وہ گدھ کی مانند تھا۔ اور کھیم جو فطرت کا دیوتا تھا وہ پان دیوتا کے برابر تھا۔ دوسرے درجے میں سے رایا فراہ یعنی سورج تھا۔ اسی سلسلہ میں تھاتھ یعنی عقل کا دیوتا عطارد تھا تیسرے درجے پر اسیرس۔ اُسِس اور سیتھ یا ٹائیفون وغیرہ تھے۔ عام اعتقاد کے مطابق اسیرس اصل میں مصر کا بادشاہ تھا۔ اُس نے ملک کو طرح طرح کے فائدے پہنچائے تھے لیکن اُس کے بھائی ٹائیفون نے اُسے قتل کیا اور اُس کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا تھا۔ اُسِس اسیرس کی جورو تھی جس نے بڑی تلاش اور تجسّس کے بعد اپنے شوہر کے بدن کو پایا۔ اپنے بیٹے کی مدد سے ٹائیفون کو شکست دی اور شاہی اختیار پھر حاصل کیا۔ ہرادونس صاحب

کے مطابق صرف اُسیرس اور اُسِس ہی دو معبود تھے جن کی پرستش تمام اہلِ مصر کیا کرتے تھے۔ ہر ایک شہر میں ایک دیوتا کی خاص عبادت کی جاتی تھی۔ وہ اُس شہر کا محافظ سمجھا جاتا اور ہر ایک مندر کی ڈیوڑھی میں ایک اعلیٰ جگہ پر متمکن ہوتا تھا۔ علاوہ اس کے ہر شہر اپنے تین خاص دیوتے رکھتا تھا جن میں سے تیسرا پہلے دو میں سے نکلا ہؤا سمجھا جاتا تھا۔

آپس یا متبرّک سانڈ مصر کے اُس دستور نے جس کے مطابق خدا کی مانند خدا کی ہر صفت کے اظہار کی تعظیم کی جاتی تھی دیوتاؤں کے شمار کو حد سے زیادہ بڑھا دیا اور اسی اصول کے سبب بلّی۔ مگرمچھ اور سارس جیسے جانوروں کی پوجا کی جاتی تھی۔ متبرک جانوروں میں سے سب سے عجیب آپس یعنی میفس کا مقدّس سانڈ ہوتا تھا۔ یہ جانور جس کی شبیہ کے وسیلے اسیرس کی پرستش کی جاتی تھی کئی نشانوں سے پہچانا جاتا تھا۔ ہرادوتس کے قول کے مطابق اُس کے بال سیاہ اور اس کے ملتھے پر ایک تکون سفید داغ ہوتا تھا۔ اُس کی پشت پر ایک عقاب اور اُس کی زبان کے نیچے ایک گُبریلا ہوتا تھا۔ اُس کی دُم کے بال دُہرے ہوئے تھے آپس کو میفس کے ایک عالیشان مندر میں رکھتے تھے۔ کاہن اس کی خدمت بجالاتے اور لوگ اس کی پرستش کیا کرتے تھے اور جب وہ مرجاتا تو اُس کے بدن میں مصالحے اور خوشبوئیاں لگا کر اور چیتوں کی کھال میں لپیٹ کر کاہنوں کی جماعت اُسے اس مقبرہ کی طرف لے جاتی تھی جو چٹان کاٹ کر بنایا جاتا تھا۔ وہاں اسے سنگ مرمر کے عالیشان صندوق میں رکھ دیتے تھے۔

مندر۔ پرستش۔ آیندہ سزا و جزا کی تعلیم وہ مندر جو اہلِ مصر اپنے دیوتاؤں کے لئے بنواتے تھے بڑے عالیشان ہوتے تھے۔ اُن میں سے بعض کے کھنڈر اب تک دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتے ہیں۔ کاہنوں کی قوم شمار میں کثیر۔ دولت میں بے نظیر اور اعلےٰ درجے کے حقوق سے بہرہ ور تھی۔ بادشاہ اُن کا سر تھا۔ اُن کی متبرک رسمیں بیشمار اور متفرق قسم کی ہوتی اور ایسے زرق برق کے ساتھ ادا کی جاتی تھیں کہ لوگوں کو حیرت کا پُتلا بنا دیتی تھیں۔ اُن کے اعتقاد بھی اچھے اصولوں سے سراسر خالی نہ تھے چنانچہ وہ آیندہ سزا و جزا کی تعلیم کے معتقد تھے۔ اُن کا یہ عقیدہ اکثر تصویروں کے وسیلے ظاہر کیا جاتا تھا۔ مثلاً ایک تصویر سے معلوم ہوتا ہے کہ

ایک مجرم رُوح سؤرنی کی شکل میں اپنی جگہ سے نکالی گئی ہے اور اُس کا جُرم ظاہر کرنے کے لئے اُس کے اُوپر "لالچی" لکھا ہؤا ہے۔ اسی طرح بدکاروں کی سزا او اُن کے مقابلہ میں نیک لوگوں کی جزا کی تصویریں کھنچی ہوئی پائی جاتی ہیں جو آسمانی نیل یعنی آبحیات کے دریا میں مچھلیوں کی طرح تیرتے اور اُچھلتے پھرتے ہیں۔ اہلِ مصر کے درمیان یہ بھی دستور تھا کہ ضیافت کے بعد اسیرس کی ایک مورت جو انسانی شکل کی ہوتی تھی لاتے اور ہر ایک مہمان کو دکھاتے تھے تاکہ اُس کو اپنی بے ثباتی اور دُنیا کی خوشیوں کی ناپائداری کی حالت معلوم ہو۔ پھر مہمانوں کو نصیحت کی جاتی تھی کہ ایک دوسرے کو پیار کریں۔ اپنی خواہشوں کو لگام دیں اور یاد رکھیں کہ موت جس کے مقابلہ کے لئے ہر فردِ بشر کو تیار ہونا چاہیئے ایک دن اِس دنیاوی زندگی اور دَور کو ختم کریگی۔

دوسری فصل۔ اسرائیلیوں کی ترقّی

پہلے طریق رہایش اور جدید طرزِ معاشرت کا مقابلہ۔ جشن کی سرزمین۔ اسرائیلیوں کی اقبالمندی۔ تھاٹ میز سوئم اور اُس کی فتوحات۔ اردگرد کی سلطنتیں۔ اہلِ رختا یعنی بنی حت۔ بُت پرستی کی طرف مائل ہونا۔ نیا فرعونؔ بنی اسرائیل کا ستایا جانا۔

پہلے طریق رہایش اور جدید طرزِ معاشرت کا مقابلہ جن لوگوں کے درمیان فلسطین کے سیدھے سادے گلہ بان یعقوب کے ساتھ بود و باش کرنے کے لئے روانہ ہوئے اُن کی مجلسی اور مذہبی حالت ایسی تھی جیسی اُوپر بیان ہوئی اور جب ہم مصریوں کی طرزِ معاشرت اور بنی اسرائیل کے سیدھے سادے دستوروں کا مقابلہ کرتے ہیں تو ہم کو بڑا فرق معلوم ہوتا ہے۔ مصر میں قدم رکھنے سے پہلے یعقوب اور اُس کے بیٹے گلہ بانی کرتے اور خیموں میں رہتے۔ اپنی بھیڑ بکریوں اور مویشی کے پیچھے پیچھے پھرا کرتے اور کھُلے میدانوں میں پتھّر کے مذبح بنا کر اور اُن پر ایک سیدھی سادی

قربانی چڑھا کر خدائے واحد کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اس سیدھی سادی زندگی میں اور اُس مصری عبادت میں جس پر تصنّع اور تصرّف کا رنگ چڑھا ہوا تھا جہاں فرعون اور اس کے اُمرا اور رعایا عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے کتنا بڑا فرق تھا۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مصر کو جاتے ہوئے یعقوب ہچکچاتا تھا تو ہم تعجب نہ کریں کیونکہ وہ اپنے باپ دادوں کی مانند اُس سرزمین کی تعظیم و تکریم کرتا تھا جسے خدا نے اس لئے چن لیا تھا کہ اُس کے اندر اپنے وعدے پورے کرے۔ نیز وہ دیکھتا تھا کہ اہلِ مصر کے خراب مگر پُرتجمّل اور دلفریب مذہب سے واسطہ رکھ کر تمام خاندان کے بگڑ جانے کا خطرہ ہے لیکن بیرسبع میں خدا کی طرف سے اُس کو حکم ملا کہ مصر کا سفر اختیار کرے۔ اس میں شک نہیں کہ اُس نے ہر طرح سے اس بات کا انتظام کیا کہ اُس کی اولاد اہلِ مصر سے ملنے جُلنے نہ پائے۔ اور اغلب ہے کہ اسی انتظام کا یہ نتیجہ تھا کہ انہیں جشن کی سرزمین رہنے کو ملی۔

جشن کی سرزمین یہ مانا جاتا ہے کہ جشن کی سرزمین دریائے نیل کی ٹانٹک شاخ کے قریب واقع تھی اور جشن ملکِ مصر کے اُس حصّہ کا نام تھا جو فلسطین کے زیادہ نزدیک واقع اور زرخیزی کے سبب سے مشہور تھا۔ اب بھی وہ مصر کا سب سے زیادہ زرخیز حصّہ سمجھا جاتا ہے۔ اس میں بھیڑ اور بکریوں کے ریوڑ۔ مویشیوں کے گلّے اور مچھوؤں کے جھنڈ موجود رہتے ہیں۔ اور بقول مسٹر لین صاحب جو مصر کی تاریخ نویسی کے لئے مشہور ہیں اب تک اس میں وہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں جن کے لئے بنی اسرائیل بیابان میں گڑگڑا اُٹھے تھے (دیکھو گنتی $\frac{11}{۵}$ و $\frac{۲۰}{۵}$) مفصلہ ذیل اُن میں شامل ہیں۔ باجرہ۔ جوار۔ دودھ۔ پنیر۔ انڈے۔ نمکین مچھلی ککڑی۔ خربوزے۔ قسم قسم کے کدو۔ پیاز۔ لوبیا۔ وغیرہ۔ لیکن حال میں مسٹر لین صاحب بھی ایک بہت پُرانے شخص کی گواہی اس بارے میں دستیاب ہوئی ہے۔ یعنی ایک مصری پپیرس کاغذ پر جو رعمسو یعنی رعمسیس کے شہر کی نسبت (اور یہ ضُعَن کا جدید نام تھا) یوں تحریر کرتا ہے۔ "اُس کے کھیت عمدہ عمدہ چیزوں سے پُر ہیں اور زندگی ہر طرح کی کثرت اور افراط کے درمیان بسر ہوتی ہے چنانچہ

اس کی نہریں مچھلیوں سے بھرپور ہیں۔ اس کی جھیلوں کی سطح پر بیشمار جانور نظر آتے ہیں۔ اس کی مرغزاریں ترکاریوں سے سرسبز ہو رہی ہیں۔ مٹروں کی اس میں کچھ انتہا نہیں۔ خربوزے جو لذّت میں شہد کی مانند ہیں اُن کھیتوں میں اُگتے ہیں جو بذریعہ آبپاشی سیراب کئے جاتے ہیں۔ کھلیانوں میں گیہوں اس قدر جمع ہے کہ اُس کے انبار آسمان سے باتیں کرتے ہیں۔ پیاز صحن میں اُگتے ہیں اور سیب کے درخت بھی لہلہاتے ہیں۔ انگور۔ بادام اور انجیر اس کے باغات میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ مے جو اُن سے نکالی جاتی ہے اہل کیم کے نزدیک بہت شیریں ہوتی ہے۔ وہ اُسے شہد کے ساتھ ملا کر پیا کرتے ہیں۔ کنول نہر میں سُرخ اور تالابوں میں بورین مچھلی پائی جاتی ہے اور بوری مچھلی کی کئی قسمیں ماسوائے اقسام کارپ اور پائک کے پہرِو تھا میں پائی جاتی ہیں۔ مچھلی اور چھنتی، ہنو مچھلی سیلابی چشموں میں ہوتی ہے اور نہار مچھلی نیل کے دہانے میں فاتح بادشاہ کے شہر (ٹانس) کے متصل ملتی ہے۔" ضُعن یا ٹانس (جو بعد میں پی رعمسو کہلانے لگا جیسا اُوپر معلوم ہوا۔) اس علاقہ کا مشہور شہر اُن جگھوں میں سے تھا جہاں بادشاہ رہا کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہکساس خاندان کے بادشاہ زیادہ تر اسی جگہ بود و باش کیا کرتے تھے۔ اور ممکن ہے کہ اُن کے زوال کے بعد اُن کے جانشین اس جگہ مصلحتاً زیادہ آتے جاتے ہوں کیونکہ یہ جگہ وہ تھی جو کہ شاہان ہکساس کے جاہ و جلال کا مظہر اور مرکز تھی اور جہاں غیر ممالک کے بہت سے لوگ آباد تھے۔ بہرکیف یہ صاف ظاہر ہے کہ خروج سے پہلے فرعون اسرائیلیوں سے بہت فاصلہ پر نہیں رہتا تھا کیونکہ موسیٰ اور ہارون بہت آسانی سے اور جلد جلد اُس کے اور اسرائیل کے بزرگوں کے پاس آتے جاتے تھے۔

اسرائیلیوں کی اقبالمندی

یوسف کی وفات کے بعد کم از کم پچاس سال تک اسرائیل کو امن اور ہر طرح سے ترقّی کی حالت نصیب ہوئی۔ چنانچہ اُن کے خاندان اور گلّے بڑھتے جاتے تھے۔ ان کے کھیتوں میں فصل لہلہاتی تھی۔ اُن کے باغ خوبصورت پھولوں سے بھرے ہوئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شروع ہی سے وہ پنج کی حکومت رکھتے تھے یعنی اپنے بزرگوں کے وسیلے ملکی انتظاموں کو انجام

دیتے تھے۔ اور یہ بزرگ جیسا کہ اُن کے نام سے ظاہر ہوتا ہے پہلے پہل عمر کے لحاظ سے چُنے جاتے تھے۔ مگر بعد میں حکومت کرنے کی لیاقت کے اعتبار سے انتخاب کئے جانے لگے۔ اسی طرح دیگر قومیں بھی اپنے اپنے بزرگ رکھتی تھیں مثلاً اہل مصر (پیدایش ۱/۷) مدیانی (گنتی ۲۲/۴و۷) اور اہل جبعون بھی اسی طرح کے حکومت کرنے والے بزرگ رکھتے تھے اور جتنے عرصہ تک بنی اسرائیل ملک مصر میں رہے یہ عہدہ برقرار اور جاری رہا۔ جب موسیٰ اور ہارون فرعون کے پاس بنی اسرائیل کی رہائی کے لئے آتے جاتے تھے اُس وقت یہ عہدہ جاری تھا۔ (خروج ۳/۱۶و۱۸) البتہ کبھی کبھی لوگوں کے درمیان سخت واردات بھی سرزد ہوتی تھیں۔ مثلاً اُس واقعہ کی مانند جو افرائیم کی اولاد پر گذرا۔ (تواریخ ۷/۲۱) جو فلسطیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے مارے گئے کیونکہ فریقین میں سے ایک فریق نے دوسرے کے مویشی لے لئے تھے۔ (مقابلہ کرو خروج ۱۳/۱۷) اُس زمانہ میں اہل مصر کو علم و ہنر کی مہارت کے سبب بہت شہرت حاصل تھی۔ اور اغلب ہے کہ بنی اسرائیل میں سے بھی بہت سے لوگ اُن فنوں میں مصروف ہو گئے تھے چنانچہ ہم بعض گھرانوں کی نسبت پڑھتے ہیں کہ وہ مہین کتان بنانے کی مہارت رکھتے تھے۔ پھر اور بھی تھے جو عمدہ عمدہ برتن بنا سکتے تھے۔ بعض "باغوں اور باڑوں کے باشندے" تھے اور "وہاں بادشاہ کے ساتھ اُس کے کام کے لئے رہتے تھے"۔ (۱تواریخ ۴/۲۱و۲۳) اور ان عبرانیوں میں سے ایک شخص نے فرعون کی بیٹی بتیا سے شادی کی جس سے ایک بڑا خاندان پیدا ہوا (۱-تواریخ ۴/۱۸) مگر اس رشتہ سے وہ اپنی قوم کے لوگوں کے درمیان پہلے کی نسبت زیادہ ممتاز نہیں سمجھا گیا۔

تھاٹ میز سوئم اور اُس کی فتوحات یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کتنے عرصہ تک مصر میں رہے۔ تاہم اتنا ظاہر ہے کہ وہ عرصہ کم از کم دو سو برس سے زیادہ تھا۔ کتبوں کے وسیلے سے ہم کو کئی بڑے بڑے واقعات جو اس عرصہ میں مصر اور اس کے گرد و نواح کے ممالک میں سرزد ہوئے معلوم ہوئے ہیں۔ یہ تو ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ہکساس یعنی گلّہ بان بادشاہ آخرکار سلطنت سے خارج کئے گئے اور عنان سلطنت پھر پُرانے خاندان کے ہاتھ آئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان بادشاہوں نے اپنے اپنے ملک میں اپنا تسلط جمانے اور غیر ممالک پر اپنا سکّہ بٹھانے

میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اُن میں سے ایک بادشاہ کی نسبت جس کا نام تھاٹ میز یا تھیوٹ میز سوئم تھا یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ قبل از مسیح سولھویں صدی میں حکمرانی کرتا تھا۔ وہ مصر کا سکندر اعظم کہلاتا ہے۔ اُس نے بہت سے ملکوں کو فتح کیا اور جو واقعات اُس کے عہد سلطنت میں سرزد ہوئے اُن کے مفصل اور کارآمد بیانات کارنک کے مشہور مندر پر تحریر ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عرصہ بیس سال کے اندر اُس نے اُن قوموں کے ساتھ جو مصر کے اِدھر اُدھر رہتی تھیں کم از کم ۱۳ بڑی بڑی لڑائیاں کیں۔ اُن میں بہت بڑی وہ تھیں جو اُس نے شمال مشرقی ممالک کے ساتھ کیں۔ ان ملکوں میں سے ایک ملک وہ تھا جو کتبوں پر روتھن کہلاتا ہے اور اس میں نہرائم یعنی مسوپتامیہ بھی شامل ہے۔ روتھن یا روتنیاہ اُس خطہ کا عام نام تھا جس میں فلسطین۔ فنیکی اور مغربی سیریا شامل تھے۔ کارنک کے ایک کتبہ پر روتھن فراز کے بڑے بڑے شہروں کے جنہوں نے اُس کی مخالفت میں علم اُٹھایا تھا پوری فہرست پائی جاتی ہے یا شاید یوں کہنا زیادہ بہتر ہو کہ اُن اسیروں کی فہرست پائی جاتی ہے جو ان شہروں سے علاقہ رکھتے تھے اور جو شہر مجدو کے قریب اسیر کئے گئے تھے۔ جس طرح مابعد زمانوں میں مجدو کا میدان معرکہ آرائی کے کام آیا اُسی طرح اس وقت بھی جنگ و جدل کے کام آتا تھا۔ اور جو قدیم لڑائیاں مشرق میں واقع ہوئیں ان میں سے ایک اِسی نام کے شہر کے قریب وقوع میں آئی۔ (غالباً اسی نام سے وہ علامتی نام اخذ کیا گیا تھا جس سے مکاشفات کی آخری لڑائی ہر مگدون کہلائی (مکاشفات ۱۶/۱۶) ڈاکٹر بروگش صاحب فرماتے ہیں کہ جس سبب سے یہ فہرست بڑی قدر کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ یہودیوں کے ملک کنعان میں داخل ہونے سے قریباً تین سو برس پہلے ملک فلسطینہ میں وہ لوگ رہا کرتے تھے جو ایک ہی نسل سے تھے اور جیسا کتبوں سے معلوم ہوتا ہے روتھن کہلاتے تھے۔ اور چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کے زیر حکومت اوقات بسری کیا کرتے تھے۔ اور انہی شہروں اور قلعوں میں رہا کرتے تھے جن کے نام کتبوں پر پائے جاتے ہیں۔ اور آخر کار مغلوب ہو کر یہودی نو وارد حملہ آوروں کے ہاتھوں میں پڑ گئے تھے۔ لوٹ کا مال جو تھاٹ میز سوئم کی فتوحات کے بعد ملک مصر میں لایا گیا

اُس کی فہرست ہی بڑی طویل اور دلفریب معلوم ہوتی ہے چنانچہ سونا۔ روپا اور جواہرات بے مقدار۔ مویشیوں کے گلّے بیشمار۔ گیہوں انبار کے انبار۔ شراب کے پیپے ہزار در ہزار۔ پوشاکیں طلائی اور زرنگار۔ طرح طرح کے عجائب روزگار۔ اور ہزاروں مرد اور عورت غلامی کی زنجیروں میں گرفتار سال بسال ملک مصر میں چلے آتے تھے۔ یہ بادشاہ اُن ممالک کے حق میں جنہیں اُس نے لوٹا اور پامال کیا ایک آفت ناگہانی کا حکم رکھتا تھا اور اپنے طور پر دین کا بھی پابند تھا۔ چنانچہ مصر کے دیوتاؤں کے لئے اُس نے بڑے بڑے مندر تعمیر کروائے جن میں سے ایک وہ تھا جو "میناروں کا دالان" کہلاتا تھا۔ اُس نے لوٹ کے مال میں سے بہت سا حصّہ ان مندروں کے لئے مخصوص کیا۔ کئی دینی تیوہار مقرر کئے۔ لاٹیں اور مینار بنوائے اور اپنے باپ دادوں کی یادگار کے لئے بُت نصب کئے۔ اور اس طرح "آں قدوس" کہلانے کا حق قائم رکھا گو حقیقت میں وہ قزاقوں اور خونیوں سے کچھ بہت بہتر نہ تھا۔

مصر کی وسیع طاقت اور حکومت کی جو نظیریں بیان کی گئی ہیں اُن سے ہم بنی اسرائیل کی حالت کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ تھاٹ میز سوئم کی فتوحات کے بعد مصر کے بادشاہوں کی طاقت اور جمعیت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ بنی اسرائیل جیسے لوگ اگر اُن کی مخالفت کا بیڑا اُٹھاتے تو منہ کی کھاتے۔ واقعی یہ لوگ اس بات کے محتاج تھے کہ ملک مصر سے نکلنے کے لئے کوئی فوق العادت قدرت اُن کی مدد کرے۔ یہ سچ ہے کہ اگر ملک مصر اس زمانہ میں ایسی قدرت اور عظمت رکھتا تھا جیسی ان کتبوں سے ظاہر ہوتی ہے تو وہ آسمانی مدد جس کی طفیل وہ مصر کی اسیری سے رہا ہوئے بالکل پایہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے۔

گرد و نواح کی سلطنتیں

ان ستونوں سے جیسا ہم اوپر دیکھ آئے ہیں اُن قوموں کی حالت اور جمعیت کا حال بھی کھل جاتا ہے جو اس زمانہ میں ملک کنعان اور اُس کے آس پاس کے ممالک پر مسلّط تھیں۔ بروسنخ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ تمام سرزمین جو فلسطین اور کوملے سیریا کہلاتی ہے ان کتبوں میں روتھن ہر یعنی روتھن فرازہ (یا لوتھن) کے نام سے موسوم کی جاتی تھی۔ وہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھی جن کے نام عموماً ایک مضبوط اور محکم دار الخلافہ سے وابستہ ہوتے تھے[۲] ان میں وہ قومیں رہا کرتی تھیں جن کے

خاص خاص ناموں کی نسبت زمانہ حال کے علما غور و فکر سے تحقیق کر رہے ہیں۔ اہلِ حِت کی وہ بڑی قوم جسے بائبل میں حِتی کہا گیا ہے ان قوموں میں سے اعلےٰ اور بزرگ قوم سمجھی جاتی تھی۔ قبر کاموش کادس اور مجدد کی ریاستیں حفاظت اور حملہ کے اور متحد بادشاہوں کے فراہم ہونے کے لئے نہایت عمدہ سمجھی جاتی تھیں۔

اہلِ ختنا یا بنی حِت سلطنت اسور کے عروج پانے سے۔ ختنا یا حِتی قوم کے لوگ مغربی ایشیا میں سب سے زیادہ زور آور اور قوی سمجھے جاتے تھے۔ تھاٹ میز سوئم کے زمانہ سے پہلے بھی اہلِ ختا اور اہلِ مصر کی لڑائیاں آپس میں ہوتی رہتی تھیں اور نہرائم یعنی مسوپتامیہ کی سرزمین میں بھی دونو فوجوں کا ایک بار آمنا سامنا ہوا تھا۔ رعمسیس دوئم نے (گمان کیا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ اسرائیلیوں کا ستانے والا فرعون تھا) اہلِ ختنا کی ایک شہزادی سے شادی کر لی تھی۔ ممکن ہے کہ اس قوم کے جُدا جُدا فرقے کسی قدر کمزور ہوں لیکن ان کے مل کر لڑنے کے ڈھنگ نے اُن کا سکہ سب کے دل میں جما دیا تھا۔ اب اس بڑی قوم کے مقبوضات کا کچھ حصہ چھین لینے کا بیڑا اُٹھانا ایسا ہی ناممکن تھا جیسا زور آور فرعون کے برخلاف جھنڈا بلند کرنا دشوار تھا۔ پس خواہ ہم ان لوگوں کی قوت اور دولت مندی پر غور کریں جن کے درمیان بنی اسرائیل ملک مصر میں رہا کرتے تھے۔ خواہ اُن لوگوں کی مقدرت اور ثروت پر غور کریں جن کے ملک کو سیریا کے مغرب میں جا کر اپنے قبضہ میں لانا چاہتے تھے۔ ہر دو حالت میں یہ ماننا پڑتا ہے کہ بغیر تائید آسمانی کے ایسی مہموں کا ارادہ کرنا نہ صرف اُن کے حیطۂ قدرت سے باہر تھا بلکہ سراسر دیوانہ پن تھا۔

بُت پرستی کی طرف مائل ہونا ناممکن نہیں کہ اتنی مدت تک مصر میں رہنے کے سبب سے بنی اسرائیل اُس ملک کی بُت پرستی کی طرف مائل ہو گئے ہوں اور چونکہ اُن کی مابعد کی تاریخ میں اُن کا یہ میلان بار بار ظاہر ہوتا ہے لہٰذا یہ ماننا پڑتا ہے کہ اُن کی یہ رغبت مصر ہی میں ظاہر ہونے لگ گئی تھی۔ اور خصوصاً اگر ہم یہ مان لیں کہ گلہ بان بادشاہوں نے اُس وقت مصر پر یورش کی جب بنی اسرائیل وہاں مقیم تھے اور مصر میں داخل ہو کر اُن حملہ آوروں نے جو سام کی اولاد سے تھے مصر کے مذہب کی تقلید کی اور دوسروں کے لئے نمونہ قائم کیا تو اَور بھی یقین ہو جاتا ہے کہ بنی اسرائیل

مصر کی بُت پرستی کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ لیکن خدا نے ان کے اس میلان کو اپنی عجیب حکمت سے روکا۔ یعنی اہلِ مصر کو اُن کے ساتھ ایسا سلوک کرنے دیا جس سے اُن کے دلوں کو ہر ایک شے سے جو مصر سے نسبت رکھتی تھی نفرت ہو گئی۔

نیا فرعون پھر ایک ایسا بادشاہ تخت پر بیٹھا جو یوسف کو نہ جانتا تھا۔ یہ بادشاہ غالباً اُس پُرانے خاندان کے بادشاہوں میں سے تھا جس نے ہکساس بادشاہوں کے زوال پانے اور ملک سے خارج ہونے کے بعد زور پکڑا تھا۔ عموماً یہ مانا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ رعمسیس دوم تھا۔ بروسنخ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ یہ نیا فرعون جو یوسف کو نہ جانتا تھا۔ اور جس نے شہر رعمسیس کو معبدوں سے آراستہ کیا رعمسو دوم کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ جس کی عمارتوں پر جو اُس نے ضُعن میں تعمیر کروائیں یادگاری کے ستون اور پپے پیرس کے ورق بالاتفاق گواہی دیتے ہیں۔ رعمسو ہی اسرائیلیوں کے ستانے والا فرعون اور اُس گمنام شہزادی کا باپ تھا جس نے دریا کے کنارے جھاڑیوں کے درمیان موسیٰ کو پایا تھا۔ البتّہ ان ستونوں سے ابھی اُن واقعات کی نسبت جو خروج سے علاقہ رکھتے ہیں کوئی خاص خبر نہیں ملی۔ گو بروسنخ صاحب کے قول کے موافق ابھی یہ اُمید بالکل منقطع نہیں ہوئی کہ اب بھی کوئی نہ کوئی چھپا ہُوا پپے پیرس مل سکتا ہے جو ہم کو اس معاملہ پر روشنی بخشیگا اور وہ روشنی جس طرح یک بیک طلوع ہوگی اُسی طرح بڑے شوق سے قبول کی جائیگی۔

بنی اسرائیل کا ستایا جانا ظاہر ہے کہ بادشاہ نے اس خوف سے کہ شاید یہ عبرانی کسی مشرقی حملہ آور لشکر کے ساتھ مل کر سلطنت کو نقصان پہنچائیں یہ ارادہ کیا کہ اُن کے کندھوں پر سخت محنت اور ناقابلِ برداشت مشقت کا جُوا رکھے اور یوں اُن کو چکنا چُور کر ڈالے۔ پس اُس کی تخت نشینی کے وقت سے ایذا رسانی کا ایک تاریک زمانہ شروع ہُوا جو قریباً ایک صدی تک جاری رہا۔ اینٹیں بنانے اور مکانات تعمیر کرنے کا کام جو ظلم پیشہ محافظوں کی زیرِ نگرانی انجام پاتا تھا اُن کے سپرد ہُوا۔ ستونوں پر جو تصویریں کھنچی ہوئی ہیں اُن سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ مغلوب قوموں کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرنا مصریوں میں عام تھا۔ گو اب تک ان ماخذوں سے کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوئی جس سے ظاہر ہو کہ اینٹ بنانے والے لوگ عبرانی ہی تھے تاہم

اس محنت اور مشقت کے بارے میں جو کچھ معلوم ہؤا ہے اس سے بائبل کے کلمات کی جو اس کام کی سختی کی نسبت تحریر ہوئے ہیں تصدیق ہوتی ہے۔ مصر کی اکثر عمارتیں ایسی اینٹوں کی بنی ہوئی ہیں جو دھوپ میں سکھائی گئی تھیں۔ اور ان اینٹوں میں اکثر بھوسے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ملے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ یہ بھی عموماً گمان کیا جاتا ہے کہ مصر کے مشہور منار بھی انہی لوگوں نے بنائے تھے لیکن اس کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان مناروں کی جائے وقوع سے تو البتہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جشن کی زمین سے بہت دور نہ تھے لیکن ان کی تعمیر کا وقت اس خیال کی تائید نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ بڑے بڑے منار مثلاً چیاپس کے منار جو چوتھے خاندان سے علاقہ رکھتا تھا یعقوب سے پہلے بلکہ ابراہیم کے بھی مصر میں آنے سے پہلے تعمیر ہو چکے تھے۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ اس قوم کے لوگ روز بروز بڑھتے ہی جاتے ہیں تو اُس نے پہلے خفیہ طور پر اور پھر بر ملا ان کے بیٹوں کو مارنے کا انتظام کیا۔ چنانچہ اُس نے یہ حکم جاری کیا کہ وہ دریائے نیل میں بہائے جائیں۔ یہ حکم عبرانیوں کے لئے بڑے بھاری صدمہ کا باعث تھا کیونکہ اُن کی وہ آرزو جو اولاد اور بیٹوں کے لئے رکھتے تھے ضرب المثل تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم بہت مدت تک جاری نہ رہا اور جتنے دن تک جاری رہا اتنے عرصہ میں بھی اُس کی پوری پوری تعمیل نہ کی گئی تھی کیونکہ جس قدر لوگ ستائے جاتے تھے اُسی قدر تعداد میں بڑھتے جاتے تھے۔

تیسری فصل۔ موسیٰ کی اوائل عمری

اُس کی پیدائش۔ جوانی اور تربیت۔ اس کا انجام۔ اُس کا خدا پر بھروسہ رکھنا۔ اس کا آزمایا جانا۔ اُس کا بھاگنا۔ سینا۔ اُس کی قدرتی اور طبعی حالت جلتی ہوئی جھاڑی اور اُس کا مصر کی طرف مراجعت کرنا۔

اُس کی پیدائش اسی عرصہ میں جب عبرانیوں کے قتل کرنے کا بازار گرم تھا ایک شخص پیدا ہؤا جو نہ صرف فرعون کو نیچا دکھانے اور بنی اسرائیل کو خلاصی دینے کے لئے مقرر

کیا گیا تھا بلکہ اس لئے بھی برپا کیا گیا کہ مذہبی طریقوں اور دستوروں کا ایک نیا سلسلہ جاری کرے اور خدا کی بادشاہی کی تاریخ میں ایک نیا دم پھونکے۔ یوکبد کے بطن سے جو عمرام کی بیوی اور لاوی کے خاندان سے تھی اور خدا پر کامل بھروسہ رکھتی تھی ایک فرزندِ نرینہ پیدا ہوتا ہے جو حسن و جمال میں بیمثال ہے۔ لیکن اب کیا کیا جائے! کیا وہ اپنے کلیجہ کے ٹکڑے کو چھپائے اور یوں اپنے خاندان کی جانوں کو خطرہ میں ڈالے یا اُسے دریائے نیل کی لہروں کے حوالے کرکے بالکل بھول جائے؟ لیکن نہ تو اس کا ایمان اور نہ ماں کی مامتا ایک لمحہ کی اجازت دیتی ہے کہ وہ اِس پچھلی تجویز کو قبول کرے۔ پس جہاں تک اُس سے ہوسکتا ہے وہ اپنے بچے کو چھپائے رکھتی ہے۔ لیکن تین ماہ کے بعد وہ دیکھتی ہے کہ آیندہ اس لعلِ درخشاں کو دُرجِ آغوش میں چھپانا محال ہے پس بہت سی دُعا و مُناجات کے ساتھ وہ اپنے بچہ کو جھاؤ کے ایک ٹوکرے میں رکھکر دریا کے کنارے پر لے جاتی اور پانی کے سپرد کردیتی ہے۔ اور لڑکے کی بہن مریم کو وہاں کھڑا کر دیتی ہے تا دیکھے کہ پردۂ غیب سے کیا وقوع میں آتا ہے اور خود گھر کو واپس چلی جاتی ہے۔ شاید اس لئے کہ کُنجِ تنہائی میں خدا کی اُس محبّت اور رحمت پر غور کرے جس نے اسمٰعیل کو موت کے پنجہ سے چھُڑا کر ہاجرہ کے۔ اضحاق کو ابراہیم کے اور یوسف کو یعقوب کے سپرد کیا تھا۔ تھوڑے عرصے کے بعد فرعون کی بیٹی دریا پہ نہانے کے لئے آتی اور اس بچّہ کو دیکھتی ہے۔ مریم عین وقت پر آگے بڑھتی اور فرعون کی لڑکی سے اجازت پاتی ہے کہ کسی عبرانی عورت کو دودھ پلانے کے لئے لائے۔ اور وہ عورت جو لائی گئی اُسی بچّہ کی ماں تھی۔ ہم کہ سکتے ہیں کہ شاید کبھی کوئی چھوٹی لڑکی ایسی بشاشت اور خوشدلی کے ساتھ گھر کی طرف نہیں لوٹی اور نہ ایسے دلپسند کام کو انجام دینے کے لئے گھر کی جانب دوڑی گئی ہوگی جس طرح یہ چھوٹی لڑکی دوڑی گئی۔ اور آپ خیال کر سکتے ہیں کہ اُس دن عمران کے گھرانے سے بڑھکر اور کسی گھرانے میں زیادہ خوشی اور شادمانی نہیں پائی جاتی ہوگی اور نہ کسی نے اُس سے بڑھ کر شکر گذاری اور دُعا کی سچّی اور حقیقی قربانیاں اُس دن گذرانی ہونگی۔

جوانی اور تربیت موسیٰ اپنی زندگی کے اُس ابتدائی حصّہ کا حال جو اُس نے فرعون کے دربار میں کاٹا کچھ تحریر نہیں کرتا جو کتابیں اُس نے الہام سے تصنیف کیں

اور جو اُس کے نام سے منسوب کی جاتی ہیں اُن کی یہ غرض نہ تھی کہ وہ اپنی سوانح عمری تحریر کر کے دنیا کے حوالہ کرے۔ بلکہ اُن کتابوں کی تحریر سے اُس کا یہ مقصد تھا کہ خدا کی بادشاہی کی ترقی کی کیفیت بیان کرے۔ استیفان کی تقریر (اعمال $\frac{۷}{۲۲}$) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موسیٰ نے مصریوں کے تمام علوم کی تعلیم پائی اور وہ کلام اور کام میں قوت والا تھا۔" اُن کاغذات سے جو برطانوی عجائب گاہ کے محافظوں نے سنہ ۱۸۴۲ء کو شائع کرائے اور جو معلوم ہوتا ہے کہ رعمسیس دوئم کے عہد سلطنت سے علاقہ رکھتے ہیں اُس تعلیم اور تربیت کا حال کھلتا ہے جو شاہی خاندان کے اُن ہونہار لڑکوں کو دی جاتی تھی جو وسطی سلطنت کے دَور منتھیو کے تیس شاہی خاندانوں کے درمیانی زمان میں جنگی یا مالی خدمات کے لئے تیار کئے جاتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونو صیغوں میں سے ہر صیغے کی چھوٹی سے چھوٹی نوکری کے لئے بھی علمی لیاقت کا ہونا ضروری امر تھا۔ پس جوں ہی بچہ ہوش سنبھالتا تھا وہیں سکول کو بھیجا جاتا تھا۔ اس کی ماں ہر روز اُس کا کھانا وہاں لے جاتی تھی۔ پہلے چند سال تک تو پڑھنے۔ ہجا کرنے اور قواعد زبان کی تعلیم دی جاتی تھی۔ پھر اُس کے بعد انشا پردازی اور نثر و نظم کے قواعد سکھائے جاتے تھے۔ نثر کی عبارت سادہ اور سلیس ہوتی تھی۔ لیکن نظم میں تشبیہ اور مقابلہ کی صنعتیں پائی جاتی تھیں۔ اس قسم کی صنعتیں عبرانی نظم میں بھی بکثرت مستعمل ہیں۔ لیکن عبرانی نظم کی نسبت مصری نظم میں دیکھا جاتا ہے کہ یہ صنعتیں زیادہ صیقل کی ہوئی ہیں۔ لکھنے کا فن بہت مشکل تھا کیونکہ مصریوں کی تحریر کے متبرک طریقہ یعنی تصویری حروف کی اُلجھنوں کو سمجھنا آسان کام نہ تھا۔ علم حساب۔ اقلیدس اور حسا کتاب رکھنے کے فن کے سیکھنے میں بڑی عرق ریزی کی جاتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر کی متبرک کتابیں اُن کاغذوں کی نسبت جن کی اشاعت کا ذکر اُوپر کیا گیا کہیں پہلے تصنیف ہو چکی تھیں۔ بلکہ اتنی پرانی ہو گئی تھیں کہ تشریح اور تفسیر کی محتاج تھیں جیسا اُس کتاب سے روشن ہے جو تکفین و تدفین یا "مُردوں کی کتاب" کہلاتی ہے جس کا ترجمہ برچ صاحب نے کیا ہے۔

اُس کا اصل کام اور انجام جب فرعون اور اُس کے اُمرا اس عبرانی لڑکے کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے اور اُسے مصری علوم میں ترقی کرتے ہوئے مشاہدہ کرتے

تھے تو اُنہیں کیا معلوم تھا کہ ایک دن تمام مصر کو اِس کے سامنے جھکنا اور پست ہونا پڑیگا۔ اور نہ کاہنوں ہی کے خواب و خیال میں یہ بات اُس وقت گذری ہوگی جب وہ تحصیل علم میں اُس کی ذہانت کو دیکھتے اور اُس کی تیزی طبع کو معائنہ کرتے تھے جس سے وہ اُن کی متبرک کتابوں کے خزانوں کو اپنے دل میں جمع کر رہا تھا کہ ایک دن اِسی لڑکے کی انگلیاں ملکی حکومت کے لئے وہ مجموعہ قوانین تحریر کرینگی جو ان کی کتابوں کے برباد ہونے کے ہزارہا برس بعد حیرت کی آنکھ اور عزت کی نظر سے دیکھا جائیگا۔ جب وہ لوگ اسے اُن عجیب حروف کا پڑھنا جو مزاروں۔ مندروں اور لاٹوں پر اس لئے کندہ تھے کہ مصر کے عجیب کارناموں کو ہمیشہ زندہ رکھیں سکھاتے تھے اُن کو یہ معلوم نہ تھا کہ جب مصر کے وہ کارنامے بالکل یاد سے مٹ چکے ہونگے اُس کے بعد اس عبری لڑکے کا کام اور کلام ہزاروں برس تک مہذب دنیا کی تمام قوموں کی آنکھوں کے سامنے ایسا صاف اور تازہ ہوگا گویا ابھی کل واقع ہوا ہے۔

اُس کا خدا پر بھروسہ اگر اُس کام کے لئے جس کی انجام دہی کے لئے موسیٰ برپا کیا گیا تھا کسی بھاری اخلاقی صفت کی ضرورت تھی تو وہ بھروسہ تھا۔ یہی وہ صفت تھی جس کے سبب سے وہ قدیم بزرگ مشہور تھے جن کے نام کی عزت اور توقیر کرنا موسیٰ کو سیکھنا تھا۔ یہی اُس کی ماں کی خاص صفت تھی۔ اور وہ بھی بالطبع اعتبار کرنے اور بھروسہ رکھنے والا آدمی تھا۔ اور جب خدا نے اس صفت کو حُسنِ تقدس سے آراستہ کر کے اسے اپنی طرف مائل کیا تو یہ وصف اُس کی زندگی کا اعلیٰ اصول بن گیا جو کچھ خداوند فرمائے اُسے بجا لانا جس مہم پر وہ بھیجے اُس پر جانے کی جرأت کرنا۔ جس طرح کی خود انکاری کے لئے وہ حکم صادر کرے اُس کے لئے تیار ہو جانا اور پھر اس کامل اعتقاد کے ساتھ کہ سب باتوں کا انجام بخیر اور نقصان کی نسبت نفع ہزاروں درجہ بڑھ کر ہوگا اُس کی زندگی کا ایک پاک اور غالب قانون تھا۔ وہ اپنے زمانہ کے اس روحانی سبق میں خوب مشّاق تھا۔ یعنی بڑے بھروسہ کے ساتھ خدا کے وعدوں کے پورا ہونے کی راہ تاکتا تھا اور ایک آنے والے زمانہ کا منتظر تھا جس میں وہ بڑی برکت لوگوں پر نازل ہونے والی تھی جس کا وعدہ ابراہیم کی نسل سے کیا گیا تھا۔

اُس کی آزمائش بہت مدت نہ گذرنے پائی تھی کہ اُس کا ایمان ایک بے نظیر آزمائش کے معیار کے وسیلے پرکھا گیا۔ کسی نہ کسی صورت سے جس کا حال ہم کو معلوم نہیں خدا نے یہ بات اُس کے دل پر نقش کر دی کہ یہ اُس کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہموطنوں کے رنج و راحت میں شریک ہو اور انہیں اسیری سے رہا کرنے کا بیڑا اُٹھائے۔ وہ طرح طرح کے خیالات جو اُس کے دل میں پیدا ہوئے ہونگے عام قسم کے نہ ہونگے۔ اپنے دُنیاوی فوائد کو ترک کرنا اور فرعون کے دربار شاہی کو چھوڑ کر ایک معمولی سے درجہ کا عبرانی بن جانا بڑے ایمان اور فرمانبرداری کا کام تھا۔ آخرکار وہ وقت آگیا جب اُسے اس معاملہ میں قطعی فیصلہ کرنا پڑا۔ پس جو اُسے کرنا تھا اُس کا ارادہ اُس نے ٹھان لیا۔ یعنی دنیا اور اس کی دلکش اشیا کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا اور آیندہ کے لئے یہ قصد کیا کہ اپنے ہم وطنوں کو چھڑائے اور اپنے خدا کی خدمت بجا لائے۔

اُس کا بھاگ جانا لیکن اُس وقت ایک اور نئی آزمائش اس کے سامنے موجود ہوئی یعنی جب وہ اپنے ہم قوم لوگوں کے پاس آیا تو اُسے معلوم ہُوا کہ وہ اُسے اپنی رہائی کے لئے خدا کا فرستادہ سمجھ کر قبول کرنے کو بالکل خوش نہیں۔ ایک مرتبہ جوش میں آکر اور شاید اُن عادتوں کے سبب سے جو فرعون کے دربار میں سیکھی تھیں اُس نے ایک مصری کو جو ایک عبرانی سے بدسلوکی کر رہا تھا جان سے مار ڈالا۔ اور اس سبب سے اُسے اپنی جان بچانے کے لئے بھاگنا اور صحرانوردی کرنا پڑا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت برسوں تک اس بات کو سوچ سوچ کر اپنے دل میں تکلیف پاتا رہا کہ میں نے اپنا تمام رُعب داب کھو دیا ہے اور یہ بات ثابت کر دی ہے کہ میں اپنے ہموطنوں کو چھڑانے کے لائق نہیں۔

سینا اور جس ملک کی طرف وہ بھاگ نکلا وہ جزیرہ نما سینا تھا جو ایک عجیب قسم کا ویران اور سنسان خطہ تھا وہ ایسے پہاڑوں سے گھرا ہُوا تھا جن پر سبزے اور درختوں کا نام و نشان نہ تھا اور اُن دو خلیجوں کے درمیان واقع تھا جن میں بحیرہ قلزم اپنے شمالی سرے کی طرف منقسم ہو جاتا ہے۔ یہ وہی سرزمین تھی جہاں بعد میں اُس نے چالیس سال بنی اسرائیل کا شارع اور رہنما بن کر کاٹے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے سفر میں اس جزیرہ نما سے بھی گذر گیا اور

خلیج اکابہ کے پرلے کنارے تک جا پہنچا جہاں وہ مدیانیوں کے ایک گلّہ بان فرقے سے دوچار ہوا اور جہاں اُس نے یترو کے ماتحت گلّہ بانی کے ادنےٰ سے کام کو اختیار کیا۔ یترو اُس فرقہ کا کاہن اور سردار تھا۔ کچھ عرصہ بعد موسیٰ نے اُس کی بیٹی سے شادی کی۔ اس میں شک نہیں کہ اس جگہ ایسے سوچنے والے دماغ کے لئے جیسا موسیٰ کا تھا چالیس برس تک مصروف رہنے کے لئے کافی سرمایہ موجود تھا۔ اور ممکن ہے کہ وہ اپنے وقت کا کچھ حصہ عبادت اور بندگی کے خیالات میں صرف کرتا ہوگا۔ یعنی خدا کے عرفان میں لگا رہتا ہوگا جس کی صنعت کے عجیب کاموں کو وہ اس وقت ملاحظہ کرتا تھا۔ اور کچھ عرصہ تک مصری تعلیم اور علم کے یاد رکھنے میں لگا رہتا ہوگا جو اس نے وہاں حاصل کیا تھا۔ اور نیز اس بات کی فکر میں لگا رہتا ہوگا کہ کس طرح اُس علم کو کام میں لائے۔ پس اس طرح وہ نامعلوم طور پر اپنے لوگوں کے عدل اور حکومت کے عظیم کام کے لئے تیار ہو رہا تھا جو اُس وقت کرنا پڑا جب وہ اُن کے پاس واپس گیا اور اُنہیں مصر سے نکال لایا۔

قدرتی حالت جزیرہ نمائے سینا جس کو موسیٰ عبور کر گیا تھا عرض میں زیادہ سے زیادہ ایک سو پچاس اور طول میں دو سو میل ہے اُس کے شمالی حصّہ میں بڑے بڑے پہاڑوں کی جگہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں پائی جاتی ہیں۔ لیکن جنوب کی جانب ایک دوسرے سے ملے ہوئے پہاڑ بکثرت دکھائی دیتے ہیں۔ اور بعض بعض ان میں سے قریباً نو نو ہزار فٹ اُونچے ہیں۔ اس سرزمین کی دو بڑی خصوصیتیں ہیں یعنی اُس کی عظمت اور اُس کی ویرانگی۔ زمانہ حال کا ایک سیّاح اُس کی صورت کو رال اور گندھک کے سمندر سے تشبیہ دیتا ہے یعنی کہتا ہے کہ اُسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ رال اور گندھک کا سمندر تھا جو عین اُس وقت جب کہ اُس کی موجیں پہاڑوں کی مانند اونچی اُٹھ رہی تھیں یکبارگی خاموش اور ساکن ہو گیا۔ ایک اور شخص اُس کے پہاڑوں کو عرب کے اَلپس کہتا ہے۔ لیکن وہ ایسے اَلپس ہیں جو سبزی سے خالی ایک سنسان صحرا میں واقع ہیں۔ لہٰذا اُس تمام لباس سے عریاں ہیں۔ جس کے سبب سے سُوئس اور انگریزی پہاڑوں کا نقشہ ہمارے دلوں میں جما ہوا ہے۔ یعنی بلوط۔ برچ۔ صنوبر۔ فر۔ گھاس اور کائی کے بوقلموں لباس سے محروم ہیں۔ بلکہ

برعکس اس کے جنگلی۔ عریاں۔ سخت اور سنسان سے معلوم ہوتے ہیں۔ واقعی وہ ایک ہیبت ناک بیابان ہے۔ اس پہاڑی بیابان میں جا بجا وادیاں پائی جاتی ہیں جو سمندر کی طرف چلی جاتی ہیں اور اُن میں سے ہر ایک ایام سرما میں ندی نالوں کی مانند ہوتی ہے مگر سال کے باقی ماندہ حصہ میں ایسی خشک ہو جاتی ہے جیسے سڑک کی خاک۔ اِس خطہ کی یہ سنسان اور برہنہ سی حالت پانی کی قلّت کے سبب سے ہو رہی ہے تاہم بہت سی وادیوں میں کچھ کچھ روئیدگی بھی پائی جاتی ہے۔ جو زیادہ تر خوشبودار اور دیگر اقسام کے پودوں سے مشتمل ہے جنہیں صحرا کے خوشبودار مصالحوں کا ذخیرہ کہنا چاہیئے۔ بعض بعض جگہ جہاں دائمی چشمہ موجود ہیں وہاں گھاس وغیرہ زیادہ عمدہ اور کثرت کے ساتھ پیدا ہوتی ہے اور کہیں کہیں بڑی خوبصورتی کے ساتھ لہلہاتی ہے گلّہ بانوں کا یہ کام ہے کہ ایسی ایسی جگہوں کو ڈھونڈیں اور اپنے گلّوں کو تازگی اور چارہ کے لئے وہاں لے جائیں۔ آج کل اِس جزیرے کی آبادی چھ ہزار سے زیادہ نہیں۔ لیکن کئی وجوہ کی بنا پر ہم یہ تسلیم کر سکتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں آبادی کا شمار زیادہ تھا اور اس بات کی گواہی بھی موجود ہے کہ مصر کے تیسرے شاہی خاندان کے دَور میں بادشاہ سنافیرو کی طرف سے اس جزیرہ نما کی وادیئے مغارہ میں تانبے اور ٹرکوائز کی کانوں میں کام کیا جاتا تھا جو بارھویں خاندان تک جاری رہا۔ پھر سرابت النخادم کے ہاتھ میں آیا اور بیسویں خاندان تک یا یوں کہیں کہ خروج کے بعد تک جاری رہا۔ علاوہ ان کے اَور گواہیاں بھی موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اِس زمانہ کی نسبت اُن دنوں میں یہ جزیرہ نما زیادہ رونق پر تھا اور اس کی زیادہ قدر کی جاتی تھی۔

چالیس برس تک موسیٰ کو اس صحرا میں گردش کرنی پڑی۔ ایک وادی سے دوسری وادی تک اُسے اپنے گلّہ کے چارہ کی تلاش میں گھومنا پڑا۔ وہ ایک بڑی بے آرام زندگی بسر کرتا تھا۔ کبھی جھونپڑیوں میں اور کبھی چھپروں میں رہتا تھا۔ رات کو سردی اور دن کو گرمی سہتا تھا اور ہر وقت اِسی خطر میں رہتا تھا کہ کہیں مخالف فرقے حملہ آور ہو کر تمام مال نہ لُوٹ لیں۔ پس جس طریق سے وہ زندگی بسر کرتا تھا اُس کے لئے برداشت کی ضرورت تھی اور چونکہ وہ اپنی اس

حالت پر قانع تھا لہٰذا اس بات میں قاصر نہ نکلا کہ صبر اور خاموشی کے ساتھ الٰہی وقت کا منتظر رہے۔

جلتی ہوئی جھاڑی اور مصر کو لوٹنا اس چالیس سال کے عرصہ میں اُس کے ہم قوم لوگوں کی حالت میں بظاہر کوئی ترقی کی صورت نظر نہ آئی۔ بلکہ نیا بادشاہ تخت نشیں ہؤا جس نے پہلے بادشاہ کی نسبت اُن سے اور بھی بُرا سلوک کیا۔ یہاں تک کہ انسان کے وسیلہ سے خلاصی پانے کی تمام اُمیدیں منقطع ہو گئیں۔ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ نیا بادشاہ منپٹو دوم تھا جو اُنیسویں خاندان سے علاقہ رکھتا تھا۔ پس بنی اسرائیل مصیبت کے عالم میں بڑی سرگرمی کے ساتھ خداوند کے حضور چلّانے لگے اور اُن کی رہائی کا وقت بھی نزدیک آپہنچا تھا۔ پس ایک جھاڑی میں سے جو جلتی ہوئی معلوم ہوتی تھی مگر جل کر خاکستر نہیں ہوتی تھی خداوند موسیٰ پر ظاہر ہؤا اور اُسے یہ حکم دیا کہ فرعون کے پاس جا اور اپنے لوگوں کو اُس کے ہاتھ سے رہائی دے۔ موسیٰ اِس عُہدے کے اختیار کرنے میں بہت پس و پیش کرنے لگا کیونکہ بڑے بڑے کاموں کو انجام دینے کا حوصلہ اس وقت اُس میں کسی قدر پست ہو گیا اور اُس کی زندگی کا بڑا اصول یعنی خدا پر بھروسہ کرنے کا وصف بھی مشق کی کمی کے سبب سے کسی قدر کمزور ہو گیا تھا۔ لیکن خداوند کے وعدوں سے مسلح ہو کر اور اپنے بھائی کی مدد کا وعدہ پا کر اُس نے آخر کار اس خدمت کو قبول کیا اور اپنے لوگوں کو چھڑانے کے لئے مصر کو واپس ہؤا۔

چوتھی فصل۔ اسیری سے رہائی

موسیٰ کا مصر کو جانا۔ فرعون سے مقابلہ۔ دس آفتیں۔ اُن کا روحانی مطلب
فرعون کا غرور۔ عید فسح کا تقرر۔ اور بحیرۂ قلزم سے عبور کرنا

موسیٰ کا مصر کو جانا۔ فرعون سے مقابلہ جب موسیٰ مصر میں پہنچا تو اُس نے اپنے لوگوں کو عجیب حالت میں پایا۔ کبھی تو وہ اس کی بات کا یقین کرتے اور اُس پر بھروسہ رکھتے تھے لیکن جب کبھی کوئی بات اُن کے مزاج کے برخلاف واقع ہوتی فوراً مایوس ہو جاتے اور موسیٰ کو دشمن اور دغا باز سمجھنے لگ جاتے تھے۔ پر اُس کا مقابلہ جو فرعون کے ساتھ ہوا عجیب قسم کی مشکلات سے وابستہ تھا۔ اُس کی تہ میں یہ بات تھی کہ موسیٰ نے اُس سے یہ درخواست کی تھی کہ میری قوم کو اجازت دیجئے کہ تین دن کی راہ بیابان میں جا کر اپنے خدا کے حضور قربانی گذرانیں اور یہ درخواست اس صورت میں اس لئے پیش کی گئی کہ وہ مقابلہ جو آیندہ وقوع میں آنے والا تھا مذہبی مقابلہ معلوم ہو تا کہ ظاہر ہو کہ لڑائی صرف فرعون اور موسیٰ ہی کے درمیان نہیں بلکہ اسرائیل کے خدا اور مصر کے دیوتاؤں کے درمیان تھی جن کا گماشتہ فرعون تھا۔ فرعون اور موسیٰ دونو اس بات کو خوب سمجھتے تھے کہ اگر ایک دفعہ یہ درخواست منظور کی گئی تو فرعون کا اختیار ان لوگوں پر مطلق نہ رہیگا۔ معلوم ہوتا ہے اس مقابلہ کے ایام میں فرعون ضعن شہر میں رہتا تھا جو جشن کی سرزمین کے نزدیک واقع تھا جیسا ہم اوپر بتا چکے ہیں۔ پہلے فوق العادت نشانات تو بے ثمر نکلے کیونکہ مصری جادوگروں نے بھی ویسے اچنبھے کر دکھلائے۔

دس آفتیں اور اُن کا روحانی مطلب فرعون کی سرکشی اور سختی اس درجے تک پہنچی ہوئی تھی کہ اُس کے مغلوب کرنے کے لئے دس آفتوں کو نازل کرنا پڑا۔ وہ آفتیں یہ ہیں۔ (١) دریائے نیل کے پانی کا خون بن جانا (٢) مینڈک (٣) جوئیں یا مچھر (٤) مکھیاں (٥) مویشیوں کی مری۔ (٦) پھوڑے (٧) اولے (٨) ٹڈیاں (٩) اندھیرا (١٠) پہلوٹھا کا مارا جانا۔ ان آفتوں میں بہت سی ایسی تھیں جن سے اہل مصر کی بُت پرستی اور زود اعتقادی کی قلعی کھل گئی۔ اور یہ بات بخوبی ظاہر ہو گئی کہ ان دیوتاؤں پر بھروسہ رکھنا

سراسر باطل ہے۔ ہم بتلا چکے ہیں کہ دریائے نیل ایک متبرک دریا سمجھا جاتا تھا۔ ایسا متبرک کہ ایک قدیم مصنف کی رائے میں آسمان کا بھی ہمسر تھا کیونکہ اُس کے خیال میں وہ بغیر بادلوں اور بارش کے زمین کو سیراب کرتا تھا سو پہلی آفت اِس بطالت کی تردید کے لئے ایک قاطع دلیل کی طرح نازل کی گئی اور باقی باطل اعتقادات کے رد کرنے کے لئے دوسری آفتیں بھیجی گئیں۔ اہل مصر کے مذہب کی سب سے بڑی خصوصیت شاید یہ تھی کہ وہ حیوانات کو بھی بتوں کی مانند پوجتے تھے۔ جن حیوانات کو وہ متبرک سمجھتے تھے اُن کی تعداد کی کثرت آدمی کو حیرت کا پتلا بنا دیتی ہے۔ مینڈک اور گُبریلا (مکھیوں کی بجائے گبریلا زیادہ درست ترجمہ ہے) وغیرہ جانور اس موقع پر اُن کے لئے سخت دُکھ اور مصیبت کا باعث ٹھہرے۔ باقی حیوانات پر مری اور پھوڑوں کی آفت شدّت کے ساتھ نازل ہوئی ممکن ہے کہ آپس یعنی میفس کے متبرک سانڈ پر بھی اس آفت نے اُس عظیم الشان مندر میں جہاں اُسے رکھا کرتے تھے حملہ کیا ہو۔ اور لوگ اس کی سڑی ہوئی لاش کو جس نے مصالح اور خوشبویات لگانے والوں کے فن کو بالکل ناقص اور بیکار کر دیا ہوگا الٰہی عزت اور تکریم کے ساتھ اُس مقبرہ کی طرف لے گئے ہوں جہاں اُسے ہمیشہ مدفون رہنا تھا۔ جب مصریوں کے مویشیوں میں جو مصر کے دیوتاؤں کے زیر حفاظت سمجھے جاتے تھے یہ عالمگیر مری پڑ رہی تھی اُس وقت بنی اسرائیل کے مویشی کا محفوظ رہنا بڑے تعجب اور حیرت کا باعث ہوگا۔ لیکن مصر کے بادشاہ کی سرکشی بہت ہی حیرت افزا تھی۔ پہلی نو آفتوں کے وقت اُس نے تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے اپنی بغاوت سے منہ موڑا اور بنی اسرائیل کو اجازت دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس وقت تک کہ تمام پہلوٹھے کیا انسان کے اور کیا حیوان کے خود اُس کے اور ہر ایک مصری کے گھر میں نہ مرے تب تک اُس نے موسیٰ کی درخواست کو منظور نہ کیا۔ اب یہ خبر پہلے ہی سے دی گئی تھی کہ یہ بلا مصر کے تمام دیوتاؤں کے لئے سزا کے طور پر ہوگی۔ ایک ایسا زمانہ تھا کہ اس بات کا مطلب ایسا مشکل معلوم ہوتا تھا کہ اس کے متعلق یہودی ربّیوں کے درمیان یہ روایت پیدا ہو گئی تھی کہ اُس رات مصر کے تمام مندروں کو بجلی نے تباہ کر دیا تھا۔ لیکن ہم لوگ اب جانتے ہیں کہ اس کا کیا مطلب تھا۔ چونکہ سانڈ۔ بکری۔ مینڈھا اور بلّی۔ بلکہ مینڈک اور گُبریلے تک خدا کے اظہار اور اہل مصر کے نزدیک پوجا کے لائق سمجھے جاتے تھے۔ پس حیوانوں کے پہلوٹھوں کا مارا جانا

اور کوئی مطلب نہیں رکھتا تھا سوائے اِس کے کہ یہ وبا اُن کے دیوتاؤں پر سزا کے طور پر نازل ہوئی۔

فرعون کا غرور و تکبّر فرعون کی عجیب سرکشی اور سخت دلی کس طرح عمل ہو سکتی ہے ہمیں اس بات کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ مصر کے بادشاہ نہایت مغرور ہوا کرتے تھے چنانچہ یہ بات کہ مصر کے بڑے بڑے منار اُن بادشاہوں نے اپنے مقبروں کے لئے تعمیر کروائے اس بات کو صاف ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے تئیں بہت ہی بزرگ سمجھتے تھے۔ ایک اور بات جس سے اُن کا غرور ظاہر ہوتا تھا یہ تھی کہ وہ خود اپنے بڑے بڑے بُت بنوایا کرتے اور اُنہیں عموماً کسی عالیشان مندر کے نزدیک نصب کروا دیا کرتے تھے۔ پھر ایک ہی بُت پر اکتفا نہ کرتے بلکہ کئی کئی بُت بنوایا کرتے تھے چنانچہ اب تک ایسے کئی بُت قطار در قطار ملتے ہیں جو ایک ہی بادشاہ کے بُت ہیں۔ ان بڑے بڑے بُتوں میں سے ایک بُت کی نسبت جو تھیبز کے کھنڈروں میں پایا جاتا ہے جسے بعض لوگ اُس فرعون کا بُت خیال کرتے ہیں جس کے عہدِ سلطنت میں موسیٰ پیدا ہُوا تھا زمانہ حال کا ایک سیاح یہ کہتا ہے کہ "شاید کسی عجیب حادثہ نے اُس بُت کو گرا دیا ہے۔ لیکن اب بھی اسے دیکھ کر ہم یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ کیا تھا۔ وہ تمام دُنیا کے بُتوں سے بڑا بُت تھا۔ جب وہ سیدھا کھڑا ہوگا تو بہت دُور دُور تک دکھائی دیتا ہوگا اُس کی آنکھیں۔ مُنہ اور کان بڑے فاصلے سے نظر آتے ہونگے۔ دُور سے اُس کے بڑے بڑے ہاتھ اُس کے موٹے موٹے گھٹنوں پر رکھے ہوئے دکھائی دیتے ہونگے۔ آج کل کوئی ایسی چیز دنیا میں نظر نہیں آتی جس سے اُس حالت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ ہو سکے جو دیکھنے والے پر اُس وقت طاری ہوتی ہوگی جب وہ اپنے زمانہ کی دُنیا کو فتح کرنے کے بعد شاہانہ رعب و داب کے ساتھ خاموش اور سیدھا کھڑا ہوگا۔ تصویروں میں ہر جگہ یہ نظر آتا ہے کہ کہیں بادشاہ اپنی تلوار آبدار سے اپنے دشمنوں کو بچھاڑ رہا ہے۔ کہیں تختِ شاہی پر متمکن ہو کر فرمانروائی کر رہا ہے۔ کہیں عابد ہے اور کہیں معبود بن رہا ہے۔ اُس کا محل اُس کی ہیکل ہے اور اپنی ہیکل کا وہ آپ کاہن ہے۔ وہ اور اُس کے صبا رفتار گھوڑے باقی سپاہ کی نسبت قد میں دس دس گنا بڑے ہیں۔ کیا لڑائی کے اور کیا عبادت کے وقت ہر دو حالت میں اُس کا قد و قامت دیوتاؤں کی مانند ہے" ایسی مغرور قوم کے

جھوٹے دعووں کو جو آسمان تک پہنچتے تھے پست کرنے کے لئے اور اُن کی بیکسی کے مقابلہ میں اپنی الٰہی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے جس کے سایہ کو بھی دانش کا قدم نہیں پہنچتا خدا نے مصر پر دس آفتیں نازل کیں۔ اب اگر مصر کے قدیم شاہی خاندان نے دو صدیوں کی جلاوطنی اور ذلّت کے بعد تخت و تاج کو پھر حاصل کیا تھا تو ہم بآسانی خیال کر سکتے ہیں کہ وہ ہرگز کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہتے تھے جو اُن کی زحمت اور ذلّت کا باعث ہو۔ اور پھر جب یہ خفّت ایسے لوگوں کی طرف سے آتی دکھائی دیتی ہوگی جیسے بنی اسرائیل تھے جو ہکساس کی مانند گلہ بان تھے تو انہوں نے آخر تک اُن کا مقابلہ کرنے کے لئے مصمم ارادہ ٹھان لیا ہوگا۔

عید فسح کا تقرر مصریوں کے پہلوٹھوں کے قتل سے تھوڑی دیر پہلے بنی اسرائیل نے پہلی مرتبہ عید فسح کو مانا۔ ہر خاندان کے پیچھے ایک برّہ ذبح کیا گیا اور ہر خاندان کے تمام شرکاء نے مسافروں کا لباس پہن کر اُسے کھایا۔ اور اُس کا خون اپنے مکانوں کی چوکھٹوں اور بازوؤں وغیرہ پر چھڑکا۔ یہ ایک نشان تھا جس سے خداوند کے فرشتے پر ظاہر ہوا کہ جن گھروں پر وہ لگا ہوا ہے وہ گھر بنی اسرائیل کے ہیں یعنی وہ اس بات کا نشان تھا کہ وہ اُن گھروں سے جن پر خون لگا ہوا دیکھے اُس وقت درگذر کرے جس وقت مصریوں کے پہلوٹھوں کو قتل کرنے کو نکلے۔ اور یہی وجہ تسمیہ اس عید کی ہے جو اس وقت سے یہودیوں کے درمیان ایک مذہبی سالانہ عید مقرر ہوئی۔ رات کے وقت ایک نہایت ہیبت ناک حادثہ مصریوں پر نازل ہوا یعنی ہر ایک گھر میں سب سے بڑا لڑکا مرا ہوا پایا گیا۔ اس افراتفری کے وقت بنی اسرائیل بڑے جواہرات اور بیش بہا چیزوں کے ساتھ جو انہوں نے عاریتاً لیں یا یوں کہیں کہ مصریوں سے مانگیں اور جو اُن کے ستانے والوں نے اُن کو خوشی سے دے دیں اسیری کی سرزمین سے نکلے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت مصریوں نے جان لیا کہ ہم نے بنی اسرائیل کے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے۔ اور اب خدا اپنا غضب ہم پر انڈیل رہا ہے۔ پس جس قدر جلد جلد اُن سے ہو سکا انہوں نے بہت سا مال اور خزانہ اُن کے پاس جمع کر دیا بدیں اُمید کہ شاید اس سے خداوند کا غصہ فرو ہو جائے اور وہ مصر پر پھر کوئی بلا نازل نہ کرے۔

بحیرہ قلزم سے عبور کرنا خداوند نے بادل اور آگ کے ایک معجزانہ ستون کے

وسیلے اُن کی رہنمائی کی اور اُنہیں رعمسیس سے سُکات اور سکات سے ایتام تک جو بیابان کے کنارے پر واقع تھا اور پھر وہاں سے دریائے قلزم کے قریب فی الخیرات تک پہنچایا۔ لیکن جب اُنہوں نے تیسرے دن فرعون کی فوج کو اپنے پیچھے آتے دیکھا تو وہ بہت ڈر گئے۔ اس فوج میں رتھیں اور رتھوں پر لڑنے والے جنگی سپاہی موجود تھے۔ یہ مصریوں کے خاص ہتھیار سمجھے جاتے تھے۔ گو یہ بات اب ٹھیک ٹھیک تحقیق نہیں ہو سکتی کہ وہ کونسی جگہ تھی جہاں وہ مقیم ہوئے تاہم اغلب ہے کہ سویز سے چند میل جنوب کی طرف کسی جگہ ٹھہرے ہونگے جہاں ان کے دائیں بائیں پہاڑوں کے سلسلے کھڑے تھے۔ اُن کے سامنے کوئی چھ یا آٹھ میل کے فاصلے پر خلیج سویز واقع تھی اور اُن کے پیچھے فرعون کا لشکر خیمہ زن تھا۔ اس وقت بنی اسرائیل غایت درجہ تک خائف اور پریشان خاطر ہو رہے تھے لیکن بادل اور آگ کا ستون جو پہلے اُن کے آگے آگے چلتا تھا۔ اب بڑی آہستگی اور تحمّل کے ساتھ اُن کے پیچھے چلا گیا اور ایک پردہ کی طرح اُن کے اور اُن کا پیچھا کرنے والوں کے درمیان حائل ہو گیا۔ شب کو ایک معجزانہ طاقت نے مشرقی ہوا کے وسیلے اس خلیج میں اتنا وسیع راستہ کھول دیا جو تمام گروہ کے عبور کرنے کے لئے کافی تھا۔ اور آگ کے ستون نے اپنی روشنی اُن کے آگے پھینک کر اُن کو دوسرے کنارے تک سلامت پہنچا دیا۔ رات کی تاریکی میں فرعون اور اُس کے لشکر نے اُن کا تعاقب کرنے کی دُھن میں اُن کا پیچھا کیا۔ لیکن پانی کی لوٹتی ہوئی لہروں کی اُلجھنوں میں گرفتار ہو کر سب کے سب لقمۂ اجل ہو گئے اور اُس مغرور بادشاہ کی لاش جس کے لئے ضرور کوئی رفیع الشّان مینار تیار کیا گیا ہو گا یا تو لہروں کے وسیلے کنارے پر پھینکی گئی ہو گی یا دریا کی تہ سے جا لپٹی ہو گی خدا کے لوگوں نے اُس امن اور سلامتی سے جس کا بیان کرنا طاقتِ قلم سے باہر ہے بہرہ ور ہو کر اور سینا کے ساحل پر محفوظ پہنچ کر اپنے دلی خیالات کو فتح کا گیت گا کر ظاہر کیا اور اُس جلیل نجات کو جو اُن کے اندازۂ امید سے بڑھ کر جلالی تھی اپنے باپ دادوں کے خدا کے قادر بازو سے منسوب کیا۔

پانچویں فصل۔ بنی اسرائیل پر مصر کا اثر

بزرگوں کا مذہب۔ اُس کا مصر کے لوٹ سے داغدار ہونا۔ پرانی عبادت کا تازہ ہونا۔ سلامتی کے فنون کو سیکھنا۔ دنیا کے دیگر حصوں کی تاریکی

اس طرح پورے دو سو برس کی رہایش کے بعد آخر کار بنی اسرائیل ملک مصر سے روانہ ہوئے۔ اس عرصہ میں اُن کی تعداد نے حیرت انگیز ترقی کی۔ جب وہ ملک مصر میں پہلے پہل داخل ہوئے اُس وقت تو اُن کے مردوں کا شمار ستر کے قریب تھا لیکن اِس وقت چھ لاکھ آدمی جنگی ہتھیاروں کے پہننے والے تیار تھے۔

بزرگوں کا مذہب لیکن سوال برپا ہوتا ہے کہ مصر کی رہایش نے اُن کی مذہبی عبادت اور چال چلن پر کیسا اثر ڈالا؟ جب وہ پہلے پہل مصر میں آئے اور غالباً کچھ عرصہ بعد تک بھی ان کی عبادت کا ڈھنگ بالکل سادہ اور بے عیب تھا۔ ہر فرقہ کے سردار کے گھر میں بلکہ ہر ایک بزرگ (یا یوں کہیں کہ ہر چند گھرانوں کے محافظ) کے گھر میں متبرک صحن سے گھرا ہُوا اور خداوند کے نام پر مخصوص کیا ہُوا ایک مذبح ہوتا تھا۔ ہر ساتویں روز سب گھرانے اپنے اپنے مذبح کے گرد جمع ہوتے اور اپنی سوختنی قربانی کو لاتے ہونگے۔ اور ان کے بزرگ اُسے ذبح کر کے اُس کا خون خداوند کے حضور چھڑکتے اور پھر اُس کے جلانے والے حصّوں کو مذبح پر دھر دیتے ہونگے اور جماعت کے جوان اور بوڑھے بڑی تعظیم کے ساتھ اُس کی طرف دیکھتے رہتے ہونگے جب تک کہ دھوئیں کا آخری حصہ آسمان پر نہ چڑھ جاتا ہوگا۔ دیندار ماں باپ بڑی جانفشانی سے اپنے بچّوں کو تعلیم دیتے اور گذشتہ زمانہ کے بڑے واقعات مثلاً آدم کے گرنے۔ طوفان کے آنے اور بابل کے برج کے بنانے کو خوب یاد کراتے ہونگے اور خدا کے عجائب کاموں کا جو اُس نے اس قوم کے متعلق ابراہیم۔ اضحاق اور یعقوب کے متعلق ظاہر فرمائے اکثر ذکر کیا کرتے۔ اور اُس الٰہی امداد کو جو اُس نے یوسف کو عطا فرمائی بار بار یاد کرتے ہونگے۔ اور خدا کا وعدہ جو اُس نے ابراہیم کے ساتھ کیا تھا اُن کی لوحِ دل پر پتھر کی طرح نقش اور اُن کی آنکھوں کے سامنے صبح کے ستارے کی روشنی کی مانند چمکتا رہتا ہوگا "میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہونگا" اور "زمین کے تمام

گھرانے تجھ سے اور تیری نسل سے برکت پائینگے۔" غرضیکہ اُن کی شکر گذاری کو حرکت میں لانے کے لئے بہت سے واقعات زمانہ ماضی سے وابستہ اُن کے سامنے موجود تھے اُن واقعات سے بھی زیادہ وجوہ آنے والے زمانہ کے متعلق اُن کی اُمیدوں کو بڑھانے کے لئے اُن کے پاس موجود تھیں۔

اس کا مصر کے لوث سے داغدار ہونا یہ سب رسوم حد درجہ کی سادہ اور ہر قسم کے لوث سے پاک تھیں۔ گھرانوں کے سرپرستوں یا بزرگوں کے سوا اَور کوئی کاہن اُن کے درمیان نہ تھا۔ ان کے بڑے بڑے مندر نہ تھے۔ اُن کے ہاں سیدھے سادے مذبح ہوتے تھے۔ اور وہ عبادت کے وقت عجیب طرح کے بڑے کپڑے نہیں پہنا کرتے تھے وہ نہ کوئی مورت رکھتے اور نہ عالیشان جلوس نکالا کرتے تھے۔ لیکن مصر کی مذہبی عبادت کا رنگ ڈھنگ اَور ہی طرح کا تھا۔ اُن کے مندر نہایت عالیشان۔ اُن کے کاہن عالی خاندان اور اعلےٰ ذات اور اُن کے مذہبی دستورات دلفریب اور دلکش ہوتے تھے۔ لہٰذا بنی اسرائیل اُن سے جلد متاثر ہو کر بگڑ گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پہل ایسے نوجوان جو سچے دیندار نہ تھے مصر کے مندروں میں صرف ان کی عبادت کو دیکھنے کے شوق سے جانے لگے ہونگے۔ بعد ازاں ان کی عبادت کی شان وشوکت کے مقابلہ میں اپنی عبادت کی سادگی سے شرمندہ ہونے لگ گئے اور یوں رفتہ رفتہ اس ملک کی باطل پرستی کے جادو سے بالکل مغلوب ہو گئے ہونگے۔ اور جب اُن کی مصیبتیں شروع ہوئیں اس وقت غالباً اُن کو سبت کے ماننے کی اجازت نہ تھی پس چند ایک کے سوا ساری قوم روز بروز زیادہ زیادہ ملک کی موجودہ بُت پرستی میں ڈوبتی جاتی ہوگی۔ اور یہ دعویٰ کہ مصریوں کے بُت پرستانہ خیالات عبرانیوں کے رگ وریشہ میں سرایت کر گئے تھے ثبوت کا محتاج نہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سنہلے بچھڑے کی پرستش کی تجویز میں وہ سب کے سب عجیب جلد بازی کے ساتھ متفق ہو گئے۔

پُرانی عبادت کا تازہ ہونا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مصر کی اسیری کے اختتام پر سچی عبادت کا طریق پھر اُن کے درمیان کچھ عرصہ کے لئے تازہ ہو گیا تھا یعنی اُس وقت اُنہوں نے مایوس ہو کر خداوند کے حضور چلانا شروع کیا اور عید فسح کا جو مصر

سے نکلنے سے تھوڑی دیر پیشتر مقرر ہوئی تھی ایک بڑا مطلب یہ تھا کہ اس کے وسیلے سے وہ اپنے باپ دادوں کی سیدھی سادی عبادت کو پھر اختیار کریں اور اُس کے وسیلے سے پھر وہ خاموش اور خانگی خاصیت عبادت کی ظاہر ہو جو اہل مصر کی عالیشان مندر پوجا سے زمین و آسمان کا فرق رکھتی تھی۔ مگر عید فسح کی اصل غرض یہ تھی کہ اُس کے وسیلے سے وہ اُس مخلصی کو یاد کیا کریں جو ان کو مصر کی اسیری سے نصیب ہوئی تھی اور جو اُس بڑی مخلصی کی ایک مؤثر علامت تھی جو آنے والے زمانہ میں گناہ کی قید سے اُس کے خون کے وسیلہ عطا ہونے والی تھی جس کا نشان وہ فسح کا برّہ تھا۔ پس وہی عید جو ایک قسم کی مخلصی کو لوٹ لوٹ کر دیکھا کرتی تھی وہی ایمانداروں کو یہ ہمت بھی دلاتی تھی کہ وہ ایمان سے دوسری مخلصی کی راہ دیکھیں۔

علوم و فنون کا سیکھنا لیکن بنی اسرائیل نے اہل مصر سے کئی مفید باتیں بھی سیکھ لی ہونگی مثلاً بہت سے کارآمد فنون جن میں حکمرانی کا فن کاشتکاری اور باغبانی کا کام اور زیور بنانے کا ہنر شامل تھے اور طرح طرح کے علوم بھی بڑی کامیابی کے ساتھ تحصیل کر لئے تھے۔ موسیٰ کے کئی قانون اُن قواعد پر مبنی ہیں جن سے بنی اسرائیل ملک مصر میں واقف ہو گئے تھے۔ اگر یہ لوگ بے ایمانی میں گرفتار نہ ہوتے جس کے سبب سے اُن پر یہ فتویٰ لگایا گیا کہ جب تک وہ پُشت جو مصر سے آئی تھی ختم نہ ہو وہ بیابان میں آوارہ پھرے تو وہ عبادت کے اُس پاک طریق کے ساتھ جو خدا نے اُن کو سینا پر عطا فرمایا مصر کی تہذیب کی وہ تمام باتیں جو عمدہ تھیں اپنے ساتھ ملک فلسطین میں لاتے۔

دنیا کے دیگر حصوں میں تاریکی لیکن دنیا کے دیگر حصوں میں مذہب کی حالت اور بھی تاریک ہوتی جاتی تھی۔ ہم نے اسی باب میں مصر کے مذہب کی کیفیت بیان کر دی ہے اور اسوری کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسور اور کسدیہ میں بھی بُت پرستی افسوسناک حد تک پہنچ گئی تھی۔ سب سے بڑا اسوری دیوتا اسور تھا۔ غالباً یہ وہ بزرگ ہے جس کا ذکر پیدائش $\frac{۱}{۱۱}$ میں آتا ہے اُنہوں نے اُسی کو دیوتا مان لیا تھا۔ علاوہ اس کے اُن کے یہاں ۱۳ بڑے بڑے اور کئی چھوٹے چھوٹے دیوتا تھے۔ اہل بابل کا سب سے بڑا دیوتا آلی یا را (یا اکثر بیل) کہلاتا تھا۔ علاوہ اس بڑے دیوتا کے دس دیوتا تھے جن کی پوجا عمدہ عمدہ مندروں میں کی جاتی تھی۔ چھوٹے چھوٹے دیوی دیوتاؤں کی تعداد بے شمار تھی۔ بابل اور

اسوریہ کے کئی شہروں اور گاؤں کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے اپنے خاص دیوی دیوتا رکھتے تھے۔ شاہ سرِوناپلس کے عہد سلطنت کے ایک کتبہ میں چار ہزار دیوتاؤں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اہل فنیکی جو اس وقت تجارت اور تہذیب میں ترقی کر رہے تھے خاص کر بت پرستی کے چنگل میں گرفتار تھے۔ اُن کے ہاں بعل اور عستارات کی پوجا بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ ہوتی تھی۔ اور جہاں جہاں اُنہوں نے اپنی بستیاں قائم کیں وہاں ان کی بُت پرستی بھی پھیل گئی۔ جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ بُت پرستی کا ہیبتناک طوفان بڑی شدّت کے ساتھ اس وقت دنیا میں پھیلتا جاتا تھا تو ہم یہ بات محسوس کرتے ہیں کہ خدا نے پہلے ابراہیم کو بلا کر اور پھر موسیٰ کے وسیلے مذہبی رسوم عطا فرما کر کیسی بڑی برکت اِس دنیا پر نازل کی۔ نیز ہم کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کام جو ابراہیم اور اُس کی نسل کے سپردِ ہُوا کہ بت پرستوں کی بڑی بڑی قوموں کے مقابلہ میں ایک سچے خدا پر گواہی دیں کیسا مشکل لیکن کیسا شریف کام تھا۔

چھٹا باب ۔ سینا کا بیابان اور یردن کا مشرق

مصر سے نکلنے سے موسیٰ کی موت تک

(خروج ۱۵ ۔ استثنا ۳۴)

پہلی فصل ۔ سینا تک سفر

بحیرہ قلزم پر کا نظارہ ۔ سینا کے بیابان کا خاکہ ۔ سین کا بیابان ۔ اقادیم ۔ یترو سے ملاقات ۔ کوہ سینا ۔ شریعت دینے کے وقت کا نظارہ ۔

بحیرہ قلزم پر کا نظارہ سمندر سے معجزانہ طور پر عبور کرنے کے بعد یعنی صبح کے وقت بنی اسرائیل کی جو کیفیت تھی اُس کی تصویر کھینچنا بہت مشکل کام نہیں چنانچہ قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی کے کنارے جا بجا مردوں اور عورتوں کے غول جمع ہیں ۔ اور اُن لہراتی ہوئی موجوں کو دیکھ رہے ہیں جو مصر کے جنگی سپاہیوں کی زرد زرد لاشوں کو کنارے پر پھینک رہی ہیں ۔ ذرا اور آگے نگاہ اُٹھا کر دیکھیں تو اُس جگہ جہاں پہاڑ کے نکیلے کنارے سمندر میں گھُسے جاتے ہیں ایسے بچوں کے ہجوم دکھائی دینگے جنہوں نے آگے کبھی سمندر نہیں دیکھا ۔ وہ لال لال کلکیں چمکتے ہوئے مچھلی کے چھلکے اور مونگے جمع کر رہے ہیں ۔ یا اُن عجیب بحری جانوروں کو کلول کرتے دیکھ رہے ہیں جو چشموں میں اِدھر اُدھر حرکت کرتے پھرتے ہیں ۔ اوپر کی طرف پہاڑوں کی چوٹیوں پر باد راڈل میں اونٹ ۔ بیل ۔ بکریوں اور بھیڑوں کے ریوڑ اس بیابان کی چھوٹی چھوٹی گھاس چر رہے یا پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھاگتے پھرتے ہیں ۔ خیمہ گاہ کے اوپر ایک عجیب ستون نظر آتا ہے جو دن کو بادل اور رات کو آگ کا ستون بن جاتا ہے

اور وہ اب سے لے کر ہمیشہ اس بیابان میں سارے گروہ کے لئے خداداد رہنما کا کام دیگا۔ ہر شخص کے چہرے پر ایک عجیب قسم کی حیرت چھائی ہوئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید ابھی ابھی کوئی عجیب واقعہ سرزد ہوا ہے۔ رات کے عجیب حادثہ کی نسبت ہر جگہ بات چیت ہو رہی ہے۔ جا بجا ہم نوالہ اور ہم پیالہ دوست آپس میں بتا رہے ہیں کہ انہوں نے کیا کیا دیکھا اور اُس کا کیا کیا اثر اُن پر ہوا۔ چنانچہ وہ اپنے خیال کی بلند پروازی سے سمندر کی موجوں کی زرین جھلک کے نظارہ کی تصویر رنگہائے الفاظ سے کھینچ رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ وہ ایسی تھیں جیسے آگ سے ملا ہوا آئینہ کا یا پانی کی بلور نما دیواروں کے شور و غل کا خاکہ کھینچ رہے ہیں جو اُس وقت پیدا ہوا جب اُن دیواروں نے مصریوں کو بیرحمی سے اس طرح آ دبایا جس طرح شیر ببر غرّا کر اپنے شکار کو آدباتا ہے۔ بشرے سے آزادی کے آثار نمایاں ہیں۔ لیکن ان کے درمیان ایک اور شخص ہے جس کے چہرے سے شاید دو قسم کے خیالات کا رنگ ٹپکتا ہے یعنی کبھی تو سکون اور سلامتی کے آثار اُس پر ہویدا ہوتے اور کبھی اضطراب اور بے قراری کے سبب سے ہوائیاں اُڑنے لگ جاتی ہیں۔ اور لوگ تو شاید یہ خیال کرتے ہوں کہ اب ہماری مصیبتیں جاتی رہیں۔ لیکن وہ نکتہ سنج شاہانہ صورت آدمی جس کی آنکھ کی آنکھ کی مانند ہے۔ جس کے چہرہ پر ملائمت کا غازہ پھرا ہوا ہے۔ جس کے خمدار ابرو گھنے دکھائی دیتے ہیں جانتا ہے کہ تکلیفوں کا سلسلہ اب شروع ہوا ہے۔ وہ اس صحرا بخوبی واقف ہے اور جانتا ہے کہ اُس تمام صحرا میں اتنی بیشمار جانوں کے لئے کا خوراک اور چارہ نہیں ہے۔ پس بار بار یہ خیال اُس کے دل میں آتا ہے کہ یہ لوگ کس طرح آسودہ اور سیر کئے جائینگے؟ اور جب مجھ سے پانی مانگینگے تو میں ان کو کیا جواب دونگا لیکن وہ اس سوال کے جواب میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ فقط اتنا جانتا ہے کہ خدا ان لوگوں کو یہاں لایا ہے اور اگر وہ ان کو اس صحرا کے عین بیچوں بیچ لے جائے تو بھی ضرور ہے کہ اُس کے حکم کی تعمیل کی جائے اور اُس پر پورا پورا بھروسہ رکھا جائے۔ معلوم ہوتا ہے جس جگہ بنی اسرائیل دریائے قلزم کو عبور کرنے کے بعد مقیم ہوئے اُس کے نزدیک ہی موسیٰ کے خیمے واقع ہیں جو گنتی میں سات ہیں۔ اس جگہ اب تک کھجور اور سدا بہار کے درخت اور تمر ہندی کی بیلیں [illegible] احوال اور مسافروں کو بتلاتی ہیں [illegible] یعنی گروہ کی نسبت [illegible] بنی اسرائیل

کو کڑوا پانی ملا تھا۔ (خروج ۱۵/۲۳) یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہی جگہ ہے جو اب حوارا کہلاتی ہے اور قریباً بیس یا تیس میل آگے بڑھ کر واقع ہے۔ اس جگہ اب تک ایک چھوٹی سی دھارا موجود ہے جو چوڑائی میں قریب ۵ فٹ اور گہرائی میں ۱۸ انچ ہے۔ اس میں اب تک کڑوا پانی بہتا ہے ایلیم (خروج ۱۵: ۲۷) جہاں اُن کو ۱۲ چشمے اور ستّر درخت کھجور کے درخت ملے غالباً وہی جگہ ہے جسے اب وادی گھرندل کہتے ہیں اور جو حوارا سے قریباً ۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ ایک ریگستانی خطہ ہے جسے پانی کے سیلاب بڑی خوبصورتی سے سیراب کرتے ہیں اور جا بجا اس کی سطح پر تمرِ ہندی اور چھوٹے چھوٹے کھجوروں کے درخت بکھرے ہوئے پڑے ہیں جن کے قرب وجوار میں کئی چشمے بہتے ہیں۔

سیناکے بیابان کا بیان واضح ہو کہ جس بیابان کے صحرائی سفر کو بنی اسرائیل نے اُس وقت اختیار کیا تھا وہ ریگستانی زمین کا ایسا چوڑا چپٹا ٹکڑا نہیں جیسا کہ لوگ اکثر خیال کیا کرتے ہیں بلکہ یہ زمین ایسے چٹانوں اور ٹیلوں سے پُر ہے جو اکثر سبزے سے خالی مگر دیکھنے میں عالیشان دکھائی دیتے اور کہیں کہیں سایہ دار کناروں اور دروں کے آس پاس نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لیڈی جس نے اس ملک کا سفر کیا اپنے سفر کی کیفیت اس طرح بیان کرتی ہے "ہم چلتے چلتے کئی میل آگے بڑھ گئی اور ایک کالے چٹان کے پاس سے گذری جو خاکی رنگ کے پہاڑوں اور اُس نیلگوں سمندر کے مقابلہ میں عجب کیفیت دکھا رہا تھا جو گھاٹی کے نزدیک پھیلا ہؤا تھا۔ اور جس کے ساحل پر دور دور تک مصری پہاڑیاں آسمانی رنگوں سے ملبّس تھیں۔ پھر ہم سمندر پہ آئے اور وہاں اس کے اور پہاڑوں کے درمیان اِدھر اُدھر پھرتے رہے۔ چٹان ایسے مختلف رنگوں کے تھے کہ ویسے میں نے آگے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اُن میں سے بعض کالے اور بعض سبز۔ بعض ارغوانی اور بعض عنابی۔ زرد سنہلے اور سفید رنگ کے تھے۔ اور دیکھنے میں سب کے سب گاؤدُم شکل کے معلوم ہوتے ہیں"۔ لیکن بنی اسرائیل کی بیابانی مصیبتیں بھی جلد نمودار ہوئیں۔ پیادہ پا ایک بڑی لمبی اور اونچی نہایت تنگ اور چٹانی چڑھائی کو طے کرنا جو ایک لمبی سیڑھی کی طرح بل کھائے پڑی تھی اور اس قدر تنگ تھی کہ ایک بار بردار اونٹ بھی بمشکل تمام اس میں سے گذر سکتا تھا آسان کام نہ تھا۔ اور اس حالت کو دیکھ کر ایک سیّاح اپنے اس حیرت انگیز خیال کو جو ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہے روک نہ سکا۔ "یہ دشوار گذار

جگہ عبرانی ماؤں کے لئے جن کی گود سے دودھ پیتے بچے لپٹے ہوئے ہونگے کیسی عجیب جگہ تھی بے شک وہ لوگ جو دریائے نیل کے ساحل پر رہا کرتے جس کا پانی کبھی نہیں سوکھتا اور جس کے میٹھے پانی سے وہ اپنی پیاس بجھایا کرتے تھے اس جگہ کو دیکھ کر جس میں آنکھ کو جہاں تک وہ کام کرسکتی تھی چمکتے ہوئے اور خاموش چٹانوں کے یا بادلوں سے خالی آسمان کے سوا اَور کچھ نظر نہ آتا تھا ضرور حیران و پریشان ہوئے ہونگے۔ ایک ایک قدم پر ہماری آنکھوں کے سامنے بائبل کے بیان کی تصویر آتی جاتی تھی۔ یعنی اُونچے اُونچے چٹانوں اور بازوؤں کی مانند پھیلے ہوئے پہاڑوں۔ ندیوں اور بارش کے پانی سے بھرے ہوئے چشموں کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھی۔ ہم لوگ جن کے پاس آرام کے سب سامان مہیا تھے جن کے پاس پانی سے بھری ہوئی مشکیں موجود تھیں ہم پر بھی ایسی اُداسی طاری ہو رہی تھی۔ اور دماغ ایسا پریشان ہو رہا تھا کہ اُس کدورت کے بوجھ کو مذکورہ بالا نظارہ کے سوا اَور کوئی چیز ہلکا کرنے والی نہ تھی۔ بے شک موسیٰ کا ایمان بہت ہی مضبوط ہوگا جس کے سبب سے وہ اس دشوار گذار راستے میں ثابت قدم رہا مگر اس کی جماعت کے شور و غل اور نا اُمیدی کی تو کچھ انتہا نہ ہوگی۔ کیونکہ اُن کی اُمید اور دلاوری کو اُن کی اسیری نے تباہ کر دیا تھا گو اُن کی خانگی اُلفت کے رشتہ کو اُس نے اُس کے اصلی زور و طاقت میں چھوڑا تھا۔

سین کا بیابان۔ رفیدیم ایلیم کو چھوڑ کر بنی اسرائیل سین کے بیابان کی طرف جو ایک بڑا وسیع ریگستانی قطعہ اور بحیرہ قلزم کے ساحل کے آس پاس واقع ہے روانہ ہوئے وہاں لوگوں نے کھانے کے لئے بڑی بے اعتقادی کے ساتھ کُڑکُڑانا شروع کیا اور بُری طبیعت ظاہر کی۔ اُن کی کُڑکُڑاہٹ کے سبب سے اُن کو تنبیہ کی گئی لیکن اُن کی بھوک کو دور کرنے کے لئے روزمرہ خوراک کے واسطے آسمانی منّ بخشا گیا۔ گمان ہے کہ یہاں سے روانہ ہو کر اور وادئ فاران میں سے گذر کر یہ لوگ اس جزیرے کے اندرونی اور زیادہ پہاڑی حصہ میں داخل ہوئے۔ وادئ فاران کا وہ حصہ جو پہلے آتا ہے اب تک سبزے اور گیاہ سے ایسا ملبّس ہے کہ اُسے اِس صحرا کا عدن کہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت یہ جگہ خوب آباد ہوگی۔ اس کے بعد انہوں نے رفیدیم پر پڑاؤ کیا۔ (خروج ۱۷/۱) جہاں موسیٰ خدا کے حکم کے مطابق بزرگوں کو ساتھ لیکر حورب کی ایک چٹان پر گیا تاکہ وہاں سے

سے پانی کا چشمہ جاری کریے۔ اب تک اس جگہ گرے نائٹ پتھر کی ایک چٹان موجود ہے جس میں کئی ہموار سوراخ نلکوں کی مانند پائے جاتے اور دیکھنے میں ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا پانی کے بہاؤ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس چٹان کی نسبت روایت ہے کہ یہی وہ چٹان ہے جسے موسیٰ نے مارا تھا۔ لیکن اغلب یہ ہے کہ موسیٰ نے کسی ایسی چٹان کو مارا ہوگا جو پہاڑ پر کسی اونچی جگہ واقع ہوگی۔ اور جب بنی اسرائیل سینا کے بیابان میں تتر بتر پڑے تھے اور معجزانہ طور پہ پانی کے پیدا ہونے کے محتاج تھے۔ اُس وقت اُس چٹان کا پانی کبھی کسی وادی میں سے بہ نکلا ہوگا اور کبھی کسی وادی سے۔ اسی جگہ اُن کا مقابلہ عمالیقیوں کے ساتھ ہوا اور وہ اُن پر غالب آئے۔ عمالیقی ادومیوں کا ایک فرقہ تھا اور چونکہ یعقوب کی نسل کو عیساؤ کی اولاد پر ترجیح دی گئی تھی اس لئے اُن کے دلوں میں حسد کی آگ اب تک جل رہی تھی۔ پس ان لوگوں نے بنی اسرائیل کے اُس دستہ پر جو پیچھے آرہا تھا حملہ کیا اور کمزوروں اور درماندوں کو سخت تکلیف دی۔ یہ فرقہ یا تو وادئی فاران میں رہتا تھا یا کہیں اُس کے قرب وجوار میں سکونت پذیر تھا۔ جب تک لڑائی جاری رہی ہارون اور موسیٰ کے ہاتھوں کو اور موسیٰ اپنے عصا کو تھامے رہا۔ یہ فعل خدا کی مدد پر کامل بھروسہ رکھنے کا ایک نشان تھا۔ چنانچہ جب تک موسیٰ کے ہاتھ پھیلے رہتے تھے بنی اسرائیل غالب رہتے تھے۔ اور جب وہ گر جاتے تھے عمالیق غلبہ پاتے تھے۔

یترو سے ملاقات اس جگہ موسیٰ کا خسر یترو اُس کے ساتھ ملاقات کرنے کو آیا اور موسیٰ کی جورو صفورہ اور اُس کے دونو بیٹوں کو بھی اپنے ساتھ لایا۔ یترو نے جب دیکھا کہ موسیٰ کام کے نیچے دبا ہوا ہے تو اُس نے اُس کو صلاح دی کہ تم لوگوں میں سے قاضی مقرر کرو جو عام قسم کے مقدموں کا فیصلہ کیا کریں اور صرف مشکل مقدمات فیصلے کے لئے تمہارے پاس لائے جایا کریں۔ اس صلاح کے بموجب لوگوں کا عمدہ انتظام کیا گیا اور اُن کے درمیان حاکموں کے درجے مقرر ہوئے۔ یعنی ہزار ہزار۔ سو سو۔ پچاس پچاس اور دس دس کے حاکم۔ (خروج $\frac{۱۸}{۲۵}$) معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کی دعوت کے مطابق یترو کے خاندان کے بعض اشخاص نے بنی اسرائیل کے ساتھ جانا منظور کیا اور ان کے ساتھ بیابان میں کنعان کی طرف روانہ ہوئے (گنتی $\frac{۱۰}{۲۹-۳۲}$) تاریخ میں اُن کو قینی کہا ہے اور کبھی کبھی اُن

کا ذکر بھی اُس میں آتا ہے (قاضی $\frac{۱}{۱۶}$ و $\frac{۴}{۱۱ و ۱۷}$)

کوہ سینا

اس کے بعد جس جگہ انہوں نے اپنا ڈیرہ جمایا ۔ وہ جگہ کوہ سینا کے قریب واقع تھی ۔ اس جگہ پہاڑ بہت ڈراؤنے بلند اور ننگے نظر آتے ہیں ۔ اور اُن کی اس ہیبت ناک شکل سے وہ عظمت ۔ پریشانی اور سنسانی ٹپکتی ہے جو اُن کی خاص صفت ہے ۔ جن خاص اجزا سے یہ چٹانیں مشتمل ہیں وہ گرانٹ پارفری اور سینڈ سٹون ہیں ۔ ان چٹانوں میں سُرخ رنگ کی دھاریاں بکثرت پائی جاتی ہیں اور اس سبب سے تمام خطہ سُرخ رنگ کا دکھائی دیتا ہے ۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس جزیرہ نما کے پہاڑوں میں سے وہ کونسا پہاڑ ہے جسے خاص کوہ سینا کہنا چاہیئے جہاں خداوند نے اپنا جلال ظاہر کیا اور اپنی پاک شریعت عطا فرمائی ۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کی نسبت مدّت سے اختلاف رائے چلا آیا ہے ۔ اس وقت اہل عرب کے درمیان کوئی شخص بھی سینا یا حوریب کے نام سے واقف نہیں ۔ اس جزیرہ نما کے پہاڑ تین ٹکڑوں میں منقسم ہیں اور اُن میں سے ہر ایک میں ایک ایسی چوٹی پائی جاتی ہے جو قرب و جوار کی دوسری پہاڑیوں سے اونچی ہے ۔ مثلاً ایک کا نام کوہ سربل ہے جو وادئ فاران کے نزدیک شمال مغربی حصہ میں واقع ہے ۔ دوسری اُم شومر کہلاتی ہے جو مشرقی حصہ میں پائی جاتی ہے اور تمام سلسلہ میں سب چوٹیوں سے اونچی ہے ۔ ان میں سے ہر ایک کی نسبت یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہی بائبل کا کوہِ سینا ہے لیکن کسی میں بھی وہ شرطیں نہیں پائی جاتی ہیں جو تاریخ سے ظاہر ہوتی ہیں ۔ جس پہاڑ کی طرف مدت سے روایت اشارہ کر رہی ہے وہ جبل موسیٰ کا پہاڑ کہلاتا ہے ۔ لیکن جبل موسیٰ کوئی علیحدہ پہاڑ نہیں بلکہ ایک لمبے سے ٹیلے کی ایک چوٹی کا نام ہے جسے اب مسیحی سیاح عموماً حوریب کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔ جبل موسیٰ کے نزدیک شمال کی جانب ایک وسیع میدان واقع ہے جسے وادی الراحا کہتے ہیں ۔ یہ میدان ایسا وسیع ہے کہ تمام بنی اسرائیل جو شریعت کے دیئے جانے کے وقت کوہِ سینا کے نزدیک ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے اُس میں سما سکتے تھے ۔ اس پہاڑ کے جنوب کی طرف بھی ایک بڑا میدان واقع ہے ۔ جوں جوں اربابِ سیر و سیاحت شمال کی طرف بڑھتے جاتے ہیں یہ وادی زیادہ زیادہ کشادہ ہوتی اور جھاڑیوں اور گھاس کی تہوں سے آراستہ اور ملبّس نظر آتی ہے ۔ اُس

کے دونوطرف سیاہ رنگ گرانائٹ کے اونچے اونچے پہاڑ کھڑے ہیں۔ یعنی دہشت انگیز اور برگ وگیاہ سے خالی اور پھٹی ہوئی چوٹیاں اور بے نظیر شوکت کے ٹیلے جن کا بیان نہیں ہو سکتا اس کی دونوطرف پائے جاتے ہیں۔ اس وادی کے آخر میں پہنچ کر کوہ حوریب کا اُبھرا ہوا ہیبت ناک ماتھا سامنے آتا ہے جو ایک پُر رُعب عظمت کے ساتھ ۱۲سو فٹ سے لے کر ۱۵سو فٹ تک عمود کی طرح اونچا چلا گیا ہے۔ حوریب کے مغرب کی طرف ایک وادی میں ایک راہب خانہ واقع ہے جسے سینٹ کتھرین کا کنونٹ کہتے ہیں۔ اس کے میوہ دار درختوں اور اُس کے سرو شمشاد کی گھنی گھنی سبزی سیّاحوں کو جوں جوں وہ نزدیک آتے جاتے ہیں ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا اس ہیبت ناک سنسان جگہ کے درمیان ایک خوبصورت نخلستان کا کام کر رہی ہے۔ اس جگہ کو عرب وادی شعیب اور وادی یترو کہتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اسی جگہ یترو موسیٰ کو ملا تھا (خروج ۱۸) حوریب کا یہ حصہ دیوار کی مانند سیدھا کھڑا ہے۔ واقعی یہ ایسا پہاڑ ہے "جسے چھو سکتے تھے" (عبرانی $\frac{12}{18}$)

شریعت دینے کی جگہ اُن پہاڑوں پر جن کو حوریب کی مختلف چوٹیاں کہنا چاہیئے چڑھنا بڑا مشکل کام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کی سطح بہت سخت ہے۔ ڈاکٹر رابنسن صاحب جبل موسیٰ کی چوٹی پر جانے کے بعد اس بات کے قائل ہو گئے کہ وہ یہ چوٹی نہیں جس پر شریعت دی گئی تھی کیونکہ اس کا کوئی حصہ الراحا کے میدان سے دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن حوریب کی ایک اَور جانب ہے جو اُس میدان کے سامنے واقع ہے اس طرف کی سب سے بلند چوٹی کو راس الصفصافہ کہتے ہیں۔ اور یہ چٹان قریباً پانسو فٹ کی اُونچائی تک پہنچتی ہے۔ اور گہرے گہرے سوراخ اور مغارے جو موسموں کے انقلاب کے سبب سے گرانائٹ پتھر میں پیدا ہو رہے ہیں عمارتی خوبصورتی اور زیبائش کا کام دے رہے ہیں۔ اس چوٹی سے الراحا کا تمام میدان نظر آتا اور نیز اُس کے قرب و جوار کی وادیاں اور پہاڑ بھی دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں یا اُس کے آس پاس کسی چٹان پر وہ جگہ واقع ہو گی۔ جہاں خدا آگ میں اُترا تھا اور جہاں اُس نے شریعت عطا فرمائی تھی یہیں وہ میدان تھا جہاں تمام بنی اسرائیل کی قوم فراہم ہو سکتی تھی۔ یہیں وہ پہاڑ تھا جس کے پاس اگر ممانعت نہ ہوتی تو وہ لوگ آ سکتے اور اُسے چھو سکتے تھے۔ اور اسی

جگہ پہاڑ کا وہ رُخ واقع تھا جہاں سے اُس وقت جب کہ خداوند کوہ سینا پر تمام لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اُتر آیا۔ بجلی کا چمکنا اور گہرے بادلوں کا ہجوم نظر آسکتا تھا اور رعد کی کڑک اور نرسنگھے کی آواز سنائی دے سکتی تھی۔

اس بات کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کئی سیّاح جن کے درمیان کارل رِٹر صاحب بھی جن کی تحریر بائبل کے جغرافیہ کی نسبت سند سمجھی جاتی ہے شامل ہیں اب تک یہ مانتے ہیں کہ جبل موسیٰ ہی سینا کا پہاڑ ہے اور وہ میدان جو اس چوٹی کے جنوب کی طرف واقع ہے وہی جگہ ہے جہاں بنی اسرائیل نے اپنے خیمے کھڑے کئے اس میدان سے وہ بآسانی پہاڑ کی چوٹی کو دیکھ سکتے تھے۔ برعکس اس کے کوہ سینا کے آرڈننس سروے کے کارپرداز رابنسن صاحب کی رائے سے اتفاق رکھتے ہیں کپتان ایچ۔ ایس۔ پامر صاحب کی یہ رائے ہے کہ راس الصفصافہ وہ چوٹی ہے جس پر خداوند نازل ہوا تھا۔ اور ممکن ہے کہ جبل موسیٰ پر دیگر واقعات ظہور پذیر ہوئے ہوں جن کے سبب سے اُس کا نام اور وہ روایت جس سے یہ نام پیدا ہوا برپا ہوئے۔

ایک مشہور سیّاح یعنی ڈاکٹر بیک صاحب اپنی Origines Biblicae میں یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ سینا اور حورب اس جزیرہ نما میں تھے ہی نہیں بلکہ وہ خلیج اکابہ کے مشرق کی طرف واقع تھے۔ اُن کے خیال میں یہی خلیج وہ سمندر ہے جسے بنی اسرائیل نے عبور کیا تھا۔ لیکن اس خیال کو کسی نے بہت وقعت کے لائق نہیں سمجھا۔ لیکن کپتان پامر صاحب خیال کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ عرب کا صحرائے عظیم جو اکابہ کے مشرق کی طرف واقع ہے وہی جگہ ہو جہاں بنی اسرائیل چالیس برس تک آوارہ گرد رہے۔

دوسری فصل۔ شریعت کا دیا جانا۔

لوگوں کے ساتھ ہم کلام ہونے کے طریقے۔ اخلاقی شریعت۔ رسمی شریعت۔ قوانین متعلقہ عدالت۔ شریعت کی غرض۔ شریعت کا دو چند مطلب۔ سونے کا بچھڑا۔ نداب اور ابیہو۔ خیمہ۔ سینا کی مابعد کی تاریخ۔

لوگوں کے ساتھ ہم کلام ہونے کے طریقے حورب پر جو مکاشفے خدا کی طرف سے بنی اسرائیل پر ظاہر ہوئے ان میں سے کچھ تو براہ راست ظاہر ہوئے لیکن زیادہ تر موسیٰ کے وسیلے عطا ہوئے۔ تمام قوم نے الٰہی آواز کو دس احکام کی شریعت بیان کرتے سُنا۔ لیکن وہ دہشت جو اُس سے پیدا ہوئی اس درجہ تک تھی کہ انھوں نے یہ منّت کی کہ یہ آواز پھر کبھی ہمارے سننے میں نہ آئے۔ بہت سی سنجیدہ تیاری کے بعد موسیٰ پہاڑ کی چوٹی پر بُلایا گیا اور وہاں خدا نے اُس کو شریعت کے متعلق جسے ہم موسیٰ کی شریعت کہتے ہیں بہت سی باتیں بتائیں۔ دس احکام کو خدا نے پتھر کی دو تختیوں پر تحریر فرمایا اور وہ تختیاں اپنے خادم کے سپرد کیں۔ اس کے ساتھ ہی اُس نے اس کو خیمہ بنانے کا حُکم دیا جس کا یہ مقصد تھا کہ خدا کے لئے ایک ظاہری مسکن تیار کیا جائے۔ اور نیز یہ حکم دیا کہ وہ ایک متبرک صندوق بنائے جو اُس خیمہ کے اندر رکھا جائے اور شہادت کا صندوق کہلائے کیونکہ وہ اس غرض سے بنایا گیا تھا کہ اُس میں وہ شریعت رکھی جائے جو خدا نے موسیٰ کو عطا فرمائی تھی اور جس کی متابعت کا لوگوں نے عہد کیا تھا پس اس کے نام سے ظاہر ہوتا تھا کہ اگر وہ لوگ نافرمانی کرینگے تو یہ صندوق ان کے برخلاف گواہی دیگا۔ اس کے ساتھ ہی خیمہ کے اسباب کی نسبت اور اُس لباس کے بارے میں جسے پہنا کرنا قوم کے مقرری کاہنوں کے لئے ضروری تھا ہدایتیں دی گئیں۔

اخلاقی شریعت موسیٰ کی شریعت کو عموماً تین حصّوں میں تقسیم کرتے ہیں (۱) اخلاقی شریعت (۲) رسمی شریعت (۳) قوانین متعلقہ عدالت۔ تمام انتظام کے شروع میں بڑی وضاحت وصراحت کے ساتھ یہ سچائی تحریر کی گئی کہ خدا واحد ہے۔

اس کا کوئی شریک نہیں اور اُس کی عبادت میں کسی چیز کی صورت یا مورت استعمال نہیں کرنی چاہیئے۔ اخلاقی شریعت مختصر طور پر دس احکام کے وسیلے بیان کی گئی۔ اس شریعت کو اُن فرایض کی نسبت جو نیک و بد کے بے تبدیل امتیاز سے پیدا ہوتے ہیں خدا کی مرضی کا اظہار سمجھنا چاہیئے۔ پس شروع سے لے کر آخر تک اس اخلاقی شریعت کی نسبت بار بار یہی اشارہ پایا جاتا اور پے در پے یہی صدا آتی ہے کہ گویا وہ انسانی زندگی کی ہدایت۔ اصلاح اور تادیب کا اصل اصول ہے

رسمی شریعت اُس حصہ کا نام تھا جس میں ان علامتوں اور اشاروں کی ہدایت کی گئی جن کے وسیلے اُس زمانہ میں انجیل کی حقیقتوں پر اشارہ کیا جاتا تھا۔ ان میں سے سب سے بڑی رسم قربانی کی رسم تھی جو قربانیاں پہلے مروّج تھیں ان پر کئی اور اضافے کئے گئے۔ چنانچہ سوختنی قربانی کے علاوہ اس موقعہ پر خطا کی اور نذر کی قربانی کی ہدایت کی گئی۔ اسی موقعہ پر کاہنوں کا فرقہ اور اُس فرقہ کی نسبت قوانین مقرر ہوئے۔ پہلے یہ دستور تھا کہ ہر ایک خاندان کا سرپرست کہانت کا کام کیا کرتا تھا۔ لیکن اُس کے عوض میں اس وقت ہارون اور اس کی اولاد کہانت کے فرایض کی انجام دہی کے لئے مخصوص کی گئی اور ان کاہنوں کو ایسا لباس پہننے کا حکم ہؤا جس سے اُن کے کام کی خاصیت خود بخود ٹپکتی تھی۔ لاوی کے گھرانے کے شرکا کاہنوں کے مددگار اور معاون مقرر ہوئے اور یہ ترکیب خدا کے حضور جانے کے لئے درمیانی کی ضرورت کو علامت کے طور پر ظاہر کرتی تھی۔ عموماً سب کاہن اور خصوصاً سردار کاہن مسیح کی علامت تھے یعنی اس بات میں کہ فقط اسی کے وسیلے گنہگار انسان خدائے عادل اور قدوس کے حضور آ سکتے ہیں (عبرانیوں $\frac{۹}{۱۶-۱۴}$ و $\frac{۱۰}{۲۲-۱۶}$) پھر ہر ایک قربانی چڑھانے اور ہر ایک مذہبی خدمت ادا کرنے کے متعلق مفصل ہدایتیں کی گئیں۔ اور یہ فرمان خصوصیت کے ساتھ صادر ہؤا کہ جب وہ لوگ وعدہ کی سرزمین پر قابض آئیں تو سب مرد سال میں تین مرتبہ قومی عبادت کے مرکز میں فراہم ہؤا کریں تا کہ وہاں عید فسح۔ عید پنتکوست اور عید خیام مانی جائیں۔ رسمی شریعت کا بڑا خاصہ یہ تھا کہ وہ ظاہری اور دنیاوی اشیا کے علامتی استعمال سے باطنی اور آسمانی حقائق کو ظاہر کرتی تھی۔ مثلاً گنہگاروں کے عفوِ جرم کے لئے جو ضرورت کفارہ کی محسوس کی جاتی ہے وہ حیوانوں کے خون بہانے سے روشن کی جاتی تھی۔ اور اسی سنجیدہ رسم

سے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ گنہگار انسان کی زندگی جسے وہ کھو بیٹھا ہے ایک اَور زندگی کے وسیلے جو اس کے عوض میں دی جائے عطا ہو سکتی ہے۔ باطنی تزکیہ اور صفائی کی ضرورت بار بار بدن اور کپڑوں کے دھونے سے علامتاً ظاہر کی جاتی تھی۔ بہشت کی علامت پاکترین جگہ تھی جہاں چمکتی ہوئی روشنی خدا کی حضوری پر دلالت کرتی تھی۔ جس کے اندر سردار کاہن قربانی کے خون کے بغیر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک اَور خصوصیت رسمی شریعت کی یہ تھی کہ اس میں مذہبی فرائض کے جزئیات کی بھی ہدایت بڑی تاکید کے ساتھ کی گئی تھی۔ نئے عہدنامہ میں رسمی شریعت کی جگہ اعلےٰ حقیقتوں نے لے لی اور خدا کی عبادت میں ایک قسم کی آزادی نے جس سے یہودی بالکل ناواقف ہیں دخل پایا۔ نئے عہدنامہ کے بعض بعض خطوط میں اس تبدیلی کی نسبت بہت کچھ کہا گیا ہے اور پُرانا عہدنامہ اس سبب سے کہ اُس میں عبادت کے ہر ایک جزو کی نسبت یہ تاکید کی گئی تھی کہ وہ بعینہٖ اس طریق پر ادا کیا جائے جس کی ہدایت کی گئی ہے لہٰذا وہ عہدِ اسیری کی حالت سے مشابہ تھا۔ اُس کے مقابلہ میں انجیل کا عہد جو ایسی زنجیروں سے آزاد ہے آزادی کا عہد یا طریق کہلاتا ہے۔ ایک اُن میں سے ابراہیم کی لونڈی ہاجرہ کی مانند تھا اور دوسرا سرہ کی مانند تھا جو آزاد تھی۔ (گلاتی ۴/۲۴)

قوانین متعلقہ عدالت موسوی شریعت کا جو حصّہ عدالت کے ساتھ علاقہ رکھتا تھا اُس کی یہ غرض تھی کہ لوگوں کا عدل و انصاف کیا جائے۔ اُن کے مال و اسباب کے حقوق کی حفاظت ہو۔ مجرموں کی سرزنش، غریبوں کی خبرداری اور نوجوانوں کی تعلیم کی جائے۔ مردم شماری اور اسم نویسی کا کام سرانجام پہنچایا جائے۔ اور نیز اُن معاملات کا نظم و نسق ہو سکے جن کا انتظام ہمارے ممالک میں بذریعہ مالی قوانین کے ہوتا ہے۔ ملک کنعان کی تقسیم لوگوں کے درمیان ایسے طور پر ہونے والی تھی جس سے ہر ایک شخص کے پاس اپنا اپنا گھر اور اپنی اپنی جائداد ہو اور اس ترکیب سے صرف ایک فرقہ مستثنےٰ تھا اور وہ لاویوں کا تھا۔ چونکہ وہ خداوند کے لئے مخصوص کیا گیا تھا لہٰذا اُس کی پرورش کے لئے خاص انتظام کیا گیا تھا اُن کے ورثہ میں ملکی میراث تو نہ آئی تھی مگر ملک کے چند ایک حصّے اُن کی رہائش کے لئے اُن کو عطا کئے گئے تھے۔ زمین کے عوض اُن کو کل پیداوار کا دسواں حصّہ ملتا تھا۔ چوری کی عام سزا یہ تھی کہ مال مسروقہ کی قیمت سے چار پانچ گنا زیادہ مال

واپس کیا جائے۔ جیسا نقصان لوگ اَوروں کو پہنچاتے تھے اسی طرح کا نقصان بطور سزا ان کو پہنچایا جاتا تھا۔ خونی لوگ جان سے مارے جاتے تھے۔ غریبوں کے سلوک کے لئے جو قوانین تجویز کئے گئے تھے اُن کی خوبصورتی اور رحم آمیز خوبی کو کوئی چیز نہ پہنچتی تھی۔ غلامی کی رسم گو دور کی گئی تھی تاہم غلاموں کی حفاظت کے لئے بہت سے ایسے قوانین بنائے گئے تھے جو اُن کے لئے مفید تھے۔ قطع نظر دیگر انتظامات کے ایک قانونی انتظام یہ تھا کہ ہر پچاسواں سال یوبال کا سال سمجھا جائے۔ اور یوبال کے سال میں اُن لوگوں کے پرانے مقبوضات اُن کو واپس دئے جائیں جنہوں نے اُن کو فروخت کر دیا تھا۔ والدین کو سخت تاکید تھی کہ اپنی اولاد کو خدا کی شریعت سکھائیں اور فسح اور دیگر رسوم کے مطالب سمجھائیں اور اُنہیں وہ تمام باتیں بتائیں جو خدا نے اُن کی قوم کے ساتھ کی تھیں۔ لوگوں کو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ وہ اپنے حرکات و سکنات میں رحم دلی اور تہذیب سے کام لیں خصوصاً اجنبیوں بوڑھوں اور غمزدوں سے مہربانی اور شرافت سے پیش آئیں سال بھر کے لئے تیوہار اور خوشی کے اوقات مقرر کئے گئے۔ خصوصاً تین سالانہ عیدوں کے وقت اور جن میں سب لوگ جمع ہوا کرتے تھے۔ اور نیز اناج کی اور انگور کی فصل اور بھیڑوں کے بال کترنے کے وقت خوشیاں منائی جاتی تھیں۔ غرضیکہ خدا نے جو طریقہ زندگی اور اوقات بسر کرنے کا بنی اسرائیل کے لئے تجویز کیا تھا اُس سے بڑھ کر امن اور خوشی کا اور کوئی طریقہ نہ ہو سکتا تھا۔ اگر وہ لوگ اپنے عہد کے پورا کرنے میں وفادار نکلتے تو تمام قومیں اُن کو رشک کی نظر سے دیکھتیں۔

شریعت کی غرض اس بات کو اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ موسوی شریعت کا یہ مقصد نہ تھا کہ وہ ہمیشہ کی زندگی کا عہد سمجھی جائے۔ ان لوگوں کو یہ تعلیم نہ دی گئی تھی کہ وہ یہ مانیں کہ شریعت کی اطاعت سے ہر ایک شخص خدا کی ابدی مہربانی حاصل کریگا کیونکہ اگر قوم کی مجموعی حالت پر لحاظ کیا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ لوگ شریعت کے آنے سے پہلے خدا کی مہربانی اور عنایت سے بہرہ ور تھے۔ لیکن اگر افراد پر غور کیا جائے تو یہ کہنا چاہئے کہ خود وہ قربانیاں جو شریعت طلب کرتی تھی خدا کے اُس برے پر دلالت کرتی تھیں جو اُن کے عوض میں قربان ہونے کو تھا تاکہ اُن کے

لئے گناہ کی معافی اور اُس کی سزا سے رہائی پانے کا وسیلہ ٹھہرے۔ شریعت کی سزا وجزا اس زندگی کے احاطہ میں محدود تھی۔ پس یہ شریعت اُس نجات کی تجویز میں جو نجات دہندہ کی طفیل سے نصیب ہوتی ہے اور جس کی خبر خدا نے پہلے آدم اور حوا کو دی اور پھر اُس کو ابراہیم سے عہد باندھ کر مستحکم کیا کسی طرح خلل انداز اور رخنہ پرداز نہ ہوئی بلکہ برعکس اس کے وہ اُسی نجات دہندہ کی طرف اشارہ کرتی تھی کیونکہ قربانیوں کے زیادہ شمار اور اُن کی مختلف اقسام سے پہلے کی نسبت زیادہ صفائی کے ساتھ لوگوں کو یہ بات سکھائی گئی تھی کہ وہ خدا کے حضور اپنے تئیں نہیں بچا سکتے اور نہ خون بہانے کے بغیر گناہوں کی معافی پا سکتے ہیں۔ تاہم اور کوئی بات اس سے بڑھ کر عام نہیں ہے کہ مغرور دل انسان اُس اصل غرض کو بگاڑ ڈالتا ہے جس کے لئے شریعت دی گئی تھی۔ اور یہ خیال کر بیٹھتا ہے کہ اگر میں بیرونی طور پر اس شریعت کو بجا لاؤں تو شخصی طور پر خدا کی عنایت سے بہرہ ور ہو جاؤنگا۔ نئے عہد نامہ کے بعض خطوط میں اس غلطی پر بڑے زور شور سے حملہ کیا گیا اور یہ دکھایا گیا ہے کہ موسیٰ کی شریعت اُستاد کی مانند تھی تاکہ گنہگار انسان کو مسیح کے پاس لائے۔ اور بتایا گیا ہے کہ انسان کے افعال جو اپنی بہترین صورت میں نقص اور خطا سے بری نہیں ہوتے بذاتہٖ الٰہی عنایت کے لائق نہیں۔ پس اُسے اپنی نجات کے لئے خدا کی آزاد رحمت اور محبت پر جو مسیح میں ظاہر ہوئی ہے پورا پورا انحصار کرنا چاہیئے۔

اُس کا دوچند مطلب پس عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ موسیٰ کی شریعت کا دُہرا مطلب تھا۔ اول یہ کہ بنی اسرائیل کو ایک خاص علیحدہ قوم بنائے رکھے۔ یعنی اپنے قوانین۔ دستورات۔ مذہب اور حکومت کے وسیلے اُن کو اَور قوموں سے جدا رکھے۔ اس کے ساتھ ہی راہ نجات پر بھی روشنی ڈالے اور کلیسیا کی روحانی زندگی کو تقویت اور ترقی بخشے۔ اس عبرانی قوم کو جو مجموعہ قوانین عطا کیا گیا تھا وہ ایسا تھا کہ اس کے سبب سے وہ کبھی سچے خدا کی عبادت کو چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ اور نہ اَور قوموں کی طرح بن سکتے تھے تاوقتیکہ اُن بنیادوں کو جن پر اُن کی اقبالمندی قائم تھی گرا کر گرداب بلا میں مبتلا نہ ہو جاتے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ گو نئی قربانیوں

اور علامتی دستوروں کے ذریعہ سے راہِ نجات پر مزید روشنی ڈالی گئی تھی تاہم اس کا بہت سا حصہ ابھی رازِ سربستہ کی طرح نامعلوم تھا۔ خدا کی یہی مرضی تھی کہ نجات کی عظیم تعلیم کا بھید کلیسیا پر آہستہ آہستہ کھولا جائے۔ پس رُوحانی اور اخلاقی زندگی اس زمانہ میں ایک نامکمل سی نشوونما پا سکتی تھی اس سے متعجب نہیں ہونا چاہیئے کہ اُس زمانہ کے اچھے سے اچھے لوگوں کی زندگی میں بھی بڑے بڑے نقص اور دھبے پائے جاتے تھے۔

کبھی کبھی یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ موسیٰ کا مذہبی انتظام نیا نہ تھا بلکہ بہت درجہ تک مصر کے دستوروں کی نقل تھا۔ لیکن واضح ہو کہ یہ خیال ہرگز تسلیم کرنے کے قابل نہیں کیونکہ سچی اور صحیح نیچرل تھیالوجی (قدرتی علم الٰہیات) کی جو جو باتیں مصر کے مذہب میں پائی جاتی ہیں اُن کا موسیٰ کے دستوروں اور رسومات میں نمودار ہونا ناموزون نہ تھا بلکہ ایک ضروری امر تھا۔ تاہم اپنی بڑی بڑی خصوصیتوں کے لحاظ سے موسیٰ کا مذہب مصر کے مذہب سے مشابہ ہونے کی بجائے اُس سے بڑا فرق رکھتا تھا۔ بلکہ بہت سی ضروری باتیں اسی غرض سے دی گئی تھیں کہ اُن کے وسیلے سے مصر کی بُت پرستی کا اور دوسری جگہوں کے بُت پرستوں کا نام و نشان تک بھی مٹ جائے۔

سونے کا بچھڑا پہاڑ پر سے خدا کی آواز سُننے سے جو دہشت بنی اسرائیل پر چھا گئی تھی وہ تھوڑے ہی عرصہ تک قائم رہی اور اس سے کوئی دیرپا نیک نتیجہ پیدا نہ ہوا۔ چنانچہ موسیٰ کو پہاڑ کی چوٹی پر گئے ہوئے ابھی فقط چالیس ہی دن گذرے تھے کہ لوگوں کی حالت میں ایک عجیب بلکہ ناقابل یقین تبدیلی پیدا ہوئی۔ وہ دل سے چاہتے تھے کہ مصر کو لوٹ جائیں اور اس کام کے لئے تیار ہونے کے واسطے انہوں نے مصر کی بُت پرست عبادت کی مانند پرستش کی ایک صورت نکالی (اعمال $\frac{۷}{۳۶}$) اور اس تجویز میں شامل ہونے کے لئے ہارون کو مجبور کر کے اُس کو ترغیب دی کہ لوگوں سے سونے کی بالیاں اور زیورات جو وہ ملک مصر سے آتے وقت کثرت سے اپنے ساتھ لائے تھے مانگے اور اُن چیزوں سے سونے کا بچھڑا بنائے۔ اور جب موسیٰ پہاڑ پر سے اُترا تو اُس نے دیکھا کہ لوگ اس بُت کو وہی خدا سمجھ بیٹھے ہیں جو انہیں

ملک مصر سے نکال لایا تھا اور غیر قوموں کے تہواروں کی طرح بڑے زور و شور سے پوج رہے ہیں اب اگر وہ لوگ مصری بت پرستی سے واقف نہ ہوتے (اور یہ صاف ظاہر ہے کہ بچھڑے کی پرستش کا خیال اُنہوں نے مصر ہی سے لیا تھا) تو اس خاص قسم کی پوجا کو ہرگز اختیار نہ کرتے۔ واضح ہو کہ سانڈ کی پرستش مصر میں عموماً ہر جگہ کی جاتی تھی۔ اور خصوصاً میفس میں جہاں جیسا ہم بتا چکے ہیں آپس یعنی کالے سانڈ کی پرستش بڑی شان و شوکت سے کی جاتی تھی۔ اور ہیلیو پولس میں بھی جہاں مینولس کی تعظیم و تکریم ویسے ہی کرّ و فرّ کے ساتھ کی جاتی تھی۔ سانڈ اوسیرس کا ایک اظہار تھا اُس کی نسبت یہ گمان کیا جاتا تھا کہ کئی الٰہی صفتیں اُس میں پائی جاتی ہیں مثلاً قدرت اور برداشت۔ اور ان صفتوں کی عزت کرنی ایک فرض سمجھا جاتا تھا۔ پس اسی خیال کے مطابق غالباً سونے کا بچھڑا بھی بعض الٰہی صفات کو ظاہر کرنے کے لئے بنایا گیا ہوگا یعنی اُن صفات کے اظہار کے لئے جو اسرائیل کی رہائی میں زیادہ تر ظاہر ہوئی تھیں۔ اُس بت یعنی اُس جوان بیل کی صورت تو قدرت پر دلالت کرتی تھی۔ اور سونے سے جس کا وہ بنا ہوا تھا دولت کی رونق اور جلال کی شوکت ٹپکتی تھی۔ اب اُس صورتِ عبادت اور اُس طریقِ پرستش میں جس کا حکم موسیٰ نے دیا تھا ایسا نمایاں فرق پایا جاتا تھا جیسا ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس سے صاف روشن ہے کہ موسیٰ کا مذہب بجائے مصر کے مذہب پر مبنی ہونے کے بالکل برخلاف اصولوں پر قائم تھا۔ تاہم اس بت کے بنانے اور اُس کی پرستش کرنے سے اتنی بات بخوبی آشکارا ہوتی ہے کہ مصر کی بت پرستی نے بہت درجہ تک ان لوگوں کے دلوں پر گرفت پیدا کر رکھی تھی اور اُن کا جرم بہت ہی بڑھ گیا تھا۔ کیونکہ خداوند نے ابھی ابھی اُن کو چاندی یا سونے کے دیوتا بنانے سے صاف لفظوں میں منع کیا تھا۔ سو وہ ان لوگوں سے اس قدر خفا ہوا کہ اگر موسیٰ سرگرمی کے ساتھ اُن کی شفاعت نہ کرتا تو خدا اُن کو بالکل ردّ اور عہد و پیمان کی برکتوں سے بالکل خارج کر دیتا۔ موسیٰ کی خود انکاری اور حب الوطنی اور کسی موقعہ پر ایسی خوبصورتی سے نمودار نہیں ہوئی جیسی اس موقعہ پر جب کہ خدا نے اس قوم کو تباہ کرنے اور موسیٰ کی نسل میں سے اپنے لئے ایک زیادہ بہتر اور لائق قوم کو برپا کرنے کا

ارادہ ظاہر کیا۔

نداب اور ابیہو سینا میں ایک اور فعل خدا کا حکم توڑنے والا سرزد ہوا۔ یعنی نداب اور ابیہو نے جو ہارون کے فرزندوں میں سے تھے اور کاہنی فرقہ سے علاقہ رکھتے تھے الٰہی حکم سے بے پرواہ ہو کر اپنے عود سوز میں اُس وقت جب وہ اپنی متبرک خدمت کو ادا کرنے کو جاتے تھے اجنبی آگ ڈالی۔ تب آگ خداوند کے حضور سے نکلی اور ان دونو کو کھا گئی۔ اس کے متعلق ایک بات کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جس سچائی اور سادگی سے بائبل اس قسم کی نالائق اور ناواجب حرکات کو بھی بے کھٹکے قلمبند کر ڈالتی ہے اُس میں اور اُس قومی خودنمائی میں جس کی وجہ سے کسدی اور مصری ستونوں پر کتبے رقم کروائے جاتے تھے جو مقابلہ پایا جاتا ہے اسے دیکھ کر ممکن نہیں کہ انسان کا دل متاثر نہ ہو اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مصری ستونوں پر فرعون اور اُس کے لشکر کے تباہ ہونے کا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا اور اس لئے یہ سارا قصہ بناوٹی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ مصیبتوں اور شکستوں کا ذکر ان تحریروں میں درج نہیں کرواتے تھے۔ ان کتبوں کی خاص غرض یہ تھی کہ اُن کے سبب ملک کے جلیل کارناموں کو ایک قسم کی بقا حاصل ہو اور بائبل کا بیان بھی شاید یہ صداقت آمیز صورت اختیار نہ کرتا اگر اس کا یہ مقصد نہ ہوتا کہ قوم کی تاریخ نہیں بلکہ خدا کی بادشاہی کی ترقی کا احوال قلمبند کرے اور اُس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اُس کے لکھنے والے خدا کی روح کی ہدایت کے تابع تھے۔ لہٰذا انہوں نے نہ وہ جو اُنہیں خوش آتا تھا بلکہ وہی جو خدا کی مرضی کے مطابق تھا تحریر کیا۔ یوسیفس یہودی مورخ کو دیکھو کہ وہ سونے کے بچھڑے کا ذرا بھی ذکر نہیں کرتا۔

خیمہ متبرک خیمہ کے بنانے کا حکم سونے کے بچھڑے کے افسوسناک ماجرے کے وجود میں آنے سے پہلے دیا گیا تھا لیکن اُس کی تعمیل اُس واقعہ کے بعد کی گئی۔ اس خیمہ کی بڑی غرض یہ تھی کہ اُس سے ظاہر ہو کہ خدا اپنے لوگوں کے درمیان رہتا ہے لہٰذا اُس کی جگہ تمام ڈیروں کے مرکز میں تھی۔ یہ خیمہ تمام قوم کے لئے عام عبادت کی جگہ کا کام دیتا تھا اور اس کے بنانے کا نمونہ اور طریقہ الہام کے وسیلے بضلی ایل پر ظاہر کیا گیا تھا جو اس کے بنانے کے کام میں سب سے بڑا مہتمم تھا اور اس کے بنانے

کے لئے جو روپیہ ضرور تھا وہ لوگوں کے چندہ سے جو اُنھوں نے اپنی خوشی سے دیا جمع کیا گیا تھا۔ مقدِس کے اندرونی حصّے یعنی قدسُ الاقداس میں عہد کا صندوق رکھا تھا جس میں شریعت کی تختیاں دھری تھیں۔ صندوق کے اُوپر کفارہ گاہ تھا اور اُس پر سردار کاہن سال میں ایک مرتبہ خون چھڑکا کرتا تھا۔ پھر اس کفارہ گاہ کے اوپر سونے کے دو کروبیم آمنے سامنے اپنے پر پھیلائے جُھکے کھڑے تھے۔ یہ اس بات کو ظاہر کرتے تھے کہ مقررہ کفارہ کے سبب سے خدائے قدوس اپنے لوگوں کے ساتھ میل رکھتا ہے۔ دوسرے حصہ میں یعنی پاک جگہ میں جو بذریعہ ایک پردہ کے پاکترین جگہ سے علیحدہ کیا گیا پاک اسباب کی کئی چیزیں رکھی ہوئی تھیں مثلاً بخور کا مذبح۔ نذر کی روٹیوں کی میز اور سونے کا شمعدان یہیں تھا۔ اسی جگہ کاہن روز بروز دن بھر کی قربانیوں کے ساتھ بخور جلایا کرتے تھے۔ خیمہ کے باہر صحن میں سوختنی قربانی کا مذبح نصب تھا جس پر روزانہ قربانیاں لوگوں کے سامنے جو فراہم ہوتے تھے چڑھائی جاتی تھیں۔ نیز اسی جگہ پیتل کا حوض تھا جس میں طہارت کے لئے پانی بھرا رہتا تھا۔ خیمہ کے اُوپر بیش قیمت اور خوبصورت پردے پڑے ہوئے تھے۔ اب اُس فرق سے جو اس سیدھے سادے مُسکن اور مصر کے سنگین اور عالیشان مندروں میں پایا جاتا ہے صاف ظاہر ہے کہ خداوند یہ جتانا چاہتا تھا کہ اُس کی عبادت کی مقبول صفتیں سادگی اور رُوحانیت ہیں اور اُس کے قیمتی اور خوبصورت پردے بطور علامت اُس مبارک اور پاک خاصیت کو ظاہر کرتے تھے جس میں خدا اُس وقت ظاہر ہؤا جب کہ کلام مجسّم ہو کر خیمہ کی طرح لوگوں کے درمیان آ کر رہا۔ (یوحنا ۱/۱۴)

سینا کی مابعد کی تاریخ جب لوگوں کو سینا میں ڈیرہ ڈالے قریباً ایک سال ہو چکا اور جب شریعت اور اُس کے متعلق تمام ہدایتیں دی گئیں اور جب خیمہ اور اُس کا سب سامان تیار ہو چکا تو بادل کا ستون اپنی جگہ سے آگے بڑھا اور وہ لوگ اس کے پیچھے پیچھے ملکِ موعود کی طرف روانہ ہوئے۔ اس کے بعد سینا اور حوریب کی مقدّس سرزمین کا ایسا طویل اور مفصل بیان پھر نوشتوں میں نہیں آتا۔ ایک مرتبہ اور صرف ایک ہی مرتبہ پھر حوریب کا بیان بائبل میں آتا ہے۔ اور وہ اسوقت

جب کہ ایلیاہ اخیاب کے سامنے سے بھاگتا اور بیر سبع کے بیابان میں ایک روز کی راہ چلا جاتا ہے۔ اور صحرائی جھاڑیوں کے نیچے رویا دیکھتا ہے اور پھر وہاں سے چالیس دن کا سفر کر کے حوریب یعنی خدا کے پہاڑ کو جانا اور وہاں یہوواہ کے ساتھ اُس کو وہ ملاقات نصیب ہوتی ہے جو ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے (۱۔ سلاطین ۱۹) معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال کہ جب پولوس رسول عرب کو گیا (گلاتیوں ۱۷/۱) تو وہ کوہ سینا میں بھی پہنچا اور اسی جگہ وہ دو پہاڑوں کی تشبیہ اُس کے دل میں پیدا ہوئی جن کا ذکر گلاتیوں کے خط میں آتا ہے (گلاتی ۲۵/۴) محض ایک قیاسی بات ہے۔ زیادہ اغلب یہ ہے کہ یہودی کوہ سینا کے دیکھنے کے بہت شائق نہ تھے۔ مسیحی زمانہ کی ابتدا میں یہ مقام آس پاس کے ملکوں کے مسیحیوں کے لئے جن کو ایذا رسانی نے تنگ کر رکھا تھا پناہ گاہ کا کام دیتا تھا انہی مسیحیوں میں سے سکندریہ کی کیتھرائن تھی جس کی نسبت یہ روایت ہے کہ جب وہ مصر میں واپس آ کر شہید ہوئی تو اُس کی لاش کو فرشتے اُس پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے جو اَب اُس کے نام سے نامزد ہے۔ کئی صدیوں تک مسیحی فقیر اور درویش بڑے شوق سے سینا میں آتے جاتے رہے لیکن ترکوں کے ہاتھ سے ان کو بہت تکلیفیں اُٹھانی پڑتی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں فاران یا پاران میں ایک شہر آباد تھا اور قدیم تاریخ کلیسیا میں پاران کے بشپ اور سینا کے بشپ کا ذکر اکثر آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں قریباً سات ہزار مسیحی فقیر اور گوشہ نشین درویش ان پہاڑوں میں جا بجا پھیلے ہوئے تھے۔ لیکن اب سینٹ کیتھرائن کی خانقاہ ہی رہ گئی اور اُس میں صرف بیس یا تیس درویشوں کے قریب رہتے ہیں۔ یونانی کلیسیا کا بشپ اب اس جگہ رہ نہیں سکتا کیونکہ اگر وہ وہاں رہے تو خانقاہ کا بڑا دروازہ کھُلا رکھنا پڑے اور اُس کا نتیجہ یہ ہو کہ چھ ماہ تک عربی اپنی مرضی کے مطابق اُس میں داخل ہو کر کھانے پینے کی تمام چیزیں ختم کر دیں۔ پس چونکہ خانقاہ میں بدوؤں کی مہمان نوازی کی توفیق نہیں لہٰذا پھاٹک بند کر دیا گیا ہے۔ اور داخل ہونے کے لئے صرف ایک چھوٹا سا دروازہ کھولا گیا ہے جو زمین کی سطح سے تیس فٹ اونچا ہے۔ جو لوگ اُس خانقاہ کو دیکھنے آتے ہیں اُن کو ایک رسّی اور کل (ونڈلاس) کے وسیلے سے اوپر دروازہ تک کھینچ لیتے ہیں۔ یہی وہ خانقاہ ہے جہاں پروفیسر ٹشنڈارف صاحب نے ۱۸۹۹ء

میں نئے عہد نامہ کا وہ مشہور و معروف نسخہ پایا جسے اب "کوڈکس سینا ٹیکس" کہتے ہیں جو سب سے پُرانا اور درجہ اول کا مستند نسخہ سمجھا جاتا ہے۔

بدّوؤں یعنی خانہ بدوش عربوں کا شمار جو اَب سینا میں پایا جاتا ہے چار سے چھ ہزار تک سمجھا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے تئیں محمدی بتاتے ہیں لیکن اُنہیں مذہب سے کچھ بھی دلچسپی نہیں۔ جہاں کہیں وہ جاتے ہیں وہیں لوٹ مچاتے ہیں۔

تیسری فصل - چالیس سال کی آوارہ گردی۔

قادس برنیہ۔ گوشت کے لئے للچانا۔ بارہ جاسوس۔ سزا۔ چالیس سال کی تنہائی۔ قرح کی سرکشی۔ ہارون کے عصا کا کھِلنا

قادس برنیہ - گوشت کے لئے للچانا جب بنی اسرائیل سینا سے روانہ ہوئے اُس وقت اور نیز اُن کے باقی سفروں میں جہاں جہاں خدا اُن کو لے جانا چاہتا تھا اُن کی رہنمائی بادل اور آگ کے ستون سے کیا کرتا تھا جو اُن کے آگے آگے جاتا تھا۔ صندوق کے کوچ کے وقت موسیٰ یہ کہا کرتا "اُٹھ اے خداوند تیرے دشمن پراگندہ ہو جائیں اور وہ جو تجھ سے کینہ رکھتے ہیں وہ تیرے آگے سے بھاگیں اور جب وہ ٹھہر جاتا تو وہ یہ کہتا تھا کہ اے خداوند ہزاروں ہزار اسرائیلیوں میں لوٹ کر آجا" جس راستے یہ مسافر روانہ ہوئے اب اس کا سراغ لگانا بہت مشکل ہے کیونکہ اب اُن تمام جگہوں کے نام جہاں جہاں وہ ٹھہرے صفحۂ یاد سے قریباً مٹ گئے ہیں۔ سینا سے روانہ ہو کر رفتہ رفتہ وہ قادس برنیہ تک پہنچے جو ادوم کی سرزمین کی سرحد پر واقع تھا۔ مگر ابھی سینا چھوڑے بہت دیر نہ ہوئی تھی کہ تمام گروہ پنجہ حرص و ہوا میں گرفتار ہُوا اور گوشت کے لئے چلّانے لگا۔ خداوند بہت سے پرندے جنہیں بٹیر کہتے ہیں اڑا لایا اور اس طرح اُس نے اُن کی خواہش کو پورا کیا۔ لیکن بنی اسرائیل حیوانوں کی طرح ان جانوروں پر ٹوٹ پڑے اور نتیجہ یہ ہُوا کہ ایک ایسی وبا اُن کی تنبیہ اور سرزنش کے لئے اُن پر نازل کی گئی کہ اس کے سبب سے بہت سے لوگ موت کا لقمہ ہو گئے۔

اس سے تھوڑے عرصے بعد موسیٰ کی بہن مریم کوڑھ کے عارضہ میں مبتلا ہوئی کیونکہ اُس نے ہارون کے روبرو اپنے بھائی موسیٰ کی توہین کی تھی۔ لیکن موسیٰ نے بڑی فیاضی سے اُس کے لئے دعا مانگی اور اُس کا کوڑھ جاتا رہا۔

بارہ جاسوس قادس پر خدا نے لوگوں کو یہ حکم دیا۔ (مقابلہ کرو گنتی ۱۳ اور استثنا ۱/۲۲) کہ ہر فرقہ میں سے ایک آدمی منتخب کر کے بارہ آدمیوں کو روانہ کریں تاکہ ملک موعود کا ملاحظہ کریں اور لوٹ کر اُس کی قدرتی صورت پیداوار اور باشندوں کا حال لوگوں کو سنائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جاسوس جو سب سے پہلے ملک فلسطین میں آئے اور اُس کا حال دریافت کرنے والے تھے شمال کی جانب رحوب تک جو لبنان کے دامن میں واقع تھا گئے اور وہاں سے لوٹ آئے۔ اور جب آ رہے تھے تو اُنہوں نے راستہ میں حبرون کو دیکھا اور وہاں کی پیداوار میں سے بمصداق مشتے نمونہ از خروارے اسکال سے انگوروں کا ایک گچھا جسے دو آدمیوں کو ایک چوب پر اُٹھانا پڑا اور کچھ انار اور انجیر بھی اپنے ساتھ لائے لیکن واپس آ کر دو کے سوا باقی سب جاسوسوں نے ایسی کیفیت بیان کی جو دل کو پست کرنے والی تھی۔ چنانچہ کہا کہ اُس ملک کے باشندے زور آور ہیں اور انہیں مغلوب کرنا بالکل ناممکن ہے۔ یہ سن کر لوگوں کو جان کے لالے پڑ گئے اور انہوں نے مصر کو پھر جانے کا برملا ارادہ ظاہر کیا۔

سزا اس سخت بے ایمانی اور برملا سرکشی کی یہ سزا ملی کہ ان پر یہ فتویٰ نازل ہوا کہ وہ چالیس برس تک بیابان میں مارے مارے پھریں۔ اور یشوع اور کالب کو چھوڑ کر کہ صرف وہی اُن جاسوسوں میں سے ایماندار تھے باقی سب لوگ جو مصر سے آئے تھے اور جن کی عمر بیس برس سے اُوپر تھی اس فتویٰ میں کہ اُس سرزمین میں داخل ہونے سے پہلے اس دنیا سے کوچ کر جائیں گرفتار ہوئے۔ البتہ اُنہوں نے ایک مرتبہ گستاخانہ کوشش کی کہ کنعانیوں اور عمالیقیوں کی مخالف فوج پر غلبہ پائیں اور مُلک کے اندر گھس جائیں۔ لیکن یہ کوشش کچھ سود مند ثابت نہ ہوئی کیونکہ ان فرقوں نے بنی اسرائیل کو ملک کی جنوبی سرحد کے پاس شکست دے کر حرمہ تک بھگا دیا۔

چالیس سال کی تنہائی اس میں شک نہیں کہ اس بیابان میں جو بالکل بنجر اور ہر طرح کی دلپسند اشیا سے خالی تھا جس میں نہ کسی طرح کا پھول نہ کوئی درخت نہ حیوان اور نہ کوئی مرغوب الطبع شے پائی جاتی تھی چالیس برس کاٹنا بڑا کٹھن کام تھا۔ لیکن اس تاخیر نے بنی اسرائیل کو برداشت کرنے کا سبق سکھا دیا اور اُس صفت کو مضبوط کر دیا جس سے وہ آنے والے زمانہ میں خدا کی برکت کے ظاہر ہونے کی راہ دیکھتے تھے۔ اُن کی اس دشت نوردی اور تنہائی میں فقط ایک مرتبہ ذرا سی تبدیلی آئی اور وہ اس وقت جب کہ اُنہوں نے سمندر کے کنارے آرام کیا (گنتی ۳۳/۱۰) اور سمندر کا وہ حصّہ جس پر وہ لوگ اس موقع پر مقیم ہوئے خلیج اکابہ کا ایک حصہ تھا جس کو بحیرہ قلزم کا مشرقی بازو سمجھنا چاہیئے۔ لکھا ہے کہ جہاں جہاں انہوں نے قیام کیا اُن مقاموں سے ایک جگہ عصیون جبر تھی جو اس خلیج کے سرے پر واقع تھی اور جو بعد میں یعنی سلیمان کے عہد میں ایک بارونق بندرگاہ بن گئی تھی۔ جہاں سلیمان اور یہوسفط نے جہازوں کا بیڑا مقرر کیا کہ اوفیر اور ترسس کے ساتھ تجارتی رابطہ جاری رکھے (۱۔ سلاطین ۹/۲۶ ۲۲/۴۸) اُس وقت سمندر کے نظارہ نے جو ہمیشہ دلکش اور جانفزا ہوتا ہے ان لوگوں کو جو دشت کی سنسانی اور ویرانی سے تنگ آ گئے تھے ضرور تروتازہ کیا ہوگا۔ خلیج اکابہ میں صدف اور مونگے بکثرت ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے جو اتنی مدّت تک ایک ویران اور سنسان بیابان میں آوارہ پھرتے رہے ان چیزوں کا مشاہدہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بیابانی سفر میں یہ لوگ بار بار ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تھے اور یہ جابجا گھومنا اُن کے مواشی کے چارہ کے واسطے نہایت ضروری تھا۔ تاہم وہ ایک طرح کی قید کی دیواروں سے گھرے ہوئے تھے اور رہائی کی اُمید کی صورت سوائے خدا کے وعدہ پر بھروسہ رکھنے کے اَور کوئی نہ تھی۔

قرح کی سرکشی افسوس ہے کہ چالیس برس کی ایک ہی طرز کی زندگی میں اگر فرق آیا تو ایسے واقعہ سے آیا جو ایک دردانگیز واقعہ تھا۔ اور وہ قرح۔ داتن اور ابیرام کی سرکشی تھی۔ اس بغاوت کا یہ مدعا تھا کہ موسیٰ اور ہارون سے تمام اختیار چھین لیا جائے اور یہ بغاوت بڑی بھاری بغاوت تھی کیونکہ اس سازش میں جماعت کے قریباً اڑھائی سو سردار شامل تھے لیکن ایک معجزانہ طور پر یہ بغاوت فرو کی گئی۔ یعنی زمین

نے اپنا منہ کھول کر داتن اور ابیرام کو معہ اُن کے گھرانوں کے نگل لیا۔ اور ایک آگ نے اُن اڑھائی سو سرداروں کو جن میں غالباً قرح بھی شامل تھا جلا کر بھسم کر دیا۔ اور نیز اُن پر ایک مری نازل ہوئی جس سے قریباً پندرہ ہزار جانیں تلف ہوئیں۔

ہارونؑ کے عصا میں پھول نکلنا پھر اس امر کے ثبوت میں کہ ہارون کے خاندان کو خدا نے مقرر کیا ہے عصاؤں یا لاٹھیوں کا معجزہ دکھایا گیا۔ جماعت کے خیمہ میں بارہ لاٹھیاں رکھی گئیں۔ ہر فرقہ سے ایک ایک لاٹھی لی گئی تھی۔ اور ہر لاٹھی پہ نام لکھا ہُوا تھا۔ صبح کے وقت کیا دیکھتے ہیں کہ ہارون کی لاٹھی پھوٹ نکلی ہے اور اُس میں کلیاں۔ پھول اور بادام لگے ہوئے ہیں۔ اس طرح بڑی وضاحت اور صفائی سے یہ بات ثابت کی گئی کہ کہانت کے فرائض کو ادا کرنے کے لئے خدا نے ہارون کے خاندان کو مقرر کیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد پھر کبھی اس معاملہ میں تکرار نہ ہوئی۔

چوتھی فصل۔ کنعان کی طرف بڑھنا

قادس پر مقام کرنا۔ مریم کی موت۔ چٹان کو مارنا۔ ادوم یا ادومیہ۔ کوہ شعیر۔ پیٹرا۔ اُس کے عجائبات اور اُس کی ویرانی۔ ہارون کی موت۔ کوہ ہور۔ الاربعہ میں سے پیچھے کی طرف لوٹنا۔ آتشین سانپ۔ بیر بمر کے کنوئیں۔

قادس پر مقام کرنا۔ مریم کی موت اور چٹان کو مارنا قریباً ۳۸ سال گذرے ہونگے کہ بنی اسرائیل پھر قادس پر آئے جو ادوم کے ایک کنارہ پر واقع تھا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں وہ اُس وقت مقیم تھے جب جاسوس ان کے حوصلہ کو پست کرنے والی خبر لائے تھے۔ تین بڑے بڑے واقعات وہاں سرزد ہوئے یعنی مریم وہیں جان بحق تسلیم ہوئی اور دفن کی گئی۔ پھر لوگوں کی کڑکڑاہٹ سُن کر موسیٰ نے اسی جگہ چٹان سے پانی نکالا لیکن چٹان سے کلام کرنے کی بجائے اُس نے اُسے مارا۔ اور اس سبب سے خدا کا غصہ اُس پر بھڑکا اور اس کو یہ خبر دی گئی کہ وہ وعدہ کی سرزمین میں داخل نہ ہوگا۔ پھر

اُن کو یہ حکم ملا کہ ادوم کے بادشاہ سے درخواست کریں کہ وہ انہیں اپنی سرحدوں سے سلامتی کے ساتھ گذر جانے کی اجازت دے تاکہ وہ اپنی سرزمین کی طرف روانہ ہوں۔ لیکن بادشاہ نہایت خشمگیں ہُوا اور اُن کو گذرنے کی اجازت نہ دی پس بنی اسرائیل کو بہت سا چکّر کاٹنا پڑا۔ (جس کا بیان ہم تھوڑی دیر کے بعد کرینگے) تاکہ ادوم کے ملک میں جا پہنچیں۔

ادوم یا ادومیہ اور کوہ شعیر ادوم یا ادومیہ کی سرزمین کسی طرح دلچسپی سے خالی نہیں۔ وہ ایک کوہستانی قطعہ کے پاس جسے شعیر کہتے ہیں پھیلی ہوئی ہے اور یہ کوہستانی ٹکڑا خلیج اکابہ سے لے کر تقریباً بحیرۂ مُردار تک چلا گیا ہے۔ اسی سلسلہ کے بیچ میں کوہ ہور بھی پٹیرا یا سیلا کے قریب جو اس سلطنت کا ایک مشہور دارالخلافہ ہے ایک تاریک اور ناہموار بلندی کے ساتھ کھڑا ہے۔ عیساؤ اپنے بھائی یعقوب کے فدان ارام کو بھاگ جانے کے بعد اسی سرزمین میں آیا اور مقیم ہُوا۔ پھر اس کے بعد اس کی اولاد نے کئی پشتوں تک اس جگہ کو اپنے قبضہ میں رکھا عیساؤ کی اولاد ہمیشہ اُس نفرت اور حسد کے سبب سے مشہور ہے جس سے وہ یعقوب کی اولاد کے ساتھ پیش آتی تھی۔ اور اگرچہ داؤد اور اُس کے بعد دوسرے بادشاہوں نے اُن کو مغلوب کیا تاہم ادومی بار بار تقویت پاکر مخالفت کا جھنڈا بلند کرتے رہے اور جب نبوکدنضر نے یروشلیم پر قبضہ کیا ادومی ایک بڑی زبردست قوم سمجھے جاتے تھے۔ رومی لوگ عموماً ادومیہ کو یہودیہ کا ایک حصّہ سمجھتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں ملک ادومیہ عرب پٹیرا میں شامل کیا گیا تھا۔ کئی صدیوں تک یہ سرزمین ایک پردہ تلے چھپی رہی کیونکہ نہ تو کسی مورخ نے اُس کا اپنی تصنیف میں ذکر کیا اور نہ کسی سیّاح نے اس کو آکر دیکھا۔ لیکن اب تھوڑے عرصہ سے لوگوں نے اُس کو دیکھنا شروع کیا ہے۔ پس تھوڑی مدت سے اس کے دلچسپ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ قدیم نبوت جو اُس کی نسبت کی گئی تھی عجیب طور پر پوری ہوئی ہے۔ اس کے برباد ہو جانے کی نسبت جو نبوتیں کی گئی تھیں وہ دیگر عام نبوتوں کی نسبت زیادہ پُرزور تھیں اور اُن کا ایک ایک لفظ پورا ہو گیا ہے۔ ایک ایسا وقت تھا کہ ادومیہ ایک آباد اور زرخیز سلطنت تھی۔ لیکن اب بالو اور چٹانی پہاڑوں کے سوا اُس میں کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک ایسا زمانہ تھا کہ وہ اسور اور ہند کے درمیان ایک

بارونق اور آباد تجارتی راستے کا کام دیتی تھی لیکن اب کوئی سوداگر اُس میں سے نہیں گذرتا ایک وہ وقت تھا کہ عیساؤ فی الحقیقت اپنا مسکن زمین کی چکنائی میں رکھتا تھا لیکن اب وہ بالکل "ننگا" ہے (پیدایش $\frac{۲۷}{۳۹}$ + یرمیاہ $\frac{۴۹}{۱۰}$)

پٹیرا۔ اُس کے عجائبات اور اُس کی ویرانی اس سلطنت کی قدیم عظمت جدید تباہی اور ویرانی کا پتہ پیٹرا کے کھنڈرات سے ملتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم دار الخلافہ تو بصرہ تھا لیکن پیٹرا شان و شوکت میں اُس پر سبقت لے گیا تھا اور اگر کوئی ایسا شہر تھا جو زمانہ کے حملوں کو سہ کر قائم رہ سکتا تھا تو واقعی وہ شہر پیٹرا تھا۔ اس کا راستہ نہایت تنگ۔ اور لمبائی میں قریباً دو میل ہے۔ اُس کی دونو طرف بلند چٹانیں کھڑی ہیں جو چار سو فٹ سے سات سو فٹ تک اونچی ہیں۔ اور اس راستے کے انجام پر ایک میدان آتا ہے جو مستطیل شکل کا ہے جہاں پہاڑ ایک دوسرے سے بہت فاصلے تک جدا ہو جاتے ہیں۔ یہ چٹانیں چوٹی سے تہ تک کھدی ہوئی ہیں۔ قبریں۔ مندر اور دیگر اقسام کی عمارتیں کھود کھود کر ان میں بنائی گئی تھیں لیکن اب یہ تمام چیزیں کھنڈروں کا ایک ڈھیر بنی ہوئی ہیں۔ قبروں، مندروں محلّوں اور ستونوں کا تو جو اِدھر اُدھر پھیلے ہوئے ہیں سُراغ ملتا ہے لیکن باشندہ اُن میں ایک بھی نہیں پایا جاتا۔

ہارون کی موت اور کوہ ہور بنی اسرائیل ابھی ادوم کی اطراف سے روانہ نہ ہوئے تھے کہ خدا نے ہارون کو اپنے پاس بُلا لیا۔ جب بنی اسرائیل کا گروہ کوہ ہور کے نزدیک پہنچا تو خدا کی طرف سے یہ حکم صادر ہوا کہ ہارون موسیٰ اور اپنے بیٹے الیعزر کے ساتھ کوہ ہور کی چوٹی پر جائے۔ وہاں اس کی کہانت کا لباس اس کے بیٹے الیعزر کو پہنایا گیا اور وہ اپنے دادوں کے ساتھ جا ملا۔ اس واقعہ کے سبب وہ عظیم اور خشک پہاڑ جو سینا کی طرح سنسان پڑا ہے جس میں نہ گھاس اور نہ کوئی جھاڑی پائی جاتی ہے۔ جو کسی جگہ ثابت اور کسی جگہ ہولناک شگافوں کے سبب سے پھٹا پڑا ہے بنی اسرائیل کے پہلے سردار کاہن کے نام سے ایسا وابستہ ہے کہ ایک کو دوسرے سے جُدا نہیں کر سکتے۔ اور وہ نظارہ جو اُس کی چوٹی پر سے دکھائی دیتا ہے اگر اس کی کوئی خصوصیت ہے تو یہ ہے کہ وہ

بالکل ویران پڑا ہے۔ پس ہارون یہاں سے کوئی ایسی عمدہ اور دلکش چیز نہ دیکھ سکتا تھا جو ملکِ موعود کی نسبت اچھا خیال اُس کے دل پر نقش کرتی۔ بے شک اس بات کے ماننے کے لئے بڑے ایمان کی ضرورت تھی کہ چٹانی ٹیلے جو شمال اور مغرب کی طرف نظر آتے تھے وہ اُسی سرزمین کا حصہ تھے جس میں دُودھ اور شہد بہتا تھا تاہم اُس کے دل میں سے تمام شکوک کا غبار اس بات پر غور کرنے سے دُور ہو گیا ہو گا کہ انہی پہاڑیوں اور وادیوں میں میرے آبا و اجداد سکونت پذیر تھے۔ اُن وعدوں پر جو اُن کی شادمانی کا باعث تھے دھیان لگانے سے اُس کا ایمان مضبوط ہُوا ہو گا اور مرنے کے لئے اُس نے تیاری پائی ہو گی۔ جہاں وہ جان بحق ہُوا وہاں ایک محمدی مسجد کھڑی ہے۔ کہتے ہیں کہ اُس کے تہ خانہ میں ہارون کی لاش مدفون ہے۔ شاہانِ مصر نے اپنی خاک کے لئے بڑے بڑے اُونچے منار بنوائے تاکہ دوسرے لوگوں پر اپنے مقبروں کی عظمت اور شوکت کے سبب سبقت لے جائیں۔ تاہم کسی فرعون کو ایسا منار یا ستون کبھی نصیب نہ ہُوا جیسا خدا نے ہارون کے لئے تیار فرمایا۔

الاربعہ میں سے پیچھے لوٹنا اور آگ کے سانپ

اس سانحہ جانکاہ کے سبب سے موسیٰ شکستہ دل ہو کر پہاڑ پر سے اُترا ہو گا۔ اور اس جگہ کو بڑے افسوس اور غم کے ساتھ چھوڑا ہو گا جہاں اس کی بہن اور بھائی کی لاشیں دفن کی گئی تھیں۔ اب اُنہوں نے یہ قصد کیا کہ کوہ شعیر کے کنارے کنارے مشرق کی راہ لیں تاکہ ادوم کے ملک میں داخل ہوئے بغیر فلسطین کی شرقی نواح میں جا پہنچیں۔ اُن کا یہ ارادہ پورا نہ ہونے پایا تھا کہ لڑائی کے نرسنگے کی آواز موسیٰ کے کان میں آئی اور اُسے جنگ کے لئے تیار ہونا پڑا۔ عراد نے جو کنعان کے جنوب میں بادشاہی کرتا تھا پیچھے سے آ کر حملہ کیا۔ لیکن شکست فاش کھائی اور اسکی مملکت حرمہ تک جہاں چالیس برس پہلے بنی اسرائیل نے ہزیمت کھائی تھی حرم کی گئی۔ اب اس جماعت کو جنوب کیطرف اُس وادی میں سے جسے الاربعہ کہتے ہیں گذرنا پڑا۔ یہ وادی شمال کی طرف بحیرہ مُردار کا اور جنوب کی جانب خلیج اکابہ کے نشیب کا حصّہ ہے۔ تمام سیّاح وادی الاربعہ کی ایک ہی سی کیفیت بیان کرتے ہیں اور بیچارے اسرائیلیوں پر ترس کھاتے ہیں جنہیں ایک سنسان دشت میں سے اور بالو کے بڑے بڑے تودوں پر سے بار بار عبور کرنا پڑا۔ بیشک یہاں

ایک قسم کی گھاس اور جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں اور اس سبب سے البتہ یہ جگہ
کے حق میں اچھی چراگاہ تھی۔ لیکن پھر بھی ایک غیر آباد ویرانے اور ہولناک بیابان کی
رکھتی تھی اور اُدھر ادومی اپنے سیاہ رنگ پہاڑوں پر سے اُن کو نظرِ حقارت سے دیکھ
رہے تھے جب کہ وہ آہستہ آہستہ اور افسوس کے ساتھ چشموں کی طرف لوٹے جا
رہے تھے۔ بیشک اس جگہ موسیٰ کی ہمت اس بات کو دیکھ کر پست ہو گئی ہو گی کہ
وہ پُشت بھی جو بیابان میں پیدا ہوئی لوٹنے کی تازہ مصائب کے خیال سے اُسی نشکر
رانی میں مبتلا ہوئی جس کے سبب سے اُن کے باپ دادوں کی طرف سے اُس کو بہت
سا دُکھ اُٹھانا پڑا۔ اور جس کے سبب سے خود اُن کو دشت نوردی کی اس قدر صعوبتیں
جھیلنی پڑیں۔ البتہ یہ کُڑکُڑاہٹ اس نئی پُشت کی ایک معمولی عادت نہ تھی بلکہ اُسے
ایک استثنائی واقعہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ اس پُشت نے موسیٰ کے زیر تربیت بہت ترقی
کی تھی۔ تاہم اُن کی کُڑکُڑاہٹ کے سبب سے جلتے ہوئے سانپوں کے وسیلے
اُن کو سخت تنبیہ کی گئی جس سے انہوں نے بہت جلد اپنے گناہ کو تسلیم کر لیا۔ سانپوں
کے کاٹے ہوؤں کے علاج کے لئے معجزانہ طور پر پیتل کا سانپ مقرر ہوا جو بعد
میں مسیح کی نجات کا ایک خوبصورت نمونہ ٹھہرا۔ (یوحنا $\frac{۳}{۱۴}$)

بیر کا کنواں

اس واقعہ کو سرزد ہوئے بہت دیر نہ گذری تھی کہ لوگ پھر پانی
کے محتاج ہوئے۔ ظاہر ہے کہ وہ پانی جو چٹان سے معجزانہ قوت سے نکالا گیا
تھا ہر وقت اُن کے ساتھ نہ رہتا تھا لہٰذا اس وقت خدا نے ایک نیا طریقہ
اختیار کیا تاکہ دریافت کرے کہ لوگ پانی کے لئے اُس پر بھروسہ رکھتے ہیں یا نہیں
اس موقعہ پر لوگوں نے عمدہ طبیعت ظاہر کی اور بڑی خوبصورتی سے ثابت کیا
کہ ان کا توکل خدا پر ہے۔ چنانچہ اس وعدہ پر بھروسہ کرتے ہوئے کہ خداوند انہیں
پانی عطا فرمائیگا وہ لوگ بیر پر جمع ہوئے۔ (گنتی $\frac{۲۱}{۱۶-۱۸}$) اور خدا کے وعدہ پر کامل
یقین سے تکیہ کر کے اپنی آواز بلند کی اور یہ گیت گانا شروع کیا "اے کوئیں تو اُبل
آ" وغیرہ اور اس کے ساتھ مناسب وسائل بھی استعمال کئے۔ یعنی "کنواں جو رئیسوں
نے بنایا" لیکن ایک اعلےٰ قدرت سے بھی امداد کے جویاں ہوئے یا یوں کہیں کہ
کنوئیں سے مخاطب ہو کر یہ بھی کہا کہ اے کوئیں کہ تو الٰہی قدرت کی طفیل تیار ہو جا

اس چھوٹے سے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیابان کی لمبی چوڑی تربیت عبث نہ تھی۔

پانچویں فصل۔ یردن کی مشرقی اطراف کو فتح کرنا

سیحون کی مملکت۔ بنی اسرائیل کا یہیس پر فتح مند ہونا۔ عوج کی مملکت بسن اور اس کے مضبوط شہر۔ عوج کا مطیع ہونا۔ ارجوب اور اس کے بڑے بڑے شہر۔ قدامت کے ثبوت۔ بیت جمول۔ حوران کی زرخیزی جلعاد۔ فتوحات کی تواریخی خوبی۔

سیحون کی مملکت بحیرہ قلزم کی راہ سے گھوم کر (گنتی $\frac{۲۱}{۱۴}$) اسرائیلی گروہ مشرق کی جانب کوہ شعیر کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس طریق سے اُن کو ادوم اور موآب کی مشرقی سرحدوں پر سے سلامتی کے ساتھ گذر جانے کی اجازت ملی۔ غالباً اس کا یہ سبب تھا کہ یہ اطراف مغربی اطراف کی طرح مضبوط و محکم نہ تھیں اور معلوم ہوتا ہے کہ جب تک وہ دریائے ارنون کے پاس نہ پہنچے تب تک کوئی بات اُن کے سفر میں مخل نہ ہوئی۔ لیکن جب وہ ارنون پر پہنچے تو اموریوں نے اپنے بادشاہ کے ماتحت مسلح ہو کر اُن کا مقابلہ کیا۔ ادوم کی مانند بنی اسرائیل نے ان سے بھی درخواست کی کہ ہمیں اپنی حدوں میں سے سلامتی سے گذر جانے دو۔ لیکن ان کی درخواست قبول نہ ہوئی۔ (گنتی $\frac{۲۱}{۲۳}$) اب اسرائیلیوں نے ادومیوں کو تو چھوڑ دیا کیونکہ وہ رشتہ دار تھے لیکن اموریوں سے درگذر کرنے کی کوئی ایسی وجہ درپیش نہ تھی۔ واضح ہو کہ یہ اموری کنعانیوں کا ایک زبردست فرقہ تھے جنہوں نے کسی پہلے زمانہ میں یردن سے عبور کر کے اس زرخیز قطع کو اپنے قبضہ میں کر لیا تھا جو یبوق اور ارنون کے مابین واقع تھا اور عمون اور موآب کے ممالک سے لگا ہوا تھا۔ بنی اسرائیل اب اس جگہ

پہنچ گئے۔ اب انہوں نے اُن سرسبز میدانوں اور درختوں سے بھری ہوئی پہاڑیوں کو جو ارنون کے کناروں کے گرد واقع تھیں دیکھ کر ایک غیر معمولی قسم کی خوشی حاصل کی ہو گی۔

بنی اسرائیل کا یہیس پر فتحیاب ہونا سیحون کی مملکت کے صحیح صحیح حدودِ اربعہ بتانا آسان کام نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے یعزیر کی سرزمین (گنتی ۲۱: ۳۲) مراد ہے اور شاید یہ وہی جگہ ہے جسے اب اہل بلقا کہتے ہیں۔ برخارٹ صاحب فرماتے ہیں کہ بہ سبب اُس فضیلت کے جو بلقا کی چراگاہیں جنوبی بیریہ کی چراگاہوں پر رکھتی ہیں اُس ملک کے فرقوں کے درمیان اکثر سخت لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ بدوؤں کے درمیان یہ مثل مشہور ہے کہ "تو بلقا کی مانند کوئی ملک نہیں پائیگا"۔ یہاں کی بھیڑ بکری کے اور گائے کے گوشت کو اور مقاموں کی بھیڑ بکری اور گائے کے گوشت پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اب یہ جگہ جو بنی اسرائیل کی مواشی کے لئے ایک نہایت دلپسند جگہ تھی اموریوں کے ہاتھ میں تھی جو بڑی زبردست اور جنگجو قوم سمجھی جاتی تھی۔ اور ان کی بہادری کا سکہ اُس وقت سے جما ہوا تھا جس وقت انہوں نے اگلے زمانہ میں جبّاروں کا جو اِس خِطہ کے اصلی باشندہ تھے سامنا کیا اور ان پر فتح پائی۔ واقعی اس ملک کا وہ تمام ٹکڑا جو یردن کے مشرق کی طرف واقع تھا کسی زمانہ میں اُن قوموں کے قبضہ میں تھا جو قوت اور قامت کے لحاظ سے مشہور تھیں لیکن اُس کے موجودہ باشندوں کو اُن جبّاروں پر بھی فتح پانے کا فخر حاصل تھا (۲۱: ۲۴) علاوہ اس کے ان اموریوں نے موآبیوں اور عمونیوں کو بھی بعض بعض جگہوں سے جو پہلے اُن کے قبضہ میں تھیں نکال دیا تھا۔ پس اموریوں کے ساتھ لڑنا آسان کام نہ تھا۔ لیکن خداوند نے اپنے لوگوں کا دل بڑھایا اور اُن کے ایمان اور دلیری نے حسب موقعہ ترقی پائی۔ یہیس پر جنگ ہوئی۔ ایمان کی رُوح نے اسرائیلیوں کی شجاعت کو دوبالا کر دیا تھا۔ اور گو وہ فن جنگ سے بالکل ناآشنا تھے تاہم اُنہوں نے بڑی مردانگی سے اس زبردست غنیم پر حملہ کیا اور اُسے شکست فاش دی۔ سیحون مارا گیا۔ اور یہ ایسی کامل فتح تھی کہ وہ تمام سرزمین جو ارنون اور یبوق کے درمیان سیحون سے علاقہ رکھتی تھی اُس کے دار الخلافہ سمیت حسبون اور عروعیر اور دیگر بڑے بڑے

شہروں کے قبضہ میں آگئی (قاضی $\frac{۱۱}{۱۲-۲۷}$)

عوج کی مملکت ۔ بسن اور اُس کے حصین شہر

لیکن اس کا یہ نتیجہ ہؤا کہ بنی اسرائیل کو فوراً ایک اَور مخالف کا مقابلہ کرنا پڑا جو سیحون اور اموریوں سے بھی کہیں زبردست تھا۔ بسن کا بادشاہ عوج ایسے ملک پر حکمرانی کرتا تھا جو دُور دُور تک اموریوں کے شمال اور مشرق میں پھیلا اور مضبوط شہروں سے پُر اور جنگجو لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ بادشاہ خود ایک جسیم اور قوی ہیکل آدمی تھا۔ اُس کا آہنی پلنگ طول میں نو ہاتھ اور عرض میں چار ہاتھ تھا۔ اور اُن شہروں کا شمار جو اُس کے ملک میں پائے جاتے تھے بظاہر قابل یقین معلوم نہیں ہوتا۔ پادری ڈاکٹر پورٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں اکثر اُن الفاظ پر غور کیا کرتا تھا جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کی مملکت کے ایک حصہ (یعنی ارجوب کے علاقے) میں ساٹھ ایسے شہر تھے جو ۹ - اونچی دیواروں دروازوں اور قفلوں سے مضبوط تھے اور بہت سے اَور شہر بھی جو بے پناہ تھے۔ (استثنا $\frac{۳}{۳-۵}$) میں کبھی کبھی اپنی اٹلس کو دیکھا کرتا تھا جس میں بسن کی ساری سرزمین کا نقشہ کھنچا ہؤا تھا۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سرزمین ایک عام ضلع سے وسیع نہ تھی۔ پس میں تعجب کرتا تھا۔ اور یہ بات کہ ایسے قدیم زمانہ میں ماسوائے بہت سے بے پناہ شہروں کے اُس میں ساٹھ فصیل دار شہر تھے اور وہ سمندر سے دور ایسی جگہ واقع تھے جہاں نہ کوئی دریا تھا اور نہ کسی طرح کی تجارت کا سلسلہ جاری تھا بالکل سمجھ سے باہر معلوم ہوتی تھی لیکن گو یہ بات سمجھ سے باہر اور مشکل معلوم ہوتی ہے تاہم سراسر سچ ہے کیونکہ میں نے اس جگہ جاکر اور اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اُس کی سچائی کو قبول کیا۔ سَو سے زیادہ برباد شدہ شہروں اور گاؤں کا ملاحظہ میں نے صرف انہی پہاڑوں میں کیا اور اُن کو درست پایا۔ پس یہاں (یعنی بائبل میں) ایک تعظیم کے لائق بیان پایا جاتا ہے جو تین ہزار برس سے زیادہ عرصہ ہؤا قلمبند کیا گیا جس میں اتفاقیہ طور پر ایسے واقعات کا ذکر اور شمار پایا جاتا ہے۔ جسے بہت تھوڑے لوگ درست ماننے کے لئے تیار ہیں۔ جسے شاید بہت لوگ حماقت کا طومار سمجھ کر ردّ کرنے کو تیار ہوں تاہم وہ ایک ایسا بیان ہے جسے گہری تحقیق نے ایک ایک نقطے اور شوشے تک صحیح ثابت کر دیا

ہے۔

عوج کا مطیع ہونا عوج کے ہمسایہ پر جو واردات حادث ہوئی اُس سے اُس کی ہمتِ مردانہ میں کچھ فرق نہ آیا بلکہ وہ موسٰی اور اسرائیلیوں کے مقابلہ کے لئے میدانِ جنگ میں اُتر آیا۔ لڑائی اِدراعی کے میدان میں ہوئی۔ اصل میدان جنگ کی نسبت بحث ہے کیونکہ اِس نام کے دو مقام ایک دوسرے سے دس میل کے فاصلہ پر واقع تھے۔ لیکن اُس سیاح کے نزدیک جس کی تحریر سے ابھی ہم اقتباس کر چکے ہیں، شہر ادراعی جو ایک چٹان کی نوک پر تھا عین میدان کے بیچوں بیچ کھڑا تھا۔ یہ ایسا مضبوط شہر تھا کہ اُس کے پاس تک پھٹکنا مشکل کام تھا۔ اور وہ میدان جو اُسے چاروں طرف سے گھیرے تھا زرخیزی کے لحاظ سے لاثانی تھا۔ ہماری رائے میں ان باتوں کا جاننا بہت ضروری ہے کیونکہ اُن کے وسیلے سے ہم ٹھیک ٹھیک طور پر محسوس کر سکتے ہیں کہ ایسے سخت دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے کیسی دلیری اور شجاعت کی ضرورت تھی لیکن چالیس برس کی تربیت نے اسرائیلیوں کی طبیعت اور مزاج میں بڑی ترقی پیدا کر دی تھی۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ وہ فوج جس نے عوج پر حملہ کیا ایک عجیب مستقل مزاجی کا ہتھیار تھی۔ عوج اور اُس کے لشکر نے شکست فاش کھائی۔ بادشاہ لڑائی میں کام آیا اور اُس کی مملکت اسرائیل کے ہاتھ آئی

ارجوب اور بنتھر کے بڑے بڑے شہر بسن کا پہلا حصّہ جس پر بنی اسرائیل قابض ہوئے ارجوب کا علاقہ تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ وہی قطعہ زمین ہے جو اب لیاہ کہلاتا ہے۔ شکل میں بیضوی۔ طول میں ۲۲ اور عرض میں ۱۴ میل ہے۔ جب بنی اسرائیل اس میں داخل ہوئے تو اس وقت اُن چیزوں کو دیکھا ہو گا جو اُن کی آنکھوں کے سامنے آئیں اور وہ اُن کو دیکھ کر بہت حیران ہوئے ہونگے۔ اگرچہ وہ علم الارض سے بالکل ناآشنا تھے تاہم اس علاقہ کے سیاہ فام پتھر نے اُن کی توجہ کو ضرور ہی اپنی طرف کھینچا ہو گا۔ اُسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہو گا کہ گویا پگھل کر زمین کے مختلف مساموں سے نکلا اور اس قدر چاروں طرف پھیل گیا ہے کہ تمام میدان کو بھر دیا ہے بے شمار گہرے شگافوں اور کھلی ہوئی غاروں اور ناہموار ٹوٹے پھوٹے پہاڑی کناروں اور اُبھرے ہوئے چٹانی حصّوں کو دیکھ کر ان لوگوں

کو بھی جو سب کے سب بے علم ہونگے یہ خیال گذرا ہوگا کہ کسی وقت ایک ہولناک آگ زمین کی تہ میں شعلہ زن تھی۔ اور ان چیزوں کے ملاحظہ سے ذیل کے الفاظ کو جن کے وسیلے سے موسیٰ نے خدا کے قہر کا نقشہ اپنی آخری نبوت میں کھینچا ہے نہایت دہشت انگیز بنا دیا ہوگا۔ "میرے غصہ کے مارے آگ بھڑک اٹھی ہے۔ جو پاتال کی تہ تک جلتی جائیگی۔ جو اسفل جہنم تک جلیگی (انگریزی حاشیہ جلی ہے) اور زمین کو اس کی پیداوار سمیت بھسم کردیگی (دکھا گئی ہے) اور پہاڑوں کی بنیادوں میں آگ دیگی"۔ لیکن جس وقت انہوں نے ارجواب کے شہروں میں قدم رکھا ہوگا اُس وقت اُن کی حیرت اور بھی بڑھ گئی ہوگی کیونکہ پہلے کبھی اُنہوں نے ایسے گھر نہ دیکھے تھے۔ دیواریں کالے پتھر کے بڑے بڑے ٹکڑوں سے بنی ہوئی تھیں۔ اور اُن میں سے بعض چار چار فٹ موٹے تھے۔ چھتیں بھی سنگین تھیں اور پتّھر کی لمبی لمبی کڑیوں پر قائم تھیں۔ دروازے بھی پتّھر کے تھے اور اُن میں پتّھر کے کواڑ لگے ہوئے تھے جن کی چُولیں پایوں میں جمی ہوئی تھیں۔ یہ دروازے اِدھر اُدھر گھوم سکتے اور لوہے کی بڑی زنجیروں سے بند کئے جاتے تھے۔ اب یہ عمارتیں نہ تو ان مکانوں کی مانند تھیں جو اُن کے باپ دادوں نے مصر میں دیکھے تھے اور نہ اُن خیموں کی مانند تھیں جن میں وہ خود بیابان میں رہا کرتے تھے اور یہ گھر اس مصالح کے سبب سے جو قریباً لوہے کی مانند سخت تھا اور بے تحاشا استعمال کیا گیا تھا ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا فی الواقع جبّاروں کے ہاتھ نے انہیں تیار کیا ہے اور یہ انہی کے رہنے کے لئے بنے ہیں۔ اگر خدائے قادر کا زور آور بازو اُن کا مددگار نہ ہوتا تو یہ گلّہ بان قوم جو فن جنگ سے بالکل ناآشنا تھی ایسی جنگجو قوم پر کبھی فتح نہ پا سکتی اور نہ ایسے ایسے مضبوط قلعوں کو اپنے قبضہ میں لا سکتی۔

قدامت کے ثبوت ڈاکٹر پورٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس بات کو دیکھ کر نہایت متحیر ہوا کہ بہت سے مکانات جو اب تک موجود ہیں بڑی قدامت کے آثار پیش کرتے ہیں۔ وہ تھوڑے سے مربّع شکل بُرج اور کھنڈر جن کی نسبت کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سن عیسوی کی ابتدائی صدیوں میں تعمیر کئے گئے تھے ان گھروں کی بڑی بڑی دیواروں اور موٹے موٹے سنگین دروازوں کے مقابلہ میں کچھ چیز نہیں۔ ان گھروں کی تجویز کی سادگی۔ اُن کی نیچی نیچی چھتیں اور اٹکل سے کاٹے ہوئے پتھروں

کے بڑے بڑے کندے جن سے یہ عمارتیں بنائی گئی ہیں۔ اور اُن کی دیواروں کا بڑا بڑا عرض۔ یہ سب ایسے وقت پر دلالت کرتے ہیں جو رومی زمانہ سے کہیں پہلے تھا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اُس زمانہ سے بھی پہلے ہو جس میں بنی اسرائیل نے اس ملک کو فتح کیا۔ لارڈ لینڈسے صاحب ان مکانوں کو رومی زمانہ سے منسوب کرتے ہیں، لیکن پورٹر صاحب کی رائے یہ ہے کہ "یہ مکانات اس بات کی ابدی شہادت ہیں کہ بسن کو یہوواہ کے دستِ قدرت نے فتح کیا تھا"۔ پورٹر صاحب کی تصنیفات میں بسن کے مشہور شہروں میں سے کئی شہروں کی موجودہ حالت کا مفصل بیان پایا جاتا ہے۔ اور ذیل کے شہر اُن میں شامل ہیں۔ مثلاً قدیم قنات (گنتی ۳۲/۴۲) بصرہ یعنی موآب کا قدیم بصراہ (یرمیاہ ۴۸/۲۴) سلکا دیعنی قدیم سلکد (استثنا ۳/۱۰) قوریہ یعنی قدیم قریوت (یرمیاہ ۴۸/۲۴) اور اِدرعہ یعنی قدیم اِدرعی وغیرہ وغیرہ۔

بیت جمول ایک اَور سیّاح ہیں جن کا نام مسٹر سرل ایل۔ گراہم صاحب ہے انہوں نے مسٹر پورٹر صاحب سے بھی زیادہ دُور کا سفر کیا ہے۔ وہ ایک اُجڑے ہوئے شہر کی نسبت جو اب اُم الجمال کہلاتا ہے اور بائبل کا بیت جمول سمجھا جاتا ہے (یرمیاہ ۴۸/۲۳) اور جو شروع میں بسن کا ایک شہر تھا (شاید بڑی وسعت کے سبب سے پایہ تخت بھی تھا) اور جسے موآبیوں نے اُس وقت اپنے قبضہ میں کر لیا تھا جس وقت اسرائیل کے دس فرقوں کو قید کر کے اسور کو لے گئے تھے ذیل کے الفاظ تحریر کرتے ہیں۔ یہ شہر شاید اُن قدیم شہروں میں سے ہے جو مجھے زیادہ مکمل معلوم ہوئے۔ وہ چاروں طرف ایک اونچی فصیل سے جو مستطیل شکل کی ہے گھرا ہوا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کا احاطہ جدید یروشلم کی نسبت بڑا ہے اُس کی سڑکوں میں سے کئی سڑکیں پختہ ہیں۔ میں نے اس جگہ ایک اَور چیز دیکھی جو کسی اَور جگہ اب تک دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ یعنی شہر کے اندر کشادہ کشادہ چوک تھے جو اُن جگہوں کی مانند تھے جنہیں ہم سکوٹر کہتے ہیں۔ کئی بڑی بڑی سرکاری عمارتیں بھی موجود تھیں . . . . بعض بعض گھر خوب عالیشان تھے اور تین تین کمرے نچلے فرش پر اور دو دو کمرے دوسری منزل

ہیں رکھتے تھے۔ سیڑھیاں بڑے بڑے پتھروں کی بنی ہوئی تھیں اور وہ پتھر گھر کی دیواروں میں لگے ہوئے تھے۔ سیڑھیاں باہر کے رُخ اُوپر کو جاتی تھیں۔ دروازے حسب معمول پتّھر کے تھے اور بعض اُن میں سے جوڑ دار تھے جو کپڑے کی طرح تہ ہو جاتے تھے۔ بعض نقش و نگار سے مزیّن تھے۔ جب میں اِس شہر میں پہنچا تو جیسا میں ہر جگہ کیا کرتا تھا ویسا ہی یہاں بھی کیا۔ یعنی اپنے عربی ساتھیوں کو سانڈنیوں کی حفاظت کے لئے چھوڑا اور چند اشخاص کو بُرجوں کے اوپر سنتریوں کے طور پر مقرر کیا کہ دیکھتے رہیں کہ کوئی دشمن نہ آجائے اور پھر بندوق لے کر اس شہر کی قدیم جگہوں میں تنہا گھومنے لگا۔ پرانے گھروں میں سے ایک ایک میں گھُسا۔ اوپر کی منزلوں پر گیا۔ کمروں کو دیکھا۔ غرضیکہ تمام جگہ کو اچھی طرح دیکھا۔ ہر ایک کوچہ۔ ہر ایک گھر اور ہر ایک کمرہ کو ایسا مکمّل پایا کہ میں خیال کرتا تھا گویا میں یہ خواب دیکھ رہا ہوں کہ اکیلا اس شہر خموشاں میں پھر رہا ہوں جہاں سب کچھ مکمل اور آراستہ دیکھتا ہوں مگر کسی کی آواز نہیں سنتا۔ مجھے الف لیلہ کی وہ کہانی یاد آتی تھی جس میں اس بات کا ذکر پایا جاتا ہے کہ ایک شہر تھا جس کی تمام آبادی سو سال کے لئے پتّھر بن گئی تھی“۔

حوران کی زرخیزی۔ جلعاد ارجوب یا لیاہ کے مشرق میں ایک سلسلہ کوہ واقع ہے جو شمال اور جنوب کی طرف پھیلا ہوا ہے۔ جسے اب جبل حوران کہتے ہیں۔ اس کی اطراف سے اسرائیلیوں نے بلوطوں کے وہ جنگلات دیکھے جن کے لئے بسن مشہور تھا۔ اس سلسلہ کا ایک پہاڑ موسومہ تشکوۃ الحذر قریباً ۵ ہزار فٹ بلند ہے۔ غالباً وہی وہ ”بسن کی مانند چوٹی دار پہاڑ ہے“ جس کا ذکر زبور نویس کرتا ہے (زبور ۶۸/۱۵) لیاہ کے مغرب میں مشرقی میدانوں میں سے ایک خوبصورت اور نہایت زرخیز میدان واقع ہے یعنی مشہور حوران کا میدان جو ”دمشق کا غلّہ خانہ“ سمجھا جاتا تھا۔ بسن کی بادشاہی میں نصف حصہ جلعاد کا بھی شامل تھا (جس طرح اس کا دوسرا حصّہ سیحون کی بادشاہی میں داخل تھا) اور جلعاد کے پہاڑ جن پر بلوطوں کے درخت پائے جاتے تھے اُس کی جنوب مغربی سرحد تھے۔ شمال کی طرف بسن کوہ ہرمون تک پھیلا ہوا تھا جس کی شاخوں میں سے ایک شاخ

موسومہ جبل ہیش اُس کا تیسرا کوہستانی سلسلہ تھا۔ بہیئتِ مجموعی یہ خطۂ زمین ایک نہایت دلکش اور خوشنما ٹکڑا تھا۔ فلسطین کی نسبت زیادہ سرسبز اور زیادہ سیراب تھا مگر اپنے محلِ وقوع کے سبب سے اس قابل بھی تھا کہ مخالفوں کے حملوں کا تختۂ مشق بنا رہے۔ مسٹر بکنگھم صاحب لکھتے ہیں کہ ”ہم اس وقت ایک بےنظیر زرخیز زمین پر تھے جو نہایت خوبصورت اور قدرتی نظاروں سے پُر اور گھنے گھنے جنگلوں سے ملبّس تھی جس میں کئی قسم کے سرسبز ڈھلوان قطعے پائے جاتے اور سُرخ رنگ کے وسیع میدان دیکھنے میں آتے تھے۔ زمین کا نقشہ ہر موڑ پہ بدل جاتا اور نئے خوشنما نظارے ہر مختلف جگہ میں سامنے لاتا تھا۔ اور وہ چمنستانی نظارے جو اس زمین کے عام ویرانہ پن کی نحوست کو دور کرتے ہیں ہم کو اس قسم کی اور جگہیں یاد دلاتے تھے جو اُن ملکوں میں واقع ہیں جو اس ملک کی طرح نگرانی کے بغیر نہیں چھوڑے گئے۔ پس جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قدرتی نظاروں کا وہ شوق جواب تک اسرائیلیوں کے پہلو میں سویا پڑا تھا اب اُن کے اثر پذیر سینوں کو زور سے گُدگُدانے لگا اور وہ طبیعت جو زرخیز کھیتوں کے حُسن پر فدا ہو جانے والی تھی اب انہیں یہ شوق دلانے لگی کہ بسن ہی میں قیام کریں تو ہمیں تعجب نہیں آتا۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ موسیٰ جیسے عمر رسیدہ آدمی نے بھی اس نظارے کے مشاہدہ سے اپنے دل میں جوش کو انگڑائیاں لیتے دیکھا۔ چنانچہ وہ شاعرانہ جوش کی جھلک جو اُس کی آخری نبوت کے گیت میں جلوہ گر ہے اُس دلچسپ نظارہ کے ساتھ پوری پوری مطابقت رکھتی ہے جس کے درمیان اُس نے اُسے تحریر کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام رنگ اُس نے بسن ہی سے لئے تھے جن سے وہ اسرائیل کی عجیب تصویر کھینچتا ہے جو ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے ”اُس نے اُسے زمین کی اونچی اونچی جگہوں پر سوار کیا۔ یعنی بسن کے اُونچے پہاڑ پر“ تاکہ وہ ”حوران کے کھیتوں کا حاصل کھاوے“ اور اُس نے اُسے چٹان میں سے شہد اور سنگِ خارا میں سے تیل چُسایا“ یعنی لیاہ کے کالے رنگ والے بسالٹ پتّھر سے۔ اور ”گائے کا مکھن اور بھیڑ بکریوں کا دودھ اور برّوں کی چربی اور بسنی نسل کے مینڈھے اور بکرے اور خالص گیہوں کا آٹا بھی“ (استثنا ۳۲ باب ۱۳ و ۱۴)

فتوحات کی تواریخی خوبی سیحون اور عوج کی سلطنت کو فتح کرنا بہت عرصہ تک ایک عجیب کارنامہ سمجھا گیا اور اس قابل خیال کیا گیا کہ فرعون کی بربادی اور بحیرۂ قلزم سے پار اُترنے کے واقعات کے سلسلہ میں شامل کیا جائے۔ سیحون اور عوج اپنے ہمسایوں کی طرح چھوٹے چھوٹے نواب یا سردار نہ تھے بلکہ وہ زورآور بزرگ اور مشہور بادشاہ گنے جاتے تھے جو بہت سی جمعیت اور کمال درجہ کی دلیری رکھنے والے تھے۔ دو زبوروں (یعنی ۱۳۵ اور ۱۳۶) میں فرعون کی ہزاؤں اور سیحون اور عوج کے زوال کا مذکور برابر برابر پایا جاتا ہے۔ گویا وہ خدا کی بزرگی اور اُس کی رحمت کو جو اسرائیل پر تھی برابر ظاہر کرتے ہیں۔ زبوروں میں سے ایک زبور (یعنی ۱۳۶) تو ممکن ہے کہ اُسی وقت لکھا گیا تھا لیکن دوسرا شاید بہت عرصہ بعد تصنیف کیا گیا تھا۔ سو جب ہم دیکھتے ہیں کہ سالہا سال بعد جب کہ صیحون اور یروشلم خدا کا گھر بن گئے تھے اُس وقت بھی سیحون اور عوج کی فتح بڑی شکرگذاری کے ساتھ یاد کی جاتی تھی تو ہم جان لیتے ہیں کہ اس فتح نے قوم کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا اور خدا کے پھیلے ہوئے بازو کا ایک عجیب نظارہ دکھایا ہوگا۔

چھٹی فصل۔ موآب اور مدیان

موآب۔ مابعد کی تاریخ۔ بلق۔ بلعام۔ اُس کی نبوت جو اُس کی مرضی کے موافق نہ تھی۔ بعل فغور کی بُت پرستی۔ مدیان۔ یردن کے مشرق میں آباد ہونا۔ بعد کی تاریخ

موآب موآب کا ملک ایک اَور ملک تھا جہاں وہ اس کے بعد پہنچے۔ موآب ادومیہ کے شمال کی طرف واقع اور بحیرہ مُردار کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ جاتا تھا۔ اور شمال مشرقی اطراف میں اس قدر پھیلا ہُوا تھا کہ آخرکار بسن کی سرحد سے جا ملتا تھا لیکن موآبیوں کو اموریوں نے اُن کے ملک کے زیادہ ہموار اور زرخیز ٹکڑے سے خارج

کر دیا تھا۔ سو وہ اب صرف اُسی پہاڑی قطعہ کو اپنے قبضہ میں رکھتے تھے جو ارنون کے جنوب اور بحیرۂ مردار کے مشرق میں واقع تھا۔ پہاڑوں کا ایک سیاہ سلسلہ دریائے یردن کے مشرق میں واقع اور ابیرم کے پہاڑ کے نام سے موسوم ہے۔ سیّاح لوگ اسی کو اپنی کتابوں میں "موآب کی سیاہ دیوار" بتلاتے ہیں اور وہ ہموار قطعہ جو یردن کے مشرقی کنارے اور یریحو کے مقابل واقع ہے "موآب کے میدان" کہلاتا تھا۔ موآب کے اضلاع نہایت زرخیز اور نہایت آباد تھے لیکن اب نبوّت کے مطابق بنجر اور غیر آباد ہیں۔ کینن ٹرسٹرم صاحب نے اس سرزمین کی جو جدید کیفیت تحریر کی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے کھنڈروں کے اس میں اَور کچھ نہیں رہا۔ چونکہ آوارہ گرد اور قزاق عرب اس ملک میں بھرے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اس کے زرخیز میدان ویران پڑے ہیں کیونکہ کوئی ایسی جگہ بونا نہیں چاہتا جہاں سے اُس کو کاٹنے کی امید نہ ہو۔

مابعد کی تاریخ موآب اپنے شمالی رشتہ دار عمون سمیت بابل کی اسیری کے بعد تک قائم رہا لیکن اُس وقت کے قریب برباد ہوگیا یا یوں کہیں کہ عربوں میں مل کر گم ہوگیا۔ اُن کے اکثر شہروں کے نام اَب تک باقی ہیں مگر شہر خود غیر آباد اور اُجاڑ پڑے ہیں۔ وہ نبوت جو اِن ملکوں کی بربادی کی نسبت جو کسی زمانہ میں دولت اور رونق سے بہرہ ور تھے کی گئی تھی عجیب طور پر پوری ہوئی۔ وہ بُت پرستی جو بابل اور نینوہ میں رائج تھی پہلے ہی سے لوط کی اولاد میں پھیل گئی تھی۔ ان قوموں کی بے دینی سے صاف ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل بھی ضرور باطل پرستی کے گرداب بلا میں گرفتار ہو جاتے اگر خداوند اُن کے درمیان اپنے علم اور سچی عبادت کو قائم رکھنے کے لئے خاص خاص وسائل استعمال نہ کرتا۔

بلق موآبیوں نے بنی اسرائیل کو اپنی مشرقی سرحد سے بغیر کسی طرح کی روک ٹوک کے گذرنے دیا۔ لیکن اب جب اُنہوں نے دیکھا کہ سیحون اور عوج جیسے بادشاہ مفتوح ہوگئے ہیں تو وہ ڈر گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا بھی وہی حال ہو جو اُن کا ہوا۔ یا تو اُنہیں اس کی خبر نہ تھی اور اگر خبر تھی تو اُس کی کچھ پروا نہ کی کہ خدا نے حکم دے دیا ہے کہ موآبی اور عمونی لوط کی اولاد ہونے کے سبب سے چھوڑ

دئے جائیں۔ (استثنا ۲/۱۶-۱۸) یا شاید اُنھوں نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے ملک کے اُن حصّوں کو بنی اسرائیل سے۔ لے لیں جو اموریوں اور اہل بسن نے اُن سے چھین لئے تھے۔ پس اُن کے بادشاہ بلق نے اپنے رشتہ داروں اور ہمسائیوں مثلاً مدیانیوں اور اسماعیلیوں کو جنہیں وہ اپنے داؤں پر لا سکتا تھا اس منصوبہ میں گانٹھ لیا کہ بنی اسرائیل کے برباد کرنے میں اس کی مدد کریں۔ لیکن اُس نے اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ اَور قسم کے مددگاروں سے بھی مدد کا طالب ہؤا۔ اُس نے ایک نبی یا یوں کہیں کہ ایک مشرقی سیاح کی بابت بہت کچھ سُن رکھا تھا جس کا نام بلعام تھا۔ وہ ایک مشہور کسدی نجومی تھا جس کی لعنتوں اور برکتوں کی نسبت یہ بات مشہور تھی کہ اُن میں بڑا اثر ہے۔ اب بلق کے دل میں یہ خیال پیدا ہؤا کہ اس قسم کا آدمی اُس لڑائی میں جو بنی اسرائیل کے ساتھ ہونے والی ہے بڑا کام دیگا۔ کیونکہ اُس نے دیکھا کہ بنی اسرائیل خدا کی مہربانی پر بڑا بھروسہ رکھتے ہیں۔ اس سے اُس نے یہ استدلال کیا کہ وہ شخص جو آسمانی برکتوں اور لعنتوں کے نازل کرنے میں قدرت رکھتا ہے وہ اُن پر ایسی مصیبت انڈیل سکتا ہے جو کبھی کبھی دور نہ ہو سکیگی۔

بلعام معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی وحدت کا عقیدہ باوجود بت پرستی کی خرابیوں کے ہنوز باقی تھا کسی اَور کے دل میں ہو یا نہ ہو بلعام کے دل میں وہ ضرور موجود تھا۔ اس عجیب شخص کو نبوّت کا انعام تو حاصل تھا مگر نبوت کا فضل نصیب نہ تھا۔ وہ فوق العادت علم سے بہرہ ور تھا لیکن اُس خود انکاری اور راضی برضا رہنے کی خوبی سے محروم تھا جو اُن سچے نبیوں کو نصیب تھی جو اپنے علم کو صرف خدا کے جلال کے لئے استعمال کرتے تھے۔ باوجود اس پُرجوش آرزو کے کہ بلق کو خوش کرے اور اُن بڑے بڑے انعاموں سے جو اُس نے دینے کا وعدہ کیا تھا فائدہ اُٹھائے وہ اتنی دلیری نہ رکھتا تھا کہ اُس کی درخواست کو یک لخت قبول کرے۔ سب سے پہلے خدا نے اُسے اپنا پیغام پہنچایا اور اُسے بلق کے قاصدوں کے ساتھ جانے سے منع کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بلق کی طرف سے ایک اَور پیغام آیا۔ جو اپنے ساتھ پہلے کی نسبت اَور بھی زیادہ مزدوری کا وعدہ لایا جب

بلعام نے اپنے جانے کی نسبت خدا سے ہدایت طلب کی تو اس کو جانے کی اجازت دی گئی۔ لیکن اُس کے ساتھ یہ حکم دیا گیا کہ وہی بات بولے جس کے بولنے کی اجازت خدا سے پائے مگر یہ اجازت دراصل سزا کی صورت رکھتی تھی کیونکہ بلعام کے دل کی یہی آرزو تھی کہ وہ وہی کام کرے جس سے اپنی فیس کمائے۔ جب وہ چلا جا رہا تھا اُس وقت اُس کو وہ عجیب جھڑکی ملی جس کی نسبت لکھا ہے "کہ ایک بے زبان گدھی نے آدمی کی طرح بول کر اس نبی کو دیوانگی سے باز رکھا"

اُس کی نبوّت جو اُس کی مرضی کے موافق نہ تھی

لیکن بلق کے پاس پہنچکر اور رویا پر رویا دیکھ کر جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ کیسے عجیب طور سے بنی اسرائیل الٰہی فضل سے بہرہ ور ہیں اور یہ جان کر کہ جو لعنت اُن پر بھیجی جائیگی وہ اُلٹی بھیجنے والے پر نازل ہوگی یہ زر پرست نبی کانپ اُٹھا اور اُس کے خیالات خاک میں مل گئے۔ بلق کے ساتھ یکے بعد دیگرے تین مختلف چوٹیوں پر گیا۔ یعنی پہلے بعل (یا بامات بعل) پر گیا۔ پھر اُس کے بعد پسگاہ پر اور پھر آخر کار فغور کی چوٹی پر پہنچا کہ شاید جگہ کی تبدیلی خدا کے ارادے کی تبدیلی کو ظاہر کرے۔ لیکن وہ نبوت کی رُوح جو اُس میں تھی رُک نہ سکی اور اسرائیل پر لعنت بھیجنے کے عوض اُس نے اُن کو اعلیٰ درجے کی برکت دی۔ عجیب طرح کے فصاحت آمیز لہجے میں اُس نے مسیح کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ "یعقوب میں سے ایک ستارہ نکلیگا اور اسرائیل میں سے ایک عصا اٹھیگا اور موآب کی نواحی کو مار مار کر صاف کر دیگا۔ اور سب ہنگامہ کرنے والوں کو ہلاک کر ڈالیگا۔"

بعل فغور کی بُت پرستی

بلعام اور موآب کے غضب ناک اور مایوس بادشاہ کے درمیان فساد برپا ہونے کا خطرہ تھا۔ کیونکہ بلق بیدین لوگوں کی طرح ایسے نبی کی کچھ پروا نہ کرتا تھا جو بادشاہوں کی مہربانی کی نسبت خدا کی مرضی کی عزت اور پروا کرنے والا تھا۔ لیکن بلعام نے بڑی چالاکی سے بلق کو خوش کرنے کی راہ نکالی۔ اپنے انعام پانے کی تدبیر بھی سوچ لی اور خدا کی برملا نافرمانی سے بچنے کی ایک تجویز بھی گھڑ لی۔ جس طرح بہت لوگ

کیا کرتے ہیں اُسی طرح بلعام نے بھی ایک اور ہی طریق نکالا۔ وہ ایسی سخت دلی نہ رکھتا تھا کہ عین خدا کی آنکھ کے سامنے نافرمانی کر کے اپنی دلی آرزو کے پورا کرنے میں لگ جائے سو اُس نے سوچا کہ میں ایک چھپی ہوئی راہ اختیار کر سکتا اور اُس سے اپنی آرزوؤں کو اچھی طرح پورا کر سکتا ہوں۔ پس اُس نے بلق کو یہ صلاح دی کہ تم بنی اسرائیل سے دوستی کا رابطہ پیدا کرو اور اُن کو موآبیوں کے بُت پرست اور ناپاک تیوہاروں میں مبتلا کرو (گنتی ۲۵/۱ و مکاشفات ۲/۱۴) بعل فغور کی جو موآبیوں کا دیوتا تھا ایسے دستوروں اور ریتوں سے پرستش کی جاتی تھی جو صریحاً ناپاک اور شہوانی معلوم ہوتے تھے۔ بنی اسرائیل جن میں سے اکثر لوگ عالم شباب میں تھے جلد اس پھندے میں پھنس گئے اور کئی ان میں سے نفرت انگیز بدمستیوں میں مبتلا ہو گئے۔ پس انہوں نے خود اپنے گھنونے افعال سے وہ آسمانی لعنت اپنے اوپر کھینچ لی جس کے نازل کرنے کی قدرت بلعام نہ رکھتا تھا۔ ایک خوفناک وبا خدا کی طرف سے بھیجی گئی جس نے چوبیس ہزار لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ اس بلا کا اور نیز دیگر بلاؤں کا جو بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر نازل کروائیں یہ نتیجہ ہوا کہ جب تھوڑی دیر بعد مردم شماری کی گئی تو معلوم ہوا کہ اُن کی تعداد اُس وقت کی نسبت جب اُنہوں نے ملک مصر کو چھوڑا تھا بہت کم ہو گئی ہے۔

مدیان موسےٰ کی آخری قومی خدمت یہ تھی کہ اُس نے مدیانیوں پر حملہ کرنے کے لئے ایک دستہ روانہ کیا۔ یہ مدیانی اسرائیلیوں کو گناہ میں پھنسانے کے معاملے میں موآبیوں کی نسبت زیادہ قصوروار تھے۔ موسیٰ نے ہر ایک فرقہ سے ایک ایک ہزار جوان انتخاب کیا اور ان کو مدیانیوں کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ ان جوانوں نے ان کو بالکل تباہ کر دیا۔ بلعام بھی اپنی مکاری کے انعام کا لطف اُٹھانے کے لئے بہت دن تک نہ جیا۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلق کے ساتھ اپنا معاملہ طے کرنے کے بعد اپنے وطن کو چلا آیا تھا (گنتی ۲۴/۲۵) اور چونکہ جس وقت بنی اسرائیل نے مدیانیوں پر حملہ کیا وہ اُن کے ساتھ تھا سو وہ بھی اُن کے ساتھ تلوار سے مارا گیا (گنتی ۳۱/۸)

یردن کے مشرق کا آباد کیا جانا موآبی اس وقت بالکل دب گئے تھے۔ سو اب کوئی اسرائیل کو سیحون اور عوج کے ممالک پر قابض ہونے سے روکنے والا نہ

تھا بشرطیکہ خدا اُن کو ایسا کرنے سے نہ روکتا۔ چونکہ یہ زمین چراگاہوں کے لئے عجیب طور پر مناسب واقع ہوئی ہے اور روبن اور جد کے فرقے بے شمار بھیڑ بکریاں رکھتے تھے لہٰذا انہوں نے اس زمین کے لئے درخواست کی۔ اور بعد میں منسّی کے نصف فرقے نے بھی یہ اجازت مانگی کہ ان اضلاع میں آباد ہونے کی رخصت اُن کو دی جائے۔ آخر کار یہ بات قرار پائی کہ اُن کے جنگی مرد اپنے خاندانوں اور بھیڑ بکریوں کو تو یہاں چھوڑیں اور خود دوسرے فرقوں کے ساتھ دریائے یردن کو عبور کر کے ملک کے فتح کرنے میں اُن کی مدد کریں۔ جب یہ کام طے ہو جائے تو لوٹ کر جلعاد کی ڈھلوان سرزمین۔ میدانوں اور بسن کے جنگلوں میں آباد ہوں۔ یہ اضلاع جو اس طرح حاصل کئے گئے اور آباد ہوئے بائبل کی تاریخ میں "یردن کا پار" کہلاتے ہیں۔ اس دریا کی گہری وادی اس قطعہ زمین کو باقی حصہ ملک سے بالکل جُدا کر دیتی ہے۔ اس وادی سے زمین کی سطح اُن ڈھلوان پہاڑیوں اور چوٹیوں میں سے اُوپر کو اُٹھتی ہے جن کے بیچ میں بے شمار وادیاں واقع ہیں جنہیں کئی ندی نالے سیراب کرتے ہیں۔ نقشہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام ندیاں جو جھیل گلیل اور بحیرہ مردار کے درمیان دریائے یردن میں گرتی ہیں انہی اطراف سے نکلتی ہیں۔

بعد کی تاریخ چونکہ یہ خطّہ یردن کی گہری وادی کے اور نیز ملک کی قدرتی حالت کے سبب سے باقی فلسطین سے جدا تھا لہٰذا اُس کے باشندوں کو یہودی تاریخ کے عام واقعات سے بہت کچھ تعلق نہ تھا۔ اس کے بڑے بڑے جنگی بہادر مثل افتاح جلعادی کے اور اُس کے نبی مثل ایلیاہ تشبی کے جو جلعاد کے باشندوں میں شمار کیا گیا اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ وہاں کا رہنے والا تھا یا نہ تھا (۱-سلاطین ۱۷:۱) ایسے اشخاص تھے جو تاریخی واقعات کے میدان میں نمودار ہونے سے پہلے گمنام تھے اور جنہوں نے کسی طرح کی شہرت نہ پائی تاوقتیکہ وہ اعلیٰ درجے کی خدمات کے لائق نہ ہوئے۔ یہ وہ چھپنے کی جگہ تھی جس کی طرف لوگ خطرہ کے وقت پناہ کے لئے بھاگا کرتے یا محنت اور معمولی شغل سے تھوڑی دیر کے لئے آرام پانے کو جایا کرتے تھے۔ یہ وہ قطعہ تھا جس کی طرف داؤد اُس وقت یک بیک بھاگ نکلا تھا جب ابھی سلوم نے یروشلم پر قبضہ کر لیا تھا۔ اسی کے جنگلوں میں سے ایک جنگل میں اُن کی

دونو فوجوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اور اسی کے خاردار بلوطوں میں سے ایک بلوط کی شاخ پر سے وہ نوجوان باغی اُس وقت لٹکا ہوا تھا جب یوآب نے اُس کا کام تمام کیا۔ اسی سرزمین کی طرف داؤد کا بزرگ فرزند (یعنی خداوند مسیح) تنہائی اور دعا کے لئے جایا کرتا تھا۔ اور اسی کے شمالی حصہ میں جسے اہل روم پیریہ کہتے ہیں اس کی بعض بلند پایہ تعلیمات کے موتی سلکِ تحریر میں پروئے گئے اور اُس کے بعض بڑے بڑے کام ظہور پذیر ہوئے۔ آج کل سیاح لوگ بہت کم اُس میں جاتے ہیں کیونکہ لوٹنے والے بدوؤں کے ڈر کے مارے جو اُس کے ویران نالوں اور جنگلوں میں پھرتے پڑے ہیں مسافر لوگ اُس کی وادیوں میں دُور تک نہیں جاتے۔

ساتویں فصل۔ موسیٰ کی وفات

پناہ کے شہر۔ موسیٰ کے آخری کام۔ موآب کے میدان کا نظارہ۔ اُس کا آخری درس۔ پسگاہ سے ملک موعود کے نظارہ کو دیکھنا۔ وفات۔

پناہ کے شہر اُس زمانہ میں جب کہ بنی اسرائیل بیابان میں رہتے تھے موسیٰ نے نئی نئی رسوم کو ان ہدایات پر اضافہ کیا جو وہ پہلے دے چکا تھا۔ وہ آخری احکام جو اُس نے اُن لوگوں کو پہنچائے پناہ کے شہروں سے علاقہ رکھتے تھے۔ ان شہروں میں سے تین دریا یردن کے اِس طرف اور تین اُس طرف واقع تھے۔ اور اس غرض سے بنائے گئے تھے کہ اگر کوئی آدمی سہواً کسی شخص کو مار ڈالے تو ان میں جا کر پناہ گزین ہو۔

موسیٰ کے آخری منصبی کام مدیانیوں کو تباہ کرنے کے بعد موسیٰ کا جنگی کام ختم ہوا۔ اس سے کچھ عرصہ پیشتر خدا نے اس کو یہ حکم دیا تھا کہ یشوع کو بڑی سنجیدگی کے ساتھ اپنا جانشین مقرر کرے۔ اگرچہ اس کے دل کی یہ تمنّا ہوگی جیسے باپ کے دل کی تمنّا ہوا کرتی ہے کہ یہ فخر اور عزّت میرے بیٹے کو نصیب ہو تاہم اُس نے اُسی وقت اپنی معمولی تابعدارانہ جلدی سے خداوند کے حکم کی تعمیل کی لیکن پسگاہ کی

چوٹی پر سے اُسے ملک موعود کا نظارہ دکھایا گیا تھا اس کے بعد ظاہر طور پر اپنی خدمت کو یشوع کے سپرد کرنا اور لوگوں کو موآب کے میدان میں ایک طویل اور پُراثر درس دینا جس سے استثنا کی کتاب مشتمل ہے وغیرہ وہ کام تھے جن کی انجام دہی کے بعد خدا کے بندے کی زمینی خدمات ختم ہوئیں۔

موآب کے میدان کا نظارہ اس وقت اس میدان کا نظارہ انتہا درجہ کا چرنا ثیر ہوگا کیونکہ اسرائیل کے لشکر اس کثرت سے اور اتنی دُور دُور پھیلے ہونگے کہ موسیٰ کی آواز وہاں تک نہ پہنچتی ہوگی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ قوم کے فقط بزرگ اور سردار ہر روز اُس کی سُننے کو آتے ہونگے۔ اور پھر اُن میں سے ہر ایک اپنی اپنی جماعت کو وہ باتیں جا کر سناتا ہوگا جو اُس نے اپنے الہام یافتہ رہنما سے سُنی تھیں۔ کیسی عزت اور کیسے ادب کے ساتھ وہ اُس کی طرف دیکھتے ہونگے۔ اُن کے سامنے وہ بزرگ سر تھا جسے یوکبد کے پیارے ہاتھوں نے ستانے والے فرعون کے دنوں میں جھاؤ کے ٹوکرے میں رکھا تھا۔ اُن کی آنکھوں کے روبرو وہ شخص تھا جس کے سامنے ایک طرف مصر کی دلکش چیزیں اور دوسری طرف خدا کے بندوں کے دعوے رکھے گئے تھے تاکہ اُن میں سے ایک کو اپنے لئے انتخاب کرے لیکن اُس نے بڑی سعادت مندی سے خدا کے لوگوں کے ساتھ دُکھ اُٹھانا قبول کیا۔ اُن کے سامنے وہ آنکھیں تھیں جنھوں نے حوریب کے سایہ میں خدا کے فرشتے کو جلتی ہوئی جھاڑی میں دیکھا تھا۔ اُن کے سامنے وہ چہرہ تھا جو پہاڑ پر الٰہی جلال سے مہر تاباں کی طرح منوّر ہوگیا تھا۔ اُن کے سامنے وہ آزمایا ہؤا مرد کھڑا تھا جس پر بار بار بے انصافی سے طرح طرح کی تہمت لگائی گئی لیکن اُس نے اپنی آزمائشوں کو بڑی بُردباری اور حلم سے سہا۔ بڑی ایمانداری اور وفاداری سے لوگوں کی رہنمائی کی اور دانائی سے اُن کو وقت بوقت صلاح دی اور اپنی عزّت اور نفع کو نثار کر ڈالا کیونکہ وہ اُنہیں پیار کرتا تھا۔

اُس کا آخری درس اب وہ لوگ آخری دفعہ اُس کی آواز سُن رہے تھے۔ کوئی اَور قوم شاید کبھی ایسا قائم رہنے والا اور مؤثر کلام سننے کے لئے کبھی اس طرح فراہم نہ ہوئی ہوگی جس طرح یہ لوگ فراہم ہوئے اور نہ کوئی درس

ایسا مناسب حال دیا گیا ہوگا جیسا یہ درس تھا۔ موسیٰ کی اصل غرض یہ تھی کہ وہ خدا کو جو ایک واحد۔ زندہ اور غیور اور اس کے ساتھ ہی اسرائیل پر رحم کرنے والا خدا بھی ہے ایک دلکش صورت میں اُن کے سامنے پیش کرے۔ پس اُس نے اُن کو وہ تمام باتیں یاد دلائیں جو خدا نے شریعت میں بیان فرمائی تھیں اور انہیں ان تمام واقعات کی طرف متوجہ کیا جو اُس نے اپنی عجیب پروردگاری سے اُن کے لئے بہم پہنچائے تھے۔ پھر اُس نے اُس بڑے نبی کی طرف اشارہ کیا جو اُس کی مانند اُن کے درمیان برپا ہونے والا تھا۔ اور اس طرح اُن کے درمیان وہ انتظار کی رُوح پیدا کی جو زمانہ آیندہ کی طرف دیکھتی تھی اور جس میں موعودہ برکت وجود میں آنے والی تھی۔ اُس نے بڑے ہیبت ناک رنگوں میں اُس پُرخوف فتوے کی تصویر بھی کھینچی جو بہ سبب نافرمانی کے نازل ہونے والا تھا۔ اس کے ساتھ ہی چمکتی ہوئی فصاحت سے اُن برکتوں کا مرقع کھینچا جو بہ سبب وفاداری کے نازل ہونے کو تھیں۔ پھر ان ساری باتوں کا مطلب ایک نظم میں بھر دیا جو اپنی تاثیر اور خوبصورتی کے سبب سے بے نظیر ہے اور جو غالباً اس غرض سے لکھی گئی کہ سب لوگ اسے حفظ کریں اور گایا کریں۔ اس کی آواز کی آخری گونج مشکل سے بند ہوئی تھی کہ وہ اس نظارہ میں سے اوپر بلا لیا گیا۔ اس کے بعد جب موآب کے میدان میں ماتم کے تیس دن گذر گئے تو لوگوں کو یہ حکم ہوا کہ اپنے نئے رہنما کی سرکردگی میں ملک موعود پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

پسگاہ سے ملک موعود کے نظارہ کو دیکھنا اور اُس کی وفات

بحیرہ مردار کی مشرقی اطراف میں پہاڑوں کا ایک سلسلہ پایا جاتا ہے جو جھیل کے کنارے پر مثل ایک کالی دیوار کے کھڑا ہے۔ ان پہاڑوں میں سے بعض تین تین ہزار فٹ اونچے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک جگہ پسگہ کہلاتی ہے جس کا سُراغ اب نہیں مل سکا۔ شاید خدا نے قصداً اُسے پردہ میں رکھا ہو۔ اس جگہ سے موسیٰ نے اُس ملک موعود کو ایک نظر دیکھا جس کے دیکھنے کے لئے اُس کی جان تڑپتی تھی۔ جب اُس نے مغرب کی طرف اپنی آنکھ اُٹھائی تو یہودا کے پہاڑوں اور اونچے میدانوں کو اپنے

سامنے پایا۔ اور اُس نے اُن کے درمیان شاید حبرون اور مکفیلہ کی غار کو جہاں اُن مقدس لوگوں کی خاک دفن تھی پہچانا ہوگا۔ اور موریا کی سرزمین اور صیہون کے قلعہ کو دیکھا ہوگا جو آنے والے جلال کے سبب سے نہایت نورانی تھا لیکن ساتھ ہی آنے والے گناہوں کے سبب سے ویسا ہی تاریک بھی تھا۔ شمال کی طرف اُس نے دریائے یردن کو دیکھا ہوگا جو سانپ کی طرح بل کھاتا ہؤا اپنے معتدل میدان کے بیچ سے گذر رہا تھا۔ جس کی باریک طلائی دھارا کچھ فاصلہ کے بعد زیادہ چمکیلے اور وسیع عرض میں پھیلتی ہوئی دکھائی دی ہوگی۔ جس کے ساحل پر اُسے جو موسیٰ کو جلتی ہوئی جھاڑی اور پہاڑ پر دکھائی دیا انسانی صورت میں ہوکر پھرنا تھا۔ اس سے کچھ اَور دُور نفتالی کی پہلی سرحد پر حرمون اور لبنان کی برف سے ڈھنپی ہوئی چوٹیاں اس کو دکھائی دی ہونگی اور اُن کے بیچ میں کئی زرخیز میدان اور سبزے اور درختوں سے بھری ہوئی وادیاں نظر آئی ہونگی جہاں کئی خوشدل اور شادماں گھرانے آباد ہو سکتے اور خدائے تعالیٰ کی پاک عبادت کی جا سکتی تھی۔ جب اُس کی آنکھیں اس خوشنما نظارہ سے سیر ہو چکیں تو وہ عہد جو ابراہیم اضحاق اور یعقوب کے ساتھ کیا گیا تھا اُس کے کان میں گونج اُٹھا اور جب وہ اُن بزرگوں کی مانند اُن وعدوں کو یاد کرکے جو ابھی پورے نہ ہوئے تھے اپنے دل میں خوش ہو رہا تھا موت نے اُس کی آنکھیں بند کر دیں اور غیر مرئی ہاتھوں نے اُسے ایک نامعلوم قبر میں دفن کیا۔

Jews' History
Volume I
Page 182.

آٹھویں فصل - اِس زمانہ کی تمدّنی اور مذہبی حالت

سوسائٹی کی حالت بیابان ہیں ۔ مذہب کے متعلق بڑی تبدیلی ۔ لوگوں کی طبیعت اور مزاج ۔ دنیا کی مذہبی تاریکی ۔ عستارات کی مُورت جو عستارات قرینم ہیں ملی ہے ۔

سوسائٹی کی حالت بیابان ہیں جب ہم بنی اسرائیل کی تمدّنی حالت پر جیسی کہ اُس زمانہ میں تھی جو بیابان ہیں گذرا نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس پر بہت کچھ کہنے کا سرمایہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے ۔ وہ زمانہ عجیب قسم کا تھا نہ تو اس ہیں اُن کی عادات پختہ ہو سکتی تھیں اور نہ وہ اُس ہیں برابر علوم و فنون ہیں ترقی کر سکتے تھے ۔ پس بنی اسرائیل کے روزمرہ کاموں کا جو وہ چالیس برس کے عرصہ تک کرتے رہے صحیح اندازہ لگانا واقعی مشکل کام ہے ۔ جزیرہ نما کے بعض دو بڑے حصّوں ہیں خصوصاً اُس وادی ہیں جو ساحل کے پاس واقع ہے اور جو وادی مکتوب یعنی ”لکھی ہوئی وادی“ کہلاتی ہے کئی کتبے چٹانوں پر تحریر کئے ہوئے پائے گئے ہیں جن میں مختلف اقسام کے حیوانوں کی تصویریں اور مختلف حروف ہیں لکھی ہوئی عبارتیں شامل ہیں ۔ ان ہیں بعض کا مطلب نامعلوم ہے ۔ ان کتبوں کی نسبت بہت سے خیالات پیدا ہوئے ہیں ۔ اُن میں سے ایک وہ ہے جو اُنہیں بنی اسرائیل کی طرف منسوب کرتا ہے یعنی یہ کتبے اُنھوں نے اُس وقت لکھے جب وہ سینا میں تھے ۔ لیکن یہ ماننا پڑتا ہے کہ اس رائے پر کئی زبردست اعتراض کئے جا سکتے ہیں ۔ پس یہ معاملہ ابھی تاریکی کے پردہ ہیں لپٹا ہوُا ہے ۔ مسکن کی ساخت ۔ اُس کے اسباب ۔ اور کاہنوں کے لباس اور متبرک کپڑوں کے متعلق خدا کی ہدایت کے مطابق اعلےٰ درجہ کے ہنر اور لیاقت کو ظاہر کرنے کا موقعہ اہلیاب اور بضلی ایل کو ملا جنھوں نے اُن ہنروں کو مصر میں حاصل کیا تھا ۔ لیکن سب باتوں پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اِن باتوں کو جو اُنھوں نے وہاں سیکھی تھیں بھُول گئے تھے ۔ بعض بعض باتوں کے

سبب تو اس کے لئے کچھ افسوس نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر اُن لوگوں پر اس بات کا بھروسہ ہو سکتا کہ وہ اُنہیں فائدہ کے لئے استعمال کرینگے تو وہ باتیں جو اُنہوں نے مصریوں سے تعمیر بافندگی۔ برتن بنانے اور تصویر کھینچنے کے متعلق سیکھی تھیں وہ بہت کارآمد ہوتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مقدّس سرزمین پر قابض ہونے کے بعد بہت مدت تک وہ لوگ ان باتوں کی نسبت ایک قسم کی گنوار زندگی بسر کرتے رہے۔ اور داؤد اور سلیمان کے زمانہ تک اُن کو اعلیٰ قسم کے طرز معاشرت کا سلیقہ نہ آیا۔ اور یہ بات کسی قدر عجیب معلوم ہوتی ہے کہ عبرانیوں کے درمیان کوئی فرقہ ایسا نہ تھا جس نے اپنے تئیں اُن علموں میں لگایا ہو جنہیں مصریوں کے درمیان ارباب علم و فضل حاصل کیا کرتے تھے۔ پھر جب اُن کے درمیان ایک خواندہ اور عالم گروہ پیدا ہؤا تو اُنہوں نے اپنی لیاقتوں کو ایسے طریق پر خرچ کیا جو بالکل تحسین کے لائق نہ تھا۔ یعنی انہوں نے تورات پر ایسی روایتیں اور تفسیریں ایزاد کیں جنہوں نے عموماً یا تو اُس کے مطلب کو زیادہ تاریک کر دیا یا اس کی روحانی طاقت اور حیثیت کو بالکل برباد کر دیا۔

مذہب کے متعلق بڑی تبدیلی لیکن اس صحرائی زمانہ میں مذہب کے اندر بڑی تبدیلی پیدا ہوئی۔ پہلے تو خدا کا کلام والدین سے فرزندوں کو زبانی ملا کرتا تھا لیکن اب تحریر میں آگیا۔ اسی طرح پہلے عام عبادت کے دستور تھوڑے اور سادہ تھے لیکن اب شمار میں زیادہ اور خاصیت میں مکمل ہوگئے۔ پہلے کاہنوں کی کوئی خاص جماعت نہ تھی لیکن اب ہارون کا خاندان کہانت کے کام کے لئے مخصوص کیا گیا۔ اسی طرح دنیاوی انعام اور سزائیں اس وقت پہلے کی نسبت زیادہ توضیح کے ساتھ مذہب سے وابستہ ہوگئیں۔ طرح طرح سے مسیح اور اس کی نجات کی طرف علامتوں اور نشانوں کے وسیلے اشارہ کیا گیا۔ مگر یہ ہم نہیں جانتے کہ اس بات کو اُن کے چیدہ اشخاص کہاں تک سمجھتے تھے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ آیا عوام الناس بھی اسے سمجھتے تھے یا نہیں۔ لیکن نیا عہد نامہ یہ سکھاتا ہے کہ مصر سے خلاصی پانے کی تمام تجویز مسیح کی نجات کی ایک علامت تھی۔ اسی طرح من اور وہ پانی جو چٹان سے نکلا آسمانی روٹی اور پانی کے نشان تھے۔ اسی طرح سردار کاہن خود اور تمام خون کی قربانیاں مسیح کی علامت

تھیں۔ پھر ایک شخصی نجات دہندہ پر جو دنیا میں آکر نجات دینے کو تھا اور خصوصاً اس بات پر کہ اُس میں انسانی اور الٰہی دو ذاتیں ہونگی اشارہ کیا گیا۔ غالباً نجات دہندہ کی نسبت سب سے زیادہ واضح اشارے وہ تھے جو بلعام کے کلام میں پائے جاتے ہیں جس میں اُس نے ایک ستارے اور ایک عصا کی نبوّت کی۔ اور پھر موسیٰ کے کلام میں بھی تھے جس میں اُس نے اپنی مانند ایک نبی کے برپا ہونے کی خبر دی جس کی پیروی ہر ایک امر میں لازم تھی۔ پھر اُس الٰہی فرشتہ کے جو لوگوں کو خبریں پہنچایا کرتا تھا۔ وقت بوقت کے نظارے اور نیز آسمانی نور کی وہ حضوری جو پاکترین جگہ میں خدا کی موجودگی کا نشان تھی اس بات پر اشارہ کرتی تھی کہ کلام مجسّم ہوکر آدمیوں کے درمیان رہیگا۔ ان ضابطوں اور مکاشفوں کے سبب سے بنی اسرائیل واقعی ایک ایسی قوم ہو گئی تھی جو "خدا کی مقرب قوم تھی" (زبور ۱۴۸/۱۴) لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کی بڑی امّید ابھی پوری نہ ہوئی تھی۔

لوگوں کی طبیعت اور مزاج اگر لوگوں کی طبیعت یا مزاج پر غور کریں تو یہ کہ سکتے ہیں کہ جو لوگ مصر سے آئے تھے ان کے مزاج میں غرور۔ جلد بازی۔ بے ایمانی اور بغاوت ایک افسوس ناک درجہ تک پائی جاتی تھی۔ لیکن اُس پُشت کا مزاج جو ملک موعود میں داخل ہوئی بہت بہتر تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیابان کی رہایش نے اور نیز ان ضابطوں نے جو بیابان میں دئے گئے تھے اُس میلان کو جو وہ مصر کی باطل پرستی اور بُت پرستی کی طرف رکھتے تھے بالکل دور کر دیا۔ بیابانی رہایش کے شروع میں یہ رغبت حد درجہ تک پہنچی ہوئی تھی (حزقی ایل ۲۰/۸) اور ہم استیفان کی تقریر سے سیکھتے ہیں کہ وہ "مولک کے خیمہ اور رِفان دیوتا کے تارے کو لئے پھرتے تھے" (اعمال ۷/۴۳) اس قسم کی رغبتوں کو دور کرنے کے لئے بیابان کی تربیت عبث نہ تھی۔ جن بُت پرستیوں کی طرف لوگ بعد میں راغب اور اُن کی تقلید کرنے کے درپے ہوئے وہ آس پاس کی قوموں کی بُت پرستیاں تھیں۔ چالیس برس کی سخت تادیب نے اور اُن وباؤں نے جو بار بار اُن پر واقع ہوئیں اور اُن کے لشکروں میں تباہی برپا کر گئیں اور نیز اس افسوس ناک واقعہ نے کہ اُن کے باپ دادوں کی ہڈیاں بیابان میں سفید ہونے کے لئے چھوڑی گئیں اُن پر ایک عجیب اثر پیدا کیا۔ اس کے ساتھ ہی خدا کے فضل کی ملائم تاثیریں بھی ان کے

درمیان کام کرتی رہیں۔ مثلاً خدا کی مدد اور اُس کے ہاتھ کا ہر وقت اُن کے ساتھ موجود رہنا اور اُس زمین کا عطا کیا جانا جس میں شیر و شہد بہتے تھے اور اپنے بزرگ آبا کے ایمان کو بار بار یاد کرنا جنہیں بیرسبع۔ حبرون۔ سکم۔ بیت ایل اور بہت سی دیگر جگہیں بار بار اُن کی آنکھوں کے سامنے لاتی ہونگی۔ اسی طرح ان کی ضروریات کا مہیا کیا جانا اور ان کی قربانیوں کا مقبول ہونا ایسی باتیں تھیں جنہوں نے کئی ایک دلوں میں گناہ کا غم اور خدا کا بھروسہ پیدا کر دیا ہوگا اور اب جب یہ لوگ یردن کو عبور کرنے والے تھے یہ خیال بڑا دلچسپ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کئی ایک کے دل خاکساری سے بھرے ہوئے بھروسے اور خوشی کی فرمانبرداری سے تر و تازہ تھے کہ ان میں سے بہت اپنے باپ ابراہیم کے ایمان میں اُس کی پیروی کرتے تھے اور اُس کی مانند اُس شہر کی طرف دیکھتے تھے جس کا بانی اور بنانے والا خود خدا ہے۔

دُنیا کی مذہبی تاریکی

لیکن اسرائیل کے دائرے کے باہر دنیا کی مذہبی حالت ایک ایسی تصویر سامنے لاتی ہے جو اور بھی زیادہ تاریکی اور اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ملٹن صاحب اُن دیوتاؤں کی فہرست پیش کرتے ہیں جن کی اُس وقت سیریا اور اس کے گرد و نواح میں اور دنیا کے دیگر حصوں میں پرستش کی جاتی تھی۔ اگرچہ اُن کا بیان شاعری کے معمولی زیورات سے مزیّن ہے تاہم اس میں شک نہیں کہ وہ بڑی صراحت سے ایک افسوس ناک حقیقت کو پیش کرتا ہے۔

عستارات کی مورت جو عستارات قرنیم میں ملی ہے

بسن کے شہروں کی بُت پرستی اور اُن کے جاہ جلال کی طاقت کی کئی یادگاریں اب تک باقی ہیں تاکہ زمانہ حال کے لوگ اُن پر نظر ڈالیں اور دیکھیں۔ ان شہروں میں سے ایک پُرانا شہر عستارات قرنیم تھا۔ یعنی دو سینگوں یا ہلال کی صورت کا عستارات۔ ابراہیم کے دنوں میں یہ شہر رفائیوں کی ایک مضبوط جگہ تھی (پیدایش $\frac{۱۴}{۵}$) اور بعد میں عوج کی سلطنت کے مشہور شہروں میں سے ایک شہر سمجھا گیا (گنتی $\frac{۲۱}{۳۳}$ یشوع $\frac{۱۲}{۴}$) یہ شہر عستارات یا عستاراتی دیوی کی پوجا کے لئے مشہور تھا جو چاند کی دیوی کہلاتی تھی اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی نیّر سے اس کا نام دو سینگوں یا ہلال کی عستارات پڑ گیا تھا۔ اس شہر کے کھنڈروں کے درمیان ڈاکٹر پورٹر صاحب کو ایک بڑا بھاری سر ملا جس کی شکل نہایت عجیب تھی

اس کا چہرہ تین فٹ چوڑا تھا۔ اور رخسار بڑے بڑے تھے مگر علم سنگ تراشی کی مناسبت اُن میں نہ پائی جاتی تھی۔ آنکھیں ملائم اور عمدہ تھیں۔ ماتھا کم چوڑا تھا۔ ابرُوئیں بھری اور سکڑی ہوئی تھیں۔ ماتھے پر ہلال کی سی شکل بنی ہوئی تھی۔ اُس سے اُوپر کی طرف کرہیں اُٹھ رہی تھیں اور تمام چہرہ کے اردگرد گھمتی گھمتی زلفیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ مُورت دیوی کی مورت تھی جس کے سامنے گذشتہ زمانہ میں کئی گھٹنے عبادت کے لئے ٹیکے جاتے تھے اور کون کہ سکتا ہے کہ یہ مورت اُن مورتوں میں سے نہیں جو اجرامِ فلکی کی مورتیں تھیں جن کی پرستش کی طرف کم اعتقاد اسرائیلی راغب ہوئے اور جو اُن پر آخر کار بابل کی مصیبت لائیں؟ (اعمال ۷/۴۲)

ساتواں باب۔ یشوع اور کنعان کو فتح کرنا

موسیٰ کی وفات سے یشوع کی وفات تک

(یشوع ۱ ۔ ۲۴)

پہلی فصل۔ ملک کا بیان

یشوع سپہ سالار۔ ملک کے نام۔ حدود اربعہ اور وسعت۔ کوہستان۔ درمیانی وادی۔ یردن۔ زرخیز قطعے۔ ایک خوفناک ویرانہ۔ لائم سٹون کے چٹان۔ تین قدرتی حصّے۔ یہودا یا یہودیہ۔ افرائیم یا سامریہ۔ گلیل۔ سمندر کا ساحل۔ اس ملک کا اور ممالک سے علیحدہ ہونا اور اُس کی علتِ غائی

یشوع کی سپہ سالاری اس وقت اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار یشوع ہے اور وہ اس عہدہ کو اُسی اعلیٰ درجے کے بھروسے کے ساتھ اختیار کرتا ہے جو اس نے چالیس برس کا عرصہ ہؤا اُس وقت ظاہر کیا جب وہ بارہ جاسوسوں میں شامل تھا اور لوگوں کو یہ نصیحت کرتا تھا کہ وہ اس ملک پر حملہ آور ہوں۔ اب جب کہ وہ اور اس کی فوج موآب کے میدان میں خیمہ زن ہیں آؤ ہم ذرا سی دیر کے لئے اس ملک کا ملاحظہ کریں جو ابھی تھوڑے عرصہ بعد اُن کے قبضے میں آنے والا ہے۔

ملک کے نام یہ ملک کئی ناموں سے مشہور ہے اور مصر کے پُرانے کتبوں میں روتھن یا روتنیا کی سرزمین کہلاتا ہے۔ پاک نوشتوں میں یہ ملک بنی اسرائیل کے قبضے میں آنے سے پہلے کنعان کی سرزمین کہلاتا تھا اور جب بنی اسرائیل کے قبضہ میں آگیا تو ارض اسرائیل

کی سرزمین کہلانے لگا۔ اور اس کا یونانی اور رومی نام فلسطین فلسطیوں سے ماخوذ کیا گیا تھا جو سمندر کے ساحل کے ایک حصّہ میں آباد تھے اور پُرانی قوموں کے درمیان قدیم سے مشہور تھے۔ "مقدّس سرزمین" یہ نام اگرچہ صرف ایک ہی مرتبہ بائبل میں آیا ہے۔ (زکریا $\frac{۲}{۱۲}$) تاہم یہ نام آج کل اُن مقدّس باتوں کے سبب سے جو اس ملک سے وابستہ ہیں اَور ناموں کی نسبت زیادہ مروّج ہے۔

حدود اربعہ اور وسعت جب خدا نے ملک کنعان کا وعدہ ابراہیم سے کیا اُس وقت اُس کے حدود یہ بتلائے گئے تھے کہ وہ وسعت میں مصر کے دریا سے لے کر دریائے فرات تک ہوگا (پیدائش $\frac{۱۵}{۱۸}$) پھر اس کے بعد یشوع کو بتایا گیا کہ اُس کی شمالی حد لبنان کے پرے حمات کے مدخل تک ہوگی (یشوع $\frac{۱۳}{۱۵}$) اور پھر حزقی ایل نے جو رویا اسرائیل کے بحال ہونے کی نسبت دیکھی۔ اس میں یہ حکم صادر ہُوا کہ اُس کی پُوربی سرحد حوران اور دمشق اور جلعاد کے درمیان سے اور اسرائیل کی سرزمین کے درمیان جو یردن پر ہے ہوگی۔ ان حدود کی صحیح وسعت کی نسبت بہت بحث ہو رہی ہے ضرورت نہیں کہ ہم اس جگہ اس بحث میں دخل دیں تاہم اتنی بات صاف ظاہر ہے کہ وہ ملک جو خدا نے ابراہیم کی اولاد کو عطا فرمایا وہ اس سے بہت بڑا تھا جو یہودیوں کے قبضہ میں شاید داؤد اور سلیمان کے عہد تک رہا۔ وہ قطعہ زمین جو فلسطین کا ملک سمجھا جاتا تھا وہی تھا جس کے حدود عموماً اس طرح بیان کئے جاتے ہیں (گو یہ بھی پورے پورے طور پر ٹھیک نہیں) کہ وہ (شمال میں) دان سے لے کر (جنوب میں) بیرسبع تک پھیلا ہُوا ہے۔ اُس کے مغرب میں بحیرہ اعظم اور مشرق میں صحرائے ارام واقع ہے یہ ملک خطِ استوا سے شمال کی طرف ۳۱ اور ۳۳-۳۰ درجہ عرض بلد کے مابین اور گرینج سے مشرق کی جانب ۳۴ اور ۳۷ درجہ نصف النہار کے درمیان واقع ہے۔ اور انگریزی میلوں کے مطابق اس کی تمام لمبائی ۱۸۰ میل اور اوسط درجہ کی چوڑائی ۵۰ میل کے قریب ہے۔

کوہستانی سلسلہ زمین کے قدیم زلزلوں کے سبب سے فلسطین کے شمال میں دو کوہستانی سلسلے پیدا ہو گئے تھے جو بعض بعض جگہ ہزار ہزار فٹ کی بلندی تک پہنچتے اور ایک دوسرے کے مقابل خطوط متوازی کے طور پر واقع ہیں اور لبنان اور انٹی لبنان

کہلاتے ہیں یہ دونو سلسلے تمام ملک فلسطین میں پھیلے ہوئے ہیں گو بہت اونچے نہیں ہیں۔ یعنی اور پہاڑوں کی نہیں بلکہ سطحات مرتفع کی طرح سینا اور بحیرہ قلزم تک چلے جاتے ہیں۔ انٹی لبنان کا سلسلہ یردن کے مشرق کی طرف واقع ہے۔ اس میں بسن اور جلعاد کی خوشنما اونچی سرزمین اور موآب کے پہاڑ اور کوہ شعیر واقع ہیں۔ یہ سلسلہ جھیل اکابہ تک چلا گیا ہے۔ لبنان کا سلسلہ زیادہ نیچی سطح پر واقع اور تمام مشرقی فلسطین کے بیچ میں سے گذرتا ہے اور ملک کے ساتھ ساتھ ایک ٹیلے یا سطح مرتفع کی شکل پر ریڑھ کی طرح چلا گیا ہے۔ کہیں کہیں ہموار میدان بھی آتے ہیں لیکن زیادہ تر اس کے کناروں میں سے چوٹیاں نکلتی ہیں جو پسلیوں کی طرح ایک طرف بحیرۂ اعظم تک اور دوسری طرف دریائے یردن تک جاتی ہیں فلسطین کے بڑے بڑے شہر۔ مثلاً حبرون۔ یروشلم۔ سکم۔ سامریہ اس سطح مرتفع کے سب سے اونچے حصّے پر واقعہ تھے۔ اور وہ تمام جگہیں جو سمندر کے ساحل اور یردن کے میدان میں آباد تھیں وہ بہت نیچی سطح پر واقع تھیں۔ بعض محاورات بار بار کلام الٰہی میں آتے ہیں جو اس بات کو جاننے سے حل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً یروشلم پر چڑھ جانا۔ یریحو کو اُتر جانا وغیرہ۔ مشرق کی طرف کی اُترائی مغرب کی نسبت بہت ہی زیادہ تھی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ یردن اور بحیرۂ مُردار کی وادی بہت نچان میں واقع تھی کیونکہ بحیرۂ اعظم کی سطح کی نسبت بہت نیچے دبی ہوئی تھی۔ اور یہ نشیب یردن کے منبع کے قریب بہت کم ہے۔ مگر جوں جوں یردن بحیرہ مردار کے نزدیک پہنچتا جاتا ہے نشیب زیادہ ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ وہاں ۱۳۰۰ فٹ سے کم نہیں۔

درمیانی وادی اور یردن اُس گہری وادی میں جو دونو سطحات مرتفع کے درمیان واقع ہے تین جھیلیں واقع تھیں۔ جھیل مروم اور جھیل جلیل تو شمال میں تھیں اور جھیل مردار جنوب میں۔ اور دریائے یردن ان کو باہم ملا دیتا تھا۔ دریائے یردن جھیل مروم سے چند میل شمال کی طرف نکلتا ہے اور اس کے منبعوں میں سے ایک منبع سے یعنی بنیائس کے چشموں سے جو قدیم دان کے قریب واقع ہیں جہاں ابراہیم نے مسوپوتامیہ کے بادشاہوں کو شکست دی تھی اُس کا پانی بڑے زور شور سے بہتا ہے۔ پہلے پہل تو یردن کا پانی کئی مختلف ندیوں میں بہتا ہے۔ لیکن آخر مروم کے طاس میں آکر ایک نالہ میں جمع

ہو جاتا ہے اور پھر جھیل مردم سے نکل کر یہ دریا ایک نالہ میں بہتا ہؤا ایک وادی میں سے گذرتا ہے جس کی سطح اسی جگہ سے نیچے دبنے لگ جاتی اور جھیل گلیل تک زیادہ زیادہ نیچے ہوتی جاتی ہے۔ اس جھیل کا بیان ہم نئے عہد نامہ کی تاریخ لکھتے وقت کرینگے کیونکہ وہاں اِس کا مذکور بہت دفعہ آتا ہے۔ گلیل اور بحیرہ مردار کے درمیان سیدھا فاصلہ کل ساٹھ میل ہے لیکن موڑوں اور بلوں کے سبب سے اِس کا طول دو سو میل سے کم نہیں۔ یردن کے موڑوں کی طرف بائبل میں بار بار اشارہ کیا گیا ہے لیکن انگریزی بائبل اس اشارہ کو بخوبی ظاہر نہیں کرتی ۱۸۴۷ء میں لفٹنٹ لنچ صاحب نے اپنے امریکن ہمراہیوں کے ساتھ ایک کھلی ہوئی کشتی میں یردن کے سارے راستہ کا ملاحظہ کیا اور دیکھا کہ دریا کے راستہ میں بار بار خوفناک طوفان خیز جگہیں آتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسی جگہیں جہاں پانی نہایت زور شور سے بہتا تھا علاوہ چھوٹی چھوٹی سی تیز رو جگہوں کے ستائیس بڑی بڑی جگہیں پائیں اور بہت سے جزیروں کو بھی دیکھا۔ یہ دریا جس کا عرض ۲۵ سے ۶۰ گز تک ہے گویا ایک نالہ میں جو خود ایک نالے کے اندر بہتا ہے پانی کی دھارا ایک تنگ اور چٹانی پاٹ کے اندر محدود ہے اور یہ پاٹ غُور یعنی یردن کی وادی میں واقع ہے۔ یردن کی وادی ایک ایسا میدان ہے جو دونو طرف ننگے پہاڑوں سے گھرا ہؤا ہے۔ آج کل کی نسبت پہلے کسی وقت یہ میدان زیادہ سیراب تھا۔ یردن کا پانی طغیانی کے وقت بھی اپنے پاٹ کے کناروں سے باہر نہیں جاتا لہٰذا دریا کے کنارے پر تو خوبصورت اور گھنی سبزی دکھائی دیتی ہے لیکن میدان عموماً سوکھا اور خشک بیابان سا پڑا ہے۔

زرخیز قطعے مذکورہ بالا خصوصیت کے سبب سے سدوم اور عمورہ کی بربادی کے بعد کوئی مشہور شہر یا گاؤں یردن کے کناروں پر نہ رہا سوائے اُن حصّوں کے جو یریحو کے قریب تھے جنہیں اَور جگہ کا پانی سیراب کرتا تھا۔ کہیں کہیں خوبصورت جگہیں مسافروں کی آنکھوں کو تر و تازہ کرتی ہیں۔ یعنی ایسی ایسی جگہیں جہاں پیازی رنگ اولینڈر اور قرمزی رنگ اینی مون۔ اونٹ کٹاروں کے ارغوانی پھولوں اور گیندے کے زرد پتّوں سے مل کر عجیب طرح کی رنگ آمیزی پیدا کرتے ہیں یا ایسی جگہیں جہاں جھکے ہوئے بید کے بیشمار درخت اور پیڑوں پر چڑھی ہوئی بیلیں دکھائی دیتی ہیں۔ یا ایسی جگہیں

جہاں بید کے اُونچے اُونچے جنگل نظر آتے ہیں جن میں شیروں اور جنگلی سوروں کی ماندیں پائی جاتی ہیں۔ اور جہاں سارس گرمیوں کے موسم میں بسیرا کرتے ہیں۔ یا ایسی جگہیں جہاں درختوں اور جھاڑیوں کے اُلجھے ہوئے جنگل سامنے آتے ہیں جن میں بلبل چہچہاتا یا ابابیل اپنے گھونسلے سے دھوپ کے وقت نکلتا ہے۔ لیکن ایسی ایسی جگہوں میں دریا بھی ادھر اُدھر بل کھاتا پھرتا اور کبھی شمال کی طرف کبھی مشرق کی جانب اور کبھی مغرب کی جانب جاتا ہے۔ غرضیکہ ایک آدھ گھنٹہ کے عرصہ میں قطب نما کی تمام سمتوں پر سے گھوم جاتا ہے۔ گویا یہ چاہتا ہے کہ اسی خاموش وادی میں اِدھر اُدھر گھومتا پھرے اور اپنے متبرک اور شیریں پانی کو بحیرۂ مردار کے تلخ اور لعنتی پانی میں نہ ملائے۔

ایک خوفناک ویرانہ لیکن جس طرف اس دریا کا گذر ہوتا ہے وہاں ساری زمین ویران اور سنسان پڑی ہے ”اس سنسان ویرانہ میں کسی طرح کی آواز تک نہیں آتی تھی۔ کیونکہ ہر ایک جاندار مخلوق جلاتے والی گرمی اور اندھا کرنے والی روشنی کے سبب سے غائب ہو گئی تھی۔ ہوا بھی جب اس میدان پر چلتی تھی تو ایسی معلوم ہوتی تھی گویا کسی کے رونے کی آواز ہے۔ دن کے وقت ایسی معلوم ہوتی ہے گویا اُس آواز کی مانند ہے جو دلدل کی گھاس کے درمیان پیدا ہوتی ہے جہاں مینڈک چلّاتے اور درختوں کے سوکھے ہوئے پتّے کوڑھی کے بدن کی طرح داغدار ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک مرتبہ پھر سرسبز اور خوبصورت میدان دریا کے کناروں پر یریحو اور جلجال کے چشموں کے پاس آتے ہیں اور اُن سے ذرا دور آگے جا کر یردن اپنی قبر میں جا پہنچتا یعنی بحیرۂ مردار کی خوفناک وسعت میں گم ہو جاتا ہے۔

چونے کے پتھر کی چٹان ملک فلسطین کے پہاڑوں میں جو پتھر پایا جاتا ہے وہ لائم سٹون یعنی چونے کا پتھر ہے۔ اور اس کے سوا اور کوئی اس قسم کا پتھر نہیں ہوتا جس میں اتنی غاریں ہوں جتنی اس میں ہوتی ہیں۔ پس اسی واسطے پاک نوشتوں میں بار بار غاروں کی طرف اشارہ کیا گیا۔ ان ممالک کے جن کی خبرداری نہیں کی جاتی۔ اور جن میں زراعت نہیں ہوتی چونے کے پتھر کے پہاڑ بالکل ننگے۔ خاکی اور دلچسپی سے خالی معلوم ہوتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ آج کل مقدّس سرزمین کے کئی اضلاع کی اُجڑی سی حالت ایک دردانگیز صورت پیش کرتی ہے۔ تاہم یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اَور کسی

زمین سے اتنی پیداوار برآمد نہیں ہوتی جتنی چونے کے پتھر والے پہاڑوں کی زمین سے ہوتی ہے بشرطیکہ اس میں زراعت خبرداری کے ساتھ کی جائے۔ ایسی سرزمین تاکستانوں اور دیگر میوہ دار درختوں کے حق میں بہت مفید ہوتی ہے۔ وہی پہاڑی قطعہ جو بے پروائی کی حالت میں بالکل ننگا اور ہیبت انگیز معلوم ہوتا ہے خبرداری سے سرسبزی کے لباس سے ملبّس اور زرخیزی سے مالا مال ہو جاتا ہے یعنی اُس وقت جب کہ اُس میں سیڑھی کی طرح اُوپر نیچے کھیتوں کے تختے بنائے جاتے اور اُن میں انگور۔ زیتون۔ انار اور اَور درخت لگائے جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل اسی قسم کی زراعت کیا کرتے تھے۔ اور وہ پیداوار جو اُن کے چمنستانوں سے پیدا ہوتی تھی ان کی دولت کا ایک خاص جزو تھا۔ میدان میں عام اناج مثل گیہوں اور جَو کے بوئے جاتے تھے۔ علاوہ ان کے بہت سے وسیع ٹکڑے ایسے پڑے تھے جن میں نہ کسّی چلا سکتے اور نہ ہل جوت سکتے تھے۔ وہ عموماً "بیابان" کہلاتے تھے۔ اور ان میں گلّے اور ریوڑ چرتے تھے۔ اگر اس ملک کا مقابلہ مصر اور صحرا کے ساتھ کیا جائے تو یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ملک فلسطین واقعی ندیوں اور دریاؤں کا ملک تھا۔ لیکن خشک موسم میں یہ ندی نالے سوکھ جاتے تھے اور پانی مصنوعی وسائل سے جمع رکھنا پڑتا تھا۔ یہی سبب ہے کہ چشموں اور حوضوں کا ذکر اکثر بائبل میں آیا ہے۔ ان میں سے کئی ایک کے عجیب کھنڈر اب تک موجود ہیں۔ لیکن ان میں سے فقط یردن ہی ایک ایسی ندی تھی جسے دریا کہہ سکتے ہیں۔

تین قدرتی حصّے۔ یہودا یا یہودیہ ملک فلسطین فی الواقع پہاڑوں اور وادیوں کی سرزمین ہے اور وہ اس قدر بیشمار ہیں کہ ان کے نام بتانا مشکل کام ہے تاہم اس ملک کی سطح کے بعض قدرتی حصّے ایسے ہیں جن کا حال اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے کیونکہ وہ اُس کی تاریخ پر بہت سی روشنی ڈالتے ہیں۔ قدرت نے مغربی فلسطین کو تین بڑے حصّوں میں تقسیم کیا ہے یعنی جنوبی۔ وسطی اور شمالی ۱۔ اس علاقے کے تمام حصّوں میں بخوبی راہ و رابطہ پایا جاتا ہے جو جنوبی حد سے عرض بلد کے بتیسویں خط کے نزدیک تک پہنچتا ہے یا یوں کہیں کہ وہ چار ضلعوں کی متوازی شکل بناتا ہے۔ جس کے مرکز کے پاس حبرون واقع ہے اور جو اس شہر کے پچیس میل شمال اور پچیس میل جنوب کی طرف جاتا ہے۔

یہی وہ حصہ ہے جو پہلے یہودا کی سلطنت کہلاتا تھا اور پھر نئے عہد کے زمانہ میں یہودیہ کہلانے لگا۔

افرائیم یا سامریہ یروشلیم سے چند میل شمال کی جانب اس ملک میں کئی گہری وادیاں اور پہاڑی گھاٹیاں آتی ہیں جن کے سبب سے اس ملک کے زیادہ شمالی حصہ میں آنا جانا نہایت مشکل ہے لہٰذا وہ ٹکڑا جو ان گھاٹیوں کے شمال میں واقع ہے بہت درجے تک ایک علیحدہ سا ٹکڑا ہے اور ایک چارگوشہ شکل کا ٹکڑا اُس کے مرکز کے نزدیک سکم واقع ہے۔ اور بیس میل شمال اور بیس میل جنوب کی طرف جاتا اور اس سرزمین کو گھیرتا ہے جہاں افرائیم کا فرقہ جو یہودا کے فرقے کا بڑا ہمسر اور حریف فرقہ تھا بود و باش کیا کرتا اور بڑی طاقت کے اوج تک پہنچا ہُوا تھا۔ یہ خطّہ دس فرقوں کی بادشاہی کا بڑا حصہ اور نئے عہد کے زمانہ میں سامریہ کی سرزمین کا حصہ تھا۔

گلیل پھر اس کے بھی شمال میں ایک اَور ضلع واقع تھا جو کسی قدر میدانوں اور کچھ کچھ پہاڑوں پر مشتمل تھا۔ اور پُرانے عہد نامہ کے زمانہ میں اس ضلع میں اسکار اور دان کے فرقے جو اَور فرقوں کی نسبت کمزور اور کم مشہور تھے رہا کرتے تھے نئے عہد کے زمانہ میں یہ سرزمین گلیل کا ضلع کہلاتی تھی۔

سمندر کا ساحل اس ملک کا بحری ساحل اس لئے عجیب اور مشہور ہے کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک برابر ایک ہی طرز پہ چلا جاتا ہے۔ اس میں وہ قدرتی خلیجیں اور کھاڑیاں نہیں پائی جاتی ہیں جو بندرگاہوں کے لئے نہایت ضروری ہوتی ہیں۔ مثلاً یافہ جو قدیم فلسطین کی سب سے عمدہ بندرگاہ تھا در حقیقت بندرگاہ کے کام کے لئے ایک ناقص سی جگہ تھی۔ اس بحری ساحل میں اور فنیکی ساحل میں جو چند میل شمال کی طرف واقع ہے جو فرق پایا جاتا ہے وہ نہایت حیرت انگیز ہے۔ وہاں لبنان کے اُونچے اُونچے کناروں کے سبب سے جو سمندر کے اندر چلے گئے ہیں بندرگاہوں کے لئے کئی راستے ہیں۔ عبرانی لوگ فنیکیوں کی طرح جہازرانی کا شوق نہ رکھتے تھے۔ وہ سمندر کی طرف ذرا بھی مائل نہ تھے کیونکہ بائبل میں سمندر عموماً خطرہ اور بے آرامی کی علامت کے طور پہ استعمال ہُوا ہے۔

اس ملک کا دیگر ممالک سے علیحدہ ہونا اور اس کی علت غائی صاف ظاہر ہے کہ اس ملک کی قدرتی حالت اُس غرض کے پُورا کرنے کے لئے جس کے لئے یہ چُنا گیا ہُوا تھا نہایت موزون اور مناسب واقع ہوئی تھی۔ وہ غرض یہ تھی کہ ان کے درمیان سچے خدا کا عرفان اور عبادت محفوظ رہے اور اُس میں دنیا کی ضلالت اور غلطیاں راہ نہ پائیں۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے یہ ضروری امر تھا کہ وہ چاروں طرف سے بند یعنی اَور قوموں سے علیحدہ ہو۔ پس وہ صحرا جو اس کے جنوب اور مشرق میں واقع تھا اور سمندر جو اس کے مغرب میں موجزن تھا۔ اور لبنان کی دیوار جو اس کے شمال میں کھڑی تھی جیسے گہری وادیاں کاٹتی تھیں اِس غرض کو بخوبی پورا کر رہی تھی۔ خدا کی یہی مرضی تھی کہ اس سرزمین میں جو ہر طرح سے محفوظ تھی یہودی قوم آباد ہو اور وہاں خاموشی کے ساتھ کھیتی باڑی اور باغبانی کے بامن کاموں میں مشغول ہو جب تک وہ وقت نہ آئے کہ اُن کی تاریخ ایک نیا پہلو اختیار کرے اور ان پر ایک نئی روشنی طالع ہو جو دنیا کے تمام حصّوں میں پھیل جائے۔

دُوسری فصل۔ یشُوع کا جنگ

یریحو کا مطیع ہونا۔ اُس کی جائے وقوع۔ اُس کی تاریخ۔ رومی یریحو۔ جنگ کی تجویز۔ عئی کو فتح کرنا۔ اضلاع متوسط کو فتح کرنا۔ سکم پر کا نظارہ۔ کوہ عیبال اور کوہ گرزیم۔ جبعونیوں کی چالاکی۔ جبعون۔ پانچ بادشاہوں کو نیچا دکھانا۔ جنوبی اضلاع کی فتح۔ مروم کی لڑائی۔ شمالی اضلاع کو فتح کرنا۔

یریحو کا مطیع ہونا موسیٰ کی وفات کے وقت ہم یشوع کو یردن کے مشرقی کنارے پر ڈیرا ڈالے ہوئے دیکھتے ہیں جو یریحو کے مقابل واقع تھا۔ وہ یردن کی وادی کے نچلے سرے کے قریب اور بعض بڑے بڑے ضروری دروں کے پاس جو مغرب کی طرف نکلتے تھے واقع تھا۔ یشوع چاہتا تھا کہ قبل اس کے کہ اپنی فوج کو ملک کے وسطی حصہ میں لے جائے

ان دروں کو اپنے قبضہ میں لائے کیونکہ جب تک یریحو نہ لیا جاتا اور برباد نہ کیا جاتا۔ بنی اسرائیل ایک بھی قدم آگے نہ بڑھ سکتے تھے۔ وہ ایک ایسا ضروری قلعہ تھا کہ وہ اسے فتح کئے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے تھے لہٰذا دو جاسوس بھیجے گئے تاکہ جا کر اُسے اچھی طرح دیکھیں لیکن بادشاہ کو اُن کے جانے کی خبر ہو گئی۔ رحاب نے جو ایک عجیب قسم کی عورت تھی اور جس کا چال چلن پہلے اچھا نہ تھا اُن کو چھپا لیا۔ اس کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ ملک اسرائیلیوں کو دیا جائیگا۔ اُس کے ایمان سے یشوع کو آگے بڑھنے کی ہمت ملی۔ ایک معجزہ کے وسیلے سے یردن کا پاٹ سوکھ گیا تاکہ بنی اسرائیل کو گذر جانے کا موقعہ ملے۔ اور اس کا پانی جو اوپر سے آتا تھا مقام ادوم پر صرتان کے قریب کئی میل شمال کی طرف جمع ہو گیا اور اُس کا نیچے کا پانی دریائے شور کی طرف بہ گیا۔ عہد کے صندوق کو کاہنوں کی جماعت نے صف باندھ کر اُٹھایا اور دریا کے منجدھار میں جا رکھا اور وہیں رہنے دیا جب تک کہ سب لوگ پار نہ اُترے۔ یہ سب باتیں اس لئے ہوئیں کہ وہ خدا کی حضوری اور قدرت کو یاد کریں۔ جلجال پر جس کے معنی بہانا یا لڑھکانا ہیں سب مردوں کا ختنہ کیا گیا تاکہ مصر کی ملامت اُن پر سے دور کی جائے کیونکہ صحرا میں عہد شکنی کے سبب یہ رسم مدت مدید تک ادا نہ کی گئی تھی۔ نیز اس جگہ عید فسح بھی بڑی سنجیدگی کے ساتھ مانی گئی۔ یریحو کے نزدیک یشوع کو عہد کا فرشتہ جنگی لباس اور جنگی خطاب کے ساتھ دکھائی دیا۔ خداوند کے لشکروں کا سردار تاکہ اُسے اس بات کا یقین دلائے کہ جو لڑائیاں اب جاری ہونے والی تھیں وہ اُن میں اُس کے ساتھ رہیگا۔ جب یریحو کا محاصرہ ہو رہا تھا تو اس عرصہ میں وہ لوگ چھ دن تک عہد کے صندوق کو ہر روز ایک مرتبہ یریحو کی دیواروں کے گرد لے جاتے رہے۔ ساتویں دن سات مرتبہ لے گئے۔ اُس دن ایسا ہوا کہ شہر کی دیواریں یک بیک گر گئیں۔ رحاب اور اُس کے خاندان کو چھوڑ کر شہر کے باقی سب باشندے تہ تیغ کئے گئے۔ شہر مسمار کیا گیا اور پھر اُس شخص پر جو پھر اُسے تعمیر کرنے کی جرأت کرے ایک سنجیدہ لعنت بھیجی گئی۔

اس کی جائے وقوع یریحو "کھجور کے درختوں کا شہر" چونے کے پہاڑ کے دامن میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ واقع تھا۔ اور اُس کے نزدیک بہت سے بڑے بڑے نالے بہتے تھے جو اب بھی اُس تمام جگہ کو جہاں تک آنکھ جاتی ہے خوبصورتی اور زرخیزی سے مزین کرتے ہیں یہ نالے جو گھنی اور اُلجھی ہوئی جھاڑیوں کے درمیان سے بہتے ہیں اب بھی بہت سے

ہرے ہرے مرغزاروں کو شاداب کرتے ہیں اور اگر کسی بات کی ضرورت ہے جو اس جگہ کو دنیا کی خوبصورت اور زرخیز جگہوں میں سے ایک جگہ بنائے تو اس بات کی ہے کہ وہاں زراعت کی جائے۔ شروع ہی سے یریحو بلسان کے درختوں کے سبب سے مشہور رہا ہے جن سے ایک ایسی عجیب اور شفا بخش خاصیتوں کا مرہم پیدا ہوتا ہے کہ ویسا اور کسی جگہ پیدا نہیں ہوتا۔ یشوع کے ایام میں ایک خوبصورت کھجوروں کا جنگل بھی وہاں موجود تھا جو اب بلسان کے درختوں کی طرح بالکل مفقود ہو گیا ہے اور وادی کے کنارے کنارے چلا گیا تھا اور قریباً آٹھ میل لمبا اور تین میل چوڑا تھا یریحو اس کے مغرب کی طرف۔ گمان ہے کہ جلجال اس کے مشرق کی طرف واقع تھا جب بنی اسرائیل جلجال کیطرف بڑھ رہے تھے اس وقت انہیں جن کو مصر کا نقشہ یاد ہوگا میفس کے کھجوروں کا وہ جنگل یاد آتا ہوگا جو بیناروں کے نزدیک واقع تھا۔ یہاں سے انہوں نے یریحو کی فصیل کو جو آسمان سے باتیں کر رہی اور اس جنگل میں سے دکھائی دیتی تھی مشاہدہ کیا ہوگا اور پیچھے کی طرف اونچے پہاڑ نظر آتے ہونگے جہاں وہ دو آدمی جو شہر کی جاسوسی کے لئے بھیجے گئے تھے چھپے رہے۔ یہ وہ نظارہ تھا جو ہر ایک شخص کے دل کو جس میں ایمان کا غلبہ نہ تھا ہلا دینے والا تھا۔ اور اس عجیب دلیری کا جو اس وقت بنی اسرائیل کو بھرپور کر رہی تھی۔ یہ ثبوت ہے کہ وہ چپ چاپ اور بھروسہ کے ساتھ ایک ایسی مہم کو سر کرنے کے لئے آگے بڑھے جو بظاہر مشکل بلکہ محال نظر آتی تھی۔

اس کی تاریخ یریحو ایسی جگہ تھی کہ بنی اسرائیل نہ اُسے دشمن کے قبضہ میں چھوڑ سکتے تھے کیونکہ اگر ایسا کرتے تو یہ جگہ سخت خطروں کا باعث ٹھہرتی اور نہ اُسے اپنی محافظت کے لئے پناہ گاہ بنا سکتے تھے۔ اگر دشمن اُسے لئے رہتے تو وہ بہت خطرناک جگہ ہوتی۔ اور قلعہ کے لئے عبرانیوں کو اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ خدا اُن کا قلعہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہی سبب تھا کہ اس پر یہ فتوے نازل ہؤا کہ وہ بالکل حرم کیا جائے لیکن باوجود اس لعنت کے یریحو پھر تعمیر کیا گیا (۱- سلاطین $\frac{16}{34}$) ایلیاہ اور الیشع کے ایام میں نبیوں کا ایک سکول اس میں پایا جاتا تھا۔ یہ دونو نبی بھی اکثر اس جگہ آیا جایا کرتے تھے۔

ایلیاہ کی زندگی کے آخر میں ایلیاہ اور الیشع دونو یریحو سے یردن کے کناروں کی طرف جو چند میل کے فاصلے پر واقع تھے روانہ ہوئے اور نبیوں کے فرزند دُور اُن چوٹیوں پر جو شہر سی اُونچی تھیں کھڑے تھے تاکہ ایلیاہ تسبی کو آسمان پر جاتے دیکھیں۔ ایلیاہ نے اپنے وطن کے نزدیک جا کر دریا کو عین اُس جگہ کے نزدیک مگر دوسرے رُخ عبور کیا جہاں سے بنی

اسرائیل اُس وقت اُس سے پار اُترے۔ اور پھر اُس جگہ کے نزدیک پہنچ کر جہاں سے موسیٰ جُدا ہُوا تھا ایلیاہ ایک آگ کے رتھ پر سوار ہُوا اور غائب ہو گیا۔

رومی یریحو جب اہلِ روم ملک فلسطین پر حکمران تھے اُس وقت کھجوروں کے درخت اور بلسان کے باغات کو مارک انتونی نے اپنی خوبصورت مگر بدچلن معشوقہ کلیوپترہ کے حوالے کر دیا تھا۔ پھر اس کے بعد ہیرودیس اعظم نے اپنے لئے یریحو میں ایک عالیشان محل تعمیر کروایا۔ یہی وہ رومی یریحو تھا جس میں سے مسیح اپنے آخری سفر کے وقت گذرا جب یروشلم کو جا رہا تھا اور اُس راہ پر سے گذرا جس پر گولر کا درخت تھا۔ (لوقا ۱۹/۴) پھر ویران اور سنسان پہاڑوں میں گیا اور وہاں جا کر چوٹی پر سے اُس رستہ کو پہلی دفعہ دیکھا جو اس لمبی چڑھائی میں سے گذرتا تھا۔ یہی وہ راستہ تھا جس سے اُس نیک سامری کی تمثیل وابستہ ہے۔ یوں آخرکار اپنے دوستوں کے گھر پہنچا جو پہاڑ کے پہلو پر کٹورا سا آباد تھا۔

جنگ کی تجویز یریحو کے حرم کرنے کے بعد یشوع نے یہ قصد کیا کہ تمام ملک کو جو مغرب میں واقع تھا اپنے قبضہ میں لائے۔ اگر جنگی امور سے ذرا بھی واقفیت ہو تو اس بات کا سمجھنا مشکل نہ ہو گا کہ جو پہلو اب اُس نے اختیار کیا وہ حملہ کرنے کے لئے اُس تدبیر کی نسبت جسے موسیٰ اختیار کرنا چاہتا تھا نہایت موزون تھا اور وہ یہ تھی کہ ادوم کی سرزمین میں سے گذر کر حملہ کرے اگر وہ تجویز اب اختیار کی جاتی تو کنعان کی تمام متحدہ طاقتیں دان سے بیرسبع تک اُس کا مقابلہ کرتیں اور اُسے شمال کی طرف جاتے وقت یکے بعد دیگرے ایک ایک چوٹی پر لڑائیاں کرنی پڑتیں۔ پھر اغلب ہے کہ اُن میں سے ہر ایک اپنے تئیں اُس کے حملوں سے بچاتی۔ اور اُدھر ادومی جو اس کے پیچھے آباد تھے جس وقت چاہتے اُسی وقت اُس پر آ گرتے۔ یوں وہ چاروں طرف سے مخالف طاقتوں سے گھر جاتا۔ پس اُن کا کوہ شعیر کے گرداگرد سفر کرنا اور آگ کے سانپوں کے بیابان میں سے گذرنا جو ایک سخت مصیبت سمجھا جاتا تھا آخرکار ایک بڑی برکت کا باعث ثابت ہُوا کیونکہ اب وہ ملک جو دریائے یردن کے مشرق میں واقع تھا۔ یعنی عوج اور سیحون کی سلطنتیں مطیع ہو چکی تھیں۔ سو اب کوئی دشمن یشوع کے پیچھے موجود نہ تھا۔ اس تجویز میں ایک یہ خوبی تھی کہ وہ یردن کے غربی حصہ کے وسط پر حملہ آور ہو کر اُسے دو ٹکڑوں میں تقسیم کر سکتا تھا۔ یوں شمالی قوموں کو جنوبی قوموں کے ساتھ ملنے سے روک سکتا اور ملک کے بیچوں بیچ اپنی جمعیت قائم

کر کے وہاں کے لوگوں کو میدان میں آکر لڑنے کے لئے مجبور کر سکتا تھا۔ اس کا نتیجہ اگر حسب خواہش واقع ہوتا تو یہ ہوتا کہ اَور بہت سا ملک بھی اُس کے قبضہ میں آجاتا۔ پس جیسا عموماً خدا کی پروردگاری کے کاموں میں ہُوا کرتا ہے ویسا اُس وقت بھی ہُوا کہ اُن کی مشکلات آیندہ بھلائی کا باعث ہوئیں۔

عئی کو فتح کرنا یریحو کے پاس سے ایک راستہ ملک کے اندرونی حصہ کی طرف جاتا اور عئی اور بیت ایل کے پاس سے گذرتا ہے۔ یشوع نے ارادہ کیا کہ اُسے اپنے قبضے میں لائے۔ اس مقصود کو پورا کرنے کے لئے چیدہ جوانوں کا ایک دستہ عئی پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ پہلے حملہ کے وقت اسرائیلیوں نے زک اٹھائی۔ اغلب ہے کہ اس شکست نے یشوع کو بہت تکلیف پہنچائی نہ صرف اس لئے کہ اُس کی تدبیر خاک میں مل گئی بلکہ اس لئے بھی کہ شکست سے ظاہر ہُوا کہ اُس الٰہی مدد پر جس کا وعدہ اس سے کیا گیا تھا آیندہ کچھ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایکر کی وادی جس کے نزدیک شکست وقوع میں آئی تھی ملک فلسطین کے حق میں گویا دروازہ کی چابی کا حکم رکھتی تھی۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا "اُمید کا دروازہ" (ہوسیع ۲/۱۵) اسرائیلیوں پر بند کر دیا گیا ہے۔ لیکن بہت مدت نہ گذرنے پائی تھی کہ معلوم ہُوا کہ شکست کی اصل وجہ خدا کی نافرمانی تھی جو عکن نامی ایک شخص سے سرزد ہوئی تھی جس نے یریحو کی حرم کی ہوئی چیزوں میں سے ایک کو چُرا کر چھپا رکھا تھا۔ اس مجرم کو قتل کر کے خدا کے الٰہی حکم اور اختیار کو بحال کیا اور ایسا ہُوا کہ عئی تھوڑے عرصہ کے بعد فتح کیا گیا۔ اس کا بادشاہ اور باشندے قتل کئے گئے اور وہ راستہ جو یریحو کے پاس سے گذرتا تھا یشوع کے قبضہ میں آیا۔

اضلاع متوسّط کا فتح ہونا اس فتح کے سبب سے یشوع نے ملک فلسطین کے اضلاع متوسط پر ایک مضبوط گرفت پیدا کی کیونکہ تھوڑی مدّت کے بعد ہم اُسے سکم کے نزدیک عیبال کے پہاڑ پر دیکھتے ہیں۔ جہان اضلاع کے مرکز میں تیس میل کے قریب شمال میں واقع تھا ہم اس قدیم جگہ کی نسبت بہت کچھ کہہ چکے ہیں۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں ابراہیم نے پہلے پہل مقام کیا تھا۔ جہاں اُس کے پہلے وعدوں میں سے ایک وعدہ اس کے ساتھ کیا گیا تھا اور جہاں اُس نے خدا کے لئے پہلا مذبح بنایا تھا۔ اس زرخیز میدان میں یعقوب بھی کچھ عرصہ رہا تھا۔ یہیں وہ کنوئاں تھا جو اُس کے نام سے موسوم تھا یہیں وہ جگہ تھی جو اُس نے یوسف

کو میراث میں دی تھی جہاں اب اس کی ہڈیاں دفن ہونے کو تھیں۔ اُس وقت سکم کو جانے کی غرض یہ تھی کہ یشوع اُس حکم کی تعمیل کرے جو موسیٰ نے دیا تھا کہ جونہی وہ اس سرزمین میں داخل ہوں وہیں شریعت کی برکتیں کوہ عیبال پر سے اور اس کی لعنتیں کوہ گرزیم پر سے تمام جماعت کے سامنے سنائی جائیں۔

سکم پر کا نظارہ کوہ عیبال اور کوہ گرزیم سکم کے دونو پہاڑ جن میں سے گرزیم جنوب میں اور عیبال شمال میں واقع ہے ایک دوسرے سے بوسیلہ ایک تنگ وادی کے جدا ہوتے ہیں چھ فرقہ ایک پہاڑ کے پہلو پر اور چھ دوسرے پہاڑ کے پہلو پر کھڑے ہوئے اور کاہن اور لاوی نیچے وادی میں رہے اور شریعت کی باتیں پڑھنے لگے۔ وہ فرقے جو گرزیم پر متعین تھے برکتوں کے جواب میں آمین کہتے تھے اور جو عیبال پر تھے وہ لعنتوں کے جواب میں آمین بولتے تھے۔ اس وقت یہ نظارہ نہایت مؤثر معلوم ہوتا ہوگا۔ عہد کا صندوق مرکز میں پڑا تھا اُس کے اِردگرد بزرگ حکّام اور قاضی اپنے بزرگ سردار یشوع کے ساتھ کھڑے تھے۔ فرقوں کے جُدا جُدا جھنڈے اُن کی مختلف جگہیں بتا رہے تھے جو خدا نے مقرر کی تھیں۔ اور لاکھوں اسرائیلی جہاں تک آنکھ جاتی تھی پرا باندھے کھڑے تھے۔ اور جب مرد۔ عورت اور بچے ہم آواز ہو کر آمین کا نعرہ مارتے تو اُن کا نعرہ سچی عظمت کے ساتھ چٹانوں کے درمیان گونج اٹھتا اور بڑی شوکت کے ساتھ پھیلتا ہُوا آسمان کی طرف چڑھ جاتا ہوگا۔

جبعونیوں کی چالاکی خدا سے مشورہ کرنے کے سبب سے یشوع کو جبعونیوں کے مکر کے سبب سے اُن کے ساتھ صلح کرنی پڑی۔ جبعونی حوّیوں کا جوعئی کے نزدیک بستے تھے ایک زور آور فرقہ تھا۔ اُنہوں نے آ کر یہ کہا کہ ہم بڑے فاصلہ سے آئے ہیں۔ اور یوں اپنی پارسایانہ فروتنی سے یشوع کو اپنے دام فریب میں گرفتار کیا۔

جبعون جبعون جواب الجیب کہلاتا ہے ایک چھوٹی سی پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے جس کے اِردگرد وسطی فلسطین کے نہایت زرخیز میدانوں میں سے ایک میدان پھیلا ہُوا ہے جو نرمی اور سرسبزی کے لحاظ سے مرغزار کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ جس کی سطح پر تاکستان اور زیتون کے باغات جابجا موجود ہیں اور شاخیں چٹانی چوٹیوں میں سے جو اُسے گھیرے ہیں اس طرح نکل رہی ہیں جس طرح ستار مچھلی سے کرنیں نکلا کرتی ہیں۔ جبعون ہی کے چشمہ کے پاس داؤد کے عہد میں ابنیر نے شکست کھائی اور عماسا مارا گیا (۲۔ سموئیل ۲ اور ۲۰) اور اسی جگہ سلیمان نے حکمت کے

لئے خداوند سے درخواست کی اور اسے حاصل کیا (۱-سلاطین ۳)

پانچ بادشاہوں کو نیچا دکھانا۔ جنوبی اضلاع کی فتح جبعونیوں کو قبول کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد ملک کے جنوبی اضلاع کے تمام بادشاہوں نے ایکا کیا کہ جبعونیوں کو سزا دیں اور یشوع کی مخالفت میں علم بغاوت بلند کریں۔ بنی اسرائیل کا لشکرگاہ اس وقت جلجال تھا۔ پانچ بادشاہ جن کے دارالخلافے یروشلم۔ حبرون۔ یرموت۔ لکیس اور عجلون تھے اپنی جمعیت فراہم کر کے جبعون پر چڑھ آئے۔ اس میں شک نہیں کہ اُن کی خوفناک جمعیت کو دیکھ کر ڈر آتا ہوگا لیکن یشوع کی دلیری اور تیزی اس موقع کے عین لائق تھی چنانچہ وہ اپنی سپاہ کو رات کے وقت اپنے ساتھ لے کر آناً فاناً بجلی کی طرح اپنے دشمنوں پر جا پڑا جو اس وقت جبعون کے سبز میدان میں خیمہ زن تھے۔ انہیں شکست فاش دی۔ بہتوں کو قتل کیا اور پھر انہیں پہاڑ کی چوٹی پر سے رگیدتا ہوا بیت حوران کے مغربی رہگذروں سے وادی تک لے گیا۔ یہی موقع تھا جب سورج اور چاند عجلون کی وادی میں ٹھہرائے گئے تھے تاکہ یشوع کو کامل فتح کرنے کے لئے روشنی ملے۔ اس فتح کے بعد وہ ان بادشاہوں کے دارالخلافوں میں گیا انہیں ایک ایک کر کے اس وقت اپنے قبضے میں لایا اور اُن کے ایک ایک باشندے کو تہ تیغ کیا۔ اس جنگ سے فلسطین کا تمام جنوبی علاقہ بنی اسرائیل کے قبضے میں آگیا۔

مروم کی لڑائی۔ شمالی اضلاع کو فتح کرنا اب صرف شمالی یا گلیلی علاقہ رہ گیا تھا جسے مطیع کرنا باقی تھا۔ یہاں پر اصلی فرقوں نے باہم ایکا کیا۔ اُن کا سرغنہ حصور کا بادشاہ یابین تھا۔ یہ تمام شہزادے جن کے مقبوضات اُن دنوں بحیرہ یا جھیل گلیل اور کوہ لبنان کے آس پاس واقع تھے جنگ کے لئے فراہم ہو گئے۔ لیکن اُن کا بھی وہی حال ہوا جو اُن کے ہمسایوں کا ہوا تھا۔ چنانچہ ایک لڑائی مروم کے پانیوں کے پاس واقع ہوئی جس میں اُنہوں نے شکست فاش کھائی۔ اُس کے بعد اُن کے شہر اور ملک ایک ایک کر کے فتح کئے گئے۔

تیسری فصل۔ بنی اسرائیل کے فرقوں کے حصے

یشوع اور الیعزر کا زمین تقسیم کرنا۔ جنوبی فرقے۔ یہودا۔ اُس کے علاقے کی خاصیت۔ شمعون اور دان۔ بنیمین۔ اضلاع متوسط کے فرقے افرائیم اور منسّی۔ اسدرلان کا میدان۔ اسکار۔ فلسطین کی جنگ گاہ۔ شمالی فرقہ۔ زبلون۔ آشر۔ نفتالی۔ دان شہر فینیکی۔ صور اور صیدا۔ سبلوسربا۔ اس کا نظارہ دمشق۔ مشرقی فرقے۔ روبن۔ جاد۔ عمونی۔ منسّی۔ لاویوں کا فرقہ۔ دینی دار الخلافہ سیلا۔ لوگوں کے مجمعے۔ مشرقی مذبح۔

یشوع اور الیعزر کا زمین تقسیم کرنا جب ملک کا اصل حصہ فتح ہو چکا تو یشوع کے لئے صرف یہ کام رہ گیا کہ الیعزر سردار کاہن اور فرقوں کے سرداروں کی مدد سے اس سرزمین کو اُن ساڑھے نو فرقوں کے درمیان تقسیم کرے۔ جنہوں نے ابھی تک اپنی بستیاں قائم نہیں کی تھیں۔

جنوبی فرقے۔ یہودا پہلا فرقہ جس کو ملک کا حصہ دیا گیا یہودا کا فرقہ تھا۔ جو قطعہ اُس گھرانے کو ملا وہ ایک وسیع اور عجیب قطعہ تھا اور بحیرۂ شور سے مغرب کی طرف اور صحرائے جنوبی سے شمال کی طرف پھیلا ہوا تھا۔ اور اُس سرزمین کا جسے ہم نے جنوبی حصہ کہا ہے بہت سا حصہ اسی پر مشتمل تھا۔ پیچھے اس میں سے ایک ٹکڑا شمعون کو دیا گیا۔ مگر شمعون کا فرقہ کبھی مشہور نہ ہوا بلکہ یعقوب کی نبوّت کے مطابق اپنے بھائیوں کے درمیان تتّر بتّر رہا۔ لیکن یہودا کی پہاڑی سرزمین" جسے یہودیہ بھی کہتے تھے پُرانے اور نئے دونو عہد ناموں کے ایام میں مشہور تھی۔ یہاں گول گول پہاڑوں اور وسیع وادیوں کے درمیان یہودا کے گھرانے کا شیر ببر محفوظ تھا۔ واقعی اس ویران سرزمین میں جو نصف سے زیادہ بیابان کی مانند تھی۔ اور ان وحشی درندوں کے رہنے کی جگہ جن کا سُراغ جوں جوں آگے بڑھتے ہیں بالکل مٹتا جاتا ہے۔ اُس کا یہ نام بڑا موزون تھا۔ وہ اُس جگہ اس طرح جم جاتا ہے کہ پھر وہاں سے کبھی نہیں ہلتا تاوقتیکہ تمام قوم برباد نہیں ہوتی۔ فی الحقیقت وہ یعقوب کے الفاظ کے مطابق "شیر کی طرح بلکہ شیرنی کی طرح لیٹ گیا ہے۔ اب کون اُسے چھیڑے؟"

اور ہم دیکھتے ہیں کہ قاضیوں کے بے امن زمانہ میں یعنی قتنی ایل سے سمسون کے ایام تک یہودا کا گھرانا اپنے پہاڑی قلعوں کے درمیان سلامتی اور امن سے محفوظ رہا۔ اُنہی خاکی رنگ پہاڑوں اور اُن کی وسیع غاروں میں داؤد تیز پرواز بٹیر کی طرح اپنے دشمن کے سامنے سے پناہ گزین ہوا اور مخالف کی فوج کے برخلاف اپنے تئیں سنبھالتا رہا۔

یہودا کے علاقہ کی خاصیت اس اونچے چٹانی علاقہ کی خاصیت نے اُسے بالخصوص انگوروں کی پیداوار کے لائق بنا رکھا تھا لہٰذا یہودیہ اپنے تاکستانوں کے سبب سے بہت مشہور تھا۔ اسی کی وادیوں میں سے ایک وادی سے بارہ جاسوس موسیٰ کے پاس انگوروں کا خوشہ لے گئے تھے جو انہیں اپنے کندھوں پر اُٹھانا پڑا۔ اور آج کل بھی اس علاقہ کے انگور تمام فلسطین میں سب سے عمدہ سمجھے جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب کی نبوّت اس کے تاکستان کی کثرت اور عمدگی کی طرف لفظی طور پر بھی اشارہ کرتی تھی۔ اسی طرح شاید ان انجیلی برکتوں کی بھرپوری کی طرف بھی اشارہ کرتی تھی جو اس گھرانے کے وسیلے تمام دنیا میں پھیلنے والی تھیں۔ وہ نبوّت یہ ہے ”وہ اپنا جوان گدھا انگور کے درخت سے اور اپنی گدھی کا بچہ اعلیٰ درجہ کے انگور کے درخت سے باندھا کریگا وہ اپنا لباس مے میں اور اپنی پوشاک آب انگور میں دھویا کریگا۔ اُس کی آنکھیں مے کے سبب سے لال ہونگی اور اس کے دانت دودھ کی وجہ سے سفید رہا کرینگے“ یہودا کے سب سے مشہور شہر حبرون اور بیت لحم تھے۔ لیکن جب زمین تمام فرقوں میں تقسیم ہو چکی تو حبرون کالب کو دیا گیا جو پیدائش سے اس فرقہ کا شریک نہ تھا اور نہ نسل موعود سے خونی رشتہ رکھتا تھا۔ لہٰذا اس کو شروع میں کوئی حصہ نہ دیا گیا تھا۔ لکیس۔ لبنا اور دیگر فصیل دار شہر بہت دیر بعد مشہور ہوئے۔ اس علاقہ میں کوئی دریا نہ بہتا تھا۔ اگرچہ اس میں زیادہ تر پہاڑ پائے جاتے تھے تاہم اُن میں سے کوئی ایسا پہاڑ نہ تھا جو تواریخی دلچسپی رکھتا ہو یا کسی اور طرح مشہور ہو۔

شمعون اور دان یہودا کے اِرد گرد کئی اَور گھرانے آباد تھے مثلاً شمعون کا فرقہ جنوب مغرب کی جانب۔ دان کا گھرانا شمال مغرب میں اور بنیمین کا خاندان شمال کی طرف آباد تھا۔ لیکن جو علاقے شمعون اور دان کے سپرد ہوئے اُن میں فلستیوں کی سرزمین بھی شامل تھی۔ ان زور آور دشمنوں سے نزدیک ہونے کے سبب ان دونو گھرانوں کی زندگی سخت تلخی اور بے آرامی میں مبتلا تھی۔ یشوع نے فلستیوں کو بالکل نہیں چھیڑا تھا۔ پس وہ داؤد کے

زمانہ تک پورے پورے طور پر مغلوب نہ ہوئے۔ اُن کے بڑے بڑے شہروں کے نام جن پر اُن کے سردار حکمرانی کرتے تھے یہ ہیں عقرون۔ جات۔ اشدود۔ عزہ۔ اسقلون۔ ایک مرتبہ دان کے گھرانے یا شمعون کے خاندان کے لوگ سمسون کو جو ضرعہ کا باشندہ اور دان کے گھرانے سے تھا اور نہایت مشہور آدمی تھا لائے تاکہ اُن کے زور آور ہمسایوں کا مقابلہ کرے۔ دان اور شمعون دونو اپنی اپنی بستیوں میں گمنام سے ہو گئے۔ ابتدا میں دان کے فرزندوں کا ایک گروہ عین شمال کی طرف روانہ ہوا اور وہاں دان کے شہر کی بنیاد ڈالی جو بائبل میں اس ملک کی شمالی حد سمجھا جاتا ہے۔

بنیمین جو ملک فرقہ بنیمین کو دیا گیا وہ یہودا کے عین شمال میں واقع تھا اور عام قدرتی شکل و صورت میں یہودا سے مشابہت رکھتا تھا لیکن وسعت میں بہت کم تھا۔ وسعت میں کم ہونے کے باوجود بہت سے بڑے بڑے واقعات کا منظر تھا۔ چنانچہ اسی "چھوٹے بنیمین" میں سے قوم اسرائیل کا پہلا بادشاہ نکلا تھا۔ اور اسی کی حدود میں ساؤل کا پایہ تخت جبعہ واقع تھا اسی طرح یروشلم کا ایک حصہ خصوصاً مقدس شہر اسی کی حدود میں واقع تھا۔ اور اسی علاقہ میں شروع شروع میں (کیونکہ بعد میں دس فرقوں کی بادشاہی میں شامل ہو گیا) بیت ایل بھی داخل تھا جس کی چوٹیوں پر سے ابراہیم نے پہلے پہل ملک موعود کا مشاہدہ کیا۔ اور یعقوب نے اپنی عجیب رویا دیکھی۔ یریحو اور جلجال بھی اسی فرقے کے قبضہ میں تھے۔ اسی طرح رامہ بھی جہاں رونے کی آواز سُنی گئی اور تبنی بھی جہاں ہمارے خداوند نے بارہا سلامتی کے ساتھ اپنا وقت کاٹا اسی فرقہ کی حد میں واقع تھا۔ اور اسی کے گہرے دروں میں سے ایک درہ پر جو مشرق کی طرف علاقہ بنیمین سے گذرتا ہے یشوع کی پہلی لڑائی یعنی عئی کی لڑائی سرزد ہوئی۔ پھر بیت حوران پر جو وادی عجلون میں اور سطح مرتفع کے مغرب میں واقع تھا یشوع نے اس وقت جب آفتاب اور مہتاب ٹھہرے ہوئے تھے اُن بادشاہوں کو کامل شکست دی جنہوں نے آپس میں ایکا کیا تھا۔ پھر بہت سی مدت کے بعد ہم سنحریب کو مکماس پر دیکھتے ہیں جو اسی فرقہ کا ایک مشہور شہر اور درہ تھا اور پھر بابل سے لوٹنے کے بعد یہودا مکابی نے جو آس پاس کی پہاڑیوں کا باشندہ تھا۔ بیت حوران کے پاس اپنی پہلی فتح حاصل کی۔ پھر یشوع کے زمانے سے پندرہ سو برس بعد جس طرح اس وقت ایکا کرنے والے بادشاہوں نے شکست کھائی اُسی طرح رومی فوج نے شکست کھائی اور بیت حوران کے درے سے نیچے تک اُس کا تعاقب کیا گیا۔ پھر اس سے بھی ہزار

برس بعد مذہبی سپاہ نے اسی راستے سے یروشلم تک پہنچنے کی کوشش کی۔ اور وہ کنواں بھی جو شاہ رچرڈ کا آخری قیام گاہ تھا وادی عجاون میں واقع تھا۔ زیتون کا پہاڑ بھی بنیمین کے فرقے میں تھا۔ اسی طرح قریباً وہ تمام جگہیں بھی یروشلم کے اندر یا اُس کے قرب و جوار میں واقع تھیں جنہیں ہمارے خداوند کی تاریخ نے ایک غیر فانی شہرت کے تاج سے تاجدار کر رکھا ہے اسی فرقے کے قبضہ میں تھیں۔ پس اگرچہ بنیمین اسرائیل کے فرقوں میں سے ایک طرح سے چھوٹا سا فرقہ تھا تاہم عظمت اور دلچسپ واقعات کے لحاظ سے اُن کی برابری کرتا تھا۔ اور یہ بات بھی اُس کی جلالی خوبیوں میں کسی طرح کم نہ تھی کہ پولوس جو غیر قوموں کا رسول تھا اسی فرقہ میں سے نکلا تھا جو اپنی نسبت ایک قسم کے فخر سے کہ سکتا ہے کہ میں عبرانیوں کا عبرانی اور بنیمین کے فرقہ کا ہوں۔

اضلاع متوسط کے فرقے۔ افرائیم اور منسّی افرائیم اور منسّی کے مقبوضات جو بنیمین کے شمال میں واقع تھے جنوبی فرقوں کے علاقوں سے قدرتی خاصیتوں کے سبب سے بہت مختلف تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لمبا سلسلہ جو ملک فلسطین سے گذرتا ہے اس علاقہ میں جا بجا رنگ بدلتا ہے۔ مثلاً اُس میں بہت سے وسیع میدان اپنی زرخیز سطحیں پھیلائے ہوئے ہیں۔ اور جنوبی علاقوں کی نسبت اُس میں جدا جدا پہاڑ زیادہ پائے جاتے اور زیادہ ندیاں بہتی ہیں۔ اور کئی لمبے لمبے قطعے سبزی اور گھاس سے بھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں سا اسرائیل کی تاریخ میں بہت مدت تک افرائیم کا گھرانا بڑا زور آور تھا۔ جدعون کے عہد میں اور پھر افتاح کے ایام میں ہم دیکھتے ہیں کہ افرائیم کے لوگ حسد سے بھر جاتے ہیں کیونکہ وہ اس وقت یہ خیال کرتے ہیں کہ یا تو ہماری طرف توجہ نہیں کی گئی اور یا ہم کو ایک ادنیٰ درجے کے لوگ سمجھا ہے۔ اور اسی طرح اُس وقت جب داؤد کے بادشاہ ہونے سے فرقۂ یہودا کو ترجیح دی گئی اس فرقہ کو بہت رنج پہنچا اور رحبعام کے عہد میں افرائیم کا دیگر فرقوں سے مل کر باغی ہو جانا یہ ظاہر کرتا تھا کہ اُس کے حسد کا زخم ابھی تک اچھا نہیں ہوا تھا۔ سکم جو ابراہیم اور یعقوب کے ایام میں مشہور ہو گیا تھا اور جسے شاید یشوع نے ملک کا مالی دارالخلافہ مقرر کیا تھا افرائیم ہی کے قبضہ میں تھا۔ اسی طرح سیلا بھی جو پہلا دینی پایہ تخت تھا جہاں یشوع کی لڑائیوں کے بعد عہد کا صندوق بڑی سنجیدگی کے ساتھ رکھا گیا اسی فرقہ کے علاقہ میں تھا اور سامریہ بھی جو عمری کے دنوں میں دس فرقوں کی بادشاہی کا دارالخلافہ

مقرر ہؤا۔ یہیں واقع تھا۔ یشوع جو افرائیم ہی کے فرقہ میں سے تھا اور یقین ہے کہ اس بات نے بھی اس فرقہ کو بہت درجہ تک بلند کیا ہوگا۔ پھر جدعون جو قاضیوں میں سے نہایت شریف اور نیک قاضی تھا۔ اور اُس کے ستر شہزادے بھائی منسیّ کے علاقہ کے تھے جو افرائیم سے لگا ہؤا تھا۔ افرائیم کا پہاڑی علاقہ ہمیشہ قوم کی صف آرائی کی جگہ کا کام دیتا تھا جہاں قوم کے بچانے والے جو خدا کی طرف سے مقرر ہوئے تھے اپنے ستانے والوں کے برخلاف بار بار مقابلہ کا علم بلند کیا کرتے تھے۔ دبورہ شمالی فرقوں میں سے تھی جو افرائیم کے پہاڑ میں رہا کرتی تھی اور پھر تولع بھی جو اِسکار کے خاندان سے تھا اسی پہاڑ میں اسرائیل پر حکومت کیا کرتا تھا۔ اور افرائیم اور منسیّ ہی کی حدود میں سرون کا عمدہ میدان واقع تھا جو اپنی عمدہ چراگاہوں اور خوشبودار درختوں کے سبب سے مشہور تھا۔ سمندر کے ساحل پر یافہ واقع تھا جو ایک مدت تک فلسطین کا بندرگاہ رہا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد قیصریہ آباد ہؤا جو رومیوں کے زمانہ میں اس ملک کا دارالخلافہ تھا۔

اسدرلان کا میدان اور اِسکار وہ پہاڑ جو منسیّ کی شمالی سرحد پر واقع ہیں وہ ایک میدان کی طرف جھکتے چلے جاتے ہیں جو ملک فلسطین میں نہایت ہی مشہور و معروف ہے۔ یہ میدان پاک نوشتوں میں یزرعیل اور کبھی کبھی مجدو کا میدان کہلاتا ہے اور زمانہ حال کے اہل جغرافیہ اسے اسدرلان کا میدان کہتے ہیں۔ یہ میدان فرقہ اِسکار کے حصہ میں آیا۔ اس علاقہ کی تاریخ تو نہایت ہی مشہور ہے لیکن اس فرقہ کی تاریخ اس قدر اس علاقہ سے وابستہ نہیں۔ نئے عہد نامہ کا علاقہ گلیل یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ یہ میدان ایک نہایت کشادہ قطعہ ہے جس کا عرض قریباً ۱۲ میل ہے۔ اس کے جنوب میں وسطی فلسطین کی پہاڑیاں واقع تھیں اور اس کے شمال میں لبنان کے اُونچے اُونچے پہاڑ کھڑے تھے جو اس سرزمین میں شمال مشرق کی سمت یردن کی وادی سے لے کر بحیرۂ اعظم تک شمال مغرب میں پھیلے ہوئے ہیں کئی میلوں تک کوہ کرمل کے چٹانی ٹیلے اس کی سرحد پر واقع ہیں جو ایک اُبھری ہوئی راس کی صورت میں سمندر کے اندر گھسے ہوئے ہیں اور جو زمین کی طرف نشیب دار ہوتے جاتے ہیں حتّٰی کہ اُن کی سطح میدان سے آملتی ہے۔ جب یہ میدان یردن کی وادی کے نزدیک آجاتا ہے تو اس میں تین پہاڑیاں ہیں جو اُس میں سے شمال مغرب کے رُخ ہاتھ کی تین انگلیوں کی طرح گذرتی ہیں۔ اور وہ جلبوعہ۔ ہرمون خُرد اور تبور ہیں اُس کی

شمالی حد گلیل کے پہاڑ ہیں۔ یعنی وہ پہاڑیاں جو ناصرت کے ارد گرد واقع ہیں کیونکہ اس کے کنارے کے پاس واقع ہیں۔ یہ میدان اُس پُرانے دریا یعنی دریائے کشن سے سیراب کیا جاتا ہے جو کوہ کرمل کے شمال میں ایک تنگ راستہ سے گذر کر سمندر میں گرتا ہے۔ ایک اور راستہ جو اور بھی شمال کی طرف واقع ہے بیلس کو جاتا ہے۔ اور اُس سے ایکر یا ٹال مائس کی گول خلیج بنتی ہے۔ میدان کی شکل کاشت کے ایک بڑے کھیت کی مانند ہے۔ اُس میں جابجا زیتون کے درخت لگے ہوئے ہیں اور گاؤں آباد ہیں۔ یزرعیل جہاں اخیاب کے محل پائے جاتے تھے۔ شونیم جہاں الیشع نے ایک لڑکے کو زندہ کیا تھا۔ اندور جہاں ساؤل نے ایک جادوگرنی سے صلاح لی تھی۔ بیت شان جس کی دیواروں پر فلستیوں نے ساؤل اور اُس کے بیٹوں کی لاشوں کو رکھا تھا۔ مجدو جہاں یوسیا مارا گیا تھا۔ یہ سب شہر اسی علاقہ میں واقع تھے۔ کوہ کرمل پر ایلیاہ نے بعل کے کاہنوں کا مقابلہ کیا اور روایت بتاتی ہے کہ تبور وہی جگہ ہے جہاں ہمارے خداوند کی صورت تبدیل ہوئی اگرچہ زمانہ حال کے سیّاح یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ بات ہرمون پر جو یردن کی وادی کے سرے پر واقع ہے ظہور میں آئی۔

فلسطین کا میدان جنگ لیکن یہ میدان زیادہ تر اپنی لڑائیوں کے سبب سے مشہور ہے۔ واقعی یہ جگہ ہمیشہ سے جنگ گاہ کا کام دیتی آئی ہے۔ یہیں تھاٹمیز سوم نے اہل ختا کو پیشتر اس کے کہ بنی اسرائیل اس ملک پر قابض ہوئے شکست دی۔ یہیں برق نے کنعانیوں کو اور جدعون نے عمالیقیوں اور مدیانیوں کو شکست دی۔ یہیں عیلی کے ایام میں فلستیوں نے اسرائیلیوں پر پھر حملہ کیا اور ساؤل اور اس کے بیٹوں کو جلبوعہ کے پہاڑوں پر مار ڈالا۔ اسی جگہ کچھ عرصہ بعد بادشاہ یوسیاہ مصریوں کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا۔ غرضیکہ اسدرلان ہر لڑائی میں جو اس ملک میں واقع ہوئی نپولین بوناپارٹ کے مصر سے آرام کی طرف روانہ ہونے تک میدان جنگ کا کام دیتا آیا ہے۔ یہودی۔ غیر قوم۔ سراسین اور کروسیڈرس مصری۔ فارسی۔ ترک۔ عربی اور فرانسیسی غرضیکہ دنیا کی ہر قوم کے جنگی سپاہیوں نے اپنے خیمے اسدرلان کے میدان میں کھڑے کئے ہیں اور اپنے پھریروں کو تبور اور ہرمون کی اوس سے بھیگا ہوا دیکھا ہے۔ پس چونکہ یہ علاقہ قومی جنگ وجدل کے لئے مشہور تھا اغلباً یہی سبب ہے کہ ہمیں اُس کا حال بہت کم معلوم ہے کیونکہ وہ جس کی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ اُس کا مضبوط گدھا ہے جو دو بھیڑ سالوں کے درمیان بیٹھا

ہے۔" اُس سے توقع نہ تھی کہ ایسی بڑی مہمّوں کے سر کرنے میں شہرت پیدا کرے۔

شمالی فرقے - زبلون - آشر - نفتالی

اسکار کے شمال میں زبلون - آشر اور نفتالی کی بستیاں واقع تھیں - چونکہ یہ فرقے ملک کے ایک کونے میں بود و باش کرتے تھے اس لئے اس ملک کی لڑائیوں میں شامل نہ ہُوا کرتے تھے - آشر کے حق میں یہ نبوّت کی گئی تھی کہ وہ اولاد کی برکت پائیگا - اور "اپنا پاؤں تیل میں ڈبوئیگا" اور یہ بات اشارہ کرتی تھی زیتون کے درختوں کی کثرت پر جو اُس کے علاقے میں پائے جاتے ہیں - یہ بھی اس کی نسبت کہا گیا تھا کہ اُس کے بینڈے لوہے اور پیتل کے ہونگے جو لبنان کی کانوں سے لئے جائینگے - اور نفتالی کی نسبت جیسا ہمارے ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے یہ کہا گیا تھا کہ "وہ چھوٹے ہوئے ہرن" کی مانند ہوگا یا جیسا بعض اشخاص کا گمان ہے اُس کی نسبت جو نبوت کی گئی اُس کا یہ مطلب تھا کہ وہ گھنے درخت کی طرح ہوگا - ایک سیّاح فادس نفتالی کا جو بیان تحریر کرتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گویا خود رو بلوطوں اور تارپین کے درختوں کا ایک باغ ہے - تمام قطعہ پہاڑوں سے گھرا ہُوا ہے جو لبنان کے دامن سے ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں اور اس میں کئی عجیب خوبصورت نظارے کی جگہیں پائی جاتی ہیں - اگرچہ اس خطّہ کا ذکر پرانے عہدنامہ میں بہت نہیں آتا لیکن نئے عہدنامہ میں اس کا ذکر بار بار آتا ہے - انہی زبلون کی پہاڑیوں سے جو گرداگرد دیوار کی مانند کھڑی ہیں چھپا ہُوا ناصرت بس رہا ہے جہاں وہ فرشتہ ٹھہرا جس نے مریم کو یسوع کی پیدائش کی خبر دی - اور جہاں کلام نے مجسم ہو کر اپنی زندگی کا بہت سا حصہ صرف کیا - یہاں سے کچھ فاصلہ یعنی اس فرقہ کی مشرقی سرحد اور نفتالی کے جنوبی کنارے پر جس جگہ پہاڑ جھیل کی طرف جھک رہے ہیں وہ پاک جگہ ہے جہاں اُس کے بہت سے معجزے ظہور میں آئے اور زندگی اور خوبصورتی سے بھرے ہوئے بیشمار الفاظ گویا قطراتِ شبنم کی طرح اُس کی زبانِ حقائق ترجمان سے برآمد ہوئے - ناصرت ایک خاموش اور دہقانی علاقہ تھا - اُس کی جوانی کے ایام میں یہ خدا کے عرفان میں رہنے کے لئے ایک عمدہ جگہ تھی -

جھیل تبریاس کے ساحل پر اور نیز اُس کے آباد شہروں اور کام میں مصروف رہنے والے باشندوں کے درمیان اُس کی زندگی کے بہت سے کام سرزد ہوئے - وہ لعنت جو اس نے خرازین - بیت لحم - کفرنحوم اور دوسرے شہروں پر بھیجی جہاں اُس کے باقدرت کام وقوع میں آئے ایسی شدت کے ساتھ نازل ہوئی ہے کہ اب ان کا اتنا نشان بھی باقی

نہیں رہا کہ کسی سیّاح کو اتنا پتہ تو اُس سے ملے کہ وہ کہاں واقع تھے۔

دان کا شہر آگے بڑھ کر شمال کی طرف دریائے یردن کے منبع کے پاس شہر دان واقع تھا جہاں یربعام نے اپنے بچھڑوں میں سے ایک بچھڑا نصب کیا تھا۔ بعد کے ایام میں قیصریہ فلپی وہاں آباد ہوا جہاں چوتھائی کے حاکم فلپ کا محل تھا۔ اس جگہ کے قریب یسوع نے اپنے شاگردوں سے وہ مشہور سوال کیا جو ان لفظوں میں قلمبند ہے کہ لوگ کیا کہتے ہیں کہ میں کون ہوں"؟ اسی جگہ جو مصلوب ہونے کی مقرری جگہ سے بہت دور تھی اُس نے پہلے پہل اپنے مرنے اور دکھ اُٹھانے کی خبر دی۔ اسی علاقے میں کسی جگہ اس کی صورت بھی تبدیل ہوئی جیسا جدید زمانہ کے علما خیال کرتے ہیں۔ شاید یہ وقوعہ اُس عالیشان پہاڑ یعنی لبنان کے کسی ایسے حصہ پر سرزد ہوا ہوگا جس کی چوٹی برف سے چھپی ہوئی تھی جس کی سفیدی اُس کے لباس کی سفیدی کا مقابلہ کرتی تھی۔ یہاں اُس کے سفروں کی غالباً شمالی حد تھی جہاں اُس نے جلالی نظارہ کے درمیان تھوڑے عرصہ تک دل و دماغ کی تازگی اور آرام حاصل کر کے اپنا منہ پھیرا اور یروشلم جانے کا رُخ کیا۔

فنیکی، صور اور صیدا فرقہ آشر کے شمال مغرب کی طرف فنیکی یا صور اور صیدا کے ساحل کا تنگ اور چٹانی قطع واقع ہے۔ اگرچہ اہل صیدا کنعان کی نسل میں سے تھے لیکن ان کے برخلاف کوئی خاص برباد ہونے کی لعنت نہ کی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے خیال کیا کہ اُن کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ گو اُن کی زمین وعدہ میں شامل تھی اور صرف وہی ایسے ہمسایہ تھے جن کے ساتھ بنی اسرائیل ہمیشہ دوستانہ سلوک سے پیش آتے تھے اُن کا ملک ایسا علیحدہ واقع تھا کہ اگر تجارتی رشتہ درمیان حائل نہ ہوتا تو وہ اپنے ہمسائیوں سے کسی طرح کا بھی تعلق نہ رکھتے لیکن فنیکی بڑی خوشی سے اپنی تجارتی اشیا کو اسرائیل کے کھیتوں اور باغوں کی پیداوار سے بدلا کرتے تھے اُن کے درمیان بہت مدت تک باہمی دوستی کا رشتہ قائم رہا۔ صارپت فنیکی کے شہروں میں سے ایک شہر تھا جہاں ایلیاہ ایام قحط میں بھیجا گیا کہ ایک سورفنیکی عورت کو خوراک پہنچائے اور اُس کے بیٹے کو زندہ کرے۔ پھر اسی علاقہ کی کسی جگہ ایک اور سورفنیکی عورت ایلیاہ سے بڑے نبی کو ڈھونڈتے آئی۔ اور عجیب طرح کا ایمان ظاہر کر کے خوشی کے ساتھ اپنے گھر کو واپس گئی کیونکہ اُس کی دکھیا بیٹی چنگی کی گئی۔

بیلوس دریا صور سے چند میل شمال کی طرف سوریا کے بڑے بڑے دریاؤں میں سے ایک

دریا جس کا نام لیانینس ہے بحیرہ اعظم میں گرتا ہے۔ اگر ہم اس دریا کے کنارے کنارے اُس کے منبع کی طرف جائیں تو ایک گہری گلی یا گھاٹی میں سے ہو کر جو سلسلہ لبنان میں سے گذرتی ہے اُس مشہور اور خوبصورت صوبہ میں آئینگے جو سیلوسریا یعنی کھوکھلا سریا بہ سبب کھوکھلی جگہ میں واقع ہونے کے کہلاتا تھا جو لبنان اور انٹی لبنان کے درمیان واقع تھی۔ اُس کا موجودہ نام البنۃ" وہ وادی" ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی زرخیز میدان میں پناہ لینے کے لئے وہ کنعانی آئے جو یشوع کے فتحمند ہتھیاروں کے سامنے بھاگ نکلے تھے۔ جب یہاں رہتے رہتے شمار میں بڑھ گئے تو دبورہ اور برق کے ایام میں جنوب کی طرف بڑھنے اور بنی اسرائیل کو اپنی خوفناک آہنی رتھوں سے ڈرانے لگے۔ اس میدان میں ربلہ واقع تھا جو یہودیوں کی تاریخ میں افسوسناک خیالات سے وابستہ ہے کیونکہ وہیں یہودا کے بادشاہ یہوآخز کو شاہ مصر نے زنجیریں پہنائیں اور پھر اُسی جگہ اُس کا بھائی صدقیاہ اپنے بیٹے کو شاہ بابل کے ہاتھ سے قتل ہوتے دیکھ کر نابینا کیا گیا۔ ربلہ کے جنوب میں بعل بک واقع تھا جو شاید سلیمان کا بسایا ہوا شہر تھا اور ایسا عالیشان تھا کہ اس سے بڑھ کر شاید انسان نے کبھی کوئی عالیشان شہر نہیں بنایا ہوگا۔

اس کا نظارہ پُرانے اور نئے عہدنامہ کے درمیان جو زمانہ حائل ہے اُس کے درمیان سیلوسریا کے لئے بہت دیر تک شاہانِ مصر اور سریا کے درمیان جنگ ہوتی رہی۔ اور بارہا ایک بادشاہ کے ہاتھ سے نکل کر دوسرے کے ہاتھ میں چلا جاتا تھا۔ اس قطعہ کا نظارہ نہایت دلچسپ اور عالیشان ہے۔ جہاں دریائے لیانینس کی وادی لبنان سے ملتی ہے اُس جگہ وہ وادی بہت تنگ ہوگئی ہے۔ اور چٹان عمودار کھڑے ہیں اور کسی کسی جگہ اُن کی اونچائی دس یا بارہ فٹ کے برابر ہے۔ شمال مغرب کی طرف اس وادی کی سرحد پر لبنان کی برفانی چوٹی کھڑی ہے۔ اُس کی جنوب مشرقی سرحد پر اور بھی زیادہ برف سے ڈھنپی ہوئی چوٹی کوہ حرمون کی موجود ہے۔ ہری ہری چراگاہوں اور لہلہاتے ہوئے تاکستانوں سے یہ میدان بھرا ہوا ہے۔ لیانیتس کے منبع کے پرے ایک عجیب درہ آتا ہے جس میں سے پہاڑی سلسلہ کے بیچ سے سمندر کو ایک راہ نکلتی ہے جس کی نسبت بہتوں کا گمان ہے کہ وہ حامات کا مدخل ہے جو ملک موعود کی شمالی سرحد پر واقع تھا۔ اس سے تھوڑے سے فاصلے پر دیودار کے جنگلات کا تھوڑا سا باقی حصہ

موجود ہے جو کسی زمانہ میں ہر جگہ لبنان کا جلال یا اُس کی شوکت سمجھے جاتے تھے۔ یہ دیودار جو اَب شمار میں بہت تھوڑے رہ گئے ہیں لبنان کے ایک اُبھرے ہوئے مغارہ میں کھڑے ہیں جو سمندر کی سطح سے قریباً ۶۱۷۲ فٹ بلند ہے۔ لیکن اُن کے اِردگرد بے شمار کم عمر دیودار کھڑے ہیں جو بعد میں اُگے تھے۔ دُور سے دیکھنے سے تمام قطعہ ایک چھوٹی سی سبز جگہ معلوم ہوتا ہے۔ گویا صرف آدمی کے ہاتھ کے برابر یعنی چھوٹے چھوٹے درختوں کا ایک ایسا جھُرمٹ معلوم ہوتا ہے کہ دیکھنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ گویا بلوط کی ایک جھاڑی سی کھڑی ہے۔

دمشق ہرمون کے مشرقی پہلو اور بسن کی شمالی سرحد کے درمیان کئی ریاستیں موجود تھیں جن کا کچھ کچھ ذکر بنی اسرائیل کی تاریخ میں آتا ہے۔ اُن میں سے ایک چھوٹی سی سلطنت جسور کی تھی۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں ابی سلوم بھاگ گیا جب یروشلم سے جلا وطن کیا گیا تھا۔ اور وہاں کے بادشاہ کی ایک لڑکی اُس کے ساتھ بیاہی گئی۔ علاوہ اس کے معکہ اور ضوبہ کی بادشاہیاں بھی یہیں تھیں۔ لیکن ان میں سے سب سے زیادہ مشہور وہ سلطنت تھی جس کا دارالخلافہ دمشق تھا۔ یشوع کے ایام میں بھی دمشق ایک قدیم شہر سمجھا جاتا تھا کیونکہ ہم اس کا ذکر ابراہیم کے دنوں میں پڑھتے ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ اُس کے گھر کا مختار دمشق کا الیعزر تھا۔ اس شہر کی جائے وقوع عجیب ہے انٹی لبنان کے مشرقی دامن کے پاس ایک میدان میں یروشلم سے آٹھ دن کی راہ کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس میدان کو دریائے کری سار وہوآس سیراب کرتا ہے جسے متقدمین براداکہا کرتے تھے۔ اور جس کی نسبت یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ نعمان کے زمانہ کا فرفر یا ابنہ ہے (۲-سلاطین ۵/۱۲) کئی میلوں تک یہ شہر زرخیز کھیتوں اور باغوں سے گھرا ہوا ہے۔ اور کئی میل تک برادا اور دیگر ندیاں اس کو سیراب کرتی ہیں۔ اس جگہ گھاس وغیرہ ایسی تازہ اور سبز معلوم ہوتی ہے کہ اہل مشرق دمشق کی نسبت کہا کرتے ہیں کہ وہ زمرد کے بیچ موتی کی طرح واقع ہے جب کوئی سیّاح انٹی لبنان سے اُس کی طرف جاتا ہے تو ایک عالیشان نظارہ اُس کی آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ چنانچہ اُس کے سامنے ایک میدان آتا ہے جو محیط میں پچاس میل ہے۔ اُس کے کناروں پر نیلگوں پہاڑ کھڑے ہیں اور اخروٹ۔ انجیر۔ انار۔ آڑو۔ اپری کاٹ۔ چکوترے اور دیگر میوہ جات کے درخت لہلہاتے ہیں اور اس سبز۔ بادامی اور زرد

سمندر میں سے دیکھنے والے کو بہت فاصلے سے دمشق کے سبسے کے گنبد۔ سنہری کلس اور سنگ مرمر کے مینار نظر آتے ہیں۔ اس جائے وقوع کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا فطرت نے اسے ایک عالیشان اور مالدار شہر کے لئے بنایا تھا۔ اس شہر کی لمبی تاریخ کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ بار بار عروج وزوال کی راہگذروں سے نکل چکا اور کئی مالکوں کے قبضہ میں آیا ہے۔ اب بھی ڈیڑھ لاکھ کی آبادی کے ساتھ مشرق کے بڑے بڑے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے

مشرقی فرقے۔ روبن ہم عام طور پر اُن اضلاع کا ذکر کر چکے ہیں جو یردن کے مشرق کی طرف واقع ہیں جنہیں روبن۔ جاد اور نصف فرقہ منسّی نے اپنی بستیاں آباد کرنے کے لئے انتخاب کیا۔ روبن نے ان اضلاع کا سب سے جنوبی حصّہ آباد کیا۔ اُس کی میراث میں سیحون کی سلطنت کا بہت سا ٹکڑا آیا۔ اُس کے جنوب میں دریائے ارنون واقع تھا اور شمال میں اُس کا علاقہ کوہ جلعاد کی جنوبی سرحد تک پھیلا ہؤا تھا۔ جنوبی اور مشرقی پہلو موآبیوں سے بھرے ہوئے تھے جن کے ہاتھوں سے واقعی اُسے بہت سا دکھ اُٹھانا پڑا لیکن وہ پانیوں کی طرح جوش کھا کے بڑا نہ ٹھہرا۔ ان اضلاع کے بڑے بڑے شہروں میں سے ذیل کے شہر تھے۔ اشدات پسگہ کوہ پسگہ کے قریب واقع تھا۔ بیت عبارہ جو یردن کو عبور کرنے کا مشہور گھاٹ تھا۔ بصرہ جو پناہ کے چھ شہروں میں سے تھا۔ اور حسبون مچھلیوں کے چشموں کے سبب سے مشہور تھا۔ (غزل الغزلات ۷/۴) اور یہض جہاں موسیٰ نے سیحون کو شکست دی۔ یہیں موسیٰ نے یا تو روبن کے علاقہ کی کسی اندرونی جگہ سے اور یا اُس کے کسی بیرونی مقام سے کنعان کو دیکھا۔ یہیں ایلیاہ آگ کے رتھ پر سوار ہؤا۔ نئے عہد نامہ کے ایام میں یہ جگہ یوحنا کے بپتسمے اور منادی کے سبب سے مشہور ہوئی (یوحنا ۱/۲۸) اور اغلب ہے کہ مسیح نے بھی روبن کے قدیم ملک میں ہی کسی جگہ بپتسمہ پایا اور وہیں روح القدس اُس پر کبوتر کی صورت میں نازل ہؤا۔ پس وہی "پانی" جو پہلے روبن کی نااستواری کا نشان تھا اب بہتر چیزوں کا نشان بن گیا۔ اور یعقوب کے پہلوٹھے کی متلوّن مزاجی کی تلافی خدا کے اکلوتے بیٹے کے پُرجلال استقلال سے ہوگئی۔

جاد جاد روبن کے شمال میں آباد ہؤا۔ اُس کے حصہ میں سیحون کی مملکت کا دوسرا نصف حصّہ اور نیز آدھا جلعاد آیا۔ اس کا علاقہ ایک تنگ سے قطعہ کی صورت میں جھیل گلیل تک جاتا تھا۔ اور یردن کے اور جلعاد کے دوسرے نصف حصّہ کے درمیان جو منسّی کو ملا واقع تھا۔ اُس میں مناحم واقع تھا جو ایک نہایت مضبوط شہر تھا جہاں یعقوب کو فرشتے ملے تھے (پیدائش ۳۲/۲)

اور جہاں ساؤل کے بیٹے اشبوست کا شاہی محل واقع تھا۔ اسی جگہ داؤد نے اُس وقت پناہ پائی جب وہ ابی سلوم کے سامنے سے بھاگ نکلا۔ اسی علاقہ میں فنی ایل واقع تھا جہاں یعقوب فرشتہ کے ساتھ کشتی لڑا۔ یہیں رامات مصفہ یا رامات جلعاد بھی آباد تھا جہاں سے اخیاب اور یہوسفط اہل ارام کے ساتھ جنگ کرنے لگے۔ اسی جگہ اخیاب مارا گیا اور پھر اُس کا بیٹا چند برس کے بعد اسی جگہ زخمی ہؤا۔ پھر اسی جگہ یاہو الیشع کے حکم سے اسرائیل کی بادشاہی کے لئے مسح کیا گیا۔ جلعاد جس کا نصف حصہ اس فرقہ کے قبضہ میں تھا ایک عجیب و غریب کوہستانی سلسلہ تھا جو یردن کے مقابل خطوط متوازی کی طرح جھیل گلیل تک چلا گیا تھا۔

عمونی جاد کے مشرق میں عمونیوں کی سلطنت واقع تھی جس کا پایہ تخت ربہ یا ربات عمون تھا جو بعد میں فلادلفیا کہلانے لگا۔ افتاح کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ عمون کی نزدیکی جاد کے لئے اُسی قدر تکلیف کا باعث ہوئی جتنا کہ معابیوں کا پڑوس زبلون کے لئے دُکھ کا باعث تھا۔ شہر فلادلفیا جو دریا کے دونو طرف بس رہا ہے ربانیوں کا شہر (۲ سموئیل ۱۲/۲۷) اپنے عجیب کھنڈروں کے لئے مشہور ہے لیکن اُن کھنڈروں کا زمانہ یونانیوں اور رومیوں کے زمانہ سے پُرانا نہیں لیکن اُن سے بھی زیادہ مشہور کھنڈر وہ ہیں جو جیراس (جیراسہ) میں پائے جاتے ہیں جو عمون کے دار الخلافہ سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے بعل یا سورج کا مندر جس کی پرستش اس ملک میں ہر جگہ کی جاتی تھی اب تک دیکھنے والے کی زبان سے تعریف کے کلمے نکلواتا ہے اور ضرور وہ کسی وقت ایک نہایت عالیشان عمارت ہوگا۔

منسّی منسّی کے آدھے فرقے نے میراث میں عوج کی قدیم سلطنت پائی۔ اس میں جلعاد کا شمالی حصہ ارجوب کا سارا علاقہ اور تمام بسن شامل تھا اس کے بہت سے شہروں میں سے ذیل کے شہر مشہور تھے۔ عستارات۔ قرنیم اور ادراعی جو عوج کے دار الخلافہ تھے ان کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یہیں یبیس جلعاد کے باشندے قتل کئے گئے تھے کیونکہ انہوں نے بنیمن کے ساتھ لڑنے سے انکار کیا تھا (قاضی ۲۱/۱۰) اسی جگہ ساؤل نے عمونیوں کو شکست دی اور اس کے باشندوں کو اسیری سے بچایا (۱ سموئیل ۱۱) گدارا بیت صیدا اور دیگر شہر جو بحیرہ گلیل کے قریب واقع تھے سب اسی فرقے کی حدود کے اندر بستے تھے۔ اسی علاقہ میں وہ دشت تھا جہاں ہمارا خداوند اپنے شاگردوں کے ساتھ جھیل گلیل کے پار آرام کرنے کے لئے جاتا تھا یہیں ان پہاڑوں میں سے بعض پہاڑ واقع تھے جن کی چوٹیوں پر جا کر وہ رات بھر دعا مانگا کرتا تھا۔

لاویوں کا فرقہ صرف ایک ہی فرقہ ایسا تھا جسے جاگیر میراث کے طور پر نہ ملی۔ ان لاویوں

کا فرقہ تھا چونکہ یہ فرقہ کہانت کی خدمات کے لئے مخصوص تھا اور اس کی پرورش دہ یکی اور لوگوں کی قربانیوں سے کی جاتی تھی لہٰذا اسے کوئی علاقہ میراث کے طور پر نہ دیا گیا۔ سو وہ تمام ملک میں جا بجا پھیلا ہوا تھا تاہم چند شہر مفصلات سمیت ان کی رہائش کے لئے سب فرقوں کے حصوں میں سے لے کر ان کو دئے گئے۔ ان میں سب سے بڑے پناہ کے چھ شہر تھے جن میں وہ لوگ پناہ گزین ہوتے تھے جو سہواً اور لوگوں کو جان سے مار ڈالتے تھے۔ انکے نام یہ ہیں حبرون جو یہوداہ میں واقع تھا۔ سکم جو افرائیم میں تھا۔ اور قادس جو نفتالی میں یردن کے مغرب کی طرف واقع تھا۔ بصر جو روبن میں تھا۔ رامات جو جلعاد میں تھا۔ اور جولان جو منسّی میں مشرق کی طرف واقع تھا۔

دینی یا کلیسیائی دارالخلافہ سیلا جب زمین تقسیم کی جا رہی تھی اس وقت مسکن کے صندوق کے لئے بھی ایک جگہ مقرر کی گئی۔ اور وہ مقام جو اس غرض کے لئے چنا گیا سیلا تھا جو فرقہ افرائیم کا ایک شہر تھا۔ یہ ان پہاڑوں کے درمیان واقع تھا جو بیت ایل کے شمال میں پائے جاتے تھے۔ کئی پشتوں تک عہد کا صندوق سیلا میں رہا اور عبرانی قوم کے لوگ ہر سال فسح پنتکوست اور خیام کی عیدوں کو ماننے کے لئے اس جگہ آیا کرتے تھے۔ لیکن سیلا کی جائے وقوع کے متعلق کوئی خاص عجیب بات نظر نہیں آتی پس جب عہد کا صندوق وہاں سے اُٹھا لیا گیا تو وہ اپنے بلند مرتبہ سے گر گیا اور آج سیلون (یہ اس کا جدید نام ہے) میں سوائے ایک قدیم بُرج اور پتھر کے بڑے بڑے ٹکڑوں اور مسمار کھیتوں کے اَور کچھ نہیں پایا جاتا۔ ان چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک قدیم جگہ ہے تاہم کئی عجیب باتیں اسی پہاڑوں سے گھری ہوئی جگہ میں واقع ہوئی ہونگی۔ یہیں حنّا نے بیٹے کے لئے دعا مانگی۔ یہیں اُس نے اپنے چھوٹے سموئیل کو خدا کے حضور نذر کیا۔ اسی وادی میں سے بوڑھے عیلی نے کانپتے ہوئے دل کے ساتھ عہد کے صندوق کو افیق کے ہلاکت خیز معرکہ میں دشمنوں کے ہاتھ میں جاتے دیکھا۔ اسی جگہ اُس جاں بلب شکستہ دل ماں نے جو ہر طرح بیوہ ہو گئی تھی۔ اپنے بیٹے کو جو اُس وقت پیدا ہوا تھا جب حشمت اسرائیل سے جاتی رہی اِکباد کے نام سے موسوم کیا۔

لوگوں کے مجمع یشوع کے وقت میں جب مجمعے سیلا میں فراہم ہوتے تھے وہ بہت دلچسپ ہوتے ہونگے۔ بہت درجہ تک لوگوں میں دینداری کی رُوح پائی جاتی تھی وہ خدا کو وہ جلال اور بزرگی دینے کو مستعد تھے جو اس کا حق تھا۔ اُن کے جمع ہونے کے ہر ایک موقع پر اُن کو وہ تمام رحمتیں یاد

آتی ہونگی جو اُنہوں نے بہیئت مجموعی تجربہ کی تھیں۔ وہ اُن کا اقرار دیندارانہ طور پر خدا کے سامنے کیا کرتے ہونگے۔ اس جگہ پرانی دوستیاں ازسرِ نو تازہ کی جاتی ہونگی۔ اور نیز خدا کے فضل کی جدید برکتوں کا ذکر اذکار ہوتا ہوگا جو ہر فرقہ اور خاندان کی خاص خاص تاریخ کے متعلق جداگانہ طور پر ظاہر ہُوا کرتی ہونگی۔ وہ ان باتوں کا تذکرہ اس لئے آپس میں کیا کرتے ہونگے کہ سب قوم کا دل خوش ہو اور ایمان تقویت پائے۔ تمام انتظامات کا نتیجہ ان مشہور الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے "جتنی اچھی باتیں جو خداوند نے اسرائیل کے گھرانے سے کہی تھیں ان میں سے ایک بھی نہ چھوٹی سب کی سب پوری ہو گئیں" (یشوع ۲۱/۴۵)

مشرقی مذبح یشوع کی زندگی میں صرف ایک ہی ایسا واقع سرزد ہُوا تھا جس سے مقررہ طرزِ عبادت سے کنارہ کشی کرنے کا فقط احتمال سا پیدا ہُوا۔ اور وہ یہ تھا کہ ان فرقوں نے جو یردن کے مشرق کی طرف رہا کرتے تھے یردن کے مشرقی کنارہ پر ایک بڑا مذبح تعمیر کیا۔ دوسرے فرقوں نے اِس ڈر سے کہ شاید سیلا کے طریق عبادت کے مقابل کوئی طریقہ جاری ہونے لگا ہے بڑے جوش کے ساتھ اس قسم کی کارروائی کی ملامت کی لیکن جو سفیر روانہ کئے گئے تھے وہ یہ پیغام لائے کہ اس قسم کی کوئی غرض مدنظر نہیں بلکہ اس مذبح کے بنانے سے یہ مقصد ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کی رحمت کی یادگاری کے لئے ہو اُس رحمت کی یادگاری کے لئے جس سے اُس نے مشرقی فرقوں اور نیز قوم کے باقی حصّہ کو ممتاز فرمایا ہے۔ اس تشریح سے تمام جماعت کی تسلّی ہو گئی اور رشتہ اتحاد بدستور جاری رہا۔

چوتھی فصل۔ یشُوع کی موت

یشوع کی آخری وصیت۔ اُس کی خصلت۔ کنعانیوں کی سزائیں الزام سے بری ہیں۔ یہودی قوم کی مذہبی طبیعت

یشُوع کی آخری وصیّت ملک کو آخری طور پر یا یوں کہیں کہ دوبارہ تقسیم کرنے کے بارہ یا چودہ برس بعد جب یشوع نے دیکھا کہ میری عمر کا پیمانہ لبریز ہونے لگا ہے تو اُس نے تمام فرقوں کے سرداروں کو سِکم میں جمع کیا اور انہیں وصیّت کی جو سرگرمی اور محبت سے پُر

تھی۔ خدا کی تمام گذشتہ رحمتوں اور آئندہ اُمیدوں کا واسطہ دے کر اُنہیں بڑی منّت و سماجت سے سمجھایا کہ ہمیشہ خداوند سے چمٹے رہیں۔ عبرانی قوم بڑی متلوّن مزاج اور جلدباز قوم تھی۔ پس اس رقّت انگیز وصیّت نے اُس وقت اُن پر بڑا اثر پیدا کیا۔ اور اُنہوں نے بار بار یہ عہد کیا کہ ہم خداوند کو کبھی نہ چھوڑینگے۔ لیکن یشوع اُن کی متلوّن مزاجی سے خوب واقف تھا۔ سو اُن وسائل کے بہم پہنچانے میں جو اُن کے اس عہد کو ہمیشہ اُن کے سامنے تازہ رکھیں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ چنانچہ سیلا کے مَقدِس کے نزدیک ایک بڑا بھاری پتھر بلوط کے ایک درخت کے نیچے کھڑا کیا تاکہ اُسے اُس عہد کا جو ایسی سنجیدگی کے ساتھ باندھا گیا تھا دائمی گواہ بنا دے۔ آخرکار جب تمام کام پورا ہوگیا تو ملک فلسطین کے فاتح نے ایک سو دس سال کے سن کو پہنچ کر اپنی آنکھیں بند کیں اور اپنے باپ دادوں کے ساتھ جا سویا اور کوہ افرائیم میں گاڑا گیا۔

اُس کی خصلت

یشوع کی خصلت پند و نصیحت سے پُر ہے۔ نئے عہدنامہ کا یشوع پُرانے عہدنامہ کا یشوع ہے۔ (عبرانی ۴: ۸) وہ ہر کام کو اچھی طرح انجام دینے والا آدمی تھا۔ وہ ایسا شخص تھا جو پورے پورے طور پر خداوند کی پیروی کرتا تھا۔ اُس کی زندگی کا اصول ان لفظوں میں بیان کیا جا سکتا ہے "اے میرے خدا میں تیری مرضی بجالانے پر خوش ہوں"۔ شجاعت اور نرمی کی باہمی ترکیب یا یوں کہیں کہ شیر اور برّے کا وہ میل جو پُرانے عہدنامے کے اُن بزرگوں کی خصلت میں پایا جاتا تھا جو مسیح کا نمونہ تھے یشوع کے مزاج سے بڑی خوبی اور صراحت کے ساتھ عکن کے معاملے میں ظاہر ہؤا۔ چنانچہ جس طریقہ سے اُس نے عکن سے اقرار کروایا اُس سے بڑھ کر اور کوئی چیز ملائم اور نرم نہ ہوگی۔ وہ اُسے کہتا ہے "اے میرے فرزند۔ خداوند اسرائیل کے خدا کی تمجید کر۔ اور اُس کے آگے اقرار کر۔ اب تو مجھے بتا دے کہ تُو نے کیا کیا ہے۔ اور مجھ سے مت چھپا" پھر ہم دیکھتے ہیں کہ جس مضبوط طبیعت سے اُس نے اس مجرم کو قتل کروایا اُس سے بڑھ کر اور کوئی چیز مضبوط اور نڈر نہ تھی۔ اسی کامل اطاعت کی رُوح سے اُس نے کنعانیوں کی بیخ کنی کی۔ یشوع کو یہ فخر بھی حاصل ہؤا کہ مسیح کا نمونہ بن کر لوگوں کو کنعان کے "آرام" میں داخل کرے۔ گو وہ "آرام" انجیل کا آرام نہ تھا یعنی وہ آرام جو خدا کے بندوں کے لئے ہنوز باقی ہے۔

کنعانیوں کی سزائیں الزام سے بَری ہیں یشوع اور اُس کی فوج نے جو سزائیں کنعانیوں کو دیں وہ بہت ہی سخت تھیں۔ لیکن اِس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ کنعانی اِن سخت سزاؤں کے لائق تھے۔ کیونکہ ان قوموں کی بُت پرستی حد درجہ تک پہنچ گئی تھی اور اِس بُت پرستی کے ساتھ اُن کی شرارت بھی واقعی خوفناک صورت رکھتی تھی۔ اکثر اوقات اُن کی شرارت نہایت نفرت انگیز اور ذلیل قسم کی ہوتی تھی۔ اور اگر عام وسائل کی طرف دیکھا جائے تو کہ سکتے ہیں کہ اُن کی شرارت کی اصلاح ان وسائل کی طاقت سے باہر تھی۔ خدا نے سینکڑوں سال تک اُن کی بدی کی برداشت کی۔ لیکن اموریوں کی بدی کا پیمانہ آخرکار اس وقت لبریز ہو گیا (پیدائش $\frac{۱۵}{۱۶}$) اُنہوں نے ہر قسم کی آگاہی اور فہمایش کو پامال کر ڈالا۔ پس ان قوموں کو برباد کر دینا اُسی طرح الزام سے بری تھا جس طرح پُرانی دنیا کا طوفان سے برباد کیا جانا یا سدوم اور عمورہ کا آگ اور گندھک سے جلایا جانا بری تھا۔

یہودی قوم کی مذہبی طبیعت ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ یشوع کے ایام میں لوگوں کی مذہبی حالت نہایت دلپسند تھی۔ چنانچہ ایک نبی اس حالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُسے پُر اثر الفاظ میں اسرائیل کے بیاہ کی محبت کا زمانہ بتاتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔ ”خداوند یوں فرماتا ہے کہ مَیں تیری جوانی کی الفت اور تیرے بیاہ کی محبت کو یاد کرتا ہوں کہ تُو بیابان یعنی بنجر زمین میں میرے پیچھے پیچھے چلی“ (یرمیاہ $\frac{۲}{۲}$) اُن کی صحرائی تربیت یعنی اُن کا تنگی سے تربیت پانا اور دنیا کی طرف سے دُکھ اُٹھانا بہت سی برکتوں کا باعث ٹھہرا۔ اب اس قوم کے لوگوں کو دُنیوی اقبالمندی اور آرام سے لطف اندوز ہونا تھا۔ جس طرح اکثر قوموں کی حالت سے ثابت ہوتا ہے ویسا ہی ان کی حالت سے بھی ثابت ہونے والا تھا کہ اقبالمندی کا زمانہ دُکھوں کے زمانہ سے بدتر ہوتا ہے موسیٰ کی نبوّت جلد پوری ہونے والی تھی۔ ”یسورون موٹا ہو کر لاتیں مارنے لگا تُو موٹا ہو کر لدھڑ ہو گیا۔ اور تجھ پر چربی چھا گئی ہے تب اُس نے خدا کو جس نے اُسے بنایا چھوڑ دیا اور اپنی نجات کی چٹان کی حقارت کی۔“ (استثنا $\frac{۳۲}{۱۵}$) گو یشوع نے بہت کچھ کیا تاہم اس نے انہیں سبت کے آرام میں داخل نہ کیا۔ پس جو اُن کے رہنے کی جگہ تھی وہ حقیقی قیام کی جگہ نہ تھی۔ ابھی ایک چیز کی کمی تھی۔ پس قوم کا یہ فرض تھا کہ آئندہ کی طرف دیکھے کیونکہ اسرائیل کی امید زمانہ آئندہ میں ظاہر ہونے والی تھی۔

آٹھواں باب۔ قاضی

یشوع کی وفات سے ساؤل کی تخت نشینی تک

(قاضیوں - روت - ا - سموئیل ۱/۱)

پہلی فصل - چھ بڑے بڑے حملے

اسرائیل کی حالت - بڑے بڑے قاضی - چھ حملے - مشرقی فرقوں کی غیر محفوظ حالت - شمال مشرق سے حملہ - اہل مسوپوتامیہ غتنی ایل - جنوب مشرق سے حملہ موآبی - اہود - شمال سے حملہ - کنعانی - دبورہ اور برق - سیسرہ کی موت - مشرق سے حملہ مدیانی - جدعونی - مدیانیوں کی شکست فتح کا جشن - افرائیم کا حسد - ابیملک - مشرق سے حملہ - عمونی - افتاح - افرائیم سے جنگ - جنوب مغرب سے حملہ - فلستی - سمسون - عیلی اور اس کے بیٹے - عہد کے صندوق کا فلستیوں کے قبضہ میں آنا - سموئیل اور اُس کا کام - دینداری کا پھر تازہ ہونا -

اسرائیل کی حالت یشوع کی وفات کے بعد کئی صدیوں تک بارہ فرقوں کی حالت ویسی ہی رہی جیسی یشوع چھوڑ گیا تھا - البتہ کبھی کبھی بعض لوگ اور کبھی کبھی سب کے سب آس پاس کے لوگوں کی بُت پرست عادتوں میں گرفتار ہو جاتے تھے - اور اس کی سزا خدا کی طرف سے اُن کو یہ ملتی تھی کہ وہ کسی زور آور دشمن کے ہاتھ سے ستائے جاتے تھے - ان مختلف فرقوں نے باقی ماندہ کنعانیوں کو نکالنے کے لئے جیسی کوشش کر سکتے تھے نہ کی - یشوع کی وفات سے تھوڑے عرصے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ جلعال سے بوکیم میں آیا کہ انہیں اس بات کے لئے ملامت کرے کہ انھوں نے اہل کنعان کے مذبحوں کو پورے پورے طور پر برباد نہ کیا - اُن تنبیہوں کی جو خدا اُن لوگوں پر نازل

کرنا تھا یہ تاثیر ہوتی تھی کہ وہ خاکساری کی طرف رجوع لا کر اُس کے حضور مدد کے لئے چلّاتے تھے۔ اس قسم کے موقعوں پر اُن کے چلّانے کی آواز ہمیشہ سنی جاتی تھی اور وہ حاکم جو قاضی کہلاتے تھے وقت بوقت برپا کئے جاتے تھے تاکہ اُنہیں اُن دشمنوں کے ہاتھ سے رہائی دیں جو اُن کی زندگی کو تلخ کرتے تھے۔

بڑے بڑے قاضی قاضیوں کی کتاب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں بعض بڑے بڑے قاضیوں کے کارنامے درج ہیں۔ یہ کتاب ہم کو کم و بیش بارہ قاضیوں کے احوال سے آگاہ کرتی ہے (۱) غتنی ایل جو یہودا کے فرقہ سے تھا۔ (۲) اہود جو بن یمینی تھا (۳) دبورہ جو ایک نبیہ تھی۔ اُس کا مددگار برق تھا۔ (۴) جدعون جو منسّی کے فرقے سے تھا۔ (۵) اس کا بیٹا ابی ملک (۶) تولع جو اسکار کے فرقہ سے تھا (۷) بائر جلعادی۔ (۸) افتاح یہ بھی جلعاد کا تھا (۹) ابسان بیت لحمی۔ (۱۰) ایلون زبلونی (۱۱) عبدون فرعاتونی (۱۲) سمسون جو دان کا تھا۔

چھ حملے ان قاضیوں میں سے بعض کی نسبت تو ہم کو اس سے زیادہ معلوم نہیں کہ وہ بنی اسرائیل پر کچھ عرصہ تک حکومت کرتے رہے۔ لیکن جنگی قاضی جو نہایت مشہور گذرے ہیں یہ ہیں غتنی ایل۔ اہود۔ دبورہ (برق کے ساتھ) جدعون۔ افتاح۔ سمسون۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے ملک کو خاص خاص غنیم کے ہاتھ بڑی رہائی دی۔ غتنی ایل نے اہل مسوپتامیہ کے ہاتھ سے۔ اہود نے موآبیوں سے۔ دبورہ اور برق نے کنعانیوں سے جدعون نے مدیانیوں اور عمالیقیوں سے۔ افتاح نے عمونیوں سے اور سمسون نے فلسطیوں سے۔ اب یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ ان مختلف دشمنوں میں سے ہر ایک تمام ملک کو قبضہ میں کر لیتا تھا۔ البتہ بعض اوقات تو ایسا ہو جاتا تھا۔ لیکن باقی موقعوں پر ملک فلسطین کا صرف وہی حصہ اُن کے حملات کا آماجگاہ ہوتا تھا جو اُن کے ممالک کے نزدیک واقع ہوتا تھا۔ مثلاً اہل مسوپتامیہ۔ موآبی۔ مدیانی اور عمونی مشرقی سرحد پر یورش کرتے ہونگے اور زیادہ تر ان فرقوں کی تکلیف کا موجب ہوتے ہونگے جو دریائے یردن کے مشرق کی طرف آباد تھے۔ اسی طرح کنعانی شمال سے اور فلستی جنوب مغرب سے انہیں زیادہ تکلیف پہنچاتے ہونگے۔

مشرقی فرقوں کی غیر محفوظ حالت اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اضلاع جن پر روبن۔ جاد اور نصف فرقہ منسّی نے اپنا دل لگایا تھا گو نہایت زرخیز اور دلکش تھے

مگر محفوظ نہ تھے۔ اس میں شک نہیں کہ اب کئی بار اُن فرقوں کے دل میں یہ خیال آتا ہوگا کہ ہمارے لئے زیادہ بہتر ہوتا اگر ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ چلے جاتے کیونکہ پھر ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے درمیان یردن اور یردن کی گہری وادی حائل ہوتی۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اور فرقوں کی نسبت زیادہ تر یہی لوگ اپنے سچے ایمان سے گر جاتے تھے۔ کیونکہ اُن کے قُرب و جوار میں بہت بُت پرست لوگ بستے تھے۔ یہی سبب تھا کہ اُن پر بڑی بڑی سزائیں نازل ہوئیں اور یہی وہ لوگ تھے جو پہلے اسیری میں گرفتار ہو کر جلا وطن ہوئے۔

۱۔ شمال مشرق سے حملہ

اہل مسوپتامیہ۔ غتنی ایل یشوع کو وفات پائے بہت سال نہ گذرے تھے کہ اسرائیل کی پہلی سزا وقوع میں آئی۔ اُس وقت ایک نئی پشت برپا ہو گئی تھی۔ لوگ غیر قوموں میں شادی بیاہ کرنے لگ گئے تھے اور خداوند کو بھول کر کنعانی دیوتاؤں کی پرستش میں گرفتار ہو گئے اور اُن بدترین قسم کی بداخلاقیوں میں جو ہمیشہ اس بُت پرستی سے وابستہ ہوتی ہیں مبتلا ہو گئے تھے۔ پس مسوپوتامیہ کا ایک بادشاہ جس کا نام کوشن رسعتیم تھا ان کی تنبیہ اور سرزنش کے لئے بھیجا گیا۔ یوسیفس صاحب اُسے اسور کا بادشاہ بتلاتے ہیں۔ لیکن اغلب ہے کہ وہ اس لفظ کو عام معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ غالباً اُس نے اس تمام ملک کو جو فرات اور فلسطین کے درمیان واقع تھا فتح کر لیا تھا۔ اور اسرائیلی بھی اور لوگوں کی طرح اُس کے جُوئے تلے پیچ و تاب کھاتے تھے۔ اب یہ بات توجہ طلب ہے کہ بعل اور عستارات کی پرستش کے سبب جو کوڑا اُن کی گوشمالی کے لئے تجویز کیا گیا وہ اسی ملک کا بادشاہ تھا جہاں پہلے پہل ان دیوتاؤں کی پرستش شروع ہوئی۔ اور جو اب اس کا صدر مقام تھا۔ آٹھ سال تک کوشن نے اسرائیل کو اپنے تابع رکھا یعنی اُس وقت تک کہ غتنی ایل جو کالب کا بھتیجا تھا اُن کی رعائی کے لئے برپا نہ ہوا۔ یوسیفس صاحب کے بیان کے موافق غتنی ایل نے اسور کے محکم مکانوں کو گھبراہٹ میں ڈال کر برباد کیا۔ اور ایک سپاہ کو ہر طرف سے جمع کر کے اور میدان جنگ میں اُتر کر وہ لڑائی کی جس میں اُسے کامل فتح نصیب ہوئی اور اُس وقت دشمن کو دریائے فرات کے پار تک رگید ڈالا۔

۲۔ جنوب مشرق سے حملہ

موآبی۔ اہود معلوم ہوتا ہے کہ متذکرہ بالا سزا اور رہائی کا اثر ایک پشت تک قائم رہا لیکن چالیس برس کے بعد وہی بُری عادتیں پھر زور پکڑنے لگ گئیں۔ اس دفعہ ان کی گوشمالی موآبیوں کے وسیلے کی گئی جن کے بادشاہ عجلون نے اردگرد کے عمونیوں اور عمالیقیوں کے بعض فرقوں کے ساتھ سازش کر کے اسرائیل پر مشرق کی طرف سے چڑھائی کی اور یردن کو عبور کر کے یریحو پر قبضہ کر لیا۔ عجلون قریباً ۱۸ سال تک بادشاہی کرتا رہا۔ یقین ہے کہ اس عرصہ میں اُس نے مشرقی فرقوں کو بھی طرح طرح سے ستایا اور اسی طرح فرقہ بنیمین اور اُن لوگوں کو جو یریحو اور وادیٔ یردن کے نزدیک رہتے تھے دُکھ پہنچایا ہوگا۔ عجلون کے پھندے سے رہائی دینے کے لئے جو شخص برپا کیا گیا وہ اہود تھا جو فرقہ بنیمین سے علاقہ رکھتا تھا۔ ضرور ہے کہ وہ یریحو کے آس پاس کا رہنے والا ہو۔ پس وہ ملک سے اچھی طرح واقف ہوگا۔ اب اہود نے عجلون کے پاس جا کر ایک ہدیہ لے جا کر خفیہ ملاقات کا بندوبست کیا جب وقت آیا تو اس نے تلوار عجلون کی توند میں گھونپ دی اور دروازے میں قفل لگا کر آپ صاف نکل گیا اور اونچے اونچے چٹانوں میں سے عبور کر کے کوہ افرائیم پر جا پہنچا جہاں اُس نے ایک فوج جمع کر کے یردن کے اُن گھاٹوں پر قبضہ کر لیا جنہیں موآبیوں کو اپنے ملک میں جانے کے لئے عبور کرنا پڑتا تھا اور یوں اُن کی واپسی کی جگہ کو اپنے قبضہ میں لا کر اُن کے دس ہزار جوانوں کو تہ تیغ کیا اور اُن میں سے ایک بھی نہ بچا۔ اُس کی وفات کے بعد ملک کے اُس حصے میں کم از کم اسی برس تک امن رہا۔

۳۔ شمال سے حملہ

کنعانی۔ دبورہ اور برق اسی عرصہ میں فلستی بھی جنوب کی طرف سے دُکھ دینے لگ گئے تھے۔ لیکن دوسری بڑی قوی سزا شمال کی طرف سے نازل ہوئی۔ اُس کا سرغنہ شاہ کنعان یابین تھا۔ اس کے پیرو اور سپاہ اُن اصلی باشندوں کی اولاد سے تھے جو اب تک شمالی فرقوں کے مقبوضات میں رہتے تھے۔ یا یوں کہیں کہ اُس خطہ میں آباد تھے جو دوسری طرف اُس وادی میں واقع تھا جو لبنان کے دونو سلسلوں کے درمیان

قضیہ دبورہ

واقع تھی۔ یابین نے نو سو جنگی رتھوں کے ساتھ اسرائیل کے میدان کو بھر دیا اور اپنی دہشت اور ظلم سے ملک کو ہلا دیا۔ اس بادشاہ کے برخلاف دبورہ نے جھنڈا کھڑا کیا جو ایک نبیّہ اور عجیب قسم کے ایمان اور شجاعت سے ملبس تھی۔ وہ بیت ایل اور رامہ کے درمیان کوہ افرائیم میں ایک کھجور کے درخت کے نیچے سکونت کیا کرتی اور وہاں اسرائیل میں قاضی کی خدمات ادا کیا کرتی تھی۔ اس جگہ اُس کے دیندارانہ نمونہ اور نیک ہدایت کے سبب سے بنی اسرائیل توبہ کی طرف مائل ہوئے اور اُسی کے سبب سے اُن کی رہائی کی راہ رفتہ رفتہ تیار کی گئی اس کی تحریک سے برق جو فرقہ نفتالی سے علاقہ رکھتا تھا اُبھارا گیا کہ دس ہزار آدمیوں کی فوج زبولون اور نفتالی کے فرقوں سے جمع کرے اور یابین کے سپہ سالار سیسرا کے برخلاف میدان جنگ میں اُتر آئے شہر مجدو کے نزدیک دریائے قیسون کے کنارے اور اسدرالان کے میدان میں فریقین کے درمیان جنگ ہوئی یہ ہموار میدان کنعانیوں کی جنگی رتھوں کے استعمال کے لئے نہایت موزوں تھا۔ ان رتھوں کے خیال سے بنی اسرائیل کے دلوں پر ہیبت چھا گئی کیونکہ وہ ان مخالفوں پر حملہ آور ہونے کے لئے ضروری ساز و سامان نہ رکھتے تھے۔ برق کی چھوٹی سی سپاہ اس میدان کے مشرق میں کوہ تبور پر صف آرا تھی۔ اور جس وقت برق اپنی رضامندی سے سپاہ لے کر کوہ تبور سے اُتر آیا اور مجدو کے میدان کی طرف بڑھا تاکہ اپنے بڑے مخالف پر حملہ کرے اُس نے ایک غیر معمولی اعتقاد اور شجاعت کی رُوح ظاہر کی۔

برق

یوسیفس صاحب کے بیان کے مطابق جب کنعانیوں کی فوج برق کے مقابلہ کو آگے بڑھی تو عین اسی وقت مشرقی جانب سے اولوں کی سخت بوچھاڑ نے اُن کے چہروں کی دھجیاں اڑا دیں۔ اُن کے گھوڑے دہشت کے مارے تر بتر ہو گئے اور غنیم بہ آسانی اسرائیل کے ہاتھ میں پھنس گیا۔ نالے کا پانی جو اس وقت طوفان کے سبب سے بڑے سیلاب کی صورت اختیار کئے ہوئے تھا اُن کنعانی سپاہیوں کو بہا لے گیا جو اُسے عبور کر کے شمال کی طرف فرار ہونا چاہتے تھے۔ اُن کے گھوڑے جوڈر کے مارے کبھی تو پچھلے پاؤں اُٹھاتے اور کبھی الف ہو جاتے تھے اپنے سُموں کو دریا کے پتھروں پر مارتے تھے۔ اُن میں سے کئی مر گئے اور کئی بیکار ہو گئے۔

"ستارے بھی اپنی اپنی منزل میں سیسرا سے لڑے۔ قیسون ندی ان کو بہا لے گئی۔ اُن کے زبردست گھوڑوں کے کودنے کے سبب سے سُموں کی ٹاپ کی آواز ہونے لگی۔" (قاضی ۵ / ۲۰-۲۲)

سیسرا کی موت سیسرا پیادہ پا میدان جنگ سے بھاگ نکلا اور حبر قینی کی جورو یاعیل کے

خیمہ کو معاونوں کا خیمہ سمجھ کر پناہ کا طالب ہؤا۔ حبر قینی یترو کی اولاد سے تھا۔ وہ اب تک خانہ بدوشی کی عادات کا پابند تھا اور اس وقت قادس نفتالی کے نزدیک خیمہ زن تھا۔ سیسرا کو یاعیل نے فریب سے مار ڈالا اور برق کو جو اُس کے تعاقب میں تھا خیمہ میں لا کر اس کی لاش دکھائی۔ اس شکست فاش نے اسرائیلیوں کو کنعانیوں کے چنگل سے رہا کیا۔ اور اس واقعہ کے جشن میں دبورہ نے ایک فتح کا گیت منظوم کر کے گایا۔ اس گیت سے تُندی بھی ٹپکتی تھی مگر ساتھ ہی دل میں ولولہ بھی پیدا ہو جاتا تھا۔ بے شک دبورہ ایک عجیب خصلت کی عورت تھی۔ وہ سخت اور نڈر تھی اور تمام قوم کو اُبھار سکتی تھی۔ اُس کا گیت کم اعتقادی اور بُزدلی کو مضحکہ میں اُڑانے والا تھا۔ چنانچہ اُس نے ان دنوں ان خرابیوں کو ٹھٹھے میں اُڑایا۔ اس کے ساتھ ہی وہ ایمان اور دلیری کی تعریف کے لئے بھی گایا جا سکتا تھا اِس گیت کا اثر مدت تک قائم ہوگا۔ اور آنے والے زمانوں کے بہت سے دیندار اور جان نثار یہودیوں نے دبورہ کے اس گیت سے خدا کی امداد پر بھروسہ کر کے بڑی بڑی مہمات کے انجام دینے کا حوصلہ اور بڑے بڑے کام سرانجام دینے کا حوصلہ پایا ہوگا۔

۴۔ مشرق سے حملہ

مدیانی جب چالیس برس کا عرصہ اَور گذر چکا تو پرانی خرابیاں پھر پھوٹ نکلیں اور ایک اَور حملہ تنبیہ کے لئے ان پر کیا گیا۔ مشرقی صحراؤں کے آوارہ گرد گلہ بان فرقے مثلاً مدیانی۔ عمالیقی اور دیگر عربی فرقے اسرائیل کی سرزمین میں ٹڈیوں کی طرح اُمڈ آئے اور اُنہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب فصل کے جمع کرنے کا وقت آتا تو وہ اپنے گلّوں اور ریوڑوں کو لے کر ملک میں گھس آتے۔ پیداوار کو چھین چھان کر ہضم کر جاتے اور موسم سرما کے شروع میں پھر نکل جاتے تھے۔ اسی طرح ہر فصل پر کیا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل نے اُن سے اِس قدر دہشت کھائی کہ اس ڈر کے مارے میدانوں اور وادیوں کو چھوڑ کر فصیل دار شہروں اور گھرے ہوئے مکانوں میں انہیں پناہ گزیں ہونا پڑا۔ بلکہ ان مخالفوں اور لٹیروں کے ہاتھ سے جن کا کبھی پیٹ نہ بھرتا تھا جان بچانے کے لئے غاروں میں چھپنا پڑا۔ سات موسموں کے دَور میں یہ اندوہناک حالت برابر جاری رہی۔ دشمن نے اس عرصہ میں یعنی بیشتر اس کے کہ تمام قوم خاکساری اختیار کرے اور اپنے گناہ کو پہچانے تمام ملک پر تسلّط جمایا۔ آخر کار

ایک نبی لوگوں کے پاس بھیجا گیا تاکہ صفائی کے ساتھ اُن کا گناہ اُن پر آشکارا کرے۔ اُس کے پیغام نے اپنا مطلوبہ نتیجہ پیدا کیا۔

جدعون وہ نبی جدعون تھا جو منسّی کے خاندان سے تھا۔ اُسے عفرہ میں خدا کا فرشتہ دکھائی دیا اور وہ بنی اسرائیل کو مدیانیوں کے جنگل سے چھڑانے کے لئے مامور ہوا اور لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔ اگرچہ پہلے پہل اُس کے ایمان کو مناسب اور ضروری درجہ تک پہنچانا آسان کام نہ تھا لیکن جب ایک مرتبہ اُس درجہ تک پہنچ گیا تو پھر ہمیشہ وہیں بڑی خوبی سے قائم رہا۔ جدعون نے مدیانیوں کے برخلاف جھنڈا کھڑا کیا۔ اس کے جواب میں لوگ وادیٔ یزرعیل یعنی اسدرلان کے میدان کے مشرقی حصّہ میں فراہم ہوئے اور ایسی بے شمار جمعیت کے ساتھ کہ تمام میدان کو ٹڈیوں کی طرح بھر دیا۔ اُس کا شریف نمونہ اور وہ ایمان اور بہادری کی روح جو اُس وقت شمالی فرقوں کے درمیان پیدا ہو رہی تھی۔ اور دبورہ اور برق کے کارناموں کی یاد جو اُس جگہ جہاں اُن کے بہادرانہ واقعات سرزد ہوئے تھے ہنوز تر و تازہ تھی۔ یہ سب باتیں بتیس ہزار جوانوں کی فوج کو جو منسّی۔ آشر۔ زبلون اور نفتالی کے فرقوں سے مشتمل تھی کھینچ لائی۔ اُس کی فوج جلبوعہ کے پہاڑ کے ڈھلوان پہاڑوں پر خیمہ زن ہوئی۔ لیکن خدا کی نظر میں یہ لشکر زیادہ تھا۔ سو مختلف طریقوں سے فوج کا شمار بتیس ہزار سے ۳۰۰ تک گھٹایا گیا۔ یہ گنتی کی جانیں رات کے وقت اپنے اپنے چراغ۔ نرسنگے اور تلواریں ساتھ لے کر عربی لشکر کے اوپر ایک اونچے قطعہ پر پھیل گئیں نیچے میدان میں عربی سپاہ کے لوگ بیخود پڑے سو رہے تھے۔ ان کے ارد گرد اُن کے بیشمار اونٹ ہر طرح امن کے ساتھ کھڑے تھے۔ جدعون اور اُس کا ایک مصاحب چُپ چاپ اُن کے لشکر میں اتر آئے۔ اور دیکھا کہ ایک مدیانی اپنے دوست کو اپنا خواب سنا رہا ہے کہ جَو کی روٹی گھومتی ہوئی اُن کے لشکر میں آئی اور اُس نے مدیان کے ایک خیمہ کو اُلٹ دیا۔ اُس کے دوست نے یہ سن کر فوراً یہ تعبیر کی کہ یہ واقعہ اس بات کا نشان ہے کہ ہم جدعون کے ہاتھ سے شکست کھائینگے جدعون اور اس کا ساتھی یہ سن کر اپنے لوگوں کی طرف لوٹے اور لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔

مدیانیوں کی شکست جب انہوں نے اشارہ کیا تو تین سو مردوں نے اپنے گھڑے توڑ ڈالے۔ اور اپنی اپنی مشعلوں کو ہلانا شروع کیا اور ایسے زور سے چلّائے کہ اُن کے نعروں سے مخالفوں کے دل دہل گئے اور جب وہ شور سے چونک اُٹھے تو دہشت اور

بھی بڑھ گئی۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ اس گھبراہٹ میں اُنھوں نے ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کیا۔ صبح کے وقت اُن کی فوج کا باقی حصّہ یردن کی طرف بھاگ نکلا تاکہ اپنے ملک کو جو دریا کی دوسری جانب واقع تھا چلا جائے۔ جدعون نے اُسی وقت افرائیمیوں کے نام پروانہ جاری کیا کہ دریائے یردن کے گھاٹوں پر قبضہ کرکے اُن کو واپس نہ جانے دیں۔ دوسری لڑائی بیت عبارہ کے گھاٹ پر واقع ہوئی جس میں عوریب اور زئیب بھی جو مدیانیوں کے دو چھوٹے سردار تھے نہ تیغ ہوئے۔ لیکن دو بڑے سردار زبح اور ضلمنع پندرہ سو لوگوں کے ساتھ یردن کے پار اُتر گئے تھے اب جدعون اور اُس کی تھکی ہوئی چھوٹی سی فوج جو اُن کا پیچھا کر رہی تھی بہت تیزی سے اُن کے گرفتار کرنے کو آگے بڑھی۔ اور بڑے ایمان اور دلیری کے ساتھ جدعون کے تین سو جوان مدیانی مملکت میں جا گھسے۔ اور اُنہوں نے مخالف کی فوج پر حملہ کرکے اُسے شکست فاش دی۔ اُن کے خواب میں بھی یہ بات نہ آئی تھی کہ ایسا حملہ کیا جائیگا۔ جو سردار بھاگ نکلے تھے وہ گرفتار کئے گئے اور جان سے مارے گئے۔ نہ کبھی اس سے پہلے اور نہ کبھی اُس کے بعد۔ بلکہ ہم کہ سکتے ہیں کہ لیونڈاس اور اُس کی سپارٹن فوج کے تین سو جوانوں نے بھی کبھی ایسی جان جوکھوں کا کام نہ کیا تھا جو اِن جوانوں نے کر دکھایا جب وہ اپنے دشمنوں کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے اور جلعاد کے شہروں سکات اور فنوئیل کے بیچ سے گذر رہے تھے اُس وقت اُن کے اہل وطن نے بگڑ کر مدد سے انکار کیا۔ کیونکہ اُن کو یہ یقین نہ تھا کہ اتنی چھوٹی سی جمعیت ایسے بھاری شخص کو مغلوب کر لیگی۔ بلکہ ان کا یہ خیال تھا کہ جب مدیانی موجودہ دہشت کے پنجہ سے نکل جائینگے تو وہ پھر واپس آئینگے اور اُن سب کو قرار واقعی سزا دینگے جو جدعون کے ساتھ مل گئے تھے۔ لیکن اُن کی تمنا پوری نہ ہوئی چنانچہ جدعون فتحیاب ہوکر لوٹا اور اُس دھمکی کو پورا کرنے کے لئے جو وہ بڑے ایمان کے ساتھ دے گیا تھا اُس نے فنوئیل کے بُرج کو مسمار کیا اور سکات کے سرداروں کو ان کی وادی کے ببول اور سدا گلاب کی کانٹے دار ٹہنیوں سے سزا دی۔

اس فتح کی شہرت "مدیان کا دن" بہت مدت تک اسرائیل کی تاریخ میں مشہور رہا چنانچہ ہم دو یا تین سو برس بعد زبوروں میں مثلاً زبور ۸۳/۹-۱۱ میں دیکھتے ہیں کہ عوریب اور زئیب و زبح اور ضلمنع کی شکست اُن تعجب انگیز سزاؤں میں سے سمجھی جاتی ہے جو خدا نے اپنے دشمنوں کو

دی۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ پانسو برس بعد یشعیاہ نبی نے "مدیان کے دن" (یسعیاہ ۹/۴) اور عوریب کی چٹان (یسعیاہ ۱۰/۲۶) کو اُس بربادی کی مثال ٹھہرایا جو اسور کی دہشت ناک فوجوں پر وارد ہونے والی تھی۔ جدعون عبرانیوں کے خط میں اُن ایماندار بہادروں کے شمار میں داخل ہے جن کا خداوند کے بازو پر بھروسہ کرنا اُن کی کامیابی کا راز تھا۔ لوگ جدعون کی نیک صفات کے اس قدر قائل تھے کہ انہوں نے اُس سے درخواست کی کہ تُو ہمارا بادشاہ بن۔ لیکن جدعون کی خداپرستی مانع ہوئی کہ وہ اس قسم کی دعوت قبول کرے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسرائیل کا بادشاہ خدا ہے وہ ایسا شخص نہ تھا کہ جبر کرکے خدا کے اختیار کو چھین لے۔ قریباً چالیس سال تک وہ اپنی قوم کا قاضی رہا مگر باوجود اس کے وہ بھی اَور دیندار وں کی طرح کامل نہ تھا چنانچہ کسی نہ کسی طرح ان فتوحات کے بعد اُس کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ میں اُس سونے سے جو میں نے اپنے دشمنوں سے جمع کیا ہے ایک افود یا کاہن کا لباس تیار کروں۔ سو اُس نے ایک افود تیار کیا اور اُسے اپنے گھر میں رکھا۔ شاید اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہاں کسی طرح کی کاہنی عبادت کا طریق جاری کرے۔ مگر یہ فعل اُس کے اور اُس کے گھرانے کے لئے ایک جال ثابت ہؤا۔ غالباً اسی سے وہ ناجائز اور غیر واجب عبادت میں گرفتار ہوئے اور شاید اسی سے آخرکار اُن پر سزا نازل ہوئی۔

افرائیم کا حسد برق اور جدعون کی فتوحات شمالی فرقوں کے وسیلے وقوع میں آئیں۔ افرائیم کا فرقہ جو وسط میں رہا کرتا تھا اُس سے رنجیدہ ہؤا کیونکہ اِس عزت میں اُسے بہت کم حصہ ملا۔ اور اُس کا حسد جدعون کی فتوحات کے وقت پھوٹ نکلا۔ مگر جدعون نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ چرب زبانی اور خوشامد کے وسیلے اُس کے حسد کی آگ کو فرو کیا۔

ابی ملک جدعون کی وفات کے بعد جب اُس کے بیٹے ابی ملک نے جو افرائیم کے فرقے کی ایک عورت کے شکم سے تھا دیکھا کہ ایک طرف میرا تعلق جدعون سے ہے اور دوسری طرف افرائیم کے زور آور فرقے سے تو اُس دُہرے رشتہ کو غنیمت جان کر یہ ارادہ کیا کہ مَیں اسرائیل کا بادشاہ بننے کا دعویٰ کروں۔ پس اُس نے ایک کے سوائے باقی سب بھائیوں کو جو تعداد میں اُنہتّر تھے اور منسّی کے فرقہ سے علاقہ رکھتے تھے قتل کر ڈالا۔ اور سکم کے لوگوں کے درمیان اپنی تاج پوشی کی منادی کروادی۔ معلوم ہوتا ہے

کہ یہ بات اُسی منارے کے قریب واقع ہوئی جہاں یشوع نے لوگوں سے خداوند کی خدمت کی قسم لی تھی۔ لیکن ابی ملک کے اس بیدینی کے کام پر خدا کی طرف سے کوئی برکت نازل نہ ہوئی تین سال کے بعد ابی ملک اور اہل سکم کے درمیان جھگڑا پیدا ہؤا۔ اور بہت سی خانہ جنگی اور کشت وخون کے بعد ابی ملک ایک عورت کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اُس نے ایک چکّی کا پاٹ جب کہ وہ تیبض کے برج کو آگ لگا رہا تھا اُس کے سر پر لُڑھکا دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابی ملک نہایت بیدین اور اُجڈ آدمی تھا اور بت پرستی کو فروغ دینے والوں کے ساتھ ملا ہؤا تھا۔ واقعی اُس نے اپنے فرقہ اور تمام قوم کو سخت نقصان پہنچایا۔ اُس کی موت اُس کے ہیبت ناک جُرم کی الٰہی سزا سمجھی گئی۔

۵۔ مشرق سے حملہ

عمونی دوسری صدی کے نصف حصہ میں اسرائیل کو اُن کے پُرانے گناہ کے سبب سے چھوٹی چھوٹی تنبیہیں کی گئیں لیکن اس عرصہ کے اختتام کے قریب پھر مشرق سے ایک سخت آفت اُن کی سرزمین پر نازل ہونے لگی اس دفعہ بڑا حملہ کرنے والے بنی عمون تھے۔ اور جیسا کہ ایک صدی پہلے مدیانیوں نے کیا تھا ویسا ہی اُنھوں نے بھی یردن کے مشرقی ممالک کو لوٹا اور اُجاڑ ڈالا۔ پھر اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ یہودا۔ بنیمین اور افرائیم کے علاقوں میں بھی پھیل گئے۔ اس مصیبت کے وقت بنی اسرائیل خدا کے حضور چلّائے مگر چونکہ شروع شروع میں اُن کی خاکساری اور توبہ کافی نہ تھی اس لئے خدا نے اُن کو اُن کی بُت پرستی کے سبب سے طعنہ زنی کی اور کہا کہ جن معبودوں کی تم نے پیروی کی ہے اُنہی کے سامنے چلّاؤ۔ وہ معبود یہ تھے۔ بعلیم۔ عستارات۔ ارام کے معبود۔ صیدا کے معبود۔ موآب کے معبود۔ بنی عمون کے معبود اور فلستیوں کے معبود۔ بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جن قوموں کے معبودوں کی عبادت کرنے پر وہ اکثر مائل ہو جاتے تھے انہی سے اُن کو تکلیف پہنچتی تھی۔ مذکورہ بالا طعن کے بعد گناہ کا زیادہ کامل اقرار اور اصلاح ظہور میں آئی۔ اور خدا کی روح اسرائیل کی تکلیف کے سبب سے مغموم ہوئی۔

افتاح افتاح جلعادی جو خدا کی طرف سے اُن کی رہائی کے لئے مقرر کیا گیا۔ غیر ملک کی عورت کے پیٹ سے پیدا ہؤا تھا۔ اس کے بھائیوں نے اُسے باپ کے گھر سے نکال دیا

نھا۔ اس وقت وہ خانہ بدوش پیروؤں کے ساتھ مشرقی صحرا کی سرحدوں پہ بے قاعدہ لڑائیاں لڑ رہا تھا۔ افتاح خدا ہی کو اکیلا سچا خدا اور عبرانیوں کا خدا جانتا اور اُس کی بڑی تعظیم کرتا تھا لیکن ساتھ ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس طریق سے بالکل ناواقف تھا جس میں اُس کی بندگی کرنی چاہیئے مگر وہ سپہ گری کے فن میں ایسا مشہور تھا کہ لوگوں نے اُس کی بڑی منّت کی کہ عمونیوں کی جنگ میں اسرائیل کی فوج کی سپہ سالاری اختیار کرے۔ اُس نے اس عہدے کو اختیار کیا اور مقام اروار کے نزدیک جو اُس جگہ سے دُور نہ تھا جہاں موسیٰ نے سیحون کو زک دی تھی افتاح نے اپنے دشمنوں کو شکست فاش دی اور بے شمار لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ لیکن فتح کی خوشی بہت جلد تلخی میں تبدیل ہو گئی کیونکہ اُس نے عہد کیا تھا کہ گھر لوٹتے وقت جو کوئی اُسے پہلے ملیگا وہ اُسے خدا کے حضور قربان کریگا اور جو شخص پہلے ملا وہ اُسی کی بیٹی تھی۔ افتاح نے اپنے عہد کو مدِ نظر رکھ کر اپنی بیٹی کے ساتھ اُس کے مطابق سلوک کیا۔ یہودیوں کا پرانا خیال یہ تھا کہ وہ لڑکی سوختنی قربانی کے طور پر چڑھائی گئی۔ لیکن بعد میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اُس پر یہ فتویٰ لگایا گیا کہ وہ ہمیشہ کے لئے کنواری رہے۔

افرائیم کے ساتھ جنگ

افتاح کی خصلت میں بہادرانہ جرأت تو تھی مگر علمی روشنی نے اُسے منوّر نہ کیا تھا تاہم اُس ایمان کی خاطر جس سے اُس نے اپنی جان کو اپنے ہاتھ پہ رکھا اور خدا کے نام میں عمونیوں کے برخلاف میدان جنگ میں اُتر آیا۔ اور اس بھروسے کے سبب جو وہ خدا پر رکھتا تھا اور مانتا تھا کہ وہ اسرائیل کے عہد کا خدا ہے اُس نے پرانے عہد کے بہادروں کی فہرست میں جگہ پائی (عبرانیوں ۱۱/۳۲) مگر جدعون کی طرح اُسے بھی افرائیم کے مغرور اور متکبّر فرقے کے حسد کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اس فرقہ کے لوگ اس سبب سے کہ وہ لڑائی میں نہ بلائے گئے ناراض ہو گئے۔ اب بڑی فوج کے ساتھ یردن کے پار جلعاد میں گھس آئے اور بڑی تُندی سے افتاح کو یہ دھمکی دی کہ ہم تیرے گھر کو تیرے سر پر جلا ڈالینگے۔ افتاح نے جدعون کی طرح اُن کے دلوں کو خوشامد سے خوش کرنا چاہا بلکہ طعنہ دے کر کہا کہ تم نے خود جنگ میں شامل ہونے سے دُم دبائی۔ اس پر جلعادیوں میں اور افرائیمیوں میں سخت خانہ جنگی شروع ہوئی۔ جلعاد میں ایک بڑی لڑائی ہوئی لیکن جلعادی فتحیاب ہوئے اور انہوں نے اُن عمدہ مگر سخت جگہوں کو یعنی یردن

سے پار اُترنے کے گھاٹوں کو اپنے قبضے میں کرلیا۔ اور ان افرائیمیوں کو جو بھاگ نکلے تھے خاص تلفظ کی پہچان سے کہ وہ شبلات کے عوض سبلات بولتے تھے پکڑ کر دریا کے کنارے مار ڈالا اور جو مارے گئے وہ تعداد میں ۴۲ ہزار سے کم نہ ہونگے۔ اس سخت خونریزی نے افرائیم کے فرقے کو بہت کمزور کردیا حتیٰ کہ اس کے بعد بہت عرصہ تک اُن کے نام تاریخ کے صفحوں پر نہ چمکے۔

(۶) جنوب مغرب سے حملہ

فلستی پھر شمال مغرب سے بیدینوں نے کوڑا برسانا شروع کیا۔ یہ لوگ فلستی تھے۔ گذرے زمانوں میں بھی فلستی کچھ کچھ دکھ دیتے رہے تھے۔ جب کبھی وہ ذرا غلبہ پاتے تو بڑے عجیب طریقوں سے اُسے جاری رکھ سکتے مثلاً لوگوں سے لڑائی کے ہر قسم کے اوزار چھین لیتے یہاں تک کہ کھیتی باڑی کے اَوزاروں کو تیز کرنے کے لئے لوہاروں کو بھٹی تک بنانے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ مگر باوجود اس سختی کے شمجر نے کچھ عرصہ پہلے اُن پر ایک بڑی فتح پائی اور اُن کے چھ سو مردوں کو کسی ہتھیار سے نہیں بلکہ پینے سے مارا اور اس شکست کے سبب سے بہت مدت تک وہ رُکے رہے مگر اب پہلے کی نسبت زیادہ خطرناک ہو گئے تھے اور اُن کا تسلّط چالیس برس تک جاری رہا۔

سمسون لیکن آخر کار رہائی کی صورت نمودار ہوئی۔ یعنی ایک دیندار ماں باپ کے ہاں جو دان کے فرقے سے علاقہ رکھتے تھے اور شہر زورا میں رہا کرتے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا وعدہ خدا کے فرشتے نے کیا تھا۔ یہ وہی فرشتہ تھا جو خدا کے بندوں کو بار بار دکھائی دیا کرتا تھا تاکہ انہیں سکھائے کہ وہ اپنی تکلیفوں کو اپنے گناہوں سے اور اپنی برکتوں کو خدا کی رحمت سے منسوب کریں جن کا انسان کوئی حق نہیں رکھتا۔ اس وعدہ کے فرزند کا نام سمسون تھا۔ وہ پیدائش ہی سے نذیر مقرر ہوا۔ اور خدا کی خدمت کے لئے علیحدہ کیا گیا۔ اُس کو یہ حکم تھا کہ وہ مے نہ پیئے اور نہ کسی اَور طرح کی منشّی شَے کو چھوئے اور نہ اُس کے بال کبھی کاٹے جائیں۔ جب تک وہ ان شرائط کا پابند رہا اُس وقت تک ایک معجزانہ جسمانی قوت اُس کے وسیلے جلوہ گر ہوتی رہی مگر وہ اپنی خواہش یا مرضی پر قابو نہ رکھتا تھا چنانچہ جب وہ کسی عورت پر عاشق ہو جاتا تو اُس کی دلفریب اداؤں کا مقابلہ نہ کرسکتا اور اس کمزوری کے سبب سے بار بار کم و بیش فلستیوں کے قابو میں آجاتا تھا۔ شہر زرعا جو اُس کا وطن تھا فلسطین کے پہاڑوں میں واقع تھا۔ سمسون اکثر

اس جگہ سے فلستیوں کے ملک میں جایا کرتا تھا کبھی اس لئے کہ اُن کی صحبتوں سے دل بہلائے اور کبھی اس لئے کہ اُن سے جنگ کرے۔ اُس نے اپنی جانی کے ایام میں فلستیوں کی ایک لڑکی سے شادی کی اور جب وہ مر گئی تو ایک اَور فلستی عورت پر فریفتہ ہؤا جس کا نام دلیلہ تھا۔ مگر ان دونو نے اُس کے ساتھ بے وفائی کی تاہم یہی دونو مختلف صورتوں میں اس بات کا باعث ہوئیں کہ وہ فلستیوں کے خلاف اپنی قوت اور شجاعت کے بےنظیر کام ظاہر کرے۔ اُس کا ایک نوجوان شیر کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنا۔ اسقلون کے تیس مردوں کو قتل کرنا۔ تین سو لومڑیوں کو پکڑنا۔ فلستیوں کی فصل کو آگ لگانا۔ پھر ہزار آدمیوں کو گدھے کے جبڑے سے مار ڈالنا۔ عزہ کے پھاٹکوں کو حبرون کے نزدیک ایک پہاڑی پر لے جانا اور آخر کار جب وہ فریب سے پکڑا گیا اور اُس کی آنکھیں نکالی گئیں ہیکل پایوں کو گرا کر جن کے اُوپر مندر قائم تھا اپنے تئیں اور فلستیوں کے مندر اور سرداروں کو برباد کرنا جسمانی قوت کے ایسے عجیب کام ہیں جن سے بڑھ کر اب تک سُننے میں نہیں آئے۔ ہم سمسون کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک طرف عبرانی قوم کی علامت اور دوسری جانب نجات دہندے کی پیش نشانی تھا۔ کیونکہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پہلے وہ خدا کے لئے مخصوص تھا۔ اور جب تک مخصوصیت کے عہد کو اُس نے قائم رکھا تب تک بہت سی برکتوں کا حظ اُٹھاتا رہا۔ مگر جب بے وفا ہؤا تو اپنی قوت کھو بیٹھا اور اُسے سخت تنبیہ اُٹھانی پڑی۔ تاہم آخر کار ایک مرتبہ وہی پُرانی قوت پھر اُسی انداز سے اُسے عطا ہوئی۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی زندگی گویا تمام اسرائیل کے چال چلن کی ایک تصویر تھی۔ وہ مسیح کا پیش نشان ہونے کی حیثیت سے یگانہ معلوم ہے ایسا عجیب اور بے نظیر کہ پُرانے عہد کے دوسرے بزرگوں سے بالکل مختلف ہے۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے واقعی اور قصداً اپنی جان اپنے ملک کے لئے دی۔ اور یوں مسیح کی بزرگ قربانی کا نشان ٹھہرا گو یہ نشان دھندلا اور ناکامل سا تھا۔ شاید اسی کی موت کے موقع اور نتائج نے کئی زمانوں بعد کائفا کے دل میں یہ خیال پیدا کیا کہ قوم کے لئے ایک کا مرنا بہتر ہے۔

عیلی اور اُس کے بیٹے

سمسون اُن جنگی بہادروں میں سے جنہوں نے قاضی کا خطاب پایا آخری شخص تھا۔ مُروّجہ کرونالوجی (یعنی وقت کے حساب) کے مطابق اُس کا ہمعصر عیلی تھا جو سردار کاہن ہونے کے سبب سے اپنی قوم پر بہت بڑا اختیا

رکھتا تھا۔ عیلی خود تو بڑا پارسا آدمی تھا لیکن قباحت یہ ہوئی کہ اس کا خاندان بے دین تھا وہ اُس کی بدکرداریوں کو روکنے کی کافی طاقت نہ رکھتا تھا اور نہ ان کو روکنے کی محنت اُٹھانا چاہتا تھا۔ اُن بڑی بڑی بدیوں کے سبب سے جو یہودی سلطنت میں پائی جاتی تھیں خدا کھلم کھلا سزا دیا کرتا تھا۔ کیونکہ یہودی تاریخ کے متعلق خدا کا ایک بڑا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی اُس نفرت کو ظاہر کرے جو وہ گناہ سے رکھتا ہے اور جب اس قسم کی بدیاں اُس کے مخصوص کاہنوں کے درمیان پائی جاتی تھیں تو خصوصیت کے ساتھ نفرت کا باعث سمجھی جاتی اور بڑے زور و شور کے ساتھ فاش کی جاتی تھیں پس عیلی کو اس بات کی خبر دی گئی کہ اُن بدذاتیوں کے باعث جن سے اُس نے چشم پوشی کی کہانت کا کام ہمیشہ کے لئے اُس کے خاندان سے چھین لیا جائیگا۔

فلستیوں کا عہد کے صندوق کو لے جانا

اور یہ پیشین گوئی اُس وقت پوری ہوتی شروع ہوئی جب اسدرلان کے میدان میں مقام اُفیق پر فلستیوں کے ساتھ ایک بڑی لڑائی ہوئی۔ اسرائیلی عہد کے صندوق کو سیلا سے لے آئے اور میدان جنگ میں اپنے ساتھ لے گئے۔ اس خیال سے کہ یہ متبرک صندوق ضرور اُن کی فتح کا باعث ہوگا۔ لیکن انہوں نے جلد اس بات کو جان لیا کہ اگر ہم خدا کا قصور کریں تو اُس کی حضوری کی علامت ہماری عملی نافرمانی کا بدلہ نہیں ہو سکتی پس عہد کا صندوق اُن سے چھینا گیا۔ عیلی کے بیٹے حفنی اور فینحاس مارے گئے اور بوڑھا عیلی وہ واردات سن کر جو عہد کے صندوق پر گذری تھی اپنی چوکی پر سے گر پڑا اور جان بحق ہوا۔ فینحاس کی بیوی بچہ جنتے وقت راہیٔ ملکِ بقا ہوئی بچہ کا نام اکیاد رکھا کیونکہ عہد کے صندوق کے ساتھ اسرائیل کا جلال بھی جاتا رہا۔ فلستی عہد کے صندوق کو اپنے ملک میں لے گئے اور شہر اشدود میں لے جا کر اسے داجون (مچھلی کے دیوتا کے مندر) میں رکھا جس کا بت صبح کے وقت گرا اور ٹوٹا ہوا پایا گیا۔ اشدود جات اور عقرون کے باشندوں پر یعنی جہاں جہاں یہ صندوق گیا وہاں وبائیں نازل ہوئیں یہاں تک کہ لوگ اس سے علیحدہ ہونے کے خواہشمند ہوئے۔ اور آخرکار ایک گاڑی پر رکھ کر جس کی کھینچنے والی گایوں کا کوئی ہانکنے والا نہ تھا۔ اُسے روانہ کر دیا۔ یہ گائیں اُسے بیت شمس کو لے گئیں۔ وہاں کے لوگوں پر وہی بلا نازل ہوئی۔ اس کے بعد قریت یعاریم کے لوگ اُسے اپنے شہر کو لے گئے جو یہودا کے فرقے میں واقع تھا۔ اس جگہ وہ اُس وقت تک رہا جب تک داؤد اُسے نہ لے گیا۔ ہماری کرونالوجی (وقت کے حساب) کے مطابق سمسون کی موت قریباً اُسی وقت واقع ہوئی جب کہ لڑائی میں عہد کا صندوق

چھینا گیا۔

سموئیل اور اس کا کام لیکن اس عرصہ میں سول (ملکی) انتظام کے وہ فرایض جو قاضی کی خدمات سے وابستہ تھے سموئیل کے ہاتھ میں آئے۔ سموئیل کی ابتدائی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ گو زمانہ کی بدحالت عموماً درجہ غایت تک پہنچی ہوئی تھی تاہم کہیں کہیں غریب درجہ کے لوگوں میں ایسے ایسے دیندار پائے جاتے تھے جن کی زندگی نمونہ کے لائق تھی۔ سموئیل کا باپ جو لاوی کے خاندان سے تھا کوہ افرائیم میں رہا کرتا تھا۔ سموئیل کی ماں نے جس کے اب تک کوئی بچہ نہ ہوا تھا اپنی بے اولادی کے غم اور اپنی سوت فننہ کی طعنہ زنی سے تنگ آکر درگاہ الٰہی میں بیٹے کی التجا کی تھی اور سموئیل کو جواب میں خاص برکت کے طور پہ پایا اور ہیکل میں جس خدمت پر سموئیل مامور ہوا وہ اس کے لئے پیدا ہونے سے پہلے ہی مخصوص کیا گیا تھا۔ وہ ہنوز بچہ ہی تھا کہ اس کی سادگی اور سچی دینداری نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ اس متبرک عہدے کے لائق ہے۔ عیلی کی وفات سے کچھ عرصہ بعد اس نے لوگوں کو بعل اور عستارات کے بتوں کو ترک کرنے اور سچے خدا کی عبادت از سر نو اختیار کرنے کی ترغیب دی۔ مقام مصفاہ پر جو بنیمین کے فرقہ میں واقع تھا اس نے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر لوگوں کے درمیان بڑی دینی تازگی پیدا ہوئی۔ اس مجمع کا حال سن کر فلستی مصفاہ کی طرف اتر آئے تاکہ اسرائیلیوں کا مقابلہ کریں۔ مگر سموئیل کی دعا کے جواب میں خدا نے ان کی فوج پر آسمانی اولے برسائے جن کے سبب سے وہ فوراً اسرائیل کے قابو میں آ گئے۔ غتنی ایل نے لوگوں کو اپنے نیزے سے رہائی دی۔ اہود نے اپنی تلوار سے۔ شمجر نے ایک پینے سے۔ جدعون نے سیف سے اور سمسون نے گدھے کے ایک جبڑے سے لوگوں کو بچایا۔ مگر سموئیل کا ہتھیار اس کی دعا تھی۔ اس شکست نے فلستیوں کے بخیے ادھیڑ دئے اور انہیں مدت تک روکے رکھا۔ سموئیل زندگی کے آخر تک قاضی کے ملکی فرایض کو انجام دیتا رہا۔ اس کی رہایش گاہ رامہ تھی مگر وہ جا بجا دورہ کیا کرتا تھا خصوصاً بیت ایل جلجال اور مصفاہ میں جایا کرتا تھا۔ اور وہاں اپنے عہدے کے اختیارات کو کام میں لایا کرتا تھا۔

دینداری کا تر و تازہ ہونا سموئیل نے بنیمین اور یہودا کے فرقوں پر جو پاک اثر ڈالا وہ ایک مدت تک قائم رہا۔ اب تک کوئی ایسا آدمی برپا نہ ہوا تھا جس نے اکیلے دم کسی علاقہ کے لوگوں کے دل کی کھیتی میں ایسی دینداری کا بیج بویا ہو جو اتنی مدت تک قائم رہا ہو۔ معلوم

ہوتا ہے کہ یہ اُسی کی تاثیر کا نتیجہ تھا کہ یہودا اور بنیمین کے گھرانوں کے درمیان دینداری نے پناہ پائی حالانکہ ملک کے باقی حصّہ سے وہ جلاوطن ہو چکی تھی۔ انسانی طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر سموئیل راستہ تیار نہ کرتا تو داؤد بادشاہ نہ ہوتا یا یوں کہیں کہ اس کا علاقہ داؤد بادشاہ کے ساتھ وہی تھا جو یوحنا بپتسمہ دینے والے کا مسیح کے ساتھ تھا بیشک وہ اس قابل ہے کہ عبرانیوں کے سب سے اعلیٰ اور عظیم بزرگوں کے شمار میں داخل کیا جائے۔ اُس کی عمر کا بہت سا حصّہ ساؤل کی بادشاہی کے زمانہ میں گذرا لہٰذا اُس کا تعلّق اس قدر قاضیوں کے زمانے سے نہیں جس قدر بادشاہوں کے زمانہ سے ہے۔

دُوسری فصل۔ خانگی اور دینی زندگی

خانگی زندگی۔ کھیت۔ اُن کی وسعت و پیداوار۔ سالانہ موسم۔ درخت۔ پھُول اور سبزہ۔ دینی عیدیں۔ حکومت۔ مذہبی حالت۔ ایک رنگا رنگ زمانہ۔ الٰہی تعلیم کا طریقہ

خانگی زندگی بہت سے واقعات جو قلمبند ہو چکے ہیں اُن عجیب اور عظیم حالات سے ہیں جو چار پانسو برس کے عرصہ میں سرزد ہوئے۔ اب اس جگہ یہ دریافت کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ لوگ اپنی اوقات بسری عموماً کس طرح کیا کرتے تھے یعنی اُس زمانہ میں اُن کے پیشے کیا تھے۔ اُن کے اوضاع و اطوار کیا تھے۔ اور وہ کیسی رائیں اور کیسے خیالات رکھتے تھے وغیرہ۔ ان عبرانیوں کی روزمرّہ زندگی کا نقشہ کھینچنے میں جیسا کہ وہ قاضیوں کے زمانہ میں تھا بائبل کے اوراق ہماری مدد کرینگے۔

کھیت۔ ان کی وسعت و پیداوار یہودی قوم کاشتکاروں کی قوم تھی۔ ہر ایک کاشتکار اپنے کھیت کا خود مالک ہوتا تھا۔ جو زمین ہر خاندان کو عطا ہوئی اُس کی اَوسط پہلے پہل بیس سے پچاس ایکڑ تک ہوگی۔ اور چونکہ ایسے لکڑہاروں اور سقوں کو چھوڑ کر جیسے کہ جبعونی تھے اُن کے یہاں نوکر اور مزدور کم ہوتے تھے لہٰذا ہر ایک خاندان کو اپنی اراضی کی کاشت خود کرنی پڑی تھی۔ اُن کے مکانات انگریزی کاشتکاروں کے گھروں

کی مانند جُدا جُدا نہ ہوتے تھے کیونکہ ایسا کرنا اُن کے لئے بہت غیر محفوظ ہوتا۔ سو سب گھر گاؤں۔ قصبوں یا شہروں کی صورت میں ایک جگہ ایک دوسرے سے ملے ہوئے بنتے تھے اور جب ان قصبوں یا شہروں میں سے کوئی دشمن کے حملوں کے خطرے میں ہوتا یا بہت ترقی کر جاتا تو اُس کے اردگرد فصیل بنا لیتے۔ زمین خاص کر تین قسم کی اشیا کے پیدا کرنے کے لئے تیار کی جاتی تھی۔ وہ یہ ہیں اناج۔ پھل اور چارہ۔ اناج کی اقسام سے بڑی بڑی چیزیں گیہوں۔ باجرہ اور جَو ہوتے تھے۔ سن اور روئی بھی بوئی جاتی اور چھوٹی چھوٹی سبزیاں مثلاً سونف۔ زیرہ۔ پودینہ۔ سداب وغیرہ بھی پیدا ہوتی تھیں (متی $\frac{۲۳}{۲۳}$) میوہ دار درختوں کے باغوں سے پھل بکثرت فراہم ہوتے تھے۔ زیتون۔ گولر۔ انجیر۔ انار۔ انگور۔ بادام۔ سیب وغیرہ میوہ جات بہت پیدا ہوتے تھے۔ سلامتی کے ایام میں عبرانیوں کے وقت کا بہت سا حصّہ ان میوہ دار درختوں کی خبرداری میں صرف ہوتا ہوگا۔ بوجھ اُٹھانے والے جانوروں میں سے بیل اونٹ۔ گدھے وغیرہ اُن کے ہاں موجود تھے۔ بھیڑیں اور بکریاں اجناس تجارت میں داخل تھیں۔

سالانہ موسم اناج کی فصل قریباً اپریل کے آغاز سے شروع ہوتی تھی اور عموماً دو ماہ تک جاری رہتی تھی۔ اس کے بعد جون اور جولائی میں گرمی کا موسم اپنا رنگ دکھاتا تھا یہی وقت باغوں کی پیداوار کو جمع کرنے کا ہوتا تھا۔ اگست اور ستمبر اَور بھی گرم ہوتے تھے اس لئے ممکن ہے کہ اُن کے آنے سے پہلے بھیڑوں کی پشم کاٹی جاتی ہوگی۔ اس عرصہ کے اندر ملک فلسطین میں بارش نہیں ہوتی اور اگر کبھی ہوتی ہے تو برائے نام۔ سو ملک بالکل خشک ہو جاتا ہے ندی نالے سوکھ جاتے ہیں اور پانی صرف اُن چشموں اور تالابوں سے لیتے ہیں جو سردی کے موسم میں بھر جاتے ہیں۔ اکتوبر اور نومبر بیج بونے کا زمانہ ہے "پہلا مینہ" انہی مہینوں میں برستا ہے۔ بارش اکثر شدّت سے ہوتی ہے وہ سوکھے ہوئے نالوں کو بھر دیتی اور ہمارے خداوند کے کلام کی جو ان الفاظ میں قلمبند ہے تصدیق کرتی ہے "جب مینہ برسا اور پانی چڑھا" (متی $\frac{۷}{۲۵ \text{ و } ۲۷}$) دسمبر اور جنوری سردی کے مہینے ہیں اُن میں دھند اور برف کثرت سے ہوتی ہے۔ فروری اور مارچ میں بھی سردی ہوتی ہے۔ پہلا مینہ انہی ایام میں پڑتا ہے۔ اس موسم کے خاتمہ کے قریب غزل الغزلات کے الفاظ جو ذیل میں درج ہیں پورے ہوتے ہیں "دیکھ جاڑا گذر گیا۔ مینہ برس چکا اور نکل گیا۔ سرزمین میں قمریوں کی آواز سنائی دینے لگی ہے۔ انجیر کے درختوں میں ہرے انجیر پکنے لگے

اور تاکیں پھولنے لگیں۔ ان کی مہک پھیل رہی ہے۔" (غزل الغزلات ۲/۱۱-۱۳)

درخت۔ پھول اور سبزہ اس میں جنگلی درختوں اور سبزہ کی قسم سے ذیل کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ دیودار جو ایک مضبوط اور اونچے قد کا درخت ہوتا ہے۔ یہ درخت ہمیشہ پائداری اور خوبصورتی کی علامت سمجھا جاتا تھا (زبور ۹۲/۱۲) ہر دو قسم کا بلوط بھی ہوتا تھا یعنی خاردار اور بے خار۔ یہ درخت سرزمین بسن میں کثرت سے پیدا ہوتے تھے۔ نیز تارپین کا درخت جس کا ترجمہ ہماری بائبل میں بلوط (ہوسیع ۴/۱۳) اور بطم (یسعیاہ ۶/۱۳) بھی کیا گیا ہے۔ صنوبر۔ سرو اور پائن (جو صنوبر کی ایک قسم ہے)۔ مہندی۔ شہتوت۔ اولینڈر اور ناشپاتی کے خاردار پیڑ کئی جگہوں میں ہوتے تھے۔ سطم کے درخت خشک خطوں میں پائے جاتے تھے جہاں کسی زمانہ میں پانی کے نالے بہا کرتے تھے مگر اب بند ہو گئے تھے۔ گلاب اور سوسن یہاں کے عام پھول تھے۔ سرخ سوسن کثرت سے پیدا ہوتی اور نہایت دلپذیر سمجھی جاتی تھی۔ (متی ۶/۲۸) غرضیکہ سبزہ کی قسم سے کثیر اور مختلف الانواع کی اشیا پیدا ہوتی تھیں۔ پس ایسے ملک کی اشیا کے بارے میں سلیمان کا حافظہ اور معلومات کچھ کم درجہ کے نہ تھے کیونکہ اُس نے درختوں کا یعنی لبنان کے دیودار سے لے کر زوفا تک جو دیواروں پر اُگتا ہے۔" (۱۔ سلاطین ۴/۳۳) سب درختوں کی کیفیت بیان کی ہے۔

دینی تیوہار۔ ہم نے دیکھا کہ عبرانی کاشتکاروں کو مشغول رکھنے کے لئے بہت سا مختلف قسم کا کام موجود تھا لیکن وہ مشکل کام نہ تھا۔ اکثر اوقات اس میں دلپسند ناغے ہو جاتے تھے مثلاً سال میں تین مرتبہ سب روسیلا کو جاتے تھے کہ وہاں اپنی تین بڑی عیدوں میں شامل ہوں جو فسح۔ پنتکوست اور خیام کی عیدیں کہلاتی تھیں۔ پھر ہر ساتواں دن خداوند کے لئے پاک سبت مانا جاتا اور آرام اور عبادت کے لئے مخصوص تھا۔ ہر نئے چاند پر تعطیل ہوتی تھی۔ اور ہر ساتواں سال سبت یا آرام کا سال ہوا کرتا تھا۔ اس سال میں کم از کم کھیت اور باغ کے کام سے آرام ملتا تھا۔ مکانات۔ کپڑوں اور اوزاروں کی مرمت کی جاتی اور خاص کر لوگوں کو مذہبی تعلیم دی جاتی تھی۔ بچوں کی تعلیم کا اہتمام زیادہ تر والدین کے سپرد تھا۔ اس کام میں لاوی اُن کی مدد کیا کرتے تھے جو تمام سرزمین میں جا بجا تتر بتر تھے اور دہ یکی سے پرورش پاتے تھے۔ غرضیکہ اس زمانہ میں عبرانی لوگ سلامتی کے ایام میں ایک خاموش۔ قانع اور سادہ زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ لیکن کہیں کہیں یہ اشارے بھی ملتے ہیں (مثلاً دبورہ کے گیت میں) کہ موسیقی۔ شاعری اور علمی تحصیل میں بھی غفلت نہ کی جاتی

تھی۔ مثلاً رنگا رنگ سوزنی کے خلعت سے جن کے سبب سے سیسرا کی ماں جھروکے سے جھانکتی اور اُس کا انتظار کرتی تھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عبرانی عورتوں کو سوئی کے استعمال میں کچھ کم لیاقت حاصل نہ تھی تاہم یہ درست ہے کہ نہ علم و صنعت۔ نہ حرفہ و تجارت اور نہ مہین کام نے بہت بڑی ترقی حاصل کی یا یوں کہیں کہ اُس زمانہ میں اِن باتوں نے بہت فروغ نہ پایا۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے تاک یا انجیر تلے بیٹھنے کو غنیمت سمجھتا تھا اور ہر ایک خاندان کے شریک اپنے باپ دادا کی ملکیت کو آپس میں بانٹنے اور اُن کے پیشے کو اختیار کرنے کو خوشی کا باعث سمجھتے تھے۔

حکومت جگہ جگہ کے حکّام اپنی ملکی حکومت کا انتظام آپ کیا کرتے تھے۔ اب یہ دریافت کرنا کہ ملکی حکومت کون کون سے صیغوں میں منقسم تھی اور اُس کے ہر ایک صیغہ کا کیا خاصہ تھا مشکل کام ہے۔ نہ یہ ہی معلوم کرنا آسان ہے کہ جو افسر عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے وہ کتنے ہوا کرتے اور کیا کیا کام کیا کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر فرقہ اپنی اپنی حکومت کا اہتمام کرتا تھا۔ ہر ایک شہر اپنے اپنے بزرگ اور ہر ایک فرقہ اپنے اپنے حکّام اور شہزادے رکھتا تھا۔ عام معاملات میں ہر فرقہ کے افسرِ عدالت اور مقدمات فیصل کیا کرتے تھے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض بعض مرکزی عدالتیں بھی ہوتی تھیں۔ خصوصاً تمام اسرائیل کی جماعت فراہم ہوا کرتی تھی جو دارالعوام کی مانند ہوتی تھی جس میں تمام قوم کے نمائندے شامل ہوتے تھے۔ وہ اُن معاملات پر جو ملک کی بہبودی اور بہتری کے حق میں نہایت ضروری سمجھے جاتے تھے غور کیا کرتے تھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ عام حالتوں میں سردار کاہن ملکی نظم و نسق کے متعلق بہت اختیار رکھتا تھا۔ خطرات کے ایام میں قاضیوں کو غیر معمولی طاقت اور اختیارات عطا کئے جاتے تھے۔ بارہ فرقے جو تھے وہ سب آپس میں جکڑے ہوئے تھے۔ سالانہ عیدوں کے موقع پہ ایک جگہ جمع ہونے کے سبب اُن میں خیال اور اعمال کی یکتائی کی رُوح پیدا ہو جاتی تھی مگر جب بُت پرستی کسی علاقہ میں پھیل جاتی تو عیدوں پر فراہم ہونے میں غفلت ہوتی۔ اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہو گا کہ قومی یکتائی کمزور ہو جاتی ہو گی۔

مذہب کی حالت اس عرصہ میں لوگوں کے مذہبی علم میں کوئی قابلِ غور ترقی نہ ہوئی یعنی مسیح کی نسبت کوئی نیا مکاشفہ نہ ملا سوائے اس کے کہ وہ مختلف بہادر جو قوم کو رہائی دینے کو برپا ہوئے وہ اُس اعلےٰ رہائی دینے والے (یعنی مسیح) کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ غالباً موسیٰ کی رسمی شریعت اُس زمانہ میں جب مذہب کی پیروی وفاداری سے کی جاتی ہو گی پورے پورے

طور پر رائج ہوگی۔ گناہ کی بابت عجیب عجیب واقعات کے ذریعے بار بار بڑا سبق سکھایا جاتا تھا کہ گناہ خدا کی آنکھ کے سامنے نہایت پلید اور مکروہ شے ہے اور اپنی سزا ضرور پائیگا۔ اسی طرح ہر جماعتی واقعہ سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی تھی کہ راستی ہر قوم کے اعزاز اور بزرگی کا باعث ہے اور گناہ ہر ایک قوم کی بے عزتی کا موجب۔ جو لوگ گناہ کی بدی کو محسوس کرتے ہونگے وہ دیکھتے ہونگے کہ وہ قربانیاں جو ہمیشہ چڑھائی جاتی ہیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ گنہگار خدا کے حضور قبول نہیں ہوسکتا جب تک کہ اُس کے گناہ کا کفارہ خون بہانے کے وسیلے نہ دیا جائے۔ تاہم اُس وقت دینداروں کو بھی خدا کے نزدیک مقبول ہونے کے طریق کا صاف صاف علم نہ تھا۔ سوا اُس زمانہ میں اپنی نالائقی کو خاکساری اور فروتنی سے قبول کرلینا اور معافی کے لئے خدا کی رحمت پر جس کے استحقاق کا دعویٰ نہیں ہوسکتا بھروسہ رکھنا اور دعا و مناجات کے ساتھ اُن باتوں کو جو خدا کی نظر میں درست و راست تھیں بجالانا سچی دینداری کا عنصر تھا۔ ان کو خدا پر ہر طرح سے کامل بھروسہ رکھنے کا اعلیٰ موقعہ حاصل تھا اول وہ یہ بھروسہ رکھ سکتے تھے کہ اُن کی اولاد ہمیشہ خدا کی مرضی کی تعمیل کریگی۔ اور نیز اُن کو یہ موقعہ حاصل تھا کہ بڑی بڑی مہموں کو سر کرنے کی جرأت دکھا کر اپنا بھروسہ ظاہر کریں ایسی جرأت جیسی کہ برق اور جدعون نے یہ مضبوط اعتقاد رکھ دکھائی کہ خدا اُن کی کوششوں کو کامیابی کے تاج سے آراستہ کریگا۔

ایک رنگا رنگ زمانہ لیکن اگر مذہبی حالت کا لحاظ کیا جائے تو یہ زمانہ ایک بوقلمون زمانہ تھا یعنی کبھی اُس میں کسی طرح کی حالت پائی جاتی تھی اور کبھی کسی طرح کی۔ اکثر لوگوں کی روش سے سچے خدا کی عبادت کو ترک کرنے اور اپنے ہمسایوں کی بُت پرستی میں گرفتار ہونے کی رغبت ظاہر ہوتی تھی۔ البتہ ان تکلیفوں کے سبب جو اُن کے ہمسائے اُن کو پہنچاتے اور اُن لڑائیوں کے سبب سے جو اُن کے ساتھ ہُوا کرتیں۔ کچھ سالوں کے لئے اسرائیلیوں کے دل میں اُن کی مذہبی رسموں اور دیگر دینوں کی طرف سے سخت نفرت پیدا ہو جاتی مگر بت پرستی کا پُرانا شوق پھر لوٹ آتا تھا۔ اس سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ پاک اور روحانی عبادت نفسانی مذاق کے برخلاف ہے۔ بنی آدم اَن دیکھے خدا کے ساتھ ایسی ملاقاتیں پسند نہیں کرتے جن میں دل دِل سے ملاقات کرے بلکہ وہ اُس عبادت کی طرف زیادہ رجوع لاتے ہیں جو بُتوں اور علامتوں کے وسیلے کی جاتی ہے۔ اسی سبب سے

اسرائیلی بار بار بُت پرستی میں پڑجاتے تھے۔ بُت پرستی بداخلاقی پیدا کرتی تھی اور پھر یہ دونو مل کر خدا کی سزائیں جس کا قصور کیا جاتا تھا لوگوں پر کھینچ لاتی تھیں۔

الٰہی تعلیم کا طریقہ عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ قاضیوں کا زمانہ اس بات کے لئے نہایت دلچسپ ہے کہ خدا اس زمانہ میں اس قوم کو واقعات کے وسیلے تعلیم دیا کرتا تھا۔ سموئیل کے زمانہ تک تو الہام یافتہ نبیوں کا سلسلہ جاری نہ ہوا تھا کہ خدا کی مرضی اور نصیحتوں کو تقریباً تحریر کے وسیلہ لوگوں پر ظاہر کرتے۔ پس قومی نصیحتیں واقعات کی زبان کے وسیلے بیان کی جاتی تھیں۔ بت پرستی کے ساتھ تکلیف کا آنا اور بتوں کو ترک کرنے پر اقبال مندی کے ستارے کا چمک اٹھنا ایسی باتیں تھیں جو اُن کے تجربہ سے باہر نہ تھیں۔ پس نہایت زوردار طور پر اُن کو یہ بات سکھائی گئی کہ گنہگاروں کی راہ مشقت سے پُر ہے مگر خدا کا خوف برکتوں تک پہنچانے کا ایک عمدہ طریق ہے۔

تیسری فصل۔ اس زمانہ کے حالات کو روشن کرنے والی سرگذشتیں

(۱) میکاہ کی سرگذشت (۲) اہل دان کا دوسری جگہ آباد ہونا۔ (۳) جبعہ کی افسوسناک سرگذشت (۴) رُوت کی سرگذشت۔

قاضیوں کی کتاب کے آخر میں کئی دلچسپ باتوں کا بیان پایا جاتا ہے جن سے مذہبی حالت اور اخلاقی زندگی اور عام اوضاع واطوار کا پتہ ملتا ہے جیسے وہ یہودی تاریخ کے اُس زمانہ میں پائے جاتے تھے۔

۱۔ میکاہ کی سرگذشت یہ سرگذشت ظاہر کرتی ہے کہ مذہبی عبادت میں کسی طرح بے ترتیبی پیدا ہوئی۔ میکاہ ایک افرائیمی جوان تھا جو مذہبی رسوم کو تو پیار کرتا تھا مگر باطن میں خدا کی عزت نہ کرتا تھا۔ نہ وہ دُنیاوی معاملات میں ہی بہت دیانتدار تھا اور جس طریقہ سے اُس نے اپنی ماں سے دو پٹہ لیا اُس سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ پس اُس کے

مذہب کی اصل غرض یہ تھی کہ اُس کو فائدہ پہنچے نہ یہ کہ خدا کا نام عزت پائے۔ اس شخص نے اپنے گھر میں عبادت کا بندوبست کیا اور تمام اسباب مہیا کیا جس میں ایک تراشا اور ڈھالا ہؤا بُت اور ترافیم یعنی چھوٹے چھوٹے بُت اور ایک افود شامل تھا۔ پہلے تو اُس نے اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو کاہن بنایا۔ پھر ایک لاوی کو اس کام کے لئے نوکر رکھا۔ لیکن اس نئی عبادت کے جاری ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ میں اہل دان کے ایک گروہ نے جو ایک اَور شہر کو جا رہا تھا سختی کر کے اس اسباب کو لوٹ لیا اور اُسے اپنے شہر کو جو ملک کے شمال میں واقع تھا لے گیا۔ یہ چیزیں مدّت تک اس میں رہیں اور اُس خیمہ کی جو سیلا میں تھا ہمسر سمجھی جاتی تھیں یہی وہ جگہ تھی جہاں یروبعام بادشاہ نے اپنے بچھڑوں میں سے ایک بچھڑے کو نصب کیا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے سبب سے شمالی فرقوں کے درمیان بہت بدی پھیل گئی۔

۲- اہل دان کا دوسری جگہ آباد ہونا ایک اَور سرگذشت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ایک فرقہ نے اپنے علاقہ کو اپنے لئے تنگ پایا تو اُنہوں نے کیا کیا۔ یعنی فرقہء دان کے ایک حصّہ نے جب اپنے تئیں اس تنگی میں پایا کیونکہ وہ فلستیوں کو اپنے علاقہ سے نہ نکال سکے تو انہوں نے جاسوسوں کو ملک دیکھنے کے لئے بھیجا تاکہ کوئی جگہ ان کے رہنے کے لئے تلاش کریں۔ ان جاسوسوں نے سب سے شمالی کونے یعنی کوہ ہرمون کے دامن میں ایک قطعہ پایا جس میں صیدانی اور فنیکی رہتے تھے۔ دان کے فرقہ نے ان کو بڑے ظلم سے تہ تیغ کیا۔ ان کی زمین اُن سے چھین لی۔ یہ فعل جیسا بیدینی کا فعل تھا ویسا ہی شرع کے برخلاف تھا کیونکہ یہی وہ لوگ تھے جو میکاہ کے تفرقہ انداز بتوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ جو شہر اُنہوں نے وہاں تعمیر کیا اور جسے اُنہوں نے اپنے فرقہ کے بانی کے نام سے نامزد کیا ملک کی شمالی حد بتانے کے لئے ضرب المثل ہؤا۔

۳- جبعہ کا افسوسناک واقعہ تیسری سرگذشت اخلاق کی وحشیانہ حالت کی ایک ہولناک تصویر ہمارے سامنے لاتی ہے۔ یہ بداخلاقی کبھی کبھی اُن کے درمیان پائی جاتی تھی اور غالباً بُت پرستی کی تاثیر سے پیدا ہوتی تھی۔ نیز وہ سرگذشت اُس ہیبت ناک انتقام کا نقشہ پیش کرتی ہے جس کے سبب اُن کے غضب اور غصّہ کا شعلہ ان کو بدلہ لینے پر آمادہ کرتا تھا جب کوئی بڑا جرم سرزد ہوتا تھا۔ ایک لاوی کی جورو اپنے شوہر کے

ساتھ بیت لحم سے افرائیم کے کوہستان کو جا رہی تھی۔ لیکن جبعہ میں جو بنیمین کا شہر تھا لوگوں نے اُس کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا اور وہ جان سے ماری گئی۔ اور جب فرقہ بنیمین نے اُن مجرموں کو حوالہ کرنے سے انکار کیا تو تمام فرقوں نے مل کر ایسی سختی سے اُن پر دھاوا کیا کہ چھ سو جوانوں کو چھوڑ کر باقی تمام فرقہ کی بیخ کنی کر ڈالی۔ اور جب اُن کے غصہ کی آتش جس کے سبب وہ انتقام لینے کو مجبور ہوئے تھے فرو ہو گئی تو پھر سب فرقے اِس نتیجہ کو دیکھ کر بہت پچھتائے اور ان چھ سو جوانوں کے ساتھ شادی کرنے کے لئے چار سو عورتیں یبوس جلعاد سے لائے جس کے باقی باشندے قتل کئے گئے تھے پھر جب معلوم ہؤا کہ یہ شمار بھی کافی نہیں تو ایک اَور چال اختیار کی۔ اور وہ یہ تھی کہ جو بنیمینی باقی رہ گئے تھے وہ ایک تیوہار کے موقعہ پر سیلا کی لڑکیوں پر ٹوٹ پڑے اور اُنہیں اپنے وطن کو اُڑا لائے جس طرح رومی سیبا کی عورتوں کو اُڑا لے گئے تھے۔ بعد ازاں بنیمین کے فرقہ کو امن ملا کہ پھر رفتہ رفتہ اپنی پُرانی طاقت حاصل کرے۔ ہارون کا پوتا فینحاس اُس وقت سردار کاہن تھا جب یہ واقعہ سرزد ہؤا۔ (قاضی $\frac{۲۰}{۲۸}$) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حادثہ اس ملک میں داخل ہونے کے تھوڑے عرصہ بعد واقع ہؤا۔

۴۔ رُوت کی سرگذشت لیکن اس خون آلود سرگذشت کے عین مقابلہ میں رُوت کی کتاب کی خوشنما تصویر سامنے آتی ہے۔ ایک عبرانی عورت نعومی قحط کی ماری ملک موآب کو جاتی ہے۔ وہاں اُس کے شوہر اور دو بیٹوں کا انتقال ہو جاتا ہے۔ مگر وہ وہاں اِس کے عوض میں اُن دو موآبی عورتوں کی محنت سے خوش وقت و خوشحال ہوتی ہے جن کے ساتھ اُس کے بیٹوں نے شادی کی تھی۔ اُن میں سے ایک جس کا نام رُوت تھا اور جو فرزندانہ محبت اور دینداری کا نمونہ تھی اُس کے ساتھ اُس کے ملک میں جاتی ہے۔ اور وہاں ایک شخص جس کا نام بوعز تھا اور جو بیت لحم میں صاحب مال و منال تھا اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہ شخص اُس کے خاندان کا رشتہ دار ہے اور آخر کار اُسے اپنے نکاح میں لاتا ہے۔ رُوت کی کتاب میں جو دیندارانہ زندگی کی تصویر پائی جاتی ہے اُس سے بڑھ کر اَور کوئی چیز زیادہ خوبصورت اور خوشنما نہ ہو گی۔ اُس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن دنوں سچا مذہب اُمرا اور غربا کے باہمی میل جول کو اپنی چاشنی سے میٹھا اور محنت اور افلاس کے بوجھ کو ہلکا کر رہا اور غمزدہ دلوں کو تسلی دے رہا ہے۔ اس خوبصورت سرگذشت کا منظر گاہ شہر بیت لحم ہے۔

ہم

اس سرگذشت کو اُس سچے مذہب کی تاثیروں کا نمونہ یا تصویر کہ سکتے ہیں جس کے وسیلے ۱۳ سو برس بعد بیت لحم میں خدا کے بیٹے نے دنیا کو برکت سے مالامال کرنا تھا۔ رُوت کی سرگذشت سے اُس زمانہ کی یہودی عادتوں پر بہت سی روشنی پڑتی ہے۔ ہم اُس میں یہودیوں کی فصل کی ایک زندہ تصویر پاتے ہیں۔ یعنی اُس فرحت بخش موسم کی جس میں لوگوں کے دل شاد ہوتے تھے۔ اور خیرات بانٹی جاتی تھی اور امیر اور غریب باہم مل کر اپنے خداوند کو جو اُن کا پالنے والا تھا یاد کیا کرتے تھے۔ نیز اس سے یہودیوں کے زمین کے انتظام کا حال بھی کھلتا ہے۔ یعنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص سے دوسرے کے نام کس طرح زمین منتقل ہؤا کرتی تھی۔ اور نیز اُس طریق کی کیفیت دریافت ہوتی ہے جس سے غربت زدہ خاندانوں کے حقوق کی حفاظت ہوتی۔ اور اُن کی ملکیت آخرکار اُن کو واپس کی جاتی تھی۔ پھر ہم ایک اَور بات دیکھتے ہیں جو نہایت دلچسپ ہے اور وہ یہ کہ اگر بہت نہیں تو کبھی کبھی غیر قوموں کے لوگ عبرانیوں کے خدا کا عرفان حاصل کرتے اور اُس سے محبت کرنے لگ جاتے تھے اور کہ اسرائیل بعض حالتوں میں غیر قوموں کو روشن کرنے والے نور کا کام دیتا تھا۔ عبرانیوں کی اُن بیشمار مثالوں کے درمیان جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُنہوں نے بگڑ کر موآب کے معبودوں اور دیگر دیوتاؤں کی پرستش شروع کر دی رُوت جیسی ایک عورت کا ملنا جو موآبی اور بیوہ تھی۔ جس کا دل نعومی کی پُر محبت اور سادہ دینداری کا شیدا ہو گیا تھا نہایت خوشنما واقع تھا۔ اس نے بڑی سادگی مگر بڑی خوبصورتی کے ساتھ اُس محبت کو جو وہ اپنی ساس کے ساتھ رکھتی تھی ادا کیا جب اُس نے یہ کہا ”تیرے لوگ میرے لوگ اور تیرا خدا میرا خدا ہوگا“ اس سادہ دل جوان عورت کو ایمان کا یہ پھل ملا کہ مسیح کی دادی کے افتخار سے ممتاز کی گئی۔ ہمیں امید ہے کہ اسرائیل کے ہمسائیوں میں سے بہت لوگ رُوت کی رُوح سے بھرپور ہو کر اور اسرائیل کے خدا کے بے مثال جلال اور فضل کو دیکھ کر خداوند کے پاس آئے ہونگے تا کہ اُس کے نام کے لائق اُس کا جلال ظاہر کریں۔

چوتھی فصل ۔ دوسری قوموں کی تاریخ

(۱) مصر ۔ مالی رونق ۔ نئی بستیوں کا آباد ہونا ۔ (۲) اسور ۔ بابل ۔ عیلام وغیرہ ۔ مسلسل لڑائیاں (۳) فنیکی ۔ تجارتی ترقی ۔ (۴) یونان ۔ قدیم باشندے شجاعت کا زمانہ ۔ ترواٰس کا محاصرہ ۔ یونانی ۔ عبرانی معجزے ۔ یونان کا مذہب اس کی طاقت کی کمی

اب ہمیں دنیا کے دیگر حصّوں کو تھوڑی دیر کے لئے دیکھنا ۔ اور جہاں تک علم وفا کرے وہاں تک اُن بڑے بڑے واقعات کو جمع کرنا ہے جو بنی اسرائیل کے ملک مصر کو چھوڑنے کے بعد واقع ہوئے ۔ اب بعض بعض وقت ہمیں اپنی راہ بہت سی تاریکی میں سے ٹٹولنی پڑیگی اگرچہ کتبوں میں سے کبھی کبھی روشنی کی شعاعیں نکلینگی جو ہماری تحقیقات کی راہ کو منوّر کرینگی ۔

۱ ۔ مصر

مالی رونق معلوم ہوتا ہے کہ بحیرہ قلزم کی دہشت ناک بربادی سے تھوڑے عرصہ بعد مصر پھر اپنی پہلی رونق پہ آنے لگا ۔ خروج سے لے کر کئی صدیوں تک اس سلطنت کو عجیب قسم کی اقبال مندی درجہ اول تک حاصل ہوئی ۔ نبی فرماتا ہے "مصر نیل کی طرح اُٹھتا ہے اور اُس کا پانی سیلاب کی مانند موجزن ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں چڑھونگا اور زمین کو چھپا لونگا ۔ میں شہروں کو اور اُن کے باشندوں کو نیست کردونگا" (یرمیاہ ۴۶/۸) اس عرصہ میں ملک کے کاہنوں کو پہلے دستور کے مطابق پھر بڑے بڑے اختیارات حاصل تھے ہر جگہ عالیشان مندر ۔ مقبرے ۔ محل ۔ مربع شکل پیلپائے جو چوٹی کی طرف گاؤدم شکل کے ہوتے تھے ۔ اور تراشے ہوئے بُت اور وہ مورتیں جن کا دھڑ شیر کا اور سر عورت کا سا ہوتا تھا بنائی جاتی تھیں ۔ دیگر دستکاریاں بھی رائج ہوگئی تھیں ۔ تھیبز کے میدان کو بہت سی عجیب عمارتیں آراستہ کرتی تھیں ۔ مالی رونق کے اعتبار سے مصر کی بستی گویا ایک ملکہ تھی جس کی عجیب عظمت کی نقص گیری کرنے والا اب تک کوئی پیدا نہ ہوا تھا

نئی بستیوں کا آباد ہونا ملک مصر دیگر اقسام کی رونق میں بھی پیچھے نہ تھا۔ مثلاً کئی گروہ وقتاً فوقتاً اُس کے کنارے سے روانہ ہوتے تھے کہ اُس کی تہذیب کو دوسری سرزمینوں میں پہنچائیں۔ اور غیر ممالک سے نامور لوگ اُس کے دارالسلطنت میں آتے تھے کہ جس علم اور حکمت کے سبب وہ شہرۂ آفاق ہو رہا تھا اُس کی خوشہ چینی کریں۔ روایت تھی کہ قریباً ۱۵۵۰ برس قبل از مسیح ایک گروہ سسراپ کے ماتحت سائس سے روانہ ہوئی۔ اور اٹیکا میں آکر آباد ہوئی اور شہر ایتھنز کی بنیاد ڈالی۔ پھر قریباً پچاس سال بعد ایک اور مصری مسمّٰی داناؤس اسی طرف روانہ ہوا اور اس نے آرگاس کی بِنا ڈالی۔

۲۔ اسور۔ بابل۔ عیلام

مسلسل لڑائیاں ان سلطنتوں نے اس زمانہ میں جو ترقّی کی اُس کا ہم کو ٹھیک ٹھیک علم نہیں۔ اسور کی سلطنت ایک ترقّی پذیر طاقت تھی اور اہل اسور اپنی حکومت کو کئی اطراف میں پھیلا رہے تھے۔ اُن کی لڑائیاں اکثر اہل بابل کے ساتھ ہُوا کرتی تھیں جن کو وہ عموماً مغلوب کر لیا کرتے تھے۔ اہل عیلام بھی، جو سیماب کی طرح ہر وقت حرکت میں رہتے تھے بابل پر وقت بوقت حملہ کیا کرتے تھے۔ اس عرصہ کے ابتدائی حصّہ میں کوشن رشتعیم شاہ مسوپتامیہ نے ارام اور فلسطین کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ یُوسیفس اسے اسوری بتاتا ہے لیکن ممکن ہے کہ وہ اس لقب کو عام معنی میں استعمال کرتا ہے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی سلطنت اسور سے علیٰحدہ تھی گو پیچھے اُس میں شامل ہو گئی تھی۔ مصر اور اسور کے بادشاہوں نے جو بعد میں ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو گئے تھے اس وقت ایک دوسرے کو مخالفت کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسوریوں کی فتوحات کے ساتھ اُن کی بُت پرستی بھی جس کے پیرو تھے دُور دُور پھیلنے لگ گئی ہوگی۔ اور یوں ایشیا کی اُن قوموں میں جو سام کی نسل سے تھیں سچی عبادت کا جو بقیہ رہ گیا تھا اُس کا بھی بہت سا حصّہ کافور ہو گیا ہوگا۔

۳۔ فنیکی

تجارتی ترقّی معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصہ میں اہل فنیکی اپنے تجارتی کام میں روز افزوں ترقی کر رہے تھے۔ صور جسے صیدانیوں کے ایک گروہ نے آباد کیا تھا اور جو بہت جلد

رونق میں صیدا پر سبقت لے گیا انہی ایام میں بنا کیا گیا۔ لوگ خیال کرتے تھے کہ سنکونائتھو یا سنکونائتھو جو فنیکی مورّخ تھا یشوع کا ہمعصر تھا۔ اُس کی تاریخ کے فقط چند ٹکڑے ہمارے زمانہ تک پہنچے ہیں اور اُنہیں بھی ایک یونانی مورّخ یوسیبیس نے اپنی تاریخ میں محفوظ رکھا ہے اُن سے فنیکی دیوتاؤں کے نسب نامے معلوم ہوتے ہیں۔ یعنی سیلس اور سیٹرن اور دوسرے دیوتاؤں کے جن کو یونانیوں نے پیچھے اپنے دیوتا مان لیا۔ اُن میں دنیا کی ابتدا وغیرہ کا حال بھی مذکور ہے۔ اور ان بیانات کی نسبت سنکونائتھو کہتا ہے کہ میں نے انہیں پُرانے تاریخی کتبوں سے جمع کیا ہے۔ لیکن علما نہیں مانتے کہ یہ تاریخ جو اُس سے منسوب کی جاتی ہے اس کی لکھی ہوئی ہے۔ بلکہ ان کا گمان ہے کہ اس کا مصنّف فیلان ہے جس نے پہلی صدی کے خاتمہ پر اس تاریخ کو ایسی صورت میں شائع کیا کہ لوگ دیکھ کر یہ خیال کریں کہ گویا وہ اصل تاریخ کا یونانی ترجمہ ہے۔

۴۔ یونان

قدیم باشندے

اُن تمام ممالک میں سے جو اُس زمانہ میں صفحہ تاریخ پر نمودار ہونے لگے یونان سب سے زیادہ دلچسپ ہے۔ یونان کی جائے وقوع اور اُس کی طبعی خاصیتوں نے شروع ہی سے ظاہر کر دیا تھا کہ وہ ایک عجیب خطّہ ہے چنانچہ وہ جا بجا ایسے طور پر سمندر میں گھسا ہوا ہے کہ تین بڑے بڑے براعظموں یعنی یورپ۔ ایشیا اور افریقہ کو وہاں سے بآسانی جا سکتے ہیں۔ یہ ملک اپنے بحری ساحل کی وسعت کے سبب جو ہر جانب خلیجوں اور کھاڑیوں وغیرہ میں منقسم ہے بڑا نادر ملک ہے۔ اس کی اس خاصیت نے اُن لوگوں کو جو جان جوکھوں کے کام کرتے پھرتے تھے یہاں آکر آباد ہونے کی ترغیب دی اور اُن بڑی بڑی مہمات کو طے کرنے پر آمادہ کیا جن کے بیانات سے اُس کی قدیم تاریخ پُر ہے لیکن یونان کے سب سے قدیم باشندوں کا پختہ حال معلوم نہیں۔ اُس کے ٹائٹن لوگ شاید جباروں کی قوم ہونگے اور فلسطین کے ایمیم۔ حوریم اور عناقیم سے علاقہ رکھتے ہونگے لیکن اُن کے تاریخی حالات قصّوں اور کہانیوں میں لپٹے ہوئے ہیں اکثر یونان کے زیادہ مہذّب باشندوں کا سراغ اُن لوگوں میں لگایا جاتا ہے جنہوں نے غیر ممالک سے آکر اپنی بستیاں یہاں آباد کیں۔ ان میں سے سب سے بڑی سسلاپ

اور داناؤس کی بستیاں تھیں جو مصر سے آکر آباد ہوئی تھیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ پھر کدمس کی بستی جو فنیکی سے اور ہیلاس کی بستی جو ایشیا کوچک سے آکر آباد ہوئی تھی۔ مگر ان کے حالات بھی مشتبہ ہیں۔ بہت پختگی کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

شجاعت کا زمانہ

لیکن اس میں شک نہیں کہ قریباً ۰۰۴۱ سال قبل از مسیح یا یوں کہیں کہ اُس زمانہ میں جب اسرائیل پر قاضی حکومت کرتے تھے ملک یونان میں عجیب قسم کے لوگ نمودار ہوئے جنہیں ہیلینی کہتے تھے اور جن کے سبب سے ملک بھی ہیلاس کہلانے لگا۔ یہ لوگ ایک عجیب قسم کی سخاوت اور رُعب کے لوگ تھے۔ اکثر لڑائیاں اور ملک گیری میں مصروف اور سیر و سیاحت اور نئی جگہوں کے دریافت کرنے میں مشغول رہتے تھے مگر ساتھ ہی تحصیل علم کے لئے بھی عجیب لیاقت رکھتے تھے۔ اسی طرح اُن کی طبیعت ہر فن کی طرف راغب اور اُن شُغلوں کی طرف مائل تھی جن کی گرم بازاری صلح و سلامتی کے ایّام میں شباب پر ہوتی ہے لیکن باوجود اس کے مذہب اور سوسائٹی کی قواعد کی پابندی سے کبھی مُنہ نہ موڑتے تھے۔ تھوڑی ہی مدت میں اُن کی جوشیلی طبیعت کا اثر ملک کی دیگر قوموں میں پھیل گیا۔ قریباً دو سو برس تک ملک یونان اُن کی بہادریوں اور شجاعت کے دلیرانہ واقعات سے پُر رہا۔ انہی سے وہ کانیں بھرپور ہوئیں جہاں سے یونانی شاعروں نے عجیب خیالات کے جواہر کو لے کر اپنی سلکِ نظم میں منسلک کیا۔ اس زمانہ کے قصوں میں ایسے ایسے لوگوں کا حال مندرج ہے جیسے ذیل میں درج ہیں مثلاً بیلرآفان جس نے پردار گھوڑے پر جس کا نام پیگاس تھا سوار ہو کر کیمبرا دیو کو ہلاک کیا۔ ہرقل جس نے کبھی شیروں۔ سؤروں اور اُن اژدہاؤں کو مارا جن کی نسبت یہ خیال تھا کہ اُن کے کئی سر ہوتے ہیں اور وہ پانی میں رہتے ہیں اور جب کوئی سر کٹ جاتا ہے تو دوسرا فوراً نکل آتا ہے۔ کبھی سانڈوں اور بارہ سنگوں کو پکڑا۔ کبھی چٹانوں کو پھاڑا اور پاتال میں مصیبت زدہ بہادروں کو چھڑایا۔ تھیسیس جس نے کریت کی گھوم گھمیاں میں مناٹار کو ہلاک کیا۔ امیزنوں پر فتح پائی اور جیسن جو آرگونٹ کے حملہ کے لئے اپنے زمانہ کے تمام بہادروں کی جمعیت اپنے ساتھ لے کر تھسلی سے جہاز پر روانہ ہوا تاکہ کالکس کی طرف جائے جو یگزین کے ساحل پر واقع تھا اور سنہری پشم پر قابض ہو اور وہ میدیا کی جادو بھری طاقت کی طفیل سے اُس پر قابض آیا۔ یہ سب باتیں کہانیوں کے معمولی مبالغہ میں اس قدر لپٹی ہوئی ہیں کہ کوئی مؤرخ ان پر

سے کوئی معتبر بیان نہیں نکال سکتا۔ اور یہ اُن حالتوں کی نظیریں ہیں جن سے کہانیوں کی افسانہ طرازیاں پیدا ہوئیں یا یوں کہیں کہ یہ کہانیاں عموماً تاریخی زمانہ سے پہلے اور قوموں کی طفولیت کے عالم میں پیدا ہوتی ہیں یعنی اُس وقت جبکہ ہنوز نکتہ چینی اور بے اعتقادی کی رُوح پیدا نہیں ہوئی ہوتی بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ ہنوز تاریخ نویسی کی رُوح بھی برپا نہیں ہوئی ہوتی۔ یہ کہانیاں وقت اور جگہ کے اعتبار سے ایک قسم کی تاریکی اور دُھندلاپن میں لپٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ اُن کا ڈھنگ کچھ سحر آمیز اور غیر زمینی سا ہوتا ہے اور ان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ واقعات جو قلمبند ہیں وہ نہ زمینی ہیں اور نہ آسمانی بلکہ کسی درمیانی کرّہ سے علاقہ رکھتے ہیں پس اظہر ہے کہ یہ افسانے قوت واہمہ کی پیدائش ہوتے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ وہ بائبل کے معجزوں سے کسی طرح کی مشابہت رکھیں وہ اُن کے مخالف نظر آتے ہیں کیونکہ بائبل کے معجزے ایسی حالتوں میں پیدا ہوئے جو ہر طرح ان حالتوں کے برعکس تھیں

تروآس کا محاصرہ

قریباً شجاعت کے زمانہ کے اختتام میں یونانی تاریخ پر صبح صادق کی سفیدی نمودار ہونے لگتی ہے چنانچہ ہم اُس کے بیشمار فرقوں کو ایشیا کوچک کے تروآس کی دیواروں کا محاصرہ کرتے دیکھتے ہیں۔ تروآس کی ایک رونق دار ریاست تھی جو بحر الجزائر کی اُس جانب آباد تھی جو ایشیا کے سامنے واقع ہے۔ غالباً اس کی بنیاد یونانیوں میں سے کسی فاتح یا سیّاح نے ڈالی ہوگی۔ اس زمانہ کے بہادرانہ واقعات میں سے ایک وہ واقعہ ہے جس کے سبب سے تروآس کا محاصرہ وقوع میں آیا۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ تروآس کے بادشاہ پریام کا بیٹا پیرس یونان کی ایک خوبصورت شہزادی کو جس کا نام ہیلن تھا نکال لایا۔ یہ محاصرہ اپنی کسی ذاتی صفت کے سبب سے اتنا قابل غور نہیں جتنا اس بات کے لئے کہ بعد میں ہومر شاعر کی بے نظیر شاعرانہ طاقتوں کے اظہار کا باعث ٹھہرا جو اُس کے مشہور رزم نامہ ایلیڈ کی تصنیف میں آشکارا ہوئیں۔ اگر تروآس کا زوال لوگوں کے گمان کے مطابق مسیح سے قریب ۱۱۸۴ برس پیشتر وقوع میں آیا تو اُسے عیلی اور سمسون کے زمانے کا واقعہ سمجھنا چاہیئے۔ پس جس وقت پریام کا گھرانا پیرس کی نابکاری کے سبب سے تنزل پذیر ہونے کو تھا اُسی وقت عیلی بسبب اپنے بیٹوں حفنی اور فینحاس کی بدکرداری کے اپنے خاتمہ کو پہنچنے والا تھا۔

اور جب ترو آس کا بوڑھا بادشاہ اپنی دارالسلطنت کی گرتی ہوئی دیواروں کے درمیان جان بحق ہؤا ہوگا اُسی وقت عیلی بھی عہد کے صندوق کے کھوئے جانے کے سبب سے اپنی چوکی پر سے گرا ہوگا اور اُسی وقت ایک بڑا قاضی جسے ایک عورت نے اپنے فریب کے پھندے میں پھنسا کر برباد کیا فلستیوں کے برخلاف اپنا آخری کام کر رہا تھا۔

یونانی اچنبھے اور عبرانی معجزے

بعض اشخاص جو پُرانے عہد کے نوشتوں کو اللہ کی طرف سے نہیں مانتے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جن اچنبھوں اور معجزوں کا اُن میں ذکر آتا ہے (مثلاً سمسون کے عجائب کام وغیرہ) وہ اُن قصّوں میں داخل کرنے چاہئیں جن سے یونانی مصنّف اپنے شجاعتی زمانہ کی تاریخ کو آراستہ کیا کرتے تھے۔ لیکن ان دونو میں بہت فرق پایا جاتا ہے۔ عبرانی بیانات کی عبارت جو حقیقی واقعات کو ٹھیک ظاہر کرنے والی اور فضول گفتار سے باز رکھنے والی عبارت ہے یونان کے قصّوں کی شاعرانہ اور افسانہ پرداز عبارت سے بہت فرق رکھتی ہے۔ یونان کی کہانیاں ملکی تاریخ کے ساتھ کوئی نزدیکی اور گہرا تعلّق نہیں رکھتیں لیکن اگر یہودی تاریخ کو معجزوں سے جدا کردیں تو وہ کبھی سمجھ میں بھی نہ آئے بلکہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ان معجزوں کے بغیر اُس کا وجود ناممکن ہے۔ پھر یونان کے اچنبھے اپنے وجود میں آنے کی کوئی معقول وجہ پیش نہیں کرتے لیکن عبرانی معجزے اُس سچّے مذہب کے لاثانی مکاشفے کے ثبوت میں دکھائے گئے جو دنیا میں موجود تھا۔ یونانی اچنبھوں نے اُن لوگوں میں جن سے وہ منسوب کئے جاتے تھے کوئی اعلیٰ قسم کی صفات پیدا نہ کیں لیکن عبرانی معجزوں سے ہمیشہ اَن دیکھے خدا پر ایمان لانے کی صفت پیدا ہوئی۔ یونانی اچنبھوں سے ہمیشہ یونان اور اُس کے بہادروں نے شہرت حاصل کی لیکن عبرانی معجزوں سے خدا کا جلال ظاہر ہؤا اور انسان کی تعریف کے عوض اُنہوں نے اکثر لوگوں کو اُن کی بے اعتقادی کے سبب سے شرمندہ کیا۔ علاوہ اس کے اس بات کا بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ عبرانی لوگ بعض رسموں مثلاً عید فسح وغیرہ کو اپنے تمام تواریخی دَور میں برابر مانتے رہے اور ایسے ایسے تہوار کبھی مقرّر نہ ہوتے اگر وہ واقعات جن کی یاد میں وہ مقرّر کئے گئے تھے حقیقت میں سرزد نہ ہوتے۔

علاوہ بریں نیا عہد نامہ پُرانے عہد نامہ کے معجزات کی تصدیق کرتا ہے اور بڑی تحسین کے ساتھ جدعون۔ برق۔ سمسون۔ افتاح۔ داؤد۔ سموئیل اور دیگر نبیوں کے کارناموں کا ذکر کرتا ہے کہ اُنہوں نے ایمان ہی کے سبب سے بادشاہیوں کو مغلوب کیا۔ راستبازی کے

کام کئے۔ وعدہ کی ہوئی چیزوں کو حاصل کیا۔ شیروں کے مُنہ بند کئے۔ آگ کی تیزی کو بجھایا۔ تلواروں کی دھار سے بچ نکلے۔ کمزوری میں زور آور ہوئے۔ لڑائی میں بہادر بنے۔ غیروں کی فوجوں کو بھگا دیا۔

یونان کا مذہب

یونانی قوم کی مانند ایک زور آور قوم کا برپا ہونا اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ دنیا میں بڑی تبدیلی پیدا ہونے والی ہے کیونکہ زندگی کا ایسا پُرجوش عنصر قوموں میں اپنے خمیر کا جوہر دکھلائے بغیر نہ مل سکتا تھا۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ طرح طرح کے مذاق۔ عقل اور فلسفہ کے عالم میں۔ نیز ملکی انتظام۔ قانونی بندوبست۔ قانون سازی اور آزادی کے بارے میں یونانیوں نے دنیا کو کئی بڑے بڑے سبق سکھائے لیکن مذہب کے معاملے میں اُنھوں نے جو کیا سو یہ تھا کہ مصر اور بابل کی بُت پرستی کو صیقل کیا اور اُسے زیادہ خطرناک بنا دیا۔ لوگوں کی تیزیٔ طبع نے فسانہ طرازی کو شوخی اور دلچسپی کے رنگ سے اَور زیادہ رنگین کر دیا۔ لیکن یونانی بُت پرستی اصول اور تفصیل کے اعتبار سے وہی بُت پرستی تھی جو اُن ملکوں کی تھی۔ البتہ یونان اور بعد میں روم کے مذہبی انتظام میں اور مشرق کے مذہبی انتظامات میں یہ نمایاں فرق دکھائی دیا کہ یونان اور روم کے انتظام میں کاہنوں کی کوئی ذات یا جماعت ایسی نہیں پائی جاتی جو قوم کے معاملات پر حاکمانہ اختیار رکھتی ہو۔

اُس کی طاقت کی کمی

اس یونانی تہذیب کا برپا ہونا اور ترقی پانا اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اوجِ عروج تک پہنچ جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا خدا کی یہ مرضی تھی کہ اُسے ایک عمدہ اور موافق حالت میں رکھ کر اُس کی طاقت کو آزمائے کہ آیا وہ بنی نوع انسان کو سرفراز کر سکتی اور اُسے برکت بخش سکتی ہے یا نہیں۔ اگر یہ یونانی تہذیب انجیل ثابت ہوتی یعنی اگر یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتی کہ وہ پاک کرنے۔ سرفرازی بخشنے اور برکت دینے کے کام کے لئے کافی ہے یا یوں کہیں کہ ان نتیجوں کو پیدا کرنے کے لئے طاقت دے سکتی ہے تو کسی اَور انجیل کی ضرورت نہ ہوتی۔ لیکن یونانی تہذیب نے ثابت کر دیا کہ مَیں انجیل یعنی خوشی کی خبر نہیں ہوں۔ اُس نے انسانیت کے زخموں کو بغیر چنگا کئے چھوڑ دیا اور پاک مذہب کی مدد کے لئے کچھ نہ کیا۔ سو جیسے پہلے تھی ویسے ہی اُس وقت بھی اس بات کی ضرورت رہی کہ یہودیہ کے اعتقاد اور عبادت کی بھی نگہداری

کے ساتھ حفاظت اور تربیت کی جائے ۔ اس زمانہ میں بھی فلسطین ہی کی پہاڑیاں وہ جگہیں تھیں جہاں سچّا تاکستان سرسبز تھا اور نشوونما پا رہا تھا ۔ اگر وہ وہاں مُرجھا اور سُوکھ جاتا تو زندگی کا درخت دُنیا سے اُٹھ جاتا اور جنگلی بنجرپن ہر طرف برابر پھیل جاتا ۔

نواں باب

ساؤل کی تخت نشینی سے لیکر سلیمان کی وفات تک

(۱-سموئیل ۱۰-۲۱ باب تک + ۲-سموئیل + ۱-سلاطین ۱-۱۱ باب تک +
۱-تواریخ ۱۰-۲۹ باب تک + ۲-تواریخ ۱-۹ باب تک)

پہلی فصل - ساؤل کا عہد سلطنت

بادشاہ کے لئے درخواست۔ ساؤل کا چنا جانا۔ اس کی سوانح عمری۔ سموئیل رامہ میں ساؤل کی بڑی بڑی لڑائیاں عمونیوں کے ساتھ یبیس جلعاد۔ فلستیوں کے ساتھ۔ مکماس۔ تیسری لڑائی۔ عمالیقیوں کے ساتھ جنوبی صحرا۔ داؤد کا ممسوح ہونا۔ فلستیوں کے برخلاف۔ جولیت داؤد کے برخلاف۔ عنیدرو کی جادوگرنی جلبوعہ کا پہاڑ۔ ساؤل کی سیرت

بادشاہ کے لئے درخواست اور ساؤل کا چُنا جانا آخر کار بنی اسرائیل قاضیوں کی حکومت سے تنگ آ گئے اور انہوں نے دیگر اقوام کی طرح ہونا اور اپنا ایک بادشاہ بنانا چاہا۔ شاید انہوں نے یہ سوچا ہوگا کہ اگر کوئی ہمارا بادشاہ ہو تو وہ مختلف فرقوں کے روزافزوں حسد کی آگ کو فرو کریگا اور انہیں ترغیب دیگا کہ امن و امان کے ساتھ آپس میں اتحاد رکھیں۔ یا شاید ان کے دل میں خودنمائی کی وہ خواہش مشتعل ہوئی ہوگی جو اہل مشرق کا ایک عام خاصہ ہے اور اس کے سبب سے انہوں نے یہ چاہا ہوگا کہ ہمارے درمیان بھی کچھ درباری جاہ و جلال کا جلوہ نمایاں ہو۔ دمشق اور کرکمس کے شاہی درباروں کے سوا غالباً ایک طرف سے مصر نے اور دوسری طرف سے اسور نے ان کے دل میں اس قسم کے خیالات پیدا کئے ہونگے سموئیل کی نظر میں اگرچہ اس درخواست میں نہ صرف اس کی خدمات کی نسبت ناشکری پائی جاتی تھی بلکہ آسمانی بادشاہ کی نسبت بھی ایک قسم کی بے عزتی اور بھروسہ کی کمی مخلوط تھی تاہم خدا کے حکم کے مطابق یہ درخواست منظور کی گئی اور لوگوں کو

صاف صاف بتا دیا گیا کہ اس تازہ انتظام کے مطابق انہیں بہت سے نقصان اور تکلیفیں جھیلنی پڑینگی اور کہ یہ تجویز کامل آرام اور مطمئن زندگی کی حالت کے برخلاف نتائج پیدا کریگی۔ پس جیسا اور سنجیدہ موقعوں پر ہُوا کرتا تھا ویسا ہی اِس وقت بھی قرعہ ڈالا گیا تاکہ وہ اُس آدمی کو دریافت کریں جس کے سر پر خدا کی مرضی کے مطابق اُنہیں شاہانہ تاج رکھنا تھا قرعہ ساؤل ابن قیس کے نام پر نکلا جسے سموئیل اس عہدہ پر مقام رامہ میں خفیہ طور پر ممتاز کر چکا تھا۔ انتخاب کے بعد سموئیل نے اس غرض سے کہ رعایا میں زیادہ نمک حلالی اور وفاداری پیدا ہو طریق حکومت کی کیفیت ایک کتاب میں ثبت کی اور اُسے خدا کے حضور رکھا۔

اُس کی سوانح عمری ساؤل اس وقت جوانی کے عالم میں تھا اور شاہانہ رعب و داب اس کی صورت اور شکل سے خوب ٹپکتا تھا۔ وہ بڑا دلیر اور چالاک آدمی تھا۔ پہلے پہل شرمانے والا اور اپنے اوپر قابو رکھنے والا معلوم ہوتا تھا اور اُن فرائض کے بیان نے جو سموئیل نے اُس کی حکمرانی کے شروع میں اُس کی طرف مخاطب ہو کر اُسے سُنائے اس غرض سے کہ وہ خدا کے جلال کے لئے اس کے قوانین اور مرضی کے مطابق حکومت کرے اُس کے دل پر بڑا اثر کیا۔ مگر اُن اصولوں نے جن کا ذکر سموئیل نے کیا کبھی اُس کے دل میں ایسی جڑ نہ پکڑی کہ آئندہ ان کی باطنی تحریک سے اُس کی عملی زندگی کے کام پیدا ہوتے۔ پس یہ اصول رفتہ رفتہ جیسا اکثر ایسی حالتوں میں ہُوا کرتا ہے اُس کی نظر سے گر گئے اور اُس کی ذاتی خواہشیں اور جذبات اُس کے چال چلن کی کل کو حرکت میں لانے کی کمانیوں کا کام دینے لگے۔ اگرچہ وہ نام اور درجہ تو بادشاہ کا رکھتا تھا مگر درحقیقت ایک جنگی سردار سے بڑھ کر نہ تھا۔ اُس نے اپنے دشمنوں سے کامیابی کے ساتھ لڑائیاں کیں مگر ملک کی باطنی ترقی کے لئے کچھ نہ کیا۔ وہ بنیامین کے فرقہ میں سے تھا جو اُس دہشت انگیز خونریزی کے بعد جو جبعہ کی بدذاتی کے سبب واقع ہوئی تھی گمنام سا ہو گیا تھا۔ شاید یہی سبب تھا کہ پہلے پہل بہت لوگ ساؤل کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے۔ لیکن اُس کا اس چھوٹے سے فرقہ سے چُنا جانا کچھ مطلب بھی رکھتا تھا اور وہ یہ کہ اس وقت یہوداہ کے فرقے نے افرائیم کی ہمسری کا جھنڈا بلند کرنا شروع کر دیا تھا اور اگر ان دونو میں سے کوئی بادشاہ چُنا جاتا تو دوسرے ہمسر فرقہ کے عناد اور مخالفت کا شعلہ ضرور بھڑک اُٹھتا۔ ساؤل نے بنیامین کے جبعہ کو اپنا دارالخلافہ اور مسکن بنایا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں بلاوی کی عورت کا افسوس ناک واقع سرزد ہُوا تھا اور جس کے بعد سخت محاصرہ وقوع میں آیا تھا۔ یہ جگہ ایک اونچی اور علیحدہ

پہاڑی پر یروشلیم سے چھ میل شمال کو دور واقع تھی۔ اس جگہ سے چاروں طرف اور خصوصاً مشرق کی طرف بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ لیکن اب اس جگہ کو یاد دلانے کے لئے صرف ایک مربع شکل برج کے کھنڈر باقی ہیں۔

سموئیل رامہ میں ساؤل کے بادشاہ ہونے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ سموئیل رامہ میں عہدۂ قاضی کے متعلق کچھ کچھ اپنے پہلے کام کے فرایض انجام دیتا رہا مگر اغلب ہے کہ اُس نے اپنا وقت، جھگڑوں کے مٹانے۔ دینداری کے بڑھانے اور نوجوانوں کے سکھانے میں صرف کیا۔ نبیوں کے سکول جو اُس نے بنائے ایسے ادارے تھے جو بہت ضروری تھے اور جن پر خدا نے بہت سی برکت نازل کی۔ نوجوانوں کو اور خصوصاً نوجوان لاویوں کو یہ تربیت کی جاتی تھی کہ وہ لوگوں کے سامنے خدا کی شریعت کی شرح کریں اور اُس کے دعووں کو تقویت دیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان مدرسوں میں سچی عبادت کی ایسی تاثیر پائی جاتی تھی کہ جو کوئی نزدیک آتا تھا وہ کچھ عرصہ کے لئے اُس کے اثر سے متاثر ہو جاتا تھا۔ اگرچہ سموئیل تمام قوم میں صدق دلی اور باطنی دینداری پیدا نہ کر سکا تاہم اُس نے جدا جدا اشخاص کو بہت فائدہ پہنچایا اور عوام کو آمادہ کیا کہ کم از کم خدا کی شریعت کو ظاہری طور پر تو مانیں۔

ساؤل کی بڑی بڑی لڑائیاں ساؤل کی بڑی بڑی جنگی لڑائیاں سات تھیں (۱) عمونیوں کے ساتھ جو یبیس جلعاد پر ہوئی۔ (۲) فلستیوں کے ساتھ جو مکماس پر ہوئی (۳ تا ۵) موآب۔ ادوم۔ ضوبہ اور دیگر لوگوں کے ساتھ لڑائیاں جو اُس وقت سرزد ہوئیں جب کہ جولیت جنگی بہادر اُن کی طرف سے میدان میں اُترا (۶) داؤد کے ساتھ۔ (۷) فلستیوں کے ساتھ اس وقت جب وہ جلبوعہ پہاڑ پر اسدرلان کے میدان کے قریب مارا گیا۔

۱۔ عمونیوں کے ساتھ لڑائی

یبیس جلعاد پر ساؤل نے اپنی پہلی لڑائی میں عجیب قسم کی دلیری اور حوصلہ ظاہر کیا۔ عمونیوں نے یبیس جلعاد کا جو جلبوعہ سے ساٹھ یا ستّر میل دُور واقع تھا محاصرہ کیا اور اُس کے باشندوں کو بڑے ظلم و تعدّی سے یہ دھمکی دی کہ اگر ایک ہفتہ کے عرصہ میں اس جگہ کو ہمارے سپرد نہ کرو گے تو تمہاری دہنی آنکھیں نکالی جائینگی۔ اس ناگہانی آفت کی خبر ساؤل اور اُس کے لوگوں کو پہنچی لیکن ساؤل کے سوا سب کو جگہ کے فاصلے اور

دشمن کی کثیر جمعیت اور وقت کی قلت پر غور کرنے سے یہ مہم دشوار معلوم ہوئی لیکن ساؤل نے جوش اور حوصلے سے پُر ہو کر تمام ملک میں قاصد بھجوا دئے اور بزک پر (یہ جگہ غالباً یردن کی وادی میں واقع تھی) جمع ہونے کا حکم صادر کیا۔ اور ایک زور آور فوج تیار کر کے مقرر ہفتہ کے اندر اندر اچانک عمونیوں پر جا پڑا اور اُن کو ایسی شکست فاش دے کر اُن کی فوج کو ایسا تباہ کیا کہ کسی جگہ دو آدمی اکٹھے نہ چھوڑے۔ اس فتح کی شہرت نے حکومت کو بڑی تقویت دی اور سموئیل نے اس وقت کو غنیمت جان کر لوگوں کو جلجال میں جمع کیا جہاں اُنہوں نے سلطنت کے معاملہ پر تازہ غور کیا اور اس نے اُن کو نہایت سنجیدہ اور مؤثرانہ صورت میں آسمانی بادشاہ کے حضور نمک حلال رہنے کی تاکید کی۔

۲۔ فلستیوں کے ساتھ لڑائی

مکماس ساؤل کی دوسری جنگ میں اُس کے بہادر فرزند یُونتن نے بڑی شہرت حاصل کی۔ بیشک اس جنگ کے شروع میں ساؤل نے خدا کے حکم سے روگردانی کی کیونکہ اُس نے کاہن کے کام کو ہاتھ لگایا اور سموئیل کا انتظار کرنے کے عوض خود ہی قربانی چڑھانے لگ گیا۔ اس فعل کے سبب سموئیل کو یہ بات کہنی پڑی کہ بادشاہی تجھ سے چھین کر کسی اَور کو دی جائیگی۔ اس موقعہ پر فلستی ملک فلسطین کا وسطی سلسلہ عبور کر کے مکماس کے درے کے قریب اپنی فوج کے ساتھ خیمہ زن ہو رہے تھے مکماس بڑی بھاری جگہ تھی کیونکہ وہ اُن دروں میں سے ایک درہ پر واقع تھی جہاں وادئ یردن سے ملک کے وسط تک رستہ جاتا تھا۔ ایک تنگ سی گھاٹی جبعہ کی آخری حد کو جہاں ساؤل اور یونتن رہتے تھے مکماس سے جدا کرتی تھی۔ لیکن گھاٹی کے دونو کنارے دو اُبھرے ہوئے ٹیلوں کے وسیلے جو دونو جانب ایک دوسرے کی طرف پھیل رہے تھے ایک جگہ جا ملتے تھے مکماس کی جانب جو کڑاڑا واقع تھا اُس کی نگہبانی کئی فلستی پڑاؤ کے باہر کر رہے تھے۔ ان کو حیرت میں ڈالنے کے لئے یُونتن اور اُس کے ایک ساتھی نے ایک تجویز سوچی یعنی سامنے کی چٹان پر چڑھ گئے اور چوٹی پر پہنچ کر اُس کی محافظت کرنے والوں پر جا گرے۔ وہ لوگ یہ تو جانتے تھے کہ وہ آئے ہوئے ہیں مگر یہ بات کبھی اُن کے خواب و خیال میں بھی نہ آئی تھی کہ وہ عبرانی اُن پر حملہ کرینگے۔ قریباً بیس اُن میں سے مارے گئے۔ اور جس وقت اُن لوگوں نے ایسا واویلا مچایا کہ کچھ اُن کے شور کے سبب سے اور شاید کچھ دوسروں کو

بے تحاشا بھاگتے دیکھ کر اور نیز ایک بھونچال کی وجہ سے فوج کے بڑھنے دستہ میں جو قریب ہی خیمہ زن تھا ایسا تہلکہ پڑا کہ ایک دوسرے پر تلوار چلانے لگا۔ اُدھر جبعہ کی چوٹی پر سے جس کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس پر سے بہت دور دور تک دیکھ سکتے تھے۔ جب عبرانی نگہبانوں نے اس حادثہ کا معائنہ کیا تو اُنہوں نے فوراً دہشت زدہ فلستیوں کا پیچھا کیا اور مکماس سے بیت اوان تک اور پھر وادی عجلون تک اُنہیں رگید ڈالا۔ یعنی عین اُسی جگہ تک جہاں یشوع نے کنعانیوں کو اُس دن رگیدا تھا جس دن سورج ٹھہر گیا تھا۔ شام کے وقت ساؤل کی کوتہ اندیش اور جلد باز طبیعت نہایت ناگوار صورت میں ظاہر ہوئی کیونکہ اُس نے ایک نافرمانی کے سبب اپنے بیٹے یونتن کو جو اُس دن کی فتح کا پیشوا تھا قتل کرنے کا حکم دیا۔ مگر لوگوں نے اُس کے اس دلیرانہ کام سے خوش ہو کر دست اندازی کی اور اُسے باپ کی بے موقع سختی کے پنجہ سے چھڑا لیا۔

۳۔ تیسری جنگ

موآب۔ عمون۔ ادوم اور ضوبہ کے ساتھ جو اُس کی لڑائیاں ہوئیں اُن کی کیفیت قلمبند نہیں ہے (۱۔ سموئیل ۱۴ / ۴۷)

۴۔ عمالیقیوں کے ساتھ لڑائی

جنوبی صحرا

لیکن اُس کی دوسری لڑائی یعنی وہ جو عمالیقیوں کے ساتھ ہوئی بہت منحوس لڑائی تھی۔ جب وہ اُن قرقوں کو جنوبی صحرا میں دور تک یعنی مصر کی سرحدوں تک رگیدتا چلا جا رہا تھا اُس وقت اُس کے ہاتھ میں اُن کو اور اُن کی جائداد کو تباہ کرنے کا ایسا موقعہ تھا کہ وہ اُس فتوے کو جو اُن کے برخلاف موسیٰ کے وقت میں دیا گیا تھا پورا کر سکتا تھا۔ لیکن اُس نے خدا کے حکم کو برملا توڑ ڈالا۔ عمالیقیوں کی تمام قیمتی جائداد کو تباہ نہ کیا بلکہ اُسے اپنے اور اپنے لوگوں کے لئے چھوڑ دیا۔ جب سموئیل نے جلجال پر اُس سے ملاقات کی تو اُس نے اِس حرکت کے لئے جھوٹے عذر اور بہانے پیش کرنے شروع کئے۔ اس وقت پھر ایک مرتبہ زیادہ سنجیدہ صورت میں اُس کے بہانوں کے جواب میں اُس کو بتایا گیا کہ خداوند فرماتا ہے کہ تیری بادشاہی تجھ سے ضبط کی جائیگی۔

داؤد کا ممسوح کیا جانا اسی موقعہ پر سموئیل کو یہ ہدایت ہوئی کہ وہ ایک اور شخص کو ساؤل کی جگہ بادشاہ ممسوح کرے چنانچہ اُسے حکم ہؤا کہ وہ ایک تیل کا سینگ اور قربانی کے لئے ایک بچھڑا لے کر بیت لحم کو جائے اور وہاں بیت الّحمی یسّی کے ایک بیٹے کو ممسوح کرے۔ سو اُس نے خدا کے حکم کے مطابق یسّی کے سات بیٹوں کو چھوڑ کر آٹھویں کو جو دیکھنے میں لڑکا سا تھا اور بھیڑیں چرانے کا کام کیا کرتا تھا ممسوح کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد داؤد بربط نوازی میں ماہر ہونے کے سبب ساؤل کے دربار میں موسیقی نوازی کے کام پر مقرر ہؤا اور اُس کی تلخ مزاجی کو اپنی بربط نوازی کی چاشنی سے میٹھا کرنے لگا۔

۵۔ فلستیوں کے ساتھ لڑائی

جُولیت ساؤل عمر بھر فلستیوں سے لڑتا رہا (۱-سموئیل ۱۷ ۱-۵۲) فلستیوں نے جو حملے کئے اُن میں سے ایک حملہ کے موقعہ پر جُولیت جو دیکھنے میں ایک دیو ہیکل آدمی تھا اُن کی طرف سے میدان میں اُترا۔ جولیت اسرائیلیوں کی صف کے سامنے اِدھر اُدھر گھومتا پھرتا۔ اُن کی فوجوں کو دھمکی دیتا اور کہتا تھا کہ تم میں سے جو کوئی میرا مقابلہ کرنا چاہے آئے اور میرے ساتھ لڑے۔ یہی موقعہ تھا کہ داؤد نے شہرت پکڑنی شروع کی۔ اُس کے باپ نے اُسے بھیجا تھا کہ اپنے تین بھائیوں کی جو فوج میں بھرتی تھے خبر لائے کہ جنگ گاہ میں اُن پر کیا کچھ گذر رہا ہے۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اُس نے جولیت کے دعویٰ کو سُنا اور اُس کا چیلنج قبول کیا۔ اس نے ساؤل کے ہتھیار زیب تن کرنے سے انکار کیا اور صرف خدا پر بھروسہ رکھ کر لڑنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اُسی خدا پر جس نے اُن جنگلی درندوں کے مغلوب کرنے میں جو اُس کی بھیڑوں پر حملہ آور ہؤا کرتے تھے اُس کی مدد کی تھی اور وہی اب بھی اُسے ایک نامختون فلستی کے برخلاف لڑنے کی طاقت عطا کرنے کو تیار تھا۔ پس خدا پر سچّا بھروسہ رکھ کر وہ اُس فلستی کے مقابلے کے لئے آگے بڑھا اور اپنے فلاخن سے اُس کے ماتھے پر ایک ڈھیلا ایسا کس کر مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ داؤد نے گرتے ہی اُس کا سر اُس کے تن سے جُدا کیا اور یوں تمام فلستی فوج میں تہلکہ مچا دیا۔ اس کے صلہ میں بادشاہ نے اُسے بہت سرفراز کیا اور شاہی خاندان کا ممبر بنا لیا۔

۶۔ داؤد کے ساتھ لڑائی

شاید یہ بہتر ہوگا کہ ساؤل کی حکومت کے اس حصہ کی تاریخ داؤد کی سرگذشت کے ضمن میں بیان کی جائے۔ ساؤل کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ داؤد کو جان سے مار ڈالے لیکن خدا کی رحمت سے داؤد بار بار اُس کے ہاتھ سے بچ نکلا۔

۷۔ فلستیوں کے ساتھ آخری لڑائی

عین دور کی جادوگرنی فلستیوں کے ساتھ ساؤل کی جو آخری لڑائی ہوئی اس کے سبب سے ایک مرتبہ پھر اسرائیل اور اُن کے مخالف اسدرلان کے خون آلود میدان میں آمنے سامنے ہوئے۔ فلستی سمندر کے کنارے آگے بڑھ آئے اور میدان میں پہنچ کر سونیم میں خیمہ زن ہوئے ان کے پیچھے شمال کی طرف ہرمون خُرد کے ڈھلوان میدان واقع تھے اور اُن کے آگے ایک وادی تھی جو قریباً تین چار میل چوڑی تھی۔ اُس کی پرلی طرف جلبوعہ کی چوٹیاں واقع تھیں جن کے اوپر ساؤل کی سپاہ تھی۔ ایک رات پہلے اسرائیل کا ہیبت زدہ بادشاہ چوری چوری عین دور کو گیا۔ یہ جگہ ہرمون خُرد کے پیچھے کوہ ہرمون اور کوہ تبور کے بیچوں بیچ واقع تھی۔ وہاں پہنچ کر اُس نے جادوگرنی سے وہ ملاقات کی جو نہایت مشہور ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ اُس نے خود تمام ساحروں اور جادوگرنیوں کی جماعت کے نابود کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اِس وقت اُسے اَور کوئی چارہ نہ سوجھا سوائے اس کے کہ ایک عورت کے پاس جائے جس کا یار ایک دیو تھا اور درخواست کرے کہ سموئیل کی رُوح کو جو کچھ عرصہ پہلے اِس دنیا سے کُوچ کر گیا تھا بلائے۔ سموئیل کے سامنے اُس نے جو اپنا بیان کیا وہ خدا کو چھوڑنے کے نتائج کی ایک نہایت مؤثر تصویر ہے ”میں بہت رنج میں ہوں کہ فلستی مجھ سے لڑتے ہیں اور خدا مجھ سے الگ ہو گیا ہے نہ تو نبیوں اور نہ خوابوں کے وسیلے سے مجھے جواب دیتا ہے“ مگر سموئیل اُس کی آیندہ شکست اور موت کی خبر سے بڑھ کر اَور کچھ نہ بتا سکا۔

جلبوعہ کا پہاڑ دوسری صبح کو لڑائی شروع ہوئی۔ اسرائیلیوں نے شکست فاش کھائی اور جب وہ جلبوعہ کی چوٹیوں میں سے گذر کر وادئ یردن میں پناہ گزیں ہونا

چاہتے تھے اُس وقت اُن میں سے بیشمار لوگ مارے گئے۔ ساؤل اور اُس کے تین بیٹے بھی اُن میں شامل تھے۔ جب فلستیوں کو اُن کی لاشیں ملیں تو اُنہوں نے اُن کو بیت شان کی دیواروں پر لٹکایا۔ یہ ایک شہر تھا جو یردن کی وادی میں تھا اور جس کے نزدیک یہ لوگ میدان میں کام آئے تھے مگر اُس حادثہ کی خبر پاکر یبیس جلعاد کے لوگوں نے جو یردن کے اس پار رہتے تھے بڑا شریفانہ کام کیا۔ فلستیوں کی دہشت یردن کے پار اُن لوگوں تک پھیل گئی تھی اور لوگ فتحمند فلستیوں کے سامنے اپنے شہروں کو چھوڑے جاتے تھے مگر یبیس جلعاد کے باشندے اس بات کو یاد کر کے کہ ساؤل نے اپنے عہدِ سلطنت کے شروع میں ہمارے لئے کیا کیا رات کے وقت چل نکلے اور یردن کو عبور کر کے راتوں رات بیت شان میں جا پہنچے۔ وہاں سے بادشاہ اور اُسکے بیٹوں کی لاشوں کو یبیس میں لائے اور معمولی عزّت و حُرمت کے ساتھ اُن کی تدفین و تکفین کی۔

ساؤل کی سیرت

ساؤل کی سلطنت کا جس کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ۴۰ برس تک قائم رہی اس طرح خاتمہ ہوا۔ اُس کی افسوس ناک موت اس کی زندگی کی ایک پُرخوف مگر پر صداقت تفسیر تھی۔ اس کی سیرت میں عبرانی زندگی اور سیرت کی بڑی بڑی قباحتیں یعنی جلد بازی اور خود رائی کثرت سے پائی جاتی تھیں۔ جب تک وہ اپنے منصب کو مضبوط کرنے اور اپنی قوم پر اپنا رُعب داب جمانے میں لگا رہا تب تک وہ بڑے اعتدال اور لحاظ سے کام لیتا رہا۔ مگر جب اپنے شاہی منصب پہ فائز ہوگیا تو اُس نے اپنی جوشیلی اور خودرالطبیعت کو قابو میں رکھنا چھوڑ دیا۔ آخرکار اُس کی خواہشوں نے اس درجہ تک خوفناک اور ظالمانہ صورت اختیار کی کہ کوئی چیز اُن کو روک نہ سکی اور وہ اپنی خود رائی کے وحشیانہ جوش میں خدا اور انسان کے حقوق کو یکساں پامال کرنے لگا بلکہ اُس نے اس خرابی کی وجہ سے اپنی عزت کو بھی خاک میں ملا دیا۔ چنانچہ وہ مشورت کے لئے ایک ایسی جماعت کی عورت کے پاس گیا جسے بانیٔ شرارت سمجھ کر اُس نے برباد کرنے کی کوشش کی تھی۔ البتہ کبھی کبھی اُس کے دل میں فیاضانہ قسم کی تحریکیں بھی پیدا ہوتی تھیں مگر اُن پر بھروسہ نہ کیا جاسکتا تھا۔ اور وہ برابر خدا کی روح کی مخالفت کرتا رہا اس لئے خدا نے بھی اُسے چھوڑ دیا کہ اپنے کاموں کا پھل کھائے۔ اور ایسی حالت اختیار کرنے سے جو مصیبت برپا ہوتی ہے اُس کا نمونہ اُس کی موت نے ظاہر کیا۔ اُس کے

بیٹے یونتن کی جو داؤد کا دوست تھا فیاض۔ شریف اور خود انکار سیرت بائبل کی سب سے خوبصورت سیرتوں میں داخل ہے۔ اس کی خصلت ساؤل کے آخری سالوں کی خود غرض اور جلد باز طبیعت کے ساتھ عجیب قسم کا مقابلہ کھاتی ہے۔

دُوسری فصل۔ داؤد کی ابتدائی زندگی

اس کا فرقہ۔ اس کا خاندان۔ اس کا مولد۔ اُس کا زمانہ و تربیت۔ اس کی شکل و سیرت اُس کی زندگی کے بڑے بڑے حصے۔ اُس کا سموئیل کے ہاتھ سے ممسوح ہونا ساؤل کا ہتھیار بند اور مغنی بننا۔ جولیت کے ساتھ مقابلہ۔ اس کی زیست۔ ساؤل کا داؤد سے رشک کھانا۔ اُس کی جان لینے کی کوشش یونتن کی دوستی۔ نوب کو جانا۔ جات کو جانا۔ عدولام کی غار۔ مصفا۔ دشت یہودا۔ زیف کا بیابان۔ معون کو جانا۔ عین جدی میں آنا۔ ساؤل کو زندہ چھوڑنا۔ کرمل۔ حقیلہ۔ ساؤل کو پھر سلامت چھوڑنا۔ فلستیوں کے پاس پھر جانا۔ ساؤل اور یونتن کی موت۔ اس زمانہ کی نصیحتیں اور زبور یہوداہ کا بادشاہ بننا۔ اُس کا پہلا کام۔ خانہ جنگی۔ تمام اسرائیل کا بادشاہ بننا۔ یروشلم کو قبضہ میں لانا۔ یروشلم کی جائے وقوع۔ اُس کی پہاڑیاں۔ کوہ صیہون۔ کوہ زیتون پر سے نظارہ

داؤد کا عہد سلطنت بلاشبہ اسرائیل کی تاریخ میں سب زمانوں سے زریں زمانہ تھا۔ اور داؤد خود پرانے عہدنامہ کے زمانہ کے بزرگ اور بڑے بڑے آدمیوں میں سے سب سے بڑا مشہور شخص تھا۔ اُس کی زندگی کا احوال نوشتوں میں پُورے پُورے طور پر درج ہے اور وہ دلچسپ سبق جو اس سے وابستہ ہیں عجیب عمدگی اور گوناگوں رنگوں سے آراستہ ہیں۔

اُس کا فرقہ اسرائیل کا یہ نیا بادشاہ یہودا کے گھرانے سے تھا جو کئی طرح سے بارہ فرقوں میں پیشرو تھا۔ اُس کی نسبت جو روایتیں مروّج تھیں وہ عجیب قسم کی تھیں۔ اس فرقہ کا بانی یہودا پہلے تو بے ضبط ہو کر شہوت کے سبب اُسی طرح گر گیا تھا جس طرح داؤد اُس کے بعد گرا۔ لیکن اُس کے بعد اُس سے خود انکاری کی شریف طبیعت ظاہر ہوئی

جب اُس نے مصر کے حاکم کا غلام بننے کو اپنی رضامندی دکھائی بشرطیکہ وہ اس کے بھائی بنیامین کو اُس کے باپ کے پاس بھیج دے (پیدائش $\frac{۴۴}{۱۸-۳۴}$) پھر کالب نے بھی جو یہودا کی طرف سے جاسوسوں میں شامل ہُوا تھا اُس سے کم شریفانہ مزاج ظاہر نہ کیا جب اس نے اپنے بھائیوں کی کمزور صلاح کو رد کیا اور لوگوں کو اشتعال دیا کہ خدا کے وعدوں پر پورا پورا بھروسہ رکھ کر کنعانیوں کے برخلاف آگے بڑھیں (گنتی ۱۳ و ۱۴) پھر کالب کے چھوٹے بھائی قنز کا بیٹا غتنی ایل اپنے زمانہ میں بہادری اور شجاعت میں گوے سبقت لے گیا۔ اس نے اپنی بیوی عکسہ کو قریتِ سفر کو مغلوب کرنے کے صلہ میں پایا (قاضی $\frac{۱}{۱۲ و ۱۳}$) اس قسم کی روایتیں ایک نوجوان دل کو اعلےٰ مقاصد کے جوش سے بھرنے کے لئے عجیب قسم کی قابلیت رکھتی تھیں۔

اُس کا خاندان داؤد کے باپ یسّی کے خاندان کی نسبت صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے فرقہ میں بزرگ سمجھا جاتا تھا (ا-تواریخ $\frac{۲}{۱}$) وہ اُس وقت جب اُس کا بیٹا عروجِ شہرت پر قدم رکھنے لگا بوڑھا آدمی تھا (ا-سموئیل $\frac{۱۷}{۱۲}$) لیکن وہ اُس کی شہرت کے بعد کچھ مدت تک جیتا رہا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب داؤد ایک مشکل میں گرفتار ہُوا تو اُس نے اپنے باپ اور اپنی ماں کو شاہِ موآب کے حوالہ کیا تاکہ وہ اُن کی نگہبانی کرے (ا-سموئیل $\frac{۲۲}{۳}$)۔ یسّی بوعز اور رُوت کا پوتا اور غالباً اُن کی تمام ملکیت کا یا اُس کے کچھ حصّہ کا وارث تھا۔ اُس کا نام پاک نوشتوں میں خوشبو کی طرح مہک رہا ہے جس سے ہم کو یہ یقین ہوتا ہے کہ وہ ایک مقدّس شخص تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "یسّی کے تنے سے ایک کونپل نکلیگی اور اُس کی جڑوں سے ایک بار آور شاخ پیدا ہوگی"۔ بوعز کی مشفقانہ و پدرانہ طبیعت اور رُوت کی مقدّس دینداری و محبت کی گرمی اُن کے پوتے کی سیرت میں بخوبی آشکارا ہوئی۔

اس کا زمانہ اور تربیت گمان کیا جاتا ہے کہ داؤد ۱۰۸۰ سال قبل از مسیح یعنی جو تاریخ جنگِ تراجان کی بتائی جاتی ہے۔ اس سے قریباً سو سال بعد پیدا ہُوا۔ سمسون کو جو یہودی بہادروں میں سے آخری تھا اس وقت مرے ہوئے ابھی صرف چالیس برس گذرے ہونگے اور اس کی بہادری کے کام لوگوں کے حافظہ میں تازہ ہونگے۔ عیلی کے ایام میں جو بداخلاقی و بدتہذیبی جاری تھی۔ اس کی اصلاح سموئیل کے زمانہ میں کی گئی۔ سموئیل کی رہایش گاہ رامہ بیت لحم سے فقط

چند میل کے فاصلے پر تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ قُرب و جوار کے مقامات اُس کی مقدّس سیرت اور تعلیم کی تاثیر سے متاثر تھے۔ ضرور ہے کہ شروع ہی سے داؤد کے دل پر خدا کے خوف و محبت کا اثر ہو گیا ہو۔ اور جب وہ پہلے پہل ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم اُسے اپنے گھرانے کی طرف سے چوپان یا گڈریے کا کام کرتے دیکھتے ہیں۔ یہ خاموش کام اس قابل تھا کہ اُس میں عرفان کی عادت پیدا کرے اور نیز اُس میں فطرت کے لئے وہ دلچسپی پیدا کرے جس کے سبب سے وہ آخرکار بہت مشہور ہُوا۔ جب اُس کا کوئی اَور ساتھی اور مصاحب پاس نہ ہوتا تھا تو بربط نوازی اس کا ساتھ دیتی تھی جس میں اُس نے بہت جلد مہارت پیدا کر لی اور نیز اپنے خدا باپ کی اعلیٰ صحبت کا حظ اُٹھاتا ہوگا جس کے طفیل اُس نے بہت جلد یہ سبق سیکھا کہ طاقت اور خوشی اِسی وسیلے سے حاصل ہوتی ہے۔ اُس کی بہادری کے کارہائے نمایاں میں سے پہلا یہ کام تھا کہ اُس نے ایک شیر اور ریچھ کو جو اس کی بھیڑوں پر ٹوٹ پڑے تھے موت کے پہلو میں سُلایا۔ اس مقابلہ میں اُس کی رہنمائی اُس خالص بھروسے کی جو پیچھے اُس کی زندگی میں عجیب طور پر درخشاں ہُوا۔

اس کی شکل و سیرت اُس کی دلکش شکل۔ لعل گوں رنگ اور آنکھوں کی خوبصورتی (۱-سموئیل ۱۶/۱۲ حاشیہ) کا ذکر تو اُسی وقت ہو جاتا ہے جب اُس کی ملاقات پہلے پہل ہمارے ساتھ ہوتی ہے لیکن اس کے سوا اَور بہت سی باتوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی شکل میں ایک موہنے والا وصف پایا جاتا تھا یعنی ایک قسم کی سادگی ایک قسم کا کشادہ پن اور مزاج کی گرمی کچھ ایسی پائی جاتی تھی جو سب کے دلوں کو موہ لیتی تھی (۱-سموئیل ۱۸/۱ اور ۷ و ۲۰ + ۲-سموئیل ۱۹/۱) معلوم ہوتا ہے کہ جب اس کی سیرت پختہ ہو گئی تو اُس میں اُن سب بزرگوں کے اعلیٰ اوصاف جو اس سے پہلے گذر گئے تھے ملے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ حنوک کی آسمانی روِش۔ ابراہیم کا فہمند ایمان۔ اضحاق کی مگن رہنے والی طبیعت۔ یعقوب کی کشتی گیر دلیری۔ یوسف کی برداشت کرنے والی صفت اور اُس کی انتظام کرنے والی لیاقت۔ موسیٰ کی بلند پایہ حب الوطنی اور اُس کے ساتھ اسی کی طرح خیال کی بلند پروازی۔ یشوع کی جنگی لیاقت اور حوصلہ۔ جدعون کی جرأت کرنے والی شجاعت اور سموئیل کی مقدّس سرگرمی یہ سب صفات داؤد کی خصلت میں عجیب اندازہ کے ساتھ مشتمل تھیں چونکہ وہ ایک بڑا بادشاہ۔ ایک بڑا جنگی مرد۔ ایک بڑا شاعر اور ایک بڑا مذہبی مصلح تھا لہٰذا اُس کے ہاتھ میں بادشاہی کے وہ چاروں عصا موجود تھے جن سے لوگوں کے دلوں پر حکومت کی جاتی

ہے۔ اور پھر پُرانے عہد نامہ میں جو مسیح کے نمونے پائے جاتے ہیں وہ اُن میں سب سے بڑا تھا۔ اور اس باہمی مشابہت نے عوام کے دل پر بڑا اثر کیا کیونکہ اُس کے بعد مسیح ابن داؤد کہلایا۔ اور یہ ایک ایسا محاورہ ہے جس سے نہ صرف حسب و نسب کے اعتبار سے دونوں میں علاقہ پایا جاتا ہے بلکہ سیرت کے اعتبار سے بھی مشابہت ظاہر ہوتی ہے۔ (متی ۱۵/۲۲ و ۲۰/۳۰)

اس کی زندگی کے بڑے بڑے حصّے داؤد کی زندگی کو پانچ حصّوں میں منقسم کر سکتے ہیں مطابق اُن جگہوں کے جہاں وہ صرف ہوئے۔ (۱) اُس کی زندگی کا وہ حصہ جو بیت لحم میں صرف ہُوا۔ (۲) اُس کی زندگی کا وہ حصّہ جو جبعہ میں ساؤل کے دربار میں گذرا۔ (۳) اُس کی آوارہ گردی کا زمانہ جو یہوداہ کے بیابان اور فلستیوں کے درمیان صرف ہُوا (۴) اسکی شاہانہ زندگی کا وہ حصہ جو یہوداہ کا بادشاہ بن کر حبرون میں بسر ہُوا (۵) اُس کی شاہانہ زندگی کا وہ حصہ جو تمام قوم کا بادشاہ بن کر یروشلم میں گذرا۔

پہلا حصہ یعنی وہ زمانہ جب وہ چوپان کا کام کیا کرتا تھا۔ جس وفاداری سے داؤد اپنے چوپانی فرایض کو ادا کیا کرتا تھا وہ شیر اور ریچھ کے واقعہ سے صاف عیاں ہے۔ اور غالباً اس واقعہ کو سرزد ہوئے تھوڑی سی مدت گذری ہو گی کہ سموئیل اُسے ممسوح کرنے کو بھیجا گیا۔ ہم بے تامّل کہہ سکتے ہیں کہ جس وقت یہ نبی اپنے راستے سے گذرتے ہوئے اُن کھیتوں کو دیکھتا ہو گا جو بوعز اور رُوت سے علاقہ رکھتے تھے تو اُس کے دل میں یہ خیال آتا ہو گا کہ اگر بوعز اور رُوت کی دیندارانہ اور دلکش طبیعت اُس میں جو اَب بادشاہ بننے کو تھا پھر نمودار ہو تو ملک پر بڑی بڑی برکت نازل ہو۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ خود سموئیل اس بات کو بھول گیا کہ جسم کی خوبی نہیں بلکہ سیرت کی پاکیزگی وہ شے ہے جو انسان کو ایک اعلیٰ عہدے کے لائق بناتی ہے۔ جب وہ یسّی کے بڑے بیٹے الیاب کی ڈیل ڈول کو دیکھ کر حیرت کا پتلا بنا ہُوا تھا اُس وقت اُسے یہ بات یاد دلانی پڑی کہ "انسان ظاہری صورت کو دیکھتا ہے مگر خداوند دل پر نظر کرتا ہے۔" (۱-سموئیل ۱۶/۷ و ۱۳) یقیناً جس وقت داؤد کے سر پر پاک تیل ڈھالا گیا اُس وقت اُس کا چوپانی لباس سے ملبّس ہونا اور اپنے ہاتھ میں غالباً چوپانی عصا لے کر آنا اتفاقیہ بات نہ تھی۔ اُس کی پہلی چوپانی خدمت اُس کی بعد کی شاہی خدمت سے ایک گہرا رشتہ رکھتی تھی کیونکہ وہی خدا کے دل کی مانند سچّا حاکم ہے جو

اچھے چوپان کی مانند حکومت کرتا ہے یعنی اپنے گلّے کی بھلائی ڈھونڈتا اور اُن کے لئے دکھ اور مصیبت کا سامنا کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ اٹھترویں زبور میں ہم اس طرح پڑھتے ہیں ”اس نے اپنے بندے داؤد کو بھی چُنا اور بھیڑسالوں میں سے اُسے لے لیا وہ اُسے بچے والی بھیڑوں کی چوپانی سے ہٹا لایا تاکہ اس کی قوم یعقوب کی اور اس کی میراث اسرائیل کی گلّہ بانی کرے۔ سو اُس نے خلوص دل سے ان کی پاسبانی کی اور اپنے ماہر ہاتھوں سے ان کی رہنمائی کرتا رہا“

ساؤل کا مغنّی اور ہتھیار بند بننا داؤد کی بربط نوازی کی شہرت نے پہلے اسے ساؤل کے دربار میں بربط نوازی کا عہدہ دلوایا اور پھر اسلحہ برداری کے منصب پر مامور کروایا۔ ا سموئیل ۱۶/۲۱و۲۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلحہ برداری کا کام بڑی عزّت کا منصب تھا اور اُسے اِس سے زیادہ کہ جب اُسے ضرورت ہو ساؤل کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور کچھ کرنا نہ پڑتا تھا۔

جُولیت کے ساتھ مقابلہ اس کے بعد جُولیت کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ تک داؤد ساؤل کے دربار میں سرودسرائی کا کام کر کے اپنے گھر کو واپس آگیا تھا اور گمان ہے کہ جب وہ لڑکپن سے گذر کر جوانی کو پہنچا تو اُس کی شکل وصورت میں کچھ ایسی تبدیلی آگئی کہ ساؤل نہ پہچان سکا کہ یہ تو میرا اسلحہ بردار ہے۔ داؤد کی لڑائیوں میں سے یہ پہلی لڑائی تھی اور یاد رکھنے کے قابل تھی۔ اس ساری واردات میں ہم ذیل کی باتیں قابل غور خیال کرتے ہیں۔ (۱) اس کا اپنے باپ کی مرضی کو فرزندانہ اطاعت سے بجا لانا اگرچہ وہ کام جس کے لئے باپ نے اُسے فوج کی طرف بھیجا اس سے کم نہ تھا کہ اپنے بڑے بھائیوں کی فرمانبرداری کرے۔ (۲) الیاب کی طعنہ زنی کے وقت اُس کا اپنے کو قابو میں رکھنا اور حلم و فروتنی ظاہر کرنا۔ (۳) اس بات کو سمجھنا کہ جُولیت کی گستاخی کا مدعا اور مطلب یہ ہے کہ خدا کی فوج کا مقابلہ کرے۔ (۴) اُس کی محکم ہمت اور ایمان جس کے سبب اُس نے فلستی کے ساتھ لڑنے کے لئے اپنی رضامندی سے اپنے آپ کو سپرد کیا گو لوگوں کی آنکھ میں ایسا کرنا موت کے دہن میں جانا تھا۔ (۵) اُس کے ایمان کا اعتدال اور سادگی جس سے اُس نے اس لڑائی پہ آمادہ ہونے کے ایمان کی تصدیق کی۔ (۶) وہ فیصلہ جس سے اس نے ان ہتھیاروں کو جو بادشاہ نے پہننے کو دئے ایک طرف رکھ دیا کیونکہ اس نے پہلے کبھی ان کو نہ پہنا تھا کیونکہ وہ اس کی عادت کے موافق نہ تھے۔ (۷) فلستی کے سامنے اُس کا ایک پُرتحمل صورت میں اسرائیل کے خدا

کے دعوے اور حقوق کو بیان کرنا (۹) حملہ کرتے وقت ہر قسم کی گھبراہٹ سے بری رہنا اور کامیاب ہونا۔ وہ واقعی فلاخن کے استعمال میں خوب ماہر تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصول یہ تھا کہ جب تک میں اُسے کامل طور پر استعمال نہ کر سکوں تب تک ہرگز یہ نہ سوچوں کہ اُسے ٹھیک طور پر چلا سکتا ہوں۔ چھوٹے چھوٹے وسائل سے بڑے بڑے نتائج پیدا کرنا عموماً ایک اعلیٰ ذاتی لیاقت کا ثبوت سمجھا جاتا ہے مگر اس لڑائی میں یہ معاملہ ایک اعلیٰ ذاتی لیاقت اور اعلیٰ ایمان کی ترکیب کا ثبوت تھا۔ اس بڑی مہم کو سر کرنے کے صلہ میں داؤد کو یہ رتبہ حاصل ہوا کہ بادشاہ کی بیٹی اُس کے عقد نکاح میں آئی (۱سموئیل ۲۷/۱۸)

اُس کی تربیت کے مکتب

اب اگرچہ اُسے بہت جلد جلد ترقی کے درجے حاصل ہوتے جاتے تھے تاہم اس کے راستہ میں ایک پُردرد روک بھی آنے والی تھی۔ یعنی قبل اس کے کہ وہ بادشاہ مقرر ہو اُسے ایک بڑی آزمایش کے زمانہ میں سے گذرنا تھا۔ خدا نے مناسب سمجھا کہ اُسے تربیت کے مختلف مکتبوں کے ایک سلسلہ سے گذارے تاکہ تاجپوشی کے لئے جس تربیت اور لیاقت کی ضرورت تھی اُسے بہم پہنچائے۔ پہلا مکتب چوپانی زندگی کا تھا جس نے اُسے وفاداری کے ساتھ اپنی خدمات کو ادا کرنے اور عابدانہ طور پر خدا کی سوچ میں مگن رہنے کی لیاقت بخشی۔ اس کے بعد درباری زندگی کی تربیت کا مکتب آیا جس کے ذریعہ وہ اہل دربار کے قواعد اور شاہی عادات سے واقف ہوا۔ پھر جنگل میں غریبوں کی سی زندگی کا مکتب پیش آیا جس کے وسیلے خاص اُن لوگوں سے تعلق پیدا ہوا جن کی حکومت میں اُس کی زندگی کا باقی ماندہ حصّہ صرف ہوتا تھا۔

ہمارے پاس اس بات کا کوئی پختہ ثبوت نہیں کہ اُس کے کوئی زبور اس زمانہ میں لکھے گئے ہوں۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ تئیسواں زبور چوپانی خدمت کے زمانہ سے علاقہ رکھتا ہے، لیکن جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ وہ اس زبور میں اپنے دشمنوں کا ذکر کرتا اور اپنی موت کا منتظر ہے تو ہم کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ کسی بعد کے زمانہ سے متعلق ہے۔

ساؤل کا داؤد سے رشک کھانا

جولیت کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد ہی ساؤل کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اسرائیل کی بیٹیوں کے گیت نے جس سے اُنھوں نے ساؤل کی نسبت داؤد کو زیادہ عزت دی ساؤل کے دل کو زہر سے بھر دیا۔ سو اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے وعدہ کے موافق داؤد کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرنے میں پس و پیش کرتا

اور داؤد کو خطرناک مہموں پر بھیجتا ہے (جیساکہ داؤد نے پیچھے اُوریا کو بھیجا) اور آخرکار جب اپنی بیٹی میکل کی شادی اُس کے ساتھ کرتا ہے تو وہ بھی اس غرض سے کرتا ہے کہ داؤد کو پورے پُورے طور پر اپنے قبضہ میں لائے لیکن ان سب حالتوں میں داؤد ایک نادیدنی ڈھال کے زیرِ سایہ بچا رہا۔ اور اس حفاظت کا سبب وہی تھا جو یوسف کی حالت میں نظر آیا۔ یعنی وہ "اپنی ساری راہوں میں دانائی کے ساتھ چلتا تھا اور خداوند اس کے ساتھ تھا" (۱-سموئیل ۱۸/۱۴)

اُس کی جان لینے کی کوششیں کم از کم ساؤل نے پانچ مرتبہ داؤد کی جان لینے کی کوشش کی جب وہ اُس کے دربار سے علاقہ رکھتا تھا۔ (۱) اُس نے اپنے بیٹے یونتن اور اپنے تمام خادموں کو حکم دیا کہ وہ داؤد کو جان سے مار ڈالیں (۱-سموئیل ۱۶/۱)۔ (۲) اپنے گھر میں اُس کے سر کو نیزے سے چھیدنا چاہا۔ (ب ۱۹/۱۰) (۳) پھر اُس وقت جب کہ داؤد بھاگ نکلا اُس کے گھر ہرکارے بھیجے کہ اُسے بیماری کے بستر پہ لیٹے ہوئے اُس کے پاس اُٹھا لائیں (۱۶/۱۵) (۴) پھر اُس نے قاصدوں کو رامہ میں بھیجا کہ اُسے گرفتار کریں مگر جب وہ وہاں پہنچے تو رُوح سے بھر گئے (ب ۱۹/۲۰) (۵) پھر وہ خود رامہ کو گیا اور کچھ عرصہ کے لئے وہی عجیب حالت اُس پر بھی طاری ہوئی۔ (۱۹/۲۲و۲۴) ایک مرتبہ اور وہ اپنے بیٹے یونتن سے داؤد کی دوستی کی وجہ سے غصّہ و غضب میں آیا اور طیش میں آکر اُس نے اپنا نیزہ اس کی طرف پھینکا۔ (۲۰/۳۳) اُن مختلف طریقوں کا مطالعہ کرنا جن کے وسیلے خدا نے اُس کو رہائی دی ایک نہایت دلچسپ مطالعہ ہے۔ اُنسٹھویں زبور سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اُس وقت لکھا گیا تھا۔

یُونتن کی دوستی ان آزمایشوں کے زمانہ میں جو انسانی تسلّی اور دلاسا داؤد کو نصیب ہؤا وہ یونتن کی دوستی سے تھا۔ یہ دوستی نہ صرف نہایت گہری اور پختہ تھی بلکہ نہایت بے ریا اور بے لاگ بھی تھی جو کچھ ایک دوست کر سکتا ہے سو یونتن نے ساؤل کی حسد کی آگ کو دھیما کرنے کے لئے کیا مگر اس کی تمام کوششیں رائگاں گئیں یونتن نے اس کے صلہ میں صرف یہ مانگا کہ جب داؤد تاجِ شاہی سر پر رکھے تو اس کے بچّوں کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ قبل ازیں کہ داؤد نے جبعہ کو قطعی طور پر چھوڑا دونو دوست آپس میں ملے اور جب جدا ہونے لگے تو آپس میں گلے لگ کر زار زار روئے۔ پرانی کتابوں اور قدیم تاریخی تحریروں میں نوجوانوں کی دوستی کی مثالیں ستاروں کی طرح چمکتی ہیں مگر یُونتن اور داؤد کی دوستی سے زیادہ پاک

اور شریف دوستی کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ یہ دوستی نہ فقط داؤد کی مرجھائی ہوئی طبیعت کو تروتازہ ہی کرتی بلکہ اُس پر ایک اَور تاثیر بھی کرتی ہوگی۔ یعنی داؤد نے یہ بھی محسوس کیا ہوگا کہ اگر معمول کے مطابق کارروائی ہوتی اور یُونتن بادشاہ ہوتا تو وہ اپنے باپ کے بعد کیسا کریم النفس بادشاہ ہوتا اور اس خیال نے ضرور اس کو اُبھارا ہوگا کہ وہ بھی اس کی سی خوبیاں حاصل کرے (۱سموئیل ۲۰)

تیسرا دَور اس کی جلاوطن زندگی جب داؤد مجبور ہُوا کہ جبعہ کو خیرباد کہے تو اُس نے آوارہ گردی کی زندگی اختیار کی۔ اس کی جلاوطنی کے زمانے کے متعلق دس مقام قابلِ غور ہیں (۱سموئیل ۲۱/۳۱)

۱-نوب کو جانا جس کا رُخ اُس نے پہلے کیا وہ نوب تھا۔ نوب کاہنوں کا شہر تھا اور غالباً جبعہ اور یروشلم کے مابین واقع تھا اور جب سے سیلا برباد ہُوا اُس وقت سے اسی میں سردار کاہن اور خداوند کا خیمہ رہا کرتے تھے۔ داؤد نے سردار کاہن کے سامنے یہ بہانہ کیا کہ میں بادشاہ کے کام آیا ہوں اور یہ کہ کر اُس نے سردار کاہن کو ترغیب دی کہ نذر کی روٹی اور دیگر اشیا سے اُس کی مدد کرے۔ اور اس مہمان نوازی کے سبب سردار کاہن اور اُس کے بھائی تہ تیغ کئے گئے۔ داؤد کی اس دُنیوی چالاکی سے اُس کے ایمان کی کمی ظاہر ہوتی ہے اور اس کمی کو دیکھ کر ہم تیار ہوتے ہیں کہ آیندہ اس کے راہ راست سے گمراہ ہونے کے منتظر رہیں۔

۲-جات کو جانا پھر وہ نوب سے مغرب کی طرف جات کو گیا جو فلستیوں کا ایک شہر بلکہ جُولیت کی قدیم رہایش گاہ تھی۔ مگر شاہ اکیس کے خادموں نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہ کون ہے اور اُس کا ذکر بادشاہ سے کیا۔ داؤد اس بات کی خبر پاکر نہایت ڈرا۔ یہ خوف داؤد کے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔ اگر ایمان کی اعلیٰ منزل اُسے نصیب ہوتی تو اُسے اِس قسم کی دہشت کبھی نہ آتی مگر اب وہ ڈر کے مارے دیوانہ بن گیا۔ پھاٹکوں پر لکھتا پھرا اور اُس نے اپنے تھوک کو اپنی ڈاڑھی پر گرنے دیا حتیٰ کہ بادشاہ نے اُس کو دیوانہ سمجھ کر نکال دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چونتیسواں زبور اسی وقت لکھا گیا۔

۳-عدولام کی غار، مصفا جات کو چھوڑ کر یہودا کے فرقہ میں آیا اور عدولام کے مغارے میں پناہ گزیں ہُوا۔ اس جگہ بہت سے لوگ جو اپنی موجودہ حالت سے خوش نہ تھے اُس کے ساتھ آملے۔ یہ لوگ زیادہ تر ایسے تھے جو ساؤل کی سختیوں سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ پس اس وقت داؤد ایک فوج کا سپہ سالار بن گیا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت

اُس کا ایمان پھر تازہ ہونے لگا کیونکہ بعض بعض زبور جو بھروسے کی رُوح سے پُر معلوم ہوتے ہیں اسی وقت سے علاقہ رکھتے ہیں۔ روایت بتاتی ہے کہ عدولام ایک وسیع غار تھی جو ایک چونے کے پتھر کی چٹان میں واقع تھی جس کا دروازہ ایک اُونچے پہاڑ کے پہلو میں واقع تھا۔ وہ ایک لمبے۔ بلدار اور تنگ راستے سے اندر جاتی تھی۔ اُس کے دونو پہلوؤں میں کوٹھڑیاں یا کھوکھلی جگہیں پائی جاتی تھیں۔ بارہا داؤد کی طرح مصیبت زدہ مقدسوں نے جن کے لائق یہ دنیا نہ تھی ایسے ایسے تاریک اور خراب گڑھوں میں پناہ گزین ہوتے کیلئے خدا کی تعریف کی ہے۔ عدولام سے وہ موآب کے مصفا کو گیا لیکن جاد نبی نے اُسے اُس کے وطن کو بُلا لیا۔ مگر اُس کو یہ اجازت دی گئی کہ اپنے والدین کو حفاظت کے لئے شاہ موآب کے پاس بھیج دے۔ قریباً انہی ایام میں اُس نے یہ بھی سُنا کہ ساؤل نے نوب کے کاہنوں کو قتل کر ڈالا ہے جو فعل اُس کے سخت اور ناپاک غضب کا ایک دہشت ناک نمونہ تھا۔ ابیاتر جو بھاگ نکلا تھا اُس کے پاس آیا۔ اور اسی طرح جاد نبی بھی اُس سے آملا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مردِ خدا ہونے کی حیثیت سے جاد سموئیل سے دوسرے درجہ پر سمجھا جاتا تھا۔ باونویں۔ ستاونویں اور ایک سو بیالیسویں زبور کی تصنیف کی تاریخ کا یہی زمانہ ہے۔

۴۔ دشت یہودا اس کے بعد وہ یہودا کے بیابان کو پناہ کے لئے گیا منجملہ اُور مقامات کے ہم اُسے قعیلہ میں دیکھتے ہیں جس پر فلستی حملہ کر رہے تھے لیکن داؤد نے اُن کو بھگا دیا۔ اگرچہ لوگ اُس کو منع کرتے تھے کہ اُن پر حملہ آور نہ ہو تاہم وہ ایمان سے معمور ہو کر اُن پر جا گرا۔ اب جب ساؤل نے سنا کہ وہ اس جگہ ہے تو اُسے گرفتار کرنے کو اُس پر لپکا۔ مگر داؤد نے جب خدا سے یہ خبر پائی کہ ناشکرے قعیلی اُسے ساؤل کے حوالہ کر دینگے تو اُسے بھی بھاگنا پڑا۔

۵۔ زیف کا بیابان اس کے بعد اُس کی پناہ گاہ دشتِ زیف بنا۔ اسی بن میں اس کی اور یُونتن کی ملاقات ہوئی تھی۔ ساؤل یہاں بھی اُسے گرفتار نہ کر سکا۔

۶۔ معون کو جانا تھوڑے عرصہ بعد اہل زیف نے ساؤل کو مدعو کیا اور داؤد کو اُس کے حوالہ کرنے کا ذمہ لیا۔ مگر ساؤل نے آکر معلوم کیا کہ داؤد اور اُس کے پیرو معون کو چلے گئے ہیں۔ یہ سُن کر ساؤل نے اپنے لوگوں کو ایسے طور پر مرتب کیا کہ وہ اُس پہاڑی کو جس میں

داؤد تھا چاروں طرف سے گھیر لیں تا کہ وہ فرار نہ ہو سکے۔ اب جب داؤد اس حیرت میں تھا کہ اس بلا سے کیونکر نجات پائے عین اُسی وقت ساؤل کو خبر ملی کہ فلستی ملک پر حملہ کر رہے ہیں۔ یہ سُن کر اُس نے داؤد کو چھوڑ دیا اور اُس سے بڑے غنیم کا مقابلہ کرنے کو روانہ ہوا۔ چونواں زبور اس وقت تحریر ہوا تھا۔

۷ عین جدّی۔ ساؤل کو زندہ چھوڑنا پھر وہ عین جدّی کے محکم مقامات میں جا چھپا۔ عین جدّی اُن بنجر چٹانوں میں جو بحیرہ مُردار کے نزدیک واقع ہیں ایک چھوٹے سے نخلستان کی طرح واقع ہے اور ایک پُر فضا چشمہ سے سیراب ہوتا ہے۔ اُس کی خوشنما مہندی معشوق کی حلاوت کی ایک عمدہ علامت سمجھی جاتی تھی۔ (غزل الغزلات ۱/۱۴) جب ساؤل نے یہ سُنا کہ وہ عین جدّی میں ہے تو اُسے گرفتار کرنے کا مصمم ارادہ کیا اور تین ہزار کی جمعیت اپنے ساتھ لی۔ لیکن داؤد نے ایک نئے ہتھیار سے اُسے مغلوب کیا۔ یعنی اُسے ایک غار میں سوتا پا کر اُس کی پوشاک کا دامن کاٹ لیا اور اُن کی صلاح کو جو بدلا لینے اور اُسے جان سے مارنے کی ترغیب دیتے تھے رد کر دیا۔ پھر اُس نے دلیری سے ساؤل کے پاس جا کر جو کچھ واقع ہوا تھا بتا دیا۔ اور اُس کے انصاف سے داد کا طالب ہوا اور التجا کی کہ مجھ غریب سے آپ کچھ سروکار نہ رکھیں۔ ساؤل نے اس بات سے کسی قدر اثر پذیر ہو کر دلپسند وعدے کئے اور دونو سلامتی کے ساتھ ایک دوسرے سے جُدا ہوئے۔

۸ کرمل اس کے بعد کرمل میں پھر ایک اَور مشکل داؤد کے سامنے آئی۔ کرمل یہوداہ کے جنوب میں واقع تھا جہاں ایک امیر زمیندار نابال اپنی بھیڑیں اور مواشی چرایا کرتا تھا۔ داؤد اور اُس کے پیروؤں نے اس کے مواشی وغیرہ کو بدّو قزاقوں سے جو ہمیشہ آس پاس رہتے تھے بچایا تھا۔ لیکن جب ان لوگوں نے اپنی خدمت کا بدلا چاہا تو جو چیز بدلہ میں دی گئی ایک گستاخانہ جواب تھا۔ نابال کی گستاخی سے خفا ہو کر داؤد تیاری کرنے لگا کہ اُسے قرار واقعی سزا دے مگر وہ اُس ارادہ کو نابال کی بیوی ابیجیل کے سبب سے جو بہت سی چیزیں لے کر اُسے ملنے آئی پورا نہ کر سکا۔ تھوڑی مدت بعد نابال کا انتقال ہو گیا اور داؤد نے ابیجیل کے ساتھ شادی کر لی۔ قریباً یہی دن تھے کہ بزرگ سموئیل اپنے باپ دادوں کے ساتھ جا سویا۔ چونکہ وہ ملک میں ہر طرح کی پاکیزگی اور راستبازی کے حق میں گویا طاقت کا ایک ستون تھا لہٰذا اُس وقت اُس کا کوچ کر جانا ایک ایسا

حادثہ تھا جسے اُس کے ہموطن مشکل سے گوارا کر سکتے تھے۔ لیکن اُس کی جدائی ایک کام کر سکتی تھی اور وہ یہ کہ جنہیں اُس نے سکھایا اور ہدایت کی تھی اُن میں یہ جوش پیدا ہو کہ وہ اپنی ذمہ داری کو پہچانیں اور اُس کے نقش قدم پر چلیں۔ دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ترسٹھواں زبور اسی وقت لکھا گیا تھا۔

۹۔ حقیلہ اور ساؤل کو دوسری مرتبہ چھوڑنا داؤد کو ساؤل کے ہاتھ میں گرفتار کرانے کی دوسری نالائق کوشش اہل زیف نے کی تھی جو حقیلہ کے قریب تھے جو جسیمون کے مقابل واقع ہے۔ جس وقت ساؤل سو رہا تھا داؤد اس وقت چُپ چاپ اُس کے پاس گیا۔ اُس کی جان کو تو سلامت چھوڑا مگر اس کا نیزہ اور پانی پینے کا پیالہ لے لیا اور پھر از سر نو اس کی عدل اور فیاضی سے داد طلب کی۔ اس اپیل کے جواب میں پہلے کی طرح چکنی چپڑی باتیں پھر کی گئیں مگر ایسی صورت میں کہ صدق دلی کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے۔

۱۰۔ فلستیوں کے پاس پھر جانا اب اس کا ایمان پھر کمزور ہوا اور وہ سوچنے لگا کہ اگر میں اب یہودا میں رہا تو ضرور ساؤل مجھے مروا ڈالیگا۔ لہٰذا وہ فلستیوں کے پاس چلا گیا جہاں ایک سال چار مہینہ رہا۔ اُس نے اُن کے بادشاہ کو یقین دلایا کہ میں تجھ سے نمک حلالی اور وفاداری سے پیش آؤنگا۔ شہر صقلاج جو سرحد پر واقع تھا اُس کے اور اُس کی فوج کے سپرد کیا گیا۔ اس جگہ سے وہ عمالیقیوں اور دیگر دشتی فرقوں پر حملہ کرتے اور انہیں لُوٹنے لگا۔ جب فلستیوں نے یہ ارادہ کیا کہ عبرانیوں سے ایک اور لڑائی کی جائے تو داؤد کو بلایا کہ بادشاہ کے حضور حاضر ہو۔ اس وقت وہ سخت مشکل میں ہوگا مگر فلستی امرا کے حسد کے سبب سے وہ واپس بھیجا گیا۔ لیکن جب وہ صقلاج میں واپس آیا تو اُس نے دیکھا کہ اُس کی غیر حاضری میں شہر لُوٹا اور جلایا گیا ہے اور اُس کا تمام مال اور جورُوئیں جاتی رہی ہیں۔ اس مصیبت نے پھر داؤد کے دل میں بھروسے اور دُعا کی رُوح پیدا کی اور اُس نے دشمن کا پیچھا کیا۔ اور اُسے نیچا دکھایا اور جو کچھ عمالیقی لے گئے تھے اُسے واپس لیا۔ اس سرگذشت کے وسیلے ہم داؤد کے دل میں ذیل کی باتیں دیکھتے ہیں (۱) کم اعتقاد و بے بھروسہ طبیعت کا پیدا ہونا (۲) وہ دھوکا بازی جو اس بے اعتقادی سے پیدا ہوئی (۳) اُس کی مشکلات۔ (۴) بھروسے والی رُوح کا پھر پیدا ہونا اور بیشمار تکلیفات سے حسب خواہش نجات پانا۔ چھپنواں زبور اس وقت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ساؤل اور یونتن کی موت جب ساؤل اور اُس کے تین بیٹے فلستیوں کے ہاتھ سے مارے گئے تو داؤد کی آوارگی کا خاتمہ ہُوا۔ وہ ساؤل کی نسبت جو خدا کا ممسوح تھا اور یونتن کی نسبت جو اُس کا دوست تھا اپنی تعظیم کو اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ پہلے اُس آدمی کو جس نے اُسے یہ خبر دی کہ میں نے ساؤل کو قتل کیا ہے تمام کرتا ہے اور پھر ایک خوبصورت مرثیہ کرتا ہے تاکہ اُس سے عیاں ہو کہ "ساؤل اور یونتن اپنے جیتے جی عزیز اور دلپسند تھے اور اپنی موت کے وقت الگ نہ ہوئے"۔

اس زمانہ کی نصیحتیں اور زبور داؤد پر اس کی نوجوانی میں ایسی سخت تکلیفیں لانے سے خدا کی یہ غرض تھی کہ اُسے اُن برائیوں سے بچائے جو انسان پر اُس وقت حادث ہوتی ہیں جب وہ یک بیک اعلیٰ عہدے پر سرفراز ہوتا ہے پس یہ ضرور تھا کہ وہ اپنی کمزوریوں کو دیکھے اور اپنی نالائقیوں سے واقف ہو کر اپنے تئیں خاکسار بنائے اور بڑی بڑی سخت اور دہشت انگیز حالتوں میں بھی خدا پر بھروسہ رکھنے کی تربیت پائے۔ خدا پر بھروسہ کرنے والی طبیعت کو گویا ورزش میں لانا اور مضبوط کرنا تھا۔ اس کے سوائے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ اُن لوگوں کو جن پر اُسے حکومت کرنا تھا بخوبی جانے۔ اور اُن تکلیفوں سے جو ساؤل کی طرف سے اُن پر آئیں اور نیز اُس طریق سے جو اُن کی مدافعت کر سکتا تھا واقف ہو۔ یہ غرض اُس سپاہ کے ساتھ رہنے سہنے سے پوری ہوئی جو دشت میں اُس کے پاس فراہم ہوئی۔ داؤد کی طاقت اور کمزوری دونو باتیں اس زمانہ میں ظاہر ہو گئیں یعنی ایک طرف اُس کے ایمان میں کبھی کبھی ضعف کا آجانا۔ اُس کی طبیعت کا فریب دہی کی طرف مائل ہو جانا اور جلد بازی کو اختیار کرنا (۱ سموئیل $\frac{۲۵}{۱۳}$) ظاہر ہُوا دوسری جانب ساؤل کو جیتا چھوڑنے میں اُس کی شریف فیاضی اور معمولی دعا اور مناجات کی عادت نمایاں ہوئی۔ وہ زبور جو اس وقت مرتب ہوئے کثرت سے اس دوسری صفت کو ظاہر کرتے ہیں۔ ہم نے صرف وہی بتائے ہیں جن کے عنوانوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس وقت لکھے گئے مگر اور بہت ہیں جو اسی قسم کے ہیں۔

چوتھا دور اُس کی زندگی کا وہ حصہ جو شاہی منصب سے حبرون میں بسر ہُوا۔

یہودا کا بادشاہ جب داؤد تیس برس کا ہُوا تو یہودا کے لوگوں نے اُسے بادشاہی

کے لئے بُلایا۔ الٰہی ہدایت کے مطابق حبرون پایہ سلطنت چُنا گیا۔ اس جگہ اُس نے ساڑھے سات سال تک سلطنت کی۔ شہر حبرون ہر طرح سلطنت کے جنوبی حصہ کا دارالخلافہ بننے کے لائق تھا۔ اُس کا عمدہ جگہ پر واقع ہونا اُسے حملوں سے محفوظ رکھ سکتا تھا اور وہ پاک باتوں کی یادداشت سے بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ بہت سے پرانے نادر واقعات اور قدیم بزرگوں کے ایمان کی فتوحات کو یاد دلاتا تھا۔ وہ پھیلا ہوا بلوط کا پیڑ جو باہر لگا ہوا تھا شاید وہی تھا جس کے نیچے ابراہیم کا خیمہ اُس وقت گڑا ہوا تھا جس وقت اُس نے فرشتوں کی مہمان نوازی کی۔ اور اُس کی خاموش وادی شاید وہی وادی تھی جہاں اضحاق سوچ فکر میں مگن ہو کر اُس قت ٹہل رہا تھا جب اُس نے شمالی پہاڑیوں کی طرف اپنی آنکھ اٹھائی اور اونٹوں کو فدان ارام سے واپس آتے دیکھا۔ اس وادی کے پہلو میں مکفیلہ کی غار تھی جہاں قوم کے بزرگ خدا میں سوئے پڑے تھے۔ اور اُس نالہ کے پرے جہاں تاکستان کثرت سے اُگ رہے تھے وہ جگہ تھی جہاں سے جاسوسوں نے نمونہ کی ٹہنی کاٹی تھی اور اسی جگہ کالب کا گھر واقع تھا جو ایسا آدمی تھا جو پورے پورے طور پر خدا کی اطاعت بجا لایا۔ حبرون میں رہنا اور پھر ایمان میں تازہ زندگی کے پیدا ہونے کو محسوس نہ کرنا ایسی طبیعت کی دلیل تھا جو ہر قسم کی حبّ الوطنی اور دینداری کو جوش میں لانے والی تحریکوں کی نسبت گویا مُردہ ہوتی ہے۔

اُس کا پہلا کام شاہانہ منصب پر پہنچنے کے بعد داؤد نے پہلا کام یہ کیا کہ یبیس جلعاد کے لوگوں کے پاس شکرگذاری کا پیغام بھیجا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اُنہوں نے جلبوعہ پہاڑ کی مہلک لڑائی کے بعد ساؤل اور اُس کے بیٹوں کو دفن کیا تھا۔ اس موقع پر اُس نے وہ فیاضی ظاہر کی جو مشرقی بادشاہوں کی عام حکمت عملی کے بالکل خلاف ہوتی ہے۔ عام دستور تو یہ تھا کہ جب کسی نئے خاندان کا بادشاہ تخت کو اپنے قبضہ میں لاتا تو وہ پہلے بادشاہ کے خاندان کی جہاں تک اُس سے ہو سکتا بے عزتی کیا کرتا تھا۔ اور اُن میں سے جتنوں کو قتل کر سکتا تھا قتل کرتا تھا تا ایسا نہ ہو کہ اُن کے سبب سے نیا خاندان پھر خطرے میں پڑ جائے۔ مگر داؤد کی تجویز بالکل اس کے برخلاف تھی۔ وہ اُس کے گھر سے مذہبی اصول سے پیدا ہوئی تھی یعنی وہ ساؤل کو خدا کا مسیح سمجھتا تھا۔

خانہ جنگی۔ اسرائیل کا بادشاہ مگر ساؤل کے گھرانے نے بغیر لڑے تخت کو ہاتھ سے

نہ چھوڑا۔ فوج کے سپہ سالار ابنیر کے زیر سایہ ساؤل کا بیٹا اشبوست بادشاہ مشہور ہؤا اور شمالی اور مشرقی فرقوں نے اُسے اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ اور محنیم واقع جلعاد اُس کا دارالسلطنت مقرر ہؤا۔ یہ جگہ البتہ زیادہ دُور تھی مگر خوب محفوظ تھی۔ اسی جگہ جب یعقوب فدان ارام سے واپس آرہا تھا فرشتوں سے ملاقات کی۔ لیکن سپہ سالار ابنیر نے جبعون میں جو بنیامین کے فرقہ سے تھا اور زیادہ تر مرکز میں تھا جو ایک عمدہ مقام تھا جنگی سپاہ کو قائم کیا۔ حقیقت میں ابنیر ہی حاکم تھا۔ لیکن ایک لڑائی میں جو جبعون کے نزدیک ہوئی ابنیر نے شکست کھائی۔ اور جب عساہیل نے جو داؤد کے بھتیجے اور سپہ سالار یوآب کا بھائی تھا اس کا پیچھا کیا تو ابنیر اُس کے مقابلے کے لئے پھرا اور اُسے جان سے مار ڈالا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ابنیر اشبوست سے ناراض ہوکر داؤد سے آملا مگر اشبوست سے جُدا ہونے کے تھوڑے عرصہ بعد یوآب نے اُسے فریب سے قتل کر ڈالا۔ اس سے داؤد کو بہت ہی افسوس ہؤا۔ اس کے بعد اشبوست کو غدّار بیروتیوں نے مار ڈالا۔ اس واقع اور دیگر واردات کے سبب خانہ جنگی آخر کار تمام ہوئی۔ اور تمام فرقوں کی طرف سے جن کے حسد کی آگ ٹھنڈی ہوگئی تھی داؤد کے پاس حبرون میں سفیر آئے اور اُنھوں نے نہایت عمدگی اور دلی خوشی کے ساتھ سلطنت متحدہ کا تاج اُس کے سر پر رکھا۔

یروشلم کو قبضہ میں لانا جب یہ معاملہ اچھی طرح طے ہوگیا تو داؤد نے دوسرا کام یہ کیا کہ یروشلم کا محاصرہ کیا۔ یہ جگہ کبھی پورے پورے طور پر عبرانیوں کے ہاتھ میں نہ آئی تھی۔ اس کی جائے وقوع کی خوبیاں اور نیز خدا کی مرضی کا یہ اعلان کہ یہی جگہ میرے نام سے کہلائیگی (۲۔ تواریخ ۶/۶) ایسی باتیں تھیں جن کے سبب سے داؤد نے قصد کیا کہ اُسے قبضہ میں لانے کے لئے دلیرانہ کوشش کرے۔ حبرون بہت دور جنوب میں واقع ہونے کیوجہ سے تمام سلطنت کا پایۂ تخت ہونیکے لئے موزون نہ تھا۔ لیکن یروشلم اس غرض کو پورا کرنے کے لئے نہایت عمدہ جگہ تھی۔ اس جگہ کا زیادہ حصہ بنیامین کے فرقہ میں واقع تھا جو یہودا اور افرائیم کے درمیان بستا تھا۔ اور دونو میں سے کسی کے معاملات میں دخل نہ دیتا تھا۔ اور صرف ایک چھوٹا سا حصہ یہودا کے علاقہ میں واقع تھا۔ گمان کیا جاتا ہے کہ یہی وہ جگہ تھی جہاں ملک صدق بادشاہی کیا کرتا تھا۔ اور اموریا کا پہاڑ جو اس کے قریب واقع ہے وہ جگہ تھی جہاں خدا نے اضحاق کو قربانی چڑھانے کا حکم کیا تھا۔ گو یروشلم کو قبضہ میں لانا

آسان کام نہ تھا تو بھی بڑی کامیابی سے یہ مہم طے کی گئی۔ اس کے بعد داؤد نے صیہون کے قلعہ کو مضبوط کیا اور اس پہاڑ پر وہ جگہ تیار کی جہاں بعد میں قریت یعریم سے عہد کا صندوق لاکر رکھا۔ پھر اُس نے اس شہر کو بڑھانا شروع کیا اور اُس شہر کی بنیاد رکھی جو تین ہزار سال سے خصوصیت کے ساتھ "پاک شہر" کہلاتا ہے۔

یروشلم کی جائے وقوع اور اُس کے پہاڑ یروشلم کی جائے وقوع نہایت توجہ طلب ہے۔ یہ شہر اُس بلند ٹیلے پر قائم ہے جو شمال سے جنوب کی طرف ملک میں سے گذرتا اور بحیرۂ اعظم کی سطح سے قریباً ۲۲۰۰ فٹ اور بحیرۂ مردار سے ۳۵۰۰ فٹ اونچا ہے۔ اُس کے تین طرف گہری اور چٹانی وادیاں واقع ہیں مشرق میں وادئ یہوسفط اور مغرب اور جنوب میں وادی ہنوم واقع ہے۔ ان وادیوں کی شکل کچھ کچھ گھوڑے کے نعل کی مانند ہے۔ اس نعل کا کھلا ہؤا حصہ شمال مغرب کی طرف واقع ہے اور شہر جو اس نعل کے اندر آباد تھا چار پہاڑوں کی چوٹیوں پر واقع تھا جنہیں صیہون۔ موریا۔ اکرا اور بیذیتھا کہتے تھے۔ ان میں سے بڑا پہاڑ صیہون تھا جو اس نعل کے مغربی خم پر واقع تھا۔ داؤد کے زمانہ میں تمام شہر اس پہاڑ کی مغربی ڈھلوان پر کھڑا تھا۔ مگر بعد میں کئی جگہ بڑھایا گیا۔ ان پہاڑوں کے درمیان وادیاں حائل تھیں جن میں سے اُس بڑی وادی کو جو صیہون اور موریا کے مابین تھی اہل روم ترا پیان کہتے تھے مگر اُن سات محاصروں کے سبب جو یروشلم کے اردگرد کئے گئے یہ وادیاں کوڑے کرکٹ سے بھر گئیں اور شہر اندر سے بھی اب بہ نسبت پہلے کے بہت بدلا ہؤا ہے۔ یہ پہاڑ چاروں طرف شہر سے اونچے کھڑے ہیں اور زبور کے اس تمثیلی کلام کی تصدیق کرتے ہیں "جیسے یروشلم پہاڑوں سے گھرا ہے ویسے ہی اب سے ابد تک خداوند اپنے لوگوں کو گھیرے رہیگا۔" ان پہاڑوں میں سب سے زیادہ مشہور کوہ زیتون ہے۔ وہ شمال کی طرف دُور تک ایک بلند ٹیلے کی شکل میں پھیلا ہؤا ہے جس کی کئی چوٹیاں ہیں۔ اور یہوسفط کی وادی سے ۴۰۰ فٹ اُونچا اور ۲۵۰۰ فٹ بحیرۂ اعظم کی سطح سے بلند ہے۔ زیتون کے جنوب میں نفرت کا پہاڑ واقع ہے۔ اور اُس کا یہ نام اس لئے پڑ گیا ہے کہ اس پر کیموش اور مالک کے لئے سلیمان نے معبد بنائے تھے صیہون کے مقابلے میں بُری صلاح کا پہاڑ کھڑا ہے۔ روایت ہے کہ اُس نے یہ نام اس لئے پایا کہ یہاں کائفا کے دیہاتی گھر میں کاہنوں اور بزرگوں نے مسیح کو قتل کرتے

کی سازش کی تھی۔ گیہان کا پہاڑ مغرب کی سمت اور سکوپس شمال کی جانب اس شہر کی حفاظت کرتا ہے۔ قدرون کا نالہ یہوسفط کی وادی کے درمیان بہتا ہے۔ بلکہ یوں کہیں کہ بہا کرتا تھا اور گتسمنی باغ کے پاس اُس سڑک کے نزدیک سے گزرتا تھا جو کوہ زیتون اور بیتنی کو جاتی تھی۔

کوہ صیہون کوہ صیہون اُن تمام پہاڑوں میں سے جن پر یروشلم کھڑا ہے سب سے زیادہ اُبھرا ہوا ہے۔ وہ وادی ہنوم کی طرف یکایک تین سو فٹ تک اُٹھا ہوا ہے۔ اور شمال کی اطراف کو جہاں بزرگ بادشاہ کا شہر واقع تھا آہستہ آہستہ ڈھلتا جاتا ہے۔ یہ ایک مضبوط جگہ تھی۔ پس خیمہ یعنی خدا کا محل اور دیگر عمارتیں جو اس پر واقع تھیں نہایت مضبوط تھیں (زبور ۴۸) اس پہاڑ کے ایک حصّہ میں باقاعدہ طور پر کاشت کی جاتی ہے جو میکاہ نبی کی نبوت کو کہ "صیہون کھیت کی طرح جوتا جائیگا" ثابت کر رہا ہے۔ لیکن جب ہیکل موریا پہاڑ پر تعمیر ہوئی تو وہ باتیں جو زیتون سے متعلق تھیں وہ اس کی طرف منسوب ہونے لگیں اور بارہا اُس کا نام موریا کو دیا گیا۔

کوہ زیتون پر سے نظارہ آس پاس کی بعض چوٹیوں پر سے جو نظارہ دکھائی دیتا ہے وہ دیکھنے والے سیاحوں کو قدرے مایوس کر دیتا ہے لیکن کوہ زیتون پر سے اُس کا نظارہ نہایت دلپذیر ہے۔ اگر یروشلم کو اس جگہ سے دیکھیں تو کوہ صیہون زبور نویس کے اِس پُر تعریف نعرہ کی تصدیق کرتا ہوا معلوم ہوگا کہ بلندی سے خوبصورت تمام زمین کی خوشی کوہ صیہون ہے۔ اگرچہ یروشلم کی وسعت بہت بڑی نہ تھی لیکن اُس کا دشوار گذار پہاڑوں کے کناروں پر واقع ہونا جن کے اردگرد گہری اور وحشت انگیز وادیاں موجود تھیں جو خود چاروں طرف ایسی پہاڑی چوٹیوں سے گھری ہوئی تھیں جن کے ہر طرف درختوں کے جھُرمٹ اور باغات لہلہا رہے تھے اُس کے لئے گویا بیشمار بُرجوں کا کام دیتا تھا۔ اور اُس کی ہیکل اُسے ایک عجیب عظمت بخشتی ہوگی جو دنیا کے کسی اور شہر میں مشکل سے پائی جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ شہر جسے خدا پیار کرتا تھا اب گم ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ وہ تمام مقدّس جگہیں بھی جاتی رہی ہیں جو اُس کی دیواروں کے اندر واقع تھیں تاہم نیچر کا چہرہ اب تک ویسا ہی ترو تازہ ہے جیسا اُس وقت تھا۔ چٹان۔ پہاڑ۔ جھیلیں اور وادیاں اب تک بے تبدیل

موجود ہیں اور اگر کوئی فرق ہے تو یہ کہ جس جگہ پہلے ہر طرح کی بہار اور ہر قسم کی فرحت موجود تھی وہاں اب ویرانگی اور وحشت برستی ہے۔ لیکن گو اُن کا جلال جاتا رہا تاہم ان کا اعلیٰ اور اندوہناک حسن اب تک ان کے بہت سے دائمی نظاروں سے ٹپکتا ہے۔ اہلِ سیاحت ہمیشہ ان کی سیر کرنا پسند کرینگے کیونکہ وہاں ان کے غور و فکر مشکل سے غلطی میں گرفتار ہونگے وہ ننگا سا پہاڑ اور وہ راستہ جس پر اب کوئی نہیں چلتا اور وہ کنارہ جس میں سے کوئی آواز نہیں آتی ان کے چوگرد زندگی کے نور سے روشن ہو جائیگا اور ہر قدم پر مسیح کے وہ کام یاد آئینگے جن کے سبب سے گناہ اور غم جاتے رہے اور زندگی اور بقا روشن ہوئے۔

تیسری فصل۔ داؤد کی حکمرانی

عہد کا صندوق کوہ صیہون میں۔ ہیکل کے تعمیر کرنے کی خواہش۔ غیر اقوام کے ساتھ لڑائیاں۔ اسور اور مصر کی کمزوری۔ ساؤل کے گھرانے کے ساتھ مروّت سے پیش آنا۔ بنت سبع کے ساتھ گناہ میں گرفتار ہونا۔ تنبیہ اور سزا۔ توبہ کے زبور۔ داؤد کی بدلی ہوئی حالت۔ خانگی مشکلات۔ ابی سلوم کی بغاوت۔ سلطنت کو پھر حاصل کرنا۔ سبع کی سرکشی۔ یوآب کا رعب داب۔ قحط اور ساؤل کے فرزند۔ فلستیوں سے ایک لڑائی۔ لوگوں کو گننا۔ سزا۔ ہیکل کی تعمیر کے متعلق تجاویز۔ داؤد کے آخری کلمات۔ داؤد کی شخصی سیرت۔ اُس کی خصلت حکمرانی کے اعتبار سے۔ اس کا سیاسی انتظام۔ اس کا کلیسیائی انتظام۔ اُس کی عابدانہ تصنیفات۔ زبوروں کی ترتیب۔ داؤد مسیح کا نمونہ تھا۔

پانچواں دَور اُس کی زندگی کا وہ حصہ جو اُس نے یروشلم میں بادشاہ بن کر کاٹا۔

عہد کا صندوق کوہ صیہون میں جب شہر یروشلم داؤد کے قبضہ میں آ گیا تو اس نے وہاں رہائش اختیار کی اور اُسے دینی اور دُنیوی معاملات میں اپنی سلطنت کا دارالخلاف بنایا۔ وادیٔ رفائیم میں اُس کی دو لڑائیاں فلستیوں سے ہوئیں اور دونو میں اُس نے فتح پائی۔ شاید انہی موقعوں میں سے کسی موقع پر داؤد نے چلّا کر

یہ کہا تھا۔ کاش کوئی مجھے بیت لحم کے اُس کنوئیں سے ایک گھونٹ پانی پینے کو دے جو آستانہ کے نزدیک واقع ہے اور یہ بات سُن کر اُس کے تین بہادر سپاہی دشمن کی صف کو چیر کر نکل گئے اور اُس کے لئے پانی لائے (۲-سموئیل ۱۲/۱۵-۱۷) اس جگہ رہائش اختیار کرنے کے بعد داؤد کو پہلے اِس بات کا خیال ہوا کہ وہ عہد کے صندوق کو قریت یعریم سے جو قریباً دس میل شمال مغرب کو واقع تھا لائے اور کوہ صیہون میں رکھے۔ پہلی مرتبہ تو وہ اس کوشش میں ناکام رہا کیونکہ صندوق بجائے اس کے کہ لاویوں سے اُٹھوایا جاتا ایک گاڑی پر رکھا گیا اور عزہ نے بے حرمتی سے اُس کو چھولیا اور الٰہی ناراضگی اس کی موت کے وسیلے ظاہر ہوئی مگر چند ماہ کے بعد داؤد پھر گیا اور صندوق کو مناسب طور پر اُٹھوا لایا اور اُسے بڑی سرگرمی و جوش سے کوہ صیہون پر رکھ دیا۔ اس سرگرمی میں اس کی بیوی میکل خوش نہ ہوئی۔ بلکہ اس کا بے اختیار جوش دیکھ کر اس کی تحقیر کرنے لگی۔

ہیکل کو تعمیر کرنے کی خواہش داؤد کی یہ خواہش تھی کہ ایک ایسا معبد تیار ہو جو ہمیشہ ایک جگہ قائم رہے پہلے پہل تو ناتن نبی نے اس کے جوش کو دوبالا کیا مگر پیچھے خدا کی طرف سے ہدایت پا کر اس کی تجویز کو روکا کیونکہ داؤد جنگ کا مرد تھا۔ لیکن اس کے بیٹے کو سلامتی کا مرد بننا تھا لہٰذا ہیکل کی تعمیر کا فخر اس کو حاصل ہونے والا تھا۔ اس اعلان کے ساتھ داؤد کے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا کہ تیری اولاد بہت دیر تک قائم رہیگی۔ اُس نے اس وعدہ کو کمال شکر گذاری سے قبول کیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ گویا وہ اس وعدہ کا یہ مطلب سمجھا کہ مسیح کا جدِّ امجد بننے کا فخر مجھے حاصل ہوگا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جو مایوسی ہیکل کی تعمیر کی ممانعت سے پیدا ہوئی اس کی تلافی کبھی نہ ہوتی اگر اس سے کم برکت کی اُمید اس کو دی جاتی تیسویں زبور سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسی وقت تصنیف ہوا لیکن اغلب ہے کہ چوبیسویں زبور سے لے کر تیسویں زبور تک سب زبور اس زمانہ سے علاقہ رکھتے ہوں۔

غیر اقوام سے لڑائیاں غیروں کے ساتھ جنگ کرنے میں داؤد بادشاہ نہایت کامیاب نکلا۔ علاوہ فلستیوں۔ موآبیوں۔ ادومیوں اور عمالیقیوں کو مطیع کرنے کے اُس نے اپنے ہتھیار ارامیوں کے برخلاف اُٹھائے۔ اور ایک سخت لڑائی کے بعد اُس بڑے قطعہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا جو فلسطین اور فرات کے مابین واقع تھا اور یہ پہلا موقع تھا جب یہودی مقبوضات نے اُس نقشہ کو پورا کیا جو پہلے پہل ابراہیم

کے وعدہ میں کھینچا گیا تھا (پیدایش ۱۵/۱۸) جو دولت ان فتوحات کے سبب سے ہاتھ لگی وہ بہت ہی کثیر تھی - ظاہر ہے کہ داؤد بڑا جنگجو مرد تھا - وہ لڑائی کے فن کو خوب سمجھتا اور اُس خوشی سے نا آشنا نہ تھا جسے جنگی مرد اُس وقت محسوس کرتے ہیں جب اُن کے دشمن غول کے غول اُن کے ہاتھ سے مارے جاتے ہیں - اپنے اہل وطن کے ساتھ وہ نہایت ملائم دلی سے پیش آتا تھا مگر غیروں کے حق میں وہ وہی عام خیال رکھتا تھا جو ایک مشرقی سپاہی رکھا کرتا ہے - چھٹے زبور کی تصنیف کا وقت یہی ہے -

اسور اور مصر کی کمزوری بعضوں کو یہ بات ناممکن معلوم ہوتی ہے کہ ایک چھوٹا سا ملک جس کے جنوب میں مصر اور شمال میں اسور واقع تھا ان دو طاقتوں کے درمیان واقع ہو اور پھر ایسی ترقی کرے کہ ایک وسیع اور عالیشان سلطنت بن جائے مگر ان تحریروں سے جو زمانۂ حال میں دستیاب ہوئی ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ اسور اور مصر دونو ملک اُس وقت کمزوری کی حالت میں تھے - اسور مسیح سے پہلے بارھویں صدی میں ارام کے بہت سے شمالی حصہ پر حکمرانی کرتا تھا مگر گیارھویں صدی کے شروع میں اُس کا ستارۂ اقبال بادل کے نیچے آگیا اور دسویں صدی کے آخر تک اُس کی کمزوری اور بے رونقی جاری رہی - اور مصر میں اس سے بھی پہلے ضعف آنے لگ گیا تھا - مگر اُس نے پھر بہت جلد طاقت حاصل کی - اُس کا زوال قریباً ۱۲۰۰ برس قبل از مسیح شروع ہوا اور ۹۹۰ برس قبل از مسیح یعنی شیس ہانک کی تخت نشینی کے وقت پورا ہوا -

ساؤل کے خاندان کے ساتھ مروّت سے پیش آنا اپنی تخت نشینی کے وقت ساؤل بادشاہ کے خاندان کی تعظیم و تکریم میں جو روح داؤد نے دکھائی تھی وہی ہمیشہ اُس کو جوش دلاتی رہی - چنانچہ اُس نے یونتن کی دوستی کو کبھی فراموش نہ کیا اور نہ اُس عہد کو بھولا جو اُس کے ساتھ باندھا تھا کہ میں سدا تیری نسل سے مہربانی کرونگا - اور جب اُس نے معلوم کیا کہ مفیبوست یونتن کا لنگڑا بیٹا ہنوز باقی ہے تو اُسے یروشلم میں بُلایا اور اپنے دربار میں داخل کیا -

بنت سبع کے ساتھ گناہ میں گرفتار ہونا باوجود اُس تربیت کے جو اُس نے ساؤل کے ایام میں پائی وہ اُس کمزوری کے سبب جس میں تمام بنی آدم مبتلا ہیں اور اُس طاقت کی وجہ سے جو اُسے شاہانہ مرتبہ کے سبب سے حاصل تھی ایک ہیبت ناک

آزمایش میں گرفتار ہُوا۔ اس وقت عمونیوں کے ساتھ جو یردن کے پار رہتے تھے اس سبب سے تنازع ہو گیا تھا کہ انہوں نے داؤد کے سفیروں کے ساتھ جو بادشاہ حنوم کی تخت نشینی کی تقریب پر مبارکبادی کے لئے بھیجے گئے تھے بُرا سلوک کیا تھا۔ داؤد نے انہیں اس لئے بھیجا تھا کہ اُس کے باپ نحش کے ہاتھ سے مہربانی کا سلوک اٹھایا تھا۔ اس بدسلوکی کے سبب سے جنگ شروع ہوئی اور یوآب ایک فوج کے ساتھ ربہ پایہ تخت عمون کے محاصرہ کے لئے بھیجا گیا۔ اس اثنا میں داؤد اُوریا حتّی کی بیوی بنت سبع کے ناجائز عشق میں مبتلا ہُوا۔ اُوریا غیر حاضر تھا کیونکہ اس وقت ربہ میں سپاہی کی حیثیت سے لڑ رہا تھا۔ داؤد نے بدنامی کے ڈر کے مارے طرح طرح کی کمینی چالیں اختیار کیں۔ آخرکار ایک خط یوآب کے پاس اُوریا کے ہاتھ روانہ کیا اور اُسے یہ حکم دیا کہ اُوریا کو لڑائی میں سب سے خطرناک موقعہ پر کھڑا کرے۔ اس حکم کے مطابق عمل کیا گیا اور اُوریا جان بحق ہُوا۔ داؤد کی اس آزمایش کا برپا ہونا اور بڑھ جانا اُن طریقوں کی جن میں گناہ کام کرتا ہے ایک عجیب مثال ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ داؤد اس وقت سستی میں گرفتار تھا اور خود اپنے لشکر کے ساتھ لڑائی میں نہ گیا تھا۔ علاوہ بریں اُس نے اپنی آنکھوں کے ساتھ کوئی عہد نہ باندھا۔ بلکہ اُنہیں ایک عورت کو دیکھنے اور اُس کے شہوانی عشق میں گرفتار ہونے کی اجازت دی اور پھر اپنے شاہانہ اختیار کو نامناسب طور پر استعمال کیا کیونکہ جبراً ایک عورت کو اپنی شہوت کے پورا کرنے کے لئے بُلایا اور اپنے آپ کو بدنامی سے بچانے کے لئے طرح طرح کی ناگفتہ بہ چالاکیاں اختیار کیں مثلاً اُوریا کو شراب پلا کر بدمست کرنے کی کوشش کی اور اُس کی وفادارانہ خدمات کے صلہ میں بے انصافی۔ لُوٹ اور قتل سے کام لیا اور اس ناواجب فعل میں شامل ہونے کی ترغیب یوآب کو بھی دی۔ ذیل کی باتوں نے یعنی اُس کے شاہی مرتبہ اور خدا کی عجیب مہربانی نے جو اُس پر کی گئی تھی اور اُس کے دینی مرتبہ اور اختیار اور اُس کی عمر کے پختہ زمانے نے اور اُوریا کے نمونہ نے جس سے یہ ظاہر ہُوا کہ وہ خود پر قابو رکھنے والا آدمی اور ایک دلیر و وفادار سپاہی تھا اُس کے جرم کو دوبالا کر دیا اور یہ جرم ایسا اُبھرا ہُوا ہے کہ خدا کے کلام میں جو نہایت ہی تاریک افعال درج ہیں اُن میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دینداروں کے دلوں میں

بھی گناہ کا کیسا خطرناک بقیہ" موجود رہتا ہے۔

اس کی تنبیہ اور سزا پھر ناتن داؤد کے پاس بھیجا گیا کہ اُس کے وسیلہ وہ اپنے گناہ کو پہچانے۔ ناتن نے اس کام کو بوسیلہ ایک بچھیا کی مثال کے انجام دیا۔ اور خود اُسی سے اُس کے مقدمے میں نامعلوم طور پر فیصلہ کروایا۔ اور نہ صرف جو کچھ اُس نے کیا تھا اسی پر فتویٰ دلوایا بلکہ یہ بھی اُس سے کہلوایا کہ جس آدمی نے ایسا کیا ہے وہ گردن زدنی ہے۔ اور جب یہ مطلب اُس پر صاف کُھل گیا تب ناتن نے کہا کہ تُو ہی وہ آدمی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیر داؤد کے دل کی تہ تک پہنچ گیا اور وہ توبہ اور خاکساری کے اعلےٰ درجہ تک پہنچایا گیا۔ اس کی سرزنش کچھ ہلکی قسم کی نہ تھی کیونکہ اُس لڑکے پر جو بنت سبع کے بطن سے پیدا ہوا مرنے کا فتویٰ لگایا گیا۔ اس سے بھی زیادہ ہولناک فتویٰ یہ تھا کہ تلوار اس کے خاندان سے کبھی جدا نہ ہوگی۔ اور اُس کی ساری عمر اُس کا دل بہ سبب خاندانی تکلیف اور خاندانی خونریزی کے چھلنی چھلنی رہیگا۔ جیسا اُس نے بویا تھا ویسا ہی اُسے کاٹنا تھا۔

توبہ کے زبور داؤد کی زندگی کے اس زمانہ سے توبہ کے پُرمطلب زبوروں سے بعض زبور عموماً منسوب کئے جاتے ہیں۔ خصوصاً اکاونواں زبور اس موقع سے منسوب ہے۔ اس کے خاص خاص فقروں کی نسبت خواہ کچھ ہی کہا جائے مگر اندرونی شہادت اس معاملے میں نہایت پختہ ہے۔ اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک تائب شخص گڑھے میں سے چلّا رہا ہے۔ اس کا ہاتھ اُس کے لبوں پر ہے اور وہ یہ نالہ بلند کر رہا ہے "ناپاک۔ ناپاک"۔ اگرچہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گو یا وہ رحمتِ الٰہی حاصل نہیں کر سکتا تاہم اُس سے نااُمید بھی نہیں۔ یہ تصویر ایک مسرف بیٹے کی ہے جو ہوش میں آکر اپنی رذالت کی حالت کو پہچانتا اور اپنی فروتنی کے اقرارات اور مناجات کے وسیلے بارگاہِ باری میں کہتا ہے "اے باپ میں نے آسمان کا اور تیرا گناہ کیا۔ اور اب مجھے اپنے نوکروں میں سے ایک کی مانند بنا"۔ اسی طرح اور زبور مثلاً ایک سَو تیسواں۔ بتیسواں اور چالیسواں زبور بھی اسی قسم کی ذاتی خاکساری کو ظاہر کرتے ہیں۔ مگر اُن سے اُس رحمت کا جو اسرائیل کو اُس کے گناہوں سے رہائی دیتا ہے زیادہ صراحت اور خوشی سے قبول کر لینا ظاہر ہوتا ہے۔

51. زبور

داؤد کی بدلی ہوئی حالت اس وقت کے بعد داؤد کی صورت ٹوٹی پھوٹی اور

مُرجھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اُس کی دینداری ایک بدلی ہوئی صورت اختیار کرتی ہے اب وہ تیزی۔ طراری۔ خوشباشی۔ جوشیلاپن اور غلبہ ظاہر نہیں ہوتا بلکہ ایک مغموم خاکسار دل شکستہ صابر اور دُکھ سے آشنا صورت دکھائی دیتی ہے۔ ہائے افسوس وہ طائر جو اُن بلند کُرّوں میں پرواز کیا کرتا تھا جہاں کسی فانی باز کی رسائی نہیں ہوتی اور جہاں وہ ہوا کو اپنے پُرلطف گانے کی آواز سے بھرا کرتا تھا اب اپنے ٹوٹے ہوئے بازوؤں کے ساتھ زمین پر گرا پڑا ہے اور اپنے غمناک اور پُرفغاں نالے خدا کی طرف بلند کر رہا ہے۔

خانگی مشکلات خانگی غم کا وہ چشمہ جس میں سے ناتن کے قول کے مطابق داؤد کی سزائیں بہنے والی تھیں تھوڑی ہی دیر کے بعد رنج و غم کی ندیاں بہانے لگا۔ اُس کی جوروؤں کی کثرت سے اُس کے خاندان میں حسد پیدا ہؤا اور اُس کی اولاد اُس کی مانند نہ نکلی۔ اس کے بیٹوں میں سے امون نے جب اپنی بہن تمر کے ساتھ بے حیائی کا کام کیا تو اُس کے بھائی ابی سلوم نے اُس کو فریب سے مار ڈالا۔ اس کے بعد ملک سے بھاگ گیا اور اپنی ماں کے رشتہ داروں کے ہاں جو ارام کے جسور میں رہتے تھے پناہ گزین ہؤا۔ چونکہ ابی سلوم اپنے باپ کا پیارا بیٹا تھا لہذا بادشاہ کا دل اُس کی جدائی میں اُداس ہونے لگا۔ یوآب نے جب اس بات کو دیکھا تو تقوع کی ایک عورت لی اور اُسے داؤد کے پاس بھیجا کہ وہاں ایک بیوہ بن کر اپنا قیاسی مقدمہ پیش کرے اور کہے کہ میرے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا ہے اور اب میں کیا کروں۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ ابی سلوم کو واپس آنے کی اجازت دی گئی مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ بادشاہ کو دیکھنے نہ پائیگا۔ ابی سلوم نے ایک موٹی سی ترکیب سے یعنی یوآب کے کھلیان کو آگ لگا کر یوآب کو ترغیب دی کہ وہ اُسے پھر بادشاہ کی نظر میں اُس کی پہلی جگہ پر ممتاز کرائے۔ اُس کی یہ مراد بر آئی مگر اس سے کئی ناپاک نتیجے پیدا ہوئے۔ نرم دلی جیسا کہ اکثر لوگوں کی نسبت دیکھا گیا ہے داؤد کی کمزوری تھی۔ وہ اپنے بیٹوں کی مایوسی کو نہ دیکھ سکتا اور نہ اُن کو سزا ہی دے سکتا تھا خواہ اُن کو تنبیہ کی کیسی ہی ضرورت کیوں نہ ہو۔

ابی سلوم کی بغاوت جونہی موقعہ ملا ابی سلوم کی چالاک طبیعت اپنا جوہر دکھانے لگی۔ اس نے سلطنت پر قابو پانے کے لئے سازش شروع کی اور اپنی چالاکی اور خوشامد سے لوگوں کی نمک حلالی کی جڑ کو ہلا دیا۔ اور تھوڑے عرصہ بعد اُس نے حبرون میں اپنے

تئیں بادشاہ مشہور کیا۔ بہت سے لوگ جلد اُس کی مدد کے واسطے روانہ ہوئے اور داؤد مجبور ہؤا کہ یروشلم سے بھاگ جائے۔ اس وقت صرف صندوق اُن کے ساتھ تھا اور ابیاتر اور اُس کا گھرانا جو کاہن تھے داؤد کے وفادار پیرو تھے۔ اگر ابی سلوم اخیتفل کی صلاح مان لیتا تو داؤد پر یردن عبور کرنے سے پہلے حملہ آور ہوتا۔ اور داؤد بادشاہ کے پھر عروج کو پہنچنے کی تمام اُمید قطع ہو جاتی۔ مگر ہوسیع نے جو حقیقت میں تو داؤد کا دوست مگر بظاہر ابی سلوم سے ملا ہؤا تھا ابی سلوم کو صلاح دی کہ جب تک بہت بڑی فوج جمع نہ ہو جائے تب تک ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ اس اثنا میں داؤد جلعاد پہنچ گیا اور مناہیم کو جہاں اشباست حکمرانی کیا کرتا تھا اپنی رہایش گاہ بنا کر نئے واقعات کی راہ دیکھنے لگا۔ رفتہ رفتہ ابی سلوم بھی ایک بڑی فوج سمیت یردن کے پار جا اُترا اور دشت افرائیم میں ایک لڑائی واقع ہوئی۔ اغلب ہے کہ یہ لڑائی اُس جگہ سے دُور نہ تھی جہاں افتاج کے ماتحت جلعادیوں اور افرائیمیوں کے درمیان ایک خطرناک لڑائی ہوئی تھی۔ اس علاقہ میں درخت کثرت سے پائے جاتے تھے اور خاردار بلوط سب سے زیادہ تھے۔ ابی سلوم کی کثیر فوج کو داؤد کی سپاہ نے جن کا سپہ سالار یوآب تھا شکست فاش دی۔ ابی سلوم مارا گیا مگر بادشاہ کا دل ایسا ملائم تھا کہ بیٹے کی موت کا غم فوج کی فتحمندی کی خوشی سے زیادہ محسوس کیا۔

بادشاہی کو پھر پانا

تھوڑی دیر کے بعد داؤد کی گھبراہٹ دُور ہوئی اور وہ پھاٹک میں جا بیٹھا۔ اور اُس نے یروشلم میں داخل ہونے یعنی تخت پر قابض آنے میں جلدی نہ کی بلکہ وہیں بیٹھا رہا جب تک کہ وہ سب جنہوں نے اُسے نکالا تھا اُسے بلانے نہ آئے۔ دس فرقے تو اُس کا واپس آنا دل سے چاہتے تھے مگر فقط یہودا جو اُس کا فرقہ تھا اور اس سرکشی میں سرغنہ تھا اکیلا ر شیر گرم معلوم ہوتا تھا۔ پس اُن کو اُن کے فرض سے آگاہ کرنے کے لئے صدوق اور ابیاتر کاہن بھیجے گئے تاکہ اُس فرقہ کے بزرگوں سے گفتگو کریں۔ عماسا جو سرکش سپاہ کا سردار تھا یوآب کی جگہ سپہ سالار مقرر ہؤا۔ جب بنی یہودا کو معلوم ہؤا کہ اب سرکشی کے لئے سزا نہ دی جائیگی تو وہ خوشی سے اُس کے پیرو ہوئے۔ اور بادشاہ کی نیکی اور فیاضی نئے معنی میں اُن کے دل میں جاگیر ہوئی اور اُس نے سارے بنی یہودا کا دل اس طرح پھیرا جیسے کسی ایک کا دل پھیرا جاتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ تو اپنے سب خادموں سمیت پھر چلا آ۔ واپس آکر بادشاہ نے اپنی فیاضی سمعی کو معاف

کرتے ہیں دکھائی جو بنیمینی تھا اور جس نے اُسے اُس وقت جب کہ وہ بھاگ نکلا تھا لعنت کی تھی۔ اور اُس نے مفیبوست کو اُس کے آدھے مقبوضات جو سب کے سب ضیبا کو دئے گئے تھے اس قیاس سے کہ مفیبوست بھی باغیوں کے زمرہ میں شامل ہے واپس کر دئے اور اُس نے بڈھے برزلی جلعادی کو جس سے اُس نے اپنی تکلیفوں کی غایت میں بہت سی مدد پائی تھی دعوت دی کہ یروشلم میں آکر اُس کے ساتھ رہے۔ مگر چونکہ برزلی خود تو اس تبادلے کا لطف اُٹھانے کے قابل نہ تھا کیونکہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا اُس نے اس اعزاز کو اپنے بیٹے کمہام کے لئے قبول کیا۔ اب اس ساری واردات سے خدا کی وفاداری اس طرح ظاہر ہوئی کہ اُس نے داؤد کو ایسی اچھی حالت کے ساتھ اُس کے پایہ تخت میں پہنچایا اور پھر تخت کا وارث کیا کہ جس وقت وہ بڑی بے حرمتی کے ساتھ ان دونو چیزوں سے خارج کیا گیا تھا اُس وقت اُس کے خواب و خیال میں بھی نہ آیا ہوگا کہ میں ایسی اچھی طرح پھر ان دونو کا وارث بنونگا گو ابی سلوم کے جوان مر جانے سے ایک تازہ خار اُس کے دل میں کھٹکتا اور ایک تازہ بوجھ اُس کی رُوح کو دباتا ہوگا۔ اس وقت سے ایک ہی زبور خاص طور پر منسوب کیا جاتا ہے اور وہ تیسرا زبور ہے۔ مگر اَور بہت سے اسی قسم کے زبور ہیں جو کم از کم اُس کی اِس وقت کی تکلیفوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

سبع کی سرکشی

داؤد کی زندگی کے باقی ماندہ ایام کو ایک اَور سرکشی نے فکر میں ڈالا۔ سبع بن بکری نے جو بنیامینی تھا بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اُس کی شکایت یہ تھی کہ جب بادشاہ کو واپس لائے اُس وقت دس فرقوں کی صلاح جیسی چاہئے ویسی نہ لی گئی۔ اس نالائق سی شکایت کی بنا پر دس فرقے اُس کے جھنڈے تلے فراہم ہوئے۔ اُس وقت کے حالات پُرانے حالات کے بالکل برعکس تھے۔ یعنی یہودا جو پہلے باغی تھا اب داؤد کا جان نثار رفیق ہو گیا۔ اور دس فرقے جو پہلے بہت درجہ تک وفادار تھے اب سرکشی پر آمادہ ہوئے۔ عماسا کو فوج فراہم کرنے کا حکم ہوا مگر اُس نے دیر کی۔ بادشاہ نے ابی شے کو شاہی خادموں کے ساتھ روانہ کیا۔ یوآب جس کے دل میں عماسا کی ترقی ہمیشہ خار کی طرح کھٹکتی رہتی تھی نکلا اور راستے میں عماسا سے ملا اور بڑی کمینگی سے اُس کو جان سے مار ڈالا۔ اور پھر فوج کو تابع کر کے اپنی معمولی دلیری اور شہزوری سے سرکشی کو فوراً مٹا دیا۔ سبع کو بنت معکہ کے ابیل میں گھیر لیا اور ایک عورت نے اس کا سر دیوار پر سے یوآب کی طرف پھنکوا دیا۔ اب گو داؤد مجبور تھا کہ یوآب

کے ظلموں سے چشم پوشی کرے۔ تاہم اس کی بدکرداریاں اُس کے صفحۂ دل پر ہمیشہ نقش رہیں وہ بدلہ کے لئے پکارتی تھیں۔ پس داؤد نے مرتے آن سلیمان کو وصیت کی کہ یوآب کا سفید سر قبر میں سلامتی سے نہ جانے پائے۔

یوآب کا غلبہ داؤد اور یوآب کے باہمی علاقہ میں ہم بادشاہوں کی آزمایشوں کا نمونہ دیکھتے ہیں کہ داؤد کبھی ہمیشہ اپنے اُوپر قابو نہ رکھتا تھا۔ یوآب اکثر اوقات اُس پر غالب آتا تھا اور اس میں شک نہیں کہ اُس کی کئی شریف تجاویز کو چکنا چور اور بہت سی فیاض تدبیروں کو درہم برہم کر دیتا تھا۔ البتہ اُس نے اپنی بھدی سی حب الوطنی اور ہر دم تیار دلیری سے اُس کی خدمت بھی کی۔ لیکن داؤد کے نیک نام اور اُس کی حکومت کی اخلاقی شہرت کو اکثر ایسے کاموں سے بٹہ بھی لگا یا جس کو داؤد بجائے پسند کرنے کے دلی نفرت کی نظر سے دیکھتا تھا۔

قحط اور ساؤل کے فرزند پھر رفتہ رفتہ سلطنت کو ایک اور حادثہ سے تکلیف پہنچی یعنی پے در پے تین سال تک ملک میں قحط جاری رہا۔ جب خدا سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو یہ جواب ملا کہ یہ حادثہ ساؤل اور اُس کے خونریز گھرانے کے سبب سے واقع ہؤا ہے کیونکہ ساؤل نے جبعونیوں کو قتل کیا تھا۔ اب گو یہ معاملہ تاریکی کے پردہ تلے چھپا ہؤا ہے تاہم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساؤل کے بُرے کاموں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اُس نے جبعونیوں کے ساتھ اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا اور انہیں تہ تیغ کر ڈالا۔ اُس کا مقصد یہ ہو گا کہ اُن کے تاکستان چھین کر اُن کو دے جو اُس کے منظورِ نظر تھے۔ اُس کے خونریز گھرانے یا اُس کے گھرانے کے کسی حصہ نے قتل کی ترغیب دی ہو گی۔ پھر کبھی اپنے گناہ کا اقرار نہ کیا اور نہ کبھی جبعونیوں کو اُس کا معاوضہ دیا۔ اب جب قحط کا سبب اور جو نقصان جبعونیوں کو پہنچایا گیا ظاہر ہؤا تو بات جبعونیوں کی مرضی پر چھوڑی گئی کہ وہ بتائیں کہ اس کی تلافی کیونکر کی جائے۔ جو جواب اُنہوں نے دیا وہ ایسا تھا کہ اُس کی امید بھی نہ تھی۔ بجائے اس کے کہ وہ نئی زمینوں کا دعویٰ کرتے انہوں نے سات جانیں مانگیں۔ اگرچہ درخواست عجیب اور ہیبتناک سی تھی تاہم قبول کی گئی۔ اور جن لوگوں کی جانیں اُنہوں نے مانگیں وہ شاید لُوٹ اور قتل کے کام میں شامل ہونگے۔ وہ ساتوں جبعہ میں پھانسی دئے گئے۔ مگر اس واقعہ

کو رصفہ کی مادری محبت نے کسی قدر رقت انگیز بنا دیا ہوگا کیونکہ اُس کے دو بیٹے بھی مقتولوں کے شمار میں داخل تھے اُس نے اُن کی لاشوں کی نگہبانی کر کے تمام موسم گدھوں اور دیگر گوشت خور پرندوں سے بچا رکھا۔ اس بات نے داؤد کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا۔ سو اُس نے ساؤل اور اُس کے بیٹوں کی ہڈیاں جو ایک درخت کے نیچے مدفون تھیں فراہم کیں۔ اور نیز اُن لوگوں کی ہڈیاں جو پھانسی دئے گئے تھے جمع کیں اور سب کو دفن کیا۔ ساؤل اور یونتن کی ہڈیوں کو بڑی عزت و حرمت کے ساتھ اُن کے خاندان کے قبرستان میں زمین کے سپرد کیا۔ پھر ہم پڑھتے ہیں کہ اس کے بعد خدا نے ملک کی منتیں قبول کیں۔

فلستیوں سے ایک اور لڑائی اسرائیل کے ان تیز طبع دشمنوں نے یہ بات ٹھان رکھی تھی کہ جب تک ہمارے درمیان کوئی نہ کوئی ایسا بہادر پیدا ہوتا رہیگا جو اسرائیل کا مقابلہ کرے تب تک ہم اُن کو آرام نہ لینے دینگے۔ اور داؤد خود بھی جان کے خطرہ سے آزاد نہ تھا۔ اُس کی آخری جنگی لڑائی اُس کی پہلی کی مانند تھی یعنی اس میں بھی اُسے ایک پہلوان کے بیٹے کے ساتھ خود لڑنا پڑا لیکن اس جنگ میں زیادہ تر یہ احتمال تھا کہ نتیجہ پہلی لڑائی سے مختلف ہوگا۔ لیکن داؤد ابی شے کی باموقع مدد سے بچ نکلا۔ اس کے بعد اُس کے خادموں نے اُس سے قسم لی کہ وہ آیندہ میدان جنگ کے خطروں کا سامنا نہ کرے۔ اسی وقت وہ شکرگذاری کا گیت جو اٹھارویں زبور میں درج ہے تحریر ہوا جو گویا اُس کی جنگی زندگی کی تاریخ کا ایک موزون خاتمہ ہے۔

لوگوں کا شمار کرنا پھر داؤد اور اُس کی رعایا پر ایک اور سزا اس سبب سے نازل ہوئی کہ اُس نے لوگوں کو شمار کرنے کا بیڑا اُٹھایا۔ اب یہ معلوم نہیں کہ اس بات میں کیا گناہ تھا۔ پر یہ دیکھ کر یوآب بھی بادشاہ کو اس تجویز کے سبب سے ملامت کرتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ کام قابل اعتراض تھا۔ پہلی تواریخ میں یہ لکھا ہے کہ شیطان اسرائیل کے خلاف کھڑا ہوا اور داؤد کو اُکسایا کہ اسرائیل کو شمار کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جنگی اغراض کے لئے لوگ شمار کئے گئے تھے یعنی اس مقصد سے کہ داؤد کو معلوم ہو کہ کتنے لوگ جنگ کے ہتھیار پہن سکتے ہیں اور یوں وہ اپنی جنگی جمعیت کی شوکت اور جلال کو مصر اور اسور کے بادشاہوں کے نمونہ پر ظاہر کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ وجہ تھی جس نے اس قصور کو ایسا سنجیدہ بنا دیا۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ قومیں کس قدر اپنے بڑے

بڑے جنگی ساز و سامان پر بھروسہ رکھتی تھیں۔ اور کس قدر یہ ساز و سامان اُن کے دلوں کو تکبّر اور تعدّی سے بھرتا تھا۔ اور اگر داؤد اس وقت انہی کے نقشِ قدم پر چل پڑا تھا تو اس نے بڑی حماقت سے خدا کے حضور گستاخی کی۔ اور اُس حفاظت اور جلال کے حقیقی چشمہ کو فراموش کر دیا جو ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ "یہ گاڑیوں کا وہ گھوڑوں کا پر ہم خداوند اپنے خدا کے نام کا ذکر کرینگے۔"

سزا یہ تجویز عمل میں لائی گئی یعنی لوگوں کا شمار کیا گیا۔ اسرائیل میں آٹھ لاکھ اور یہودا میں ۵ لاکھ بہادر مرد پائے گئے جو کمان کھینچتے تھے۔ مگر جب یہ کام ہو چکا تو بادشاہ کا دل رنجیدہ ہؤا اور اُس نے محسوس کیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا ہے۔ اب جاد نبی تین سزاؤں کے ساتھ اُس کے پاس بھیجا گیا اور وہ یہ تھیں۔ ① سات سال کا کال پڑنا یا ② تین مہینہ تک دشمنوں سے شکست کھانا۔ یا ③ تین دن کی مری میں مبتلا ہونا جو نہایت فنا کرنے والی قسم کی تھی۔ اس خبر نے داؤد کے دل کو ہلا دیا اور اُس کے دل میں ایسے خیالات پیدا کئے جو خود غرضی سے بالکل بری تھے "دیکھ گناہ تو میں نے کیا اور خطا مجھ سے ہوئی پر ان بھیڑوں نے کیا کیا ہے؟ سو تیرا ہاتھ میرے اور میرے باپ کے گھرانے کے خلاف ہو" یہ اُس کے کلمات ہیں۔ دنیا کے لوگوں کے برخلاف جو ہمیشہ اپنا قصور دوسروں پر دھرتے ہیں اور انہیں سزا اُٹھانے دیتے ہیں۔ داؤد اس بات کے لئے تیار تھا کہ جتنی سزا اُس کے حصہ میں آتی تھی اُس سے زیادہ اُس پر آئے۔ جب برباد کرنے والا فرشتہ یروشلم کے نزدیک پہنچا اُس وقت داؤد کو حکم ہؤا کہ کوہ موریاہ پر جا کر یبوسی ارونا کے کھلیان پر اُس سے ملاقات کرے۔ اُس جگہ ایک قربانی چڑھائی گئی اور خدا کا غضب کم ہؤا۔ اسی جگہ بعد میں ہیکل تعمیر کی گئی اور اُس چٹان کی نسبت جسے ارونا کھلیان کے طور پر استعمال کرتا تھا گمان ہے کہ آج تک اُس احاطہ میں جہاں ہیکل کھڑی تھی موجود ہے۔

ہیکل کی تدبیر میں داؤد نے اپنی زندگی کے آخر میں اور ایک نہایت سنجیدہ موقعہ پر وہ کثیر اسباب جو ہیکل کی تعمیر کے لئے جمع کیا تھا سلیمان کے سپرد کیا۔ اور وہ نمونہ بھی اُسے بتا دیا جو اُس نے مکاشفہ کے وسیلے خدا سے پایا تھا۔ اور اس سے اس امر کو روشن کیا کہ چونکہ ہیکل کی تعمیر کے لئے خدا نے سلیمان کو مامور کیا ہے۔ لہٰذا میری (داؤد کی) یہ آرزو ہے کہ میرے بعد ملک کا وارث بھی وہی ہو۔

داؤد کے آخری الفاظ یہ نام داؤد کی ایک عجیب نبوّت کو دیا گیا ہے جو مسیح کے آنے سے علاقہ رکھتی تھی۔ گو یہ الفاظ ٹھیک آخری الفاظ نہ ہوں جو مرتے دم اُس کی زبان سے نکلے تاہم یہ الفاظ وہ خیال ظاہر کرتے ہیں جس سے اس کی زندگی کے آخری ایام میں اس کا دل بھرپور تھا۔ اس نبوت میں ایک حاکم کا ذکر آتا ہے اور اس میں پہلے اس کی بنیاد اور پھر اس کی مملکت کی تاثیروں کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ یہ نبوّت بتاتی ہے کہ اُس کی تاثیریں یا تو نجات بخش ہیں اور یا ہلاکت آمیز اُس کی نجات بخش تاثیروں کا مرقع ایک خوبصورت تشبیہ کے وسیلے جو بار بار نوشتوں میں استعمال کی گئی ہے کھینچا گیا ہے اور جس قدر جلالی خیال مسیح کی اُس تاثیر کا جو افراد اور جماعتوں کو متاثر کرتی ہے ذہن میں آسکتا ہے پیش کیا گیا ہے۔ "وہ صبح کی روشنی کی مانند ہوگا جب سورج نکلتا ہے۔ ایسی صبح جس میں بادل جب نرم نرم زمین میں سے بارش کے بعد کی چمک کے باعث نکلتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی راست بازی کا خیال بھی گہرے طور پر ملا ہوا ہے۔ الٰہی حکومت جب رحمت کی بارش برساتی ہے اس وقت صداقت پر تکیہ کرتی ہے اس کے سوا اور کسی بنا پر عالموں پر حکومت نہیں کی جا سکتی (۲۔ سموئیل ۲۳/۱-۷)

داؤد کے آخری ایام اس وقت داؤد کی عمر ستّر برس کی تھی اور ظاہر تھا کہ اپنے خاتمہ کو پہنچنے والی ہے۔ بادشاہ ہنوز زندہ ہی تھا کہ یہ سوال لوگوں کے دل دل میں برپا ہوا کہ اُس کے بعد اُس کا جانشین کون ہوگا۔ اور مشرقی ممالک کی معمولی تجویزیں اور کارروائیاں ہونے لگیں۔ اُس کے فرزندوں میں سے ادونیاہ کی نسبت گمان تھا کہ وہ اُس کا جانشین ہوگا لیکن بنت سبع کی سفارش اور بادشاہ کی عرق ریزی کے سبب سے جس کے حامی ناتن اور دیگر بزرگ تھے ادونیاہ اپنی کوشش میں ناکام رہا اور بنت سبع کا بیٹا سلیمان بادشاہ مقرر ہوا۔ داؤد سلیمان کو یوآب اور سمعی کی نسبت وصیت کرنے اور دلیر اور بہادر بننے کی نصیحت دینے کے بعد اپنے باپ دادوں میں جا سویا۔ چالیس سال کی حکمرانی کے بعد وہ کوہ زیتون پر دفن کیا گیا۔ یہ وہ جگہ تھی جسے اس کے سبب سے مقدس سمجھنے لگے۔ اُس کی موت کے ساتھ عبرانی تاریخ کا وہ حصّہ جو موسیٰ کے ایام سے لے کر "داؤد کے خداوند" کے آنے تک نہایت قابل یاد تھا ختم ہوا۔

داؤد کی خصلت جب ہم اس عہد سلطنت پر غور کرنے لگتے ہیں تو پہلے ہمارا خیال بادشاہ کی سیرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وہ پہلے پہل بالکل اپنے ایام کے مطابق نظر آتا ہے

یعنی ہمارے سامنے ایک چوپانی لڑکا آتا ہے جس کا رنگ لعلِ بدخشاں کی طرح چمکتا ہے۔ دل جوش سے پُر اور ہاتھ ہر کام کے لئے تیار ہیں۔ وہ خالص بھروسے سے معمور۔ بے خوف شجاعت سے بھرا ہُوا اور خدا اور ملک کی گہری تعظیم سے بھرپُور ہے۔ گو وہ کتابی علم سے ایسا بہرہ ور نہیں جیسا موسیٰ تھا مگر خدا کی شریعت کی محبت۔ علم موسیقی اور نظم کی کمیاب اور خداداد خوبیوں کا نہایت شایق ہے۔ اُس کی جنگی شجاعت بہت جلد اُسے شہرہ آفاق کر دیتی ہے۔ اور اُس کی پُر جوش سادہ اور موہنے والی طبیعت اُسے ہر دل عزیز بنا دیتی ہے۔ لوگ خود بخود قائل ہو جاتے ہیں کہ اُس کے دل کی آرزو اور مقصد یہی ہے کہ اُس کی رعایا خوش اور اقبال مند ہو۔ اُس کا مذہبی ذوق نہایت عمیق۔ گہرا اور وسیع ہے۔ اس پر یہ لطف کہ اُس میں ایسی سنجیدگی نہیں پائی جاتی جو ناپسند ہو۔ بلکہ نور کی طرح چمکنے والی خوشی کی شعاعیں اُٹھتی ہیں جو اُس کی زندگی کو فرحت سے ملبّس اور اس کے دل کو سلامتی اور انبساط سے مالامال کرتی ہیں۔ اس کی زندگی بادلوں سے گھر جاتی اور آس پاس کی تمام چیزیں پُر طوفان ہوتی ہیں مگر وہ اپنی دعا کی کوٹھڑی سے ایسا بشّاش اور پُر اُمید نکلتا ہے گویا اُس کے تردّد اور فکر دور کرنے کے لئے کوئی جادو اُس کے ہاتھ آگیا ہے۔ اب یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اُس کی زندگی ہمیشہ دین کے مطابق اور نمونہ کے لائق ہوتی تھی۔ اس عام کمزوری سے جو انسان کے حصّہ میں آئی ہے داؤد مستثنےٰ نہ تھا۔ جس تیزی سے وہ اپنی جوروؤں کی تعداد بڑھاتے میں لگا ہُوا تھا اُس سے وہ اُس بدی میں گرفتار معلوم ہوتا ہے جو اُس وقت سب سے بڑی تھی اور اسی بدی سے اُس کے دل کی وہ غیر محفوظ حالت پیدا ہوئی جس کے سبب سے بنّت سبع اور اُوریاہ کے متعلق گھنونے گناہ سرزد ہوئے۔ خانگی انتظام کے متعلق وہ ایک قسم کی بے پروا بُردباری میں گرفتار تھا جس کی وجہ سے کئی مہیب گناہ بے تنبیہ چھوڑے گئے۔ تاہم گناہ کے گہرے سے گڑھے میں بھی داؤد ایک ایسی شکستہ دلی ظاہر کرتا۔ ایسی شدّت سے اپنے کو ملامت کرتا۔ اور معافی اور تبدیلیٔ دل کے لئے ایسی دلسوزی سے چلّاتا ہے کہ اُس کے مذہب کی صداقت پر کسی طرح کا شک و شبہ نہیں رہتا۔

اس کی خصلت حکمرانی کے اعتبار سے بادشاہی منصب کے اعتبار سے وہ ساؤل سے بہت فرق رکھتا تھا۔ اور عام قسم کے مشرقی بادشاہوں سے تو اور بھی

زیادہ فرق رکھتا تھا۔ وہ خود غرضی کے مقاصد سے بالکل بَری تھا اور دیگر بادشاہوں کے ظالمانہ طریقوں میں گرفتار نہ تھا۔ یعنی اُس نے کبھی اپنی رعایا کو اُن کی ملکیت سے محروم نہ کیا۔ نہ اُن کو محاصل کی چکّی سے پیسا۔ نہ رشوت ستانی سے اُن کے اخلاق کو بگاڑا۔ نہ اُن کی مرضی کے خلاف اُن کو فوج میں بھرتی کیا۔ اور نہ کوئی ایسا سلوک کیا جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ انہیں اپنی خوشی کا وسیلہ سمجھتا تھا۔ اس نے اپنی بادشاہی کو رحمت اور صداقت کی بادشاہی بنانا چاہا تاکہ اس کی بادشاہی کے ماتحت لوگ اپنی زندگی اور ملکیت کو محفوظ پائیں اور محسوس کریں کہ جینے میں کچھ لطف ہے۔ غرضیکہ اُس کے عہدِ سلطنت کا یہ نصب العین تھا۔ بادشاہ لوگوں کے لئے ہے نہ کہ لوگ بادشاہ کے لئے ہیں۔

سیاسی انتظام داؤد کے ماتحت عبرانی قوم نے بہت ترقی کی چنانچہ وہ ایک کمزور سی ریاست سے جسے آس پاس کا ہر ایک فرقہ ہیچ دکھا سکتا تھا اول درجہ کی زبردست طاقت بن گئی جس کی عزت اور تعظیم تمام اہلِ مشرق کرنے لگے۔ داؤد اُس با ترتیب انتظام کی لیاقت میں جو ابراہیم۔ موسیٰ اور دیگر بزرگان دین میں پائی جاتی تھی سبقت رکھتا تھا۔ اُس نے اُس قدیم حکومت کو جس کے مطابق فرقہ کا انتظام کیا جاتا تھا نہ توڑا۔ بلکہ اُسے وسعت اور ترقی دی خصوصاً اس طرح کہ لاویوں کے بہت سے حصّہ کو ملک میں پھیلا دیا اور اُن میں سے وہ حاکم اور قاضی مقرّر کئے جو چھ ہزار سے کم نہ ہونگے۔ (۱-تواریخ ۲۳/۴) ملک کے مال و دولت کو بڑھانے کے لئے اُس نے کھیتوں۔ شہروں۔ گاؤں اور قلعوں میں انبار خانے مقرر کئے۔ اس کے پاس انگورستان سے اور تیل کے گودام تھے۔ اور مقرری حکام ہر چیز کی نگہبانی کرتے تھے۔ مختلف وادیوں میں گلّے اور ریوڑ شاہی گڈریوں اور چوپانوں کی زیر نگرانی چرتے تھے۔ اور ایک افسر جو فن زراعت میں ماہر ہوتا تھا کھیتوں کی کاشت کا اہتمام کرتا تھا۔ گولر اور زیتون کے درخت اُن حکّام کے زیر نظر تھے جو جنگلات کے معاملات کو بخوبی سمجھتے تھے۔ اُس کے عہد میں نہ کسی چیز کا نقصان ہوتا اور نہ کوئی کام سُستی سے کیا جاتا تھا۔ بلکہ ساری باتوں سے قاعدہ۔ ترتیب اور توبہ ٹپکتی تھی۔ (۱-تواریخ ۲۷/۲۵-۳۱) حیرام شاہ اسور کے ساتھ دوستانہ رشتہ قائم کرنے کے سبب سے اُس کی رعایا کے درمیان مفید اور زیبائشی فنون کا ملکہ پیدا ہوا۔ (۱-تواریخ ۲۲/۲-۴) جنگی انتظام کے متعلق وہ لوگ جو ہتھیار پہن سکتے تھے ۱۲ "باریداریوں" میں منقسم کئے گئے اور ہر ایک باریداری میں ۲۴ ہزار مرد

شامل تھے۔ اور اُن میں سے ہر ایک باریداری کے لوگ ہر مہینہ کسی وقت یروشلم میں آتے تھے (ا۔ تواریخ ۲۷ باب) نیز اُس کے پاس باقاعدہ سپاہ کی بھی ایک جمعیت تھی جو کبھی کریتی اور فلیطی کہلاتی تھی۔ علاوہ بریں ایک "لیجن آف آنرز" بھی تھی جسے "داؤد کے بہادر" کہا ہے (۲۔ سموئیل ۲۳ باب) انہی میں سے وہ تین تھے جو فلستیوں کے لشکر کو چیر کر چلے گئے اور بیت لحم کے کنوئیں سے داؤد کے لئے پانی لائے۔

اُس کا کلیسیائی انتظام اس مد میں جو اُس نے پہلی تبدیلی کی یہ تھی کہ یروشلم کو تمام ملک کا مذہبی مرکز بنایا اور عہد کے صندوق کو کوہ صیہون پر رکھا۔ پھر کاہنوں اور لاویوں کے انتظام کی طرف توجہ کی تاکہ وہ اپنے فرائض اچھی طرح ادا کریں۔ کاہنوں کو چوبیس باریداریوں میں منقسم کیا اور ہر باریداری کے لوگ اپنی اپنی باری پر اپنی خدمت بجا لاتے تھے۔ اور لاویوں کے شمار کا بہت سا حصہ یعنی ۲۴ ہزار خدا کے گھر کی خدمت پر تعینات تھے۔ باقی حصہ میں سے ۴ ہزار دربان۔ ۶ ہزار محرر۔ منصف اور ۴ ہزار نغمہ خوان تھے۔ (ا۔ تواریخ $\frac{۳}{۴ و ۵}$) یہ لوگ جو نغمہ خوانی کا کام کیا کرتے تھے بڑے قاعدہ اور حکمت کے ساتھ تیار کئے گئے تھے۔ اور اگرچہ عموماً وہ اپنی اپنی باری پر خدمت کرتے تھے تاہم بڑے بڑے موقعوں پر مثلاً عہد کے صندوق کے لانے کے وقت یا ہیکل کے مخصوص کرنے کے وقت۔ بلکہ یوں کہیں کہ ہر سال بڑی بڑی عیدوں کی تقریب پر جب تمام لوگ فراہم ہوا کرتے تھے ان سب کا مل کر گانا اور نغمہ سرائی کرنا عجیب تجمل اور شوکت ظاہر کرتا ہوگا۔ گانے بجانے کے سازوں کا استعمال اگر داؤد نے شروع نہیں کیا تو اتنا اُس نے ضرور کیا کہ موقعہ بموقعہ اُن کے استعمال کئے جانے کا پورا پورا بالتفصیل انتظام کر دیا۔ (ا۔ تواریخ ۲۵ باب)

اس کی عابدانہ تصنیفات اگرچہ داؤد پہلا زبور نویس نہ تھا تاہم اس میں شک نہیں کہ عبرانیوں میں متبرک مزامیر لکھنے والے جتنے گذرے ہیں ان سب سے زیادہ مشہور تھا حتّٰی کہ مزامیر کا تمام مجموعہ اسی کے نام سے منسوب کیا جاتا تھا۔ قریباً نصف حصہ زبوروں کا اُن کی عنوانی تحریروں کے وسیلے اُس سے منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ ان میں سے بعض کی اصلیت پر ظن ہے (یعنی یہ شبہ ہے کہ اس کی تحریر نہیں) لہٰذا اغلب ہے کہ حقیقت میں داؤد کے زبوروں کا اتنا شمار نہ ہو۔ بعض نکتہ چینوں نے کوشش کر کے اس کے شمار کو سات بلکہ اس سے بھی کم تک گھٹا دیا ہے مگر اُن کے خیالات کو قبول

عام کا درجہ حاصل نہیں ہوا۔ داؤد کی نسبت بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس مجموعہ پر اُس کی بے نظیر خاصیت کی مُہر لگی ہوئی ہے کیونکہ اَور مذاہب میں بھی متبرک گیتوں کے مجموعے پائے جاتے ہیں (مثلاً اہل ہنود کا رِگ وید) مگر کوئی زبوروں کی مانند نہیں ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ عبرانی مجموعہ کی خاص خوبی کس بات میں پائی جاتی ہے تو وہ ذیل کی چند باتوں سے ظاہر ہوگی۔

(۱) کہ خدا ان زبوروں میں عابد کا شخصی دوست معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ ان میں اسی صفت کے ساتھ پیش کیا جاتا۔ اسی صفت سے قبول کیا جاتا اور اسی صفت سے اُس کی صحبت کا حظ اُٹھایا جاتا ہے۔ ان دونو یعنی معبود و عابد میں میل ہے اور دونو کے درمیان خوشنما۔ پُراعتبار اور مبارک رفاقت پائی جاتی ہے۔

(۲) لیکن وہ جو اِن زبوروں میں عبادت کرنے والا ہے وہ حقیقی انسان ہے اور ایک گنہگار بلکہ بڑا گنہگار انسان ہے۔ وہ دم بدم محسوس کرتا ہے کہ میں ہر طرح نالائق ہوں تاہم خدا اپنی بے انتہا رحمت سے اس غریب اور کمزور مخلوق کے نزدیک آتا۔ اُسے معاف کرتا اور اپنی برکت سے مالامال فرماتا ہے۔

(۳) پھر اس مقبول شدہ گنہگار کا خدا کی خدمت میں کوشش کرنے کا تجربہ یعنی خدا کی گہری رفاقت کے لئے اس کے اشتیاق۔ اس کی کامیابیوں اور ناکامیوں۔ اس کی امیدوں اور طرح طرح کے خوف کا ایسی وفاداری سے نقشہ کھینچا ہے کہ اُن لوگوں کے دلوں پر بہت اثر پیدا کرتا ہے جن کا حال زبور نویس کی طرح ہوتا ہے۔

(۴) عموماً یہ خوشی کا تجربہ معلوم ہوتا ہے۔ یعنی اُداسی سے تازگی۔ رنج سے راحت اور رات بھر کے گریہ سے اُس خوشی سے بہرہ یاب ہونے کا تجربہ ہے جو صبح کی سفیدی کے ساتھ نمودار ہوتی ہے اور آخرکار آیندہ کی اُمید ایسی پُرنور معلوم ہوتی ہے کہ احاطہ بیان سے باہر ہے۔

(۵) پھر جابجا نجات دہندے کی خبر دینے والی شعاعیں بھی اپنا جلوہ دکھلاتی ہیں وہ کبھی نجات کا خدا۔ کبھی ایسا بادشاہ جو صداقت سے حکمرانی کریگا۔ اور کبھی ایسا کاہن جو مَلک صدق کے طور پر ہوگا اور کبھی اپنی پستی کے اعتبار سے ایک کرم کی مانند اور کبھی اپنی عظمت کے لحاظ سے دنیا کے بادشاہوں سے بلندتر دکھائی دیتا ہے۔

اکثر اس مجموعہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک نیچر کی آواز سنائی دیتی ہے جو خدا پر اور خدا کے لئے کچھ کچھ شہادت دیتی ہے لیکن اُس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ ہم خدا کو نیچر کے وسیلے سے دریافت کرتے ہیں۔ بلکہ اس مجموعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مقدّم بات جس کے سبب سے ہم خدا کو جانتے اور پیار کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ نجات کا خدا ہے اور پھر اس لئے کہ وہ نیچر کا خدا ہے۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۰۳ زبور جو نجات کا ایک خوبصورت زبور ہے پہلے آتا ہے۔ اور اُس کے بعد ۱۰۴ زبور آتا ہے جو نیچر کا ایک خوشنما زبور ہے۔

زبوروں کی ترتیب اکثر یہ کوشش کی جاتی ہے کہ داؤد کے زبوروں میں سے ہر زبور کے لئے اُس کی زندگی میں سے کوئی ایسا واقعہ تلاش کیا جائے جس کی طرف وہ زبور اشارہ کرتا ہو۔ لیکن یہ کوشش بہت کامیاب نہیں ہوئی۔ اور ہم کہ سکتے ہیں کہ شاید وہ زبور عموماً ایسے مفید نہ ہوتے جیسے اب ہیں اگر ہر زبور کے لئے اُس کا موقعہ پختگی کے ساتھ ظاہر کیا جاتا۔ پس بہتر ہے کہ انہیں اُن کی مضمونی خاصیت کے مطابق ترتیب دی جائے سو اگر ہم ان تمام زبوروں کو جو عنوان کے لحاظ سے داؤد سے منسوب کئے گئے ہیں لیں تو وہ ذیل کی صورت میں مرتب ہو سکتے ہیں۔

(۱) نیچر کے زبور۔ ۸۔ ۹۔ ۲۹۔ ۶۵۔

(۲) تکلیف اور بھروسہ کے زبور۔ ۳۔ ۴۔ ۶۔ ۷۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۲۵۔ ۳۱۔ ۳۵۔ ۴۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۴۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۶۔ ۱۰۹۔ ۱۲۳۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔

(۳) خاکساری کے زبور۔ ۳۲۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۵۱۔

(۴) بھروسہ۔ شکر گذاری اور فہمندی کے زبور۔ ۵۔ ۶۔ ۱۱۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۳۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۴۰۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۸۔ ۱۰۱۔ ۱۰۳۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔

(۵) ہیکل کے زبور۔ ۱۵۔ ۲۴۔ ۲۶۔ ۳۰۔ ۱۲۲۔ ۱۳۳۔

داؤد کا رتبہ باعتبار مسیح کا نمونہ ہونے کے پرانے عہد نامہ میں جو مسیح کے نمونے پائے جاتے ہیں شاید داؤد اُن سب سے بڑھ کر ہے۔ اُس کا اپنے

سے میل رکھنا اور اپنے شاہی منصب کے فرایض کے ادا کرنے میں کہیں گڈریوں کی نرمی اور کہیں جنگی سپاہی کی شہ زوری کو ظاہر کرنا یعنی شیر اور بڑے کی صفتوں کو باہم ترکیب دینا اور پھر اسرائیل کا بادشاہ ہونے کی حیثیت سے خدا کے ساتھ عہد کے رشتہ میں داخل ہونا اور نیز اُس کی زندگی کے دیگر واقعات مثلاً اُس کا پہلے مردِ غمناک بننا۔ بعد ازاں جلال اور عزت کے تاج سے تاجدار ہونا۔ اسی طرح اُس کے پُر محبت دل کا گہرا شعلہ اور آخر کار اُس کی وہ خوبیاں جو اور خوبیوں سے کچھ کم نہ تھیں۔ یعنی اُس کا خدا کے لئے بے نظیر بھروسہ۔ محبت اور تعظیم سے معمور ہونا ایسی باتیں تھیں جو اُسے پُرانے عہد کے اور بزرگوں کی نسبت مسیح کا زیادہ کامل نمونہ بناتی تھیں۔ یہ علامتی تعلّق جو اُس کے زبوروں سے ہر جگہ ٹپک رہا ہے اُس میں ایک عجیب قسم کی دلچسپی پیدا کر دیتا اور اُس کی زندگی اور تجربہ کے مطالعہ کو ایسا مطالعہ بنا دیتا ہے جس میں مشغول ہونے سے مسیحی بہت سا فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

چوتھی فصل۔ سلیمان کا عہدِ سلطنت

ہیکل کی تعمیر۔ اس کی شکل و انتظام۔ دوسرے ممالک سے ربط و ضبط۔ فنیکی۔ مصر۔ سبا۔ سلیمان میں ضعفِ ایمان کا پیدا ہونا۔ اس کی عمارتیں۔ تدمور یا پامیرا۔ بعلت یا بعلبک۔ سلیمان کی خصلت۔ سلیمان مسیح کا نمونہ۔

ہیکل کی تعمیر مشرقی سلاطین میں کوئی بادشاہ حشمت۔ دولت اور حکمت میں سلیمان کا ثانی نہیں گذرا۔ اُس کی جوانی کی ابتدائی طاقتیں ہیکل کی تعمیر میں صرف ہوئیں جس کے بنانے کی تجویز داؤد کر گیا تھا۔ اس بڑی عمارت کی جائے وقوع انتخاب ہو چکی تھی۔ یعنی کوہ موریا مقرر ہو چکا تھا جو یروشلم کے پہاڑوں میں سب سے اونچا تھا۔ اور جیسے تروپیان کی وادی کوہ صیہون سے جدا کرتی تھی۔ اس وادی کے اُوپر ایک خوبصورت پُل بنا ہوا تھا جو دونو پہاڑوں کو ملاتا تھا۔ ہیکل کی شوکت اندازۂ وہم سے باہر تھی۔ اور وہ سونا۔ روپا اور دیگر بیش قیمت اشیا جو اُسے آراستہ کرنے کے لئے دی گئی تھیں اس کثرت سے تھیں کہ اُن کا ماننا

شکل معلوم ہوتا ہے۔ اگر بہت اعتدال کے ساتھ حساب لگایا جائے تو بھی بیش بہا اشیا کی قیمت ۱۲ کروڑ پونڈ تک پہنچ جاتی ہے۔

اس کا نقشہ اور انتظام عمارت مستطیل شکل کی تھی۔ اُس کی لمبائی مشرق سے مغرب کی طرف ساٹھ ہاتھ اور چوڑائی ۲۰ ہاتھ تھی۔ پاک ترین جگہ کی لمبائی ۲۰ اور پاک جگہ کی لمبائی ۴۰ ہاتھ تھی۔ پاک ترین میں عہد کا صندوق رکھا تھا اور وہیں کفارہ گاہ بھی تھی جس کے اوپر کروبی سایہ کئے ہوئے تھے۔ نیز وہاں وہ عجیب نور چمکتا تھا جسے سکینہ کہتے تھے جو خدا کی حضوری کی علامت یا نشان تھا۔ سوائے سردار کاہن کے کوئی شخص اس اندرونی مسکن میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ اور وہ بھی سال میں صرف ایک مرتبہ اندر آتا تھا یعنی کفارے کے روز جب کہ قربانی کا خون اپنے ساتھ لے کر آتا تھا۔ پاکتریں جگہ کو پاک جگہ سے کچھ کچھ ایک دیوار اور کچھ کچھ ایک خوبصورت پردہ جدا کرتا تھا۔ پاک اور پاکترین جگہ میں ہر ایک چیز فرش اور دیواروں تک سونے سے منڈھی ہوئی تھی۔ علاوہ ہیکل کے اور کئی جگہیں تھیں جو ہیکل سے ملحق تھیں مثلاً اسلحے۔ حجرے اور صحن ہیکل کے باہر کاہنوں کا صحن تھا جہاں روزانہ قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں۔ اس کے پرے یہودیوں کا صحن واقع تھا۔ اور اُس سے بھی باہر کے رُخ غیر قوموں کا صحن تھا۔ اس سے پہلے ملک فلسطین میں ایسی عمارت کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی کیونکہ اب تک یہودیوں نے فن عمارت کی طرف کچھ توجہ نہ کی تھی۔ اس عمارت کا نمونہ خدا نے الہام کے وسیلے عطا فرمایا تھا۔ اور اغلب ہے کہ وہ اسور اور مصر کے مندروں سے کسی طرح کی مشابہت نہ رکھتا تھا۔ ہیکل کا مخصوص کیا جانا ایک نہایت مؤثر نظارہ ہوگا۔ اور چونکہ سلیمان نے بعض خدمات کو خود انجام دیا اور بڑی فروتنی اور سرگرمی کے ساتھ۔ پس یہ موقع جیسا عالی شان اور مؤثر تھا ویسا ہی نصیحت آموز اور فائدہ بخش بھی ہوگا۔

دوسرے ممالک سے ربط ضبط۔ فینکی۔ مصر ہیکل کے بنانے میں سلیمان کو صُور کے بادشاہ حیرام کا شکر گزار ہونا پڑا جو فینکی کے زور آور بادشاہوں میں سے تھا اور جس نے نہ صرف اُس کے لئے دیودار کی لکڑی مہیا کی بلکہ ماہر کاریگروں کو بھی بھیجا جن کی مدد کے بغیر ہیکل کبھی تعمیر نہ ہوتی۔ علاوہ بریں اُس کے عہد میں دیگر ممالک کے ساتھ بھی دوستانہ رشتہ قائم ہوا جو فلسطین سے بہت دور تھے اُن میں سے سب سے بڑا مصر تھا۔ خروج سے

لے کر اس وقت قریباً پانسو برس گذر گئے تھے۔ اور اس عرصہ دراز میں کسی طرح کا میل ان دونو ملکوں میں نہ ہوا تھا۔ ملک مصر میں اس عرصہ کے اندر کئی بڑے بڑے واقعات گذر چکے تھے۔ چنانچہ کئی موقعے بڑی بڑی فتوحات کے آئے۔ جب مصری بہادروں نے ایشیا کو فتح کیا اور فتحمند فرعون نے اپنے بہادری کے کاموں سے کارنک اور سکر کے مندروں کو رونق افروز کیا۔ خروج کے بعد کوئی دو سو برس کے عرصہ میں ہر طرح کی صنعت کاری جس اوجِ عروج کو پہنچ سکتی تھی پہنچ گئی تھی مگر اب اس میں تنزّل آنے لگ گیا تھا۔ نہ صرف سلیمان نے فرعون کی لڑکی سے شادی کی بلکہ اُس کے لئے مصر میں خاص قسم کے گھوڑے جمع ہوتے اور بادشاہ کے سوداگر اُن گھوڑوں کو مقررہ دام پر لیتے تھے۔ ایک گاڑی چھ سو مثقال روپے پر مصر سے نکلتی اور اُوپر جاتی تھی۔ اور گھوڑا ڈیڑھ سو مثقال پر (۱ سلاطین $\frac{۱۰}{۲۸و۲۹}$) اُن میں سے پچھلی رقم بیس پونڈ سے کچھ کم اور پہلی رقم قریباً ۷۰ پونڈ کے برابر ہوتی ہے۔ لیکن گاڑیوں اور گھوڑوں کا لانا خدا کے حکم کے مطابق نہ تھا (استثنا $\frac{۱۷}{۱۶}$) دُور دُور فاصلے کی جگہیں جن سے سلیمان نے ربط و ضبط پیدا کیا اوفیر اور ترسیس تھیں۔ ان جگہوں سے سونا۔ چاندی۔ ہاتھی دانت۔ طاؤس اور الگم کی لکڑی آتی تھی۔ لکھا ہے کہ ایک بحری سفر میں تین سال صرف ہوا کرتے تھے۔ مذکورہ بالا اشیا سے اور اُس عرصہ کی وسعت سے جو سفر میں خرچ ہوتا تھا یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ یہ بحری سفر ہند کی جانب ہوا کرتے ہونگے یا کسی ایسی جگہ کی طرف جہاں سے ہند میں آنا آسان معلوم ہوتا ہوگا۔ یہ دریافت ہو چکا ہے کہ اُس قدیم زمانہ میں بھی ایسی ایسی جگہوں سے جو ہندوستان سے بھی دور تھیں ربط ضبط پیدا ہو گیا تھا کیونکہ مصر کے مقبروں میں جو بہت پُرانے ہیں ایسی چیزیں ملی ہیں جن سے بے شبہ چینی دستکاری ظاہر ہوتی ہے۔

سبا سلیمان سبا کی سلطنت کے ساتھ بھی ایک دلچسپ قسم کا رابطہ رکھتا تھا جس کی ملکہ تمام راہ طے کر کے یروشلم میں آئی کہ اُن عجیب باتوں کی تصدیق کرے جو اُس نے سلیمان کی حکمت کی نسبت سُنی تھیں۔ وہ بڑے رعب داب اور اونٹوں کے ساتھ جن پر خوشبویاں لدی تھیں اور نہایت بیش قیمت سونا اور مہنگ مولے جواہر ساتھ لے کر یروشلم میں آئی۔ مانا جاتا ہے کہ یہ خاتون یمن کی سبا کی سلطنت کی ملکہ تھی جو عرب کا

بہت جنوبی حصہ تھا جس کے حدود میں اب انگریزی بندرگاہ عدن واقع ہے۔ جس طرح اب انگریزی جہاز جو ہند اور مصر کے درمیان آتے جاتے ہیں عموماً اس بندر پر ٹھہرتے ہیں اسی طرح غالباً سلیمان کے جہاز بھی قریباً تین ہزار برس کا عرصہ ہُوا کیا کرتے تھے۔ کئی موقعہ پر جبکہ وہ اوفیر کو جاتے ہونگے اُنہوں نے اپنے بادشاہ کی کیفیت ایسے طور پر بیان کی ہوگی جس نے اس ملکہ کو ترغیب دی کہ بذات خود یروشلم کے سفر کا بیڑا اُٹھائے۔

سلیمان کے ایمان کا لغزش کھانا ماسوائے ملک سبا کے سارے جہان نے سلیمان کی طرف توجہ کی تاکہ اُس کی حکمت کو جو خدا نے اُس کے دل میں ڈالی تھی سُنے۔ اُس کے ایّام میں یروشلم کیسی رونق دار جگہ ہوگی۔ دُور دُور ممالک سے بڑے بڑے سفیر اُس کے دربار میں گاہ بگاہ آتے تھے تاکہ اس کے حضور تحسین و تعظیم کے ساتھ نذرانے گذرانیں۔ اور ایک دیندار بادشاہ کے لئے کیسا موقعہ تھا کہ وہ واحد اور زندہ خدا کے علم کو پھیلائے اور اُس کے جلال کو ظاہر کرے لیکن افسوس سلیمان نے دوسرے بادشاہوں کے بُرے نمونہ پر چل کر اپنی جوروؤں کی تعداد کو بڑھایا۔ اور غیر اقوام بادشاہوں میں سے کئی ایک کی لڑکیوں کو بیاہ لیا۔ یہ بات جدعون کے افود کی طرح سلیمان اور اُس کے گھرانے کے لئے جال کا کام کر گئی کیونکہ اس نے اپنی بیویوں کو خوش کرنے کے لئے دیوتاؤں کے لئے مندر یا اونچی جگہیں یروشلم کے جنوب میں نفرتی پہاڑ پر بنائیں اور یہ حرکت خدا کی نظر میں ایسی بُری تھی کہ اُس نے اخیاہ نبی کو جو سیلا کا رہنے والا تھا بھیجا کہ اُس کے ہمعصر یربعام کو خبر دے کہ سلیمان کی بادشاہی کا بہت سا حصہ اُس سے چھین لیا جائیگا۔ یربعام کے علاوہ سلیمان کے اور بھی دشمن تھے۔ اُن میں سے ایک حدد ادومی اور دوسرا ضوبہ کا رہنے والا رزون تھا۔ اُن میں سے پہلا شاہ مصر کا ہمزلف تھا جو بڑی آسانی سے سلیمان کے برخلاف فرعون کی مدد لے سکتا تھا۔ جب اخیاہ کے وسیلہ یربعام کو یہ حال معلوم ہو گیا کہ سلیمان کی بادشاہی آئندہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی تو سلیمان نے یربعام کو جان سے مارنے کی کوشش کی مگر وہ مصر کو بھاگ گیا اور سلیمان کی موت تک وہیں رہا۔

اُس کی عمارتیں۔ تدمور یا پامیرا علاوہ یروشلم کی ہیکل کے سلیمان بہت سی عمارتوں اور کاموں کا مُوجد تھا جو بڑے بڑے شہر اُس نے بنائے اُن میں

سے ایک تدمور تھا جو بیابان میں واقع تھا اور جو رومیوں کے وقت سے پامیرا کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ شہر اب ایسے وسیع اور عالیشان کھنڈروں کا ڈھیر بنا ہوا ہے جسے دیکھ کر ہر سیاح حیرت کا پتلا بن جاتا ہے۔ پامیرا خرما سے بھرے ہوئے ایک چمنستان میں آباد تھا جو ارام کے مشرقی صحرائے عظیم میں واقع تھا جسے پانی کی بہتات زرخیزی کی دولت سے مالا مال کرتی تھی۔ یہ شہر دمشق سے ۱۴۰ میل شمال مشرق کے رخ واقع تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تعمیر کی یہ غرض تھی کہ وہ تجارتی منڈی کا کام دے جہاں شمال کی طرف سے ارام اور فرات کے سوداگر جنوب کے مصری تاجروں کے ساتھ اپنی تجارتی اجناس کو بدلا کریں۔ رومیوں کے زمانہ میں ہند کی پیداوار بھی پامیرا کے راستے سے روم میں پہنچائی جاتی تھی۔ مسیح کے بعد تیسری صدی میں ایک رومی شہنشاہ نے جس کا نام گلبینس تھا پامیرا کے ایک باشندہ کو شاہی خطاب عطا فرمایا جس نے پارتھیوں کی لڑائی میں بڑی خدمت کی تھی۔ اس کی وفات کے بعد اس کی بیوہ زنوبیہ نے تاج سر پر رکھا اور اپنے کو مشرق کی ملکہ کا خطاب دے کر مسوپٹامیہ اور ارام کی بادشاہی کا دعویٰ کیا۔ آخر کار اس نے ایک سخت لڑائی کے بعد شکست کھائی اور اس کا وزیر اعظم جس کا نام لدنگینس تھا اور جو ایک مشہور کتاب کا مصنف تھا جان سے مارا گیا۔ پامیرا کے کھنڈر لمبائی میں ڈیڑھ میل کے قریب ہیں۔ مگر جو باشندے اب وہاں پائے جاتے ہیں وہ بدو عربوں کا ایک فرقہ ہیں۔

بعلبت یا بعلبک ایک اور شہر جو سلیمان نے تعمیر کرایا اور رونق بخشی جو اب بھی اپنے کھنڈروں کے سبب سے مشہور ہے بعلبت یا بعلبک تھا جو لبنان کے قریب واقع تھا۔ اس کی ہیکل جو آفتاب کے لئے بنائی گئی پامیرا کی ہیکل کی مثل جو پیچھے بنی تھی ارام کی عالیشان عمارتوں میں سے ایک تھی۔ تدمور اور بعلبک کے علاوہ اس نے قدیم فلسطین کے علاقہ اور نیز اس وسیع سلطنت کے دائرہ میں جس پر وہ اب حکمرانی کرتا تھا کئی اور شہر تعمیر کرائے۔ شمال کی طرف لبنان کا تمام علاقہ۔ مشرق کی جانب وہ تمام ملک جو فرات تک جاتا تھا اور جنوب کی طرف وہ تمام قطعہ جو مصر کی سرحدوں تک پہنچتا تھا اس کی عالی شان سلطنت میں شامل تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس تمام جاہ و جلال کے ساتھ ایک عجیب بات وابستہ تھی۔ اور وہ یہ کہ یہ تمام چیزیں اس کے دل کو آسودہ کرنے میں بالکل قاصر نکلیں۔ چنانچہ اس نے انہیں بطلانوں کا بطلان کہا اور ذیل کی نصیحت پیچھے

چھوڑی کہ اُس کے تجربہ سے ایک عملی نتیجہ نکالا جائے۔ "خدا سے ڈر اور اُس کے حکموں کو مان کہ انسان کا فرضِ کلّی یہی ہے۔" (واعظ ۱۲/۱۳)

سلیمان کی سیرت سلیمان کی سیرت ایک معمّہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دِل اوائل ہی سے خدا کی تعظیم سے متاثر تھا کیونکہ جب خدا نے اُسے فرمایا کہ جو کچھ تُو مانگیگا میں تجھے دونگا تو اُس نے اُس کے جواب میں حکمت کے لئے استدعا کر کے ایک سرگرم اور راست کار اور دیندارانہ صفت ظاہر کی۔ نیز اُس کی دعائیں ہیکل کے مخصوص کرنے کے وقت عجیب عجز اور سرگرمی سے پُر تھیں۔ اب یہ بات کہ ایسا شخص غیر قوموں کے ناپاک دیوتاؤں کے لئے خدا کے مقدّس پہاڑ کے سامنے منارہ بنائے تعجب انگیز اور مایوس کرنے والی بات ہے۔ البتّہ ہمیں اس کی شدید آزمائش کے لئے کچھ رعایت کرنی چاہئے کیونکہ دنیا نے بڑی زور آور کشش سے اپنی دولت۔ خوشی اور عزت کے وسیلے اور اپنی تدبیروں اور بے شمار خوشامد آمیز باتوں سے اُس کے دل کو خدا سے پھیر لیا۔ اور واقعی یہ کشش ایسی تھی کہ کوئی اَور آدمی ایسی کشش کے پنجہ میں گرفتار نہ ہُوا تھا۔ لہٰذا اُس کی لغزشیں بھی بہت سے نیک لوگوں کی لغزشوں کی نسبت زیادہ ہولناک تھیں۔

مسیح کا نمونہ سلیمان داؤد کی مانند مسیح کی طرف اشارہ کرتا تھا لیکن ایک مختلف صورت میں وہ مسیح کی سلامتی اور جلال کی طرف اشارہ کرتا تھا جس طرح داؤد بیشتر بادشاہی کے جنگی پہلو پر اشارہ کرتا تھا۔ سلیمان کے معنی "سلامتی کے" ہیں۔ اور اُس کے عہدِ سلطنت کے تمام واقعات نے شاید لوگوں پر یہ ظاہر کیا ہوگا کہ موعودہ برکت آپہنچی ہے۔ اور اگر دنیاوی اقبالمندی اور امن سے وہ وعدہ جو ابراہیم کے ساتھ کیا گیا تھا پورا ہو سکتا تھا تو وہ سلیمان کے زمانہ میں پورا ہو گیا تھا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس عہد کا بھی وہی ماٹو ہے جو اُس سے پہلے ہؤا کرتا تھا یعنی "بطلانوں کا بطلان"۔ اسرائیل کی اُمید ابھی پوری نہ ہوئی تھی۔ پس خدا کے بندوں کو ابھی اپنی اُمید کی آنکھ سے دور دراز اُفق پر نظر ڈالنا تھا۔

پانچویں فصل ۔ سوشل اور دینی زندگی

دولت کی افراط ۔ بد نتائج ۔ امثال میں اشارے ۔ نئی برائیاں اور نئے دام ۔
جادوگری ۔ علم و سائنس ۔ مذہب کی حالت ۔ لوگوں کی سیرت

دولت کی افراط تھوڑے سے غور سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ جس عہد سلطنت پر ہم غور کر رہے ہیں اُس میں عبرانیوں کی سوشل حالت میں ایک عجیب تبدیلی واقع ہوئی یعنی ملک میں بے تحاشا دولت نے راہ پائی ۔ اور دوسرے ممالک سے رابطہ پیدا کرنے کے سبب کئی نئی عادات اور نئی قسم کی طرز رہائش نے بھی ملک میں قدم رکھا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس سبب سے لوگوں نے اپنی پرانی روش اور زندگی کی پہلی سادگی کو بہت درجہ تک کھو دیا ہوگا ۔ اس وقت ایک عظیم الشان دربار کی بنا ڈالی گئی ۔ ایک عالیشان پایۂ تخت بنایا گیا اور تجارتی تعلّقات کا رشتہ دُور دُور کے ممالک کے ساتھ قائم کیا گیا نیز عشرت و تہذیب کی طرف بڑی سُرعت سے قدم اُٹھایا گیا ۔ ملک میں اس وقت ایک فوج موجود تھی جو ہر وقت تیار رہتی تھی اور مالی حکّام کا ایک عملہ موجود تھا اور ادنیٰ درجہ کے خادم بھی بیشمار پائے جاتے تھے ۔ ماسوائے گدھوں کے گھوڑے اور خچر وغیرہ بوجھ اُٹھانے والے جانور بھی لائے گئے اور گاڑیاں اور عالیشان اسباب سواری کے لئے رائج ہو گئے تھے ۔ بہت سے لوگوں نے شہزادوں کے سے اطوار و طریق اختیار کئے ۔ عام خانگی مکانات میں بھی اسی قسم کی تبدیلیاں واقع ہوئی ہونگی اور مصر اور نینوہ کے اسباب راحت سے بھی عبرانی لوگ واقف ہو گئے ہونگے ۔

بد نتائج کیا ان تمام باتوں سے نیک نتائج پیدا ہوئے ؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس قوم نے یا اس کے پیشواؤں نے اپنے لئے ایک نئی راہ نکالی جس میں آگے آگے چلنے کے عوض خدا اُن کے پیچھے پیچھے چلتا تھا ۔ بیشک پہلے اُس نے اُن کو اقبالمندی کی چوٹی تک پہنچایا مگر پہلے کی نسبت اب اُن کو اُن کی راہوں اور ان راہوں کا نتیجہ بھگتنے کے لئے چھوڑ دیا ۔ یہ حالت کم از کم سلیمان کے عہد میں ہوئی اُس بے قیاس دولت نے جو اُس کے زمانہ میں ملک کے اندر ہر جگہ پائی جاتی تھی اپنی ترقی کے مطابق نہ مالی آرام اور نہ

اخلاقی خوبی میں اور نہ قوم کی روحانی دولت میں کچھ اضافہ کیا۔ بلکہ دولتمند بننے کی سرعت وہ تمام برائیاں اور گناہ اپنے ساتھ لائی جو ہمیشہ ایسے زمانہ میں اُس سے پیدا ہوتے ہیں جو دنیاوی زرق برق اور شوکت کی طرف ترقی کرتا جاتا ہے۔

امثال کے اشارے امثال کی کتاب اس زمانہ پر بہت سی روشنی ڈالتی ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم کے بہت حصہ نے عمدہ اخلاقی مسائل کے زیر سایہ ترقی کی اور نشو و نما پائی۔ شہوت رانی اور عیاشی اُن مسائل کے برخلاف سمجھی جاتی تھی جو نوجوانوں کے حق میں عمدہ مانے گئے تھے۔ اور یہ محسوس کیا جاتا تھا کہ راستی ہر قوم کی سرفرازی کا باعث ہے۔ اس کے ساتھ ہی محنت۔ دیانتداری اور فرائض کو صدق دلی سے بجالانا بیش بہا اخلاقی خوبیاں سمجھی جاتی تھیں۔

نئی برائیاں اور نئے جال لیکن باوجود اس کے روشن ہے کہ اخلاقی معنی میں قوم نیا پہلو بدل رہی تھی یہ لوگ بزرگوں کے پختہ اخلاقی مسائل کو بھولنے کے خطرے میں پڑے ہوئے تھے۔ اور اس بات کے محتاج تھے کہ اُن کی اصلاح کی جائے اور وہ پھر از سرِ نو قومی ضمیر کے صفحہ پر نقش کئے جائیں۔ اس کے سوائے یہ بھی روشن ہے کہ کئی نئی برائیوں نے راہ پائی تھی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ امثال کی کتاب کی بہت سی نصیحتیں سادہ اشخاص اور ابلہوں کے زمانہ کے لوگوں اور کاشتکاروں کے حق میں موزون نہ تھیں۔ مگر ایسے لوگوں کے لئے جو دولت کے جال میں گرفتار اور تجارت کی آزمائشوں سے گھرے ہوئے اور اپنے بزرگوں کے قدیم طریقوں اور نصیحتوں کے فراموش کرنے کے خطرے میں پڑے ہوئے تھے نہایت موزون تھیں۔ ہم امثال کی کتاب کو آیندہ زیادہ دلچسپی سے پڑھینگے۔ اگر اس بات کو یاد رکھیں کہ یہ تبدیلی عبرانیوں کے درمیان تازہ واقع ہوئی تھی اور جس طرح سلیمان اس قوم کو دولت دینے کا وسیلہ ہوا شاید اسی طرح خدا کی روح سے اُس نے یہ رہنمائی بھی پائی کہ یہ کتاب تحریر کرے تاکہ وہ انہیں خدا کے عطیہ کے مہلک استعمال سے متنبہ کرے اور کچھ کچھ قدیم سادگی اور قدیم اخلاقی باتوں کو محفوظ رکھے۔

جادوگری جادوگری یا فال نکالنے کا کام اس زمانہ کے شروع میں عام جاری تھا اس قسم کی علّت کے رواج سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ عقلی روشنی کے اعلےٰ درجے تک نہ پہنچ

تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس برائی کی جڑ فلستی تھے (یسعیاہ ۲/۶) جب ساؤل نے اُن کو جو جادوگری کیا کرتے تھے اپنی سرزمین سے نکالا تو اُس کی وجہ غالباً زیادہ تر یہ تھی کہ وہ فلستیوں سے دشمنی رکھتا تھا نہ یہ کہ اُسے اس فعل سے نفرت تھی۔ پھر بھی جیسا ساؤل کو پیچھے معلوم ہوا یہ بدی ملک کے گوشے گوشے میں چھپی رہی باوجود اُن تمام کوششوں کے جو اس بادشاہ نے اُس کی بیخ کنی کے لئے کی تھیں (۱ سموئیل ۲۸/۳) غالباً وہ کبھی بالکل دور نہیں ہوئی تھی معلوم ہوتا ہے کہ نئے عہد کے ایام میں یہ علت روپیہ کمانے کا ایک عمدہ صیغہ تھی (اعمال ۸/۹ و ۱۳/۶) یوں گو تمام مشرق میں اس کا بہت دور دورہ تھا مگر یہودی جادوگر اوروں کی نسبت زیادہ ماہر سمجھے جاتے تھے۔ اور یہ حرکت اُس سچی برکت کی ایک جھوٹی نقل تھی جس سے عبرانی بہرہ ور تھے۔ وہ یہ کہ اُن کو سردار کاہن کے اوریم اور تمیم کے وسیلے اور نیز نبوّتوں کے ذریعے خدا کی مرضی معلوم ہو جایا کرتی تھی۔ اور وہ جو اس دولت کے اصلی سکّہ سے بہرہ ور نہ تھے وہ نقلی سکّہ کے درپے ہوئے۔

علم اور سائنس علم اور سائنس کی معلومات میں اس قوم نے عرصۂ زیرِ نظر میں بہت ترقی کی ہوگی۔ اگر فقط علم ادب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ داؤد کے زبور اور سلیمان کی تصانیف غیرِ معمولی خوبیوں سے پُر ہیں۔ اور ہم اس بات پر شک نہیں لا سکتے کہ ان دونو بادشاہوں کا اثر جو علم ادب سے مس رکھتے تھے اور جو اسّی سال تک یا یوں کہیں کہ تین پشتوں تک راج کرتے رہے لوگوں پر بہت درجہ تک پڑا ہوگا اور وہ اُن کے نقشِ قدم پر بہت درجہ تک چلے ہونگے۔ داؤد کی لیاقت موسیقی نے اور نیز اُس عجیب جانفشانی نے جس کے وسیلے اُس نے ہیکل کے اندر گانے بجانے کی خدمات کو ترقی دی اس دِل پذیر ہنر کی تحصیل کو بہت رونق بخشی ہوگی۔ اور جو کچھ داؤد نے علم موسیقی کے لئے کیا وہ سلیمان نے قدرتی تاریخ کے لئے کیا۔ ہم یہ سن کر متعجب نہ ہوں کہ اُس زمانے کی تمام غیر الہامی تصنیفات برباد ہوگئی ہیں۔ اگر ہومر (ہرادوتس صاحب کے قول کے مطابق کیونکہ اور مؤرخ مختلف وقت بتلاتے ہیں) مسیح سے ۸۸۴ برس پیشتر گذرا تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ جب اِلیڈ لکھی گئی اُس وقت سلیمان کو گور میں پاؤں پھیلائے سو برس گذر گئے تھے اور اگر اس کے ساتھ اس بات پر بھی غور کیا جائے کہ کیسی کیسی دقّتوں سے اِلیڈ محفوظ رہی ہے۔ اور پھر بھی یہ پختہ معلوم نہیں کہ جیسی اِلیڈ ہومر نے تحریر کی تھی ویسی کی ویسی ہمارے پاس

پہنچی ہے تو یہ ماننا تعجب کا باعث نہ ہوگا کہ اُس زمانہ کی تمام عبرانی تصنیفیں سوائے اُن کے جو الہامی مجموعہ میں شامل ہیں خاک میں مل گئی ہیں۔

مذہب کی حالت

نیز یہودی تاریخ کے اس زمانہ میں بہت سی مذہبی تبدیلیاں بھی واقع ہوئیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ سموئیل کے ماتحت سچّے مذہب میں ایک بڑی تازگی اور زندگی پیدا ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں کے سکولوں پر جو اُس نے قائم کئے نمایاں برکت آسمان سے نازل ہوئی۔ اور داؤد کے ماتحت اس تبدیلی کو اور بھی تقویت حاصل ہوئی۔ یعنی اول یہ ہؤا کہ آنے والا مسیح زیادہ وضاحت سے ظاہر کیا گیا۔ چنانچہ داؤد کو جیسا اوپر بیان ہؤا یہ خبر دی گئی کہ نجات دہندہ اُسی کے خاندان سے برآمد ہوگا۔ علاوہ ازیں خود داؤد سے جو مسیح کا ایک نمونہ تھا مسیح کی سیرت اور شخصیت کا اُن لوگوں کی نسبت جو اُس سے پہلے گذر چکے تھے زیادہ صاف اور روشن پتہ ملا۔ علاوہ اس کے داؤد کے زبوروں کے وسیلے دینداروں کے درمیان بندگی اور عبادت کی رُوح زیادہ صراحت۔ تقویت اور معموری کی صفات کے ساتھ درخشاں ہوئی ہوگی اور نیز لوگوں کی توجہ لاویوں کی نئی تقسیم اور ہیکل کی عبادت کی جدید ترکیب کے سبب سے اِن دنوں میں ہیکل کی معمولی خدمات کی طرف زیادہ مائل ہوئی ہوگی۔ ان دونو بادشاہوں کی نظمی تصانیف ہر دو کی سیرت کے ساتھ مطابقت رکھتی تھیں۔ چونکہ داؤد کا عہدِ سلطنت لڑائی اور جنگ کا عہد تھا اور سلیمان کا سلامتی کا لہٰذا داؤد طوفانوں اور لڑائیوں کا زبور نویس ہؤا اور سلیمان امن اور سلامتی کا۔ داؤد کے زبوروں پر جنگی ڈھول۔ ہتھیاروں کی جھنکار اور مصروف زندگی کے شور و غل کا چھاپا لگا ہؤا ہے۔ لیکن سلیمان کی نظم امن و امان کی تشبیہوں کے وسیلے یہ ندا دیتی ہے کہ "جاڑا گذر گیا مینہ برس چکا اور نکل گیا زمین پر پھولوں کی بہار ہے پرندوں کے چہچہانے کا وقت آ پہنچا اور ہماری سرزمین میں قمریوں کی آواز سنائی دینے لگی۔"

لوگوں کی سیرت

اب یہ دریافت کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ عام و خاص میں اس وقت دینداری کی روح کس درجہ تک پائی جاتی تھی۔ اس سوال کا بہت تسلّی بخش جواب نہیں مل سکتا۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ داؤد کے وقت میں بھی عام لوگ دیندار نہ تھے۔ ابی سلوم کی نازیبا حرکت کا کامیاب ہونا اس کا ثبوت ہے اگر یہودا کے فرقے میں فی الحقیقت دیندار لوگوں کی جماعت بہت بڑی ہوتی تو وہ نہ صرف اس سرکشی میں حصّہ لینے ہی سے باز رہتے بلکہ ان کی تاثیر اُس کی کامیابی کو روکنے میں بھی بہت کارگر ہوتی۔ سوال اصل

حالت یہ معلوم ہوتی ہے کہ کیا اچھے اور کیا بُرے وقتوں میں بعض بعض اشخاص ایسے ہوتے تھے اور اُن کا شمار کبھی زیادہ اور کبھی کم ہوتا تھا جو سرگرم دینداری اور روحانی خیالات سے پُر ہوتے تھے۔ اور خدا کی عبادت رُوح اور راستی سے کیا کرتے تھے۔ نہ فقط اس نیت سے کہ ایسا کرنا اُن کا فرض تھا بلکہ اس خیال سے کہ ایسا کرنا مسرّت کا باعث ہوگا۔ لیکن عوام یا تو بُتوں کو پوجا کرتے تھے اور یا خدا کی عبادت یعنی جیسے اُن کے حاکموں کی مرضی یا نمونہ یا حکم ہُوا کرتا تھا اُس کے مطابق کیا کرتے تھے۔ لیکن اُن کی رغبت ہمیشہ بُت پرستی کی طرف ہُوا کرتی تھی۔ پھر اُس ربط وضبط نے جو سلیمان نے غیر قوموں کے ساتھ پیدا کیا اور نیز اُس کے شخصی نمونہ نے اس رغبت کو دوبالا کر دیا۔ واقعی سلیمان کے عہد میں بُت پرستی اس ملک میں اس طرح گڑ گئی کہ جو مصلح بادشاہ بعد میں آئے اُن کی سرگرمی بھی اُس کی بیخکنی نہ کر سکی۔ اور فلسطین کی زمین بابل کی ستر سالہ اسیری کے واقع ہونے تک پورے پورے طور پر اس زہریلے پودے کی جڑوں سے آزاد نہ ہوئی۔

دسواں باب

اسرائیل یا دس فرقوں کی بادشاہی

رحبعام کے سرکشی کرنے سے لے کر اسیری تک

(پہلی اور دوسری سلاطین کی کتاب۔ دوسری تواریخ)

پہلی فصل ۔ سرکشی

فرقۂ افرائیم کی تاثیر اور بادشاہی کے لئے حرص۔ رحبعام کی احمقانہ کارروائی یربعام۔ سیسق شاہ مصر۔ جدائی کا واقع ہونا۔ اسرائیل کی بادشاہی۔ تاریخ کے زمانے۔ ایک بھی نیک بادشاہ نہ ہؤا۔ اسرائیل کی سلطنت کی تاریخ کا شجرہ

فرقہ افرائیم کی تاثیر اور بادشاہی کے لئے حرص بادشاہی کے متعلق اس فرقے کے وہ جھوٹے دعوے جو جدعون اور افتاح کے زمانہ میں بڑے زور و شور سے پیش کئے گئے تھے اب تک چلے آرہے تھے۔ اور جب کبھی ان کو یہوداہ کے شاہی عصا پر حجت کرنے یا اُسے ترک کرنے کا موقعہ ملتا وہ اُس موقعہ کو ضرور کام میں لاتے تھے۔ سلیمان کے عہد سلطنت کے آخری حصہ میں بہت لوگ اُس بوجھ کے سبب سے کڑکڑاتے تھے جو اُس نے اپنے دربار کی شان و شوکت کو برقرار رکھنے کے لئے اُن پر ڈال رکھا تھا اور اس ناراضی کا اصل سبب افرائیم کا فرقہ تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے بیٹے رحبعام کو شہر یروشلم اور فرقۂ یہوداہ کے درمیان یہ دعویٰ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی کہ تخت و تاج کا وارث میں ہی ہوں۔ لیکن سکم اور فرقہ افرائیم کی حدود میں اور نیز اُن فرقوں کے درمیان [illegible] افرائیم

کا اثر پڑا ہؤا تھا حالت دگرگوں تھی۔

رحبعام کی احمقانہ کارروائی

وہ زور اور طاقت جو افرائیم کو اب تک حاصل تھی اس بات سے ثابت ہوتی ہے کہ رحبعام کی تاجپوشی کے لئے جو مقام منتخب ہؤا سوسکم تھا جو افرائیم کا دارالسلطنت تھا۔ اس موقعہ پر اس جگہ تمام فرقوں اور خاندانوں کے سرگروہوں کا ایک بڑا بھاری مجمع فراہم ہؤا۔ اور انہوں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا تاکہ اُس بوجھ کے ہلکا کرانے کی کوشش کریں جو سلیمان نے اُن پر ڈال رکھا تھا۔ لیکن اُن کی مؤدبانہ درخواست سے جو رحبعام کے سامنے پیش کی گئی یہ سلوک ہؤا کہ اُس نے اُسے بڑی شوخی سے ردّ کر دیا اور یہ دھمکی دی کہ اُن کا بوجھ آگے کی نسبت اَور بھی بھاری کر دیا جائیگا۔ بادشاہ نے جب اس طرح لوگوں کے نقصان پر گستاخی کا اضافہ کیا تو اُن کا غصہ بھڑک اُٹھا۔ اُنہوں نے داؤد کے خاندان کے دعووں سے انحراف کیا اور رحبعام کا سردار محصول لینے والا ادورام پتھراؤ کیا گیا۔ اور رحبعام اپنی جان لے کر اپنی گاڑی میں جا گھسا اور یروشلم کو بھاگ گیا۔

یروبعام

لیکن اس بلوے میں سب کا سرغنہ یروبعام ابن نباط تھا جو سلیمان کے افسروں میں سے ایک تھا۔ یروبعام نے شروع ہی سے ظاہر کر دیا تھا کہ اُس میں انتظام کرنے کی عمدہ لیاقت پائی جاتی ہے کیونکہ سلیمان نے اس کو ایک طرح سے وایسرائے یا لفٹنٹ کی طرح بنی یوسف کے گھر کے سارے کاروبار پر مختار کیا (۱-سلاطین ۱۱/۲۸) یعنی اُس کو افرائیم پر اور اُن فرقوں پر جو افرائیم کے ساتھ تعلق رکھتے تھے افسر مقرر کر دیا تھا۔ اور جب وہ اس اعلیٰ درجہ کی انجام دہی کو جا رہا تھا تو راہ میں اخیاہ نبی جو سیلا کا باشندہ تھا اُس کو ملا اور اس کی خبر دی کہ اس ترقی کے سبب جو سلیمان کے وسیلے بُت پرستی نے پائی ہے دس فرقے اُس کی اطاعت چھوڑ دینگے اور یروبعام کی حلقہ بگوشی اختیار کرینگے۔ سلیمان نے اس خبر کو بڑی دہشت کے ساتھ سُنا اور یروبعام کو جان سے مارنے کے درپے ہؤا مگر وہ مصر کی طرف بھاگ گیا جہاں بادشاہ سیسق نے اُس کی حفاظت کی۔

سیسق بادشاہ مصر

اس سیسق کے بارے میں اِن دنوں بہت عجیب حالات معلوم ہوئے ہیں پہلے تو یہ مشہور تھا کہ یہ شخص ایک نئے خاندان کا بانی تھا۔ اور

یہ واقعہ اُس کی اُس مخالفت کا جو وہ سلیمان کے گھرانے سے رکھتا تھا کافی باعث سمجھا جاتا تھا۔ لیکن بروسنح صاحب کے قول کے مطابق اُن کتبوں سے جو اب پڑھے گئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیسق یا ششنق ہانک شاہ ارام نمرود کا بیٹا تھا جس نے مصر میں جاکر اس ملک کو فتح کیا اور اُسے ارام کی خراج گذار ریاست بنایا نمرود کی موت کے وقت اُس کا بیٹا ششنق ہانک بوباستس میں حکمرانی کرتا تھا اور اس کی حکمت عملی یہ تھی کہ سلیمان کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ یہی سبب تھا کہ اُس نے اسرائیل کی باغی سلطنت کی اس قدر مدد کی۔

پُوری پُوری علیحدگی سلیمان کی وفات کے بعد یربعام اپنے ملک کو لوٹا اور قوم کے دیگر رؤسا کے ساتھ سکم کو گیا۔ یہی وہ شخص تھا جو اُس گروہ کا پیشوا تھا جس نے رحبعام کے پاس جاکر وہ شرائط پیش کیں جو رحبعام نے رد کر دی تھیں یہی وہ شخص تھا جو بغاوت کا سرغنہ تھا جس نے دس فرقوں کو داؤد کے گھرانے کی اطاعت کا جوا اُتارنے کی ترغیب دی۔ اُس کے مزاج کی پُھرتی اور انتظامی لیاقت کی شہرت کے سبب سے جو اُس نے سلیمان کے ماتحت حاصل کی تھی۔ اور اُس پیغام کے سبب سے جو خداوند نے اخیاہ کی معرفت اُسے پہنچایا تھا سب نے متفق ہو کر نئی سلطنت کا تاج اُس کے سر پر رکھا۔ فقط یہودا کا فرقہ اور بنیامین کا بہت سا حصہ اور چند لوگ شمعون۔ دان اور دیگر فرقوں کے رحبعام کے مطیع رہے۔ آہستہ آہستہ لاوی بھی اپنے بھائیوں اہل یہوداہ سے آملے۔ لیکن ان کو چھوڑ کر باقی سب فرقے یربعام کے جھنڈے تلے فراہم ہوئے۔ جب بغاوت شروع ہوئی تو رحبعام نے فوج جمع کرنے کا اس خیال سے انتظام کیا کہ باغی فرقوں کو پھر اپنے تابع کرے مگر خداوند کا ایک نبی جس کا نام سمعیاہ تھا اس کام سے روکنے کو اُس کے پاس بھیجا گیا۔ اس ناچاقی کا علاج پھر کبھی نہ ہُوا۔ چنانچہ یہوداہ کی سلطنت اور افرائیم یا (جیسا پیچھے کہلانے لگی) اسرائیل کی سلطنت اپنے اپنے مختلف رستوں پر چلنے لگیں۔ کبھی کبھی ان میں صلح بھی ہو جاتی تھی مگر زیادہ تر آپس میں لڑائی رہتی تھی۔

اسرائیل کی سلطنت ہم پہلے دس فرقوں کی سلطنت کے حالات کا ذکر کرینگے یہ سلطنت دو سو پچاس برس سے کچھ زیادہ قایم رہی۔ اس عرصہ کے اختتام پر اسوریوں کے ہاتھ سے برباد ہوئی۔ عرصۂ مذکور میں اُنیس بادشاہ تخت پر بیٹھے جو نو مختلف خاندانوں سے بر آمد ہوئے

جن کی تاریخ کا ایک خلاصہ ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا۔ یہ سلطنت اپنی بُت پرستی کے سبب سے مشہور تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس الٰہی مقصد کو جو ابراہیم کی نسل سے وابستہ تھا پورا کرنے میں قاصر نکلی۔ بہت دیر تک اُس کی آزمائش کی گئی اور اصلاح کے لئے بہت سے موقعے دئے گئے مگر بہت کارگر نہ ہوئے۔ لہٰذا آخرکار وہ برباد کی گئی۔

اسرائیل کی سلطنت

یہوداہ کے بادشاہ	نبی	حکمرانی کا عرصہ	بادشاہ	خاندان	ہر زمانے کی بڑی بڑی خاصیتیں
رجبعام - ابیاہ - آسا	اخیاہ	۲۲ برس	۱ یروبعام اول	۱	
آسا		۲ 〃	۲ نداب		بت پرستی جڑ پکڑ رہی ہے۔ عرصہ قریباً ۵۰ سال
آسا	یاہو	۲۴ 〃	۳ بعشا	۲	
آسا		۲ 〃	۴ ایلا		
آسا		۷ دن	۵ زمری	۳	
آسا		۱۲ برس	۶ عمری		
آسا اور یہوسفط	ایلیاہ - میکایاہ	۲۲ 〃	۷ اخیاب	۴	بت پرستی غالب آتی ہے عرصہ ۴۸ سال
یہوسفط	الیشع	۲ 〃	۸ اخزیاہ		
یہوسفط یہورام اور اخزیاہ		۱۲ 〃	۹ یہورام		
یوآس		۲۸ 〃	۱۰ یاہو		
یوآس		۱۷ 〃	۱۱ یہوآخز		
یوآس اور امصیاہ	یونہ	۱۶ 〃	۱۲ یوآس	۵	بت پرستی کچھ کچھ روکی جاتی ہے۔ عرصہ ۱۰۲ سال
امصیا	ہوسیع اور عموس	۴۱ 〃	۱۳ یروبعام دوم		
عزیاہ		۶ ماہ	۱۴ زکریاہ		
عزیاہ		۱ ماہ	۱۵ سلوم	۶	
عزیاہ		۱۰ برس	۱۶ مناہیم	۷	بت پرستی آخرکار قومی تباہی پر ختم ہوتی ہے۔ مختلف بادشاہوں کی حکومت کے دور ۴۰ سے ۷۰ سال تک
عزیاہ		۲ 〃	۱۷ فقحیاہ		
عزیاہ - یوتام اور آخز	عودو	۲۰ 〃	۱۸ فقح	۸	
آخز اور حزقیاہ		۹ 〃	۱۹ ہوسیع	۹	

اسرائیل کی تاریخ کے مختلف زمانے اس سلطنت کی تاریخ کے چار بڑے بڑے حصے یا زمانے ہیں۔ جیسا یہ جدول بتاتا ہے پہلے حصے میں سب سے بڑا بادشاہ یربعام تھا دوسرے میں اخیاب۔ تیسرے میں یاہو اور چوتھے میں فقح۔ پہلے زمانہ میں بت پرستی نے جڑ پکڑی۔ دوسرے میں شباب کو پہنچی۔ تیسرے میں نبیوں کی تاثیر کے وسیلے کچھ کچھ روکی گئی۔ اور چوتھے میں اس نے سلطنت کی کامل بربادی میں اپنا پھل پیدا کیا۔

ایک بھی دیندار بادشاہ نہ تھا یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بھی دیندار نہ تھا۔ گو ان دس فرقوں کا یہوداہ کے شاہی عصا سے جدا ہونا الٰہی اجازت کے مطابق تھا بلکہ یوں کہیں کہ خدا کے تقرّر کے مطابق تھا تاہم دیکھا جاتا ہے کہ اس سلطنت پر کبھی خدا کی برکت نازل نہ ہوئی۔ دیگر بادشاہی خاندانوں کی بہت تھوڑی تاریخیں ایسی افسوسناک ہیں جیسی اسرائیل کے گھرانے کی تاریخ ہے۔ ایک بُت پرست اور نفرت انگیز عبادت اس سلطنت کا گویا مانا ہوا اور مُقرّری مذہب تھا اور اگر خدا کے غضب کو مشتعل کرنے کے لئے اور کوئی سبب نہ ہوتا تو دان اور بیت ایل کے بچھڑے اُس کو غصّہ دلانے کے لئے کافی تھے۔ شاید بُت پرستی کا اسرائیل کی بادشاہی میں غایت درجہ تک پایا جانا ہی یہوداہ کی ہمعصر بادشاہی میں اُس کو روکنے کا سبب ہوا۔ اگر وہ آپس میں ایک دوسرے سے جدا جدا نہ ہوتیں تو تمام ملک میں یہ نفرت انگیز بلا پھیل جاتی۔

دوسری فصل۔ یربعام۔ بعشا اور زمری کے خاندان۔ بُت پرستی کا جڑ پکڑنا

یربعام کے مضبوط شہر۔ دان اور بیت ایل کے بچھڑے۔ نداب کی حکمرانی خونریزی کی حکمت عملی بعشا کی حکومت۔ ارام سے لڑائی۔ ایلاہ اور زمری کی حکومت۔

یربعام کے مضبوط شہر یربعام نے اپنے شاہانہ دور کے شروع ہی میں یہ بات ظاہر کر دی کہ وہ خدا کی کچھ پروا نہ کرتا تھا اور نہ یہ سمجھتا تھا کہ وہ اپنے لوگوں کے لئے حفاظت اور برکت کا

منبع ہے۔ سو اُس نے سکم کو جو اُس کی سلطنت کے مرکز میں ایک مضبوط جگہ تھی پھر تعمیر کر کے محکم بنایا اور یردن کے پار بھی ایک قلعدار مکان بنانے کی آرزو سے فنی ایل کو چن لیا جو یبوق کے کنارہ پر واقع تھا جہاں یعقوب فرشتے کے ساتھ کشتی لڑا تھا۔ اور جہاں جدعون نے برج کو مسمار کیا تھا۔ ان جگھوں کی پہلی تاریخ سے اُسے یہ سیکھنا چاہیئے تھا کہ خدا کی حضوری اور رحمت کے سامنے فصیلیں اور برج ناقص پناہگاہیں ہیں لیکن اُس نے اس قسم کی نصیحتوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ اپنے خاندان کی رہائش کے لئے اُس نے ترضہ کو انتخاب کیا (۱۔ سلاطین ۱۴/۱۷)۔ ترضہ کی خوبصورتی کی تعریف سلیمان کی غزل الغزلات ۶/۴ میں درج ہے۔ اگر ترضہ کی جائے وقوع جیسا قیاس کیا جاتا ہے سکم سے ٹھیک چند میل کے فاصلہ پر شمال مشرق کے رُخ واقع تھی۔ تو پھر یہ کہنا درست ہے کہ وہ اُس پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا جو چاروں طرف زیتون کے درختوں سے جو اردگرد کے سب پہاڑوں پر اُگ رہے تھے گھرا ہوا تھا اور جہاں سے بہت دور دور تک نگاہ کام کرتی تھی۔ یہ جگہ عمری کے ایام تک پایہ تخت رہی جس نے شاہی دربار کو سمرون کے پہاڑ پر جو اور بھی خوبصورت اور نزدیک تھا قائم کیا۔

دان اور بیت ایل کے بچھڑے لیکن یربعام کا وہ قصور جس نے اُس کے نام کو جو تاریخ میں عزت کے تاج سے آراستہ ہو سکتا تھا ابدی بے حرمتی سے داغدار کیا یہ تھا کہ اُس نے دو بچھڑے عبادت کے لئے نصب کئے۔ ایک دان میں اور دوسرا بیت ایل میں یہ جاننا مشکل ہے کہ آیا اس حرکت میں اُس کی بے دینی کو زیادہ دخل تھا یا اُس کی حکمت عملی کو اُس کی اصل غرض تو یہ تھی کہ لوگوں کو یروشلم میں جانے اور مذہبی عیدوں میں شامل ہونے سے روکے کیونکہ وہ ڈرتا تھا کہ اگر وہ جاتے رہے تو اُس کی اطاعت سے منہ موڑ کر شاہ یہوداہ کے مطیع بن جائینگے اور جن جگھوں میں بُت نصب کئے گئے اُن میں سے ایک اُس کی سلطنت کی شمالی اور دوسری جنوبی سرحد پر واقع تھی لہٰذا اُس کا تمام ملک بُت پرستی کی دو بڑی محکم جگھوں کے درمیان واقع تھا۔ سال میں تین دفعہ آنے کی بجائے اُس نے یہ حکم صادر کیا کہ صرف ایک ہی مرتبہ آیا کریں۔ پھر جو وقت لوگوں کے فراہم ہونے کے لئے مقرر کیا وہ فسح سے صرف ایک ماہ پیچھے تھا لہٰذا لوگوں کے لئے دونو جگہ یعنی بیت ایل اور یروشلم کو جانا بہت مشکل ہوتا معبودوں کی پوجا بھی اُس مذاق کے مطابق جو لوگ ان ممنوع مگر دلپسند علامتوں کے لئے رکھتے تھے جاری کی گئی اور بچھڑے بنانے کا خیال اُس کے دل میں غالباً اُس طرز عبادت سے پیدا

ہوا ہوگا جو اُس نے مصر میں دیکھی تھی۔ اس ساری کارروائی سے بدی کی ایک بڑی سرکش روح ظاہر ہوئی اور ایک نبی نے جو یہوداہ سے بھیجا گیا تھا خدا کے نام سے بڑی سنجیدگی کے ساتھ اس تمام کارروائی پر لعنت کی اور بتایا کہ داؤد کے خاندان سے جو یربعام کا ہمعصر ہے یوسیاہ نام ایک شہزادہ اُٹھیگا جو بیت ایل کے کاہنوں سے بدلہ لیگا۔ لیکن اس نبی کو خدا کے حکم سے ذرا سا انحراف کرنے کے سبب سے یہ سزا ملی کہ وہ جان سے مارا گیا۔ اور اس حادثہ نے یربعام اور اُس کی رعایا کو جتا دیا کہ خدا اپنے شاہی اختیار کی نسبت کیسا غیرتمند ہے۔ لیکن نہ اس بات نے اور نہ اُس آگاہی نے اس پر کچھ نیک اثر پیدا کیا جو اخیاہ سیلانی نے اُس کی بیوی کو دی جب وہ اپنے بیمار بیٹے کی نسبت اُس سے مشورت کرنے آئی۔ اس نے رذیل سے رذیل لوگوں کو کاہن بنایا اور اپنے لئے تواریخی دنیا میں وہ نفرت انگیز خطاب حاصل کیا جو ان الفاظ سے ظاہر ہے "یربعام ابن نباط جس نے اسرائیل سے گناہ کروایا"۔

نداب کی حکمرانی بائیس سال راج کرنے کے بعد یربعام نے تاج شاہی اپنے بیٹے نداب کے حوالہ کیا۔ مگر وہ بھی باپ کے نمونہ پر چلتا رہا۔ مگر شاہی تخت پر بیٹھنے کے دو سال بعد جس وقت وہ فلستیوں کے ایک شہر کا محاصرہ کر رہا تھا اُسے بعشا نے جو اسکار کے فرقہ کا تھا جان سے مار ڈالا۔ اس بادشاہ سے کوئی ایسی عجیب بات سرزد نہ ہوئی جس سے اُس کے عہدِ سلطنت کو شہرت حاصل ہوتی۔

قتل کرنے کی حکمت عملی اس سلطنت میں وہ حکمت عملی جو مشرقی ممالک میں بہت عام ہوتی ہے یعنی حکمران بادشاہوں کے برخلاف سازش کرنا اور اُس کے رشتہ داروں کو مار ڈالنا اور قتل کرنا بکثرت رائج تھی لیکن یہوداہ کی سلطنت میں جو اسرائیل کی سلطنت کے ہمسایہ میں واقع تھی۔ ایسی سازشیں بہت کم اور شاذو نادر ہی ہوئی تھیں۔ اور وہاں ایک ہی خاندان کئی پُشتوں تک حکمران رہا اور یہ بات خدا کی حفاظت اور اُس وفاداری کا پختہ ثبوت ہے جو اُس نے اُس وعدہ کے پورا کرنے میں دکھائی جو داؤد کے ساتھ کیا تھا۔

بعشا کی حکومت بعشا نے جو نداب کا قاتل تھا سلطنت پر قبضہ کیا اور اپنی حفاظت کے لئے یربعام کے تمام گھرانے کو قتل کر ڈالا۔ اور پھر رامہ کو بنانا یا یُوں کہیں کہ مضبوط کرنا شروع کیا تاکہ یہوداہ کی بادشاہی کے ساتھ ہر قسم کا رابطہ قطع کر دیا جائے۔ رامہ پہلے سموئیل کے رہنے کی جگہ تھی۔ یہ شہر اُن بڑے بڑے حدوں کے پاس واقع تھا جو ملک کے جنوبی

حصّہ کو وسطی حصّہ سے ملاتے تھے۔ یہیں مضبوط کیئے جانے کے بعد وہ مطلب جو بعشا کے مدِّ نظر تھا بخوبی پورا ہو سکتا تھا۔ نداب کی طرح بعشا بھی یہوداہ کی سلطنت کے ساتھ ہمیشہ جنگ میں مصروف رہا۔ اُس کا حریف آسا جو یہوداہ کا بادشاہ تھا۔ اس قدر اُس سے بجان آیا کہ اُس نے ارام کے بادشاہ بن حدد کے پاس بہت سے رشوتی تحفے بھیجے تاکہ بعشا کے برخلاف اُسے مدد دینے پر آمادہ کرے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ دمشق اور اُس کے ارد گرد کا علاقہ داؤد نے فتح کر لیا تھا۔ لیکن سلیمان کے ماتحت ایک شخص نے جس کا نام رزون تھا اور جو ایک قریب کی ریاست ضوبہ کے بادشاہ ہددعزر کا خادم تھا دمشق پر قبضہ کر لیا تھا اور عمر بھر سلیمان کی مخالفت کرتا رہا تھا۔ شاید اُس کی طرف سے دمشق کے خراج کا بند ہو جانا ہی (اور یہ خراج بہت بڑا ہوگا) وہ وجہ تھی جس کے سبب سے پہلے سلیمان نے اور پھر اُس کے بیٹے رحبعام نے محاصل کا اتنا بڑا بوجھ اپنی رعیت پر ڈالا۔ بن حدد جس کی نسبت بعض کا یہ گمان ہے کہ وہ اس رزون کا پرپوتا تھا اس وقت تخت نشین تھا اُس نے اس رشوت کو جو آسا نے دینی چاہی قبول کیا۔ بہت برسوں تک دمشق کے ارامیوں نے اسرائیل اور نیز یہوداہ کی بادشاہی پر نہایت پُرزور اثر ڈالا۔

ارام کے ساتھ لڑائی فلسطین کی شمالی سرحد جو دمشق کے قریب واقع تھی بہت جلد حدد کی طاقت کے ثبوت دینے لگی۔ چنانچہ وہ جلد جلد یکے بعد دیگرے مختلف جگہوں کو برباد کرنے لگا مثلاً اُس نے ایجان۔ دان اور ابیل بیت معکہ کو اُس علاقہ سمیت جو جھیل گلیل اور نفتالی کے فرقہ کے ارد گرد واقع تھا اجاڑ ڈالا۔ لہٰذا اسرائیل کے بادشاہ کو اُن تجویزوں سے جو وہ رامہ کی نسبت کر رہا تھا دست بردار ہو کر اپنی سلطنت کے شمالی حصّہ کو بچانے کے لئے بھاگنا پڑا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اہل ارام بغیر لڑائی کے واپس چلے گئے۔ پھر خدا نے اس بات کے لئے کہ بعشا کے پاس اُس کی شرارت کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہے اور نیز اس لئے کہ وہ اپنی مصیبتوں کی اصل جڑ سے واقف ہو جائے ایک نبی بھیجا کہ اُس کے ناواجب کاموں کے سبب اُسے ملامت کرے۔

ایلا اور زمری کا عہد سلطنت بعشا اور اُس کا بیٹا ایلا جس نے محض دو برس حکمرانی کی دونو یربعام کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ ایلا کو اپنے کپتانوں میں سے ایک کپتان کے ہاتھ سے جس کا نام زمری تھا وہی سلوک اُٹھانا پڑا جو نداب نے بعشا کے ہاتھ

اُٹھایا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے تمام خاندان سمیت اپنے محل میں ملدا گیا اور اُس کی وفات کے ساتھ اسرائیل کے دوسرے خاندان کا خاتمہ ہُوا۔ زمری کی نسبت مشکل سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک نئے خاندان کا بانی تھا کیونکہ وہ صرف ایک ہفتہ بھر حکمران رہا۔ جب عمری نے جو تخت کا دوسرا دعویدار تھا اُسے ترضہ کے محل میں گھیر لیا تو اُس نے مصیبت سے تنگ آکر محل کو آگ لگا دی اور جل کر مر گیا۔

تیسری فصل۔ عمری کا خاندان۔ ایلیاہ اور الیشع کا زمانہ۔ بُت پرستی کی گرم بازاری

عمری سمرون کو تعمیر کرتا ہے۔ اسوری کتبے۔ اخیاب کی فرماں روائی۔ ایزبل۔ ایذارسانی۔ ایلیاہ کا ظاہر ہونا۔ کوہ کرمل پر بحث۔ اُس کا نتیجہ۔ ایلیاہ کا حورب کو جانا۔ ارام کے ساتھ لڑائی۔ بن حدد کا شکست پانا۔ اخیاب کی موت۔ نباط کا تاکستان۔ یریحو کی لعنت۔ اخزیاہ کی حکمرانی۔ سوابی پتھر۔ یہورام کی حکمرانی۔ ایلیاہ اور الیشع بیت ایل میں۔ پھر یریحو میں۔ یردن پر۔ ایلیاہ کا آسمان کی طرف اُٹھایا جانا۔ تبدیلی کا پہاڑ۔ الیشع کا کام۔ الیشع کے معجزے۔ ارامی نعمان۔ جلجال میں۔ نعمان کا ایمان لانا۔ جیحازی۔ الیشع کے معجزوں کی تاثیر۔ ارام کے ساتھ لڑائیاں۔ الیشع دمشق میں۔ اخیاب کے گھرانے کی بربادی۔ یاہو۔

عمری سامریہ کو تعمیر کرتا ہے اسرائیل کے شاہی تاج کے لئے چار سال تک دو دعویدار آپس میں لڑتے رہے اور وہ عمری اور تبنی تھے۔ لیکن آخرکار عمری کامیاب نکلا۔ جب وہ تخت پر بیٹھا تو اُس نے ترضہ کے مسمار محل کی مرمّت کرنے کی بجائے سمرون کی پہاڑی کو جو نزدیک ہی واقع تھی مول لیا۔ اور اُس شہر کو تعمیر کیا جو اسی نام سے مشہور ہُوا۔ اور یہ نام اُسے سمر کی یادگار کے لئے دیا گیا تھا جو اس پہاڑ کا پہلا مالک تھا۔ سمرون کی عمدہ پھیلی ہوئی پہاڑی بہت درجہ تک پہاڑ کہلانے کے قابل ہے ایک وسیع اور

عمدہ طاس کے درمیان واقع ہے جس کے چاروں طرف بہت اُونچے اُونچے پہاڑ کھڑے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم شہر کچھ درجہ تک پہاڑ کی ہموار چوٹی پر واقع تھا اسی سبب سے یسعیاہ اُس کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ مثلاً گھمنڈ کا تاج "شاندار شوکت جو شاداب وادی کے سرے پر ہے"۔ (یسعیاہ ۲۸/۱-۴) یہ شہر جو سمر کی پہاڑی پر واقع تھا اسرائیل کی آیندہ تاریخ کے کئی عجیب واقعات کا ایک منظر ہے۔

اسوری کتبے عمری کا عہد عام قسم کی ظاہری اقبالمندی کا عہد نہ تھا۔ اُس زمانہ کے اسوری کتبوں میں اس بادشاہ کا وہ اسرائیلی نام ہے جس سے اسوری بخوبی واقف معلوم ہوتے ہیں۔ کئی صدیوں تک سمرون اسوریوں کے نزدیک بیت عمری کے نام سے مشہور رہا جس کے معنی ہیں عمری کا گھر اور جس وقت اہل اسور دوسرے گھرانے کے بادشاہوں سے مس پیدا کرتے ہیں جو عمری کے خاندان کے بعد تخت نشین ہوئے تو اُن بادشاہوں کو بھی اسی بڑے سپہ سالار کی اولاد سے سمجھتے ہیں۔ شاید وہ اس کو اِس سلطنت کا بانی جانتے تھے پس اسوریوں کے کتبے عبرانی تاریخ کے ساتھ اس امر میں مطابقت رکھتے ہیں کہ یہ بادشاہ ایک بڑا بادشاہ تھا اور خصوصاً اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ وہی اُس پایۂ تخت یعنی سمرون کا بانی تھا جو بعد میں بنا کیا گیا۔

اخیاب کی فرمانروائی۔ ایزبل۔ ایذارسانی عمری کے بعد اُس کا بیٹا اخیاب جس کا نام مشاہیر تاریخ میں سے ہے اُس کا جانشین ہوا۔ اخیاب کے ماتحت ملک میں بُت پرستی کے لئے ایک عجیب قسم کا ہولناک جوش پیدا ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک بربادی کی طرف مائل ہوا۔ بُت پرستی کو تحریک دینے والی طاقت کی جڑ اخیاب کی جورو ایزبل تھی جو ریاست فنیکی کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ یہ عورت اہل فنیکی کے دیوتا بعل کی پوجا کو بڑی تیزی کے ساتھ مجذوبانہ طور پر ترقی دے رہی تھی۔ چنانچہ اُن پہلی عمارتوں میں جو اس نئے پایۂ تخت سمرون میں تعمیر ہوئیں ایک مذبح اور ایک ہیکل تھی جو اس بُت کے لئے بنائی گئی۔ ایزبل نے اپنی تمام طاقت اور قویٰ کو سچے خدا کی عبادت اور اُس کے عابدوں کے برخلاف صرف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کی خونی میری تھی۔ اگر خدا ایک عجیب نبی کو برپا نہ کرتا کہ اُس بُرے زمانہ میں سچائی کا عَلم بلند کرے تو اسرائیل کی سلطنت میں سچے مذہب کی حقیقت بالکل نیست ہو جاتی۔

ایلیاہ کا ظاہر ہونا جلعاد کے جنگل سے معمور پہاڑوں اور وادیوں میں سے ایک عجیب قسم کا آدمی ایک عجیب قسم کے پیغام کے ساتھ یکدیک برآمد ہو کر شاہ اخیاب کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔ واقعی بادشاہ کی حیرت کی اُس وقت کچھ انتہا نہ ہوگی جب اس عجیب قاصد نے نیچے زرخیز وادی پر نظر ڈال کر جو اُس وقت معمولی بارش کی گویا منتظر بیٹھی تھی۔ یہ ہولناک الفاظ اپنے منہ سے نکالے "خداوند اسرائیل کے خدا کی حیات کی قسم جس کے سامنے میں کھڑا ہوں۔ اِن برسوں میں نہ اوس پڑیگی نہ مینہ برسیگا۔ جب تک میں نہ کہوں" جونہی یہ الفاظ ختم ہوئے فوراً وہ غائب ہو گیا۔ اب ایلیاہ تشبی ایک ایسی جنگ میں مصروف ہوا جو اُس کی تمام عمر جاری رہی اور جو اخیاب کے زمانِ فرمانروائی کا ایک خاص معرکہ تھا۔ جب ایلیاہ اخیاب کو اس مقابلہ کی خبر دے چُکا تو اُس نے دیکھا کہ اُس کی تندی سے بچنے کے لئے کوئی چھپنے کی جگہ تلاش کرنا ضروری امر ہے سو اُس کے چھپنے کی پہلی جگہ قریت کے نالے پر تھی جو غالباً یرحو کے نزدیک واقع تھا جہاں کوّوں نے اُسے خوراک پہنچائی پھر کوئی سو میل کے فاصلے پر ایک جگہ تھی جہاں وہ اس جگہ کو چھوڑ کر گیا۔ یعنی صارپت جو فینیکی کا ایک حصہ تھا جہاں ایک بیوہ کے تیل اور آٹے کے وسیلے معجزانہ طور پر اُس کی پرورش ہوتی رہی اُس بیوہ کی شکرگذاری اُس نے ایک معجزہ کے وسیلے ادا کی جس سے اُس کے بیٹے کو مُردوں میں سے زندہ کیا۔ یہ جگہ جہاں وہ اب جلاوطن تھا صیدا کے قرب وجوار میں واقع تھی جو بعل کی پوجا کا گھر تھا۔ اغلب ہے کہ وہ اس لئے یہاں رکھا گیا تھا کہ اپنی آنکھوں سے اُس نفرت انگیز طریق عبادت کی کارروائی کو دیکھے جسے اخیاب اور ایزبل بنی اسرائیل کے درمیان بڑی جانفشانی کے ساتھ خدا کی سچی عبادت کے کھنڈروں پر تعمیر کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر اُس کا غضب وغصہ بُت پرستی کے خلاف اور بھی زیادہ جوش میں آیا ہوگا اور اُس کی کمرِ ہمت اس مشکل کام کے لئے زیادہ مضبوط باندھی گئی ہوگی۔ جو اُسے سپرد ہوا تھا لوتھر کی مانند جو روم جانے کے بعد پوپ کی خرابیوں کے خلاف اور بھی جوش میں آگیا۔

کرمل کے پہاڑ پر لڑائی جب خشک سالی کو تین سال ہو گئے تو خداوند نے ایلیاہ کو حکم کیا کہ پھر اخیاب کے روبرو حاضر ہو۔ اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہُوا کہ کوہ کرمل پر بعل کے کاہن اور ایلیاہ کسوٹی سے آزمائے گئے۔ یہ اس بات کی آزمائش تھی کہ آیا یہوواہ خدا ہے یا بعل۔ گمان ہے کہ وہ جگہ جہاں یہ لڑائی واقع ہوئی سلسلہ کرمل کے عین مشرق میں واقع تھی اور وہاں سے

850

پیچھے کی جانب سمندر اور سامنے بڑا میدان دکھائی دیتا تھا۔ پہلے یہاں خداوند کا ایک مذبح نصب تھا جسے ایزبل نے گروا دیا تھا۔ اس جگہ کے پاس ایک طرف کو بادشاہ اور اُس کے لوگ بعل اور عستارات کے آٹھ سو پچاس نبیوں سمیت صف آرا ہونگے اور دوسری جانب یہ خداوند کا نبی اپنی بارعب صورت کے ساتھ اکیلا کھڑا ہوگا۔ اُن کے سامنے اسدرلان کا تمام میدان پھیلا ہوا ہوگا اور اُس کے ساتھ ہی نیورا اپنے سلسلوں کے ساتھ بہت فاصلہ تک نمایاں ہوگا۔ وادی کے ایک کھلے ہوئے کونے کے پاس سطح مرتفع پر شہر یزرعیل مع اخیاب کے محل اور ایزبل کی ہیکل کے دکھائی دیتا ہوگا۔ اور سامنے ٹھیک دامن کوہ کے پاس دریائے قیسون بل کھاتا ہوا نظر آتا ہوگا جو پہاڑوں کے تنگ رہگذروں سے نکلتا ہوا جھیل عکہ میں جا گرتا تھا۔ ایسی خوبصورت جگہ جس سے گذشتہ زمانوں کی ایسی یادیں وابستہ تھیں اور جو اپنے موجودہ نظاروں کے سبب سے ایسی نادر تھی واقعی اُس جنگ کے لئے ایک موزون جگہ تھی۔ اِس جنگ کی مانند اُن تمام لڑائیوں میں سے جو اُن کے باپ دادوں نے نچلے میدان میں کی تھیں ایک بھی نہ تھی۔

اُس کا نتیجہ اس عجیب قسم کی لڑائی کا نتیجہ فیصلہ کُن تھا۔ آسمان سے آگ نازل ہوئی جس نے سچے خدا کے دعووں کو صادق ثابت کیا۔ بعل کے شکست خوردہ نبی پہاڑ کے نیچے دریائے قیسون کے پاس لائے اور تہ تیغ کئے گئے۔ اس کے بعد بادشاہ کوہ کرمل پر گیا اور قربانی کی ضیافت میں شامل ہوا اور ایلیاہ بھی گیا مگر دوسری چوٹی پر تاکہ وہاں جا کر دعا کرے۔ اُس نے اپنے نوکر کو سات مرتبہ بھیجا تاکہ بحیرۂ اعظم کی سطح کو دیکھے کہ آیا اُس میں بارش کے آثار دکھائی دیتے ہیں یا نہیں۔ آخرکار وہ نظارہ جس کا انتظار تھا نمودار ہوا۔ بادشاہ کے پاس پیغام بھیجا گیا کہ وہ اپنی گاڑی تیار کر کے اپنے محل کو بھاگ جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ مینہ قیسون کے پانی کو طغیانی پر لائے جیسا اُن دنوں میں لایا تھا جب اس دریا کے وسیلے سیسرا کے لشکر بہائے گئے۔ اور یوں اخیاب کا یزرعیل کو واپس جانا تک جلسے خداوند کا ہاتھ ایلیاہ پر تھا۔ اُس نے اپنے کپڑے کو اپنی کمر کے اردگرد باندھا اور وہ اُس زور و شور کے طوفان کے درمیان جو شام کے وقت آیا اپنی فتحمندی کے منظر سے لے کر یزرعیل کے مدخل تک جو اس جگہ سے بہت دور تھا مگر اس وقت بھی دکھائی دیتا تھا اخیاب کی گاڑی کے آگے آگے بھاگتا ہوا چلا گیا۔

ایلیاہ حوریب پر ایلیاہ کی فتح کی خبر نے ایزبل کے حسد سے پُر غضب کے شعلے کو اَور بھی دوبالا کر دیا۔ ایلیاہ جس کو اب یہ امید ہو گئی تھی کہ سچے خدا کی عبادت اب پھر اس سرزمین میں خالص طور پر ہُوا کریگی مجبور ہُوا کہ اپنی جان لے کر کسی اَور جگہ بھاگ جائے اب کی دفعہ صارپت کو جانے میں خیر نہ تھی لہٰذا وہ جنوب کی طرف بھاگ گیا۔ اس مملکت کی تمام وسعت میں بلکہ یہوداہ کی سلطنت میں بھی کوئی ایسی جگہ اُس کے سامنے نہ تھی جہاں وہ ایزبل کے غضب سے اپنے کو محفوظ سمجھتا۔ یہوداہ کے بادشاہ یہوسفط کی اخیاب کے ساتھ اُس وقت صلح تھی۔ اگر وہ وہاں جاتا تو شاید یہوسفط مجبور ہوتا کہ اُسے اخیاب کی رعیت میں سے بھاگا ہُوا باغی سمجھ کر اخیاب کے حوالے کر دے۔ پس وہ آگے آگے بڑھتا گیا حتیٰ کہ بیرسبع کے دشت میں جا پہنچا اور وہاں اپنے کو ایسا راندہ یا جلاوطن سمجھ کر کہ جس کی کوئی پروا نہیں کرتا اور تکان اور ماندگی سے تنگ آ کر رتمہ کے ایک درخت کے نیچے اس آرزو کے ساتھ لیٹ گیا کہ اگر موت آ جائے تو اچھا ہو۔ لیکن وہاں اُس کو معجزانہ طور پر خوراک اور طاقت پہنچائی گئی۔ بعد ازاں وہ اس نئی طاقت سے معمور ہو کر دشت کا راستہ طے کرتا ہُوا حوریب کے تنہا جنگلوں میں جا پہنچا۔ اس جگہ کو دیکھ کر اُس کے خیالات گذشتہ چھ سو سال کے واقعات کی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ انہی وادیوں میں موسیٰ کی آنکھ نے جلتی ہوئی جھاڑی کو دیکھا اور اسی جگہ سے وہ مصر کو واپس بھیجا گیا تھا تاکہ سچائی کے پھریرے کو ایسے عالم میں جب کہ سب کچھ تاریکی اور ناامیدی سے چھپا ہُوا معلوم ہوتا تھا پھیلائے اور اپنے لوگوں کو رہائی دے۔ یہی وہ چٹانیں تھیں جو آتشی شعلوں کے عکس سے ارغوانی ہو گئی تھیں اسی پہاڑ کی اونچی چوٹی وہ جگہ تھی جس کے ارد گرد بجلی کی چمک اور رعد کی کڑک اُس وقت اپنا جلوہ دکھاتی تھی جب خدا اپنے ہیبت انگیز تجمل کے ساتھ نمودار ہُوا۔ یہی وہ مقام تھا جہاں موسیٰ نے بچھڑے کی پرستش کے بعد بے ایمان گروہ کے لئے سفارش کی اور اپنی دعا کے جواب میں لوگوں کی معافی حاصل کی تھی۔ پس اس جگہ کا نظارہ ہر طرح اس نبی کے ایمان اور ہمت کو تر و تازہ کرنے والا تھا۔ اور اس کے سوائے خدا نے اُس کو ایک اَور خاص پیغام پہنچایا اور وہ بھی اس کا حوصلہ بڑھانے والا ثابت ہُوا۔ وہ دمشق کو بھیجا گیا کہ حزائیل کو ارام کی بادشاہی کے لئے ممسوح کرے اور اُس کے بعد یاہو کو اسرائیل کی حکمرانی کے لئے مسح کرے اور پھر ابیل محولہ (جو جھیل گلیل کے نزدیک تھا)

کے الیشع کو اپنی جگہ نبی ممسوح کرے۔ پس اُس نے دمشق کا سفر بڑی خوشی سے اختیار کیا اور اُس کی ہمت اور ایمان نے عجیب طور پر تازگی پائی۔ اور اُس کے ساتھ ہی اس کو الیشع کی صحبت بھی نصیب ہوئی جو بہت درجہ تک اُس کی طبیعت کا آدمی تھا تاکہ اُس کی زندگی کے باقی ماندہ سفر میں اُس کی خوشی اور فرحت کا باعث ہو۔

ارام کے ساتھ لڑائی اسی اثنا میں اخیاب کی توجہ مذہبی معاملات سے اُٹھ کر سلطنت کی حفاظت اور بچاؤ کی طرف مبذول ہوئی۔ بنی ہدد شاہ ارام پھر اس مملکت میں نمودار ہوا۔ اُس کے پچھلے حملہ کی نسبت اُس کی طاقت اب اَور بھی بڑھ گئی تھی۔ چنانچہ اُس وقت کم از کم بتیس بادشاہ جن کو غالباً اُس نے مغلوب کر کے اپنے شاہی دربار میں شامل کر لیا تھا اُس کے جھنڈے تلے موجود تھے۔ پس شمال کی اُن جگھوں سے گذر کر جنہیں اُس نے پہلے برباد کیا تھا اور سمرون کے مقابل پہنچ کر اپنی طاقت کا جھنڈا بلند کیا۔ اور اخیاب کے پاس ایک ناشائستہ پیغام بھیج کر اُس کے وسیلے اُس کی پوری پوری اطاعت طلب کی۔ اخیاب نے بڑے جوش سے اُس کے اس مطالبہ کو رد کیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد خداوند کے ایک نبی سے یہ خبر پائی کہ صوبجات کے سرداروں کے جوانوں سے بن ہدد شکست پائیگا اور جیسا نبی نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ لیکن دوسرے سال بن ہدد نے پھر حملہ آوری کا ارادہ کیا۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ اُس کے خادموں نے یہ کہکر اُس کو اکسایا کہ اگر آپ میدان میں لڑیں تو بہت کامیاب ہونگے کیونکہ میدان میں آپ کا رسالہ اور گاڑیاں بھی پہاڑوں کی نسبت اچھی طرح کام کرینگی۔ اور نیز اُس کے کانوں میں یہ بات بھر دی کہ اسرائیل کے الٰہ صرف پہاڑیوں کے الٰہ ہیں وادیوں کے نہیں۔

بن ہدد کی شکست پس بن ہدد پھر اتنی ہی فوج لے کر جتنی پچھلے سال برباد ہوئی تھی واپس آیا اور سمرون کے پہاڑی علاقہ سے کنارہ کش ہوکر اسدرلان کے میدان میں افیق کے نزدیک خیمہ زن ہوا۔ خداوند نے پھر ایک نبی بھیجا تاکہ اخیاب کو خبر دے کہ بن ہدد اپنے اُس کفر آمیز کلام کے سبب جو اُس نے اسرائیل کے خدا کے حق میں کہا ہے شکست فاش کھائیگا۔ پس میدان جنگ میں بیشمار ارامی کام آئے اور اُن سے کہیں زیادہ افیق کی ایک عمارت کے نیچے دب کر راہی ملک عدم ہوئے۔ بن ہدد مجبور ہوا کہ اخیاب کے سامنے سر نیاز خم کرے۔ مگر اخیاب نے غلطی سے اس کو جیتا چھوڑ

دیا اور اُس کے ساتھ عہد و پیمان کا رشتہ قائم کیا۔

اخیاب کی موت لیکن لڑائی پھر بہت جلد شروع ہو گئی۔ اس دفعہ جنگ گاہ جلعاد کا رامات تھا جو یردن کے مشرقی کنارے پر واقع تھا۔ اخیاب نے اپنے ہمسایہ یہوسفط کو ترغیب دی کہ اُس کے ساتھ اس لڑائی میں شامل ہو۔ ان بادشاہوں نے اس معاملہ کے متعلّق شروع میں جو غور و فکر کی تھی اُسے میکاہ کی وفاداری نے بڑا دلچسپ بنا دیا تھا۔ میکاہ خداوند کا ایک دیانتدار نبی تھا مگر اُس کے ساتھ بہت بدسلوک کیا گیا اُس نے اخیاب کو آگاہ کر دیا تھا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس وفادار نبی کا قول سچائی پر مبنی تھا۔ اخیاب لڑائی میں مارا گیا۔ اُس کی فوج تتّر بتّر ہو گئی اور یردن کی جلعادی اطراف میں بن ہدد نے اپنی مرضی کے مطابق جو چاہا سو کیا۔

نبات کا تاکستان اس مہلک معرکہ سے تھوڑی مدّت پہلے اخیاب سے ایک سخت گناہ سرزد ہوا جس کے سبب سے ایلیاہ کو اُس کے پاس جا کر خدا کی طرف سے سزا کا حکم سنانا پڑا۔ اخیاب نے یزرعیل میں کوہ جلبوعہ کے دامن کے پاس میدان اسدرلان میں ایک شاہی محل تعمیر کیا تھا۔ وجہ اس کی یا تو یہ تھی کہ وہ اُس جگہ کو پسند کرتا تھا اور یا شاید یہ کہ اُس کی جورو ایزبل اپنے وطن فنیکی کے نزدیک رہنا چاہتی تھی۔ نبات کی زمین اُس کے احاطہ کے ساتھ ہی لگی ہوئی تھی اگر وہ مل جاتی تو شاہی محل کا احاطہ نہایت فراخ ہو جاتا۔ پس بادشاہ بہت چاہتا تھا کہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے اُسے قبضہ میں لائے مگر نبات نے اپنے باپ دادوں کی میراث کو بادشاہ کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ ایزبل کے اشارہ سے لوگوں نے اُس پر کفر کی جھوٹی تہمت لگائی جس کے سبب وہ جان سے مارا گیا۔ اور جب اخیاب اُس تاکستان پر جسے وہ بہت چاہتا تھا قبضہ کرنے کو جا رہا تھا اُس وقت ایلیاہ اُسے راہ میں ملا اور یہ نبوت کی کہ جس جگہ کتّوں نے نبات کا لہو چاٹا ہے وہیں تیرا بھی چاٹا جائیگا اس نبوت کا ایک ایک لفظ پورا ہوا چنانچہ وہ گاڑی جو مجروح بادشاہ کو رامات جلعاد سے لائی تھی اُس کے خون سے آلودہ ہو گئی تھی۔ وہ سمرون کے حوض میں دھوئی گئی اور کتّوں نے جو مشرقی شہروں کے اردگرد آوارہ پھرتے رہتے ہیں آ کر اُس کے خون کو چاٹا۔

یریحو پر لعنت یہ بہت عجیب بات ہے کہ اخیاب کے زمانہ میں ایک اور ہولناک لعنت پوری ہوئی یعنی حی ایل جو بیت ایل کا باشندہ تھا اور جو شاید اُس جگہ کی بُت پرستی سے

بالکل بگڑ گیا تھا اور اس لئے خدا کے کلام کی تحقیر کرنے لگ گیا تھا بریحو کے خوبصورت کھیتوں اور چشموں پر فریفتہ ہو کر اُس دلکش شہر کو گیا اور اُس کی دیواریں بنانے لگا۔ اُس کے بڑے بیٹے کی موت نے جو بنیاد رکھنے کے وقت اور اُس کے چھوٹے بیٹے کی موت نے جو پھاٹک لگانے کے وقت واقع ہوئی یشوع کی لعنت کو لفظ بلفظ پورا کیا۔ (یشوع ۶/۲۶)

اخزیاہ کی حکمرانی اخیاب کا بیٹا اور جانشین اخزیاہ باپ کی طرح خصلت کا سا نہ تھا۔ مگر مزاج میں اس کی مانند تھا۔ اور اس کی طبیعت کا میلان جو وہ بُت پرستی اور زود اعتقادی کی طرف رکھتا تھا اس بات سے ظاہر ہوا کہ اس نے عقرون کے دیوتا بعل زبول کے پاس اپنا قاصد بھیجا کہ دریافت کرے کہ آیا وہ اُس چوٹ سے جو سمرون میں اُس کو لگی تھی شفا پائیگا یا نہیں۔ ایلیاہ کو حکم ہوا کہ وہ اُس کے پاس جائے اور اُس کی برملا گستاخی کے برخلاف شہادت دے جس سے اُس نے بعل زبول کو خدا پر ترجیح دی یہ خبر سُن کر بادشاہ نے زبردستی سے ایلیاہ کو پکڑنا چاہا مگر دو دفعہ یکے بعد دیگرے آسمان سے آگ نازل ہوئی اور پچاس پچاس آدمیوں کی جماعت کو جو اُسے گرفتار کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے بھسم کر گئی۔ لیکن یہ نبی اپنے خدا کی حفاظت کے زیر سایہ محفوظ رہا۔ آخر کار خدا سے حکم پا کر ایلیاہ خوف سے آزاد ہوا اور بے تامّل بادشاہ کے سامنے حاضر ہو کر اُسے خبر دی کہ سچے خدا کی تحقیر کرنے کے سبب اُس کو کبھی تندرستی نصیب نہ ہوگی۔ عقرون کے اس دیوتا بعل زبول کے معنے "مکھیوں کا دیوتا" ہیں۔ عقرون تو فلستیوں کے شہروں میں سے ایک شہر تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے اپنا مذہب فنیکیوں سے لیا تھا۔ یہ بات اچھی طرح معلوم نہیں کہ آیا عبرانیوں نے حقارت کی راہ سے اس کا نام بعل زبول رکھا تھا یا اُس کے پرستاروں نے اس خیال سے اُسے یہ نام دیا تھا کہ وہ مکھیوں کی تکلیف سے رہائی دینے میں اُسے مفید سمجھتے تھے۔ فنیکیوں کے بعض سکّوں پر ایک مکھّی کی صورت پائی گئی ہے اور گمان کیا جاتا ہے کہ وہ اِس بُت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

موآبی پتھر الکلام میں یہ واقعہ بڑی تاکید کے ساتھ قلم بند کیا گیا ہے کہ اخیاب کے مرنے کے بعد موآب اسرائیل سے باغی ہوا۔ اس واقعہ کو اُس ستون نے جو حال میں دستیاب

ہوا ہے بہت روشن کر دیا ہے۔ یہ ستون مواٰب کی سرزمین میں پایا گیا ہے۔ مواٰبی پتھر کے نام سے مشہور ہے اور اسی واقعہ کی یادگار میں نصب کیا گیا تھا۔ شاہ مواٰب میسا جو کہ بہت سی بھیڑ بکری کا مالک تھا (۲-سلاطین ۳/۴و۵) اسرائیل کی تابعداری سے پھر گیا اور اُن تمام واقعات کو ایک ستون پر جو اس معاملہ سے متعلق تھے کندہ کروایا۔ جس پتھر پر یہ کتبہ تحریر ہے وہ زمانۂ حال میں دستیاب ہوا ہے اور اُس کی تحریر بھی پڑھی گئی ہے۔ اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ عمری نے مواٰبیوں کو سخت تکلیف دینا شروع کیا تھا۔ اِسکے بعد اُسکے بیٹے اخی اٰب نے اس سختی کو جائز رکھا دونو نے ایک مدت تک جس کا عرصہ میسا کے حساب کے بموجب چالیس سال سے کم نہ تھا اس قوم کو خوب ستایا۔ لیکن اس کے بعد غالباً اخزیاہ کی حکمرانی کے پہلے سال مواٰبی باغی ہو گئے۔ میسا نے حملہ کر کے اُن مختلف شہروں کو جو ملک میں جابجا آباد تھے اور جہاں اسرائیلی فوج کے دستے مقیم تھے اپنے قبضہ میں کر لیا اور ایک سخت لڑائی کے بعد تمام علاقہ کو اپنا مطیع کر لیا۔ پھر اُن مواٰبی شہروں کو جو اسرائیلیوں کی سختی کے زمانہ میں برباد ہو گئے تھے آباد کیا۔ اُن کے قلعوں کو مضبوط کیا اور ہر طرح اُن کو رونق بخشی اور خوبصورت بنایا۔

یہورام کی حکمرانی - ایلیاہ اور الیشع بیت ایل میں

اخزیاہ کے بعد اُس کا بھائی یہورام تخت نشین ہوا اور بارہ برس تک حکمران رہا۔ اس کی حکومت کے شروع میں ایک ایسا نادر واقعہ سرزد ہوا جو یہودی اور دیگر تواریخ کے عظیم اور اعلیٰ واقعات میں داخل ہونے کے قابل ہے۔ ایلیاہ کا کام اب خاتمہ کو پہنچ گیا تھا اور وقت آ گیا تھا کہ یہ وفادار تشبی اُس عزت سے ممتاز کیا جائے جو اس سے پہلے دنیا کی تمام تاریخ میں صرف ایک مرتبہ انسان کو نصیب ہوئی تھی یعنی یہ کہ وہ زندہ آسمان پر اُٹھایا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ عرصہ تک الیشع کے ساتھ جلجال میں رہا اور نبیوں کے مدرسوں کا ملاحظہ کرتا اور اُنہیں تقویت اور تحریک دیتا رہا کیونکہ اِن دنوں اس ملک میں یہی وہ جگہیں تھیں جو حقیقی دینداری کا منبع تھیں۔ اس کے بعد وہ الٰہی ہدایت سے اس جگہ کو چھوڑتے اور پہلے غالباً کسی نزدیک چوٹی پر جاتے اور پھر اس جگہ سے اسی پُر راز قدرت کی رہنمائی سے بیت ایل کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ بیت ایل میں نبی زادے موجود ہیں جن کے دل آنے والی جدائی کے سبب مغموم ہو رہے ہیں۔

اور جب وہ الیشع کو دیکھتے ہیں تو اُس کے پاس ایسے چہروں کے ساتھ آتے ہیں جن سے سنجیدگی اور تفکر کے آثار نمایاں ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ آیا وہ جانتا ہے یا نہیں کہ خدا اُس کے رہبر کو اُسی دن اُس کے سر پر سے اُٹھا لیگا۔ وہ بتاتا ہے کہ مَیں جانتا ہوں۔ مگر یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کی نسبت گفتگو نہیں ہو سکتی کیونکہ میرے دل کے خیالات اس امر میں ایسے گہرے ہیں کہ بیان نہیں کئے جا سکتے۔

یریحو اور یردن پر اس کے بعد یہ دونو نبی پھر اپنے سفر کو اختیار کرتے اور یریحو کو جاتے ہیں۔ وہاں بھی یہی باتیں وقوع میں آتی ہیں۔ جہاں جہاں وہ جاتے ہیں وہ تمام مقامات الیشع کی خدمت کی منظرگاہیں بننے والی ہیں۔ اس سفر کا یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ اِس علاقہ کی روحانی نگرانی الیشع کے سپرد کی جائیگی۔ لیکن صرف اُسی درجہ تک کہ جس تک وہ خود قبول کرنے کو خوش ہو۔ ایک دو مرتبہ الیشع کو اجازت دی گئی کہ اگر وہ چاہے تو پیچھے رہ جائے لیکن ہر دفعہ اُس نے عجیب سنجیدگی کے ساتھ انکار کیا۔ دوسری منزل ان دونو نبیوں کی دریائے یردن کا کنارہ تھا۔ یریحو کے نزدیک بلند ٹیلوں پر ایک دور دراز فاصلہ پر انبیازادوں کی ایک جماعت کھڑی تھی تا کہ الٰہی قدرت کے اُس عجیب اظہار کو معائنہ کرے جو ظاہر میں جلوہ گر ہونے والا تھا۔ نبی کے دامن کے چھونے سے دریائے یردن کا پانی دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور ایلیاہ اور الیشع سوکھی زمین پر سے پار اُترے اور مردِ خدا نے اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ مجھ سے جدا ہونے سے پہلے جو مانگنا چاہتا ہے مانگ۔ چونکہ وہ ایلیاہ کے روحانی خاندان میں پہلوٹھا بیٹا تھا لہٰذا اُس نے اُس کی روح کا دو چند حصہ مانگا اور اُس کی درخواست قبول ہوئی۔

ایلیاہ کا آسمان پر اُٹھایا جانا وہ آگے بڑھتے چلے گئے تاوقتیکہ کوہستان نبو تک جا پہنچے۔ شاید وہ پسگہ ہی تھا جہاں موسیٰ غائب ہوا تھا اور وہ آگے بڑھتے اور باتیں کرتے جاتے تھے کہ دیکھو ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں نے اُن دونو کو جدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں آسمان پر چلا گیا۔ الیشع یہ دیکھ کر چلّایا اَے میرے باپ۔ میرے باپ۔ اسرائیل کے رتھ اور اُس کے سوار۔ پس اسرائیل کا نبی اپنے آقا

کے حضور جس کی خدمت اُس نے بڑی وفاداری سے کی تھی بُلایا گیا۔

مسیح کی صورت کے تبدیل ہونے کا پہاڑ ایک مرتبہ پھر ہزار سال کے بعد وہ موسیٰ کے ساتھ اسرائیل کے پہاڑوں پر اُترا اور اپنے دکھ اُٹھانے والے خداوند کے ساتھ ہمکلام ہوُا۔ یہ جگہ آسمان پر اُٹھائے جانے کی جگہ سے بہت دور تھی۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے غالباً یہ ملاقات کوہ حرمون کی چوٹیوں پر واقع ہوئی۔ اب یہ فیصلہ کرنا کہ آیا اُس کا آسمان پر اُٹھایا جانا یا اُس پہاڑ پر بھیجا جانا جہاں مسیح کی صورت تبدیل ہوئی تھی اُس کے لئے زیادہ عزت کا باعث تھا یہ ایک مشکل کام ہے۔

ایلیاہ کا کام ایلیاہ نے باوجود اپنی تمام دل شکنیوں کے ایک بڑا کام کیا۔ اُس نے اخیاب اور ایزبل کی مجذوبانہ تدابیر کو بہت درجہ تک بیکار کیا اور دس فرقوں کی بادشاہی کی بربادی کو بہت مدت تک روکا گو وہ اُسے بالکل دور نہ کر سکا۔ چونکہ وہ اس لئے برپا کیا گیا تھا کہ بدی کے زور اور سیلاب کا سامنا کرے لہٰذا ضرور تھا کہ وہ ایک سخت اور سنگین طبیعت کا آدمی ہو۔ ایسا آدمی جس کی عزت اور تعریف کرنا اُس کو پیار کرنے کی نسبت زیادہ آسان کام تھا۔ اُسے اپنی زندگی میں انجیل کی دلکش اور ملائم محبت کی نسبت شریعت کی اشد سختی کو ظاہر کرنا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان جانفشانیوں نے بیت ایل۔ جلجال اور یریحو اور اُن دیگر مقاموں کو جو اخیاب کی رہائش گاہ سے دور تھے بہت فائدہ پہنچایا۔ چونکہ اسرائیل کے بادشاہ شمال کی طرف بڑھتے گئے۔ مثلاً پہلے ترضہ کو گئے۔ پھر سمرون کو اور پھر کبھی کبھی یزرعیل کو بھی جاتے تھے۔ لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کی جنوبی سرحدیں یہوداہ سے زیادہ مشابہ تھیں جہاں اب بھی سچی دینداری بہت درجہ تک پائی جاتی تھی۔ اور اُس ہیکل اور مذبح کے سبب سے جو اخیاب نے بعل کے لئے بنائے تھے دان اور بیت ایل کی وہ عزت گھٹ گئی جو انہیں بت پرستی کی بڑی جگہ ہونے کے سبب سے حاصل تھی۔ غالباً یہی سبب ہے کہ بیت ایل جو کسی وقت بُت پرستی کی بڑی جگہ تھی اب انبیازادوں کی محکم جگہ بن گئی تھی۔ کوہ کرمل پر جو قابل یاد لڑائی ہوئی تھی اس کے بعد اور خصوصاً اخیاب کی وفات کے بعد خداوند کے بندوں کی ظاہری ابتدا

رسائی بند ہوئی اور انبیازادوں کے مدرسوں کا مقدس کام بغیر کسی طرح کی مخالفت کے انجام پاتا رہا۔

الیشع کے معجزے

ایلیاہ کے غائب ہو جانے کے بعد الیشع اسرائیل کی تاریخ میں چمکنے لگا۔ جو سختی ایلیاہ کی طبیعت میں پائی جاتی تھی وہی اُس کی سیرت کا بھی خاصہ تھی ہم دیکھتے ہیں کہ یریحو کے پانیوں کو معجزہ کے وسیلے میٹھا بنانے کے بعد وہ بیت ایل کو گیا۔ اور وہاں سے کوہ کرمل کو اور کرمل سے سمرون میں پہنچا۔ وہ ہنوز سمرون میں ہی تھا کہ لڑائی کا نرسنگا ایک مرتبہ پھر پھونکا گیا۔ اور جب اسرائیل۔ یہوداہ اور ادوم کے بادشاہ موآب سے لڑنے کو جا رہے تھے اُس وقت الیشع لشکر کے ساتھ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا لشکر بحیرہ مردار کے جنوبی کونے کے گرد گھوم کر اور ادوم کے علاقہ میں سے ہو کر جو اُس وقت ان بادشاہوں کی طرف تھا موآب کے ملک میں داخل ہوا۔ جب لوگ پانی کی قلت کے سبب سے تنگ آئے تو الیشع سے جو لشکر کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا اس بارے میں مشورت کی اور اُس کی دعا سے جو صرف یہوسفط کی خاطر کی گئی تھی پانی معجزانہ طور پر مہیا کیا گیا۔ دشمن نے شکست فاش کھائی۔ اس واقعہ کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ الیشع تمام ملک میں گھومتا پھرتا ہے۔ جہاں کام پاتا وہاں جاتا ہے اور دینداری کی روح کو تر و تازہ کرنے اور قائم رکھنے میں بڑی جانفشانی کرتا ہے۔ غالباً انہی دوروں میں سے ایک دورہ میں اُس نے یریحو یا جلجال کے نزدیک ایک بیوہ کے تیل کو اس درجہ تک بڑھایا کہ بیوہ نے اس سے اپنا سب قرض ادا کیا اور اپنے بیٹوں کو غلامی سے بچایا۔ اس کے بعد ہم اُس کو شونیم میں پاتے ہیں جو یزرعیل کے میدان میں اور شاہی محل کے قریب واقع تھا اور جہاں ایک اعلیٰ مرتبہ کی عورت نے کھلم کھلا اُس کی خاطر تواضع کی اور اُس کے لئے ایک کمرہ بنایا تاکہ جب کبھی وہ اپنے مشنری دورہ میں اُدھر سے گذرے تو وہیں اترا کرے۔ اُس وقت وہ بادشاہ کی نظر میں اور حفاظت کے کپتان کے نزدیک بہت سرفراز تھا۔ اس کے بعد ہم اُسے کوہ کرمل پر دیکھتے ہیں جہاں شونیمیت عورت اُس کے پاس آئی۔ اُس کا بیٹا مہلک مرض میں گرفتار تھا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اُس کے ساتھ شونیم کو جاتا اور اُس کے بیٹے کو زندہ کرتا ہے پھر ہم اُسے جلجال میں پاتے ہیں جہاں وہ معجزانہ طور پر انبیازادوں کو ایک زہریلی بوٹی کی تاثیر سے بچاتا ہے اور روٹی

اور میدہ کو جو بطور تحفہ کے دیئے گئے تھے معجزے سے اس قدر بڑھاتا ہے کہ چالیس اشخاص کے لئے کافی ثابت ہوتے ہیں۔

نعمان ارامی اِس کے بعد جو واقعہ اُس کی زندگی میں سرزد ہُوا وہ قابل یاد ہے۔ ارام کے عالی جاہ بادشاہ کا سپہ سالار نعمان کوڑھ کے مرض میں جو مشرقی امراض میں بہت نفرت انگیز مرض سمجھا جاتا ہے مبتلا تھا۔ اُس کے خانگی غلاموں میں ایک چھوٹی لڑکی شامل تھی جو اپنے اسرائیلی وطن سے ارامی حملوں میں سے کسی حملہ کے وقت یہاں لائی اور نعمان کے پاس بھیجی گئی تھی۔ اِس چھوٹی لڑکی نے اپنے آقا پر ترس کھا کر اپنی بی بی کے سامنے بڑی رِقت کے ساتھ اپنی دلی خواہش کو یُوں ظاہر کیا "کاش میرا آقا اس نبی کے ہاں ہوتا جو سامریہ میں ہے تو اُسے اُس کے کوڑھ سے شفا دے دیتا"۔ جب یہ لڑکی اپنے گھر سے علیحدہ کی گئی اُس وقت الیشع غالباً سمرون میں رہتا تھا۔ لیکن جب نعمان اُس کی تلاش میں سمرون میں آیا اُس وقت اُس کا مسکن یردن کے قریب جلجال یا یریحو میں تھا۔ جب شاہ یہورام نے سنا کہ وہ کیوں آیا ہے تو وہ گھبرا گیا کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے بادشاہوں کی طرح وہ بھی خدا کے خادم کے مرتبہ کو پورے پورے طور پر نہ پہچانتا تھا۔ حالانکہ وہی تمام ملک میں ایک سچا اور شریف رئیس تھا مگر بادشاہ اُسے اچھی طرح نہ جانتا تھا۔ پس جب اُس نے نعمان کا پیغام سُنا تو دل میں خیال کیا کہ ارام کا تندخو بادشاہ فقط لڑائی کا بہانہ ڈھونڈتا ہے۔

جلجال میں جب الیشع نے اِس واردات کا حال جلجال میں سُنا تو بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ اس ارامی شخص کو میرے پاس بھیجدو۔ پس ارامی لشکر افرائیم کے پہاڑ سے ہو کر اور اُس گہرے اور خشک درہ میں سے جہاں جلجال کو راستہ نکلتا تھا گذر کر آخرکار الیشع کے دروازہ پر پہنچا۔ لیکن جب الیشع کو اُن کے آنے کی خبر ملی تو اُس نے اتنا بھی نہ کیا کہ باہر آئے اور اپنی شکل دکھائے بلکہ اندر ہی سے نعمان کے پاس یہ پیغام بھیج دیا کہ جا کر یردن میں سات مرتبہ غسل کر۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے یہ پسند کیا کہ اپنے دل کی سچی مہربانی کو اس سخت بلکہ غیر مہذبانہ مروت کے پیغام کے پردے تلے چھپا رکھے۔ لیکن اُس ذی جاہ اور اجنبی شخص یعنی نعمان نے اس غیر مہذبانہ سلوک کے سبب سے بہت پیچ و تاب کھایا اور کڑکڑانا شروع کیا۔ لیکن انجام کار وہ اپنے خادموں کی سنجیدہ دلائل سے قائل ہو کر دریائے یردن پر جو

پاس ہی بہ رہا تھا گیا اور اس میں غسل کیا۔ یہ جگہ اُس مقام کے قریب ہوگی جہاں یشوع کے ماتحت اسرائیلیوں نے چھ سو برس کا عرصہ گذرا یردن کو عبور کیا تھا۔ نبی کے اس علاج نے نعمان کو اُسی دم فائدہ پہنچایا اور اُسے پوری پوری شفا بخشی۔

نعمان کا ایمان لانا تھوڑی دیر بعد نعمان نے الیشع نبی کے دروازے پر پھر حاضر ہو کر اُس کی شکر گزاری ادا کی اور بہت سا مال بطور نذر پیش کیا۔ الیشع نے سخت بے پروائی دکھائی اور اُس مال کے لینے سے انکار کیا۔ نعمان نے نہ صرف اپنے کوڑھ سے مخلصی پائی بلکہ اس بات کا بھی اقرار کیا کہ اسرائیل کا خدا سچا خدا ہے۔ اور رخصت کے وقت الیشع سے دو باتوں کی درخواست کی۔ ایک یہ کہ اُس جگہ کی مٹی کے دو بورے خچروں پر لاد کر لے جانے کی اُس کو اجازت دی جائے۔ شاید اُس کا یہ خیال ہوگا کہ اس جگہ کی مٹی متبرک ہے اور مجھے اسرائیل کے خدا کی پرستش کرنے میں بہت فائدہ پہنچائیگی۔ یہ خیال شاید کچھ کچھ اُسی طرح کا تھا جس طرح آج کل محمدی رکھتے ہیں کہ مکہ کی مٹی کو متبرک سمجھتے اور خیال کرتے ہیں کہ سوتے وقت اُس کو سر کے نیچے رکھنا نہایت مفید ہے۔ اُس کی دوسری درخواست یہ تھی کہ جب وہ رمّون کی ہیکل میں جایا کرے (کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اُس کا بادشاہ اُس کو جانے کے لئے مجبور کریگا) اور اُس کے سامنے سجدے کیا کرے تو اُس کا یہ فعل اُس کو بخشا جائے کیونکہ وہ درحقیقت اِس حرکت سے اُس بُت کے لئے کسی طرح کی سچی تعظیم کا اقرار نہ کریگا۔ ہم کو رمّون اور اُس کی پرستش کے بارے میں کچھ علم نہیں کیونکہ یہ نام نہ تو بائبل میں کسی اور جگہ آتا ہے اور نہ کسی اور قدیم مصنّف کی تحریر میں پایا جاتا ہے۔

جیحازی نعمان کا رخصت ہونا جیحازی کی تاریخ کے ایک قابل یاد واقع سے وابستہ ہے۔ جیحازی الیشع کا چاکر تھا۔ نعمان غالباً شمال کی طرف روانہ ہُوا کہ یردن کی وادی سے گذر کر دمشق کو جائے۔ وہ ہنوز تھوڑی دُور گیا تھا کہ جیحازی اُس کے پیچھے دوڑا اور اُسے کہنے لگا کہ کوہ افرائیم سے دو انبیازادے ابھی ابھی آئے ہیں اور میرے آقا نے ایک قنطار چاندی اور دو جوڑے کپڑے مانگے ہیں۔ اُس کے جھوٹ اور شرارت کے سبب سے الیشع نے خفا ہو کر کیونکہ اُس نے اُن تاثیروں کے کام کو جو اُس کے بے طمع سلوک سے پیدا ہونے والی تھیں زایل کر ڈالا یہ فتویٰ لگایا کہ نعمان کا کوڑھ اُس کو لگ جائے۔

الیشع کے معجزوں کی تاثیر اس کے بعد جو معجزہ الیشع نے کیا وہ ایک ہلکے درجہ کے معاملہ میں دکھایا گیا۔ اور وہ یہ تھا کہ ایک کلہاڑی جو انبیازادوں میں سے کسی نے مانگی تھی

دریائے یردن میں ڈوب گئی تھی۔ الیشع نے ایک لکڑی کا ٹکڑا اُسی جگہ پھینک دیا اور لوہا اُسی وقت تیرنے لگا۔ البتہ ان معجزوں کی تاثیر لوگوں پر بہت حد تک ہوئی ہوگی۔ اور سچے مذہب کی حالت نے بہ نسبت اخی ابہ کے عہد کے اس وقت بہت عمدہ صورت اختیار کی ہوگی۔ تاہم ایک شخص ملک میں تھا جس کا مزاج ناملائم اور دل بے تبدیل تھا اور وہ بادشاہ تھا۔ باوجودیکہ یہ سب معجزے دکھائے گئے اور ان کے بعد اور معجزے بھی الیشع نے دکھلائے تاہم بادشاہ کا دل نہ بدلا۔ الیشع ایک مرتبہ پھر یہ جگہ چھوڑکر دوسری جگہ گیا۔ شاید سمرون کو یا اُس کے قریب کسی جگہ (شاید دوتین کو) گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی موجودگی میں اُس کی بے خوف اور وفادار طبیعت نے بادشاہ کے دل کو اس کے برخلاف ایسا برانگیختہ کیا کہ تمام بڑی بڑی خدمات جو ملک کے حق میں اُس سے سرزد ہوئی تھیں ایک بھی اُس کے لئے سودمند نہ ٹھہری۔

ارام کے ساتھ اور لڑائیاں

اب ارام کے ساتھ ایک اور لڑائی شروع ہوئی۔ پہلی جنگ میں الیشع نے اپنے وطن کو ایک چالاکی سے بچایا تھا۔ اس زمانہ میں نیک اشخاص بھی ایسی چالاکیوں سے پرہیز نہ کرتے تھے۔ اُس کی دعا کے جواب میں سب ارامی اندھے ہوگئے اور اس نابیناپن میں سمرون میں لائے گئے۔ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ہم الیشع کے گھر کو جو دوتین میں ہے جا رہے ہیں۔ دوسری جنگ میں بن ہدد اپنا تمام لشکر ساتھ لے کر آیا اور سمرون کا محاصرہ کیا۔ کال اس وقت ایک ہیبتناک صورت میں پھیلا ہوا تھا۔ عورتیں اپنے بچوں تک کو مار کر کھا رہی تھیں۔ بادشاہ نے جو اس وقت غصہ سے بھر رہا تھا اس ساری کارروائی کا الزام الیشع پر ڈالا اور قسم کھائی کہ اس کا سر اُس کی گردن پر سے شام سے پہلے اُتار ڈالونگا۔ لیکن اس بیدین کی دھمکی نے الیشع کے دلی اطمینان کو تہ وبالا نہ کیا بلکہ اُس نے بڑی سنجیدگی سے یہ نبوت کی کہ کل سمرون کے باشندے کثرت سے کھائیں پیئنگے۔ اور اُس کی نبوت لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ ارامی فوج پر رات کے وقت عجیب قسم کی دہشت چھا گئی اور وہ یردن کے گھاٹوں کی طرف تتر بتر ہوکر بھاگ گئی۔ سمرون کے لوگوں نے اُن کے خیمہ گاہ میں جاکر اور اسباب معاش بکثرت وہاں موجود پاکر اپنی بھوک کے مطابق کھایا پیا اور آسودگی حاصل کی۔

الیشع دمشق میں

کچھ عرصہ بعد الیشع دمشق میں آیا۔ مگر اُس کی شہرت اس جگہ اُس کے آنے سے پہلے پہنچ گئی تھی۔ نعمان جو بڑا جنگی شخص تھا اُس کی خبر جلجال سے اپنے وطن کو لے گیا تھا۔ اور اسی طرح بن ہدد کی سپاہ دوتین سے اور خود بن ہدد سمرون سے اس خبر کو اپنے ملک میں لے گئے تھے۔ سو جب الیشع دمشق میں آیا انہوں نے بڑی عزت اور حشمت سے اس کا استقبال کیا اور بہت

سا مال نذر کے طور پر چالیس اُونٹوں پر لدا ہوا بادشاہ کی جانب سے اُس کے پاس بھیجا گیا۔ بن ہدد اس موقعہ پر بیمار تھا اور یہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ شفا پائیگا یا نہ پائیگا۔ اس نبی نے اس کو خبر دی کہ بیماری تو مہلک نہیں تاہم بن ہدد بادشاہ اپنی زندگی کے خاتمہ کے قریب پہنچ گیا ہے اور اُس کا جانشین حزائیل ہوگا۔ یہ وہی افسر تھا جو اس وقت الیشع سے گفتگو کر رہا تھا۔ اُس نے یہ بھی بتایا کہ حزائیل اسرائیل پر ایسے جور و ستم روا رکھیگا کہ اُن کے خیال سے نبی کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے دوسرے دن حزائیل نے بادشاہ کا گلا گھونٹ کر اُسے مار ڈالا اور آپ ارامی تاج کا مالک بن بیٹھا۔

اخیاب کے گھرانے کی بربادی

اسی طرح کا ایک اور انقلاب ظہور میں آنے والا تھا عمری اور اخیاب کے گھرانے میں سے گو چار بادشاہ اب تک اسرائیل کے تخت پر بیٹھ چکے تھے تاہم اس شریر خاندان کا فاتحہ ایک عرصہ سے پڑھا جا چکا تھا۔ ارام اور اسرائیل کے درمیان ایک اور لڑائی واقع ہوئی۔ پہلے کی طرح اس دفعہ بھی رامات جلعاد پر یہ لڑائی ہوئی۔ بادشاہ یہورام اس لڑائی میں زخمی ہو کر یزرعیل میں لایا گیا جہاں اُس کا رشتہ دار شاہِ یہوداہ اخزیاہ اُسے دیکھنے کو آیا۔ یاہو جو یہورام کا سپہ سالار تھا اس وقت رامات جلعاد میں لڑائی کا اہتمام کر رہا تھا۔ انبیا زادوں میں سے ایک نبی رامات کی طرف اُس کے پاس بھیجا گیا تا کہ وہاں جا کر اُسے اسرائیل کی بادشاہی کے لئے ممسوح اور اس بات کے لئے مقرر کرے کہ اخیاب کے شریر گھرانے کی بیخکنی کرے شاید کبھی کسی آدمی نے خونریزی کے کام کو ایسی دلچسپی سے انجام نہیں دیا جیسا یاہو نے دیا۔ جب فوج اُس کے بادشاہ ہونے کی منادی کر چکی تو اپنی گاڑی پر سوار ہوا اور یردن سے پار اُتر کر یزرعیل کی طرف سرپٹ روانہ ہوا۔ اور جس وقت وہ بڑی تیزی کے ساتھ جا رہا تھا اُس وقت نگہبانوں نے یزرعیل کے بُرج میں سے اس کو دیکھا اور اُس کے آنے کی خبر بادشاہ کو پہنچائی۔ یہورام اور اخزیاہ دونو اپنی گاڑیوں پر سوار ہو کر اُس کے مقابلہ کو نکلے۔ لیکن وہ دونو اخیاب کے گھرانے سے علاقہ رکھتے تھے۔ لہذا یاہو کی تلوار اُن دونو کے لہو کی پیاسی تھی۔ یاہو نے ایک تیر سے یہورام کا کام تمام کیا۔ وہ تو تیر کھا کر اُس قطعہ زمین پر جو نبات کی ملکیت سے تھا گر گیا مگر اخزیاہ بھاگ نکلا۔ یاہو نے اُس کا تعاقب مجدو تک کیا۔ وہ بھی آخرکار مجروح ہو کر چل بسا۔ اور ایزبل یزرعیل میں ایک کھڑکی میں سے گرائی گئی اور اُس کے گوشت کو کتوں نے کھایا۔ اخیاب کے ستر بیٹے سمرون میں مارے گئے اور اخزیاہ کے بھائی بھی اُسی جگہ قتل ہوئے۔ بعل کے کاہن اور پوجاری سمرون میں اُس ہیکل کے اندر جو اخیاب نے بنائی تھی [illegible] کئے گئے اور پھر [illegible]

کے دروازے بند کر کے اُس نے اُن میں سے ایک ایک کو تہ تیغ کیا۔ اور یوں چشم زدن میں اخیاب کا زور اور گھرانا خاک سیاہ ہو گیا۔ اور فنیکی بُت پرستی کی عمارت جو اُس نے ایسی خبرداری اور اتنے زر سے تعمیر کی تھی ایک دم میں بالکل گر گئی۔

یاہو اب یاہو تخت پر بیٹھا۔ مگر وہ باوجود اُس جوش و خروش کے جس سے اُس نے اخیاب کے گھرانے کو سزا دی تھی خود خدا کی مرضی کی بہت پروا نہ کرتا تھا۔ گو بعل کی پرستش اُٹھ گئی تھی تاہم بیت ایل اور دان میں بچھڑوں کی پرستش جیسی یربعام نے شروع کی تھی نہ صرف اُسی طرح جاری رہی بلکہ اُس نے بعل کی ہیکل کے مسمار ہونے کے بعد نئی تازگی حاصل کی۔ اس بے وفائی کے سبب سے یاہو کے عہد میں اسرائیل کی سلطنت کی وسعت کم ہونے لگی۔ اور وہ تمام علاقہ جو یردن کے مشرق میں واقع ہے جس میں بسن اور جلعاد شامل تھے کچھ عرصہ کے لئے ارامیوں کے قبضے میں آگیا اور ہم کو ارامی کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یاہو جو ان کتبوں میں عمری کا بیٹا کہلاتا ہے اسور کے بادشاہ سلمنسر کو خراج دینے کے لئے مجبور ہوا۔

چوتھی فصل ۔ یاہو کا خاندان ۔ یونہ ۔ عاموس اور ہوسیع کا زمانہ اور بُت پرستی کا کچھ کچھ روکا جانا

یاہو کی حکمرانی ۔ یہوآخز ۔ یوآس ۔ الیشع کی موت ۔ یربعام ثانی ۔ سزا کی خبر لانے والے نبی ۔ بحالی کے وعدے ۔ یونہ کا نینوہ کو بھیجا جانا ۔ نینوہ کی حالت ۔ یونہ کی ناراضمندی ۔ اُس کی منادی کی تاثیر ۔ ارنڈ کے درخت سے نصیحت ۔ عاموس کی نبوت ۔ ہوسیع جو گویا اسرائیل کا یرمیاہ تھا ۔ سلطنت کی آنے والی بربادی ۔

یاہو کی حکمرانی ۔ یہوآخز ۔ یوآس ۔ الیشع کی موت

یاہو اور اُس کے بیٹے یہوآخز اور اُس کے پوتے یوآس کی حکمرانی کا کل زمانہ ساٹھ سال کے قریب تھا۔ لیکن اس زمانہ میں کوئی بڑے بڑے واقعات سرزد نہ ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ الیشع جو ایک مدّت سے تنہائی کی زندگی بسر

کرتا تھا۔ یوآس کے عہد سلطنت میں عمر رسیدہ ہو کر چل بسا۔ اُس کی زندگی کا اثر کئی لوگوں اور کئی جگہوں پر بہت اچھا ہؤا ہوگا۔ لیکن قوم کا ایک بڑا حصہ اس قدر بُت پرستی میں ڈوبا ہؤا تھا کہ اُس کی اصلاح کرنا آسان کام نہ تھا۔ تاہم معلوم ہوتا ہے کہ بُت پرستی کچھ درجہ تک رُک گئی تھی اور سلطنت کی بربادی بھی اس سبب سے کچھ مدت تک رُکی رہی۔

یربعام ثانی معلوم ہوتا ہے کہ یوآس بھی ارامیوں کے ساتھ لڑنے میں بہت درجہ تک کامیاب ہؤا اور اسی طرح اُس کا بیٹا یربعام بھی۔ واقعی ان دو بادشاہوں کے ماتحت اسرائیل کی سلطنت نے بہت درجہ تک اپنی پُرانی رونق پھر حاصل کی۔ یربعام دوم چالیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ اور خاص کر اس لئے مشہور ہؤا کہ اُس کے زمانہ میں وہ نبی ظاہر ہوئے جو اپنے پیچھے ہمیشہ تک قائم رہنے والے نوشتے چھوڑ گئے یعنی۔ عاموس اور ہوسیع کے اس زمانہ میں تھے اور زیادہ تر اسرائیل کی سلطنت سے علاقہ رکھتے تھے۔

سزا کی خبر لانے والے نبی وہ نبی جو اس وقت برپا ہوئے اُن کی نسبت جو پہلے آئے تھے اپنی لیاقتوں یا فضل کی برکتوں کے اعتبار سے بڑھ چڑھ کر نہ تھے۔ فرق اگر تھا تو یہ کہ انہیں ایک اور قسم کا کام کرنا تھا۔ یہ بات اب روشن ہو گئی تھی کہ کم از کم دس فرقوں کی بادشاہی میں بُت پرستی کی بیماری ایسی دوا سے جو باطن پر اثر کرے اچھی نہیں ہو سکتی اور یہ بھی ظاہر ہو گیا تھا کہ معمولی سزا اور تنبیہ سے بھی مطلوبہ نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اب اس بات کی ضرورت تھی کہ ایک بڑا بھاری حادثہ یعنی ایک شدید سزا بھیجی جائے جو قوم کو عنقریب برباد کر ڈالے مگر اس صورت میں کہ موت کے بعد وہ قوم پھر نئی زندگی کے لئے مُردوں میں سے جی اُٹھے۔

بحالی کے وعدے اب نبیوں کو جو اُس وقت برپا ہوئے خدا کے نام میں اس فنا کرنے والی سزا کی نجات کی نسبت خبر دینا تھا۔ پس یہ ضرور تھا کہ وہ اپنی تصنیفوں کو قلم بند کریں کیونکہ وہ زمانہ جس میں اس نئی سزا کو واقع ہونا تھا کئی پشتوں تک پھیلنے کو تھا اور وہ آگاہیاں اور تسلّیاں جو اُس سے وابستہ تھیں ایسے بیشمار لوگوں سے علاقہ رکھتی تھیں جو اُس وقت جب کہ وہ بیان کی گئیں موجود نہ تھے۔ نبیوں کے پیغام نے اس وقت بہت درجہ تک بوجھ کی صورت اختیار کی۔ یعنی ان کا پیغام بھاری۔ درد انگیز اور تکلیف رساں معلوم ہوتا تھا تاہم اُن ہولناک کلمات کے درمیان بہت سا تسلّی آمیز کلام بھی ملا ہؤا تھا تاکہ ایمانداروں کو تر و تازہ کرے۔ ہر کلام میں بحالی کی حالت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے

اور جن نبیوں نے اسرائیل کے لیئے اپنی نبوّتوں کو رقم کیا البتّہ اُن میں سے بعض کے کلام میں یہ اشارے بہت روشن نہیں ہیں۔ لیکن اُن نبیوں کے کلام میں جو تھوڑی دیر بعد یہوداہ کی سلطنت میں برپا ہوئے بہت صفائی کے ساتھ یہ اشارے ملتے ہیں۔ ان پچھلے نبیوں کے نوشتوں میں خدا کی بادشاہی کے پھر بحال ہونے کے متعلق مسیح کے آنے کو بہت روشن جگہ دی گئی ہے اور بالخصوص یشعیاہ کے کلام میں اُس کے دُکھوں اور کفارہ دینے والی موت کی نسبت ایسا اشارہ ہُؤا ہے کہ گویا اس کے دُکھ اور موت اُس نئی اور بہتر سلطنت کی بنیاد ہیں جو آخری ایام کی رونق اور جلال کا باعث ہوگی۔

یونہ کا نینوہ کو بھیجا جانا یونہ جات حفر کا باشندہ تھا جو زبلون کے فرقہ کی حدود میں واقع تھا۔ یہ نبی پہلے یربعام کے عہد میں نمودار ہُؤا (۲۔ سلاطین ۱۴/۲۵) اغلب ہے کہ وہ الیشع کا شاگرد اور اُس وقت اُس کا جانشین تھا تاکہ اسرائیل کی بادشاہی میں خدا کے لیئے سب سے بڑھ کر برملا طور پر گواہی دے۔ اُس کی پہلی نبوّت جو اُس نے بیان کی یہ تھی کہ اسرائیل کی بادشاہی کی حدود جو گھٹ گئی ہیں وہ پھر وسیع ہو جائینگی۔ اور غالباً یہ کسی قدر اُن کی توبہ اور بُت پرستی کو ترک کرنے کا نتیجہ تھا یہ نبوّت یربعام دوم کے وقت میں پوری ہوئی جس نے حمات۔ دمشق اور دیگر مقامات کو جو کھوئے گئے تھے پھر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ لیکن معمول کے مطابق یہ نیک تاثیریں تھوڑی ہی دیر تک قائم رہیں اور بُت پرستی پھر پھوٹ نکلی۔ اس حالت کے سبب ایک عجیب اور غیر معمولی قسم کی تنبیہ پہنچانے کے لیئے یونہ کو حکم ہُؤا کہ ایک عجیب قسم کی خدمت انجام دے۔ یعنی اُس کو حکم ہُؤا کہ وہ ایک بڑے شہر کو جو غیر قوموں کا تھا جائے۔ اُس کے برخلاف شہادت دے اور لوگوں کی بدکاری کے سبب اُن کی بربادی کی خبر اُن کو پہنچائے اور اُن کو دھمکائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا یہ ارادہ تھا کہ وہ اس سے بنی اسرائیل کے دل میں ایک قسم کا رشک پیدا کرے۔ یعنی ان کی بے پروائی کے سبب اُن کو دھمکائے اور انہیں توبہ کے لیئے اُکسائے یہ دکھا کر کہ ایک زور آور غیر قوم بادشاہ سے لے کر فقیر تک توبہ کر رہی ہے اور خاک میں لوٹ رہی ہے۔ اور کہ یہ نتیجہ صرف ایک ہی نبی کی منادی سن کر پیدا ہُؤا ہے۔ اس قسم کا نظارہ اسرائیل جیسی بادشاہی کے لیئے جس میں بہت سے نبی برپا ہوئے اور جسے بہت سرگرم کلاموں کے وسیلے آگاہی دی گئی بڑی دھمکی کا کام دے سکتا تھا۔ اور اگر اسرائیل کے فرقے اس قسم کی نصیحت سے بھی غافل رہتے تو یہ سمجھنا چاہیئے تھا کہ اُن کی آخری تباہی اُن سے دور نہ تھی۔

نینوہ کی حالت یونہ کو جس شہر کی طرف جانے کا حکم ہؤا وہ نینوہ تھا جو ملک اسور کا پایۂ تخت تھا۔ ہم پوری پوری پختگی کے ساتھ نہیں بتلا سکتے کہ اس وقت اسور کا بادشاہ کون تھا۔ مسٹر سمتھ صاحب کے خیال کے بموجب اس وقت دل نذری سویم اُس پر حکمران تھا۔ یہ بادشاہ بڑا جنگجو آدمی تھا۔ منجملہ اور ممالک کے اُس نے ارام کے ساتھ کئی لڑائیاں کیں اور ایک دفعہ اپنی فوج کو تسّی کی حدود تک پہنچا دیا۔ لیکن نینوہ نے ابھی وہ شان وشوکت نہ پائی تھی جو اُسے مابعد کے بادشاہوں کے ماتحت حاصل ہوئی۔ لیکن اس وقت بھی وہ ایک وسیع اور رونق دار شہر ہوگا۔ یونہ اس کی نسبت بیان کرتا ہے کہ اس کے ارد گرد جانے میں تین دن لگتے تھے اور سر اے۔ ایچ لے ارڈ جو اس کے مندروں اور محلّوں کو کھودنے والے مشہور شخص گذرے ہیں فرماتے ہیں کہ اُس تمام جگہ کا احاطہ جس میں کھنڈر پائے جاتے ہیں ساٹھ میل ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وسیع جگہ آدھی شہر اور آدھی کھیتی باڑی کی جگہ ہوگی۔ شہر کا اندرونی حصہ ایک اُونچی دیوار سے گھرا ہؤا تھا۔ اس کے کھنڈر اب تک موجود ہیں اور اُن کا حلقہ آٹھ میل کے قریب ہے۔ جس وقت یونہ وہاں گیا اُس وقت بھی وہاں محل اور شاہی مکانات موجود تھے جن کی عجیب وغریب قسم کی عمارت اور شوکت نے یونہ کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا ہوگا۔ اور پتھر کے ٹکڑے جن پر تصویریں کھنچی ہوئی تھیں اور وہ کتبے لکھے ہوئے تھے جن میں بادشاہوں کی فتحوں کے احوال درج تھے عام جگہوں میں نصب ہونے شروع ہو گئے تھے۔ ان پتھر کے ٹکڑوں کے وسیلے اُس وحشیانہ اور ظالمانہ طبیعت کا بہت پتا ملتا ہوگا جس سے دشمنوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا تھا۔ ان پر ایسی تصویریں نظر آتی ہونگی جن سے معلوم ہوتا ہوگا کہ کہیں اسیروں کی ایک قطار کھڑی ہے جس میں کوئی نیزے کی نوک پر ٹنگا ہؤا ہے۔ اور کہیں ایک گروہ دکھائی دیتی ہے جس میں زندوں کی کھالیں اتاری جاتی ہیں۔ اور کہیں ایک اَور جماعت نظر آتی ہے جہاں لوگوں کے گلے میں رستے پڑے ہوئے ہیں یا زبانوں میں مینخیں ٹھکی ہوئی ہیں اور لوگ اُنہیں اِدھر اُدھر گھسیٹتے پھرتے ہیں تاکہ فتحمندوں کے دل کو خوش کریں قبل ازیں کہ وہ اس صعوبت سے بھی زیادہ ہیبتناک موت کے پنجے میں گرفتار ہوں۔ جیسی یہ جگہ دولتمندی اور شان وشوکت کی تھی ویسی ہی بدکاری کی بھی۔ اور بعض باتوں میں سدوم اور عمورہ سے کچھ کم نہ تھی۔

یونہ کی نارضامندی پہلے پہل تو یونہ نے ایشیا کے بلکہ شاید یہ کہنا بجا ہوگا کہ دنیا کے

اس بڑے شہر کے سامنے اس بات کی منادی کہنے سے کہ چالیس روز اور پھر نینوہ برباد ہو جائیگا" پہلوتہی کی۔ اُس کی کتاب بیان کرتی ہے کہ کس طرح اس نے خداوند کے حضور سے بھاگنے کی کوشش کی لیکن کس طرح اُس کا یہ ارادہ فسخ ہوا کس طرح اُس کو ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا اور اپنے پیٹ میں رکھا جب تک کہ اُس نے اپنے گناہ کا اقرار نہ کیا اور پھر کس طرح آخر کار وہ ضروری ایمان اور دلیری سے ملبّس ہو کر نینوہ کو گیا اور وفاداری سے اپنا پیغام سنانے لگا۔ کئی معترضوں نے یونہ کی مچھلی کو ایک ٹھوکر کا باعث سمجھا ہے۔ لیکن اگر ہم بائبل میں فوق العادت عنصر کا ہونا مان لیں تو پھر ایک خاص صورت کے فوق العادت کا اظہار فقط ایک جزوی یا تفصیلی معاملہ رہ جاتا ہے۔ یونہ ایک غیر معمولی خدمت انجام دینے کو بھیجا گیا تھا لہٰذا اس قصہ کے تمام حالات ایک عجیب قسم کے معجزے کے جائز ہونے کے برخلاف نہیں بلکہ اُس کی تصدیق کرتے ہیں۔

اُس کی منادی کی تاثیر جیسا اُس کا گمان تھا اُس کے بالکل برخلاف واقع ہوا یعنی اس کی منادی نے لوگوں پر بہت تاثیر کی اور نینوہ نے توبہ کی اور خدا نے اُسے معاف کرنا چاہا۔ یونہ خدا کی اس برداشت کے سبب بہت رنجیدہ ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا دل اسرائیل کی حالت سے اس وقت لبالب بھر رہا تھا۔ اور وہ خیال کرتا ہوگا کہ خدا کی یہ برداشت تو اسرائیل کو گناہ کرنے کی زیادہ جرأت دلائیگی۔ لیکن اگر میں اس ہولناک خبر کے ساتھ سمرون کو واپس جاتا کہ نینوہ باوجود اپنی تمام شوکت کے برباد ہو گیا ہے تو اُس حالت میں زیادہ ممکن تھا کہ میری قوم کے دل میں ڈر پیدا ہوتا اور وہ توبہ کرتی۔ اُس کا قصور اس بات میں تھا کہ اُس میں نینوہ کے ساتھ ہمدردی کرنے کی کمی پائی جاتی تھی۔

ارنڈ کے درخت سے نصیحت لیکن اس کو ایک ایسی تمثیل سے جو لفظوں کی نسبت عمل کے وسیلے بیان کی گئی اور جو ارنڈ کے پیڑ سے وابستہ تھی تنبیہ کی گئی۔ یہ وہ پیڑ تھا جس سے کسٹر آئیل نکالا جاتا ہے اور جو دجلہ کے قریب بکثرت پایا جاتا تھا اور جو خشک زمین میں بلکہ ایسی جگہوں میں بھی جہاں پتھر اور کنکر جمع ہوتے ہیں بہت جلد اُگتا اور بڑھتا ہے۔ اس قسم کا ایک درخت یونہ کے کام آیا تھا۔ یعنی اُس نے اُسے دھوپ سے پناہ دی۔ اور جب وہ سوکھ گیا تو وہ اُسے یاد کر کے بہت دلگیر ہوا۔ خدا نے اُسے اِس سے یہ سبق دیا کہ گو نینوہ اسرائیل کی طرح ایک عمدہ تاک کا درخت نہیں بلکہ ارنڈ کی طرح ایک جنگلی قسم کا پیڑ ہے تاہم میرے لئے بہت کارآمد ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ اُسے میرے لئے کوئی بڑا کام کرنا ہو۔ پس اس کی بربادی کی طرف بڑی سنجیدہ نظر

سے دیکھنا چاہئے اور اُس کا بچ جانا افسوس کی بجائے بڑی خوشی کا باعث ہونا چاہئے۔ جب یونہ خدا سے اس طرح ملامت کے ساتھ یہ سبق سیکھ چکا تو اس وقت غالباً اپنے وطن کو لوٹا۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہم اُس مٹی کے ڈھیر کو جو نینوہ میں "یونہ کی قبر" کہلاتا ہے حقیقت میں اُس کا مدفن مانیں۔ چند سالوں کے بعد وہ غرض جس کے سبب سے خدا نے نینوہ کو چھوڑ دیا تھا آشکارا ہوئی یعنی نینوہ خدا کا وہ مقرر کردہ کوڑا تھا جس سے دس فرقوں کو اُن کی بدکاری اور بیدینی کی سزا دی گئی اور وہ دیواریں جنہیں مسمار دیکھ کر یونہ خوش ہوتا اس غرض کو پورا کرنے کو چھوڑی گئی تھیں کہ اُس کے اسیر ہموطن اُن کے اندر رکھے جائیں۔

عاموس کی نبوت دوسرا نبی جو یربعام ثانی کے وقت میں موجود تھا عاموس تھا۔ شروع میں وہ تقوع میں جو یہودا کی حدود میں واقع تھا چرواہے کا کام کیا کرتا تھا۔ لیکن جب نبی کی خدمت کے لئے بلایا گیا تو بیت ایل میں سکونت اختیار کی۔ اور وہاں اُس نے بڑی دلیری اور جوش سے اُس بربادی کی پیش گوئی کی جو اسرائیل اور دیگر مملکتوں پر جھوم رہی تھی۔ (عاموس ۱ سے ۳) اُس نے بنی اسرائیل کو اُن کے اخلاق کی بدی اور عشرت پسندی کے سبب ملامت کی۔ اور بڑے بڑے آدمیوں پر انصاف میں طرفداری دکھانے اور غریبوں پر ظلم کرنے کا الزام لگایا اور علامتی رویتوں کے ایک سلسلے سے اُن متواتر سزاؤں کو ظاہر کیا جو لوگوں پر نازل ہونے کو تھیں اور یہ پیش گوئی کی کہ دس فرقے اسیر ہو کر غیر ملک میں پہنچائے جائینگے۔ لیکن یہ بھی بتایا کہ خداوند اسرائیل کے گھرانے کو سراسر برباد نہ کریگا بلکہ اُسے غیر قوموں کے درمیان پاک وصاف کر کے پہلے عروج کی نسبت زیادہ عروج عطا فرمائیگا جب کہ داؤد کا گرا ہوا خیمہ از سر نو کھڑا کیا جائیگا۔

ہوسیع جو گویا اسرائیل کا یرمیاہ تھا تیسرا نبی جس نے اس وقت دس فرقوں کو خداوند کا پیغام پہنچایا ہوسیع تھا۔ اُس نے یربعام ثانی کے عہد سلطنت کے آخر میں نبوت کرنا شروع کیا اور ساٹھ برس تک اپنی آواز بلند کرتا رہا تاوقتیکہ ہوسیع کا زمانہ نہ آیا جو اسرائیل کے بادشاہوں میں سے آخری بادشاہ تھا۔ ہوسیع نبی اسرائیل کے لئے ایسا ہی تھا جیسا یرمیاہ یہودا کے لئے تھا یعنی رونے والا نبی۔ اُس کے صحیفہ کے بعض حصوں کی غایت درجہ کی رقت اور غمناک طرز کو دیکھ کر نجات دہندہ کے وہ آنسو یاد آجاتے ہیں جو اُس نے یروشلم پر بہائے تھے۔ ہوسیع نے اپنی نبوتیں بالخصوص دس فرقوں کے حق میں بیان کیں۔ اُن میں اُس مملکت کی ابتری کی ایک صاف مگر افسوسناک تصویر سامنے آتی ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ اور شہزادے

خونی اور بدکردار تھے (ہوسیع ۷/۳-۲) بُت پرست کاہنوں نے اپنے شرمناک تیوہاروں اور فریب دہ کلام کو تمام ملک میں پھیلا دیا تھا (ہوسیع ۱۲ ۴/۱۱-۱۴ و باب ۱۰ و ۱۲ و ۱۳/۱-۲) سلطنت میں جو فریق پائے جاتے تھے وہ کبھی اسور سے مدد کے طالب ہوتے تھے اور کبھی مصر سے (۲ سلاطین ۱۵/۱۹ و ۱۷/۴) اسی طرح ساری قوم انسان کی مدد پر تکیہ کرتی تھی (ہوسیع ۵/۱۳ و ۷/۸-۱۱ و ۸ و ۹ و ۱۰ ابواب و ۱۲/۱ وغیرہ) دنیاوی اور گناہ آلودہ اشیا کی پیروی میں افرائیم اُسی طرح سرگرم تھا جس طرح کنعان (۱۲/۷و۸) اور ایک بے بنیاد محافظت کے نشے نے تمام لوگوں کی عقلوں کو مخمور بنا رکھا تھا۔ (۵/۴ و ۱۲/۸) وہ خطرہ کے ایام میں صرف لبوں سے توبہ کرتے تھے (۶/۱-۴)۔ ان سب بدعملی کی جڑ یہ تھی کہ انہوں نے خدا اور اُس کے کلام کو فراموش کر دیا تھا۔ (۴/۱-۶ و ۸/۱۴)

اس بادشاہی کی نزدیک آئی ہوئی تباہی

ایسے بیانات سے جیسے ہوسیع کی کتاب میں پائے جاتے ہیں صاف روشن ہے کہ سلطنت کی بربادی سے پہلے بُت پرستی اُس روک سے بالکل نکل آئی تھی جو ایلیاہ۔ الیشع اور اُن کے ساتھیوں کی محنتوں کے سبب سے اُس کے راستے میں حائل ہوئی تھی افراہیم کی رونق صبح کے بادل یا فجر کی اوس کی مانند گذر جانے والی نکلی۔ پس اس وقت سزا کا بادل سر پر جھوم رہا تھا اور طوفان برسانے کو تیار تھا۔ تاہم یہ اُمید موجود تھی کہ اچھے دن آئینگے جب خدا اسرائیل کو شبنم کی طرح تروتازہ کریگا اور اُس کی تقصیروں سے اُس کو شفا بخشیگا۔ نبی ان فرحت انگیز نظاروں کا دیر تک ذکر کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اُس بات پر غور کرنے سے بہت دُکھ پاتا ہے جسے چھپانے کی جرأت نہیں کر سکتا یعنی سلطنت کی آنے والی تباہی۔ اُس عبارت سے بڑھ کر اور کوئی کلام زیادہ افسوسناک اور دلسوز نہیں جس میں خدا کی نسبت یوں بیان ہوا ہے کہ گویا وہ نہیں جانتا کہ کس طرح اپنے غضب کی تُندی کو افرائیم پر نازل کرے۔ (۱۱/۸) اُن حالات کو جن کے متعلق یہ سزا کے فتوے بیان کئے گئے ہیں اچھی طرح سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسرائیل کی سلطنت کے آخری بادشاہوں کی حکمرانی کے حال کا مطالعہ کیا جائے۔

پانچویں فصل۔ آخری بادشاہوں کی حکمرانی

بت پرستی کا نتیجہ تباہی ہے

بادشاہ جو خونی اور بدکار تھے۔ صحرا میں چمنستان۔ چار اسوری حملے۔ سلطنت کی کامل تباہی۔ دس فرقوں کا اسیر ہو کر اسور میں جانا۔ اسرائیل کے جلاوطن۔

بادشاہ جو خونی اور بدکار تھے ان بادشاہوں کی تاریخ جو یربعام ثانی کے بعد تخت نشین ہوئے صرف خونی اور بدکار بادشاہوں کی تاریخ ہے۔ یربعام کا بیٹا زکریاہ چھ مہینے کی حکمرانی کے بعد کھلم کھلا قتل کیا گیا۔ اور اس کا قاتل سلوم صرف ایک ماہ کے لئے تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد وہ ایک شخص کے ہاتھ سے جس کا نام مناحم تھا۔ اور جو اس کے پاس ترضہ سے آیا تھا قتل ہوا۔ مناحم نے ان پر جو اس کے مخالف تھے ایسے ایسے ظلم کئے جن کا نام سن کر طبیعت میں اشتعال آجاتا ہے۔ وہ سمرون میں دس ماہ تک بادشاہی کرتا رہا اور اس کے بعد فقحیاہ نے صرف دو برس سلطنت کی پھر اس کے کپتانوں میں سے فقح نے اس کو جان سے مار ڈالا اور فقح بیس برس تک جو ایک غیر معمولی بات تھی اپنی جگہ پر قائم رہا۔ مگر آخر کار وہ بھی ہوسیع کے ہاتھ سے مارا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی اور ابتری کے دن پیشتر اس کے کہ ہوسیع تخت نشین ہونے میں کامیاب ہوا گذر چکے تھے (دیکھو ۲۔ سلاطین ۱۶ اور ۱۷/۱) جب وہ نو برس تک حکمرانی کر چکا تو اسور کے بادشاہ سلمنزر نے سمرون کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ ہوسیع اور اس کے لوگ سلمنزر کے علاقہ میں پہنچائے گئے۔ اور دس فرقوں کی بادشاہی کا خاتمہ ہوا۔

صحرا میں چمنستان ان آخری بادشاہوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو بدچلن اور بدکار نہ ہو بلکہ وہ نفرت انگیز عادات جن کی نسبت نبی ایسے زور و شور سے ان کو آگاہ کرتے تھے اور ایسے اندوہ و نالے سے ان پر افسوس کرتے تھے ان بادشاہوں کے عہد میں روز افزوں ترقی کرتی گئیں۔ تاہم اس گناہ کے تاریک بیان میں کہیں کہیں چمنستان بھی دکھائی دیتے ہیں۔ ازاں جملہ ایک نہایت پرتاثیر واقعہ فقح کے عہد سلطنت کے متعلق قلمبند ہے اور وہ یہ کہ ایک سخت لڑائی میں جو یہوداہ کے ساتھ ہوئی ایک لاکھ بیس ہزار اشخاص جو اس بادشاہی سے

علاقہ رکھتے تھے مارے گئے اور دو لاکھ عورتیں اور بچے اسیر ہو کر بہت سے لوٹ کے مال کے ساتھ سمرون میں لائے گئے۔ مگر شہر کے دروازہ پر عبید جو خداوند کا ایک نبی تھا فتحمند فوج کو ملا اور اُس نے اُن کو کہا کہ خبردار ان غریب اسیروں پر سخت ظلم کر کے خدا کو غصہ نہ دلانا کیونکہ اُن کی یہ تکلیفیں اسی سبب سے ہیں کہ اُنہوں نے خدا کے ساتھ بے وفائی کی۔ اب یہ خطرہ ہے کہ کہیں اُسی طرح کے اسباب کی وجہ سے اُسی قسم کی سزا تم پر بھی نازل نہ ہو۔ یہ سُن کر فتحمندوں نے اسیروں کے ساتھ بے نظیر نیک سلوک کیا۔ یعنی اُن کو کپڑے اور جوتیاں پہنائیں اور اُن کو تیل سے مسح کیا اور کھلا پلا کر آسودہ کیا۔ کمزوروں کو گدھوں پر سوار کر کے یریحو میں لائے۔ وہاں اُن کو اُن کے بھائیوں کے درمیان بحال کیا۔ یہ خوبصورت نظارہ اُسی طرح ہمارے حواس پر اثر ڈالتا ہے جس طرح وہ شیریں اور دلکش گانا ڈالا کرتا ہے جو نرسنگوں کی آواز اور جنگ کے دہشت انگیز شور و غل میں کان میں آتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بدترین زمانوں میں بھی اسرائیل کے درمیان چند راستباز اشخاص موجود رہتے تھے جو اپنے باپ دادوں کے خدا کی عزت کرتے اور اُس کی سزا سے ڈرتے تھے۔

چار اسوری حملے اس عرصہ میں اسرائیل کی سلطنت پر چار اسوری بادشاہوں نے حملہ کیا یا اُسے دھمکایا۔ پہلا حملہ سلمنسر ثانی نے کیا۔ اُسے یاہو نے خراج دیا۔ اُس کا ذکر نوشتوں میں نہیں پایا جاتا لیکن کتبوں میں اُس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ دوسرا پول نے حملہ کیا جو مناحم کے عہد میں واقع ہوا۔ (۲۔ سلاطین $\frac{۱۵}{۱۹}$) اس بادشاہ کا نام شاہان اسور کی فہرست میں نہیں آتا۔ مگر گمان ہے کہ وہ بابل میں حکمرانی کرتا تھا۔ تیسرا حملہ تگلت پلاسر دوم نے کیا۔ اور یہ فقحیہ کے ایام میں ہوا (۲۔ سلاطین $\frac{۱۵}{۲۹}$) چوتھا حملہ سلمنسر چہارم نے کیا۔ اس وقت اسوری سلطنت کی طاقت حد درجہ کو پہنچی ہوئی تھی۔ اور چونکہ مصر سے پرانی حاسدانہ چھیڑ چھاڑ جاری تھی لہٰذا ان تک پہنچنے کے لئے ضرور تھا کہ جو سلطنتیں مصر اور اسور کے مابین واقع تھیں وہ فتح کی جائیں۔ جب پول نے حملہ کیا اُس وقت مناحم نے اس بات کو قرینِ مصلحت سمجھا کہ اُس کو ایک ہزار قنطار چاندی دے کر اپنی طرف کر لے۔ تیسرے حملہ کی وجہ جو تگلت پلاسر نے کیا جو "خداوند کا دجلہ کہلاتا تھا" یہ تھی کہ یہودا کے بادشاہ آخز نے اس بادشاہ سے عرض کی کہ اُسے شاہ اسرائیل فقح اور ارام رضین سے پناہ دے کیونکہ انہوں نے اُس کے برخلاف سازش کی تھی۔ اس حملہ کے وقت وہ تمام سرحدی شہر جو شمال مشرق کی طرف واقع تھے شاہ اسور کے قبضہ میں آ گئے

یہ شہر قریباً وہی تھے جو بعشا کے عہد میں شاہِ ارام نے لے لئے تھے۔ یعنی اُس نے ایون۔ ابیل۔ بیت معکہ۔ ینوحہ۔ قادس۔ حصور۔ جلعاد۔ گلیل اور نفتالی کی ساری مملکت کو لے لیا اور لوگوں کو اسیر کر کے اسور کو لے گیا۔ اور اسی وقت تگلت پلاسر نے شاہ ارام رضین کو بھی شکست دے کر جان سے مار ڈالا اور دمشق پر اپنا تسلّط جمایا۔ اُس کے باشندوں کو قید کر کے اسور پہنچایا اور یوں دمشق کی ارامی بادشاہی کا خاتمہ کیا۔

سلطنت کی پُوری بربادی ہوسیع کے عہد میں اسرائیل کی رہی سہی مملکت پر سلمنسر چہارم نے جو اسور کا نیا بادشاہ تھا پھر حملہ کیا۔ اُس کا مقابلہ کرنا بے فائدہ تھا لہٰذا ہوسیع نے خراج دینا منظور کیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد خراج بند کر دیا اور ہوسیع مصر کے بادشاہ سوباسبا کو کیساتھ عہد و پیمان کرنے لگا۔ مصر کے بادشاہ نے اپنی سلطنت کے پُرانے دشمن کو پسپا کرنے کی خاطر اسرائیل اور یہوداہ کے بادشاہوں کو مدد دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اُس نے اپنے وعدہ کو کبھی پُورا نہ کیا۔ سلمنسر نے حملہ کیا۔ اسرائیل کی سرزمین کو پامال کر ڈالا اور ہوسیع کو قید کر کے سمرون کا محاصرہ کیا۔

دس فرقوں کا اسیر ہو کر اسور کو جانا تین سال کے بعد سمرون جسے نبی زرخیز وادی کے سرے کے گھمنڈ کا تاج کہتا ہے خاک میں مل گیا۔ اسرائیلی اسور میں پہنچائے گئے اور اُن کا زیادہ حصہ صوبہ میدیہ میں رکھا گیا۔ اور سمرون میں اسور اور دیگر ممالک سے غیر لوگوں کو لا کر آباد کیا تاکہ وہ اُس برباد جگہ کو اپنے قبضہ میں لائیں۔ یہ لوگ پہلے پہل تو اپنے ہی بتوں کی پُوجا کرتے رہے مگر جب اُن کو شیروں اور دیگر درندوں نے اس غیر آباد سرزمین میں بہت تنگ کیا تو انہوں نے یہ خیال کیا کہ اس تکلیف کا سبب شاید اس سرزمین کے دیوتاؤں کا غضب ہے لہٰذا انھوں نے ایک اسرائیلی کاہن کو اُس کی جلاوطنی سے واپس بُلوایا۔ اور اُس سے اس زمین کے خدا کی عبادت کے بارہ میں کچھ سیکھا اور پھر یہوداہ کی عبادت اور بتوں کی پرستش کو باہم ملا دیا۔ جن سمرونیوں کی نسبت ہم عزرا اور نحمیاہ کی کتابوں اور نئے عہد نامہ میں پڑھتے ہیں وہ اسی مانگرل قوم کی اولاد سے تھے اُس قوم کا ایک بقیہ آج تک موجود ہے اور نبلس میں جو قدیم سکم کا جدید نام ہے سکونت پذیر ہے۔

اسرائیل کے جلاوطن لیکن دس فرقوں کی بادشاہی پھر کبھی بحال نہ ہوئی اور نہ کبھی اُن اسیروں یا جلاوطنوں نے اکٹھے ہو کر کبھی واپس آنے کی کوشش کی۔ ممکن ہے کہ اُن میں

سے چند ایک یہودی جلاوطنوں کے ساتھ واپس آئے ہوں جن کو خورس بادشاہ کی طرف سے اپنے باپ دادوں کی سرزمین کو لوٹنے کی اجازت ملی۔ لیکن اس قوم کا اکثر حصہ اپنے ملک سے خارج رہا اور اس معاملہ کی نسبت کہ ان اسرائیلیوں کی اولاد کہاں پائی جاتی ہے کئی گمان مروّج ہیں۔ کئی وجوہ کی بنا پر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اُن میں سے بعض ہند میں اور بعض امریکہ اور ایسی جگہوں میں جو اُن کی پہلی اسیری کی جگہ کے نزدیک نہیں آباد ہوئے۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں اسرائیل کی تمام قوم اس طرح مخاطب کی جاتی تھی ”وہ بارہ فرقے جو جابجا رہتے ہیں“ (یعقوب ۱/۱)

گیارھواں باب ۔ یہوداہ کی سلطنت

(سلطنت کے علیحدہ ہونے سے لیکر اسیری تک)

(او ۲۔ سلاطین کی کتاب ۔ ۲۔ تواریخ ۔ یشعیاہ ۔ یرمیاہ)

پہلی فصل ۔ اُن کی تاریخ کا خلاصہ

یہوداہ کے اُنیس بادشاہ ۔ تاریخ کے زمانے ۔ بادشاہوں کا شجرہ وغیرہ ۔ مذہب میں کبھی ضعف اور کبھی تازگی کا آنا ۔ مابعد کی تاریخ

یہوداہ کے اُنیس بادشاہ یہوداہ کی سلطنت دس فرقوں کی حکومت سے علیحدہ ہو کر چار سو برس تک قائم رہی اس عرصہ میں اس پر ۱۹ بادشاہوں نے حکمرانی کی جو ایک ہی خاندان یعنی داؤد کی نسل سے تھے ۔ اگرچہ اُس سلطنت کے بادشاہوں کا شمار بھی اتنا ہی تھا جتنا اسرائیلی بادشاہوں کا تھا تاہم اس کا دور اسرائیلی سلطنت کی نسبت ڈیڑھ سو برس زیادہ تھا ۔ اسرائیلی بادشاہوں کا بار بار قتل کیا جانا ایک ایسا واقعہ تھا جس نے یربعام کے جانشینوں میں سے کئی ایک کے رشتۂ عمر کو کاٹ ڈالا ۔ یہی سبب ہے کہ اسرائیل کے ۱۹ بادشاہوں نے صرف دو سو پچاس برس تک اور یہوداہ کے بادشاہوں نے چار سو برس تک حکمرانی کی ۔

تاریخ کے زمانے مذہبی اعتبار سے یہوداہ کی سلطنت چار زمانوں میں جیسا ذیل کے نقشہ سے ظاہر ہے منقسم ہو سکتی ہے اور یہ تقسیم مذہب کے کبھی تنزل پانے اور کبھی تروتازہ ہونے پر مبنی ہے ۔ یہ بات غور طلب ہے کہ ان مختلف زمانوں کی مذہبی حالت ان بادشاہوں کی سیرت سے عجیب مشابہت رکھتی ہے جو تخت نشین ہوئے ۔ ان بادشاہوں کی منصبی تاثیر بہت بڑی تھی اور جب کوئی بادشاہ اپنی مرضی کی مضبوطی اور خصلت کی طاقت سے اس تاثیر کو قائم رکھنا چاہتا تھا تو عجیب نتائج پیدا ہوتے تھے ۔ اکثر اوقات یہ تاثیر بدی کیطرف مائل ہوتی تھی لیکن کبھی کبھی نیکی کیطرف بھی رجوع کرتی تھی ۔

تاریخ کا خلاصہ

اسرائیل کے بادشاہ	نبی	حکمرانی کا عرصہ		بادشاہوں کے نام	تاریخ کے زمانے
یربعام	سمعیاہ۔ عیدو	۱۷	سال	(۱) رحبعام	(۱) پہلا مذہبی ضعف اور پہلی مذہبی تازگی۔ عرصہ ۸۶ سال
بربعام		۳	،،	(۲) ابیاہ	
نداب۔ بعشا۔ ایلا زمری۔ عمری۔	عزریاہ۔ حنانی	۴۱	،،	(۳) آسا	
اخیاب۔ اخزیاہ۔ یورام	یاہو۔ حزائیل	۲۵	،،	(۴) یہوسفط	
یورام		۸	،،	(۵) یورام	(۲) دوسرا ضعف اور دوسری تازگی۔ عرصہ ۲۰۷ سال
یورام		۱	،،	(۶) اخزیاہ	
یاہو		۶	،،	(عتلیاہ)	
یاہو اور یہوآخز	زکریا ابن یہویدع	۴۰	،،	(۷) یوآس	
یوآس و یربعام ثانی		۲۹	،،	(۸) امصیاہ	
زکریا۔ سلوم۔ مناحم فقحیاہ اور فقح۔	یوئیل و زکریا دوم	۵۲	،،	(۹) عزیا (یا عزریا)	
فقح۔	یسعیاہ و میکہ	۱۶	،،	(۱۰) یوتام	
فقح اور ہوسیع		۱۶	،،	(۱۱) آخز	
ہوسیع	نحوم	۲۹	،،	(۱۲) حزقیاہ	
		۵۵	،،	(۱۳) منسی	(۳) تیسرا ضعف اور تیسری تازگی عرصہ ۸۸ سال
		۲	،،	(۱۴) امون	
	صفنیاہ اور یرمیاہ	۳۱	،،	(۱۵) یوسیاہ	
		۱/۴	،،	(۱۶) یوآخز	(۴) آخری ضعف عرصہ قریباً ۲۳ سال
		۱۱	،،	(۱۷) یہویقیم	
	حبقوق	۱/۴	،،	(۱۸) یہویکین	
	عبدیاہ	۱۱	،،	(۱۹) صدقیاہ	

کبھی مذہب میں ضعف آنا اور کبھی اُس کا ترو تازہ ہونا رحبعام اور ابیام کے عہد میں مذہب میں تنزل آیا لیکن آسا کے وقت میں اُس سے پھر ترو تازہ ہونا شروع کیا اور یہوسفط کے ایام میں مذہبی تازگی پورے کمال کو پہنچی۔ دوسرا مذہبی تنزل یورام کی حکمرانی سے شروع ہوا جو اخی اَب اور ایزبل کا نواسا تھا اور کئی بادشاہوں کے زمانہ میں پے در پے جاری رہا حتیٰ کہ آخز کے عہد میں روحانی تھرمامیٹر کا پارا سب سے کم درجہ پر جا گرا۔ لیکن اس شب کے سب سے تاریک گھنٹہ کے بعد صبح صادق کی سفیدی نمودار ہوئی یعنی اندھیری رات کے بیٹے اور جانشین حزقیاہ کے ماتحت فضائے عالم پھر نورانی ہوئی لیکن منسّی کے عہد میں پھر ایک نیا تنزل شروع ہوا۔ اور وہ ایسا ہیبت ناک تھا کہ ویسا آگے کبھی نہ ہوا تھا لیکن اس کے بعد منسّی کے پوتے یوسیاہ کے دنوں میں ایک نئی اور نہایت دلچسپ تازگی شروع ہوئی تاہم بدی نے ایسی گہری جڑ پکڑ لی تھی کہ بہت کم سچی اصلاح واقع ہوئی۔ یوسیاہ کے فرزند اور جانشین یوسیاہ سا مزاج نہ رکھتے تھے لہٰذا پرانے گھاؤ پھر پھوٹ نکلے اور جب بابل کی اسیری کی مصیبت واقع ہوئی تو اُس کے ساتھ ہی یہوداہ کی بادشاہی کی رونق بھی جاتی رہی۔

مابعد کی تاریخ اور اگر مابعد کی تاریخ بھی اسی نظر سے دیکھی جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُس آخری تنزل کے بعد جس کا ذکر اُوپر ہوا پھر ایک مذہبی تازگی واقع ہوئی جب زروبابل اور اُس کے ساتھی یروشلم کو واپس آئے اور اُنہوں نے ہیکل کو پھر تعمیر کیا۔ اس کے بعد فریسیوں کا برپا ہونا اور روایتوں کے نئے طریق کا جس کی حمایت فریسی کرتے تھے پیدا ہونا ایک تازہ تنزل کا نشان تھا۔ اس تنزل کے سب سے تاریک نشان یہ تھے کہ اُس کے دور میں لوگوں نے مسیح کو رد کر کے مصلوب کیا۔ پھر یروشلم برباد ہوا اور یہودی پراگندہ ہو گئے۔ گو اس تنزل کی حالت دو ہزار برس سے زیادہ جاری رہنے کو تھی لیکن نبوت کے یقینی کلام کے مطابق اس کے بعد سب مذہبی تازگیوں سے بڑی تازگی واقع ہونے والی تھی جب کہ یہوداہ اور اسرائیل ایک تن ہونے والے تھے اور اُن کا پھر قبول کیا جانا ایسا ہونے کو تھا جیسا مُردوں میں سے جی اُٹھنا۔ (رومیوں ۱۱/۱۵)

دوسری فصل - پہلا مذہبی تنزّل اور پہلی مذہبی تازگی

رحبعام - سیسق کا حملہ - ابیام - اسرائیل کے ساتھ لڑائی - آسا - کوشیوں کا حملہ - یہوسفط - مذہبی تازگی - اخی اَب کے ساتھ صلح - یاہو کے وسیلے سزا پانا - موآبیوں کے ساتھ لڑائیاں -

رحبعام جب رحبعام سکم سے جہاں لوگوں نے اُس کی اطاعت سے مُنہ موڑا لوٹ کر یروشلم میں واپس آیا تو پہلے یہ خیال اُس کے دل میں آیا کہ لشکر جمع کر کے مفسد فرقوں کو پھر اپنا مطیع بنالے - سو اُس نے ایک لاکھ اسّی ہزار اشخاص اس کام کی انجام دہی کے لئے جمع کئے - لیکن سمعیاہ نبی کی معرفت خدا نے اُس کو منع کیا اور اس حکم کے سبب سے لڑائی رُک گئی - گو وہ اپنی اس تدبیر کو پورا نہ کر سکا تاہم اُس کی زندگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے خدا کی رحمت اور برکت پر بھروسہ کرنے کی بجائے جنگی تدابیر پر زیادہ تکیہ کیا کرتا تھا لہٰذا اُس نے اپنی سلطنت کی بڑی بڑی جگھوں کو مضبوط کرنا شروع کیا چنانچہ اپنے دو فرقوں کے علاقہ میں کم از کم پندرہ مقاموں میں قلعے بنوائے اور فوجیں تعیّنات کیں -

سیسق کا حملہ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ کاہن اور لاوی جو تمام فرقوں میں تتّر بتّر ہو گئے تھے اُس کے جھنڈے تلے جمع ہوئے - اُس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ جب یربعام نے دیکھا کہ وہ میری مرضی کے تابع نہیں تو اُنہیں اُن کے عُہدوں سے خارج کر دیا اور اُن کی جگہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں کو بھرتی کر لیا - رحبعام جب تک اپنے عہدہ پر مستقل طور پر قائم نہ ہوا یہوّاہ کی مقرّری عبادت کے حقوق ظاہر طور پر ادا کرتا رہا - لیکن جب تخت نشین ہوئے تین سال گذر گئے تو اُس نے اپنی اصل طبیعت کا جوہر دکھانا شروع کیا اور خداوند کی شریعت سے بالکل پھر گیا - اُس کی بیشمار جوروؤں نے بھی اُس پر وہی بداخلاقی کا اثر ڈالا جو اُس کے باپ سلیمان کے لئے ایسا مضر ثابت ہوا تھا - اب سیسق یا سیسہانک شاہِ مصر ایک لشکر جرار لے کر اُس پر چڑھ آیا اور اُن شہروں پر جنہیں اُس نے بڑی خبرداری سے مضبوط کیا تھا اپنا تسلّط جما لیا اور یروشلم میں داخل ہو کر ہیکل اور شاہی محل کے خزانوں کو لُوٹا -

لیکن شہر کو تباہ نہ کیا۔ سیسق بڑا فتح نصیب بادشاہ تھا۔ اس کے عظیم کارنامے مصر کے مندروں کی دیواروں پر تفصیل وار چمک رہے ہیں۔ اور یہ بات نہایت دلچسپ ہے جو چمپولین صاحب نے دریافت کی ہے کہ اُن شہروں کی لمبی فہرست میں (اور یہ فہرست کارنک کے بڑے مندر میں پائی جاتی ہے) جو سیسہانک نے فتح کئے "یوداملکی" کا نام پایا جاتا ہے جس سے یہوداہ کی سلطنت مُراد ہے۔ لیکن اِس آفت سے رحبعام کے لئے مبارک نتائج پیدا ہوئے یعنی اُس نے اور اُس کی رعایا نے اپنے گناہ کا اقرار کیا اور اگرچہ رحبعام اور یربعام میں لڑائی برابر ہوتی رہی تاہم یہوداہ کی سلطنت نے تقویت پائی اور سب باتیں اچھی طرح انجام کو پہنچیں۔

ابیام۔ اسرائیل کے ساتھ لڑائی

رحبعام کے بعد ابیام (ابیاہ) تخت نشین ہوا اور تین سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ اُس کے نام پر یہ دھبہ لگا ہوا ہے کہ "اُس نے اپنے باپ کے سب گناہوں میں جو اُس نے اس سے پہلے کئے تھے اس کی روش اختیار کی اور اُس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ تھا" لیکن اُس نے اپنی حکمرانی کے تھوڑے سے عرصہ میں ایک دفعہ ایک ایسا کام بھی کیا جو دوسرے زمانوں کے بہادروں کی مانند تھا یعنی مذہبی جوش سے تحریک پا کر جیسا اکثر اس قسم کے جوش و خروش سے قوم کی قوم تھوڑے عرصے کے لئے حرکت میں آجاتی ہے اُس نے سمرائم پر جو افرائیم کا ایک پہاڑ تھا اپنی سپاہ کی ہمت بڑھائی تاکہ اسرائیل کی بے شمار فوج کے ساتھ دلیری سے لڑے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ یربعام نے شکست فاش کھائی اور اس کی فوج میں سے بہت لوگ مارے گئے اور اس کی سرحد سے کئی شہر پھر یہوداہ کے قبضہ میں آئے لیکن مذہب کی حالت بدستور گری ہوئی تھی۔ ملک میں اونچی جگہوں پر مورتوں اور اجنبی دیوتاؤں کے مذبح برابر قائم تھے۔

آسا اور کوشیوں کا حملہ

ابیام کے بعد آسا تخت نشین ہوا۔ اُس کی حکمرانی کا عرصہ چالیس سال تھا۔ وقت کے اعتبار سے اُس کا عہد ساؤل۔ داؤد اور سلیمان کے عہد سے مشابہ تھا۔ اسرائیل کی سلطنت سمرائم کی لڑائی کے سبب سے ایسی چکنا چور ہو گئی تھی کہ آسا کی سلطنت کے شروع میں ہر طرح کا امن پایا جاتا تھا۔ اُس نے اس موقع کو غنیمت جان کر بُت پرستی کے ستونوں کو مسمار کیا اور اُن تمام جگہوں کو مرمت کر کے مضبوط کیا جنہیں شاہِ مصر نے اُس کے ملک کے [illegible] کر دیا تھا۔ لیکن [illegible] سال کے بعد ایک نئی [illegible]

نے جنوب کی طرف سے صورت دکھائی۔ ایک کوشی یا تھیوپین شہزادہ جس کا نام زارح تھا دس لاکھ سپاہ اور تین سو گاڑیاں لے کر اُس پر چڑھ آیا۔ اور مریسہ کے نزدیک صفاتہ کی وادی میں آسا کی فوج نے اس زور آور لشکر کا مقابلہ کیا اور ایمان میں مضبوط ہو کر اُن کو شکست فاش دی اور جرارہ تک اُن کا تعاقب کیا۔ اگرچہ ان مقامات کی اصل جائے وقوع یقینی طور پر معلوم نہیں تاہم کہ سکتے ہیں کہ یہ لڑائی اور لڑائی کے بعد تعاقب انہی مقاموں کے نزدیک واقع ہُوا جہاں ابراہیم اور اضحاق قریباً ہزار برس پہلے رہا کرتے تھے اور ہم آسانی سے خیال کر سکتے ہیں کہ آسا بادشاہ اس جگہ ان روایتوں اور وعدوں کو یاد کرتا ہوگا جو ان بزرگوں کو نصیب ہوئے اور اُن کے ایمان کو یاد کر کے اُس نے ایمان کی تقویت پائی ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑائی کا نتیجہ بہت ہی مبارک ہُوا۔ اور واپس آ کر عودو نبی کی ترغیب سے آسا نے لوگوں کو جمع کیا جن میں شمعون۔ افرائیم اور منسّی کے گھرانوں سے بھی بہت لوگ شامل تھے انہوں نے اس موقع پر سنجیدگی کے ساتھ یہ عہد و پیمان کیا کہ ہم اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے خداوند اپنے باپ دادوں کے خدا کو ڈھونڈینگے۔ لیکن آسا کا ایمان اُس کی حکمرانی کے پچھلے حصہ میں پہلے کی نسبت کسی قدر کمزور ہو گیا تھا چنانچہ جب اسرائیل کا بادشاہ بعشا رامہ کو اس لئے مضبوط کر رہا تھا کہ یہوداہ کی سلطنت کی آمدورفت شمال کی جانب بند کر دے اُس وقت آسا نے فوج کا فوج کے ساتھ مقابلہ کرنے کے خیال سے آرام کے بادشاہ بن ہدد سے امداد کی درخواست کی اور کچھ روپیہ نذر دے کر اُس سے بعشا کی شمالی سرحد پر حملہ کروایا۔ اس موقع پر ایک وفادار نبی جس کا نام حنانیہ تھا اور جس نے آسا کو اُس کے ایمان کی کمی سے آگاہ کیا تھا قید میں ڈالا گیا۔ پھر جب بادشاہ کے پاؤں میں روگ ہُوا اُس وقت کی نسبت بھی یہ لکھا ہے کہ خداوند کا نہیں بلکہ طبیبوں کا طالب ہُوا۔ اغلب ہے کہ جب بادشاہ کے ایمان میں ضعف آیا تو اس کے ساتھ ہی لوگ بُت پرستی میں گرفتار ہو گئے۔

یہوسفط اور مذہبی تازگی آسا کے بعد اُس کا بیٹا یہوسفط حکمرانی کرنے لگا اور پچیس برس تک فرمانروا رہا۔ اُس کے تین سال پہلے اخی اب سمرون کے تخت پر بیٹھا۔ بعض باتوں میں اسرائیل کے بدترین بادشاہ کا نقصان دہ اثر اس بادشاہ کے نیک اثر سے جو یہوداہ کے نیک ترین بادشاہوں میں سے تھا بہت بڑھنے نہ پایا۔ یہوسفط کے

عہد میں سلطنت نے از سرِ نو وہی اقبال مندی حاصل کی جو اُسے داؤد کے ایّام میں نصیب تھی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہوسفط داؤد سے بہت مشابہت رکھتا تھا۔ (۲۔ تواریخ ۱۷/۳) جن کاموں کا تہیہ اُس نے اپنے عہد میں کیا اُن میں سے ایک یہ کام تھا کہ اُس نے ملکی خدمت کا وسیع کام جاری کیا اور لوگوں کو تعلیم دینے کے کام میں شہزادے لاویوں کی مدد کرتے تھے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ نے تمام ملک میں بذاتِ خود ایک مشنری دورہ کیا اس غرض سے کہ اس کی رعیّت میں دینداری کا شوق پیدا ہو۔ جب یہوسفط پر خدا کی برکت کے آثار آشکارا ہوئے تو آس پاس کی ریاستوں پر اُس کی دہشت چھا گئی اور وہ اُس کے پاس ہدیے لائے۔ اس کے ساتھ ہی اُس نے ایک بڑی فوجی جمعیت بہم پہنچائی اور قاضی اور حکّام ملک کے متعلق وہ فرایض ادا کرنے لگے جو داؤد نے تجویز کیے تھے۔

اخی اب کے ساتھ صلح معلوم ہوتا ہے کہ یہوسفط نے اُن خرابیوں کو جو یہوداہ اور اسرائیل کے باہمی نفاق سے پیدا ہوئیں خوب محسوس کیا لیکن اس جدائی کا علاج اس کی طاقت سے باہر تھا تاہم اس غرض سے کہ اُن خرابیوں میں سے بڑی بڑی دفع ہو جائیں وہ اس بات پر مائل ہوا کہ اخی اب کے ساتھ صلح کرے اور اُس کے ساتھ اُس لڑائی میں شامل ہو جو وہ رامات جلعاد پر ارامیوں کے ساتھ کر رہا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ شاہِ یہوداہ کے دل میں اس معاملہ کی درستی کی نسبت شکوک تو پیدا ہوئے تھے مگر جب یہ تجویز اُس کے سامنے رکھی گئی تو اُس نے انکار کرنے کی ہمّت نہ پائی۔

یاہو کے وسیلے سزا پانا رامات جلعاد جو اب اسالت کہلاتا ہے جلعاد کے ضلع میں ایک نہایت محکم مقام تھا یہ ایک پہاڑی پر واقع تھا جو چاروں طرف بلوط دار پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی اور وہ عمدہ خطہ جو ارام اور یردن کے درمیان واقع ہے اُس کے سامنے موجود تھا۔ لیکن یہ مضبوط جگہ اب تک ارامیوں کے قبضہ میں تھی اور اُس کو اُن کے پنجے سے چھڑانے کے لئے جو کوشش ان دونو بادشاہوں نے متحد ہو کر کی وہ ناکام نکلی۔ اخی اب تو لڑائی میں کام آیا یہوسفط بڑی مشکل سے جان بچا کر نکلا۔ جب وہ اپنے ملک کو واپس آ رہا تھا اُسے یاہو نبی راستے میں ملا اور اُسے بیدینوں کی حمایت کرنے کے سبب سے بڑی ملامت کی۔ اور شاید اُس کو یہ بھی جتایا کہ اخی اب کی مدد کرنے کے عوض یہ بہتر ہوتا کہ وہ اُس کی تندی سے ایلیاہ نبی کو پناہ دیتا۔

موآبیوں سے لڑائی لیکن اس کے بعد جب وہ امون۔ موآب اور ادوم کی فوجوں کے ساتھ جنگ کرنے لگا تو اُس نے نہایت عمدہ طبیعت ظاہر کی۔ ان قوموں کا ایک بھاری لشکر بحیرۂ مُردار کے مغربی کنارے سے عین جدی تک بڑھ آیا تھا جہاں داؤد نے ساؤل سے پناہ پائی تھی اور سلیمان نے تاکستان لگائے تھے۔ لیکن یہوسفط اُن کے مقابلے کے لئے ایمان سے معمور ہوکر آگے بڑھا۔ اُس کی فوج زبور گاتی ہوئی آگے بڑھتی جاتی تھی لیکن حملہ کرنے کی نوبت نہ آئی کیونکہ جنہوں نے اُس کے برخلاف سازش کی تھی وہ خود آپس میں لڑ پڑے اور قبل ازیں کہ یہوسفط کی فوج اُن کے مقابل صف آرا ہو میدان مقتولوں کی لاشوں سے بھر گیا۔ اور قریباً انہی ایام میں کسی وقت وہ اسرائیل اور ادوم کے بادشاہوں کے ساتھ موآبیوں سے لڑنے کو نکلا۔ یہ وہی موقع تھا جب الیشع فوج کے ساتھ گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہوسفط ایسے مزاج کا آدمی تھا کہ اوروں کی بات کو جلدی مان لیتا تھا۔ اُس میں اتنی دلیری نہ تھی کہ اخی اب کے گھرانے کی تجویزوں کی مخالفت کرتا۔ پس اُس نے اُس کی ترغیب سے اس درجہ تک کھلّم کھلّا اُس کا لحاظ کیا کہ ضرور اُس لحاظ کے سبب سے اس کی ذاتی دینداری کے اثر کو نقصان پہنچا ہوگا۔ اخی اب کے گھرانے کے ساتھ میل کرنے کے بُرے نتائج زیادہ صفائی کے ساتھ اُس وقت نظر آئے جب اُس کا بیٹا تخت نشین ہؤا۔ اُس کے ساتھ پھر ایک تاریک زمانہ شروع ہؤا اور پیشتر اس کے کہ یہوسفط جیسے اشخاص شاہی عصا کو ہاتھ لگائیں کئی پشتیں گذر گئیں۔

تیسری فصل۔ دوسرا تنزّل اور دوسری تازگی

یہورام۔ اُس کی سزائیں۔ یہوآخز۔ عتلیاہ۔ اُس کے گناہ۔ یوآس۔ ارام کے ساتھ لڑائی۔ امصیاہ۔ عُزیاہ۔ یوتام۔ فقح اور رضین کا اُسے دھمکانا۔ آخز۔ برملا بے ایمانی۔ اسور کے ساتھ میل۔ حزقیاہ۔ مذہبی تازگی۔ سنحرب کے ساتھ لڑائی۔ سنحرب کا آگے بڑھنا۔ اُس کی بربادی۔ جھونکا۔ اس واقعہ کا نتیجہ۔ ستونوں کے کتبے۔ حزقیاہ کی عمر کا بڑھ جانا۔ یوایل۔ یشعیاہ۔ اُس

کی نبوّت کے دو حصّے ۔ آنے والے واقعات کی طرف اُس کے اشارے ۔ اُس کا اثر
میکاہ ۔ نحوم ۔ آنے والا طوفان ۔

یہورام ۔ اُس کی سزائیں یہورام کی عمر ۳۲ سال کی تھی جب وہ اپنے باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا اور آٹھ سال تک حکمران رہا ۔ اُس کی بیوی عتلیاہ کا زہریلا اثر جو ۲ ۔ تواریخ ۲۲/۲ میں عمری کی بیٹی اور ۲ ۔ تواریخ ۲۱/۶ میں اخی اب کی بیٹی کہلاتی تھی بہت جلد محسوس ہونے لگا ۔ اُس نے تخت نشین ہونے کے بعد اُس ظلم اور حسد کی روح سے جو بُت پرستی سے پیدا ہوتی ہے معمور ہو کر اپنے بھائیوں کو مار ڈالا ۔ اپنی بادشاہی میں بُت پرستی کو فروغ دیا اور اُس نے نفرت انگیز رسمیں ایذا دے کر ادا کروائیں ۔ مگر یہ پُرظلم بغاوت جو اسرائیل کے احکم الحاکمین کے برخلاف کی گئی بہت مدّت تک سزا کے بغیر نہ رہ سکتی تھی ۔ پس ادومیوں کی بغاوت اور لبنہ کی سرکشی کے وسیلے جو جنوبی علاقہ میں ایک بڑا قلعہ تھا اور اس طرح اُن تکلیف دہ حملوں کے وسیلے جو فلستیوں ۔ عربوں اور ایتھیوپیوں نے کئے جو غالباً لبنہ سے آگے بڑھ کر اُس کی مملکت میں داخل ہوئے اور اُس کے چھوٹے بیٹے کو چھوڑ کر باقی سب خاندان کو لے گئے اور نیز انتڑیوں کی اُس خطرناک بیماری کے ذریعے جو اُس کی موت کا سبب ہوئی ۔ یہورام پر یہ بات بخوبی ظاہر کی گئی کہ خطاکاروں کی راہ کٹھن ہے ۔ (امثال ۱۳/۱۵)

اخزیاہ اُس کے بیٹے اخزیاہ (یا یہوآخز) نے شاہانہ زندگی کی شیرینی اور تلخی کا تھوڑی دیر کے لئے مزہ چکھا ۔ اس کی ماں کی بُری صلاح نے اُس کو باپ کے تجربہ سے فائدہ اُٹھانے نہ دیا لہٰذا اپنے باپ کے بُرے نمونہ پر چلا اور بُت پرستی کو ترقی دیتا رہا ۔ اُس نے یُورام شاہ اسرائیل کی حمایت کی جو اُس کی ماں کا بھائی تھا اور اُس وقت رامات جلعاد کو ارامیوں کے قبضہ سے چھڑانے کی تازہ کوشش کر رہا تھا ۔ اس لڑائی میں اسرائیل کا بادشاہ زخمی ہوا اور جب اخزیاہ اُس کو یزرعیل میں دیکھنے گیا تو دونو بادشاہوں پر یاہو نے یکایک حملہ کیا اور اُن کو جان سے مار ڈالا ۔ اخزیاہ نے صرف ایک سال تک بادشاہی کی ۔

عتلیاہ اور اُس کے گناہ یروشلم کے لوگوں کے درمیان اس خبر نے تہلکہ مچا دیا ہوگا کہ یاہو نے اخیاب کے تمام گھرانے کو منہدم کر ڈالا ہے اور اُن میں اخزیاہ اور

اُس کے بیالیس رشتہ دار بھی شامل ہیں۔ لیکن یروشلم میں ایک عورت تھی جس پر ان ہیبت انگیز سزاؤں نے کچھ بھی دہشت پیدا نہ کی اور نہ اُسے حلیم و فروتن بنایا۔ وہ عتلیاہ تھی۔ گمان ہے کہ وہ ملکہ ایزبل کی بیٹی تھی جس کے خون کو یزرعیل کے کتوں نے ابھی ابھی چاٹا تھا اور یورام شاہ اسرائیل کی بہن تھی جو ابھی ابھی یاہو کے ہاتھ سے قتل ہُوا تھا اور یورام شاہ یہوداہ کی جورو تھی جس کی انتڑیاں اُس وقت جب خدا کے ہاتھ نے اُسے مارا نکل پڑی تھیں۔ وہ شاہ اخزیاہ اور دوسرے جوانوں کی ماں تھی جو تھوڑا عرصہ ہُوا یاہو کی بدلہ لینے والی تلوار سے مارے گئے تھے۔ یہی وہ عورت تھی جس نے نہ تو ان خوفناک سزاؤں سے دہشت کھائی اور نہ اپنے آپ کو پست کیا۔ اگر ہم اس عورت کو سکاٹ لینڈ کی لیڈی میکبتھ سے مقابلہ کریں تو ایسا کرنا اُس کی عادات کا ایک ادنیٰ سا خاکہ کھینچنا ہوگا۔ یہ عورت مذکورۂ بالا خوفناک خونریزیوں کی خبر پا کر اُٹھی اور اپنے سب پوتے پوتیوں کو قتل کر ڈالا اور یہوداہ کے شاہی خاندان کے سب لوگوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ صرف اخزیاہ کا ایک چھوٹا بیٹا جس کا نام یوآس تھا خفیہ اس عورت کی تلوار سے بچ نکلا۔ چھ سال تک تمام مملکت اُس کے ظلم سے کراہتی رہی۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ خدا کے بندوں پر کیسی مصیبت گذرتی ہوگی۔ لیکن اس زمانہ کے اختتام پر ایک انقلاب وارد ہُوا اور وہ یہ کہ سردار کاہن یہویدع کے زیرِ سایہ یوآس بادشاہ مسح کیا گیا۔ اس بدنام عورت نے جس کی سخت دلی کے سبب ملک پر اس قدر مصیبت وارد ہوئی تھی اپنی شرارت کا واجبی بدلا پایا۔ اور اُسی وقت وہ ہیکل جو بعل کے لئے یروشلم میں بنائی گئی تھی گرائی گئی اور اس بُت پرستی کو انجام دینے والا سردار کاہن اپنے مذبحوں اور مورتوں کے ڈھیر کے درمیان قتل کیا گیا۔

یوآس - ارام کے ساتھ لڑائی سات برس کی عمر سے یوآس نے حکمرانی شروع کی اور چالیس برس تک حکمران رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اپنی دادی عتلیاہ کی آہنی مرضی کی جگہ اپنے پردادے یہوسفط کی ملائم مزاجی ورثہ میں پائی تھی اور جب تک یہویدع جیتا رہا تب تک یوآس خدا کی شریعت کی بظاہر عزت کرتا رہا۔ لیکن اُس کاہن کی وفات کے بعد وہ اخی اب کے گھرانے کے طریق پر چلنے لگا۔ اس درجہ تک گمراہ ہُوا کہ یہویدع کے بیٹے زکریاہ کو جس نے بڑی وفاداری کے ساتھ اُس کے گناہوں کے سبب اُس کو ملامت کی تھی [illegible] مروا ڈالا۔ اُس کے عہدِ سلطنت میں حزی ایل شاہ ارام نے جات پر چڑھ [illegible] کا پر [illegible] تھا حملہ کیا اور وہ یروشلم کا بھی محاصرہ کرتا اگر خداوند کے گھر کے خزانوں سے بہت روپیہ نذر نہ

کیا جاتا۔ لیکن کچھ مدّت بعد ارامیوں کی چھوٹی سی فوج نے اُس کے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا کیونکہ خدا نے اُن کو اُس بیوفائی کے سبب جو عہد شکنی میں تھا۔ یعنی اُنھی ترک کر دیا تھا۔ لکھا ہے کہ یوآس کو ارامیوں نے زخمی حالت میں چھوڑا لیکن اس کمبخت آدمی نے بہت جلد معلوم کیا کہ میں دوستوں کے ہاتھوں میں دشمنوں کی نسبت کچھ بہتر حالت میں نہیں کیونکہ اُس کے خادموں نے سازش کر کے اُس کو اُس کے بستر پر مار ڈالا۔

امصیاہ اُس کا بیٹا امصیاہ جس نے اُنتیس سال بادشاہی کی بہت کچھ باپ کی سی خصلت رکھتا تھا۔ اُس کے عہد کا سب سے بڑا واقعہ یہ تھا کہ اس نے ادوم کے ساتھ لڑائی کی۔ اُس میں وہ فتحیاب ہوا اور ایک لڑائی اسرائیل کے ساتھ ہوئی لیکن اُس میں اُس نے شکست فاش کھائی گو اُس نے خداوند کی بندگی اور خدمت کے ساتھ اپنی حکمرانی شروع کی تھی تاہم جلد بُت پرستی کے گرداب بلا میں مبتلا ہو گیا چنانچہ بڑے شوق سے اپنی مفتوح رعیّت کے دیوتاؤں کو ادوم سے لایا اور اُنہیں اپنے معبود سمجھ کر اُن کی پرستش کرنے لگا۔ امصیاہ بھی اپنے باپ کی طرح سخت موت سے مرا یعنی اُسے بھی اُس کے خادموں نے لکیس میں قتل کیا۔ جو حالت سلطنت کی مالی اور دینی اعتبار سے اُس وقت ہو گی اُس میں اور اُس خوشحال حالت میں جو یہوسفط کے زمانہ میں پائی جاتی تھی کیسا عجیب فرق نظر آتا ہو گا۔

عُزیاہ اُس کے جانشین عزیاہ کی حکمرانی کا عرصہ یہوداہ کے سب بادشاہوں سے زیادہ تھا۔ وہ باون برس تک راج کرتا رہا۔ عُزیاہ بڑا ہوشیار اور دانا بادشاہ تھا۔ اس کی لیاقت ملکی نظم و نسق کے بارہ میں داؤد کی لیاقت کی مانند تھی۔ علم کاشتکاری میں وہ بہت کامیاب نکلا اور ان لیاقتوں پر یہ اضافہ ہوا کہ انجینیری کے فن کی طرف اس کا دل عجیب طور پر مائل تھا۔ اُس کا یہ لگاؤ نہ صرف قلعوں کی ساخت میں نمایاں ہوا بلکہ جنگی اوزار بنانے اور پتھر پھینکنے کی کلوں کے ایجاد کرنے میں بھی ظاہر ہوا۔ گذشتہ بادشاہوں کی مانند اُس نے بھی اپنی سلطنت کے پہلے حصہ میں خدا کی شریعت کی عزت کی۔ اُس وقت سلطنت کو بڑی اقبالمندی نصیب ہوئی۔ لیکن اس اقبالمندی نے اُس کو مغرور بنا دیا اور وہ اپنے غرور کی وجہ سے یہ بھول گیا کہ میں کس کا خادم ہوں۔ پس اُس نے بڑی بیدینی سے کاہنوں کے کام کو جبراً انجام دینا اور پاک جگہ میں سونے کے مذبح پر بخور جلانا چاہا۔ لیکن اُسی وقت کوڑھ کی بیماری اُس کے ماتھے میں پھوٹ نکلی اور وہ اپنی نالائق حرکت سے باز آیا۔ اُس کے عہد کا [illegible]

تھا۔ غالباً اُس کی تاریخ سے وہ تذکرہ لیا گیا ہے جو تواریخ کی کتاب میں درج ہے۔ ارام کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ تگلت پلاسر نے جو اس ملک کا بادشاہ تھا عزریاہ (عزیاہ) پر حملہ کیا جب اُس نے حامات کے لوگوں کی اُس وقت حمایت کی جب اُنہوں نے اُس بادشاہ کے اقتدا سے سرکشی اختیار کی۔

یوتام۔ فقح اور رضین کا اُس کو دھمکانا یوتام نے جو عزریاہ کا جانشین ہوا اور جو سولہ سال تک حکمران رہا اپنے باپ کی لیاقت ملکی ترقیوں کے بارہ میں ورثہ میں پائی۔ مختلف جگہوں میں شہر قلعے اور بُرج بنانے کے علاوہ اُس نے عوفل کی چوٹی کو جو یروشلم میں واقع ہے اور کوہ موریاہ سے قدرون اور ہنوم کی وادی کی طرف جُھکتی ہے گھروں سے بھر دیا۔ جو بیان یوتام کے شخصی مذہب کی نسبت ہم تک پہنچا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس پر آخری دنوں میں بیدینی کے پنجہ میں گرفتار ہونے کا دھبہ نہیں لگا تاہم وہ اپنے مذہبی عقائد میں ایسا کمزور تھا کہ موجودہ خرابیوں کا مُصلح نہ بن سکا۔ اُس کے مورخ کی گواہی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اب تک بدی میں مبتلا تھے۔ اور جو اشارے یشعیاہ کی کتاب میں اُس وقت کی اخلاقی اور مذہبی حالت کے متعلق پائے جاتے ہیں اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حالت افسوسناک تھی۔ اس بادشاہ کے عہد میں عمونی مغلوب کئے گئے لیکن دوسری طرف اسرائیل کے بادشاہ فقح اور ارام کے بادشاہ رضین نے اُس کے برخلاف ایک سخت سازش شروع کی۔

آخز اور برملا بیدینی لیکن اس بندش کے پھل آخز کے عہد سے پہلے جو یوتام کا جانشین اور بیٹا تھا پختہ نہ ہوئے۔ آخز کی سولہ سال کی حکمرانی میں اخلاقی تاریکی رفتہ رفتہ ایسی گہری ہو گئی کہ آگے کبھی ایسی نہ ہوئی تھی چنانچہ بیدینی کے کام کھلم کھلا ہر روز کئے جاتے تھے۔ بعل کے بُت۔ مذبحے اور اونچے مقام جو بُت پرستی کے لئے مخصوص تھے شاہ آخز کے لئے کافی نہ تھے لہٰذا اُس نے اپنی نفرت انگیز حرکات پر یہ اضافہ کیا کہ اپنے بچوں کو وادیٔ ہنوم میں قربانی کے طور پر جلایا۔ اب وہ الٰہی غضب جو ایسی گھنونی خطا کی واجبی سزا تھا نہ صرف بہت جلد ہی نازل ہوا بلکہ بڑی ہیبت ناک صورت میں نازل ہوا۔ اگرچہ دس فرقوں کی بادشاہی اُس وقت چراغ سحری کی طرح ہو رہی تھی پھر بھی اُنہوں نے باوجود اپنی کمزوری کے شاہ آخز کو شکست فاش دی جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ سوائے اس کے ارامیوں نے بھی اس کو بہت تنگ کیا گو وہ یروشلم پر تو قابض نہ ہو سکے مگر آخز کو ایلات سے جو خلیج اکابہ پر واقع تھا نکال دیا اور ہندوستانی تجارت کے

منافع سے محروم کر دیا۔ اسی طرح ادومی اور فلستی بھی اُس کو دُکھ دیتے رہے۔

اسور کے ساتھ صُلح کا رشتہ اُس نے یشعیاہ کے منع کرنے کے باوجود اسور کے بادشاہ سے مدد مانگی اور تگلت پلاسر نے درخواست کے جواب میں دمشق پر حملہ کر کے اُسے برباد کیا۔ آخز شاہ تگلت پلاسر کی ملاقات کے لئے اس قدیم دارالخلافہ میں آیا لیکن جب شاہ اسور اُس کے پاس آیا تو اُس نے اُس کو تنگ کیا اور اُس کی کمک نہ کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بادشاہ کی تاثیر نہایت ہی زہریلی تھی۔ اُن آفتوں نے اَور بھی اُس کی آنکھوں کو بند اور اُس کے دل کو سخت کر دیا اور اسرائیل کی بادشاہی کی بڑھتی ہوئی تکلیفوں نے بھی اُس پر کچھ اثر نہ کیا۔ اگر اُس کی حکمرانی کا خاتمہ اس کے جلد فوت ہونے سے نہ ہوتا جب اُس کی عمر چھتیس سال کی تھی تو یہوداہ پر وہی بربادی آنے سے نہ رُکتی جو اسرائیل پر آئی تھی۔

حزقیاہ اور مذہبی تازگی لیکن خدا نے اُس فرقہ کے لئے جسے وہ پیار کرتا تھا بہتر ایام رکھ چھوڑے تھے چنانچہ حزقیاہ نے جو آخز کا بیٹا اور ماں کی طرف سے زکریاہ کا جو شاید وہ نبی تھا جو عزیاہ کے عہدِ سلطنت میں موجود تھا (۲-تواریخ ۲۶/۵) نواسا تھا اپنی اُنتیس سال کی حکومت میں سلطنت کی مذہبی حالت میں نیا دم پھونکا۔ حزقیاہ شخصی دینداری کے زیور سے آراستہ اور دوسروں پر بڑا اثر ڈالنے والا شخص تھا۔ جب اسرائیل کی سلطنت آخری دموں پر تھی اُس وقت حزقیاہ نے دل و جان سے محو ہو کر کمر ہمت باندھی کہ تمام موسوی شریعت کو جو اسوقت فراموشی کے پردے میں پڑی تھی پھر تازہ کرے اور اُس کے قاصدوں کی نسبت جو اسرائیل کی تمام مملکت میں پھرے تاکہ ایمانداروں کو یروشلم میں آ کر عید فسح میں شامل ہونے کی دعوت دیں یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے گویا تمام مملکت میں اس اعلان کی منادی کر دی "اے میری اُمت کے لوگو۔ اُس میں سے نکل آؤ تاکہ تم اُس کے گناہوں میں شریک نہ ہو اور اُس کی آفتوں میں سے کچھ تم پر نہ آ جائے" (مکاشفات ۱۸/۴)

سنحرب سے لڑائی حزقیاہ کے عہد کا جو بڑا خارجی واقعہ تھا وہ وہ لڑائی تھی جو اُس نے شاہ اسور سنحرب کے ساتھ کی جو قدیم زمانہ کے جنگی مردوں میں سے تھا۔ اس سے چند سال پہلے سمرون کو اسوریوں نے سلمنسر کے ماتحت برباد کیا۔ اور اُس کے اسیر اسور اور مدیان کے شہروں میں تتر بتر ہوئے۔ اُس وقت سے شاہ اسور سارگان ارام کے ملک

کو کوئی صدمہ پہنچا چکا تھا اور یوں بہت سی رکاوٹیں جو اسور اور اسور کے ہمسر ملک مصر کے درمیان حائل تھیں دور کی گئی تھیں۔ لیکن ایک اب تک باقی تھی اور وہ یہوداہ کی سلطنت تھی مصر جیسے بادشاہوں کی یہ ایک حکمت عملی تھی کہ وہ اسور کے بادشاہوں کی خراجگذار مملکتوں کو بھڑکا کر باغی کر دیا کرتے تھے تاکہ ان کے شہزور حریف کی توجہ اُن کی طرف سے ہٹ جائے۔ شاید کوئی اس قسم کی تحریک دی گئی ہو گی جس کی وجہ سے حزقیاہ نے شاہِ اسور سے روگردانی اختیار کی اور اُس خراج کے ادا کرنے سے انکار کیا جو اُس کے باپ نے دینا قبول کیا تھا۔ سنحریب نے حزقیاہ کے چودھویں سال میں تخت نشین ہو کر تیاری کی کہ یہوداہ پر حملہ کرے اور حزقیاہ کو مجبور کرے کہ وہ خراج ادا کرے جو اُس نے اب تک نہیں دیا تھا۔

سنحریب کا آگے بڑھنا اور اب وہ گھڑی جس کا ڈر تھا آ پہنچی۔ اسور کے ہیبت انگیز بادشاہ کے پھریرے بنیامین کی چوٹیوں پر لہراتے ہوئے یروشلم میں نظر آنے لگے۔ یشعیاہ کے دسویں باب میں سنحریب کے یروشلم پر چڑھ آنے کا جو حال مندرج ہے اس میں اُس کی ایک ایک منزل کی ایسی زندہ تصویر کھینچی ہوئی ہے کہ گویا ہم اپنی آنکھوں سے اُسے قدم بقدم آگے کو بڑھتا دیکھ رہے ہیں۔ اُس کی فوج کی نسبت گمان ہے کہ اُس نے شمالی راستہ کو بیت ایل کے قریب چھوڑا اور مشرق کی جانب عئی کا رُخ کیا۔ پھر مکماس پر پہنچ کر اپنے تمام اسباب کو وہاں چھوڑا اور پھر اس فوج نے ہر طرح کے بوجھ سے سبکدوش ہو کر وادی سے عبور کیا اور رات جبعہ میں کاٹی رامہ جو یہاں سے آدھ گھنٹہ کی راہ تھی اور اس وقت ایک ٹیلے کے سبب سے جو بیچ میں حائل تھا نظروں سے پوشیدہ تھا ڈر رہا تھا۔ ساؤل کا جبعہ جو ایک اونچی پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے بھاگ گیا کیونکہ وہ غنیم جس کے آنے کا ڈر چھا رہا تھا اب سامنے موجود تھا۔ صبح کے وقت اُس فوج نے جنوب کی طرف کوچ کیا۔ جلیم اور لبیس کی جائے وقوع کا پتہ نہیں۔ لیکن عنتوت فوج کے عین راستے میں تھا اے مسکین عنتوت"۔ شام کے وقت فوج نوب میں پہنچی اور پاک شہر کے عین سامنے آن موجود ہوئی اور وہاں سے دشمن اپنا ہاتھ صیحون کی بیٹی کے برخلاف ہلانے لگا۔

اُس کی آفت لیکن سنحریب نے بہتر سمجھا کہ پہلے یہوداہ کے حصین شہروں پر حملہ کرے۔ جب یہ شہر اُس کے قبضہ میں آ گئے تو حزقیاہ کا دل ایسا ہراساں ہوا کہ اُس نے اس حملہ آور بادشاہ کو خراج دینا منظور کیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس اثنا میں سنحریب مصر

کو چلا گیا اور اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک کو پیچھے چھوڑ گیا کہ اشدود کا جو فلستیوں کا مضبوط شہر تھا محاصرہ کرے۔ اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ لیکن سنحرب نے فلستین میں واپس آکر اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور پھر یہوداہ کے حصین شہروں پر حملہ کرنا شروع کیا اور جس وقت اُس نے اپنا سپہ سالار جس کا نام ربشاقی تھا ایک دہشت خیز اور کفر آمیز پیغام کے ساتھ یروشلم کو بھیجا اس وقت سنحرب لکیس کے سامنے خیمہ زن تھا۔ حزقیاہ کو جو پیغام بھیجا وہ یہ تھا کہ وہ اُس کی اطاعت قبول کرے۔ لیکن حزقیاہ کے ایمان اور ہمت نے دعا سے ایسی تازگی حاصل کی کہ اُس آزمائش کے معیار پر یہ دونوں وصف بالکل کھرے نکلے۔ پھر یشعیاہ نبی نے یہ نبوت کی کہ سنحرب کا لشکر معجزانہ طور پر برباد کیا جائیگا اور وہ خود شکست کھا کر بے کسی کی حالت میں نینوہ کو لوٹ جائیگا۔ یہ نبوت پوری ہوئی۔ خداوند کی طرف سے ایک جھونکا بھیجا گیا جس نے ایک ہی رات میں اسوری سپاہ کے ایک لاکھ اسّی ہزار جوان مار ڈالے اور سنحرب کو دُم دبا کر گھر کو لوٹنا پڑا تا کہ وہاں اسرائیلی اسیروں پر اپنا دلی کینہ نکالے۔

جھونکا اس آفت سے تھوڑی دیر بعد سنحرب کو اُس کے دو بیٹوں نے مار ڈالا۔ اس جھونکے کی نسبت گمان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک قسم کی زہریلی ہوا تھی جو اکثر اوقات بہت جانوں کو تلف کرتی ہے۔ شاید یہ وہی ہوا تھی جسے باد سموم کہتے ہیں۔ ہیرادوتس صاحب اسی قسم کا ایک قصہ بیان کرتے ہیں جو شاید اسی معجزہ کا بگاڑ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب شاہ اسور مصر کے پلوزیم کا محاصرہ کر رہا تھا اس وقت ایسا ہوا کہ بہت سے چوہے اُس کے لشکر میں آگھسے اور ایک ہی رات میں ڈھالوں کے تسموں، ترکشوں اور کمانوں کی تانت کو کھا گئے۔ صبح کے وقت جب سپاہی بستروں پر سے اُٹھے انہوں نے اپنے ہتھیاروں کو ناقابل استعمال پایا لہذا مجبور ہو کر واپس چلے گئے۔

اس واقعہ کا نتیجہ سنحرب کے لشکر کا برباد ہو جانا عبرانیوں کے تاریخی واقعات میں ایک بڑا جیّد اور رقّت انگیز واقعہ ہے اور فرعون کی بربادی کے جو آٹھ سو برس پہلے واقع ہو چکی تھی برابر سمجھا جانے کے لائق ہے۔ اب یہ وقوعہ ایسا تھا کہ اُن آزمائشوں میں بھی جو آئندہ برپا ہوتیں ایمان اور ہمت کو مضبوط کرتا بشرطیکہ اس کے ساتھ ہی خدا کے بازو پر بھی بھروسہ رکھا جاتا مگر افسوس کہ لوگوں نے اُس کے مطلب کو بگاڑ دیا اور اُس سے اُن کا غرور اور خودی بڑھ گئی۔ چنانچہ یرمیاہ کے وقت میں لوگوں کو پورا یقین تھا کہ یروشلم کبھی کسدیوں کے ہاتھ میں گرفتار نہ ہو گا حالانکہ اسی آخری

موقعہ پر خدا کا کلام اس بارے میں کہ یروشلم برباد ہوگا ایسا ہی صاف تھا جیسا کہ پہلے موقعہ پر صاف تھا جب یہ خبر دی گئی کہ وہ بچایا جائیگا۔

ستونوں کی تحریریں نینوہ کے ستون جن کی تحریر حال میں پڑھی گئی ہے بتاتے ہیں کہ سنحرب بڑا جنگجو بادشاہ تھا اور اُس کے ساز و سامان کا کچھ حد و حساب نہ تھا اور اُس کے عہد کے بہت سے واقعات جن کا ذکر بائبل میں پایا جاتا ہے ان کتبوں میں قلمبند ہیں۔ خصوصاً اُس کے یروشلم کے نزدیک کے شہروں کو برباد کرنے اور حزقیاہ سے خراج لینے کا حال اُن میں لکھا ہے۔ لیکن جھونکے کی آفت کا اُس میں کچھ ذکر نہیں ہے اور اس کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔ بہرکیف اس میں شک نہیں کہ حزقیاہ کسی عجیب صورت سے سنحرب کے پنجہ سے بچایا گیا کیونکہ اُس کی جمعیت میں ہرگز ہرگز یہ سکت نہ تھی کہ وہ سنحرب کی جمعیت کا مقابلہ کرے۔

حزقیاہ کی عمر کا بڑھایا جانا جس سال سنحرب نے حملہ کیا اُسی سال حزقیاہ ایک عجیب بیماری میں گرفتار ہوا جو قریباً مہلک ثابت ہو گئی تھی اور جس سے شفا پانے کے لئے اُس نے سرگرمی سے دُعا کی۔ اگر اُس وقت اسور کے لشکر فوج تیار کر رہے تھے کہ پھر اُس پر حملہ کریں تو ایک سبب یہ تھا جس کی وجہ سے وہ ایسی سرگرمی سے شفایاب ہونے کے لئے دُعا مانگتا تھا۔ ۱۵ سال اُس کی عمر میں بڑھائے گئے اور اُس کے ساتھ دشمنوں سے محفوظ رہنے کا وعدہ کیا گیا۔ اس بیماری سے کچھ عرصہ بعد مردک بلدان شاہ بابل نے جو اُس وقت ایک خودسر ریاست تھی حزقیاہ کو مبارک باد دینے کے لئے سفیر بھیجے۔ بلدان اسور کی بڑھتی ہوئی طاقت سے رشک کھاتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بات کی فکر میں تھا کہ حزقیاہ سے دوستی کا رشتہ پیدا کرے اور اُسے اسور کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دے۔ حزقیاہ نے دنیاوی روح کو اعلیٰ خیالات پر غلبہ پانے دیا اور بڑے فخر سے بلدان کے قاصدوں کو اپنی دولت کے خزانے دکھلائے۔ اس بات کے لئے خداوند نے اُسے یشعیاہ کی معرفت ملامت کی اور بتایا کہ بلدان کا جانشین ایک دن یہوداہ کا سخت مخالف ثابت ہوگا اور لوگوں کے کراہنے کی آواز اُس کے پایہ تخت کی دیواروں کے اندر سنائی دیگی۔

یوایل گمان کیا جاتا ہے کہ یوایل ابن فتوئیل عُزیاہ کے زمانے میں موجود تھا یعنی پیشتر اس کے کہ قوم اس خرابی کے سمندر میں غرق ہوئی جو آخز کے زمانہ میں موجزن تھا۔ جب یوایل اپنی سرزمین کے دشمنوں کا ذکر کرتا ہے تو وہ فنیکیوں۔ فلستیوں۔ ادومیوں اور مصریوں کا نام

لیتا ہے اور اسوریوں اور اہل بابل کا ذکر نہیں کرتا۔ یہ نبی ایک آنے والے قحط کا بڑی تاکید سے بیان کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو توبہ۔ روزہ اور دعا کی ہدایت اور آنے والی خرابیوں کے دُور ہو جانیکا وعدہ کرتا ہے۔ انجیل کی برکتوں کی بشارت دیتا اور رُوح پاک کے نازل ہونے کی نبوّت کرتا ہے۔ اب اگر وہ اُسی وقت موجود تھا جس وقت موجود ہونے کا اُس کی نسبت گمان کیا جاتا ہے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ اُس کی زندہ آواز اور لکھی ہوئی گواہی نے کم از کم اُس دینی تازگی کی راہ تیار کی جو حزقیاہ کے عہد میں واقع ہوئی۔

یشعیاہ لیکن اس کام میں بہت بڑا حصہ یشعیاہ نے لیا ہوگا۔ اس نبی کی شخصی تاریخ کا حال بہت تھوڑا معلوم ہے۔ اُس نے عزیاہ کے عہد میں نبوت کرنا شروع کیا اور آخز اور حزقیاہ کے زمانے میں عروج کو پہنچا۔ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاہی گھرانے سے علاقہ رکھتا تھا بلکہ یہاں تک بتاتی ہے کہ وہ بادشاہ منسّی کا خسر تھا جس کی نسبت گمان کیا جاتا ہے کہ اُس نے اُس کو آرے سے چروا ڈالا۔

اس کی نبوّت کے دو حصّے یشعیاہ کی نبوّت دو حصّوں میں منقسم ہے۔ پہلی میں پہلے اُنتالیس باب شامل ہیں اور دوسری میں باقی سینتیس۔ پہلے حصّہ میں مختلف قسم کی تحریریں شامل ہیں جو مختلف موقعوں پر ثبت کی گئیں۔ وہ یہودی قوم کے گناہوں کی ملامت اور آس پاس کی قوموں کی بربادی کی نبوّت کرتی ہیں۔ وہ قومیں یہ تھیں۔ اسور۔ بابل۔ موآب۔ مصر۔ فلسطین۔ ارام۔ ادوم اور سور۔ نیز وہ سنحرب کے حملہ اور اس کی فوج کے برباد ہونے کا حال بیان کرتی اور حزقیاہ کی بیماری اور شفا پانے کی خبر دیتی ہیں۔ اس تمام حصہ میں مسیح کے آنے۔ انجیل کے زمانہ میں یہودیوں کے ایمان لانے اور کلیسیا کے دشمنوں کے برباد ہو جانے کی طرف بھی جا بجا بہت سے اشارے پائے جاتے ہیں۔

اس کا اشارہ دور دراز واقعات کی طرف لیکن دوسرے حصّہ کی نبوتیں خاص کر دُور کے واقعات کا ذکر کرتی ہیں۔ جن باتوں کی پیشگوئی خصوصیت سے کی گئی ہے وہ یہ ہیں۔ یہودیوں کا شاہِ خورس کے وسیلے رہا ہونا (یہ نبوت اُس کی پیدائش سے قریباً دو سو برس پہلے کی گئی) اور اُن کے ستانے والوں کا تباہ ہونا۔ یہودیوں کا اپنے وطن کو لوٹ آنا۔ اور پھر اپنے پرانے انتظام کو جاری کرنا مسیح کی آمد۔ اُس کی سیرت۔ اُس کا تقرّر۔ اُس کا دُکھ۔ اُس کا جلال۔ بُت پرستی کی بربادی۔ غیر قوموں کی بلاہٹ۔ یہودیوں کی خرابی جو مسیح کے تنگ کرنے میں غایت درجہ تک پہنچی۔ خدا کا انہیں ترک

کرنا مگر آئندہ زمانہ میں پھر اُن کا ایمان لانا اور کلیسیا کی آخری فتحمندانہ کمالیت وغیرہ۔ یہ وہ مضامین ہیں جن کی پیشینگوئیاں اس حصہ میں درج ہیں۔

اس کا اثر معلوم ہوتا ہے کہ حزقیاہ کے عہد میں قوم کی کونسلوں میں یشعیاہ پیشوا سمجھا جاتا تھا۔ اور اغلب ہے کہ مذہبی اعتقادات کی وہ سرگرمی جو حزقیاہ میں پائی جاتی تھی اسی سرگرم نبی کے طفیل اُس کو حاصل ہوئی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یشعیاہ اُس اصلاح میں جو حزقیاہ نے کی اُس کا مشیر اور مددگار تھا اور اسرائیل کی بادشاہی کی عین بربادی اور اُن سزاؤں کی گرم بازاری میں جو یہوداہ کے حق میں نبوّت کی گئی تھی اُن روایتوں نے جو آنے والے جلال سے وابستہ تھیں اور جو اُس نبی کی تحریروں میں پائی جاتی تھیں کئی اندوہگین دلوں کو خوش اور مضبوط کیا ہوگا۔ اور اُن عجیب خیالات نے جو مسیح کی پستی۔ دُکھوں اور جلال کی نسبت پیش کئے گئے کئی سرگرم لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچا اور بہتوں نے اُس حبشی خوجہ کی طرح جو رسولوں کے زمانہ میں موجود تھا اس بات کو محسوس کیا ہوگا کہ یشعیاہ کی کتاب کے ایسے ایسے مقدمات جیسا ترپنواں باب ہے بغیر کسی ہادی کی مدد کے سمجھ میں نہیں آسکتے۔

میکاہ میکاہ بھی قریباً اُس زمانہ میں نبوّت کرتا تھا جس زمانہ میں یشعیاہ کرتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہوداہ کے فرقے میں سے تھا۔ اُس کا نام مورستی یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ غالباً مورست کے شہر کا رہنے والا تھا جس کے نزدیک آسا نے اتھیوپیا کی فوج کو شکست دی تھی۔ جب میکاہ دونو مملکتوں کی بربادی کا خاکہ کھینچتا ہے تو وہ کئی شہروں اور گاؤں کا جو اُس کے شہر سے نزدیک تھے ذکر کرتا ہے (باب ۱) وہ صاف صاف الفاظ میں سلمنسر اور سنحرب کے حملوں اور اسرائیل کے تتر بتر ہو جانے اور نبوت کے بند اور یروشلم کے بالکل برباد ہونے اور اسرائیل کی رہائی اور اسور کی تباہی اور اُن تمام دشمنوں کی بربادی کی جن کا اسور ظاہر کرتا تھا نبوّت کرتا ہے۔ اسی طرح مسیح کے وطن۔ اُس کی الٰہی ذات۔ صیحون سے انجیل کے پھیلنے۔ اُس کے نتائج اور انجیل کی بادشاہی کی تمام قوموں پر مسلّط ہونے کی پیشگوئی کرتا ہے۔

نحوم نحوم بھی اسی زمانہ سے علاقہ رکھتا تھا۔ ہم القوش کی نسبت جو اُس کا شہر تھا بہت کچھ نہیں جانتے۔ لیکن جیروم لکھتا ہے کہ وہ گلیل میں واقع تھا۔ وہ یہوداہ میں غالباً اُس وقت جب دس فرقہ اسیر ہو کر چلے گئے تھے نبوّت کرتا تھا اور اس واسطے برپا کیا گیا تھا کہ ایک طرف یہوداہ کی قدرت اور دوسری طرف اُس کی نرمی کو ظاہر کرنے۔ اسوری سلطنت کی بربادی کی خبر دے اور سنحرب

کی موت اور حزقیاہ کی رہائی کی ثبوت کرے ان باتوں کی نبوّت کے بعد وہ روشن بیان اور عجیب تفصیل کے ساتھ نینوہ کی بربادی کی پیشین گوئی قلم بند کرتا ہے۔ اس نبوّت کے صحیح طور پر سمجھنے کے لئے مناسب ہے کہ اس کے ساتھ ہی یوناہ کی کتاب کا مطالعہ بھی کیا جائے کیونکہ نحوم کی کتاب گویا یوناہ کی کتاب کا تتمہ ہے۔ دونوں نبوتیں ایک ہی اخلاقی تاریخ کے دو جُڑے ہوئے حصّے ہیں۔ خدا کی سزا کے دُور ہونے کی مثال یوناہ میں ملتی ہے اور اُس کی سزاؤں کے پورا ہونے کا حال نحوم میں کُھلتا ہے۔ نینوہ کی پیشین گوئیاں ۶۲۵ برس قبل از مسیح پوری ہوئیں۔

ایک آنے والا طوفان یہوداہ کی بادشاہی کے مصلحوں مثلاً یشعیاہ۔ میکاہ۔ نحوم اور حزقیاہ کی اموات میں بڑے بڑے فاصلے حائل نہ ہوئے اور جب یہ راستباز لوگ کوچ کر گئے تو کسی نے یہ خیال نہ کیا کہ خدا نے اُنہیں آنے والی خرابی سے بچا لیا (یشعیاہ ۵۷: ۱) اُنہیں اپنے باپ دادوں کے ساتھ سوئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ایک اور طوفان کے عنصروں نے اُفقِ امن کو تاریک کرنا شروع کر دیا۔

چوتھی فصل ۔ تیسرا مذہبی تنزل اور تیسری مذہبی تازگی

منسّی اور اس کی بُت پرستی۔ وہ بابل میں اسیر ہو کر جاتا ہے۔ توبہ اور بحالی۔ شبناہ اور الیاقیم۔ امون۔ یوسیاہ۔ صفنیاہ نبی۔ یرمیاہ۔ مجدو کی لڑائی۔ یوسیاہ کی وفات۔ یرمیاہ کا غم۔ نینوہ کی بربادی

منسّی اور اس کی بُت پرستی حزقیاہ کا بیٹا منسّی ابھی آٹھ برس کا تھا جب تخت پر بیٹھا اور پچپن سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ مشکل سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس تمام عرصہ میں فرمانروا رہا۔ ممکن ہے کہ وہ قریباً اُس وقت پیدا ہوا ہو جب خداوند نے اُس کے باپ کو سنحرب کے ہاتھ سے وہ رہائی عطا فرمائی جو ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل تھی۔ لیکن اس قسم کی باتوں نے اُس پر اگر کوئی اثر کیا تو یہ کہ اُسے خداوند کی راہوں کی مخالفت میں زیادہ برانگیختہ کیا۔ اغلب ہے کہ وہ بُرے صالح حاکموں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا یعنی اُن لوگوں کے ہاتھ میں پڑ گیا جو حزقیاہ اور اُس

کے کام کی خفیہ مخالفت کیا کرتے تھے جس دیوانہ پن سے بُت پرستی کو ترقی دینے میں اُس نے کام لیا اس پر فلپ دوم کا جنون بھی سبقت نہ لے گیا جو زمانہ حال کے بادشاہوں میں سب سے زیادہ مجذوب گذرا ہے۔ وہ تمام کام جو اس کے باپ نے انجام دیا تھا تھوڑی دیر میں برباد ہو گیا۔ بعل کے لئے نہ صرف اُونچی جگہیں بنائی گئیں اور بُت تراشے گئے بلکہ مورتوں کی موجودگی سے خود ہیکل ناپاک کی گئی۔ اس کے بچے بعل کے سامنے قربانی کے طور پر جلائے گئے اور اس کی رعیت کے لوگ جو اپنے اعتقاد کے کچے تھے اُس کی بُت پرستی میں جلد شامل ہو گئے اور ان لوگوں کو سخت تکلیف دی گئی جو حزقیاہ اور یشعیاہ کے خدا کی تعظیم کرتے تھے حتّٰی کہ اُن کا بیگناہ خون یروشلم کی گلیوں میں پانی کی طرح بہنے لگا۔ خداوند کے نبیوں نے بہت ملامت کی۔ بہتیرا سمجھایا اور ڈرایا کہ یروشلم کا وہی حال ہوگا جو اُس کے باپ کے زمانے میں سمرون کا ہوا تھا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ ان کی ملامت نے منسّی پر وہی اثر کیا جو پانی کی بُوند چکنے گھڑے پر کیا کرتی ہے۔

وہ بابل میں اسیر ہو کر جاتا ہے لیکن اُس کی وہ روش جو اُن اندرونی کوششوں کا مقابلہ کرتی تھی جو اُسے بدراہوں سے روکنے کے لئے کی جاتی تھیں بیرونی سزا کے وسیلے دُور کی گئی۔ اس وقت اسرحدون اسور کا بادشاہ تھا جس نے بابل پر فتح پاکر اُس بڑے شہر کو اپنی مملکت سے ملا لیا تھا۔ اور تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ اُس نے سمرون کے علاقہ کا ملاحظہ کیا اور دس فرقوں کے رہے سہے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور نئے لوگوں کو اُن کی جگہ بسانے کے لئے لایا تھا اس نے یروشلم کی طرف بڑھ کر اُسے فتح کیا کہ جو دھبّہ اس کے باپ سنحرب کے نام پر لگا ہوا تھا اُٹھ جائے۔

توبہ اور بحالی لیکن خدا کی عجیب رحمت سے منسّی نے اپنی بدراہوں سے ایسی توبہ کی کہ وہ الٰہی فضل اور قدرت کا معجزہ بن گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آزاد کیا گیا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد اس نے سمرون کے علاقہ کو بھی اپنی اصلی مملکت میں شامل کر لیا۔ اغلب ہے کہ اسرحدون نے اُس سے یہ قسم لی کہ وہ مصریوں کے خلاف ہمیشہ اسوریوں کی مدد کیا کریگا کیونکہ اس وقت سامیٹکس جو مصر کا بادشاہ تھا اپنی فتوحات کو ایشیا تک لے گیا تھا۔ اور اب اشدود کا وہ قابل یاد محاصرہ کر رہا تھا جو ۲۹ سال تک جاری رہا۔

شبناہ اور الیاقیم جب منسّی یروشلم میں واپس آیا تو اُس نے کوشش کی کہ اُس خرابی کو جو اُس کے سبب سے وجود میں آئی تھی دُور کرے اور سچے خدا کی بادشاہی کو مضبوط

کرے۔ اُس کے بحال ہونے کے وقت یشعیاہ کی ایک پیشینگوئی جو شبناہ اور الیاقیم کے ساتھ علاقہ رکھتی تھی پوری ہوئی۔ اغلب ہے کہ شبناہ نے منسّی کو بُری باتوں کی صلاح دی تھی۔ سو نبوت کے مطابق وہ اسیر کر کے بابل میں پہنچایا گیا جہاں کچھ عرصہ بعد راہیِ ملکِ عدم ہوا۔ مگر منسّی کے بحال ہونے پر دین دار الیاقیم پھر اپنے عہدے پر مامور کیا گیا۔ اُس نے داؤد کے گھر کی کنجی اپنے کاندھے پر رکھ کر یہ کوشش کی کہ سلطنت کے قدیم آئین پھر جاری ہوں۔ ”اور اُس کے باپ کے خاندان کی ساری حشمت“ اُس پر لٹکائی گئی (یشعیاہ ۲۲/۱۵-۲۵) لیکن منسّی نے جلد محسوس کیا کہ اصلاح کرنے کی نسبت عیاشی میں زندگی بسر کرنا آسان کام ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی وہ کوششیں جو اصلاح کے لئے کی گئیں کامیابی کو نہ پہنچیں اور جب اُس کی عمر کا پیمانہ لبریز ہونے لگا ہو گا تو وہ یہ دیکھ کر کہ اُس کے بعد اس کا بیدین بیٹا امون عصائے شاہی کو اپنے ہاتھ میں لیگا ضرور اپنے دل میں غمگین ہوا ہو گا مگر اس کے ساتھ یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ جب وہ اپنے پوتے یوسیاہ کے ملائم چہرہ پر نظر ڈالتا اور دیکھتا تھا کہ کس طرح ابھی سے یہ چھوٹا بچہ خدا کے کلام کو سُن کر کانپ اُٹھتا ہے تو اُمید کی شعاعیں مستقبل کو روشن کرتی ہونگی۔

امون۔ یوسیاہ۔ صفنیاہ نبی

دو سال تک امون حکمران رہا۔ وہ اپنے باپ کی پہلی اور بد ترین عادات کی پیروی کرتا رہا۔ لیکن دو سال کے بعد اُس کے قاتل نے اُس کا کام تمام کر دیا اور چھوٹا لڑکا یوسیاہ جس کی عمر اس وقت آٹھ برس سے زیادہ نہ تھی تخت پر بیٹھا۔ وہ سولہ برس کی عمر کو پہنچ کر بڑی سرگرمی سے خدا کی خدمت میں مصروف ہوا اور اُن دیندار بادشاہوں کے زُمرہ میں داخل ہوا جو نہایت محنت کش تھے۔ اس محنت کشی کے ساتھ وہ نہایت ہر دلعزیز بھی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ صفنیاہ نبی اُس کے عہد کے شروع میں موجود تھا۔ شاید یوسیاہ نے اسی مردِ خدا کی اس پُرتاثیر منادی سے تحریک پائی ہو گی ”اے ملک کے سب حلیم لوگو جو خداوند کے احکام پر چلتے ہو اس کے طالب ہو۔ راستبازی کو ڈھونڈو۔ فروتنی کی تلاش کرو۔ شاید خداوند کے غضب کے دن تم کو پناہ ملے۔“ اس میں شک نہیں کہ صفنیاہ اُس اصلاح کے کام میں جو یوسیاہ نے علے الفور شروع کی اُس کا سرگرم مشیر تھا اور یوسیاہ نے اصلاح کا عملی کام بیس برس کی عمر میں شروع کیا۔ کلہاڑی اور کسّی کو ہاتھ میں لے کر بُت پرستی کے بُتوں اور مذبحوں کو بذاتِ خود توڑنا اور مسمار کرنا شروع کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کام کو انجام دینے میں کم و بیش چھ سال لگے اور یہ اصلاح نہ صرف یہوداہ کے علاقہ [illegible] بلکہ [illegible] بھی کی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہ علاقے یہوداہ میں شامل

ہو گئے تھے۔

یرمیاہ اس کام کے شروع ہونے سے ایک سال بعد یوسیاہ یہ سُن کر بہت خوش ہُوا ہوگا کہ عنتوت کے گاؤں میں جو نزدیک ہی واقع تھا ایک نبی برپا ہُوا ہے جس نے خداوند کا کلام سنانا شروع کیا ہے۔ اُس نے یرمیاہ کو جو اُس وقت جوانی کے عالم میں تھا اور حیا۔ دینداری اور دیگر صفاتِ حمیدہ کے زیور سے آراستہ تھا ایک نہایت دلخواہ دوست اور مسرت بخش مددگار پایا ہوگا۔

یوسیاہ کی سلطنت کے دوسرے حصہ میں یہ بڑی بڑی باتیں واقع ہوئیں۔ تورات دستیاب ہوئی۔ یروشلم میں عید فسح منائی گئی۔ تمام سلطنت میں اس لئے دوبارہ دورہ کیا گیا کہ خدا کی پاک عبادت زیادہ مستحکم ہو۔

مجدو کی لڑائی لیکن یوسیاہ کی مبارک زندگی اور حکومت کو افسوس ناک طور پر انجام پانا تھا۔ اس وقت فرات کے کناروں پر اور اُن کے اردگرد کے ممالک میں بہت جھگڑے اور فساد ہو رہے تھے۔ اور جب فرعون نیکو نے بڑے حسد اور حملہ آوری کی رُوح سے معمور ہو کر اُن مقامات پر حملہ کرنے کی تیاری کی تو اُسے ملک فلستین میں سے گذرنا پڑا۔ یوسیاہ نے جب یہ سُنا تو اُس کا مقابلہ کرنا اپنا فرض سمجھا شاید اُس وعدہ کے سبب سے جو اُس کے دادا منسّی نے کیا تھا کہ وہ ہمیشہ مصریوں کی مخالفت کیا کرینگے۔ اُس نے ایک فوج جمع کی اور اسدرلان کے وسیع میدان میں مقام مجدو پہنچ کر مصریوں کا انتظار کرنا شروع کیا۔ فرعون نیکو نے ہر چند اُسے سمجھایا کہ مجھے شاہ یہوداہ سے کسی طرح کی عداوت نہیں۔ میں صرف آپ کے علاقہ میں سے گذرنے کے لئے راستہ مانگتا ہوں مگر اُس کا سمجھانا کارگر نہ ہُوا۔ پس اُن دونو مخالف فوجوں کی لڑائی مجدو کے نزدیک ہوئی یعنی کوہ کرمل کے ابرو کے مقابل جہاں دو سو برس پہلے ایلیاہ نے بعل کے کاہنوں پر فتح پائی تھی اور جہاں قیسون کے کنارے سات سو برس پہلے برق نے کنعانیوں کو شکست دی تھی۔

یوسیاہ کی موت اور یرمیاہ کا غم تھوڑی دیر کے بعد یہوداہ کے بادشاہ کی گاڑیوں میں سے ایک گاڑی یروشلم کی طرف صبا رفتاری کے ساتھ جاتی ہوئی دیکھی گئی ہوگی۔ اور ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ جوں جوں وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پہنچتی ہوگی لوگ بڑے شوق سے لڑائی کی خبر سننے کے لئے اس کے پاس آتے ہونگے۔ لیکن جب اُن کو یہ خبر ملتی ہوگی کہ اُس گاڑی میں اُن کا پیارا بادشاہ زخمی ہُوا پڑا ہے تو اُن کے سینہ صد چاک ہو جاتے ہونگے۔ ادھر عنتوت میں نوجوان کاہن یرمیاہ

پرانے زمانہ کے عیلی کی طرح سڑک کے کنارے بیٹھا خداوند کے صندوق کے لئے کانپ رہا ہوگا۔ اُس کے دل کو کیسا صدمہ پہنچا ہوگا جب اُس نے اپنے پیارے دوست اور بادشاہ کے مُردہ چہرہ کو دیکھا ہوگا جو اُس تمام سرزمین میں خدا کی سلطنت کا ایک ہی ستون اور رُکن تھا۔ ہم پڑھتے ہیں کہ یرمیاہ نے یوسیاہ کے لئے ماتم کیا۔ داؤد کا نوحہ بھی جو اُس نے یونتن پر کیا اس رقت کی گہرائی اور دردِ جدائی کی شدّت کو نہیں پہنچتا جو یرمیاہ کے مُرثیہ میں پائی جاتی ہوگی۔ جس دن حقیقت میں عہد کا صندوق مخالف کے قبضہ میں آگیا تھا اُس دن کی نسبت آج ایک گہرے معانی میں اسرائیل سے جلال جدا ہؤا۔ اور اب وقت تھا کہ خدا کی تاریک سزاؤں کی اُس سرزمین پر جلد نازل ہونے کی راہ دیکھی جائے۔

نینوہ کی بربادی نبکو نے فرات کی طرف بڑھ کر کرکمش کے مضبوط قلعہ کو فتح کیا اور اپنا تسلّط فرات کے مغربی علاقہ پر جمایا۔ لیکن کئی اَور انقلاب جو اس سے بھی زیادہ پُرمطلب تھے واقع ہو رہے تھے۔ یعنی اسور کی بڑی سلطنت اپنے خاتمہ کی طرف بڑھ رہی تھی چنانچہ اس کے بادشاہ سے اہل مدیان اور بابل نے سرکشی کی اور اسی پر اکتفا نہ کیا کہ اُس کے بند سے آزاد ہوں بلکہ نینوہ کا محاصرہ بھی کر لیا اور کئی شکستوں کے بعد آخر کار کامیاب ہوئے۔ اسور کے بادشاہ نے جب دیکھا کہ میرا معاملہ میں خطرہ میں پڑا ہے تو اُس نے اپنے ساتھ اپنی بیویوں کو محل سرا میں جمع کیا۔ محل کو آگ لگادی اور جل کر خاک سیاہ ہوگیا۔ نینوہ برباد کیا گیا۔ عبرانی نبیوں کی نبوّتیں پُوری ہوئیں اور وہ شہر جسے نحوم نبی نے بڑی سچائی سے ”خونی شہر“ کہا تھا تباہ ہوکر کھنڈروں کا ڈھیر بن گیا۔

پانچویں فصل - آخری تنزّل

یہوآخز۔ یہویقیم۔ نبوکدنضر کا پہلا حملہ۔ دانی ایل وغیرہ۔ بابل کو جانا۔ یرمیاہ کی زندگی کے واقعات۔ یہویکین۔ صدقیاہ۔ یروشلم کی بربادی۔ باشندوں کی ایذائیں کسدیوں کے ظلم۔ ایک بقیہ جدسیا کے ماتحت۔ حبقوق۔ عبدیاہ۔

یہوآخز اور یہویقیم یوسیاہ کے بیٹے اپنے باپ کی سی [illegible] کی تعلیم پر [illegible]

ہے کہ اُس کی وفات کے بعد لوگ عموماً پھر بُت پرستی میں پھنس گئے۔ اُن کا حال کمان کی مانند تھا کہ جب زور اُس پر سے ہٹ جاتا تو وہ پھر اپنی اصلی جگہ پر آجاتی۔ یوسیاہ کے بعد یہوآخز تخت نشین ہُوا۔ اُس نے تین مہینے سے زیادہ راج نہ کیا کیونکہ فرعون نیکو نے جب کرکمش میں جو فرات پر واقع ہے مراجعت کی تو اُسے ربلہ میں جو لبنان کی وادی میں ہے زنجیریں پہنائیں اور مصر کو لے گیا۔ ملک پر ایک بڑا اخراج مقرر کیا اور اُس کے بھائی الیاقیم یا یہویقیم کو اُس کی جگہ بادشاہ ٹھہرایا۔ یہویقیم نے گیارہ برس بادشاہی کی۔ وہ بڑا شریر۔ بیدین اور ظالم بادشاہ تھا۔

نبوکدنضر کا پہلا حملہ۔ دانی ایل وغیرہ کا بابل کو اسیر ہو کر جانا عنقریب اسی وقت ایک اور بڑا شخص تاریخ کے پردہ پر نمودار ہوتا ہے۔ وہ بابل کے بادشاہ بنوپلاسر کا بیٹا نبوکدنضر تھا جو اس وقت اپنے باپ کا مددگار تھا۔ جب وہ کرکمش سے مصریوں کو نکال چکا تو اس غرض سے آگے بڑھا کہ ارام اور فلستین کو پھر اپنے قبضہ میں لائے۔ یہویقیم نے کچھ عرصہ کے لئے اُس کی اطاعت اختیار کی۔ اُس کے بعد پھر سرکش ہو گیا اس پر نبوکدنضر یروشلم پر حملہ آور ہُوا اور اُس پر قابض آیا۔ لیکن کسی خاص مصلحت کے سبب سے اُس نے یہویقیم کو تو چھوڑ دیا لیکن یہوداہ کے شہزادوں کو اسیر کیا۔ ان میں دانی ایل۔ سدرک۔ میسک اور عبدنجو شامل تھے گمان غالب ہے کہ جب نبوکدنضر نے شاہی خاندان کے شرکا کو طلب کیا تو یہویقیم نے دیدہ و دانستہ دانی ایل اور اُس کے ساتھیوں کو اُن کی دینداری کے سبب سے اُس کے حوالہ کر دیا تاکہ وہ ایسے رشتہ داروں سے آزاد کیا جائے جن کی خدا پرست زندگی اور سیرت بار بار اُس کو اُس کے باپ کی نیکیاں اور اُس کی اپنی بدیاں یاد دلاتی تھی ہم بے تامل قیاس کر سکتے ہیں کہ کس غمناک دلچسپی سے یرمیاہ اُن دیندار نوجوانوں کی جدائی کو دیکھتا اور کس طرح اس بات کو محسوس کرتا ہوگا کہ اب اسرائیل کی رہی سہی امید بھی یروشلم سے جاتی رہی۔

یرمیاہ کی سرگذشت۔ یہویکین غالباً یہ واقعہ یہویقیم کے عہد میں سرزد ہُوا کہ یرمیاہ بد لوگوں کی ایذا رسانی کے سبب اپنے شہر عنتوت کو چھوڑ کر یروشلم کو چلا آیا (یرمیاہ $\frac{۱۱}{۲۱}$ و $\frac{۱۲}{۶}$) یوسیاہ کی موت کے سبب سے اس جگہ کی اخلاقی حالت میں بڑا انقلاب آگیا تھا۔ شاہی ایام کی فرحت بخش روشنی ایذا رسانی کی ہیبت ناک تاریکی میں مبدل ہو گئی تھی۔ اب یروشلم کی دیواروں کے اندر وہ اخلاقی جنگ جو شریف ترین جنگوں میں سے ہے شروع ہوئی اور ایسی صورت میں کہ اُس کی مانند متبرک تاریخ کے صفحہ پر دوسری نہیں پائی جاتی۔ یعنی یرمیاہ جو ملائم مزاج اور شرمیلی طبیعت

کا آدمی تھا بیس برس سے زیادہ عرصہ تک تن تنہا لیکن ایک اعلےٰ طاقت سے ملبّس ہوکر خداوند کے لئے یروشلم کے بادشاہوں - شہزادوں اور کاہنوں کی تُندی اور طاقت کا مقابلہ کرتا رہا۔ اُس کی اُن باتوں سے جو وہ خدا سے کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے بڑی بڑی شخصی تکلیفیں سہ کر اس مقابلہ کو جاری رکھا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ہر حالت میں خواہ وہ اسیری کی ہو یا آزادی کی - خواہ وہ شاہی محل میں ہو یا ہیکل میں اُس سخت پیغام کے پہنچانے سے جو اُس کے سپرد کیا گیا تھا پیچھے نہیں ہٹتا۔ اور یہویکین (یکونیاہ) نے جو صرف تین ماہ کے لئے یہویقیم کا جانشین رہا جان لیا کہ اگر اور کوئی نئے بادشاہ کی خوشامد کرے تو کرے مگر یرمیاہ معمول کے مطابق وفادار اور نڈر رہیگا۔

صدقیاہ | پھر نبوکدنضر نے صدقیاہ کو جو یوسیاہ کا بیٹا اور یہویکین کا چچا تھا تخت پر بٹھایا۔ اُس نے اپنی حکمرانی کے گیارہ سالوں میں کبھی یرمیاہ کے لبوں سے ملائم باتوں کی نبوّت نہ سُنی۔ لوگوں کی بدیاں خوفناک حالت کو پہنچ گئی تھیں اور اسی نسبت سے وہ سزا جس سے اُن کو دھمکی دی جاتی بڑھ گئی تھی۔

یروشلم کی بربادی | ان دونو بادشاہوں کے عہد میں نبوکدنضر نے یروشلم پر حملہ کیا۔ یہویکین کو وہ بابل کو لے گیا اور اُس کے ساتھ شہر کے دس ہزار رئیسوں کو بھی۔ پھر صدقیاہ نے اپنے آقا سے باغی ہوکر اُسے ناراض کیا۔ نبوکدنضر نے کچھ عرصہ کے لئے یروشلیم کا محاصرہ کر کے تھوڑی دیر کے لئے اُسے چھوڑ دیا کیونکہ اُس نے سُنا تھا کہ مصر سے مدد آرہی ہے لیکن یرمیاہ نے نبوّت کی کہ وہ شہر کو لوٹ کر جلا دیگا۔ اور جیسا اُس نے کہا ویسا ہی ہوا چنانچہ صدقیاہ کے گیارھویں سال میں اُس نے اس شہر کو لے لیا۔ صدقیاہ نے اسی طرف بھاگنے کا رُخ کیا جدھر داؤد ابی سلوم کے سامنے سے بھاگا تھا۔ لیکن وہ یردن کی وادی میں گرفتار ہوا اور ربلہ میں پہنچایا گیا جو سلوسریا میں واقع تھا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں اُس کے بھائی یہوآخز کو شاہ مصر نے زنجیریں پہنائی تھیں۔ یہاں اُس پر یہ فتویٰ لگایا گیا کہ اپنے بیٹوں کو قتل ہوتے دیکھے اور پھر اُس کے بعد اُس کی آنکھیں نکالی گئیں۔ وہ بابل میں پہنچایا گیا۔ ہیکل لوٹی اور جلا کر بھسم کی گئی۔ شہر کی دیواریں مسمار کی گئیں۔ محل اور سرکاری عمارتیں کھنڈروں کا ڈھیر بن گئیں۔ باشندے اسیر کئے گئے اور سوائے خیال کے یروشلم کا وجود اور کہیں باقی نہ رہا۔

یروشلم کے باشندوں کی تکلیفیں | جو تکلیفیں لوگوں نے خاص کر اس آخری محاصرہ میں

اٹھائیں وہ نہایت خوفناک قسم کی تھیں۔ یرمیاہ کے نوحہ میں اُن کی زندہ تصویر موجود ہے۔ جب نبوکدنضر نے اُن کی سرکشی اور سخت مخالفت کے سبب طیش میں آکر شہر کو لے لیا تو اُس نے کیا جوان مرد کیا کنواری۔ کیا بڈھا یا عمر رسیدہ کسی پر ترس نہ کھایا"۔ ان لفظوں کا اصل دہشت ناک مطلب ان کتبوں سے معلوم ہوتا ہے جو اسیروں کے جسم کو توڑنے۔ اُن کے بدن میں میخیں ٹھونکنے اور زندوں کی کھلڑیاں اُدھیڑنے کے ہولناک نظارے پیش کرتے ہیں۔ قحط اس فتحمند بادشاہ کے آنے سے پہلے اپنا کام کر چکا تھا۔ بچّوں کا بھوک کے مارے گلیوں میں بیہوش ہو ہو کر گر پڑنا اور شہزادوں کا ایک لقمہ خوراک کے لئے مزبلوں کے ڈھیر کو کھودنا اور اس قسم کی دیگر دہشتناک باتیں اُن مصیبتوں کی شدّت کو ظاہر کرتی تھیں جن میں لوگ اس وقت گرفتار تھے۔

کسدیوں کے ظلم کال کے مارے ہوئے مفروروں کا پیچھا ایسی بڑی تندی سے کیا گیا جس میں سرِ مو فرق نہ آیا۔ ادومیوں اور یہودیوں کے دیگر ہمسایوں نے جو ملک کے نشیب و فراز سے اچھی طرح واقف تھے کسدیوں کو ایک ایک جگہ کا پتہ بتا دیا۔ لہٰذا انہوں نے شکاری کتّوں کی طرح خندقوں اور غاروں میں اُن لوگوں کا پیچھا کیا جو شہر سے بچ کر ان جگہوں میں پناہ گزین ہوئے تھے۔ گلیوں میں مُردہ لاشوں کے جابجا انبار لگے ہوئے تھے۔ اُن میں سینکڑوں چھوٹے لڑکوں لڑکیوں کی لاشیں تھیں۔ شہزادوں کے ہاتھوں کو باندھ کر لٹکایا گیا اور انہیں صلیب کی دھیمی دھیمی تکلیفیں سہنی پڑیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض زمین کے نیچے قید خانوں میں بند کئے گئے جو شاید بحیرۂ مردار کے کنارے پر واقع تھے جہاں پانی ان کے سروں پر بہتا تھا۔ اس سے پہلے کبھی اس بات کا کہ خدا گناہ سے نفرت کرتا ہے ایسا ثبوت نہ ملا تھا۔ صیحون کی بیٹی اپنے نبیوں کے گناہوں اور اپنے کاہنوں کی خطاؤں کے سبب جنہوں نے اُس کے اندر راستبازوں کا خون بہایا اس وقت غضب کے بادلوں سے لپٹی پڑی تھی۔

جدلیاہ کے ماتحت ایک بقیہ لیکن جس سلطنت نے اُن لوگوں کی تنبیہ کے لئے خدا کے ہاتھ میں تازیانہ کا کام دیا وہ بھی خدا کے انصاف سے چھوٹنے کو نہ تھی۔ چنانچہ یرمیاہ جس نے بڑی وفاداری سے اپنے اہلِ وطن کو اُن مصیبتوں کی خبر دی جو بابل کی طرف سے اُن پر آنے والی تھیں اس مغرور سلطنت کی آیندہ بربادی کا خاکہ کچھ کم دلیری سے نہیں کھینچتا۔ نبوکدنضر نے پہلے ہی یہ حکم دیا تھا کہ یرمیاہ کے ساتھ مہربانی سے سلوک کیا جائے۔ جب شہر فتح ہو چکا تو یہ بات اُس کی مرضی پر چھوڑی گئی کہ اگر وہ چاہے تو بابل کو جائے اور اگر چاہے تو یہودیہ میں رہے اُس

نے آخری بات کو پسند کیا۔ جدلیاہ اُن غریبوں کے بقیہ کا جو اس ملک میں رہ گئے تھے حاکم مقرر ہؤا۔ شاید یہ لوگ اس لائق نہ تھے کہ انہیں بابل لے جانے کے اخراجات اُٹھائے جاتے۔ چونکہ یروشلم اس وقت رہنے کے قابل نہ تھا لہٰذا جدلیاہ نے اپنی رہائش مصفا میں جو یروشلم کے نزدیک واقع تھا اختیار کی۔ شاید یہ وہی جگہ ہے جو اب نبی سامول کہلاتی ہے۔

جدلیاہ کو اسمٰعیل نے جو عمون کے ملک میں بھاگ گیا تھا فریب سے مار ڈالا۔ اور اس کی موت کے بعد یہ بقیہ نبوکدنضر کے غضب سے ڈر کر مصر کو چلا گیا حالانکہ یرمیاہ اُن کو نصیحت کرتا رہا کہ نہ جائیں۔ جب نبوکدنضر نے کچھ عرصہ بعد مصر پر حملہ کیا تو اُن میں سے کئی بُری طرح ہلاک کئے گئے ہم کو ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں کہ یرمیاہ کا کیا حال ہؤا روایت یہ ہے کہ اُس کے اہل وطن نے اُس کی وفاداری سے ناراض ہو کر اس کو مصر کے تحفنحیس میں مار ڈالا۔

جبقوق ایک اور نبی جو یروشلم کے آخری ایام میں موجود تھا جبقوق تھا۔ اُس کے تاریخی حالات کا کچھ پتہ نہیں۔ اُس کا دردناک فرض یہ تھا کہ یروشلم کی بربادی اور اُجڑ جانے کی خبر دے۔ اُس کی کتاب ایک اعلیٰ قسم کے گیت کے ساتھ ختم ہوتی ہے جس کے مضمون سے تازگی بخش ایام کی آرزو اور کامل بھروسہ کی روح ٹپکتی ہے۔ یہ گیت اُس تاریک زمانہ کی دل شکنی اور مصیبتوں کے درمیان دیندار یہودیوں کے لئے بہت فرحت اور تسکین بخش ثابت ہؤا ہوگا۔

عبدیاہ اہل ادوم نے یہوداہ کی مصیبتوں میں جن کا بیان احاطۂ تحریر سے باہر ہے سخت مخالفت ظاہر کی۔ اور اُن کے شور کی آواز ان اسیروں کے کان میں جو آہ وزاری کر رہے تھے گونج رہی تھی جب کہ اُن کے بربط بابل کی نہروں کے کنارے لٹکے ہوئے تھے اُن کی مخالفت کے سبب سے یہودیوں نے نالہ بلند کیا ”اے خداوند یروشلم کے دن کو بنی ادوم کے خلاف جو کہتے تھے اسے ڈھا دو اِسے بنیاد سے ڈھا دو“ شاید یہی وقت تھا کہ جب عبدیاہ مقرر ہؤا کہ عیساؤ کے غرور کو فرو کرے وہ اُن کو بتاتا ہے کہ باوجود ان کی طعنہ زنی اور مقابلہ کے وہ جو چٹانوں کے شگافوں میں رہتے اور ستاروں میں اپنا آشیانہ بناتے ہیں پست کئے جائینگے۔ پھر اس خیال سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سمجھا جائے کہ ان پر بھی اتنی ہی سزا نازل ہوگی جو یہوداہ پر نازل ہوئی تھی نبی کو حکم ملتا ہے کہ وہ یہ بھی اضافہ کرے کہ جب ادوم بالکل برباد ہوگا اُس وقت صیحون کے پہاڑ پر نجات ہوگی۔ نجات دینے والے صیحون کے پہاڑ پر چڑھ کے آئینگے تاکہ عیساؤ کے کوہستان کی عدالت کریں اور سلطنت خداوند کی ہوگی۔ نجات دہندہ کا قدیم وعدہ ابھی پورا نہ ہؤا تھا۔ چونکہ خدا کا وعدہ ٹوٹ نہیں سکتا لہٰذا

یہ اُمید ہنوز باقی تھی کہ ایک بہتر وقت آنے والا اور بارانِ رحمت نازل ہونے والی ہے ۔ یہی گواہی پرانے عہد نامہ کے سب نبیوں کی تھی اور یہی بڑا سبق تمام پرانے عہد کی تاریخ کا تھا ۔

چھٹی فصل ۔ معاشرتی اور مذہبی حالت

دولت اور جائداد ور عشرت آمیز زندگی ۔ لباس ۔ زیور ۔ سواری ۔ عقلی تہذیب ۔
بداخلاقی کی کثرت ۔ ذہنی تازگیوں کی تاثیرات ۔

دولت وجائداد ۔ عشرت آمیز زندگی دولت اور جائداد کے بارہ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ پہلے ایام کی اعتدال اور مساوات کی حالت بالکل جاتی رہی تھی ۔ مثلاً یشعیاہ کہتا ہے اُن پر افسوس جو گھر اور کھیت سے کھیت ملا دیتے ہیں یہاں تک کہ جگہ نہ ملے اور ملک میں وہی اکیلے بچیں ۔ پھر بعض اشخاص مثل نباط کے ایسے بھی تھے جو اپنے جدی حقوق اور ملکیت کی بڑی دلیری سے حفاظت کرتے تھے ۔ یرمیاہ کے زمانے تک اپنی ملکیت کو چھڑانے کا پرانا طریق برابر جاری رہا (یرمیاہ ۳۲/۷) بہت سے لوگ تراشے ہوئے پتھروں کے عالیشان مکانوں میں رہتے تھے ۔ (عاموس ۵/۱۱) جو بڑے تکلف سے آراستہ کئے جاتے تھے ۔ ان کے ہاں جاڑے کے موسم اور گرمی کے موسم کے گھر اور عاج کے محل ہوتے تھے ۔ (عاموس ۳/۱۵ بمقابلہ ۴۵/۸) یرمیاہ گھروں کی بابت بتاتا ہے کہ اُن کی چھت دیودار کی لکڑی کی ہوتی تھی اور شنجرفی رنگ سے رنگین کی جاتی تھی ۔ (یرمیاہ ۲۲/۱۴) عاموس ہاتھی دانت کے پلنگوں اور آراستہ کی ہوئی چارپائیوں کا جن پر لوگ لیٹا کرتے تھے ذکر کرتا ہے ۔ (عاموس ۶/۴) ان گھروں میں بڑی بڑی عالیشان ضیافتیں کی جاتی تھیں ۔ گلے میں کے برّے اور تھان کے بچھڑے جو قدیم زمانہ میں خاص خاص ضیافتوں پر استعمال کئے جاتے تھے اب عام قسم کا کھانا سمجھے جاتے تھے (عاموس ۶/۴) ضیافتوں کے موقع پر لوگوں کو اعلےٰ قسم کے عطروں سے معطر کرتے اور شراب پیالوں میں بھر کر پیتے تھے ۔ کبھی کبھی مے خوری صبح سے شروع ہوتی اور جشن کی محفلوں میں مے نوشی کے ساتھ ساتھ بربط ۔ بین ۔ دف اور بانسری بھی اپنا لطف دکھاتے تھے ۔ (یشعیاہ ۵/۱۱و۱۲)

لباس ۔ زیور ۔ سواری اُن کا لباس اور خصوصاً اُن کی عورتوں کا لباس نہایت پُرتکلّف اور

نہایت زینت دار ہوتا تھا۔ یشعیاہ نے یروشلم کی شریف عورتوں کے زیورات کی ایک ہی فہرست دی ہے۔ چنانچہ وہ اُس دن کی نبوّت کرتا ہے جب خداوند ان کے خلخال کی زیبائش۔ جالیاں اور چاند دُور کرائیگا اور آویزے۔ اور پہنچیاں۔ نقاب۔ تاج۔ پازیب۔ پٹکے۔ عطردان۔ تعویذ۔ انگوٹھیاں نتھ۔ نفیس پوشاکیں۔ اوڑھنیاں۔ دوپٹے۔ کیسے۔ آرسیاں۔ باریک کتانی لباس۔ دستاریں اور برقعے۔ (یشعیاہ ۳/۱۸-۲۳) سیدھی سادی اور بے تکلّف روش کو یہ عورتیں جو طرح طرح کے مصنوعی زیورات سے لدی ہوتی تھیں۔ شاید بہت ہی سادہ سمجھتیں اور اُن کی گردن کشی۔ شوخ چشمی۔ ناز رفتاری اور ہر قدم پر زنگولہ کی آواز اُن کی عشرت پرستی کی تصویر کو پورا کرتی۔ اس بات کو ظاہر کرتی تھی کہ عورتیں اپنے سنگار کے اشتیاق میں کس درجہ تک، فخر حماقت میں ڈوب سکتی ہیں عالیشان سواریوں کے حصول کی حرص بھی دامن گیر تھی۔ جابجا وہ گاڑیاں دیکھنے میں آتی تھیں۔ جن کو ایسے گھوڑے۔ اُونٹ اور گدھے کھینچتے تھے جو نفیس سازوں سے آراستہ ہوتے تھے (یشعیاہ ۲۱/۷) پُرانے بزرگوں کے دستور کے مطابق گدھے پر سوار ہونا صرف غریبوں کے درمیان مروّج تھا۔

عقلی تہذیب گو بہت نہیں مگر کچھ کچھ آثار اعلیٰ قسم کی عقلی ترقی کے بھی نمایاں ہیں۔ مثلاً یشعیاہ مدبّر صلاح کاروں۔ چالاک ہنرمندوں اور طرار جادو بیانوں کا ایسا ذکر کرتا ہے گویا وہ اپنی اپنی جماعتوں کے لئے مشتے نمونہ از خروارے کا کام دیتے ہیں۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ یہوداہ کے بادشاہوں میں عُزّیاہ صنعتکاری اور انجینیری کے کام میں مشہور تھا۔ عاموس ثریا اور جبّار ستاروں کا ایسا اشارہ کرتا ہے گویا علم ہیئت (علم سیارگان) کے اصول سے عام لوگ واقف تھے۔ لیکن برعکس اس کے جادوگروں اور فال گیروں کی طرف بھی بار بار اشارہ پایا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کی عقل ایک طرح کی بُری وہمی حالت میں گرفتار تھی۔ بُت پرستی کا وجود لوگوں کی عقل کو خراب کرنے۔ اُن کے اخلاق کو بگاڑنے اور اُن کی سوسائٹی کو ابتر بنانے سے باز نہ آیا۔

بداخلاقی کی کثرت نبیوں کی کتابوں میں بداخلاقی کی کثرت کی نسبت جو بیان پائے جاتے ہیں اُن میں سے اکثر نہایت افسوسناک ہیں۔ اُن بدیوں میں سے ایک بدی بھی ایسی نہیں جس کی بار بار خبر نہیں دی گئی اور جس پر نوحہ نہیں کیا گیا۔ غریبوں کو ستانا خراب ترین بدیوں میں سے تھا۔ مسکین روپے سے محتاج ایک جوڑی جوتی سے خریدے جاتے تھے (عاموس ۲/۶) کہ بیویاں خریدی اور بیچی جاتی تھیں۔ شہزادوں اور حاکموں کو ان کے لالچ کے سبب اور نیز اُن کی زرپرستی اور

ظلم و خونریزی کے سبب ملامت کی جاتی تھی۔ (یشعیاہ $\frac{۱}{۲۲}$ و $\frac{۲}{۱}$ و ہوسیع $\frac{۹}{۱۵}$) ناپاکی اور شہوت رانی بُت پرستی کی آڑ میں پھیلی ہوئی تھیں۔ بڑے بڑے شہروں میں ایسی جماعتیں ہوتی تھیں جو شہوت پرستوں کی بدیوں کو پورا کرنے کے لئے دلّالی کا کام کرتی تھیں (عاموس $\frac{۲}{۷}$) لُوٹ۔ جھوٹ اور دغا کے ترازو سب جگہ پائے جاتے تھے اور سچا غم موت کے وقت بھی نایاب تھا۔ چنانچہ وہ لوگ جو نوحہ گری کے فن میں مشّاق تھے مُردوں پر نوحہ کرنے کے لئے اُجرتاً بلائے جاتے تھے۔ (عاموس $\frac{۵}{۱۶}$)

دینی تازگیوں کی تاثیرات۔ آیندہ کا انتظار

یہوداہ کے دیندار بادشاہوں کے ماتحت جو دینی تازگیاں سرزد ہوئیں وہ عوام میں روحانی زندگی کی سچّی حرکات کی بجائے زیادہ تر برقی جوش کی طرح کام کرتی تھیں۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ اُن تاریک ایام میں کئی لوگ فی الحقیقت خدا کی طرف رجوع ہوئے۔ اُن نئے واقعات نے جو ہر روز سرزد ہوتے تھے تاکہ ثابت کریں کہ خدا گناہ سے نفرت کرتا ہے کئی ایک کو گناہ کی سزا اور طاقت سے رہا ہونے کی تمنّا میں آٹھ آٹھ آنسو رُلایا ہوگا۔ اُس بدظنی اور فساد کی حالت میں جس کے پنجہ میں سلطنت گرفتار تھی اور جس کے سبب سالانہ عیدوں کا منانا مشکل بلکہ محال ہو گیا تھا نبیوں کی تصنیفات نے اور اُن سے پہلے لکھے ہوئے کلام نے سچی دینداری کی حفاظت میں بڑی مدد دی ہوگی۔ اگر ایک سو اُنیسواں زبور جس میں خداوند کے کلام اور شریعتوں کی اتنی تعریف پائی جاتی ہے اس زمانہ میں لکھا گیا تو وہ اس بات کا ایک قابل یاد ثبوت ہے کہ کیسے اشتیاق سے دیندار لوگ نجات کے اُن چشموں سے اپنی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ کلام کا زیادہ مطالعہ مسیح کے علم کو وسیع کرتا ہوگا۔ گو یہ بھی سچ ہے کہ نبی خود اس تلاش اور تحقیق میں تھے کہ مسیح کی روح جو ان میں تھی جو مسیح کی بابت اس کے دکھوں کی اور ان کے بعد اس کے جلال کی آگے گواہی دیتی تھی کس زمانے یا کس طرح کے زمانہ کا بیان کرتی تھی۔ اس زمانہ کی تربیت کا سب سے بھاری نتیجہ یہ تھا کہ ایمانداروں کے خیالات زمانۂ حال سے ہٹا کر زمانۂ مستقبل کی طرف پھیرے جاتے تھے۔ احاطۂ نبوت کے آس پاس ایک طرح کی تاریکی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ پس اُمید کے لئے سوائے ایک دور دراز فاصلے کے اور کہیں آرام نہ تھا۔ اندھیری رات کے تاریک سائے جمع ہو رہے تھے۔ قبل اِس کے کہ صبح کی روشنی نمودار ہو اور رات کی تاریکی فرار ہو اُس شب کے لمبے لمبے اور ناگوار گھنٹوں کا کاٹنا ضرور تھا۔

ساتویں فصل۔ ہمعصر تاریخ۔

۱۔ مصر۔ کوشی خاندان۔ بابل کا مطیع ہونا۔ اسور۔ قدیم تاریخی کتبوں کے مضامین سنحرب۔ اسرحدون۔ سردناپلس۔ بابل۔ نینوہ کی بربادی۔ مدیا بابل کا تنزل۔ فینیکی تجارتی عظمت۔ حزقی ایل کی نبوّت۔ کارتھیج۔ دوسری جگہوں میں بکثرت آباد ہونا۔ یونان۔ جمہوری ریاستوں کا مجموعہ۔ سپارٹا اور ایتھنز۔ یونانی علم ادب۔ مذہب کی نئی صورت۔ روم۔ یونان کے ساتھ مقابلہ۔ اُن کا تاریخی کام۔

۱۔ مصر

کوشی خاندان ہم اس بات کی طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ رحبعام کے عہد سلطنت میں سیستق یا سیس ہانک اول شاہ مصر نے یہودیہ پر حملہ کرکے یروشلم کو اپنے قبضہ میں کر لیا تھا۔ سن عیسوی سے سات سو برس بلکہ اس سے بھی کچھ پہلے اور دس فرقوں کی سلطنت کے خاتمہ کے قریب سباقو تے جو کوش کا فتحمند بادشاہ تھا مصر کو مطیع کرکے تخت پر قبضہ کر لیا سباقو نوشتوں میں سو کہلاتا ہے۔ یہ وہی بادشاہ تھا جس سے ہوسیع نے اسوریوں کے برخلاف امداد کی عبث توقع رکھی۔ ترہاقہ ایک اور کوشی خاندان کا بادشاہ تھا یہ وہی تھا جس کی نسبت سنحرب نے یہ خبر پاکر کہ وہ میرے برخلاف لشکرکشی کر رہا ہے حزقیاہ کو اطاعت قبول کرنے کے لئے مجبور کیا (یشعیاہ $\frac{۳۷}{۹}$)

بابل کا مطیع ہونا اس عرصہ میں مصر کی تاریخ میں ایک بے ترتیبی کا زمانہ آیا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد سایمٹکس تخت نشین ہؤا جس کا ذکر ہم اشدود کے محاصرے کے متعلق جو انتیس سال تک جاری رہا کر چکے ہیں۔ سایمٹکس کے بعد نکو جس کے ساتھ لڑائی کرتے ہوئے یوسیاہ مارا گیا تھا تخت نشین ہؤا۔ اُس نے یہ بیڑا اُٹھایا کہ بحیرہ اعظم اور قلزم کو ایک نہر کے وسیلے ملا دے۔ لیکن یہ ایک ایسا کام تھا جس کی انجام دہی میں ایک لاکھ بیس ہزار جانیں برباد ہوئیں۔ اس بحری فوج کی نسبت جو اُس نے روانہ کی تھی یہ گمان ہے کہ اُس نے افریقہ کے گرد چکر لگایا۔ اور ہرقل کے ستونوں کے راستے جس کا موجودہ نام آبنائے جبرالٹر ہے مصر

کو واپس آئی۔ اُس کا جانشین اپرئیس تھا جو بائبل میں (یرمیاہ ۴۴/۳۰) فرعون حضرع کہلاتا ہے۔ یہ بادشاہ اُس وقت مارا گیا جب وہ اماسس کی سرکشی کو فرو کرنے میں مصروف تھا۔ اسی عرصہ میں مصر یونان کے ساتھ ایک گہرا رشتہ پیدا کرتا جاتا تھا۔ اُس کی قومی خصائص میں تنزّل آرہا تھا اور اس کی کہانت کی قدر اب کافور ہونے لگ گئی تھی۔ اس ملک نے بڑی جدوجہد کی کہ ایشیا کو فتح کرے لیکن نبوکدنضر کی ذاتی جنگی لیاقت نے حملہ آوروں کا منہ پھیر دیا اور آخرکار مصر مجبور ہؤا کہ بابل کے سامنے سر تسلیم خم کرے۔

۲۔ اسور

قدیم تاریکی اسور کی قدیم تاریخ کا بہت سا حصّہ تاریکی کے پردہ میں چھپا ہؤا ہے۔ اس وقت کے درمیان جب اُس نے قدیم زمانہ میں بابل کو اپنا مطیع بنایا اور دنیا کے اُس حصّہ میں قوی ترین سلطنت ہونے کا فخر حاصل کیا اور اُس وقت کے درمیان جب بابل نے اُسے برباد کیا اور اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا بہت سے انقلاب وارد ہوئے اور کئی بادشاہی خاندانوں نے تخت پر قدم رکھا۔ واضح ہو کہ نینوہ ہر زمانہ میں اُس کا دارالخلافہ نہ رہا اور نہ ہی سب بادشاہوں نے وہاں سکونت اختیار کی تاہم معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس سلطنت کا سب سے بڑا اور عمدہ شہر سمجھا جاتا تھا۔ اور اُس کی رونق کے زمانہ میں اور کوئی شہر اس کا ہم پلّہ نہ تھا۔ نہ وسعت کے اعتبار سے کوئی شہر اُس کے برابر تھا۔

کتبوں کے مضامین نینوہ کے کتبوں میں جو حال ہی میں پڑھے گئے ہیں خاص کر دو باتیں ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ ایک طرف تو لڑائیوں اور فتحوں کی فہرست پائی جاتی ہے اور دوسری طرف اُن بڑی بڑی شاہی عمارتوں کا حال درج ہے جو کئی بادشاہوں نے تعمیر کروائی تھیں چنانچہ وہ بڑے بڑے محل جن کے کھنڈر اب ملتے ہیں مختلف بادشاہوں نے بنوائے تھے۔ مثلاً اُسر دناپلس اوّل نے قریباً ۹۳۰ برس قبل از مسیح وہ محل جو شمال مغربی محل کہلاتا تھا مقام نمرود میں بنوایا اور وہ اُس محل سے جو سنحرب نے کوئیں جیق میں تعمیر کروایا تھا دوسرے درجے پر تھا اور اسوری محلوں میں سب سے بڑا اور عالیشان سمجھا جاتا تھا۔ پروفیسر رالنسن صاحب فرماتے ہیں کہ اس قسم کی طرزِ عمارت میں اور اُن عمارتوں میں جن کا بیان نوشتوں اور یوسیفس کی تصنیفات میں پایا جاتا ہے ایک گہری مشابہت معلوم ہوتی ہے گو سلیمان کے محل کا عرض و طول اسوری

بادشاہوں کے محلوں سے کہیں چھوٹا تھا۔

سنحرب سنحرب جس نے بہت زر لگا کر نینوہ کی مرمت کی اور اُسے ہر طرح سے رونق بخشی اور کوئیں جیق کا بڑا محل بمعہ اُس کے عالیشان دالانوں اور برآمدوں کے تعمیر کروایا مسیح سے پہلے قریباً ۷۰۵ سے ۶۸۱ برس تک بادشاہی کرتا رہا۔ اُسکی جنگی مہمات کی کامیابیاں ایسی تھیں کہ جب ہم اُن سے واقف ہو جاتے ہیں تو اس کی وہ متکبرانہ باتیں جو اُس نے حزقیاہ کو لکھی تھیں فوراً سمجھ میں آجاتی ہیں۔ کسدیہ میں اُس نے ۷۹ شہر اور ۸۲۰ گاؤں ویران کئے اور نباتیوں اور ہاجریوں سے وہ دو لاکھ لوگوں کو اسیر کر کے لے گیا۔ اور جب ہم اُس کے جنگی دبدبہ اور جنگی ساز و سامان کی وسعت پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقابلہ جو حزقیاہ نے کیا نہایت ہی بلند پایہ تھا۔

اسرحدون اسرحدون بھی جو منسّی کو اسیر کر کے بابل لے گیا ایک بڑا فتح نصیب اور سلطنت کو رونق دینے والا بادشاہ تھا۔ اُس نے تیس مندر جو سونے اور چاندی سے مرصّع اور آفتاب کی مانند دمکتے تھے تعمیر کروائے۔ اور علاوہ بریں کم از کم تین نئے محل بنوائے۔

سردناپلس اسربنی پل جسے یونانی سردناپلس کہتے تھے اسرحدون کا جانشین تھا۔ مصر پر حملہ کر کے ترہاقہ کو شکست دی۔ ملک کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور تھیبز کے مشہور اور خوبصورت شہر میں بڑی بڑی خرابیاں برپا کیں لیکن وہ مصر سے جلد نکالا گیا۔ مگر ایک اَور جنگ میں جو عیلامیوں کے برخلاف کی گئی کامیاب نکلا مگر وہ ظلم جو اُس نے اپنے مفتوحوں پر کیا نہایت دہشتناک قسم کا تھا۔ چنانچہ گمبولی کا بادشاہ گنانو اور اُس کا بھائی سمگنو ایک قطار میں نکالے گئے۔ اُن کے گلے میں عیلام کے بادشاہ اور اُس کے بیٹے کے کٹے ہوئے سر پڑے ہوئے تھے۔ جب یہ گشت ہو چکی تو گنانو اور دیگر بڑے بڑے اسیر میخوں کے وسیلے گاڑے گئے۔ اُن کی زبانیں کتر کر نکالی اور چمڑیاں اُتاری گئیں۔ باقیوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور بڑی سختی کے ساتھ جان سے مارے گئے۔ واضح ہو کہ اُس زمانہ کی رُوح جس میں یہوداہ اور اسرائیل کو اپنی مصیبت کے ایّام میں دُکھ اُٹھانا تھا اسی قسم کی وحشت اور دہشت سے پُر تھی۔ پُرانے مورّخ بتاتے ہیں کہ سردناپلس وہی بادشاہ ہے جس نے اپنے تئیں اپنے محل میں جلا دیا تھا۔ لیکن ایسی وجوہ بھی ہیں جن کی بنا پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ سردناپلس نہ تھا بلکہ کوئی اَور بادشاہ تھا جو پیچھے اس مشکل میں مبتلا ہُوا

۳۔ بابل

نینوہ کی بربادی اسور کی طرح بابل کی قدیم تاریخ بھی صاف نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلطنت بہت مدت تک اسور کے ماتحت ایک باجگذار سلطنت کی مانند رہی گو کبھی اُس کے بادشاہ خود مختار بھی ہو جاتے تھے۔ مثلاً حزقیاہ کے زمانہ میں مرودک بلدان ایک خود مختار بادشاہ تھا۔ لیکن یہ سلطنت تھوڑے عرصہ بعد اسوریوں نے فتح کر لی۔ اور جو آخری اسوری بادشاہ تھا اُس نے نبوبلاسر کو بابل کا حاکم مقرر کیا۔ لیکن نبوبلاسر نے بیوفائی کی اور بابل کی سلطنت کی بنیاد ڈالی اور یہ اس طرح ہوا کہ اُس نے سائزرکیس مادی بادشاہ کے ساتھ مل کر نینوہ پر حملہ کیا اور اُسے برباد کر دیا۔ نبوبلاسر کا جانشین اُس کا بیٹا نبوکدنضر تھا جس نے یروشلم کو برباد کیا۔

۴۔ میدیہ

بابل کا تنزل گمان کیا جاتا ہے کہ مادیوں کی اصل زاد بوم مشرق کی جانب تھی یہ لوگ دریائے سندھ کے آس پاس سے نکلے اور اُس ملک میں آباد ہوئے تھے جسے انہوں نے یہ نام دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدت تک اُن کی سلطنت اسور کی زور آور سلطنت کے ساتھ باجگذار ریاست کا واسطہ رکھتی تھی۔ لیکن آخرکار بادشاہ سائیزرکیس کے ماتحت آزاد ہوئی اور نینوہ کے برباد کرنے میں اہل بابل کے ساتھ مل گئی۔ خورس بادشاہ کے ماتحت مادی اور فارسی ایک ہو گئے اور اُس بڑی سلطنت کو قائم کیا جو بابل کے بعد ظہور پذیر ہوئی۔

۵۔ فنیکے

تجارتی عظمت ملک فنیکے اگرچہ سامانِ جنگی اور تدابیر ملک گیری سے ناآشنا تھا تاہم اس کی توجہ زیادہ تر بحری اور تجارتی معاملات میں صرف ہوئی۔ یہی وہ وقت تھا جب شہر صور اقبال کے اعلیٰ عروج پر پہنچا ہوا تھا۔ جب اینیاہ نبی اس میں سے صدیت کو جاتے ہوئے گذرا ہوگا تو وہ اُن چیزوں کو دیکھ کر جو وہاں موجود تھیں اُسی قدر حیران ہوا ہوگا جس قدر یوناہ نینوہ کی اشیا کا معائنہ کر کے متعجب ہوا تھا۔ اُس نے کبھی ایسے بازار۔ ایسی تجارتی اجناس کی دُکانیں اور ایسے جہاز نہ دیکھے تھے۔ اور اگر ہم

مان لیں کہ وہ یہاں اس شہر کے بڑے میلوں میں سے کسی میلے کی تقریب پر وارد ہوا تو اُس فرق کو جو اس شہر میں اور اسرائیل کے خاموش شہروں میں پایا جاتا تھا دیکھ کر حیرت کا پتلا بن گیا ہوگا۔ وہ مصری بوٹیدار کتان کا پھریرا جو دنیا کی تمام بندرگاہوں میں مشہور ہے اور جو جہازوں کے اُوپر کبودی اور ارغوانی شامیانوں کے ساتھ اُس بندرگاہ میں لہراتا ہے کیسا ناز سے اترا رہا ہے۔ وہ جگہ جہاں شہر کی تجارتی اجناس جمع ہیں صرف اس بات کی محتاج ہے کہ اُس پر فنیکی شیشے کی چھت ڈالی جائے تاکہ وہ بلّور کا محل بن جائے یعنی ایسی جگہ جو تمام قوموں کی ہنرمندی کا منظر ہو (حزقی ایل ۲۷ باب) ہر ایک ملک کی بیش قیمت شے جو اُس میں پیدا ہوتی ہے یہاں دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً دور و دراز مشرقی اطراف سے ترسیس یہاں روپلہ لوہا۔ رانگا اور سیسہ بھیجتا ہے۔ یہ رانگا ممکن ہے کہ کارنوال کی کانوں سے آتا ہو۔ آرمینیا سے گھوڑے آتے ہیں جو غالباً مشہور نیسین نسل کے گھوڑے ہیں۔ عرب سے سینگ۔ ہاتھی دانت تیجبات پیچ۔ برّے اور بکریاں آتی ہیں آرام کے گوہر شب چراغ اور ارغوانی اور چکن دوزی اور کتان وغیرہ اُس کے بازاروں میں نظر آتے ہیں۔ اسرائیل سے جلعاد کا گیہوں۔ شہد۔ روغن اور بلسان موجود ہے۔ دمشق سے حلبون کی مے اور سفید اُون بھیجی جاتی ہے۔ سبا کی ملکہ کی قدیم مملکت سے خوشبودار مصالحے اور ہر طرح کے قیمتی پتھر اور سونا آتا ہے۔ اسور سے دیودار کے صندوق ڈوری سے بندھے ہوئے آتے ہیں جن میں نفیس کپڑے بند ہیں جو اسوری درزیوں کے کام آتے ہیں۔ علاوہ بریں منقّش اور بوٹیدار پارچے بھی آتے ہیں، جیسا مشرقی ممالک کی منڈی میں ہونا چاہیئے ویسا اُس کے بازار میں ایک جگہ غلاموں کی نمائش کے لئے بھی مخصوص ہے۔ اور یاوان توبال اور مسک سے وہ مصیبت زدہ لوگ آتے ہیں جن کی اولاد اب بھی جارجیا اور سرکیشیا سے اُسی گرد و نواح میں اسی طرح مشرقی بازاروں میں خریدی اور بیچی جاتی ہے۔

حزقی ایل کی نبوّت اب اس رونق کی حالت میں اسور کے تاجر شہزادے کیا خیال کرتے اگر کوئی اُن کو مفصلہ ذیل آیت پڑھ کر سناتا جو ایک عبرانی نبی دریائے خیبار کے کنارے عین اس وقت لکھ رہا تھا جب ان شہزادوں کے متکبرانہ مزاج کو یروشلم کے گر جانے سے ایک نئی خوشی حاصل ہوئی تھی؟ وہ آیت یہ ہے تیرا مال و اسباب اور تیری اجناس تجارت اور تیرے اہل جہاز اور تیرے ناخدا۔ تیرے رخنہ بندی کرنے والے اور تیرے کاروبار کے گماشتے اور سب جنگی مرد جو تجھ میں ہیں اس تمام جماعت کے ساتھ جو تجھ میں ہے تیری تباہی کے دن سمندر کے وسط میں گریں گے۔

(حزقی ایل ۲۷/۲۷)

۶- کارتھیج

کارتھیج کی عظیم سلطنت جو مدت تک شمال مغربی یورپ میں ایک غالب طاقت رہی صور کی ایک آبادی سے پیدا ہوئی تھی۔ اُس کی بنیاد قریباً ۸۸۰ برس قبل از مسیح ڈالی گئی۔ یہ وقت قریباً وہی تھا جب کہ ایزبل جو اُسی حصہ کی متوطن تھی بنی اسرائیل سے بعل کی عبادت جبراً کرا رہی تھی۔ کارتھیج کے مقبوضات رفتہ رفتہ بڑھتے گئے اور اُس کی اُس حکمت کے سبب جس کی وجہ سے وہ برابر غیر جگہوں میں آباد ہوتی جاتی تھی مغربی یورپ کے بحری ساحل اور جزائر اُس کے ہاتھ آ گئے۔ اغلب ہے کہ اہل کارتھیج کا جلد جلد پھیل جانا اُس ناپاک اور بُت پرست عبادت کے پھیلنے کا باعث ہُوا جو وہ صور سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ گو اُن کے وسیلے تجارتی فوائد بہت درجہ تک ان وحشی قوموں کو نصیب ہوئے جن کے ساتھ اُن کا رابطہ تھا مگر یہ یقینی بات ہے کہ وہ مذہبی روشنی کے منبع نہ تھے۔ مغربی یورپ کی مذہبی تاریکی اُس وقت ایک خوفناک درجہ تک گہری ہو رہی ہوگی۔

۷- یونان

جمہوری ریاستوں کا مجموعہ ٹرائے کی لڑائی کے بعد یونان ایک مدت تک بدانتظامی کی حالت میں رہا اور جب تفکرات دور ہو گئے تو بادشاہی طریق حکومت رد کیا گیا۔ قریباً اُس کی ہر ریاست میں جمہوری انتظام جاری ہُوا اور ملک کئی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہُوا جو آپس میں کسی مشترک سیاسی نظام سے وابستہ نہ تھیں گو ایک قسم کی یگانگت اُن کی قومی کھیلوں اور دیگر ضابطوں کے وسیلے پیدا ہو گئی تھی۔

سپارٹا اور ایتھنز تھوڑے عرصہ میں دو یونانی ریاستوں یعنی سپارٹا اور ایتھنز نے اپنے کو اِرد گرد کی دیگر ریاستوں سے سربلند کیا۔ ملک سپارٹا جو جزیرہ نما پیلا پونیسس میں واقع تھا اُس ریاضت اور مشقت کے لئے مشہور تھا جس کے مطابق اس کے باشندوں کی تربیت کی جاتی تھی۔ نیز اس کوشش کے لئے شہرہ آفاق تھا جو اس لئے کی جاتی تھی کہ بنی آدم کی ایک مضبوط اور پاک نسل محفوظ رہے اور اُس کی مدد کی جائے اُس کا قانون ساز لائیکرگس جو قریباً ۸۸۰ برس قبل از مسیح موجود تھا ایلیاء اور بیوشیا کا مجموعہ تھا ایتھنز ریاست اٹیکا کا جو اُن ریاستوں میں سے تھی

جو پیلاپونیسس کے شمال میں واقع تھیں دارالخلافہ تھا۔ یہ شہر عقلی اور معاشرتی تہذیب کا شائق اور گرویدہ ہونے کے سبب سے اُسی قدر مشہور تھا جس قدر سپارٹا ان چیزوں کو نظر حقارت سے دیکھنے کے لئے مشہور تھا۔ زمانہ زیر نظر کے اختتام پر سالون جو اہل ایتھینز کا سب سے بڑا قانون ساز گذرا ہے اپنے قوانین اہل ایتھینز کے سامنے بیان کر رہا تھا۔ وہ دانی ایل۔ یرمیاہ اور حزقی ایل کا ہمعصر تھا۔ یہ بڑی غور طلب بات ہے کہ اُس نے بھی مصر کا سفر کیا تھا تاکہ علم اور دانائی حاصل کرے۔ وہ اندرونی لڑائیاں جو بہت سی یونانی ریاستوں میں ہو رہی تھیں برابر جاری رہیں۔ کئی وجوہ سے یہ حالت نہایت خوفناک تھی۔ اور بارہا زندگی۔ طاقت اور جوش کا سرمایہ ان چیزوں کے لئے صرف کیا جاتا تھا جن کے لئے اُن چیزوں کا قربان کرنا ضروری نہ تھا۔

یونانی علم ادب اسی زمانہ میں جس کا حال ہم پڑھتے آئے ہیں یونانی علم ادب کی سفیدئ صبح نمودار ہوتی ہے۔ اگر ہرادوتس صاحب کے قول کے مطابق ہومر شاعر ۹۰۰ برس قبل از مسیح موجود تھا تو وہ اُس وقت ایلیڈ لکھ رہا ہوگا جب ایلیاہ اور الیشع خدا کی خدمت کو اسرائیل میں انجام دے رہے تھے اور یہوسفط اپنے خدا کی لڑائیاں یہوداہ میں لڑ رہا تھا۔ ہسیڈ۔ ترتیس اور سیفو نے اپنی نظمیں مسیح سے سات سو برس پہلے منظوم کیں۔ شاید ایسپ نے اپنی کہانیاں ایتھینز میں اُس وقت شائع کی ہونگی جب یرمیاہ اپنی نبوتیں یروشلم میں بیان کر رہا تھا۔

مذہب کی نئی صورت علم ادب۔ فلسفہ اور صنعت کو تحریک دینے کے علاوہ یونانیوں کو مذہب میں بھی ایک نئی روح پھونکنا تھا۔ اہل مشرق سے بہت سی باتیں سیکھنے کے بعد اُنہوں نے اُس مذہب کو جو اُنہوں نے قبول کر رکھا تھا ایک نئی صورت میں اس روح کے وسیلے جو زیادہ زندہ دلی اور بشاشت سے معمور تھی اور جو پرانے قصوں میں بھی پھونکی گئی تبدیل کر دیا لیکن ہم یونانی مذہب میں کوئی ایسی بات نہیں پاتے جو حقیقت میں اس لائق ہوتی کہ انسان کی ضروریات کو رفع کرتی۔ پس جس بات میں یونانی سبقت لے گئے وہ مذہب کا شاعرانہ پہلو تھا۔ اُنہوں نے ہر ایک چیز کو چمکیلا۔ رونق دار اور خوبصورت بنانے کی کوشش کی۔ مگر حقیقت میں انسان کے جُرم کو دُور کرنے کا اور کوئی کافی انتظام موجود نہ تھا۔ نہ ہی کوئی ایسا طریقہ تھا جو اُسے خدا کی پُرمحبت رفاقت میں لاتا اور اُسے ایسی زندگی تک جو اُس کی اعلےٰ لیاقتوں کی شان کے شایاں ہوتی سرفراز کرتا۔ جب سقراط اور افلاطون جیسے لوگوں نے اس اس قسم کے سوالات کی عقدہ کشائی میں جدوجہد شروع کی تو اُنہوں نے اُس مذہب سے جو خاص و عام کے درمیان مروّج تھا بہت مدد نہ پائی۔ نہ وہ اس قابل تھے کہ اپنے

سرمایہ سے اس میں کچھ اضافہ کرتے۔ پس ہم یونان میں بہت اخلاقی سرگرمی نہیں پاتے اور نہ گناہ کو پہچاننے کا ادراک اہل یونان کے درمیان دیکھتے ہیں بلکہ برعکس اس کے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ خود دیوتاؤں کی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ انسانی کمزوریوں کو دیکھ کر مسرور ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسان کو اوپر اُٹھانے کے عوض اُنہوں نے اُس کو گناہ کی جھیل میں اور بھی زیادہ غرق کرنے میں مدد کی۔

روم

روم اور یونان کا مقابلہ قریباً اس وقت یورپ کے جنوب میں ایک اور قوم اپنا سر اُٹھانے لگتی ہے۔ اہل روم بہت سی باتوں میں یونانیوں سے بالکل مختلف تھے۔ یونانیوں کی گوناگون نیرنگی کے عوض جو اُن کے اطوار۔ تمدّن۔ صنعت اور طرزِ حکومت میں ظاہر ہوتی تھی رومیوں کے درمیان ایک گہری قسم کی یکتائی پائی جاتی تھی۔ مثلاً اہل یونان کی زندہ دلی۔ ملائم مزاجی اور دلیری کی رُوح رومیوں کی یک رنگی سنجیدگی اور محنت کشی سے بالکل مختلف تھی۔ رومی اپنے مضبوط مستحکم اور غیر مغلوب ارادہ کے سبب مشہور تھے۔ وہ جفاکش اور دُور اندیش تھے اور ہمیشہ اس بات کی تلاش میں رہتے تھے کہ جو باتیں اُن کے مطلب کی ہیں انہیں دریافت کریں۔ اُنہیں ایک عجیب درجہ تک کامیابی اور فتحمندی نصیب ہوئی۔ اُن کی تاریخ کے زیادہ اُبھرے ہوئے زمانوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ فتح گویا اُن کی زندگی کا ایک خاص مقصد تھا اور وہ اُسی ایک مقصد کے لئے جیتے تھے اور اُن کا عصا لوہے کا تھا اور دنیا نے اُس کی سختی محسوس کی۔

اُن کا تاریخی کام کہتے ہیں کہ روم کی بنیاد ۷۵۲ برس قبل از مسیح ڈالی گئی۔ یہ قریباً وہی وقت تھا جب شاہ اسو نے اسرائیل کی سلطنت پر حملہ کرنا شروع کیا۔ یہ امر مسلّمہ ہے کہ جب روم کے بادشاہ اُس پر حکومت کرتے تھے تو اس وقت اُس کی تاریخ قصّے اور کہانیوں سے پُر تھی اور ہم اس کے بعد بہت مدّت تک کوئی پختہ تاریخی واقعہ ان لوگوں کی نسبت نہیں سنتے جو خدا کے عجیب انتظام کے مطابق اس لئے مقرّر ہوئے تھے کہ ایشیا۔ یورپ اور افریقہ کے بڑے بڑے برّاعظموں کو آپس میں ملانے کے لئے کڑیوں کا کام دیں اور اس طرح نامعلوم طور پر مسیح کی عالمگیر سلطنت کے اغراض ادا کیں

بارھواں باب - اسیری

(یرمیاہ - حزقی ایل - دانی ایل)

پہلی فصل - دس فرقوں کی اسیری

یعقوب کی نسل کا تتّر بتّر ہو جانا - مختلف اسوری اسیریاں - اسوری ستونوں کی گواہی - اسرائیلیوں کی آزمائشیں - توبت کا قصّہ - اسرائیل مادا میں - دس فرقوں کی آخری حالت۔

یعقوب کی نسل کا تتّر بتّر ہو جانا یعقوب کی نسل جس کی تاریخ کی اب تک ہم کنعان میں پیروی کرتے آئے ہیں اس وقت چار پانچ ملکوں میں پھیلی ہوئی تھی - اسور - مادا - کسدیہ - مصر اور فلسطین وغیرہ ممالک میں سے ہر ایک ملک میں ان برگزیدہ لوگوں کا ایک حصّہ پایا جاتا تھا - موسیٰ کی نبوت جو قریباً آٹھ یا نو سو برس پیشتر کی گئی تھی اب پہلی دفعہ پوری ہوئی - تاہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس وقت کلّی طور پر پوری ہو گئی - اس نبوت کے مطابق یہ برگزیدہ لوگ جن کو خدا بہت ہی پیار کرتا تھا بہ سبب اپنے گناہوں اور غصّہ دلانے کے غیر قوموں میں تتّر بتّر کئے گئے۔

مختلف اسوری اسیریاں وہ علی التواتر حملے جو اسوری بادشاہوں نے دس فرقوں کی سلطنت پر کئے ذیل کی جدول پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو جائینگے۔

سال قبل از مسیح	اسوری بادشاہ	اسرائیل کے بادشاہ	جو لوگ اسیر ہو کر جلا وطن کیے گئے۔	یہوداہ کے بادشاہ	سال یروشلم کے برباد ہونے سے پہلے
۷۷۱	پول	مناحم	روبن - جاد - وغیرہ	عُزّیاہ	۱۸۳
۷۴۰	تنگلت پلاسر	فقح	جلعاد - گلیل - وغیرہ	آخز	۱۵۲
۷۲۱	سلمنسر	ہوسیع	تمام اسرائیل	حزقیاہ	۱۳۳

اسوری ستونوں کی گواہی یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ اسوری ستونوں پر کے کتبے جو حال میں نینوہ کے کھنڈر سے دستیاب ہوئے ہیں عموماً اسیری کے اُس بیان سے جو نوشتوں میں پایا جاتا ہے مطابقت رکھتے ہیں حالانکہ اُن میں اسرائیل کی اسیری کی کیفیت قلمبند نہیں ہے۔ بہت سے ستونوں پر اسوری بادشاہوں کی فتوحات کا حال تحریر ہے اور بعض میں خصوصاً دو باتیں دیکھی جاتی ہیں۔ اول یہ کہ بادشاہ اپنی تمام لڑائیوں میں اسارک کی جو آسمان کا سب سے بڑا دیوتا ہے ہمیشہ مدد طلب کرتا ہے اور اپنی فتوحات اسی سے منسوب کرتا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا اسوری لڑائیوں کی نسبت یہ گمان تھا کہ جس طرح اُن کی لڑائیاں غیر ممالک کے لوگوں کے ساتھ سمجھی جاتی تھیں اُسی طرح غیر ممالک کے دیوتاؤں کے ساتھ بھی سمجھی جاتی تھیں اور اگر بنی اسرائیل اپنے خدا کے ساتھ بے وفائی نہ کرتے تو وہ کبھی مغلوب نہ ہوتے۔ دوسری غور طلب بات یہ ہے کہ عموماً بادشاہ کی نسبت یہ قلمبند ہے کہ وہ غیر ملک کے باشندوں کو اُن کی قیمتی اشیا کے ساتھ اسیر کر کے اسور کو لے جاتا اور اُن کی جگہ ایسے لوگوں کو آباد کرتا تھا جو اُن قوموں میں سے بلائے جاتے تھے جو اُس کے ماتحت ہوتی تھیں اور نئی آبادی پر نظم و نسق کے لئے اپنے حُکّام اور افسر مقرر کرتا تھا اس سے شاید بادشاہ کی یہ غرض ہوتی تھی کہ مفتوح قوموں کی طاقت کو کمزور اور منتشر کر دے تاکہ وہ پھر کبھی اُس کے برخلاف کسی بغاوت اور سرکشی میں متفق ہو کر نہ اٹھیں یہی وہ طریقہ ہے جو ہمیں نوشتوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے جس کے مطابق اسور کے بادشاہ نے اسرائیل کی سلطنت سے سلوک کیا یعنی اس نے غیر لوگ اسرائیل کے ملک میں بابل، کوتہ، عوا، حمات اور سفرائیم سے لا کر آباد کئے اور اسرائیلیوں

کو اسور اور مادا میں اسیر کر کے بھیج دیا۔

اسرائیلیوں کی آزمائشیں

اس میں شک نہیں کہ اسرائیل کو اسوریوں کے ساتھ لڑنے میں بہت سے ظلم اور تکلیفیں اُٹھانی پڑیں کیونکہ اسوری باوجود اپنی ظاہری خوبی اور تہذیب کے لڑائی کے وقت سخت قسم کا ظلم کیا کرتے تھے۔ ان لڑائیوں میں عورتوں اور بچوں کا ٹکڑے ٹکڑے کیا جانا عام بات تھی۔ یہ قیدی اسرائیلی اپنے بزرگوں کی سرزمین کو شکستہ دلی سے چھوڑ کر اسور کی طرف روانہ ہوئے ہونگے۔ اُنہوں نے اس وقت آخری مرتبہ لبنان اور ہرمون کی برفانی چوٹیوں کو دیکھا ہوگا اور جب وہ دمشق کے سبز سبز چمنستان میں سے گذرتے ہونگے تو اس بات کو یاد کرتے ہونگے کہ کس طرح ابراہیم نے اُس جگہ اُن اسوری بادشاہوں کو فتح کیا جو لوط کو لئے جاتے تھے۔ اور یہ سوچ کر کہ اب کوئی ہمیں چھڑانے والا نہیں آہیں بھرتے ہونگے پھر جب اُنہوں نے پامیرا کے ستون دار مندروں اور محلوں کو دیکھا ہوگا تو گویا اُس شان وشوکت کے بقیہ کو دیکھا ہوگا جو اُن کے ملک کو سلیمان کے زمانہ میں نصیب تھی۔ اسی طرح کئی ہفتوں کے تھکانے والے مرحلوں کے بعد جو انہیں صحرائے ارام میں سے طے کرنے پڑے وہ آخر کار نینوہ کے مضبوط دروازوں میں گھسے ہونگے اور وہاں انہوں نے اس کے عجیب محلوں اور مندروں میں اپنے فاتحوں کی حشمت وجلال کی عجیب یادگاروں کو دیکھا ہوگا۔

توبت کا قصہ

معلوم ہوتا ہے کہ ان اسیر اسرائیلیوں میں سے بعض نینوہ ہی میں سکونت پذیر ہوئے۔ اُن میں سے کئی اُسی طرح اعلیٰ منصبوں پر سرفراز ہوئے جس طرح بعد میں ان کے بھائیوں میں سے بعض نے بابل میں بلند مرتبہ پایا۔ توبت کی اپاکریفل کتاب اس قسم کے اشخاص میں سے ایک شخص کا تاریخی حال بیان کرنے کا دعویٰ کرتی ہے اگرچہ یہ کتاب الہامی نوشتوں کے مجموعہ میں داخل نہیں اور اس کے بعض حصوں میں نقص بھی پائے جاتے ہیں تاہم اغلب ہے کہ اس میں کم از کم ایک شخص کی سچی تاریخ کی بڑی بڑی باتیں مندرج ہیں۔ توبت جو اسرائیلی اسیروں میں سے تھا بڑا مالدار۔ خدا پرست اور کریم النفس آدمی تھا۔ وہ سلمنسر بادشاہ کا مودی تھا اور اُس کا بھتیجا اخیارکس بادشاہ کا رب ساقی مقرر ہوا۔ توبت بیان کرتا ہے کہ اس کے ہم قوم اسیروں کو اسور کے بادشاہ کے ہاتھ سے بعض اوقات بہت سی تکلیفیں اُٹھانی پڑیں خصوصاً اُس وقت جب سنحرب حزقیاہ کو مغلوب کرنے کی کوشش سے ناکام لوٹا اور خدا

کی طرف سے اُس پر نمایاں سزا نازل ہوئی۔ اُس وقت اُس نے اپنا غصہ اسرائیلی اسیروں پر نکالا۔ اور جو لوگ اُس کے غضب کی تلوار کا شکار ہوئے اُن کی لاشیں نینوہ کی دیواروں کے باہر پھینکی گئیں تاکہ وہاں بے کفن دفن پڑی رہیں۔ اب توبت نے یہ بیڑا اُٹھایا کہ رات کے وقت اُن لاشوں کو دفن کرے۔ جب لاشیں غائب ہونے لگیں تو اُس پر شک ہُوا لہٰذا اُسے اپنی جان بچانے کے لئے نینوہ سے بھاگنا پڑا۔ تھوڑی دیر بعد سنحریب جس کا ظلم برداشت سے باہر ہوگیا تھا اپنے دو بیٹوں کے ہاتھ سے جب کہ اپنے دیوتا نسراک کی جو کتبوں میں غالباً اسارک کہلاتا ہے ہیکل میں پوجا کر رہا تھا مارا گیا۔

اسرائیل مادا میں چند اسرائیلی اسیر نینوہ میں رہے لیکن اُن کا بڑا حصہ مادا کے صوبے میں مقیم ہُوا۔ مادا اسور کے مشرق میں واقع تھا۔ اُس کی شکل ایک جنگل کی مانند اور پہاڑی قطع کی سی تھی۔ یوں اُس کے اور اسور اور مسوپوتامیہ کے چوڑے چوڑے میدانوں کے درمیان صاف فرق نظر آتا تھا۔ اُس کی شمالی سرحد پر ایک بڑا پہاڑی سلسلہ واقع تھا جو اراراط سے دونو طرف کو پھیلا ہُوا تھا اور کہیں کہیں ایسا بلند تھا کہ اُس کی اونچائی آسمان سے باتیں کرتی تھی۔ اس جگہ آباد ہو کر اسرائیلی گویا بنی آدم کی پہلی آبادیوں کے نزدیک لائے گئے اور اُن میں سے بعض اُن ندیوں کا پانی پیتے ہونگے جن کے پانیوں کو اراراط کی برف نے ٹھنڈا کر دیا تھا۔ اگرچہ اس ملک کی عام صورت خشک اور بے رونق سی تھی تاہم کہیں کہیں بعض خوبصورت وادیوں کو دیکھ کر باغِ عدن یاد آجاتا ہوگا یعنی اُن وادیوں کو دیکھ کر جو پُر شجر پہاڑوں سے گھری ہوئی تھیں اور جن میں وہ سیمین رنگ ندیاں بہتی تھیں جو نیچے اُس جھیل میں جا گرتی تھیں جس کی خاموش سطح پر گلاب۔ سنبل اور ہر طرح کے پھول جلوہ فگن تھے۔ مگر مادا کا ایک دور دراز فاصلہ پر واقع ہونا اور نیز اُس کی سرزمین کی بلند خاصیت اور مزید برآں اُس کا اُن ممالک سے جو مغرب میں واقع تھے ایک اونچا سلسلہ کوہستان کے وسیلے جدا کیا جانا کچھ اس قسم کے اسباب ہیں جو اِس اہم سوال کو حل کرتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ اس کے بعد پھر کبھی ہم اُن دس اسیر فرقوں کی نسبت کچھ نہیں سُنتے خدا کی یہی مرضی تھی کہ قومی حیثیت کے لحاظ سے یہ لوگ بالکل صفحۂ تاریخ سے غائب ہو جائیں لہٰذا اُس نے اُنہیں اُس دُور صوبہ میں پہنچا دیا۔

اسرائیلیوں کی آخری حالت لیکن اس جگہ یہ بھی ممکن تھا کہ اُن کو خدا جیسے درجہ

تک امن نصیب ہو۔ یہاں وارد ہونے کے چند سال بعد مادا کو خود مختاری کی حالت نصیب ہوئی۔ سنحرب کے عہد میں مادا نے اسور سے سرکشی اختیار کی اور داؤسس کو (جو جُودتھ کی اپاکریفل کتاب میں ارفکسد کہلاتا ہے) اپنا بادشاہ چُنا جس نے اکتبانہ کو دارالخلافہ مقرر کیا۔ مادا میں اسرائیلیوں کی معاشرتی حالت نے اس وقت جب ان اسرائیلیوں نے اسور کے ظالم اور ایذا رساں بادشاہ کے جُوئے سے مخلصی پائی بڑی ترقی کی ہوگی اور وہ ایک خود مختار بادشاہی کا حصہ بن گئے ہونگے۔ غالب ہے کہ مادا میں اُن کو اراضی۔ گھر اور دیگر اسباب راحت میسر آئے۔ لیکن اس کا کچھ ثبوت نہیں کہ مذہبی حالت میں بھی انہوں نے ترقی کی ہو۔ اسیری سے پہلے اُن کی بادشاہی یہوداہ کی سلطنت کی نسبت زیادہ نااُمیدی کی حالت میں تھی۔ زیادہ شریف مزاج لوگوں نے یہوداہ کی سلطنت سے علاقہ پیدا کر لیا تھا اور اب اسیری میں بھی بے شک ایسے ایماندار اشخاص ہونگے جو اپنے باپ دادوں کے خدا کی عبادت کرتے رہے اور جو غالباً پھر اسرائیل کی سرزمین کو لوٹ آئے۔ مگر قوم کے زیادہ حصہ نے اردگرد کے لوگوں کی بُری عادتوں کو اختیار کیا اور کبھی مجموعی صورت میں اپنے وطن کو نہ لوٹے۔ چند پشتوں کے بعد یعنی دارا مادی کے عہد میں مادیوں اور فارسیوں کی سلطنت نے بابل اور اسور کو نگل لیا اور مادا اسور اور کسدیہ کے رہنے والے سب یہودی ایک ہی بادشاہ کی رعیت ہو گئے۔ یہ بات کہ آخر کار ان دس فرقوں کی کیا حالت ہوئی ایک ایسا تاریخی مسئلہ ہے جو اب تک حل نہیں ہوا۔ بعض کا گمان ہے کہ وہ ایشیا میں ملک تُرکی کے نستوری فرقے کے عیسائیوں میں شامل ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ ہند کے افغانوں میں ملتے ہیں۔ اور بعض کا گمان ہے کہ وہ بہت دور دور جگہوں کو چلے گئے ہیں۔

دوسری فصل ۔ یہوداہ کی اسیری

اسیروں کی جماعتوں کو پے درپے لے جانا۔ نبوکدنضر کی بادشاہی۔ بابل۔ کسدیوں کا علم۔ مجوسی۔ دانی ایل۔ نبوکدنضر کا خواب۔ دانی ایل کے ہمراہیوں کی شریف

روش۔ اُن کے ہموطنوں پر اُن کا اثر۔ دوسرا خروج یہودیوں کا کسدیہ میں اسیروں کی تکلیف۔ حزقی ایل کی نبوتیں۔

اسیروں کی جماعت کو پے در پے لے جانا جس طرح دس فرقوں کی صورت میں ہوا اسی طرح یہوداہ کی بادشاہی میں بھی اسیر تین مختلف جماعتوں اور زمانوں میں دوسری جگہوں کو پہنچائے گئے۔ ذیل کے نقشہ سے یہ تمام کیفیت روشن ہوگی۔

سال قبل مسیح	یہوداہ کے بادشاہ	فاتح	اسیر
٦٠٧	یہویقیم	نبوکدنضر اپنے باپ کا قائم مقام	دانی ایل اور دیگر شہزادے
٥٩٩	یہویکین	نبوکدنضر	دس ہزار رئیس۔
٥٨٨	صدقیاہ	نبوکدنضر	قریباً سب لوگ

فقط ایک تھوڑا سا بقیہ ملک میں رہ گیا جو جدلیاہ کے ماتحت تھا اُس میں سے بہتوں کو اسمٰعیل نے قتل کر ڈالا۔ اس بقیہ میں سے بہت سے لوگ یوحنان کے ساتھ مصر کو چلے گئے اور ایک نہایت خفیف حصہ اپنی پرانی جگہوں کے اردگرد گھومتا رہا۔

نبوکدنضر کی سلطنت۔ بابل ہم ابھی دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح کسدی سلطنت اسوری مملکت سے جدا ہو کر اُس کے کھنڈروں پر قائم ہوئی۔ نبوکدنضر کی مضبوط حکمرانی کے ماتحت اس نئی سلطنت نے بہت جلد فروغ پایا اور اُس کے پایۂ تخت بابل نے نہایت عالیشان صورت اختیار کی۔ علاوہ اُن ممالک کے جو مسوپوتامیہ کے میدان میں اور اُس سے پرے پہاڑی خطوں میں واقع تھے عرب۔ ارام اور فلسطین بھی اس سلطنت میں شامل ہوئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد اور بڑے بڑے صوبے اس میں شامل کئے گئے۔ عموماً مانا جاتا ہے کہ بابل اُس جگہ واقع تھا جہاں بابل کا بُرج بنا تھا۔ وہ ایک چوڑے اور زرخیز میدان میں دریائے فرات کے کناروں پر آباد تھا۔ بعض قدیم مورّخ اس شہر کی نسبت عجیب عجیب باتیں تحریر کرتے ہیں۔ اُس کی فصیل کی دیواریں اُس کے اردگرد ایک مربع بناتی تھیں جس کا

ہر ضلع لمبائی میں پندرہ میل تھا۔ پچیس گلیاں ایک طرف کو جاتی تھیں اور دوسری پچیس اُن پر اس طرح گذرتی تھیں کہ اُن کے باہمی اتصال سے زاویۂ قائمہ بن جاتے تھے۔ اور ان بازاروں کے سروں پر سو دروازے بنے ہوئے تھے جو شہر کے بازار کو چھ سو سے زیادہ مربعوں میں تقسیم کرتے تھے۔ اور ہر مربع کے مرکز میں باغات اپنا لطف دے رہے تھے نبوکدنضر نے بابل کے آراستہ کرنے میں بہت کوشش کی اور سوائے دیگر بڑی بڑی عمارتوں کے جن میں بڑے بڑے محل اور مندر شامل تھے نبوکدنضر نے وہ مشہور معلّق باغ لگوائے جن میں طبقہ بر طبقہ اس طرح چُنا گیا کہ اُونچائی شہر کی دیواروں کے برابر جا پہنچی کہتے ہیں کہ یہ باغ اُس نے اپنی مادی ملکہ امیتس کو خوش کرنے کے لئے لگائے تھے جو بابل کے چوڑے میدانوں میں اپنے پہاڑی وطن کے نظّاروں کو یاد کیا کرتی تھی گو ہم بابل کی وسعت اور ساخت کے بیان کو مبالغہ سے خالی نہیں کہہ سکتے تاہم اس میں بھی شک نہیں کہ یہ شہر اپنے وقت میں عجوبہ روزگار تھا معلوم ہوتا ہے کہ نبوکدنضر اُن بڑے بڑے بادشاہوں میں سے تھا بلکہ اُن سب سے بڑا بادشاہ تھا جو مشرق میں حکمران ہوئے ہیں۔

کسدیوں کا علم مجوسی

اب یہویقیم کے تیسرے سال اور یروشلم کی بربادی کے کوئی اٹھارہ یا انیس سال پیشتر دانی ایل اور اُس کے رفیق اس شہر میں لائے گئے تاکہ کسدیوں کے علم اور زبان کو سیکھیں اور عموماً اسی وقت سے ستر سال کی اسیری کا آغاز شمار کیا جاتا ہے۔ کسدیوں نے ایک زمانہ سے سرمایہ علم جمع کر رکھا تھا چنانچہ سکندر اعظم کے زمانہ میں اُنہوں نے فخر سے کہا کہ ہمارے باپ دادوں نے چار لاکھ ستّر ہزار سال تک علم نجوم کے مشاہدات کا علم حاصل کیا ہے۔ مگر یہ عرصہ بعد میں اُنیس سو تین سال رہ گیا۔ بابل کے مجوسی یعنی علما بہت بیشمار تھے اور اُن کی بڑی قدر کی جاتی تھی۔ اجرام فلکی کی حرکتوں اور دھاتوں اور چشموں کے پانیوں کی خاصیتوں کو دریافت کرنا۔ آئندہ کی باتوں کو نجوم سے بتانا۔ خوابوں کی تعبیر کرنا اور اسی طرح کی اور باتیں اُن کے مطالعہ اور خواندگی کے مضامین تھے اور چونکہ وہ آنے والی باتوں کو جاننے کی مہارت کا دعوی کرتے تھے لہٰذا لوگوں کے درمیان بڑی عزت رکھتے تھے۔ علاوہ بریں وہ کسدی قوم کے کاہن بھی تھے اور لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ سورج چاند اور سیاروں کی پرستش کریں۔ عقیدہ میں تو وہ ایک ہی خدا تعالیٰ کے قائل تھے جس کو دنیا کا بنانے والا اور عالم مانتے تھے مگر عملاً یہ صداقت ظاہر نہ ہوتی تھی کیونکہ لوگوں کے درمیان عام پسند بت پرستی مروّج تھی جس میں یہ صداقت کھوئی گئی تھی۔ اہل بابل کے سب سے بڑے دیوتا بل یا بیل کی

نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ پوجا کی جاتی تھی نبوکدنضر نے اسکے لئے ایک عالیشان مندر بنایا تھا کسدی زبان اس شاخ سے متعلق تھی۔ جو ارمنی نسل کہلاتی ہے۔ ارمنی نسل کی دو بڑی بڑی شاخیں تھیں ایک مغربی جس میں ارامی اور عبرانی شامل تھی اور مشرقی جس میں اسوری اور بابلی داخل تھی اگرچہ عام ساخت کے اعتبار سے تو وہ ہمشکل تھیں لیکن اس قدر متفرق بھی تھیں کہ جو لوگ ایک سے واقف ہوتے تھے وہ دوسری کو بغیر خاص مطالعہ کے نہ سمجھ سکتے تھے

دانی ایل ۔ نبوکدنضر کا خواب

بابل کے چالاک کاہنوں کے درمیان رہنے کے سبب دانی ایل اور اُس کے ساتھی سخت خطرے میں پڑ گئے تھے لیکن شروع ہی سے خدا کی رحمت سے اُن کو یہ توفیق حاصل ہوئی کہ وہ بابل کے عیش و عشرت کے برخلاف بڑی پختگی اور دانائی کے ساتھ ثابت قدم رہیں اور اس سے بھی زیادہ ہمت اور پختگی کے ساتھ بابل کی بت پرستی کی مخالفت کریں۔ اُن کے مزاج میں اور عام یہودیوں کی اُس معیوب خاصیت میں جس کے سبب سے وہ دینی معاملات میں اپنے عقاید کو چھوڑ کر دوسروں کو قبول کر لیتے تھے بڑا ہی فرق تھا۔ پس اُن کے ناموں کا اُن وفادار عبرانیوں کی فہرست میں داخل ہونا نہایت زیبا تھا جنہوں نے وہ تمام اشیا جو جسم اور خون کو پسند آتی ہیں چھوڑ دیں اور تمام خطرات کا مقابلہ کرنا اپنے خدا کے حضور بیوفا اور بے ایمان کہلانے کی نسبت بہتر جانا اور جن کے ناموں کے مجموعہ سے ایک ایسی درخشندہ اور خوبصورت عقد ثریا تیار ہوتی ہے جس نے اپنی روشنی اور نور سے اپنی قوم کو منور کیا۔ جب دانی ایل نبوکدنضر کے خواب کے یاد دلانے اور تعبیر کرنے میں کامیاب نکلا تو اُن کو اور بھی تقویت حاصل ہوئی کیونکہ نبوکدنضر کے خواب نے بابل کے تمام داناؤں کو حیران کر رکھا تھا۔ اُس کو خواب میں ایک بڑی مورت نظر آئی جو مختلف دھاتوں یعنی سونے۔ چاندی۔ پیتل۔ لوہے اور مٹی کی بنی ہوئی تھی اور اُسے ایک پتھر نے جسے ہاتھوں نے نہ کاٹا تھا ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور وہ آخرکار ایک پہاڑ بن گیا اور تمام زمین اس سے بھر گئی۔ مورت کے سر سے نبوکدنضر مراد تھا اور پتھر سے وہ بادشاہی جو آسمان کا خدا قائم کرنے والا تھا اور جو کبھی ہلنے کو نہ تھی یہ وقوعہ نبوکدنضر کے دوسرے سال میں سرزد ہوا جب وہ پورا بادشاہ بن گیا تھا کیونکہ اُس کا باپ تھوڑا عرصہ پہلے مر چکا تھا۔ یا یوں کہیں کہ غالباً یہویقیم کے ساتویں سال میں یا دانی ایل کے بابل میں آنے سے چار برس بعد واقع ہوا۔

دانی ایل کے ساتھیوں کی شرافت اور اُس کا اثر اُن کے ہموطنوں پر

ممکن ہے کہ مذکورہ بالا واقعات کے تھوڑے عرصہ بعد نبوکدنضر نے دورا کے میدان میں وہ سنہری

مورت کھڑی کی ہو جس کی بابت یہ حکم صادر ہوا کہ سب اُس کی پرستش کریں اور اگر کوئی نہ کرے تو جلتی بھٹی میں ڈالا جائے۔ دانی ایل اس موقعہ پر حاضر نہ تھا کیونکہ اگر ہوتا تو کبھی اس حکم کی تعمیل نہ کرتا۔ اسی طرح یہودی قوم کا اکثر حصّہ کسدیہ سے غیر حاضر ہوگا کیونکہ اگر ہم یہ کہیں کہ بہت سے یہودی اس وقت یہاں حاضر تھے تو یہ ماننا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ اس مورت کی پوجا کے انکار میں صرف تین اشخاص یعنی سدرک۔ میسک اور عبد نجو وفادار نکلے۔ جب یہ لوگ آگ کی جلتی ہوئی بھٹی میں ڈالے گئے تو ایک عجیب معجزہ سرزد ہوا جس کے وسیلے اُنہوں نے اُس سے رہائی پائی۔ اُن کا نجات دہندہ یعنی خدا کا بیٹا بذات خود ظاہر ہوا۔ اس معجزے نے اور سدرک۔ میسک اور عبد نجو کی رہائی نے کچھ عرصہ کے لئے نبوکدنضر کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا چنانچہ اُس نے ایک حکم کے وسیلے سب لوگوں کو مجبور کیا کہ اسرائیل کے خدا کی نہایت تعظیم کریں۔ لیکن قریباً بارہ برس کے بعد جس وقت اُس نے یروشلیم میں اسی خدا کی ہیکل کو برباد کیا وہ ان ساری باتوں کو بھول گیا ہوگا تو بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان یہودی شہزادوں کی ثابت قدمی نے بابل کے باشندوں پر ایک گہرا اثر پیدا کیا ہوگا۔ سب سے یہودی مذہب کی تعظیم کروائی ہوگی اور اس بات کا فائدہ باقی قوم کو بھی پہنچا ہوگا جب وہ بھی اسیری میں گرفتار ہو کر ان کے پاس آ گئی۔ یہودی قوم کا یہ خاصہ تھا کہ وہ اپنے شاہی خاندان کو کمال عزّت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے سو جب انہوں نے اسیر شہزادوں کو بُت پرستی کی مخالفت پر ایسا ثابت قدم پایا ہوگا تو ضرور اُن کے دلوں میں یہ جوش پیدا ہوا ہوگا کہ اُن کی حمایت کریں۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ اسیری کے شروع ہی میں ان تین شخصوں کی ثابت قدمی نے جو ایمان اور دُعا کی رُوح سے بھرپور تھے اسیری کی اصل غرض کو پورا کرنے میں بڑا کام کیا۔ وہ غرض یہ تھی کہ تمام قوم بُت پرستی کے چنگل سے آزاد کی جائے جس معجزے کا اوپر ذکر ہوا اس کا یہ کام تھا کہ ایک دینی اور قومی مقصد انجام دے اور اُس نے اُس مقصد کو پورا کیا۔

یہودیوں کے دوسرے گروہ کا کسدیہ میں آنا جب دانی ایل اور اُس کے رفیقوں کو آئے ہوئے قریباً آٹھ سال گذر گئے تو یہودیوں کا ایک اور جتھا کسدیہ میں آیا۔ ان لوگوں کے درمیان حزقی ایل نبی بھی موجود تھا جو اسیری کا حساب اُس سال سے شروع کرتا ہے جس میں خود اسیر ہوا۔ اُسے وہ یہویاکین کی اسیری کا سال بتاتا ہے۔ (حزقی ایل $\frac{1}{2}$) وہ اور اُس کے ساتھ اُس کے بہت سے ہموطن دریائے کبار کے کنارے آباد کئے گئے۔ یہ دریا

اب تیر کہلاتا ہے۔ یہ فرات کا معاون ہے اور بابل سے قریب تین سو میل کے فاصلہ پر اُس میں گرتا ہے کرکمس کا مشہور قلعہ جس کے سبب سے مصریوں۔ اسوریوں اور حتّیوں کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہو چکی تھیں اس جگہ کے نزدیک واقع تھا۔ لیکن اسیری کی جگہ میں آنے سے تھوڑی مدّت بعد اور حزقی ایل کے عہدۂ نبوّت پر مامور ہونے سے پہلے ان اسیروں کے درمیان جھوٹے نبی برپا ہوئے اور اُنہیں یہ یقین دلانے لگے کہ تم اسیری سے بہت جلد لوٹ جاؤ گے۔ یرمیاہ نے جو ابھی یروشلم ہی میں تھا یہ خبر سن کر ان اسیروں کو اطلاع دی کہ ایسی امید رکھنا بالکل بے فائدہ ہے اور بتایا کہ اسیری ستّر برس تک رہیگی۔ (یرمیاہ $\frac{29}{10}$) اس عرصہ کا حساب اسیری کے شروع سے کرنا چاہیئے یعنی اُس وقت سے جب دانی ایل اور اُس کے ساتھی قید ہوئے (دانی ایل $\frac{9}{2}$)

اسیروں کی مصیبت ان یہودی اسیروں کو سخت ذلّت اُٹھانی پڑی۔ اس ملک کی چپٹی اور دلدل والی سطح بید کے حق میں اکسیر ہے لہٰذا یہ درخت اس کثرت سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ کشتیاں جو اس سے بنتی ہیں دریاؤں میں جا بجا ہر وقت چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ ۱۳۷ویں زبور کے یہ خوبصورت الفاظ ان شکستہ دل اسیروں کی سچی تصویر ہمارے سامنے لاتے ہیں کہ ہم بابل کی ندیوں پر بیٹھے اور صیّون کو یاد کر کے روئے۔ وہاں بید کے درختوں پر ہم نے اپنی ستاروں کو ٹانگ دیا کیونکہ وہاں ہم کو اسیر کرنے والوں نے گیت گانے کا حکم دیا اور تباہ کرنے والوں نے خوشی کرنے کا۔ اور کہا کہ صیّون کے گیتوں میں سے ہم کو کوئی گیت سناؤ۔ ہم پردیس میں خداوند کا گیت کیسے گائیں؟ اے یروشلم اگر میں تجھے بھولوں تو میرا دہنا ہاتھ اپنا ہنر بھول جائے اگر میں تجھے یاد نہ رکھوں۔ اگر میں تجھکو اپنی بڑی سے بڑی خوشی پر ترجیح نہ دوں تو میری زبان میرے تالو سے چپک جائے۔

حزقی ایل کی نبوّتیں کبار کے اسیروں کے پاس یرمیاہ کے اس غمناک پیغام کو کہ اسیری ستّر برس تک رہیگی پہنچے بہت مدت نہ گذری تھی کہ انہی کے درمیان ایک بڑا نبی برپا ہوا جس کی روایتوں نے اُس کے یروشلم میں رہنے والے بھائی کی باتوں کی بخوبی تصدیق کی صدقیاہ کے عہد کے پانچویں سال میں۔ لہٰذا یروشلم سے اسیروں کے دوسرے گروہ کے جلاوطن ہونے کے پانچ سال بعد حزقی ایل کو نبوّت کے متعلق رؤیتیں ملنی شروع ہوئیں۔ یہ رؤیتیں ایک وسیع عرصہ پر چھا گئیں۔ سب سے پہلی رؤیتیں وہ تھیں جنھوں نے یروشلم کی کامل بربادی اور یہودیہ کی ویرانی کی خبر دی۔ مصریوں کی دغابازی کے سبب سے جو اُس وقت ظاہر ہوئی جب

اُنہوں نے یہودیوں کی انتہائی مصیبت میں اُن کا ساتھ دینے سے انکار کیا فرعون کے خلاف بادِ سموم بھیجی گئی اور اس بادشاہ کی تباہی اور مصر کی بربادی کی بھی پیش گوئی کی گئی۔ صور بھی جو کچھ عرصہ سے یہودیوں کا سخت مخالف ہو گیا تھا جلد تباہ ہونے کا فتویٰ سنتا ہے۔ لیکن حزقی ایل کی آخری روئتیں رحم اور سلامتی سے پُر ہیں اُن سے نہ صرف اسیروں کی بحالی کی بلکہ انجیل کی بہت اعلیٰ اور افضل رحمت کی بھی خبر ملتی ہے۔ اور حزقی ایل کا آفتاب بھی یشعیاہ کے آفتاب کی طرح یہودیوں اور غیر قوموں پر مسیح کی سلطنت کا سنہرا عکس ڈالتا ہوا غروب ہوا۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے بڑی مہربانی سے اپنے رحم کو سزا کے حکم کے ساتھ ملا دیا یعنی جہاں ناتائب لوگوں کو اُن کے گناہوں کے سبب سے کمال وفاداری سے تنبیہ کی گئی وہاں اُن لوگوں کی جو تائب اور ایماندار تھے ہمت بڑھائی گئی کہ وہ اس امید کے ساتھ اُن اچھے زمانوں کی راہ دیکھیں جن کے آنے میں بہت دیر نہ تھی۔

تیسری فصل۔ نبوکدنضر کی باقیماندہ سرگذشت

ارام صور اور عمون کو فتح کرنا وغیرہ۔ مصر کو فتح کرنا۔ نبوکدنضر کا خواب اور پستی۔ اُس کی موت۔ وہ مقصد جس کے لئے وہ برباد کیا گیا۔ اویل مرادک اور یروشلم

ارام صور اور عمون کو فتح کرنا وغیرہ یروشلم کو برباد کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد نبوکدنضر نے پھر لشکر کشی کی کہ آس پاس کی قوموں کو مغلوب کرے اور ملک مصر کا مقابلہ کرے جو اَب تک جنوب میں ایک بڑی ہمسر سلطنت سمجھا جاتا تھا۔ شہر صور نے جو اس وقت دنیا کی گویا تجارت گاہ تھا اُس کا اور اُس کے جنگی افسروں کا تیرہ سال تک مقابلہ کیا لیکن آخر کار وہ اُس کے سر کرنے میں ناکام رہ گیا۔ شہر کے باشندوں نے اپنا تمام اسباب ایک جزیرہ میں پہنچا دیا جو کنارے سے قریباً نصف میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ یہیں نیا صور آباد ہوا جس نے بعد میں سکندر اعظم کی حکمت کو خاک میں ملا دیا۔ چونکہ اہل صور نے اپنے ہمسائیوں یعنی اسرائیل کی اسیری کا حال سن کر خوشی منائی تھی اس لئے نبوکدنضر کے ہاتھ سے اُن کے شہر کا برباد کیا جانا گویا اُن کے گناہ کی وہ سزا تھی جو خدا نے اُن پر نازل کی۔ اُسی وقت وہ رہے سہے

یہودی بھی جو یروشلم میں اب تک بود و باش کرتے تھے اکٹھے کر کے بابل کی طرف بھیجے گئے۔ عمونی بھی پورے پورے طور پر اطاعت میں لائے گئے۔ ربّہ جو اُن کا دارالخلافہ تھا برباد کیا گیا اور سب عمونی اور اُن کا بادشاہ اسیر ہو کر بابل کو روانہ کیئے گئے۔ یہی حال باقی آس پاس کی قوموں کا ہوا جن میں فلستی موآبی اور ادومی شامل تھے۔ بہت سی قومیں اسی وقت صفحۂ تاریخ پر سے مٹ گئیں۔ اس حکمت عملی نے جس سے نبوکدنضر نہ صرف غیر ممالک کو اپنے ملک میں شامل کر لیا کرتا بلکہ واقعی وہاں کے اصلی باشندوں کو بدل دیتا تھا دُنیا کے اُس حصّہ کی معاشرتی حالت کو بالکل تبدیل کر دیا اور اُس از سر تا پا بدلی ہوئی جماعت کی بنیاد ڈالی جس سے ہم نئے عہد نامے میں دوچار ہوتے ہیں۔

مصر کو فتح کرنا جب فلسطین اور ادام بالکل مطیع ہو گئے تو نبوکدنضر کے لشکر نے مصر کا رُخ کیا۔ اور چونکہ کوئی سخت روک سامنے نہ تھی لہٰذا اُس نے اس ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک بالکل برباد کر دیا اور یہودیوں کا جو بقیّہ یوحنان کے ماتحت اس ملک میں پناہ گزین ہوا تھا اُس پر وہ حادثہ واقع ہوا جس کی خبر یرمیاہ نے پیش گوئی کے وسیلے دے دی تھی۔ اُن میں سے کئی قتل کیئے گئے اور باقی جو بچے وہ بابل کی طرف روانہ کیئے گئے اور مصر کا بادشاہ بھی جس نے یہ لاف زنی کی تھی کہ خدا بھی میری عظمت کو مجھ سے چھین نہیں سکتا اپنے دارالخلافہ میں تلوار سے مارا گیا اور یوں حزقی ایل کی پیش گوئیاں پورے پورے طور پر بھی ثابت ہوئیں۔ نبوکدنضر بہت سا لوٹ کا مال لے کر اور بڑی عزت و شان سے واپس آیا اور اب اپنے تمام دشمنوں سے فارغ ہو کر بابل کے آراستہ کرنے میں مصروف ہوا۔

نبوکدنضر کا خواب اور پستی لیکن دانی ایل نے اُس خواب کی جس میں نبوکدنضر نے ایک عظیم الشان درخت کو زمین پر گرتے دیکھا یہ تعبیر کی کہ اس سے وہ عجیب پستی مراد ہے جو بادشاہ پر واقع ہونے والی ہے۔ اس نبی نے اُس کو بڑی تاکید سے راستی اور رحم کا طریقہ اختیار کرنے کی صلاح دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوکدنضر بے انصاف اور بیرحم آدمی تھا۔ لیکن اُس نے ایسی نصیحت کی طرف کچھ توجہ نہ کی بلکہ بابل کو برابر آراستہ کرتا رہا۔ وہ اُس لُوٹ کے مال کے جو اُس نے جمع کیا تھا اور ان اسیروں کی کثیر جماعتوں کے سبب سے جن کو حکماً کام میں لگا سکتا تھا اس قابل تھا کہ بڑے بڑے وسیع کاموں کو انجام دے۔ ایک دن جب وہ شاید اپنے معلّق باغوں کے کسی اُونچے زینہ یا کسی مکان کی اُونچی چوٹی سے جو اس کے محل سے وابستہ تھی اپنی حکمت

ارادہ اور طاقت کے عجیب کاموں کا ملاحظہ کر رہا تھا۔ اُس نے آسمان سے ایک آواز سنی جس نے اُس پر سات سال کی دیوانگی کا فتویٰ لگایا۔ جو گویا اُس کے غرور کی سزا تھی۔ یہ فتویٰ لفظ بلفظ پورا ہوا مگر اس عجیب واقعہ کا حوالہ بابل کی کسی تحریر میں اب تک نہیں ملا۔ اغلب ہے کہ ایسے واقعہ کو دیدہ و دانستہ رقم نہیں کیا گیا کیونکہ اس سے ایک ایسے بادشاہ کی ذلت اور خواری ظاہر ہوتی ہے جو مشرق کے بزرگترین بادشاہوں کے شمار میں داخل ہے۔

اُس کی موت معلوم ہوتا ہے کہ اپنی بیماری سے شفا پانے کے بعد وہ ایک سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ تینتالیس سال کی حکمرانی کے بعد اور اگر اُس وقت سے شمار کریں جب کہ وہ پہلے پہل ارام کو گیا تو پینتالیس برس کی فرمانروائی کے بعد اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ شفا پانے کے بعد اُس کا خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا سچا معلوم ہوتا ہے اور اُس سے تنبیہ یافتہ دل کے آثار نمایاں ہیں۔ جو واقعات اُس کے عہد سلطنت میں واقعہ ہوئے انہوں نے سچے خدا کو مشرقی قوموں کی نظروں میں تمام معبودوں سے بزرگتر ثابت کرنے میں بڑا کام کیا ہوگا۔ نیز انہوں نے لوگوں کو یہودیوں کے پاک نوشتوں کی طرف متوجہ کیا ہوگا اور اُن سے اُن کی بڑی تعظیم کروائی ہوگی۔ چونکہ مسیح کی پیش گوئیاں اس وقت دانی ایل کی کتاب میں واضح اور مفصل طور پر مندرج تھیں لہٰذا سرگرم لوگوں کی توجہ آنے والے نجات دہندہ کی طرف کھینچی گئی ہوگی۔ اسی وقت یہودیوں کے ایک آنے والے بزرگ بادشاہ کے انتظار کی بنیاد ڈالی گئی ہوگی جس انتظار نے بعد میں پورب کے مجوسیوں کی ہدایت کی کہ اُس عجیب ستارے کی جو مسیح کی پیدائش کے وقت نمودار ہوا اور جو اُن کو اُسی کی تلاش میں یروشلم کی طرف لے گیا ایسی تفسیر کریں جیسی انہوں نے کی۔ اب ان سب باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس خدا کی حکمت کے مطابق جو سب مخلوقات پر حکمران ہے یہودی قوم اور اُن کے شہر اور خدا کے گھر کا برباد ہو جانا۔ غرضیکہ تمام واقعات جو ظاہری طور پر اُس کے نام سے وابستہ تھے اسی کے نام اور کام کی ترقی کا باعث ہوئے۔

وہ مقصد جس کے لئے وہ برپا کیا گیا نبوکدنضر کی فتوحات جنہوں نے بہت سی سلطنتوں کو ایک سلطنت بنا دیا اُن واقعات کے سلسلہ میں ایک ضروری کڑی تھی جن کے وسیلے مسیح کی بادشاہی کی راہ تیار کرنا خدا کو منظور تھا۔ اگر مسیحی مذہب دنیا میں اُس وقت سے پہلے نمودار ہوتا تو وہ دنیا کو بہت سی خود مختار بادشاہیوں میں منقسم پاتا جو

ہمیشہ آپس میں لڑتی رہتی تھیں۔ اُن کے درمیان کوئی باہمی رشتہ نہیں پایا جاتا تھا اور نہ کسی طرح کا رابطہ موجود تھا بلکہ برعکس اِن کے ہر طرح کی جدائی اور نفاق موجود تھا پس اگر مسیحی مذہب اُن میں سے کسی سلطنت میں کامیاب ہو جاتا تو یہ کامیابی بجائے اس کے کہ دوسری سلطنتوں میں اُس کے کامیاب ہونے کا باعث ٹھہرتی اُس کے روکے جانے کا باعث ہوتی۔ سوائے اس کے کوئی رسول اپنی جان کو خطرے میں ڈالے بغیر ایک مملکت سے دوسری بادشاہی میں نہ جا سکتا پس خدا کو پسند آیا کہ وہ واقعوں کا ایک سلسلہ برپا کرے جن کا یہ کام ہو کہ دنیا کی بادشاہیوں کو ملا کر ایک بادشاہی بنائیں۔ پہلے نبوکدنضر اُٹھا جس نے کسدیہ۔ اسور۔ عرب۔ فلسطین۔ مصر اور دیگر بادشاہیوں کو ملا کر ایک سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد خورس برپا ہوا جس کے عہد میں قریباً تمام ایشیا ایک ہی بادشاہ کے تحت میں آگیا اس کے بعد مقدونیہ کا سکندر برپا ہوا جس کے مقبوضات میں ایشیا کے علاوہ مشرقی یورپ بھی داخل ہو گیا۔ پھر اہل روما تاریخ کے منظر پر نمودار ہوئے۔ وہ ایشیا کی جانب تو بہت دور تک نہ گئے مگر انہوں نے افریقہ کے شمال مغربی اور یورپ کے جنوب اور جنوب مغرب کو فتح کر کے ان مقبوضات پر اضافہ کیا۔ پس جب مسیحی مذہب نمودار ہوا تو پہلے صرف اتنا ہی ضروری تھا کہ وہ ایک ایسی جگہ جو مرکز کا کام دے قائم کیا جائے اور جب اُس مرکز میں قائم ہو چکے تو وہاں سے مشرق اور مغرب۔ شمال اور جنوب کی طرف تمام معلوم سلطنت کے عرض و طول میں پھیل جائے۔ چنانچہ پولوس رسول عرب سے لے کر جو مشرق میں واقع تھا سپین تک جو مغرب میں موجود تھا رومی حقوق اور رومی قوانین کی حفاظت کھوتے اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنے کے بغیر سفر کر سکتا تھا۔ اور وہ خطرے جن میں وہ مبتلا ہو جاتا تھا ایسے بدطینت لوگوں کی شرارت سے پیدا ہوتے تھے جو قوانین کی پروا نہ کرتے تھے۔

اوائل مرادک اور یہویکین اجیروم ایک روائت کا ذکر کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب نبوکدنضر بیمار ہو کر سلطنت سے علیحدہ ہوا اُس وقت اُس کا بیٹا اوائل مرادک سلطنت کے نظم و نسق کو انجام دیتا تھا۔ مگر اُس نے اِس کام کو ایسی بُری طرح انجام دیا کہ جب اُس کا باپ تندرست ہو گیا تو اُس نے اُس کو قید کر دیا۔ کہتے ہیں کہ قید خانہ میں وہ یہوداہ کے بادشاہ یہویکین سے دوچار ہوا جو سینتیس سال سے قید میں پڑا تھا اور اُس کے ساتھ بڑی محبت کرنے لگا۔ یہ روایت درست ہو یا نہ ہو اس میں کچھ شک نہیں کہ جب اوائل مرادک تخت نشین ہوا تو اُس نے یہویکین کو قید سے نکال کر بابل کی سلطنت میں ایک اعلیٰ منصب پر ممتاز فرمایا۔ لیکن وہ صرف دو برس تک حکمران

رہا اور اس کی فرمانروائی کا زمانہ شرارت اور حماقت سے پر تھا۔ اس کے بعد نرجلسّر تخت نشین ہُوا۔ اور قریباً اسی وقت یہویکین نے اپنے بیٹے سلاتی ایل کو داؤد کے تخت پر بیٹھنے کا حق عطا کیا جو برائے نام تھا۔

چوتھی فصل۔ سلطنت بابل کے آخری ایام

فارسی خورس۔ نبونے دیاس اور بیلشضر۔ دانی ایل کی چار حیوانوں کی رویا۔ کری سس۔ شاہ لدیہ خورس کی فتوحات۔ بابل کو مطیع کرنا۔ دانی ایل کی ترقیٔ درجات۔ شیروں کی ماند۔ نجات کا وعدہ۔ دارا کے بعد خورس کا تخت نشین ہونا۔ یہودیوں کا آزاد ہونا۔

فارسی خورس اس وقت کے قریب تاریخ کے منظر پر ایک اور شہزادہ نمودار ہوتا ہے۔ جو بےنظیر سیرت اور اعلیٰ لیاقت کی دولت سے مالا مال تھا۔ یہ خورس تھا جو مادی اور فارسی سلطنت کا بانی تھا اور جس کی طرف بہت عرصہ پیشتر یشعیاہ نے اشارہ کر کے کہا تھا کہ یہی یہودیوں کا رہائی دینے والا ہے جسے خدا نے مقرر کیا ہے۔ یونانی جنرل اور مورخ زینافن نے خورس کی لیاقت کا حال قلمبند کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسا بادشاہ تھا جو حکمت۔ لیاقت اور خوبی کا نمونہ تھا لیکن اُس کی تاریخ کا پہلا حصہّ بہت سی تاریکی میں چھپا ہُوا ہے کیونکہ زینافن کی کتاب تاریخ کی نسبت زیادہ تر کہانی کی صورت رکھتی ہے۔ وہ ایک فارسی امیر کیمبسس اور مادیوں کے بادشاہ استیاگس کی بیٹی منڈین کا بیٹا تھا۔ چونکہ وہ ایک بہادر سپاہی تھا اس لئے اس نے دار و گیر کی راہ اختیار کی اور تھوڑی مدت کے بعد اہل بابل کے برخلاف جھنڈا کھڑا کیا۔

نبونے دی اس اور بیلشضر اگرچہ مورخوں کے بیانات اس بارے میں کہ بابل کو خورس نے فتح کیا بائبل کے بیان سے عموماً متفق ہیں تاہم وہ بظاہر کچھ کچھ فرق بھی رکھتے ہیں۔ لکھا ہے کہ بابل کا بادشاہ نبونے دی اس تھا۔ لیکن وہ شاہی فرائض سے سبکدوش ہو کر شہر بارسپا میں جو بابل کے نزدیک واقع تھا جا رہا تھا اور اس شہر کو اُس نے خورس کے حوالہ کر دیا۔ خورس نے اُس کو زندہ چھوڑا اور اُسے کارمینیا میں ایک نفیس جگہ رہنے کو عطا کی۔ اُسی جگہ وہ راہئ ملکِ عدم ہُوا۔

عام مورخ اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ خورس نے بابل کو یک بیک فتح کیا لیکن وہ بیلشضر کا ذکر نہیں کرتے لیکن تھوڑا عرصہ ہوا کہ اُن کتبوں نے جو سر ہنری رالنسن نے دریافت کئے ہیں اس تاریکی کو دور کر دیا۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نبونیدباس کے بڑے بیٹے کا نام بیلشربضر تھا جس کا مخفف بیلشضر ہے۔ اُسے باپ نے سلطنت کے کام کے ایک حصّہ میں اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا۔

دانی ایل کی چار حیوانوں کی رویا بیلشضر کی حکومت کے پہلے سال دانی ایل نے چار حیوانوں کی رویا دیکھی۔ یہ حیوان چار سلطنتوں پر اشارہ کرتے تھے جو حسب ذیل ہیں۔ بابل کی سلطنت مادی فارسی سلطنت۔ یونانی سلطنت اور رومی سلطنت۔ نیز اُس رویا سے مسیح کی بادشاہی کے پیدا ہونے۔ اُس کے دُکھ اُٹھانے اور آخر کار فتحمند ہونے کا حال کھُلتا ہے۔ پھر دو سال بعد جب وہ سوسن میں جو عیلام کے علاقہ میں واقع تھا کسی خدمت پر مامور تھا اُس نے ایک اَور رویا دیکھی جس میں یہ بات پورے پورے طور پر ظاہر کی گئی کہ اُن سلطنتوں کی ترتیب کیا ہوگی اور مادی فارسی کا اور یونانی سلطنت کا جو مادی فارسی کے بعد آنے والی تھی نام بھی بتایا گیا۔ ان رویتوں سے ظاہر ہوا کہ سلطنت بابل کا خاتمہ نزدیک آ پہنچا ہے اور یہ وہ واقعہ تھا جسے خورس کے اوزار جلد جلد وقوع کی طرف لا رہے تھے۔

کریسس شاہِ لدیہ بابل کے بادشاہ کی یہ پالیسی تھی کہ ان خیر خواہوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرے جو اپنی رضامندی سے اُس میں داخل ہونا چاہیں تاکہ وہ مادیوں اور فارسیوں کے مقابلہ کو تیار رہیں۔ اُس کے خیر خواہوں میں سب سے بڑا کریسس شاہ لدیہ تھا۔ لدیہ ایشیا کے مغرب میں واقع تھا اور یہ ملک اپنے دار الخلافہ سارڈس کے ساتھ ایک قدیم سلطنت سمجھا جاتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اُس کے باشندے مہذّب۔ محنت کش اور دولتمند تھے۔ اور تجارت۔ کاشت۔ حرفہ وغیرہ میں مشغول اور مختلف اقسام کی ہنرمندی سے بہرہ ور تھے۔ لیکن ایشیا کی دیگر قوموں کی مانند تہذیب اخلاق میں ناقص تھے۔ کریسس سب لوگوں سے زیادہ دولتمند سمجھا جاتا تھا۔ لیکن وہ خورس کی فوج کا جو یک بیک سارڈس کے سامنے آ موجود ہوا ذرا مقابلہ نہ کر سکا آتے ہی اُس نے اُس کو فتح کر لیا اور حکم دیا کہ کریسس آگ سے جلایا جائے کہتے ہیں کہ جب یہ بادشاہ لکڑیوں کے جلتے ڈھیر کے سامنے کھڑا ہوا تو ایک سرد آہ بھر کر چلّانے لگا "اے سالون اے سالون!" یہ حرکت دیکھ کر خورس کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ دریافت کرے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ پوچھنے سے

جلد معلوم ہو گیا کہ جب ایتھنز کا بزرگ سالون سارڈس میں آیا تو کریسس نے اُس کو اپنی تمام دولت اور حشمت دکھائی اور کلمات تحسین سننے کی غرض سے پوچھا کہ آپ کی سمجھ میں سب سے خوشحال آدمی کون ہے؟ سالون نے دو ایک یونانیوں کے نام لئے جو کریسس کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہ رکھتے تھے۔ پھر کہا کہ میں کسی شخص کو جب تک کہ وہ زندہ ہے خوش نہیں کہہ سکتا کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ مرنے سے پہلے کیا سرزد ہو۔ اب سالون کا یہ قول اُس کی بدلی ہوئی حالت پر صادق آتا تھا لہٰذا اُس نے اُس کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ سالون کا نام لینے سے رُک نہ سکا۔ جب اس بات کی خبر خورس کو ملی تو اُس نے کریسس کو چھوڑ دیا اور اُس کے ساتھ دوستی پیدا کی۔

خورس کی فتح۔ بابل کو مغلوب کرنا خورس کی فتوحات نے اُس سلطنت کو جس سے بزرگتر کوئی اکیلا شخص آگے کبھی حکمران نہ ہوا تھا مادیوں فارسیوں کے ماتحت کر دیا۔ یہ سلطنت دریائے سندھ سے دریائے نیل تک جاتی تھی۔ بیچ کے سب علاقے بھی اس میں شامل تھے لیکن بابل نے بہت مدت تک اپنی آزادی کو قائم رکھا۔ اُس کے اردگرد بڑی بڑی اونچی اور مضبوط دیواریں کھڑی تھیں اور اُس کے اندر کم از کم بیس برس کے لئے معاش کے اسباب موجود تھے۔ خورس بھی اُسے فتح نہ کر سکتا اگر وہ ایک چالاکی استعمال نہ کرتا۔ نبونے دیاس دارالسلطنت سے غیر حاضر تھا اور ملک کا اہتمام بیلشضر کے سپرد تھا انہی ایام میں شہر کے اندر ایک بڑا جشن ہوا اور بیلشضر اس جشن میں ایک سخت شرارت کا مرتکب ہوا۔ یعنی اس نے یروشلم کے متبرک برتنوں کو مے نوشی میں استعمال کیا اور سونے۔ چاندی۔ پیتل۔ لوہے۔ لکڑی اور پتھر کے بتوں کی جن کے سامنے وہ اور اُس کے لوگ سجدہ کرتے تھے بڑی تعظیم کی۔ محل کی دیوار پر ایک عجیب ہاتھ نمودار ہوا جو ایسے حروف لکھ رہا تھا جنہیں بابل کے بزرگوں میں سے کوئی نہ پڑھ سکتا تھا۔ لیکن شہزادے کی ماں، ملکہ نیٹاکرس نے دانی ایل کی حکمت کو یاد کر کے اُسے بلوایا اور اُس کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ سلطنت میں تیسرا حاکم مقرر کیا جائیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحال دو حاکم موجود تھے یعنی نبونے دیاس اور بیلشضر جن کے اُوپر اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ دانی ایل نے فوراً اُن حروف کو پڑھ لیا اور بڑی دلیری سے انہیں اُن کے مطلب سے آگاہ کیا۔ مطلب یہ تھا کہ سلطنت بیلشضر سے لی گئی اور مادیوں اور فارسیوں کو دی گئی۔ اس اثنا میں خورس نے فرات کے پانی کو جو بابل کے بیچوں بیچ بہتا

تھا دوسری طرف نکال کر سپاہیوں کے گھسنے کی راہ نکالی۔ سپاہیوں نے محل میں داخل ہو کر بیلشضر کو قتل کیا اور یوں خورس چشم زدن میں شہر کا پورا مالک بن گیا۔

دانی ایل کی ترقی اور شیروں کی ماند اگرچہ بابل کو فتح خورس نے کیا تھا تو بھی اُس کا مالک برائے نام مادیوں کا بادشاہ تھا۔ وہ خورس کا چچا تھا اور بعد میں خورس نے اُس کی بیٹی سے شادی کی۔ نوشتوں میں وہ دارا مادی کہلاتا ہے۔ اُس نے اور خورس نے اپنی وسیع سلطنت کو ایک سو بیس صوبوں میں منقسم کیا اور اُن پر تین شخصوں کو حاکم مقرر کیا۔ اُن میں دانی ایل سب سے بڑا تھا۔ جب خورس کسی لڑائی پر گیا ہؤا تھا اُس وقت دانی ایل کے دشمنوں نے دارا کے حضور اُس پر تہمت لگائی اور اُسے شیروں کی ماند میں گروا دیا۔ لیکن جب وہ شیروں کے پنجہ سے معجزانہ طور پر چھوٹ گیا تو اَور بھی بلند رتبہ پر پہنچ گیا ہوگا۔

نجات کا وعدہ دارا کی بادشاہی کے پہلے سال میں دانی ایل نے خیال کیا کہ اسیری کا زمانہ اب ختم ہونے والا ہے۔ سو وہ اپنی قوم کے لئے خاص قسم کے اقرار اور دُعا میں مصروف ہؤا۔ اُس وقت ایک فرشتہ اسے دکھائی دیا جس نے اُسے یقین دلایا کہ نجات کا وقت آگیا ہے۔ نیز ٹھیک الفاظ میں اس بات کی بھی خبر دی کہ مسیح کب ظاہر ہوگا۔

دارا کے بعد خورس کا تخت نشین اور یہودیوں کا رہا ہونا دو سال کے عرصہ میں دارا اس دنیا سے کوچ کر گیا اور خورس مادیوں اور فارسیوں کی عظیم الشّان سلطنت کا وارث ہؤا۔ اُس ملاقات کا خاکہ کھینچنا جو خورس اور عبرانیوں کے بزرگ نبی دانی ایل کے درمیان واقع ہوئی جو بابل کے بادشاہوں کے دربار میں نہایت ممتاز تھا مشکل سے قیاس کی ساخت سمجھا جا سکتا ہے۔ پس ہم آسانی سے خیال کر سکتے ہیں کہ دانی ایل خورس کے حضور باریاب ہونے کے بعد یشعیاہ کی کتاب کھول رہا اور پینتالیسویں باب کی پہلی چند آیات پڑھ کر سنا رہا ہے۔ اور جب خورس نے دیکھا ہوگا کہ اسی پرانے عبرانی نوشتے میں تو میرا نام بھی مذکور ہے اور پھر یہ بھی میری بابت لکھا ہے کہ میں بابل کے "پیتل کے دروازے ٹکڑے ٹکڑے کروں گا" اور کہ خدا کی طرف سے مجھے کریسس اور دیگر بادشاہوں کے "چھپے خزانے" ملینگے اور میں خدا کے لوگوں کو رہا کرنے کے لئے اُس کا مقرری وسیلہ ہوں تو وہ حیرت کا پتلا بن گیا ہوگا۔ نیز خدا تعالیٰ کی شاہانہ قدرت کا عالیشان بیان سننے سے جو ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہے اُس پر نہایت گہرا اثر ہؤا ہوگا کیونکہ وہ اور دیگر فارسی تو خدا کو اپنے عقیدے کے مطابق بدی کے اصول

(اہرمن) سے ذرا ہی بڑا سمجھتے تھے۔ "میں ہی روشنی بناتا ہوں اور تاریکی پیدا کرتا ہوں۔ میں سلامتی کو بناتا ہوں اور بلا کو پیدا کرتا ہوں۔ میں ہی خداوند ان سبھوں کو بنانے والا ہوں"۔ ایسی صداقتوں کے اثر سے اثر پذیر ہو کر خورس نے جو بات پہلے پہل کی یہ تھی کہ وہ حکم صادر کیا جس کے وسیلے یہودیوں کو اجازت ملی کہ وہ اپنے وطن کو واپس جائیں اور یروشلم میں خداوند کی ہیکل بنائیں۔ اور یہ اجازت نہایت صدق دلی سے دی گئی۔ بس نتیجہ یہ ہوا کہ اگر کوئی یہودی یا اسرائیلی اس کام میں ہاتھ لگانا چاہتا تو کوئی اُس کو اُس کی مرضی کے خلاف بابل یا اُس کے قرب وجوار میں کسی جگہ نہ رکھ سکتا تھا۔ گو بہت لوگ اُس وقت واپس نہ پھرے اور کئی اُن میں سے کبھی نہ لوٹے تاہم ایک طرح بابل کی اسیری کا خاتمہ ہو گیا یعنی آگے کو وہ جبری نظربندی کی رنجدہ حالت میں نہ رہے۔

پانچویں فصل۔ معاشرتی اور دینی زندگی

اسیروں کے پیشے۔ نئی پُشت۔ نسب ناموں کی محافظت۔ زبان کی تبدیلی مذہب کی بڑی تبدیلی۔ کلام الٰہی میں نئی کتابوں کا درج ہونا۔

اسیروں کے پیشے ان یہودی اسیروں کے پیشے اسور اور کسدیہ میں مختلف اقسام کے ہونگے۔ عبرانی خاصیت جو عام طور پر دوسری مشرقی قوموں پر عقلی اور اخلاقی صفات کے سبب سے فائق تھی ان اسیروں کی ترقی و اقبال مندی کا باعث ہوئی ہوگی۔ بعض تو ان سے بڑے بڑے مرتبوں پر مامور ہوئے۔ مثلاً دانی ایل وزیر اعظم بنا۔ سدرک۔ میسک اور عبدنجو بھی اعلیٰ منصبوں پر سرفراز ہوئے۔ پھر اُن کے بعد نحمیاہ شاہ فارس کا رب ساقی مقرر ہوا۔ کئی اُن میں سے کسی حرفہ یا دستکاری کے کام میں مصروف ہوئے ہونگے۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ سناروں اور عطاروں نے نحمیاہ کے زمانہ میں یروشلم کی دیواروں کی تعمیر کرنے میں بڑا حصہ لیا۔ (نحمیاہ $\frac{۳}{۸}$) اور بہت سے لوگوں نے جو کاشتکاری اور باغ لگانے کا کام کیا کرتے تھے اسیری کی سرزمین میں یرمیاہ کی اس صلاح کو مانا ہوگا "تم گھر بناؤ اور اُن میں بسو اور باغ لگاؤ اور اُن کا پھل کھاؤ"۔ (یرمیاہ $\frac{۲۹}{۵ و ۲۸}$)

نئی پُشت مگر عموماً اسیروں پر اس زمانہ میں ایسا ظلم نہیں کیا جاتا تھا جو اُن کو چکنا چور کر

ڈالتا کیونکہ نبوکدنضر کی یہ حکمت عملی تھی کہ وہ ان کو آرام دینا چاہتا تھا۔ پس اُن کا سب سے بڑا دکھ اُن کے دلی زخم سے پیدا ہوتا تھا۔ لیکن وہ پُشت جو بابل میں پیدا ہوئی اِس درد کو اتنا محسوس نہ کرتی ہوگی جتنا ان کے ماں باپ کرتے تھے۔ اغلب ہے کہ جو لوگ اِرد گرد کے اضلاع میں عمدہ عمدہ کھیتوں اور پھلدار باغوں کے مالک بن کر جم گئے تھے اُن میں بہت ایسے ہونگے جو واپس جانا نہ چاہتے تھے۔ اور جو گروہ واپس ہوئے وہ غالباً ایسے لوگوں سے مشتمل ہونگے جو شہروں میں رہتے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرنے کے عادی تھے اور بڑے بڑے کاموں کو ہاتھ لگانے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ گھوڑوں۔ اونٹوں۔ خچروں اور گدھوں کا شمار جو یروشلم کو واپس آئے بہت ہی تھوڑا تھا یعنی آٹھ ہزار سے بڑھ کر نہ تھا۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ گانے بجانے کی لیاقت کو ترقی دینے میں بھی غافل نہ ہوئے تو یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ جب اُنھوں نے اپنے بربط بید کے درختوں پر لٹکائے اُس سے تھوڑے عرصہ بعد۔ اُن کے دل پھر تر و تازہ ہو گئے ہونگے۔ بھلا گروہ جو واپس آیا اُس کے ساتھ دو سَو مرد اور عورتیں گانے والے موجود تھے۔

نسب ناموں کی محافظت یہ لوگ بابل اور کسدیہ میں خواہ کیسے ہی تتر بتر کیوں نہ ہوئے ہوں تاہم اُنھوں نے بڑے عجیب طور پر اور بہت درجہ تک اپنے نسب نامہ کو محفوظ رکھا۔ اور جب وہ بحال ہو کر واپس آئے تو معدودے چند ایسے تھے جو اپنے خاندانی سلسلہ سے واقف نہ تھے۔ زیادہ تر ایسے لوگ تھے جنھوں نے اُس کی ایسی خبرداری اسیری میں کی جیسے کہ اپنے ملک میں کرتے۔ یروشلم کو تعمیر کرتے وقت جو ترکیب اختیار کی گئی اُس میں ہر شخص کے خاندان کا بڑی خبرداری سے لحاظ کیا گیا۔ شاید اُنھوں نے حزقی ایل کی نبوتوں سے جس نے ہر فرقے کی فرداً فرداً خبر دی تھی خاص طور پر تحریک پائی ہو کہ اپنے نسب ناموں کی بڑی خبرداری سے محافظت کریں۔

زبان کی تبدیلی اُس زبان میں جو یہ لوگ استعمال کیا کرتے تھے تبدیلی وارد ہوئی لوگوں نے بہت درجہ تک کسدی بولی اختیار کی چنانچہ بحالی کے بعد جب عزرا عبرانی کی توریت پڑھنے لگا تو اُسے اُس زبان میں اُس کا مطلب بیان کرنا پڑا جو لوگ اُس وقت بولا کرتے تھے تاکہ لوگ اُس کے معانی سے واقف ہو جائیں۔

مذہب کی بڑی تبدیلی لیکن سب سے بڑی تبدیلی مذہب میں پیدا ہوئی۔ بُت پرستی

کی پُرانی محبت کی اس وقت بیخ کنی ہوگئی۔ اس کے بعد پھر کسی زمانہ میں یہودیوں کی طرف سے بُت پرستی کا میلان ظاہر نہ ہُوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تبدیلی کسی روحانی تازگی سے اِس قدر وقوع میں نہیں آئی جس قدر فطرتی اسباب کے اثر سے واقع ہوئی۔ یہ اسیر کسدیوں کی بُت پرستی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہونگے کیونکہ وہ اُن کو لوٹنے اور برباد کرنے والوں کا مذہب تھا۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جو لوگ جلاوطن کئے جاتے ہیں اور جن کی قومی حیثیت جاتی رہتی ہے وہ بڑے جوش و خروش سے اپنے قومی دستوروں اور جلیلی کارناموں کو یاد کرتے اور انہیں تعویذ جان بناتے ہیں۔ یہودیوں کے دستور بالخصوص مذہبی دستور تھے۔ مزید برآں اُن کا یہ خیال کہ ہم اوروں سے بزرگ ہیں ایسا تھا جسے بابل کی اسیری بھی کم نہ کر سکی۔ اور اس خیال کو موسیٰ کے دستوروں نے اور بھی مضبوط کر دیا ہوگا۔ شاید یہی سبب ہے کہ اُن کے دلوں سے بُت پرستی کی وہ محبت جس سے اُن کی تاریخ کا پہلا حصہ پُر ہے بالکل دور ہوگئی۔ اور اس کے عوض ایک قومی فخر پیدا ہُوا جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ مسیح کے زمانے میں جسمانی جلال کی توقع رکھتے اور اپنی راست بازی کے کاموں پر تکیہ کرتے تھے۔ اُن کی طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ چھوٹی چھوٹی رسموں کی حد سے زیادہ پابندی کی جائے اور شریعت کی بڑی بڑی باتوں کی بہت قدر نہ کریں۔

کلام الٰہی میں نئی کتابوں کا درج ہونا مگر باوجود اس کے سچّے اسرائیل کی راہ یعنی فضل سے برگزیدہ ہونے کی تعلیم زیادہ زیادہ اُس کامل دن تک چمکنے لگی۔ حزقی ایل اور دانی ایل کی نبوّتوں کے ساتھ کئی زبور بھی اس زمانہ میں مجموعۂ کلام اللہ میں درج کئے گئے مر وعدے زیادہ صاف اور روشن ہوگئے۔ دانی ایل کی کتاب میں مسیح کی تعلیم زیادہ وضاحت سے پیش کی گئی اور لوگ اُس کا روحانی کام زیادہ اچھی طرح سمجھنے لگے کہ وہ آتا ہے کہ شرارت ختم ہو اور خطاکاریاں آخر ہو جائیں اور بدکاری کی بابت کفارہ کیا جائے۔ اور ابدی راست بازی پیش کی جائے اور جسم کی قیامت کی تعلیم بھی پہلے کی نسبت زیادہ صفائی سے دی گئی (حزقی ایل $\frac{۳۷}{۱۲}$ اور دانی ایل $\frac{۱۲}{۲}$) اسی طرح حزقی ایل نے نئے دن اور روحِ پاک کے زندگی بخش مسائل کو ایسے واضح طور پر بیان کیا کہ آگے کسی نے ایسا نہ کیا تھا۔ قربانیاں جاری رہیں چنانچہ حزقی ایل "شام کی قربانی" کا ذکر کرتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ بابل میں کوئی نہ کوئی جگہ ایسی ہوگی جہاں ہیکل کی سی عبادت جس قدر ہو سکتی تھی ہُوا کرتی ہوگی۔ تو بھی کہ سکتے ہیں کہ عام طور پر

مذہبی دستوروں کے ماننے میں بڑی کسر رہتی ہوگی اور دیندار لوگ زیادہ خفیہ اور خاندانی عبادت پر انحصار کرتے ہونگے ۔ دانی ایل اپنے گھر میں تین بار دعا مانگا کرتا اور بعض بعض موقعوں پر وہ دیر دیر تک دعا و مناجات میں لگا رہتا تھا ۔ اس طرح رفتہ رفتہ زیادہ روحانی مذہب کے لئے راستہ تیار ہو رہا تھا ۔ اگرچہ ابھی پانسو سے زیادہ سال کا عرصہ گذرنا تھا قبل ازیں کہ مسیح آئے اور یہ منادی کرے کہ وقت آگیا ہے کہ لوگ نہ گرازیم میں اور نہ یروشلم میں باپ کی عبادت کیا کرینگے بلکہ سچے پرستار رُوح و راستی سے اس کی پرستش ہر جگہ کیا کرینگے ۔

تیرھواں باب ۔ بحالی

خورس کے حکم سے لیکر نحمیاہ تک

(دانی ایل۔ عزرا۔ نحمیاہ۔ آستر۔ حجّی۔ زکریاہ۔ ملاکی)

پہلی فصل ۔ زربابل کا روانہ ہونا

مختلف گروہوں کا یروشلم کی طرف روانہ ہونا۔ زربابل کا گروہ۔ بحالی کے کام کی مخالفت۔ کیمبسیز اور سمروس کی حکمرانی۔ دارا گستاسپ کی حکمرانی۔ ہیکل کے کام کی تمامی۔ حجّی اور زکریاہ۔ بابل کے یہودیوں سے میل جول۔ بابل کی بغاوت۔ اسیری اور بربادی

مختلف گروہوں کا یروشلم کی طرف روانہ ہونا یہودیوں کے بحال ہونے اور اپنے وطن کی طرف عود کرنے کی تاریخ میں تین یہودی پیشواؤں اور تین فارسی بادشاہوں کے نام مشہور ہیں۔

۱۔ پہلا یہودی پیشوا زربابل تھا جو خورس کے تخت نشین ہونے کے وقت یعنی مسیح سے ۵۳۵ برس پہلے بابل سے روانہ ہوا۔ اُس نے دارا گستاسپ کے عہد میں بیس برس کے عرصہ کے بعد ہیکل کی تعمیر کو ختم کیا۔

۲۔ دوسرا یہودی پیشوا عزرا تھا جو ۴۵۸ برس قبل از مسیح اور قریباً اسّی برس زربابل یعنی ارتخشستا لانگی مانس کی حکومت کے آٹھویں سال میں بابل سے روانہ ہوا۔ اُس نے موسوی دستوروں کے بحال کرنے میں بڑی جانفشانی کی۔

۳۔ تیسرا یہودی پیشوا نحمیاہ تھا جو سوسہ یا سوسن سے اسی ارتخشستا کے بیسویں

سال میں روانہ ہؤا۔ یعنی مسیح سے ۴۴۵ برس پہلے۔ اُس نے یروشلم کی دیوار کو ازسرِ نو تعمیر کیا اور اُس کے پھاٹکوں کو کھڑا کیا۔ سوائے اس کے کئی قسم کی اصلاحوں کا سرانجام کیا۔ تھوڑی دیر کے لئے نحمیاہ سوسن کو واپس آیا اور اس کے بعد یروشلم کو دوبارہ لوٹا۔ تھوڑی مدّت بعد ملاکی نبی نے پُرانے عہد کے الہامی صحایف کے مجموعہ کو ختم کیا۔ آستر کا قصّہ عزرا کے وقت سے چند سال پہلے آتا ہے۔

زربابل کا گروہ جونہی خورس کا اجازت نامہ صادر ہؤا فوراً یہودیوں کے ایک حصّہ کے واپس جانے کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ چونکہ دانی ایل نے مناسب جانا کہ فارس میں اپنے کام پر حاضر رہے لہٰذا اس روانگی کا اہتمام زربابل اور یشوع کے سپرد ہؤا۔ ان میں سے ایک سلاتی ایل کا بیٹا تھا اس لئے وہ یہوداہ کے شاہی خاندان سے علاقہ رکھتا تھا۔ دوسرا موروثی کہانت کا رکھنے والا تھا۔ کل جماعت کا شمار پچاس ہزار کے قریب تھا۔ اُن میں سے زیادہ تر یہوداہ بنیامین اور لاوی کے فرقوں سے متعلق تھے۔ مگر کئی دس فرقوں میں سے بھی تھے یہوداہ کے فرقہ کی زیادتی کے سبب یہ لوگ اس وقت سے "یہودی" کہلانے لگے۔ اس کے بعد اگر کوئی اور جماعت یروشلم میں وارد ہوئی جو شمار کے اعتبار سے قابلِ غور تھی تو وہ تھی جو عزرا کی زیرِ نگرانی آئی۔ اس کی تعداد چھ ہزار کے قریب تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسیروں کا بہت سا حصّہ کسدیہ فارس اور مادا میں رہا۔ لیکن مشرق میں رہ کر اُنہوں نے مشرقی ممالک میں سچے خدا کا علم پھیلانے میں بڑی مدد کی اور اس صورت میں گویا انجیل کے لئے راہ تیار کرنے میں بڑی مدد کی یہی وہ وقت تھا جب سے یہودیوں کا "مشنری زمانہ" شروع ہؤا۔ اس وقت سے وہ غیر قوموں کو روشن کرنے والی روشنی بنے۔ یعنی دنیا کے کناروں تک خدا کے گواہ ہوئے۔

بحالی کے کام کی مخالفت اُس چیدہ جماعت میں جو زربابل کی پیرو تھی اسیر قوم کے نہایت سرگرم۔ دیندار اور صاحب حوصلہ اشخاص شامل ہوگئے۔ اُن کو اُس سات سَو میل کے فاصلے کے طے کرنے میں جو بابل اور یروشلم کے درمیان حائل تھا پورے چار مہینے لگے۔ اور جب اُنہیں اپنے ملک میں آئے ایک سال ہوگیا تو اُنہوں نے ہیکل کو ازسرِ نو تعمیر کرنا شروع کیا۔ سامریوں نے جو اُن اسوریوں کی نسل سے تھے جنہیں سلمنسر نے سمرون کے علاقہ میں آباد کیا تھا اس کام میں شامل ہونے کی اجازت مانگی۔ مگر جواب نفی میں ملا۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ اُنہوں نے دق کرنا اور مخالفت سے پیش آنا شروع کیا۔ شاید یہی وہ موقعہ تھا جب دانی ایل نے

اس مخالفت کی خبر پاکر وہ سنجیدہ روزہ رکھا جس کا بیان وہ اپنی کتاب کے دسویں باب میں کرتا ہے اور آنے والے واقعات کے متعلق وہ رؤیتیں دیکھیں جو گیارھویں اور بارھویں باب میں مرقوم ہیں۔

کیمبسیز اور سمروس کی حکمرانی

یہ سامری خورس کی حکمرانی کے تمام ایّام اور اُس کے جانشینوں کیمبسیز (جو اخسویرس کہلاتا ہے) اور سمروس (جو ارتخششتا کہلاتا ہے) کے عہد میں بھی مخالفت کرتے رہے۔ اخسویرس بڑا تند خُو تھا اور مذہبی معاملات کی طرف مطلق راغب نہ تھا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ مصریوں کے ساتھ لڑ رہا تھا تو اُس نے ایک دفعہ بلّیوں، کُتّوں، بھیڑوں اور دیگر حیوانات کو جنہیں اہل مصر متبرّک سمجھتے تھے جمع کیا اور اپنی فوج کے سامنے کھڑا کیا۔ اب مصری کوئی ہتھیار نہ چلا سکتے تھے کیونکہ وہ ڈرتے تھے کہ کہیں ان جانوروں میں سے کسی کو نہ مار بیٹھیں۔ پس اخسویرس نے اس طرح بڑی آسانی سے فتح پائی۔ ایک اور موقعہ کی بابت یوں بیان کرتے ہیں کہ جب مصریوں نے بتایا کہ ہمارے جشن کا سبب یہ ہے کہ ہمارا دیوتا ہم کو دکھائی دیا ہے تو اُس نے بڑی منّت و سماجت سے کہا کہ مجھے بھی اُس سے ملاؤ۔ اور جب اُنہوں نے اپنا آپیس سانڈ اُس کو دکھایا تو وہ اس قدر طیش میں آیا کہ وہیں اُس کو برچھی سے زخمی کر ڈالا اور مصری اُسے مجروح اور مُردہ سا اُس کے اصطبل میں لے گئے۔

سمروس یعنی ارتخششتا کے عہد میں جو اخسویرس کا جانشین تھا یہودیوں کے دشمنوں نے بادشاہ کے نام ایک عرضی ارسال کی۔ اُس میں یہ تہمت لگائی کہ یروشلم ہمیشہ باغی رہا ہے لہٰذا مناسب نہیں کہ وہ پھر تعمیر کیا جائے۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ یہ بات ٹھیک ہے تو اُس نے شاہی حکم جاری کیا کہ واپس جانے اور خصوصاً ہیکل کو آباد کرنے کا کام بند کیا جائے۔

دارا گستاسپ کی حکمرانی

لیکن چند ماہ کے بعد یعنی جب دارا گستاسپ فارس کے تخت پر جلوس فرما ہؤا تو حجّی اور زکریاہ نبی نے اپنے ہم وطنوں کو اُکسایا کہ وہ ہیکل کی تعمیر کے کام کو پھر شروع کریں۔ اُس نے اُن کو جتایا کہ جو خشک سالی اور قحط حالی میں وارد ہوئے ہیں وہ اس بات کی سزا ہیں کہ تم اپنے گھروں کو تو آراستہ کر رہے ہو مگر خدا کے گھر کو اُجاڑ اور مسمار چھوڑ رکھا ہے۔ پس ہیکل کی تعمیر پھر شروع کی گئی۔ اس موقعہ پر تتنی نے جو اُس تمام علاقہ کا فارسی حاکم تھا یروشلم کا ملاحظہ کیا اور یہ سُن کر کہ شاہ خورس

نے حکم صادر کیا ہے جس سے اِس کام کی اجازت ملی اُس نے پہلے بابل اور پھر اکتبانہ کے دفتر میں جو مادا کا دارالخلافہ تھا اور جہاں غالباً خورس صدورِ حکم کے وقت رہتا تھا اس حکم کی تلاش کی۔ جب یہ حکم نامہ اکتبانہ کے دفتر میں مل گیا تو دارا نے نہ صرف یہی فرمان جاری کیا کہ کام ہوتا رہے بلکہ یہ حکم بھی دیا کہ سرکاری خزانے سے بکثرت مدد کی جائے۔

ہیکل کی تمامی دارا بادشاہ کے چھٹے سال میں ہیکل کی عمارت ختم ہوئی۔ اس کام کے خاتمہ کے بعد عید فسح بڑی خوشی اور دلی جوش کے ساتھ مانی گئی۔ اب ہیکل کی عمارت کو از سرِ نو شروع کئے بیس برس گذر چکے تھے۔ اور اس اسیری کے زمانہ کا حساب لگانے میں نئی تاریخ دستیاب ہوتی ہے نبوکدنضر کے پہلے حملے سے یعنی اس وقت سے لے کر جب کہ دانی ایل اور اس کے ساتھی اسیر کئے گئے اور بابل پہنچائے گئے خورس کے حکم کے جاری ہونے تک ستر سال اور اسی طرح یروشلم اور ہیکل کی بربادی سے ہیکل کی نئی تعمیر تک ستر سال ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسیری کے شروع سے بحالی کے شروع تک جو عرصہ گذرا اتنا ہی تھا جتنا اسیری کے خاتمہ اور بحالی کے کام کے خاتمہ کے درمیان حائل تھا یعنی ستّر برس کا عرصہ۔

حجی اور زکریاہ حجّی اور زکریاہ کی نبوتوں نے جو زربابل کے ایّام میں بیان کی گئیں نہ صرف شہزادوں اور دیگر اشخاص کو اُس فرض کی انجام دہی کے لئے اکسایا جس سے وہ غافل ہو رہے تھے بلکہ ماسوا اس کے اُن نبوتوں نے مسیح کی آمد کو زیادہ روشن کیا۔ حجّی نبی نے اُن لوگوں کی تسلّی کے لئے جو دوسری ہیکل کو بمقابلہ پہلی ہیکل کے ناچیز جان کر گریہ و زاری کرتے تھے یہ خبر دی کہ یسّی کی شاخ کی حضوری پچھلی ہیکل کے حقیقی جلال کو پہلی ہیکل کی رونق سے بڑھا دیگی۔ حجّی نے مسیح کا ذکر کرتے ہوئے اُسے "قوموں کی خواہش" کا خوبصورت خطاب دیا۔ جس کا یہ مطلب تھا کہ بہت سی قومیں آنے والے نجات دہندہ کی یا تو اُسی وقت بے معلوم آرزو رکھتی تھیں یا بہت جلد اُس آرزو کو اپنے دل میں جگہ دینے والی تھیں۔ زکریاہ نبی نے مسیح کی نسبت جو نبوتیں کی ہیں وہ بعض بعض باتوں کے سبب سے پرانے عہدنامہ میں نہایت عجیب ہیں۔ ایک رویت میں باپ تلوار کو جگاتا ہے اور اُس آدمی کے برخلاف اُٹھنے کا حکم دیتا ہے جو اُس کا ہمتا ہے۔ ایک اَور رویت میں لوگ اپنے خداوند کی طرف جنہیں اُنہوں نے چھیدا تھا کمال غم کے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔ ایک میں مسیح گدھے پر سوار ہو کر یروشلم میں فاتح

کی طرح داخل ہوتا ہے۔ ایک اَور میں تمام دنیا کا بادشاہ دکھائی دیتا ہے۔ اور گھوڑوں کی گھنٹیوں پر بھی یہ لکھا ہوُا ہے "خداوند کے لئے پاک"۔ مسیح کی الٰہی اور انسانی ذات اور اُس کا کفارہ بخش نجات دہندہ ہوتے کا عہدہ بڑی صفائی اور فصاحت سے ظاہر کیا گیا ہے۔ تمام سچے دیندار اس قسم کی پیشین گوئیوں میں بڑی دلچسپی لیتے ہونگے۔ اور اس علم کے سبب سے کہ اس سرزمین کی عمارتوں اور نظاروں کا خدا کے مجسّم بیٹے کی زندگی کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہوگا اُن کے دلوں میں اپنے باپ دادوں کی سرزمین کے لئے زیادہ محبّت پیدا ہوئی ہوگی۔

بابل کے یہودیوں سے میل جول زکریاہ کی نبوّت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن یہودیوں میں جو یروشلم میں رہتے تھے اور اُن جلاوطنوں میں جو کسدیہ میں رہ گئے تھے دوستانہ رشتہ برابر جاری رہا۔ ایک دفعہ زکریاہ نے اُن یہودیوں کے پاس جو بابل میں رہ گئے تھے ایک نہایت سنجیدہ پیغام بھیجا اور کہا کہ تم اُس شہر کو جسے تم پسند کرتے ہو فوراً چھوڑ دو۔ وقت تھا کہ وہ اُسے چھوڑ دیں کیونکہ اُس کا خاتمہ بہت جلد ہونے والا تھا۔ وہ شہر فارسیوں کا جُوا اُٹھانے کے لئے نہایت خوش تھا اور چونکہ شاہی خاندان وہاں سے اُٹھ کر سوسن میں چلا گیا تھا جو صوبۂ عیلام میں واقع تھا لہٰذا اہل بابل کا رنج بیان سے باہر تھا۔ پس وہ بغاوت کا منصوبہ باندھنے لگے اور کئی سال تک چُپ چاپ تیاری کرتے رہے۔ آخر دارا گستاسپ کے عہد میں اُنہوں نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا۔ اب جس وقت اُن کے شہر کا فارسی فوج محاصرہ کر رہی تھی اس وقت اہل بابل قحط کے ہاتھوں سخت تکلیف اُٹھا رہے تھے۔ اس مصیبت کے وقت اُنہوں نے یہ ارادہ کیا کہ ہم تمام عورتوں اور بچوں کو جان سے مار ڈالیں اور صرف ہر آدمی پیچھے ایک جورُو جسے وہ بہت پیار کرتا ہے اور ایک خادمہ جیتی چھوڑیں۔ سو یشعیاہ کی وہ نبوّت جو اُس نے بابل کے برخلاف کی تھی اس طرح پوری ہوئی "اے تو جو عشرت میں غرق ہے۔ جو بے پروا رہتی ہے۔ جو اپنے دل میں کہتی ہے میں ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں۔ میں بیوہ کی طرح نہ بیٹھونگی اور نہ بے اولاد ہونے کی حالت سے واقف ہونگی سو ناگہاں ایک ہی دن میں یہ دو مصیبتیں تجھ پر آپڑینگی یعنی تو بے اولاد اور بیوہ ہو جائیگی۔ تیرے جادو کی افراط اور تیرے سحر کی کثرت کے باوجود یہ مصیبتیں پورے طور سے تجھ پر آپڑینگی" (یشعیاہ ۴۷ / ۸ و ۹)

بابل کی بغاوت۔ اسیری اور تباہی دارا اب بھی شہر کو مغلوب کرنے میں ناکام

رہنا اگر اُس کے بڑے بڑے افسروں میں سے ایک افسر ایک چال نہ چلتا اور اپنا نقصان نہ اُٹھاتا۔ وہ افسر زوپیرس تھا۔ وہ اپنی ناک اور کان کاٹ کر اور اپنے جسم کو گھائل کر کے اہل بابل کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ بادشاہ نے میرے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے۔ اہل بابل نے اُس کی بات کو سچ جان کر اُسے اپنی فوج کا افسر مقرر کیا۔ لیکن زوپیرس نے تمام شہر دارا کے سپرد کر دیا۔ اُس کی دیواریں جو پہلے دو سو ہاتھ اونچی تھیں گرا کر پچاس ہاتھ اونچی رکھی گئیں اور اُس کے سو پھاٹک بھی نکال دیئے گئے۔ اُس کے مکانات لُوٹے گئے اور تین ہزار اشخاص جو بغاوت کے سرغنے تھے شکنجے میں کھینچے گئے۔ یہ واقعہ قریباً اُسی وقت سرزد ہوا جب کہ یہودی ہیکل کی عمارت کی تکمیل کا جشن یروشلم میں منا رہے تھے۔ اُسی وقت سے بابل کی رونق جاتی رہی۔ عبرانی نبیوں کی پیشین گوئیاں پوری ہوئیں۔ اور یہ صدا بلند ہوئی "بابل کی بستی گر گئی" اور اس کے بعد نبوکدنضر کے شہر کو پھر کبھی پرانی شوکت نصیب نہ ہوئی۔ سکندر اعظم اُسے اپنی سلطنت کا دارالخلافہ بنانا چاہتا تھا لیکن ایسی دقتیں برپا ہوئیں جن کے سبب وہ اپنی یہ آرزو پوری نہ کر سکا۔ اِن دنوں میں اُس کی تباہی ایسی کامل ہے کہ وہ جگہ بھی نہیں پہچانی جاتی جہاں وہ آباد تھا" اور بابل جو مملکتوں کی حشمت اور کسدیوں کی بزرگی کی رونق ہے سدوم اور عمورہ کی مانند ہو جائیگا جن کو خدا نے اُلٹ دیا۔ وہ ابد تک آباد نہ ہوگا۔ اور پشت در پشت اُس میں کوئی نہ بسیگا۔ وہاں ہرگز عرب لوگ خیمے نہ لگائینگے۔ اور وہاں گڈریے گلّوں کو نہ بٹھلائینگے۔ پر بن کے جنگلی درندے وہاں بیٹھینگے اور اُن کے گھروں میں اُلّو بھرے ہوئے ہونگے۔ وہاں شتر مرغ بسینگے اور چگھانس وہاں ناچینگے۔ اور گیدڑ اُن کے عالیشان مکانوں میں اور بھیڑیے اُن کے رنگ محلوں میں چلّائینگے۔ اُس کا وقت نزدیک پہنچا ہے اور اُس کے دنوں کو اب طول نہ ہوگا" (یسعیاہ
۱۳
۱۹-۲۲)

دوسری فصل - فارسی سلطنت

داراگستاسپ سے لے کر ارتخشستالانگیمانس تک

داراکی لڑائی - یونان سے - اُس کی خصلت اور اُس کا کام - زردشت اور فارسی مذہب - اُس کا طریقہ - اُس کا پھیلنا اہل فارس کے اخلاق کی خرابی - اخسویرس اور یونان کا حملہ - ارتخشستالانگیمانس -

داراکی لڑائی یونان سے بابل کی تسخیر کے تھوڑی دیر بعد دارا نے لڑائیوں کا وہ سلسلہ شروع کیا جس کے وسیلے ایشیا اور یورپ آپس میں دوچار ہوئے اور جس نے دنیا کی تاریخ پر ایک قابلِ یاد اثر ڈالا - یہ لڑائیاں وہ تھیں جو فارس اور یونان کے درمیان واقع ہوئیں - وجہ یہ تھی کہ وہ یونانی بستیاں جو ایشیائے کوچک کے ساحلوں پر آباد تھیں اور جو عموماً آیونین کہلاتی تھیں فارس سے باغی ہوگئیں اور وہ ممالک جن سے نکل کر وہ آباد ہوئی تھیں اُن کی کمک کے لئے اُن سے آملے - دارا نے ان کو مطیع کرنے کے لئے خشکی اور تری پر ایک بھاری لشکر جمع کیا - اس کے جنگی جہازوں کا پہلا بیڑا تو کوہ ایتھاس کے قریب تباہ ہوگیا مگر دوسرے نے یونانی جزیروں کو تباہ و برباد کیا - اس کے ساتھ ہی اُس کی بیشمار سپاہ. یوبیا میں اُتری اور جھنجھلا کر اٹیکا پر جا گری لیکن یونانیوں نے مارتھان کے میدان میں فارسیوں کا مقابلہ کیا اور ملٹائڈیز کی سرکردگی میں بڑے کشت و خون کے بعد اُن کو شکست دی - اس کے بعد دارا یونان پر تازہ حملہ کرنے کے لئے تین سال تک بڑی بڑی تیاریاں کرتا رہا - مگر مصر میں ایک بغاوت کے برپا ہونے اور نیز اُس کے بعد اپنی وفات کے سبب اس لڑائی میں مصروف نہ ہو سکا - لیکن اُس کے بیٹے اخسویرس نے جو اُس کا جانشین تھا لڑائی جاری رکھی -

اس کی خصلت اور کام ان تمام بادشاہوں میں سے جو فارس کے تخت پر جلوس فرما ہوئے دارا سب سے زیادہ لائق بادشاہ تھا - اُس نے کئی اور ممالک فارسی سلطنت میں شامل کئے - مثلاً ہند - تھریس - مقدونیہ اور وہ جزائر جو بحیرہ آیونین میں واقع تھے اُس کی سلطنت میں داخل ہوئے - اُس کی موت کے وقت اس کی سلطنت ایک طرف دریائے سندھ سے

ایجین تک اور دوسری طرف سدیہ (روس) کے بے کاشت میدانوں سے دریائے نیل کی آبشار و تک پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن اُس کی بے نظیر لیاقت زیادہ تر اُس کی عظیم سلطنت کے مضبوط کرنے میں صرف ہوئی۔ چنانچہ اُس نے اُسے بیس صوبوں میں تقسیم کر کے ہر صوبہ پر ایک حاکم مقرر کیا۔ اُس کے محاصل کی کوئی انتہا نہ تھی۔ صرف بابل کے صوبہ سے اتنا خراج آتا تھا کہ یورپ کے اول درجہ کے بادشاہوں کے خراج کے برابر تھا۔

زردشت (زوراسٹر) اور فارسی مذہب بعض معتبر علما کا گمان ہے کہ اسی بادشاہ کے عہد میں مشہور زردشت موجود تھا جس نے قدیم فارسی مذہب کی اصلاح کی اور اُسے از سر نو قائم کیا۔ یہ اپنی جوانی کے ایام میں بیس سال تک کوہستان البرز میں گوشہ نشین رہا اور اسی عرصہ میں جیسا اُس کے پیرو بیان کرتے ہیں وہ آسمان پر اٹھایا گیا اور وہاں خدا کی شریعت اُس پر ظاہر کی گئی۔ یہ روایت شاید موسیٰ کے تذکرہ سے پیدا ہوئی ہوگی جسے کوہ سینا پر خدا کی شریعت دی گئی کیونکہ غالب ہے کہ موسیٰ کا احوال اُس وقت یہودی نوشتوں کے وسیلے فارس میں بخوبی مشہور ہو گیا ہوگا۔ زردشت نے بڑی جانفشانی سے اپنا کام کیا تا کہ فارس کے قدیم مذہب کو پھر تازہ کرے جو اس وقت یا تو فراموش ہو گیا اور یا بت پرستی کے سبب بگڑ گیا تھا۔ پس معلوم ہو کہ اُس وقت سبائی مذہب یعنی بُت پرستی ہی وہ طریق مذہب تھا جس کا مقابلہ ان دنوں مجوسی طریق کے ساتھ ہو رہا تھا جو فارسیوں کا قدیم مذہب تھا۔

اس کا طریق قدیم فارسیوں کی طرح زردشت نے بھی یہی تعلیم دی کہ ازلی خدا ایک ہی ہے لیکن اس دنیا میں دو اصول یا فرشتے پائے جاتے ہیں۔ اُن میں سے ایک نیکی کا اصول یا فرشتہ ہے اور دوسرا بدی کا۔ نیکی یعنی ہرمزد کی علامت نور اور بدی یعنی اہرمن کی علامت تاریکی ہے۔ ان دونو اصولوں کے درمیان جنگ ہو رہی ہے جو دنیا کے آخر تک ختم نہ ہوگی۔ مگر انجام کار نیکی کی قدرت غالب آئیگی۔ عدالت کے روز دونو کے پیرؤوں کا انصاف کیا جائیگا اور وہ ہمیشہ کے لئے جدا کئے جائینگے۔ نیکی کے پیرؤوں کو اجر اور بدی کے پیرؤوں کو سزا ملیگی۔ ہرمزد کی پرستش ہمیشہ آگ کے سامنے کی جاتی تھی جسے وہ لوگ روشنی کا منبع سمجھتے تھے۔ اس کی پوجا خاص کر آفتاب کے سامنے کی جاتی تھی کیونکہ وہ لوگ سورج کو دنیا میں ایک کامل آگ اور ایک کامل نور کا سرچشمہ تصوّر کرتے اور تاریکی سے جو بدی کے اصول کی علامت سمجھی جاتی تھی سخت نفرت کرتے تھے کہتے ہیں کہ اُس کا نام اُلٹا لکھا جاتا تھا جیسا کہ ذیل کے طرز سے

ظاہر ہے۔ [illegible]۱۔ زردشت کی تعلیمات کی بہت سی باتیں غالباً یہودی نوشتوں سے اخذ کی گئی ہونگی۔ مثلاً خدا کی وحدت اور ایک بدروح کے وجود کا مسئلہ۔ اور قیامت اور آخری عدالت کی تعلیم اور آگ یا روشنی کو (جیسا کہ سکینہ میں ہُوا کرتا تھا) خدا کی علامت کے طور پر استعمال کرنا وغیرہ یہودیوں سے سیکھا ہوگا۔

اُس کا پھیلنا زردشت کی تعلیمات ژنداوستا میں جو فارسیوں کی متبرک کتاب ہے قلم بند کی گئیں۔ جہاں کہیں وہ غلبہ پاتی تھیں وہاں بُتوں کے مندر مسمار اور آتشکدے تعمیر کیے جاتے تھے۔ چونکہ دارا نے خود زردشت کا عقیدہ اختیار کر لیا تھا اور اپنی وفات کے وقت سردار مجوسی یا سردار کاہن کا خطاب پایا اس لئے اُس کا مذہب بہت دور دور تک پھیل گیا۔ اب تک اس مذہب کو فارسیوں کی اولاد مانتی ہے جس کا ایک گروہ جو پارسی کہلاتا ہے آج تک بمبئی میں آباد ہے۔

فارسی اخلاق کی خرابی لیکن فارسی مذہب کی اصلاح اور تازگی نے فارسی قوم کی تہذیب اخلاق کے بارے میں کچھ نہ کیا۔ شاہی دربار کے دستوروں سے بیجا عشرت اور نفرت انگیز ظلم و تعدّی کی بُو آتی تھی۔ عورتوں کی وحشت ایک دہشت ناک درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ اُن کی ہولناک عادتوں سے فارسی تاریخ پُر ہے۔ اُن کی خصلت تو اخلاق کے پایہ سے بہت گری ہوئی تھی مگر ان کا زور بہت چلتا تھا۔ ابتدا میں فارسی اپنے اوضاع و اطوار کی پاکیزگی اور سادگی کے لئے مشہور تھے اور اُن کے فرزند بچپن ہی سے صداقت اور انصاف کی مدح کرنا سیکھتے تھے۔ لیکن دولت اور اقبال کی کثرت نے قدیم خوبیوں کی بنیاد کو ہلا دیا اور قوم اُس ضعف اور بدی میں گرفتار ہوئی جس کا بازار اُس وقت نہایت گرم تھا جس وقت زور آور اور پُرجوش یونانیوں کی سپاہ نے اُن پر فتح پائی۔

اخسویرس اور یُونان کا حملہ دارا کے بعد جو شخص فارس کے تخت پر بیٹھا وہ مشہور اخسویرس تھا۔ اُس کے نزدیک بادشاہی سے یہ مراد تھی کہ وہ اپنی شاہانہ شان و شوکت کو بحال رکھے تاریخ میں خاص کر وہ اُس حملے کے لئے مشہور ہے جو اُس نے یونان پر کیا۔ یونانی مورخ ہرادوتس جو قریباً انہی ایّام میں (قبل از مسیح ۴۸۵) پیدا ہُوا تھا بیان کرتا ہے کہ اس حملہ کے وقت اُس کے ساتھ پچاس لاکھ سے کم فارسی نہ تھے۔ اور یوسیفس کہتا ہے اور ممکن بھی ہے کہ اُس کا یہ بیان درست ہو کہ یہودی بھی جو کثرت سے اُس کی رعیت میں شامل تھے اس لشکر

جرّار میں داخل ہوئے۔ یہی وہ موقعہ تھا جب کہ سپارٹا کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ لیوآنڈرس نے صرف تین سو سپاہیوں سے تھرماپلی میں فارسیوں کا مقابلہ کیا اور اُن کی زور آور فوج کا بار بار مُنہ پھیرا۔ مگر آخرکار جب بیس ہزار آدمیوں کو مار چکے تو کسی بیوفا نے اُن کو پکڑوا دیا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے کیئے گئے۔ فارسیوں کے جہازی بیڑے کو اہل یونان نے مشہور تھمستاکلیز کے ماتحت مقام سلیمس پر شکست دی۔ اخسویرس خود ایک اونچی جگہ سے اپنے عالیشان بیڑے کی تباہی دیکھ رہا تھا۔

سلیمس کے مقابل اک چٹان تھا۔
وہاں جاکر شہ ایران بیٹھا۔
ہزاروں بندگاں نیچے پڑے تھے۔
ہزاروں ہی جہاز اُس جا کھڑے تھے
سب اُس کے تھے۔ صبح اُن کو گنا تھا
مگر تا شام اک بھی نہ بچا تھا

بادشاہ نے فارس کو لوٹنا غنیمت جانا اور اپنے پیچھے اپنے جنرل ماردونیُس کو چھوڑا تاکہ لڑائی جاری رکھے لیکن اُسے بھی اپنے آقائے نامدار کی نسبت کچھ زیادہ کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ چنانچہ ایک ہی دن فارسیوں نے بیوشیا کے پلٹیا پر بری اور ایشیاکوچک کے میکل پر بحری لڑائی میں شکست کھائی۔ اس کے بعد پھر کبھی کسی فارسی فوج نے آبنائے ہیلسپانٹ کو عبور نہ کیا۔

ارتخشستا لانگیمانس اخسویرس کے بعد اُس کا بیٹا ارتخشستا لانگیمانس تخت نشین ہوا اور بہت مدّت دراز یعنی اکتالیس سال تک فرمانروا رہا۔ وہ اس سبب سے لانگیمانس کہلاتا تھا کہ اُس کے ہاتھ بہت ہی لمبے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ اتنے لمبے تھے کہ جب وہ سیدھا کھڑا ہوتا تھا تو اُس کے گھٹنوں تک پہنچتے تھے۔

تیسری فصل۔ آستر کا احوال۔

آستر کی کتاب کے اخسویرس کا پختہ علم نہیں۔ شہر سوسن اور اس کا محل۔ آستر اور مردکی۔ فارسی مملکت میں یہودیوں کی حالت۔ آستر اور مردکی سے بادشاہ کا رسوخ۔

آستر کی کتاب کے اخسویرس کا پختہ علم نہیں عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جس فارسی بادشاہ نے آستر کے ساتھ شادی کی اور جو آستر کی کتاب میں اخسویرس کہلاتا ہے وہ زرکسیز تھا۔ اس خیال کی تائید کئی باتیں کرتی ہیں جن میں بعض وہ نئی خبریں بھی شامل ہیں جو موجودہ زمانہ میں سوسن کے کتبوں سے دریافت ہوئی ہیں۔ زرکسیز کی ملکہ کا نام یونانی تحریروں کے مطابق امسترس تھا۔ اب بعض محققوں کے نزدیک تو اس نام میں اور وشتی نام میں بہت مشابہت پائی جاتی ہے۔ اور بعض کو امسترس اور آستر میں مشابہت دکھائی دیتی ہے۔ یہ آخری خیال زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کئی نکتہ چینوں نے آستر کی کتاب کی تواریخی صحت پر اس وجہ سے اعتراض کیا ہے کہ جو واقعات اُس میں قلمبند ہیں وہ ظاہر میں خلافِ قانونِ قدرت معلوم ہوتے ہیں اور دوم اس لئے کہ اَور کسی خارجی جانب سے اُس کے بیانات کی تائید نہیں ہوتی لیکن اخسویرس کی طبیعت جو تلوّن اور حماقت سے خصوصاً اُس کے آخری ایّام میں پُر تھی ثابت کرتی ہے کہ وہ عجیب واقعات جو غیر ممکن معلوم ہوتے ہیں درحقیقت صحیح ہیں اور یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ فارسی سلطنت کی تحریریں جو اس زمانہ سے علاقہ رکھتی ہیں مکمل نہیں۔ پس اس سے یہ مشکل بھی رفع ہو جاتی ہے کہ کیوں اَور مورخ اس بارے میں خاموش ہیں۔ فارسی اوضاع و اطوار کی تصویر جو آستر کی کتاب میں کھنچی ہوئی ہے بالکل اس زمانہ کے حسبِ حال ہے۔

شہر سوسن اور اُس کا محل ہم آستر کی کتاب میں فارس کے بادشاہ کو سوسن کے محل میں بڑے کرّوفر کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ یہ شہر صوبہ عیلام یا سوسیانہ کے اُس حصّہ میں واقع تھا جو پہاڑی تھا اور نینوہ یا بابل کی نسبت کہیں زیادہ قدرتی نظاروں سے مالامال تھا۔ یہ صوبہ ان دریاؤں سے سیراب ہوتا ہے جو کوہستان زگراس سے مشرق کی طرف واقع ہیں نکلتے اور عموماً تنگ اور چٹانی وادیوں سے گذرتے اور نہایت دلکش

اور خوبصورت نظارے پیدا کرتے جاتے ہیں۔ سوسبانہ کے دریاؤں میں بولیتس یا یولاتے بھی شامل تھا جس کے تنہا کناروں پر دانی ایل نے بندھے اور بکرے کی روئتیں دیکھیں اور جبرائیل فرشتہ سے پہلے گفتگو کی۔ سر ڈبلیو۔ ایف ولیمس اور مسٹر لافٹس صاحبان نے پرانے کھنڈروں کے ایک بہت بڑے ڈھیر کا معائنہ کیا اور اس میں سوسن کے محل کے عظیم الشان ہال کے کھنڈر پائے۔ یہ نہایت عالیشان عمارت تھی جو ۳۴۳ فٹ لمبی اور ۲۴۴ فٹ چوڑی تھی۔ آستر کا پہلا باب سنگ مرمر کے ستونوں کو اس عالیشان محل کی سرکشیدہ چیزوں میں شمار کرتا ہے۔ اور اب دریافت ہوا ہے کہ اس ہال میں کئی رفیع الشان پیلپائے ہونگے جو بڑی خوبی اور عمدگی کے ساتھ تراشے گئے تھے۔ چوٹیوں پر کسی کسی جگہ کھجور اور کنول کی تراشی ہوئی پتیاں دکھائی دیتی ہونگی اور کہیں کہیں آدھا دھڑ بیل کا دکھائی دیتا ہوگا۔ یہ نینوہ اور سوسن میں چوٹیوں کے لئے بڑی زیب و زینت کی چیزیں سمجھی جاتی تھیں۔ اگر یہی وہ عالیشان ہال تھا جو اخسویرس کی ضیافت کے لئے تیار کیا گیا تھا جس کی بابت یہ لکھا ہے کہ "وہاں سفید اور سبز اور آسمانی رنگ کے پردے تھے جو کتانی اور ارغوانی ڈوریوں سے چاندی کے حلقوں اور سنگ مرمر کے ستونوں سے بندھے تھے۔ اور سرخ اور سفید اور زرد اور سیاہ سنگ مرمر کے فرش پر سونے اور چاندی کے تخت تھے تو کل نظارہ ایسا دلکش اور عالیشان ہوگا کہ ویسا اہل مشرق کی آنکھوں نے بھی کسی اور جگہ نہ دیکھا ہوگا۔

آستر اور مردکی جن واقعات کا ذکر آستر کی کتاب میں پایا جاتا ہے وہ یہ ہیں۔ ملکہ وشتی کی بے حرمتی اور اس کا خانہ بدر کیا جانا کیونکہ اس نے بادشاہ کی ضیافت میں حاضر ہونے سے انکار کیا۔ ایک یہودی لڑکی آستر کی سرفرازی جو پہلے شاہی حرم سرا میں داخل ہوئی اور پھر بادشاہ اخسویرس کی ملکہ بنی۔ آستر کے رشتہ دار مردکی کا اجاجی یا عمالیقی ہامان کو جو بادشاہ کا وزیر اعظم تھا سجدہ کرنے سے انکار کرنا۔ ہامان کا یہودیوں کی بیخ کنی کے لئے بادشاہی حکم حاصل کرنا۔ اس سازش کا مردکی کی کوششوں سے جس کی مددگار ملکہ آستر تھی پاش پاش ہو جانا۔ ہامان کی بے عزتی اور اس کا پھانسی پانا۔ یہودیوں کی رہائی اور فتح۔ یہ تمام واقعات اس کتاب میں اس دلپسند صفائی اور سادگی سے قلمبند ہیں جو بائبل کے تمام بیانات کو آراستہ کرتی ہے۔ اس وقت ہامان کی سازش کے سبب ایسی مشکل آ پڑی تھی جو ان بڑی بڑی مصیبتوں سے جو پہلے اس قوم پر واقع ہوئی تھیں کم نہ تھی اور اس سازش

کو اس بات نے اور بھی زیادہ خطرناک بنا دیا کہ مادیوں اور فارسیوں کے حکم کو تبدیل کرنا گویا سخت مشکل کام تھا اور اگر شاہی حکمنامہ کے مطابق عملدرآمد ہو جاتا تو تمام یہودی قوم یہودیہ اور دیگر ممالک سے بالکل جاتی رہتی اور زندہ خدا کی کلیسیا صفحۂ عالم سے حرف غلط کی طرح مٹ جاتی۔ لیکن خدا کا محافظ بازو جیسا اس وقت ظاہر ہوا اُس سے زیادہ اور کسی موقعہ پر عیاں نہ ہوا تھا حتیٰ کہ فرعون کی تباہی اور سنحرب کی بربادی بھی اس سے باہر نہیں۔ اب ایک مرتبہ پھر یہ بات ثابت ہو گئی کہ جو وعدہ خدا نے ابراہیم کے ساتھ کیا تھا وہ برحق ہے "جو تجھے مبارک کہیں ان کو میں برکت دونگا جو تجھ پر لعنت کرتا ہے اس پر لعنت کرونگا۔

فارسی مملکت میں یہودیوں کی حالت آستر کی کتاب سے یہ بات خوب روشن ہو جاتی ہے کہ یہودیوں کی جو فارس کی سلطنت میں پھیلے ہوئے تھے کیا حالت تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اُس زمانہ میں بنی اسرائیل عموماً یہودی کہلانے لگ گئے تھے۔ (آستر $\frac{۲}{۵}$) اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اب وہ فارس کی سلطنت کے ایک سو ستائیس صوبوں میں یعنی دریائے سندھ سے اتھیوپیا تک جابجا پھیل گئے تھے (آستر $\frac{۱}{۱}$) اور اب تک وہ اپنے قوانین اور رسوم کے پابند اور اپنی قومیت کو برابر قائم رکھتے تھے (آستر $\frac{۳}{۸}$) اُن کے مخالف بیشمار تھے (آستر $\frac{۹}{۱}$) کہ وہ شاہی خزانے میں اتنا خراج دیتے تھے کہ ہامان نے دس ہزار توڑے چاندی کے جو ۲ لاکھ پونڈ یا ۳ کروڑ روپیہ کے برابر ہوتے ہیں اُس کے معاوضہ میں دینے کا ذمہ لیا۔ (آستر $\frac{۳}{۹}$) وہ اس قدر بے شمار تھے کہ خاص سوسن میں دو دن کے اندر انہوں نے اپنے دشمنوں میں سے آٹھ سو کو قتل کر ڈالا اور تمام سلطنت میں پچھتر ہزار کو تلوار کے گھاٹ اُتارا۔ (آستر $\frac{۹}{۶ و ۱۵ و ۱۶}$) اور کہ شاہ عالیجاہ کی رعایا میں سے کئی لوگوں نے اُن کے مذہب کو اختیار کر لیا تھا (آستر $\frac{۸}{۱۷}$)

آستر اور مردکی کا رسوخ بادشاہ سے ایک یہودی عورت کا ملکہ بن جانا اور ایک یہودی شخص کا (کیونکہ مردکی ایسا سرفراز ہوا کہ بادشاہ سے دوسرے درجہ پر سمجھا گیا) وزیر اعظم ہو جانا ایسے واقعات تھے جنہوں نے یہودیوں کی بہبودی کے لئے بڑا اثر پیدا کیا ہوگا اغلب ہے کہ مردکی اور آستر بادشاہ کے حضور اپنے مذہب اور اپنی قوم کی بھلائی کے لئے برابر کوشش کرتے رہے۔ چونکہ بادشاہ خود زردشت کا پیرو تھا اس لئے اُس نے یہودی

مذہب کو قبول نہ کیا لیکن وہ مودبانہ طرز جس کے مطابق وہ یہودیوں کے خدا کو یاد کیا کرتا تھا اور وہ مہربانی جو اُس کے جانشین نے عزراہ اور نحمیاہ پر کی غالباً آستر اور مردکی کی کوشش کا نتیجہ تھا۔

چوتھی فصل - عزراہ کی عرق ریزیاں

عزراہ اور اُس کے ساتھی۔ یروشلم کی حالت۔ عزراہ کا نوشتوں کو ترتیب دینا۔ عبادت خانہ اور اس کی عبادت۔ روایت کا شروع۔ مشناہ۔ گیمبرا اور تالمود

عزراہ اور اُس کے ساتھی ارتخشستا لانگیمانس کے ساتویں سال میں عزراہ یروشلم کی طرف روانہ ہوا اور جو لوگ اُس کے ساتھ گئے وہ سب چھ یا سات ہزار کے قریب ہونگے اس وقت زربابل اور اُس کے ساتھیوں کو مقدس شہر کی جانب واپس آئے قریباً اسی برس کا عرصہ ہو گیا تھا۔ پس زربابل اور وہ جو اُس کے ساتھ آئے تھے اس وقت زندہ نہ تھے عزراہ سردار کاہن سرایاہ کی اولاد میں سے تھا جسے نبوکدنضر نے یروشلم کو مطیع کرتے وقت مروا ڈالا تھا۔ عزراہ کے واپس آنے کی اصل غرض یہ تھی کہ وہ موسوی شریعت کو از سر نو پورے پورے طور پر اور مضبوط صورت میں قائم کرے اور وہ بہ سبب اپنی خداداد لیاقت اور علم کے اس کام کا سرانجام بخوبی کر سکتا تھا۔ اُس نے بادشاہ کے حکم نامہ سے جس میں اُس نے اسرائیل کے خدا کو آسمانوں کا خدا کہا تھا تقویت پا کر سامانِ سفر باندھا اور بابل سے روانہ ہوا۔ اُس نے اپنی جماعت کو دریائے رہاوا پر (جس کی نسبت گمان ہے کہ وہ وہی دریا ہے جو اب حت کہلاتا ہے دریائے فرات دمشق۔ کے عین مشرق میں) فراہم کیا۔ لوگوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی اور بڑی سرگرمی سے خدا کے حضور حفاظت اور برکت کا طالب ہوا۔ اُنہوں نے چار مہینے کے عرصہ میں صحرا کو عبور کیا۔ اُن سونے اور چاندی کے بیشمار برتنوں کے علاوہ جو عزراہ اپنے ساتھ لایا تھا اُس کے اور اُس کے ساتھیوں کے پاس شاہی پروانہ بھی تھا جس کے وسیلے جا بجا بادشاہی خزانچیوں کو یہ اجازت دی گئی

تھی کہ جو کچھ عزراہ کو اپنے متبرک کام کے لئے ضرور ہو اُسے دیا جائے۔

یروشلم کی حالت یروشلم میں پہنچ کر اُس نے معلوم کیا جس سے اُس کو بہت رنج ہوا کہ اُس کی اقوم کے لوگ اس حکم کے جو بُت پرستوں کے ساتھ شادی کرنے کی ممانعت کرتا ہے پابند نہیں ہیں۔ اُس نے دیکھا کہ خود شہزادے اس قسم کی ناجائز رشتہ داریاں پیدا کرنے میں عوام سے بڑھے ہوئے ہیں۔ نہایت عجز و انکسار سے عزرا نے بارگاہ الٰہی میں اس قصور کے سبب گریہ و زاری کی اور تھوڑے عرصہ بعد اُسے یہ خوشی حاصل ہوئی کہ اُس نے دیکھا کہ جن سے یہ قصور سرزد ہوا تھا اپنے فعل بد کے لئے پچھتاتے ہیں۔ اسکے بعد مختلف تدبیریں سوچی گئیں تا کہ وہ اپنی بُت پرست جوروؤں سے جدا کئے جائیں اور موسیٰ کی شریعت کی پاکیزگی پھر بحال ہو۔

عزراہ کا پاک نوشتوں کو ترتیب دینا اس ضروری اصلاح کے علاوہ عزراہ نے ایک اور اہم کام کی انجام دہی میں حصہ لیا۔ اور وہ کام نہایت بیش قیمت کام تھا جس کے سبب سے عزرا کا نام ہمیشہ عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ وہ یہ تھا کہ اُس نے شریعت کی کتاب کو مرتب اور شائع کیا۔ کئی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک شریعت کے نسخے یہودیوں کے درمیان نہایت کمیاب تھے اور اب جب لوگ بابل سے لوٹ کر آئے تو یہ نسخے نہ صرف کمیاب ہی تھے بلکہ کئی ایک اُس زبان کو بھی نہیں سمجھتے ہونگے جس میں شریعت کی باتیں تحریر تھیں۔ پس عزراہ کا پہلا کام یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے شریعت پڑھ کر سنائے۔ وہ پڑھتا جاتا اور اس وقت کی عام زبان میں اُس کا مطلب بھی ساتھ ساتھ سمجھاتا جاتا تھا۔ نوشتوں کا ملاحظہ کرتے وقت عزراہ نے پُرانے عبرانی حروف کی جگہ کسدی حروف جو زیادہ واضح اور عمدہ شکل کے تھے استعمال کئے پرانے حروف سامریوں کے درمیان محفوظ رہے اور اب بھی توریت کے اُس پُرانے نسخے میں دکھائی دیتے ہیں جو اس قوم کے باقی ماندہ حصہ نے جو نیلس یعنی سکم میں سکونت پذیر ہے اب تک محفوظ رکھا ہے۔

عبادت خانہ اور اس کی عبادت بعض تبدیلیاں جو عزراہ نے اس طرح جاری کیں عملی طور پر نہایت ہی ضروری تھیں۔ کلام الٰہی کی پوری پوری واقفیت جو یہودی قوم اس وقت حاصل کر سکتی تھی بُت پرستی کے بند کاٹنے میں بہت کام آئی ہوگی ہم انکم اُس

نے شریعت کے حرف کی پیروی کو تو ضرور بڑھا دیا ہوگا جس کے لئے یہودی اب بہت ہی مشہور ہو گئے تھے۔ اُن انتظاموں میں سے جو عزراہ نے اس وقت جاری کئے دو بڑے غور طلب ہیں۔ انہوں نے آخر کار بڑا کام کیا کچھ بھلائی کے اور کچھ بُرائی کے لئے بھی۔ ان میں سے ایک تو عبادت خانوں اور عبادت خانہ کی عبادت کو جاری یا بحال کرنے کا کام تھا اور دوسرا روایتوں یا حدیثوں کی مقدرت بڑھانے کا۔ گو قدیم زمانوں سے یہ رواج چلا آتا ہوگا کہ لوگ عبادت کے لئے جا بجا اکٹھے ہوں تاہم یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسیری سے پہلے اس قسم کے مجموعوں نے یہودی عبادت گاہ کی صورت اختیار کی ہو لیکن اسیری کے بعد عبادت خانے ہر جگہ قائم کئے گئے تاکہ شریعت پڑھی جائے۔ نصیحت دی جائے اور دعا مانگی جائے۔ شریعت کا پڑھا جانا اور اُس کی شرح کرنا اس وقت سے ایک پیشہ بن گیا اور آیندہ کاہنوں بلکہ لاوی کے خاندان پر بھی محدود نہ رہا۔ لکھی ہوئی شریعت کے فقیہ (جیسا اس پیشے والے کہلاتے تھے) شرح کر کے سنایا کرتے تھے اور جہاں اُس کا مطلب کم صاف یا شرح کا محتاج ہوتا تو وہ تشریح کر دیا کرتے تھے۔

روایت کا شروع مشنہ گیمیرا اور تالمود پھر رفتہ رفتہ یہ خیال بھی جڑ پکڑنے لگا کہ علاوہ لکھی ہوئی شریعت کے زبانی شریعت بھی مروّج ہے جو خدا نے بزرگوں کو عطا کی تھی۔ وہ لکھی نہیں گئی مگر اس کا علم روایت یا حدیث کے وسیلے حاصل ہو سکتا اور محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ اور یہی وہ "بزرگوں کی روایت" کہلاتی تھی جس کے متعلق ہمارے خداوند نے اکثر واجبی غصہ ظاہر کیا۔ مسیح کے بعد دوسری صدی کے وسط میں ربّی یہوداہ نے جو شمعون کا بیٹا اور ایک بڑا عالم شخص تھا ان روایتوں کو جمع کر کے قلمبند کیا۔ اُس مجموعہ کو جس میں یہ روایتیں قلمبند تھیں مشنہ کہتے تھے۔ پھر بڑے بڑے عالموں نے مشنہ پر تفسیریں تحریر کیں۔ یہ تفسیریں تنہا گیمیرا کہلاتی ہیں اور مشنہ اور اُن کی تفسیروں کو تالمود کہتے ہیں۔ بابل کی تالمود یعنی وہ تالمود جسے کسدی یہودیوں نے تالیف کیا ایسی کتاب ہے جو بارہ جلدوں میں منقسم ہے۔ اس بے تحاشا روایت کے طومار میں سے شریعت اور نبیوں کا اصل منشا بالکل دور کر دیا گیا ہے۔

پانچویں فصل ۔ نحمیاہ کی اصلاحیں

نحمیاہ کا خاندان اور عہدہ۔ اُس کا پہلی مرتبہ یروشلم کو آنا۔ اُس کی محنتوں کے نتائج۔ اُس کا واپس جانا۔ اس کی خدمات کی عظمت۔ یہوداہ کا شاہی خاندان ملاکی اور اُس کی نبوّت

نحمیاہ کا خاندان اور عہدہ جب عزرا کو یروشلیم میں آئے ۱۳ سال گذر چکے تو وہ شخص پہلی مرتبہ یروشلم میں وارد ہُوا جو اس وقت اصلاح کے کام میں بڑی سرگرمی کے ساتھ مدد دینے لگا۔ یہ شخص مشہور نحمیاہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ نحمیاہ کا باپ اُن یہودیوں میں سے تھا جو شاہِ فارس کے ماتحت دولت اور مرتبہ سے مالامال ہوئے اور اغلب ہے کہ وہ سوسن ہی میں رہا کرتا تھا جہاں نحمیاہ رب ساقی کے عہدہ پر مقرر ہُوا۔ یہ عہدہ نہایت ممتاز اور باعزت سمجھا جاتا اور بڑی آمدنی کا بھی ذریعہ تھا۔

اُس کا پہلی مرتبہ یروشلم کو آنا چونکہ نحمیاہ اپنے باپ دادوں کے شہر کو دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا لہذا اُس نے بادشاہ ارتخششتا سے اس آرزو کو پورا کرنے کے لئے کچھ عرصہ کی چھٹی لی۔ یہ شخص عجیب قسم کا ایمان اور دلیری اور حوصلہ رکھنے والا تھا۔ وہ ایسا آدمی تھا کہ اُسے کوئی کام مشکل معلوم نہ ہوتا تھا کیونکہ وہ ہر کام کے متعلق خدا کی حضوری اور مدد کا قائل تھا۔ وہ عبرانی ایمانداروں کے سلسلے میں ایک لائق بزرگ ہے۔ اس کی خاصیت اُسی سلنچے میں ڈھلی تھی جس میں یشوع۔ کالب۔ برق۔ جدعون۔ افتاح اور داؤد کی خاصیت ڈھالی گئی تھی۔ یروشلم میں داخل ہو کر اُس نے دیکھا کہ اُس کی دیواریں نہایت خستہ حال ہو رہی ہیں۔ بڑی جانفشانی سے اُس نے انہیں باون ۵۲ روز کے قلیل عرصہ میں تعمیر کیا۔

اُس کی محنتوں کے نتائج نحمیاہ کو بعض سامری ہمسایوں سے سخت تکلیف اُٹھانی پڑی۔ اُن میں سے سنبلط حورونی۔ طوبیاہ عمونی اور جشم عربی نہایت سربرآوردہ تھے مگر باوجود اس رُکاوٹ کے وہ خدا کی حفاظت پر بھروسہ رکھ کر اپنے کام کو کرتا گیا۔ اُس نے اپنی عجیب عرق ریزیوں اور بیباک دلیری سے کئی بڑی بڑی خرابیوں کی اصلاح

کی اور لوگوں کو ترغیب دی کہ وہ ایک ایسے قومی عہد میں داخل ہوں جو اُن کے لئے خدا تعالیٰ کی خدمت کو وفادارانہ کرنے کا موجب ہو۔ وہ خودغرضی کے داغ سے ایسا پاک تھا کہ جتنے عرصہ تک وہ گورنر کا کام کرتا رہا اُس نے سرکار سے کبھی ایک کوڑی تنخواہ کے طور پر نہ لی۔ آخرکار جب بارہ برس گذر گئے تو وہ شاہی دربار کو لوٹا اور سوسن میں اپنے فرائض منصبی کو انجام دینے لگا کیونکہ اس عرصہ میں اُس نے لوٹنے کا وعدہ کیا تھا۔

اس کا واپس جانا اور اُس کی خدمات کی عظمت اُس کی غیر حاضری میں لوگ پھر کئی بےضابطگیوں میں مبتلا ہو گئے جن سے اُس نے اُن کو چھڑایا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ پھر یروشلم میں آیا اور اُس نے سردار کاہن کی بیوفائی کے صاف صاف نشانوں کو دیکھا۔ اور باتوں کے علاوہ اُس نے دیکھا کہ طوبیاہ عمونی کے لئے خدا کے گھر کے صحن میں ایک کمرہ سجایا گیا ہے۔ نحمیاہ نے فی الفور اس بیدین حرکت کو بند کیا۔ اس کا یہ نتیجہ ہؤا کہ سردار کاہن کا پوتا منسّی جس نے سنبلط کی لڑکی کے ساتھ شادی کی تھی سامریہ کو چلا گیا اور کہتے ہیں کہ وہاں جا کر اس نے اُس ہیکل میں جو کوہ گرازیم پر واقع تھی اور جو سنبلط نے اُس کے لئے بنوائی تھی بدعت آمیز عبادت جاری کی جو ہمارے خداوند کے ایام میں بھی مروّج تھی۔ نحمیاہ ان خرابیوں کی اصلاح کرنے میں بھی کامیاب ہؤا جو آس پاس کے بُت پرست لوگوں کے ساتھ شادی بیاہ کرنے سے پیدا ہوئی تھیں۔ اُس نے کبھی کبھی اپنے منصبی اختیار کو کام میں لا کر اور زمانہ کی حاجتوں کو مدِنظر رکھ کر موسیٰ کی شریعت کی پیروی جبراً بھی کروائی تاہم وہ اپنے پیچھے ایک نہایت شریف نمونہ چھوڑ گیا۔ اُس کا نمونہ ایک ایسے شخص کا نمونہ ہے جو نہ دولت اور نہ فارسی سلطنت کے دربار اور نہ فارس کے بادشاہ کی خدمت کے سبب سے سرِمو اپنے ملک کی طرف سے غافل یا اپنے خدا کے سامنے بیوفا ہؤا۔ اُس نے اور عزراہ نے ان خطرناک اور پُرشور ایام میں سچّے مذہب کو محفوظ رکھنے میں بڑی مدد کی۔

یہوداہ کا شاہی خاندان یہ بڑی غور طلب بات ہے کہ یہوداہ کا شاہی خاندان عزراہ اور نحمیاہ کے زمانہ میں بالکل نظر سے غائب ہو جاتا ہے۔ البتّہ زربابل کی اولاد ابھی موجود تھی مگر اغلب ہے کہ اُس کے فرزندوں میں وہ ہمت اور شجاعت نہ تھی جو اُس زمانہ میں شاہی منصب کے لئے درکار تھی اور اُس زمانہ کی تکلیفوں کے درمیان مناسب سمجھا گیا ہوگا کہ ایسے عہدے کو جو بے جان اور بیکار ہو گیا تھا برقرار

رکھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن نسب ناموں کی حفاظت ہوتی رہی اور جب داؤد کا بزرگ فرزند (مسیح) نمودار ہُوا تو اُس کے نسب نامہ کا سُراغ لگانے میں کچھ مشکل پیش نہ آئی۔ غرضیکہ شاہی خاندان کا سلسلہ روز بروز زیادہ تاریکی کے پردے میں چھپتا گیا تاوقتیکہ اُس کا ایک شریک غریب نجّار کی فروتن حالت میں فلسطین کے حقیر ترین شہر میں کام کرتا ہُوا پایا گیا۔

ملاکی اور اُس کی نبوّت نحمیاہ کے زمانہ میں یا اُس سے کچھ عرصہ بعد صدائے نبوّت کے آخری الفاظ ملاکی کی زبانِ حقائق ترجمان سے سُنے گئے۔ جن گناہوں اور خرابیوں کے لئے اِس نبی نے ملامت کی اُن میں سے بہت سی وہی تھیں جن کی اصلاح میں نحمیاہ نے عرق ریزی کی تھی۔ ملاکی کاہنوں کو شادی کا عہد توڑنے اور اپنی اصل جوروؤں سے علیحدہ ہونے کے سبب سے ملامت کرتا ہے۔ اسی طرح وہ عام لوگوں کو بھی خدا کی خدمت میں بیدل اور بے پروا ہونے کے لئے ملامت کرتا ہے۔ وہ اُس امتیاز کرنے والے زمانہ کی نبوّت کرتا ہے جس میں وفادار اور بے وفا پرستاروں میں بڑا فرق کیا جائیگا۔ وہ آنے والی دنیا کی سزا وجزا کو بڑی صفائی سے رقم کرتا اور اس پیشرو کی خبر دیتا ہے جو ایلیاہ کی رُوح اور قدرت سے معمور ہو کر خداوند کے آگے آگے چلنے کو تھا۔ وہ اُس جھوٹے فخر کے سبب افسوس کرتا ہے جو اس وقت خدا کی عبادت کے متعلق صاف صاف روشن ہو رہا تھا اُس کی نبوّت کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے زمانہ میں سچے اور زندہ دینداروں کا شمار بہت کم تھا مگر جو ایسی دینداری رکھتے تھے وہ آپس میں اُس کا تذکرہ کرنے سے خوش ہوتے تھے اور جو بے حرمتی وہ لوگ انسان کے ہاتھ سے اُٹھاتے تھے اُس کے عوض اُن کے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا ہے "رب الافواج فرماتا ہے اُس روز وہ میرے لوگ بلکہ میری خاص ملکیت ہونگے۔"

چھٹی فصل ۔ ہمعصر تاریخ

فارس اور یونان ۔ اُن کی لڑائی ۔ بڑے بڑے یونانی ۔ تنزّل ۔ مصر ۔ ایک فارسی صوبہ ۔ فینیکی اور کارتھیج ۔ اسور کا ایک بادشاہ ۔ اہل کارتھیج کے بحری کارنامے

روم۔ اٹلی اور ادنیٰ رومی۔ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں۔ ہندوستان اور چین۔
برہمنی مذہب۔ بدھ مت۔ کانفیوشس

فارس اور یونان

اُن کی لڑائی ان ملکوں کی وہ مشہور لڑائی جسے دارا نے شروع کیا (جیسا اوپر ذکر ہو چکا ہے) جسے اخسویرس نے جاری رکھا ارتخششتا کے زمانہ میں بھی ہوتی رہی لیکن اُسے بھی پہلے دو بادشاہوں کی نسبت کچھ زیادہ کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ یونانیوں کے ساتھ لڑنے سے جو نقصان اُسے اُٹھانے پڑے وہ ایسے بھاری تھے کہ وہ اُن کے سبب سے خوش ہؤا کہ صلح کرے اور ایسی شرائط پر جو ہرگز فارس کے حق میں مفید نہ تھیں یہ واقعہ اُس وقت سرزد ہؤا جب لڑائی کو شروع ہوئے اکاون برس گذر چکے تھے۔ ارتخششتا کے عہد حکومت کے شروع میں یونانی سپہ سالار تھیمسٹاکلیس جس نے فارسیوں کو سلامس پر شکست دی تھی اپنے ہموطنوں کے حسد سے جلاوطن ہو کر کچھ عرصہ کے لئے سوسن میں آیا اور اس بلند پایہ بادشاہ کا مہمان ہؤا۔ بادشاہ نے اُسے حکم دیا کہ اُس فوج کی سپہ سالاری اختیار کرے جو ایتھنز کے علاقہ کو لوٹنے اور برباد کرنے کے لئے جانے کو تھی۔ لیکن اپنے ملک کے برخلاف لڑنے کی نسبت اُس نے یہ بہت بہتر جانا کہ اپنا خون پی کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر ڈالے۔ اُس کی حالت اس جگہ اُسی طرح کی تھی جس طرح کہ داؤد کی حالت جات میں تھی۔ لیکن یہ غیر قوم اُس خدا سے واقف نہ تھا جس نے اپنے عبرانی خادم کو اُس کی مشکل سے رہا کیا۔ ارتخششتا کے بعد فارس کے تخت پر اُس کا بیٹا اخسویرس ثانی تخت نشین ہؤا اور اس کے بعد دارنوتھس۔ مگر خورس کی بڑی سلطنت کی رونق اس وقت تنزل پر تھی۔

بڑے بڑے یونانی اُن بڑے بڑے یونانیوں میں جو اس وقت کے قریب موجود تھے ذیل کے اشخاص شامل ہیں۔ ملتائدیز کا بیٹا سیمان جو ایک نہایت مشہور سپہ سالار گذرا ہے۔ پیرکلیز جو ایتھینز کا سب سے بڑا مدبر شخص تھا۔ یہ اُن صاحبانِ عقل و تدبیر کے زمرہ سے تھا جن کے ماتحت ایتھینز نے وہ رونق حاصل کی جس کے سبب سے وہ تمام ملک یونان کی نظر میں بڑی حیرت اور رشک کا باعث ہؤا۔ اور فیدیاس جو مشہور سنگتراش

دستکار تھا۔ اس کے علاوہ اس جگہ شہرۂ آفاق ہنرمندوں کی ایک بیشمار جماعت موجود تھی۔ سمانیدیز اور پنڈر جو علم عروض میں اُستاد سمجھے جاتے تھے اور ایسخائلس۔ سوفیکلیز اور یوریپی دیز مشہور ڈرامانویس تھے۔ اور ہیرادوتس بھی جو تاریخ کا موجد کہلاتا ہے انہی دنوں موجود تھا لیکن یہ لقب درحقیقت موسیٰ کا حق ہے۔ غرضیکہ یہ زمانہ یونانی تاریخ کے نہایت درخشاں زمانوں میں سے تھا۔ خواہ ہم یونانی جنگی ہتھیاروں کی کامیابیوں کو خواہ عقلی فتوحات کو مدِّنظر رکھ کر ایسا کہیں ارتخشستا بادشاہ کے ایام میں سقراط اپنے فلسفہ کا سرمایہ جمع کر رہا تھا۔ شاید اُس نے یہودیوں کے وسیلے یا اُن کے وسیلے جنہوں نے یہودیوں سے تعلیم پائی تھی اُس الٰہی حکمت کے انوار کو جمع کیا جو اُسکے خیالات میں بعض بعض جگہ اسطرح چمکتے ہیں جسطرح موتی سمندر کی تہ میں۔ افلاطون بھی اسی زمانہ میں شہرت پیدا کرنے لگا۔ اور ان لمبے لمبے سفروں میں جو اس نے تلاش علم میں اختیار کئے وہ ایسے لوگوں سے دوچار ہوا ہوگا جنہوں نے روح کی غیر فانیت کی تعلیم عالمِ بالا سے پائی تھی۔

تنزّل لیکن یونان کی ترقی نے جو علم۔ فلسفہ اور فنون کے معاملہ میں واقع ہوئی اُس الٰہی مکاشفہ کی ضرورت کو ہرگز دور نہ کیا جو خدا اپنے بندوں کو عنایت کر رہا تھا اور ابھی فلسطین کی سرزمین میں عنایت کرنے کو تھا۔ سچ تو یہ ہے جس وقت ایتھنز اپنے جلال اور رونق کی بلندی پر پہنچا ہوا تھا اس سے پہلے اس کی بربادی کا بیج بویا گیا تھا۔ قریباً اُسی وقت پلاپونیشین لڑائی شروع ہوئی پہلے پہل تو وہ صرف یونان کی دو ہمسر ریاستوں یعنی ایتھنز اور سپارٹا میں ہوتی رہی۔ لیکن اس آگ کے شعلوں نے بہت جلد دیگر ریاستوں کو بھی آگ لگادی۔ آخر کار اہل سپارٹا نے ایتھنز کو مغلوب کر لیا اور اُس کی رونق بالکل جاتی رہی۔ اس زمانہ کی لگاتار لڑائیوں کے سبب یونان کی جمہوری ریاستوں کے لئے راہ تیار ہوئی کہ پہلے فیلقس مقدونیہ کے ماتحت آئیں۔ مقدونیہ وہ خطہ تھا جو یونان کے ایک کونہ میں بہت دور واقع تھا اور جو ابھی بہت مشہور نہ ہوا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے سکندر کے ہاتھ میں آئیں۔ مقدونیہ کا سکندر وہ یونان کا شہزادہ تھا جس کے ساتھ دانی ایل کی رویاؤں میں بہت سے بڑے بڑے واقعات موجود تھے۔

مصر

فارس کا صوبہ مصر کی تاریخ کے بڑے بڑے واقعات کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے کمبسنز نے اس پر حملہ کر کے اُسے مغلوب کر لیا اور اُسے فارس کا ایک صوبہ بنا کر اُس پر ایک حاکم مقرر کیا تھا۔ کئی دفعہ مصر نے کوشش کی کہ فارس کا جوا اُتار پھینکے۔ لیکن دارا ثانی کے عہد تک اُسے کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اہل فارس مصریوں کے کاہنوں پر بڑی تعدی کرتے تھے۔ اُنہوں نے اُن کے حقوق کو بہت گھٹا دیا تھا۔ وہ بغاوتیں جو بار بار سرزد ہوتی تھیں یا تو انہی کی سازش سے ہوتی تھیں اور یا اہل ایتھنز کی سازش سے۔ حکمت اور علم کے سبب جو شہرت ملک مصر کو حاصل تھی وہ برابر مشہور اجنبیوں کو اس ملک کی طرف کھینچتی رہی۔ اکارگس اور سالون جو یونان کے مشہور قانون دان گزرے ہیں دونو مصری علوم سے فیضیاب ہوئے۔ اور اس وقت دو بڑے بڑے یونانی فلاسفر فیثاغورس اور افلاطون اسی مقصد کے لئے اس جگہ آئے۔ یہ بات نہایت توجہ طلب ہے کہ ان بزرگوں نے پرکتے زمانہ میں اس دنیا پر عجیب اثر پیدا کیا اُن میں سے کئی ایسے تھے جنہوں نے مصر میں عقلی فروغ حاصل کیا۔

فنیکی اور کارتھیج

سور کا ایک بادشاہ نبوکدنضر کے محاصرہ کے ستر برس بعد پھر شہر سور نے دارا بادشاہ کے ایام میں اپنے پُرانے حقوق حاصل کئے اور یہ اجازت پائی کہ اپنا بادشاہ مقرر کرے۔ یہ رعایت اُس لاثانی مدد کے صلہ میں کی گئی جو فارس کو اہل سور سے حاصل ہوئی تھی۔ انہوں نے اس شاہِ فارس کے جہازوں کو ساز و سامان سے آراستہ کیا تھا تاکہ وہ ایتھنز کے جنگی جہازوں کا مقابلہ کر سکیں اور اس طرح یشعیاہ کی نبوّت پوری ہوئی "کیونکہ ستّر برس کے بعد یوں ہوگا کہ خداوند سور کی خبر لیگا۔ اور وہ پھر اُجرت پر جائیگی"۔

اہل کارتھیج کے بحری کارنامے اہل کارتھیج اپنی بحری مہموں کے لئے شہرت پذیر تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت انہوں نے ملک برطانیہ سے بھی واقفیت پیدا کر لی تھی ایک چھوٹی سی تحریر سے جو ایک پرانے مصنف کی کتاب میں محفوظ ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہملیکان جو کارتھیج کا ایک مشہور باشندہ تھا جہازوں کے اُس بیڑے کی رہنمائی کرتا تھا جس پر [illegible]

کے بہت لوگ اس لئے سوار تھے کہ دوسری جگہ جاکر آباد ہوں۔ وہ لوگ ہرقل کے ستونوں سے عبور کرکے اُس پاک جزیرے میں پہنچے جو سمندر کی سطح پر پھیل رہا ہے اور ایسے برہمن قوم سے آباد ہے۔ اور اس کے پاس ہی جزیرہ البیان بھی آباد ہے۔ شہر کارتھیج مغرب میں اُس وقت ایک غالب طاقت تھا جیسا مشرق میں فارس تھا۔ اُس کی تجارت اور اس کی فتوحات مغربی یورپ اور شمالی افریقہ کے دُور دُور حصوں میں جا پہنچی تھیں۔ کارتھیج نے بعل اور عستارات کی اُسی پرستش کو مغرب میں جابجا پھیلا دیا جس نے ارام کو اس قدر خراب اور برباد کر ڈالا تھا۔ پھر وہ اُسی بڑی آرزو کے سبب کہ جزیرہ سسلی کو اپنے قبضہ میں لائے بڑی لمبی اور مشکل لڑائیوں میں مبتلا ہوا اور پھر اسی معاملہ میں اُس کی مٹھ بھیڑ رومیوں کے ساتھ ہوئی اور اسی بات نے آخرکار اُسے تباہ کردیا۔

روم

امیر و غریب رومی۔ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں جس وقت زربابل نے یروشلم میں ہیکل کو تکمیل کیا اُسی وقت کے قریب ٹارکن لوگ روم سے نکالے گئے اور بادشاہی انتظام کا خاتمہ ہوا۔ اُس کے عوض کونسل کا انتظام جاری ہوا۔ کوری اولینس کی جلاوطنی قریباً اسی وقت واقع ہوئی جب کہ اخسویرس نے یونان پر حملہ کیا اور سنسناٹس اُسی وقت ڈکٹیٹر مقرر ہوا جبکہ عزراہ یروشلم کی طرف آنے کی تیاری کر رہا تھا۔ تھوڑے عرصے کے بعد دس مجسٹریٹوں کی حکومت جنہیں ڈسموری کہتے تھے قائم ہوئی اور دس میزوں کے قوانین جمع کئے گئے۔ رومی تاریخ کا یہ زمانہ دو باتوں کے سبب سے مشہور ہے۔ ایک یہ کہ اس وقت اعلیٰ اور ادنیٰ درجے کے رومیوں میں بڑی کشمکش ہو رہی تھی یعنی غریب درجے کے لوگ چاہتے تھے کہ اُمرا کی طاقت اور اختیار کم کئے جائیں۔ اور دوسری بات یہ تھی کہ آس پاس کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں جاری ہو گئی تھیں۔ جنہوں نے رومیوں کی جنگی لیاقت کو صیقل کرکے اُنہیں دنیا کی فتوحات کے لئے جنگ کے ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی تربیت بخشی۔ لیکن ابھی کسی کو اس بات کا خواب بھی نہ آیا تھا کہ یہی لوگ جو اب تقسیم اراضی کے قوانین اور عام حقوق کی بابت آپس میں تہ و بالا ہوتے تھے دنیا پر بڑا پُرزور اثر پیدا کریں گے۔ اور نہ کوئی یہ جانتا تھا کہ جو حملے وہ آس پاس کی ریاستوں پر کر رہے تھے وہی آخرکار مسیح کی عظیم بادشاہی کے قائم کرنے میں جو حلم۔ سلامتی

اور محبت کی بادشاہی ہوگی بڑی مدد کرینگے۔

ہند اور چین

برہمنی مت اگرچہ ہند اور چین بائبل کی تاریخ سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتے تاہم ان ممالک میں مذہب کی مختلف کیفیتوں اور حالتوں پر غور کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کیونکہ ان میں ہم انسان کی روح کو تلاش خدا میں مصروف دیکھتے ہیں اور ان کی تلاش کے نتائج اس بات کو زیادہ واضح کرتے ہیں کہ انسان کو الٰہی مکاشفہ کی اشد ضرورت ہے۔ ہندوستان میں قدیم آریاؤں نے جو اس ملک کے جنگلی باشندوں پر حملہ کرنے والے تھے برہم کا مذہب قائم کیا۔ یہ مذہب شروع میں اِس پر مبنی تھا کہ ایک اعلیٰ ہستی ہے جو ہر طرح کی ہستی میں مثل روح کے پھیل رہی ہے۔ یہ درحقیقت ہمہ اوستی مذہب کی ایک شکل تھی لیکن وقت کے گذر جانے پر یہ تعلیم بگڑ گئی اور بہت معبودوں کا ماننا اور بُت پرستی کرنا اور ذات پات کی پابندیوں میں گرفتار ہونا ہر جگہ پھیل گیا اور لوگ ماننے لگے کہ خدا مایا کے اظہارات کے وسیلے یعنی اپنے تئیں مختلف صورتوں میں ظاہر کرکے خوش ہوتا ہے اور تمام اشیا جو موجود ہیں اور تمام مخلوق جو زندہ ہے اُسی میں سے نکلی ہے اور آخرکار اُسی میں جا ملیگی۔ ایک پروہتوں کی جماعت جسے ملک میں بڑی عزت حاصل تھی برہمنی مذہب پر حکومت کرتی تھی۔ اور اس مذہب کے اصول اُن کتابوں میں قلمبند تھے جو وید کہلاتی تھیں خصوصاً رگ وید یعنی گیتوں کی کتاب میں جو تمام ویدوں میں زیادہ پرانی اور قابل قدر کتاب سمجھی جاتی ہے

بدھ مت بابل کی اسیری کے قریب برہمنی مت اس قدر بُت پرست اور خراب ہوگیا تھا کہ ایک بڑی اصلاح کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ ایک نوجوان شہزادہ گوتم جو ساکی خاندان سے علاقہ رکھتا تھا اس کام میں مصروف ہُوا۔ وہ عموماً ساکی مُنی یا بُدھ کے نام سے مشہور ہے۔ لفظ بُدھ کے معنی نور یافتہ کے ہیں۔ برہمنی مذہب کی بُت پرستی اور بیرونی رسموں سے تسلّی نہ پاکر ساکی نے یہ نتیجہ نکالا کہ حقیقی خوشی اپنی خواہشوں کو اپنے بس میں کرنے میں ہے اس نے سکھایا کہ ہر شخص کے یہی مقصد مدنظر ہونا چاہئے کیونکہ جب یہ بات وقوع میں آئیگی تب روح خدا میں مل جائیگی اور ذاتی ادراک کو کھودیگی۔ ساکی نے بہت سی عمدہ نصیحتیں کیں۔ وہ بہت نیک چلن آدمی تھا۔

ہند کے لوگوں نے بدھ مت کو قبول کیا لیکن آٹھویں صدی عیسوی کے قریب یا تو اس لئے کہ اس میں خرابی آگئی تھی اور یا شاید اس لئے کہ برہمنوں نے بدھ کے پیروؤں کو ستانا شروع کیا یہ مذہب ہند سے خارج کیا گیا۔ مگر تبت۔ لنکا۔ چین اور دیگر مشرقی ممالک میں قائم ہوا اور آج تک بنی آدم کا بہت سا حصہ اس کا معتقد ہے۔ لیکن اگر ہم اسے میزان امتحان سے تولیں تو معلوم ہوگا کہ اس میں بہت کمی پائی جاتی ہے یعنی یہ کہ اس میں وہ طاقت نہیں پائی جاتی جو انسان کی روح کو خدا میں سلامتی اور آرام بخشتی ہے۔ اس میں صرف اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ خدا میں جذب ہو جاؤ۔ اس کے سوا اس میں ایک یہ بھی کمی ہے کہ وہ قوموں کو محفوظ رکھنے کے لئے نمک کا کام نہیں دیتا۔

کنفیوشس چین میں ساکی کا ہمعصر کنفیوشس تھا۔ اس نے تاؤازم یعنی قومی مذہب کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ اور اس کام کو خصوصاً اخلاقی نصائح کے وسیلے انجام دینے کی کوشش کی۔ اب تک وہ تعلیم جو کنفیوشس لوگوں کو دی جاتی ہے ایسی ہے کہ بت پرستی کے لگ بھگ پہنچتی ہے۔ لیکن چین کی حالت اور خصوصاً عورتوں اور لڑکیوں کی حالت پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ قطع نظر اور باتوں کے عورتوں کی کم قدری بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ کنیفوشس انسان کو خدا کی مہربانی اور جلالی صورت کی راہ دکھانے میں بدھ سے زیادہ کامیاب نہ ہوا۔

چودھواں باب۔ پرانے اور نئے عہد نامہ کے درمیان فاصلہ

پہلی فصل۔ فلسطین فارسیوں کے ماتحت ۳۳۳ قبل مسیح تک

تاریخی شگاف۔ یوسیفس۔ اپاکریفل کتابیں۔ اِس زمانہ کے چھ حصّے۔
فارسیوں کا زمانہ۔ یونان کے واقعات۔ پلا پونیشن لڑائی۔ اسکندر مقدونی
کا برپا ہونا۔ ایتھنز کی عقلی رونق۔

تاریخی شگاف۔ یوسیفس۔ اپاکریفل کتابیں عہد عتیق کے خاتمے اور عہد جدید کے آغاز کے درمیان ایک بڑا شگاف پایا جاتا ہے جو طول میں چار سو برس کے عرصے سے کم نہ ہوگا۔ اس تمام عرصہ کے اندر یہودیوں کے درمیان نہ تو کوئی نبی اور نہ الہامی مصنّف موجود تھا پس جو کچھ اس عرصے میں اُن کے درمیان واقع ہوُا اُس کا علم ہم نے یُوسیفس کی تصانیف یا اپاکریفل کتابوں اور یا یونانی و لاطینی مورخوں کے بیانات سے پایا ہے۔ اب گو اِن چار صدیوں میں الہامی مذہب نے زیادہ ترقی نہ کی تاہم یہ زمانہ عام تاریخ کے اعتبار سے ایک قابل یاد زمانہ ہے۔ انہی صدیوں کے دَور میں فارسی سلطنت کا تنزّل ہوُا اور مقدونیہ کی سلطنت برپا اور تباہ ہوئی۔ اسی دَور میں سلطنت رُومانہ سر نکالا اور دار الخلافہ مشرق سے اُٹھ کر مغرب میں آیا انہی ایام میں ان بڑی بڑی معاشرتی تبدیلیوں کی بنیاد ڈالی گئی جنہوں نے مغربی ممالک کو بڑی بلندی پر پہنچا دیا اور مشرقی ممالک اور قدیم مملکتوں کو برباد کیا۔

اس زمانہ کے چھ حصّے اس عظیم اور قابل یاد زمانہ کے حالات بیان کرتے

وقت ہم وہی طریق اختیار کرینگے جس کے مطابق ہم یہ کتاب لکھتے آئے ہیں۔ یعنی ہم یہودیوں کی تاریخ کے سلسلے کو پکڑے رہینگے۔ تاہم جوں جوں آگے بڑھتے جائینگے دائیں بائیں اُن بڑی بڑی قوموں پر بھی نظر ڈالتے جائینگے جو تاریخ کے پردہ پر نمودار ہوئیں۔ ملک فلسطین کی تاریخ اُن مختلف حاکموں کے مطابق جو اُس پر اس عرصہ میں حکومت کرتے رہے چھ حصّوں میں منقسم ہو سکتی ہے۔

۱۔ اہل فارس اس پر ۳۳۲ قبل مسیح تک برائے نام حکومت کرتے رہے۔

۲۔ مذکورہ بالا سال میں اسکندر اعظم نے اُسے فتح کیا اور دس سال تک اُس پر حکمران رہا۔

۳۔ اُس کی وفات پر یہ ملک (۳۲۳ قبل از مسیح) بہت جنگ و جدل کے بعد طالمیوں یا یوں کہیں کہ مصر کے مقدونی بادشاہوں کے قبضہ میں آیا اور قریباً سو برس تک یعنی ۲۰۴ قبل از مسیح تک اُن کے ہاتھ میں رہا۔

۴۔ اس کے بعد وہ ارام کے مقدونی بادشاہوں کے ہاتھ آیا اور ان کے قبضہ میں رہا تاوقتیکہ مکابیوں نے اُسے (۱۶۳ قبل از مسیح) اُن کے پنجہ سے آزاد کیا۔

۵۔ ایک صدی تک مکابی اُس پر حکمرانی کرتے رہے۔

۶۔ آخرکار رومی جنرل پامپے نے اُسے (۶۳ قبل از مسیح) فتح کیا اور تمام دنیا کی ملکہ (یعنی روم) کا خراجگذار بنایا۔

فارسیوں کا زمانہ | نحمیاہ کے بعد بہت مدت تک فارسی یہودیہ پر حکمرانی کرتے رہے لیکن ان کے عہد حکومت میں کوئی بڑی دلچسپ بات فلسطین میں واقع نہ ہوئی۔ یہ ملک ارام کے صوبہ سے ملا ہوا تھا تاہم اُس کو اجازت تھی کہ اُس پر یہودی سردار کاہن ارام کے حاکم کے ماتحت حکومت کیا کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سردار کاہن کا عہدہ ایسا عہدہ بن گیا کہ لوگ اُس کے حاصل کرنے کی حرص میں گرفتار ہوئے اور اس سبب سے کئی ذلّت آمیز لڑائیاں سرزد ہوئیں۔ یونداب سردار کاہن کے بھائی یشوع نے کوشش کی کہ یہ عزت اُسے نصیب ہو لیکن یونداب نے اُسے ہیکل میں قتل کیا۔ اس مکروہ فعل کے سبب سے فارسی حاکم نے یہودیوں پر بڑا جرمانہ کیا۔

یونان کے واقعات **پلا پونیشین لڑائی** | اسی عرصہ میں یونان کی پلاپونیشین لڑائی اہل سپارٹا کے عروج اور ایتھنز والوں کی پستی اور تنزّل کے سبب خاتمہ کو پہنچی

اس کے بعد ایتھنز کو اپنی پہلی عظمت اور رونق پھر کبھی نصیب نہ ہوئی۔ اس کے بعد کسی حد تک دفعہ پھر نمایاں ہوئی۔ اس وقت ارتخشستا نیمان فارس کے تخت پر متمکن تھا۔ اس کے عہد کا ابتدائی حصہ اس لئے مشہور ہے کہ اس کے چھوٹے بھائی خورس نے شاہی عصا کو اپنے ہاتھ میں لانے کی کوشش کی مگر شکست کھائی اور بابل کے نزدیک مارا گیا اور اس کی دس ہزار یونانی سپاہ کو جو اس کی مددگار تھی دریائے دجلہ کے کنارے کنارے اور آرمینیا کے صحراؤں سے گذر کر بحیرہ اسود تک لوٹنا پڑا۔ اس مشہور پسپائی کا ایک دلچسپ تذکرہ جس سے سب عالم واقف ہیں زینافن نے تحریر کیا ہے جو خود اس یونانی سپاہ کا پیشوا تھا۔ اس بات پر غور کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کہ ان دس ہزار یونانیوں کو اُن اضلاع میں سے سفر کرنا پڑا جنہیں آدم کا گہوارہ کہنا چاہئے اور جن میں شاید خاص خطۂ عدن بھی شامل تھا۔

مقدونیہ کے سکندر کا برپا ہونا یونانیوں اور فارسیوں میں بہت دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ اور آخر کار صلح سے خاتمہ ہوا۔ لیکن اہل سپارٹا کے عروج کو جو ایتھنز کے تنزل سے اس وقت تک تمام یونان میں زوروں پر تھا اب تنزل کا منہ دیکھنا پڑا۔ چنانچہ اُنہوں نے پہلے لیوکٹرا اور پھر مٹنیا پر اہل تھیبز سے جن کا پیشوا اپامی ننداس تھا شکست کھائی۔ لیکن اہل تھیبز کا ستارۂ اقبال بھی تھوڑی دیر تک چمک کر غروب ہو گیا چنانچہ فیلکس نے چرونیا پر اہل تھیبز اور ان کی ملی ہوئی فوجوں کو شکست دی اور تمام یونان کا مالک بن گیا۔ لیکن جب وہ تمام یونان کا کپتان جنرل ہونے کا خطاب پا کر فارس کے ساتھ ایک بڑی لڑائی کرنے کا بندوبست کر رہا تھا اس وقت ایک قاتل نے اسے قتل کر کے اس کی زندگی اور حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ اُس کا بیٹا سکندر بیس برس کا تھا جب اُسے تخت پر بیٹھنا پڑا۔ اب وہ ہتھیار جس سے فارس کی سلطنت کو چکنا چُور کرنا تھا تیار ہو گیا تھا۔ یعنی وہ زبردست بکرا جسے دانی ایل نے ایک رویا میں دریائے اولائے کے کنارے پر دو سو برس پہلے دیکھا تھا اب مغرب سے بڑھنے لگا تاکہ وہ دو سینگوں والے مینڈھے کو ختم کرے جس سے مادی فارسی سلطنت مراد تھی جو نہایت وسیع مگر اس وقت خستہ حالی میں مبتلا تھی۔

سکندر

اہل ایتھنز کی عقلی و علمی ترقی اور جلال جب ہم اس زمانہ میں ایتھنز کی طرف دیکھتے ہیں تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے علم ادب اور فلسفہ کی رونق اُس کے جنگی اور سیاسی جاہ و

جلال کے ختم ہو جانے کے بعد بھی اپنا جلوہ دکھاتی رہی مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ اسی زمانہ میں تھوسی ڈی ڈیز نے پلاپونیشین کی لڑائی کی تاریخ شائع کی جو ایک ایسی کتاب ہے کہ اب تک تواریخی کتابوں میں کوئی اُس کی ہمسری نہیں کر سکتی۔ سقراط کا اثر اُس کی وفات سے کوئی پچاس برس بعد تک باوجود ارسٹافنز کی تضحیک اور تشہیر کے تمام فلاسفروں میں جنہوں نے اُس کے خیالات کو قبول کیا محسوس ہوتا رہا۔ اُس کے شاگرد زینافن نے اپالوجی کی اشاعت سے اپنے اُستاد کی شہرت اور خیالات کو زندہ رکھا اور اپنی تواریخی اور دیگر کتابوں سے اپنے اہل وطن کو خوش کیا۔ دیوجانس کلبی نے پہلے ایتھنز میں اور پھر کرنتھ میں شہرت حاصل کی۔ اُس کی شہرت کچھ تو ایسی ایسی عجیب عادات کے سبب سے ہوئی مثلاً ایک تغار میں پڑے رہنا یا موسم گرما میں گرم ریت میں لوٹنے لگ جانا اور سردی کے ایّام میں برف سے بھرے ہوئے بُتوں سے لپٹ جانا اور کچھ اُس کی سخت اور کلبی فلاسفی کے سبب سے اُس کو بڑی شہرت نصیب ہوئی۔ ہیپوکریٹز نے جو شہر کاس کا رہنے والا تھا علم طب میں نئی روح پھونکی اور مختلف مقامات میں سیر کر کے کئی ملکوں میں اپنے خیالات کو پھیلا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ارسطو جو مقدونیہ کے شہر سٹیجیرا کا رہنے والا۔ افلاطون کا شاگرد اور مقدونیہ کے نوجوان شہزادہ سکندر کا اتالیق تھا ایتھنز کے مشاہیر میں داخل ہوا۔ وہ اس غلبہ کے سبب جو وہ سکندر پر رکھتا تھا اور نیز اپنی تعلیم اور لیکچروں کے سبب جو شہر میں دیا کرتا تھا اور اپنی تصانیف کے وسیلے جن میں منطق۔ فلسفہ۔ نیچرل تاریخ۔ تمدن غرضیکہ ہر فن اور تمام اقسام کے علوم کا چرچا ہے اس نے ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالی جو سکندر کی سلطنت سے بھی کہیں زور آور تھی۔ اور دماغ کی دنیا پر ایسا تسلّط حاصل کیا کہ ایسا کسی انسان کو نصیب نہ ہوا۔ پھر اُس وقت جب کہ فیلکس مقدونوی یونان میں اپنا تسلط جمانے کی کوشش کر رہا تھا اُسکا دیہ دماستھنیز جو ایتھنز کے علما میں سب سے بڑھ کر ہے اپنی ملامت آمیز تقریروں سے جو فیلکس کے برخلاف کی گئی تھیں تمام شہر کو حیرت کا پتلہ بنا رہا تھا۔ دوسری طرف اُس کا ہمسر اسکائی نیز مقدونیہ کی تائید میں اپنی فصاحت صرف کر رہا تھا مگر باوجود اس عقلی زندگی اور علمی رونق کے یونان بلکہ تمام دنیا کی اخلاقی اور روحانی تاریکی بدستور جاری رہی اور وہ معدودے چند اشخاص جو اَوروں کی نسبت مذہبی معاملات کے بارے میں زیادہ عمدہ اور صاف خیالات رکھتے تھے ڈر کے مارے انہیں ظاہر کرنا نہ چاہتے تھے۔ کئی لوگ سقراط کی طرح زیادہ نور ہدایت کے طالب تھے

لیکن رُوح کی سلطنت پر بہت حد تک بے ایمانی اور بطالت حکمران تھی۔

دوسری فصل ۔ فلسطین سکندر کے ماتحت

۳۳۳ تا ۳۲۳ قبل از مسیح

سکندر کی سرگذشت ۔ یونان ۔ فارس ۔ صور ۔ یروشلم ۔ سکندریہ ۔ فارسی سلطنت کی تباہی ۔ سکندر کی موت ۔ اُس کی خصلت ۔ یہودیوں کی رعایت کرنا ۔ اُن کی مشنری تاثیر

سکندر کی سرگذشت ۔ یونان ۔ فارس ۔ صور ۳۳۵ قبل از مسیح سکندر نے اپنی قابلِ یاد دس برس کی حکمرانی شروع کی ۔ اب وہ مقدونیہ میں بغاوت کی تمام کوششیں فرو کر کے یونان میں داخل ہُوا اور اُس نے اہل تھیبز کو کئی فیصلہ کُن لڑائیوں میں شکست دی ۔ پھر ایشیا میں آ کر دارا کے لشکر کا مقابلہ کیا اور اس کو موسیا میں مقام گیرینکس پر اور کلکیہ میں مقام اسسس پر نیچا دکھایا ۔ پھر مصر کی طرف روانہ ہُوا جو مدت سے ایک مشکل حالت میں گرفتار تھا اور جاتے ہوئے ارام اور فلسطین میں سے گذرا ۔ شہر صور کئی مہینہ تک اُس کا مقابلہ کرتا رہا لیکن آخرکار مطیع ہُوا ۔ اُس کی کیفیت یہ ہے کہ اُس نے ایک عجیب قسم کا پتھروں کا پل پُرانے شہر کے درمیان جو زمین پر واقع تھا اور موجودہ شہر صور کے درمیان جو ایک نزدیک جزیرہ پر واقع ہے بنایا اور اُس کے وسیلے پُرانے صور تک جا پہنچا ۔

یروشلم ۔ سکندریہ اس کے بعد سکندر یروشلم کی طرف روانہ ہُوا ۔ روایت ہے کہ جب وہ شہر کے نزدیک پہنچا تو کاہنوں کا ایک گروہ اپنا خاص لباس پہن کر اُس کے استقبال کو آیا اُس پر اُس کا ایسا اثر ہُوا کہ اُس نے شہر کو برقرار رہنے دیا اور یہودیوں کے ساتھ بڑی نرمی سے پیش آیا ۔ ممکن ہے کہ کاہنوں نے اسے دانی ایل کی نبوتیں دکھائی ہوں جن میں اُس کی فتوحات کی پیشینگوئیاں مندرج تھیں ۔ اور یہی اُس قصہ کی صحیح تشریح ہے جس کی بنا پر یہ بات مشہور ہے کہ جب اُس نے سردار کاہن کو دیکھا تو فوراً جان لیا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے مجھے خواب میں یہ کہا تھا

کہ تُو تمام دنیا کو فتح کریگا۔ یروشلم سے وہ مصر کو گیا جسے اُس نے بہت جلد فتح کر لیا اور وہیں رہتے رہتے سکندریہ کی بنیاد ڈالی جو اب تک اُسی کے نام سے نامزد ہے۔

فارسی سلطنت کی تباہی اور سکندر کی وفات ایشیا میں واپس آکر سکندر نے دارا کے لشکر کا اسور کے میدانوں میں مقابلہ کیا۔ اور مقام اربیلا پر جو نینوہ سے بہت دُور نہ تھا فارس کی بادشاہی کو جو دو سو برس تک قائم رہی شکست فاش دیکر تمام کیا۔ لیکن سکندر نے اسی زبردست سلطنت کے حدود پر صبر نہ کیا بلکہ مشرق کے رُخ ہندوستان کی جانب قدم اُٹھایا۔ اور اگر اُس کی مقدونی سپاہ آگے بڑھنے سے انکار نہ کرتی تو وہ دریائے سندھ کے پار بہت دور تک جا پہنچتا۔ وہ ابھی نئی تدابیر کے جوڑ توڑ میں مصروف تھا کہ اُس کے کُوچ کا وقت آ پہنچا اور اُس بخار کے سبب جو ایک ضیافت میں زیادہ شراب خوری کے باعث چڑھ یا بڑھ گیا تھا جان بحق ہُوا۔ اس وقت اُس کی عمر صرف بتیس سال کی تھی۔

اُس کی خصلت گمان ہے کہ ارسطو کی ابتدائی تعلیم نے سکندر پر عمدہ اثر پیدا کیا اور اگرچہ اُس کی خصلت پر بڑے بڑے قصوروں کا دھبّہ لگا ہُوا ہے تاہم اُس کی سرگذشت کئی فتح نصیب بادشاہوں کی نسبت زیادہ شریف تھی۔ اُس کا اصل مقصد یہ تھا کہ جن ملکوں کو فتح کرے اُن میں یونانی تہذیب جاری کرے اور خاص کر وہ یہ چاہتا تھا کہ سُست اور عیش پسند مشرقی ممالک میں مغربی قدرت اور ہمت کی رُوح بھر دے۔ مگر اُس کی وفات کے بعد ایسا کوئی شخص موجود نہ تھا جو اُس بادشاہی عصا کو سنبھالتا جو مرتے وقت اُس کے ہاتھوں سے گرا۔ لہٰذا اُس کی تمام تجویزیں اور تدبیریں اُس کے دم کے ساتھ ختم ہو گئیں۔ مشرق کے بکرے نے اس طرح اپنے مقررہ کام کو پورا کیا یعنی دو سینگوں والے مینڈھے کو مارا۔ اُسے زمین پر گرا دیا اور پاؤں سے خوب لتاڑ ڈالا اور بس۔ یہ بات ایک اَور بادشاہ کے حصہ میں آئی تھی کہ ایک ایسی سلطنت قائم کرے جو کبھی جنبش نہ کھائے اور تمام دنیا میں مقدونیہ کی روشنی اور تہذیب کی نسبت زیادہ صاف اور زیادہ اعلےٰ روشنی اور تہذیب پھیلائے۔

یہودیوں کی رعایت کرنا۔ اُن کی مشنری تاثیر معلوم ہوتا ہے کہ سکندر اعظم یہودیوں کے حق میں ایک اعلیٰ رائے رکھتا تھا۔ اُس نے اُن کی عقل، جانفشانی، محنت کشی اور سرگرمی کو دیکھ کر معلوم کیا کہ اُن میں وہ تمام صفات موجود ہیں جو شہر کے ہر باشندے کو اچھا باشندہ

بنانے کے لئے نہایت ضروری ہوتی ہیں۔ اس کے مطابق جب اُس نے مصر میں شہر سکندریہ کی بنا ڈالی تو یہودیوں کو وہاں جا کر بسنے کی ترغیب دی اور شہریوں کے اعلےٰ درجے کے حقوق عطا فرمائے۔ اسی طرح اُس نے انہیں دیگر نو ساختہ شہروں اور اپنی سلطنت کے دیگر حصص میں آباد ہونے کا اشتعال دیا۔ یہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ آستر کے زمانہ میں یہودی ایک سو ستائیس صوبوں میں منتشر ہو گئے تھے۔ اب اُن کا انتشار اور اُن کی مشنری تاثیر آگے بڑھ گئی۔ یروشلم سے دُور چلے جانے کے سبب اُن کی عبادت کا وہ حصّہ جو قربانیوں سے وابستہ تھا ایسا روشن نہ رہا جیسا پہلے تھا مگر مقدّس کتابوں کا مطالعہ زیادہ مروّج ہو گیا۔ اس طرح توریت اور نبیوں کی طرف ان ممالک میں جہاں وہ پھیلے ہوئے تھے زیادہ توجہ مبذول کی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنے والے مسیح کا انتظار ہر جگہ زیادہ ہونے لگا۔

تیسری فصل۔ فلسطین طالمیوں کے ماتحت

(قریباً) ۳۲۴ تا ۲۰۴ قبل از مسیح

سکندر کی سلطنت کا تقسیم کیا جانا۔ طالمی سوتیر۔ طالمی فلادلفس۔ بڑے بڑے یہودی۔ شمعون راست باز۔ سوکو کا انتیگانس۔ ارامی بادشاہ کا برپا ہونا۔ ارام اور مصر کے بادشاہوں کے درمیان ہمسری۔ یہودیوں کا ستایا جانا۔ فلسطین پر انطیاکس کا قابض ہونا۔

سکندر کی سلطنت کا تقسیم کیا جانا سکندر کی وفات کے بعد دانی ایل کی نبوّت کے مطابق بکرے کا زور آور سینگ ٹوٹ گیا اور اس کی جگہ چار اَور سینگ "آسمان کی چاروں ہواؤں کی طرف" پیدا ہوئے۔ یعنی اُس کی وسیع سلطنت انجام کار اُس کے چار سپہ سالاروں میں منقسم ہوئی جن کے نام یہ ہیں طالمی۔ لیسمیکس۔ کسند۔ اور سلیوکس۔ مصر طالمی کے حصہ میں آیا اور فلسطین بھی رفتہ رفتہ اُسی کے حصّہ میں شامل ہو گیا۔

طالمی سوتیر یہ شخص تاریخ میں طالمی سوتیر کے نام سے مشہور ہے۔ پہلے پہل تو وہ

یہودیوں سے سختی سے پیش آتا تھا لیکن تھوڑی دیر کے بعد اُس نے سکندر کی طرح پہچان لیا کہ وہ اپنی اعلےٰ درجے کی خصلت کے سبب سے بڑے بڑے مرتبوں پر مامور ہونے کے لائق ہیں۔ چنانچہ اُس نے تیس ہزار یہودیوں کو اپنی سلطنت کے مختلف حصّوں میں آباد کیا۔ ان جگہوں میں کرینیا اور لبیہ بھی شامل تھے جو افریقہ میں واقع ہیں۔ جو یہودی اس وقت مصر کو گئے ان میں سے کئی ایک کا ذکر یونانی اور دیگر مورخ بڑی عزّت کے ساتھ کرتے ہیں۔

طالمی فلادلفس سوتیر کا جانشین طالمی فلادلفس تھا جو مصر کے بڑے بڑے بادشاہوں میں شمار ہونے کے لائق ہے۔ وہ یہودیوں کا بڑا دوست تھا۔ اُس کا عہدِ سلطنت کئی بڑے بڑے واقعات کے سبب سے مشہور ہے۔ اس نے فیراس کا مشہور روشنی کا مینار جو دنیا کے عجائبات میں شمار کیا جاتا تھا نیل کے دہانے کے پاس تعمیر کیا۔ اُسی نے سکندریہ کے بڑے کتب خانہ کی بنیاد رکھی جو تمام قوموں کے مصنّفوں کی تصانیف کا ایک عالیشان ذخیرہ تھا۔ اُسی کی بزرگانہ شفقت کے طفیل عبرانی نوشتوں کا ترجمہ یونانی میں ہوا جو سپٹواجنٹ یعنی ستروں (۷۰) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ایک ایسا عظیم مشنری کام تھا کہ اس سے بڑھ کر کسی آدمی نے کوئی مشنری کام نہیں کیا۔ پس اب جہاں جہاں یونانی زبان بولی جاتی تھی وہاں عبرانی نوشتے اور خصوصاً عبرانی پیشینگوئیاں جو آنے والے نجات دہندہ کے ساتھ علاقہ رکھتی تھیں پڑھی جا سکتی تھیں۔ فلسطین کے کنارے طالمی نے عکّا کی مشہور بندرگاہ جو اَب اکیریاکو کہلاتی ہے تعمیر کی۔ طالمی نام کے بادشاہ بہت درجہ تک اچھّے حاکم تھے اور ان کے ماتحت مصر کو بڑی اقبالمندی حاصل ہوئی۔

بڑے بڑے یہودی۔ شمعون راستباز۔ سوکو کا انٹیگانس اس وقت یہودیہ میں سب سے زیادہ لائق شخص ایک سردار کاہن تھا جو شمعون راستباز کہلاتا تھا۔ اُس کی خصلت کا تذکرہ اپاکریفل کتاب موسومہ اکلیزی آس ٹیکس میں پایا جاتا ہے۔ وہ حکمت۔ دیانتداری اور دینداری کے سبب نہایت مشہور تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُس میں فریسیوں کی روح کچھ کم نہ تھی۔ یہودیوں کے درمیان کئی روایتیں اُس کی نسبت پائی جاتی ہیں۔ اُن میں سے کئی حماقت سے پُر اور حقیقت سے خالی معلوم ہوتی ہیں تاہم اُن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ اُس کی بڑی قدر کرتے تھے۔ شمعون سے کچھ عرصہ بعد سوکو کا انٹیگانس مشہور ہوا جو سنہڈرم کا صدر نشین تھا۔ اُس کے شاگردوں میں سے ایک صدوق تھا جس کی نسبت بعض کی یہ رائے ہے کہ وہی صدوقی فرقہ کا بانی ہے۔

اور انٹیگانس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ یہ تعلیم دیا کرتا تھا کہ خدا کی خدمت اس ادنیٰ خیال سے نہیں کرنی چاہیئے کہ ہم اجر پائینگے بلکہ محبت اور ادب کی روح سے اس کی خدمت کرنی چاہیئے۔ اور صدوق نے اس سے ایک ایسا نتیجہ نکالا جو ہرگز نہیں نکل سکتا یعنی یہ کہ اس زندگی کے بعد کسی طرح کے اجر نہ دئے جائینگے کیونکہ نہ کوئی قیامت ہوگی اور نہ اس زندگی کے بعد کوئی اور زندگی ہوگی۔ یہ درست تو ہے کہ کچھ عرصہ بعد دیکھنے میں آتا ہے کہ صدوقی انہی مسئلوں کو مانتے تھے تاہم یہ بات بے تامل نہیں مانی جاسکتی کہ یہ فرقہ اس قدر جلد برپا ہوگیا تھا۔

ارامی بادشاہ کا برپا ہونا اسی زمانہ میں ارام کی بادشاہت کی بنیاد رکھی گئی جسے ارامی مقدونی بادشاہی کہنا چاہیئے۔ کچھ عرصہ بعد فلسطین کو اسی کا ایک حصہ بننا تھا۔ بہت سی گردشوں کے بعد سلوکس ولد انطیاکس جو سکندر کے سپہ سالاروں میں سے تھا قریباً تمام ایشیا کا مالک بن گیا۔ نئے نئے شہر آباد کرنا اس زمانہ کا ایک فیشن تھا سو سلوکس نے دمشق۔ بابل۔ سوسن اور دیگر پرانے دارالخلافوں سے متنفر ہو کر سلوکیہ اور انطاکیہ کو بنا کیا اور ان میں سے ایک کو اپنی بادشاہی کا مشرقی اور دوسرے کو مغربی دارالخلافہ بنایا۔ سلوکیہ بابل سے چالیس میل کے فاصلہ پر فرات کے کنارے واقع تھا۔ بابل اُس وقت جنگلی درندوں کی رہایش گاہ بنا ہوا تھا۔ انطیاکس ارام میں دریائے آرنیز کے کنارے واقع تھا۔ اور بعد میں اس لئے مشہور ہوا کہ وہ مسیحی مذہب کا مرکز اور ملجا بنا۔ اسکندر اور طالمی کی طرح سلوکس نے بھی یہودیوں کو اپنے نئے شہروں میں آباد ہونے کی ترغیب دی اور بہت سے یہودیوں نے اُس کی دعوت کو قبول کیا۔

ارام اور مصر کے بادشاہوں کے درمیان ہمسری کی رُوح ارام اور مصر کے بادشاہوں کے درمیان دعویٰ ہمسری کے خیالات اپنا رنگ دکھاتے رہے۔ اور جن صوبوں کے لئے عموماً لڑائی اُن کے درمیان ہوا کرتی تھی وہ فلسطین اور سیلی سریا تھے۔ گمان ہے کہ یہ وہی بادشاہ ہیں جو دانی ایل کی کتاب کے گیارھویں باب میں شمال کے بادشاہ اور جنوب کے بادشاہ کہلاتے ہیں۔ ان بادشاہوں کی لڑائیاں۔ صلح اور دیگر کارروائیاں بالتفصیل اس باب میں بطور پیشینگوئی کے مندرج ہیں۔ مصر کے بادشاہ فلپاتر اور ارام کے بادشاہ انطیاکس اعظم کے عہد میں ان دونو مملکتوں کی باہمی لڑائی درجۂ غایت کو پہنچ گئی۔ اور ایک لڑائی میں جو غزہ کے نزدیک مقام رفیہ پر واقع ہوئی طالمی نے انطیاکس کو شکست دی۔ لڑائی کے بعد یروشلم میں آکر اُس نے ارادہ کیا کہ ہیکل کے قدس الاقداس میں داخل ہو۔ سردار کاہن نے ہر طرح

منع کیا مگر طالمی کب سننے لگا تھا۔ نہ مانا اور قدم آگے رکھا۔ مگر کہتے ہیں کہ وہ مشکل سے پاک مکان تک پہنچا تھا کہ ایسی گھبراہٹ اور دہشت دامنگیر ہوئی کہ وہیں سے خوف کھا کر واپس لوٹ آیا۔

یہودیوں کا ستایا جانا اور انطیاکس کا فلسطین پر قابض ہونا اس کے بعد جب طالمی اسکندریہ کو واپس آیا تو وہ یہودیوں سے بہ سبب اُس رکاوٹ کے جو اُن کی طرف سے پیش آئی تھی ایسا ناراض ہوا کہ اُن کے تمام حقوق چھین لئے اور بُری طرح کبھی اُن پر جرمانہ کیا کبھی اُن کو دکھ دیا اور کبھی اُن کو ستایا۔ اُن وحشت آمیز سختیوں میں سے جو اس سے صادر ہوئیں ایک یہ تھی کہ اُس نے مصر کے دیگر حصوں سے یہودیوں کو بُلا کر ایک گھڑدوڑ کے چکر میں قید کیا تاکہ جب وہ جان سے مارے جائیں تو سب لوگ اُن کی بربادی کو دیکھ سکیں۔ لیکن ان غریب یہودیوں نے اپنے باپ دادوں کے خدا کے حضور مخلصی کے لئے چلّانا بند نہ کیا۔ تیسرے روز جب بادشاہ حاضر تھا ہاتھی لائے گئے اور متوالا کرنے کے لئے انہیں بخور ملی ہوئی شراب دی گئی۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں پر جھپٹنے کے عوض یہ متوالے ہاتھی انہی لوگوں پر حملہ آور ہوئے جو تماشا دیکھنے آئے تھے اور اُن میں سے بیشمار لوگوں کو جان سے مار ڈالا۔ بادشاہ خدا کی رحمت کے ظاہری نشانوں کو جو یہودیوں کے حق میں آشکارا ہوئے تھے دیکھ کر ڈر گیا۔ اور اُن احکام کو جو اُن کے ستانے کے لئے جاری کئے تھے بند کر دینے پر مجبور ہوا۔ جب وہ فوت ہوا تو اُس کا بیٹا طالمی اپیفانس تخت نشین ہوا جو اُس وقت پانچ سال کا تھا۔ انطیاکس نے سیلی سریا اور فلسطین کو مصر کے ہاتھ سے چھیننے کے لئے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور اِس وقت سے فلسطین کو شاہان ارام کے قبضے میں سمجھنا چاہیئے۔ جس زمانہ میں ہم اب داخل ہوتے ہیں وہ یہودی تاریخ کا ایک نہایت تاریک زمانہ ہے۔

چوتھی فصل۔ فلسطین کا ارام کے مقدونوی بادشاہوں کے تحت آنا

(۲۰۴ تا ۱۶۵ قبل از مسیح)

رومیوں کا بڑھنا۔ یونان اور رُوم کا جھگڑا۔ کار تھیج کی لڑائیاں۔ جنگ و جدل کا ہر جگہ پھیلنا۔ رومیوں کا مشرق میں آنا۔ انطیاکس۔ ایپفانس۔ فلسطین میں ایک یونانی جتھا۔ یروشلم کی ایذائیں۔ یہودی مذہب کا معرضِ خطر میں پڑنا۔ مکابی یا عثمانی گروہ۔ شہید یہوداہ مکابی کی فتح۔

رُومیوں کا بڑھنا جب طالمی ایپفانس نے مصر کے تخت پر قدم رکھا تو اہل مصر نے رومیوں کے پاس ایک سفیر بھیجا اور استدعا کی کہ ہمیں انطیاکس کی سختی سے چھڑاؤ۔ چونکہ اُس وقت اہل روما مشرقی معاملات میں خاصی دست اندازی کرنے لگ گئے تھے لہٰذا انسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ ہم اُن کی گذشتہ دو صدیوں کی تاریخ پر ذرا غور کریں۔

یونان اور روم کا جھگڑا اس زمانہ کے ابتدائی حصہ میں رومی بڑی مشکل سے تباہی کے پنجہ سے چھوٹے۔ یہ تباہی اُن پر اُس قوم کی حملہ آوری سے آنے والی تھی جو گال کہلاتی تھی۔ گال یا سیلٹس اُن دو قوموں میں سے تھے جو تمام براعظم یورپ میں پھیل گئی تھیں لیکن جب تک کہ وہ اہل رُوم کے ساتھ دوچار نہیں ہوتے اُن کی تاریخ کا حال اچھی طرح نہیں کھلتا۔ رومی مورخ ہمیں بتلاتے ہیں کہ جب وہ شہر روم کو اپنے قبضہ میں لاکر جلا چکے اور اُسکے باشندوں کو تہ تیغ کر چکے اُس وقت ڈکٹیٹر گیلس نے اُن پر حملہ کیا اور ایک ہی دن میں اُن کو روم کی حدود سے نکال دیا۔ اِس کے بعد رومیوں نے طاقت اور ہمت حاصل کر کے جزیرہ نمائے اٹلی میں فتوحات کا سلسلہ شروع کیا اور یہ سلسلہ ابھی جاری تھا کہ اُن کے دشمنوں میں سے ایک فرقہ نے جو ٹرنٹائنی کہلاتے تھے۔ ایپیرس کے بادشاہ پائرس کی مدد طلب کی۔ ایپیرس اُن ریاستوں میں سے تھی جو بحیرہ اڈریاٹک کے کنارے واقع تھیں۔ یہ پہلا موقعہ تھا

کہ یونان اور روم کی مُٹھ بھیڑ ہوئی۔ پائرس بڑا عالی حوصلہ اور مدبّر سپہ سالار تھا۔ وہ تیس ہزار جوان اور بیشمار ہاتھی اپنے ساتھ لیکر اٹلی میں آیا۔ رومیوں نے اس سے پہلے کبھی ہاتھیوں کا مقابلہ لڑائی میں نہیں کیا تھا بلکہ اُنہیں دیکھا بھی نہ تھا لہٰذا وہ پائرس کے آگے بھاگ نکلے۔ لیکن یونانی فوج کو اس قدر نقصان اُٹھانا پڑا کہ پائرس کی زبان سے بے ساختہ یہ مشہور کلمات نکل گئے کہ ”اگر ایک اَور ایسی فتح ہم کو نصیب ہو تو ہمارا کچھ ٹھکانا نہ ہوگا“۔ اور جب بہانہ کرکے اٹلی سے چلا گیا تو اپنے دل میں بڑا خوش ہُوا۔

کارتھیج کی لڑائیاں اسی اثنا میں رومیوں نے اپنے دائرۂ فتوحات کو وسیع کیا۔ یعنی اہل کارتھیج سے جزیرہ سسلی کے متعلق جھگڑا شروع کرکے اُنہوں نے یکے بعد دیگرے تین لڑائیوں میں اُن کا مقابلہ کیا۔ رومیوں نے ان میں سے پہلی لڑائی میں اپنا پہلا جہازی بیڑا تیار کیا۔ لڑائی میں انہوں نے فتح پائی اور اہل کارتھیج کو وہ مقبوضات چھوڑنے پڑے جو وہ جزیرہ سسلی میں رکھتے تھے۔ اس وقت یونانی ریاستوں نے بھی اپنی باہمی لگاتار لڑائیوں میں رومیوں کی مدد ڈھونڈنا شروع کیا۔ لیکن جب تک اہل کارتھیج کے ساتھ اُن کی دوسری لڑائی ختم نہ ہوئی تب تک وہ مشرق کی طرف نہ بڑھے۔ دوسری لڑائی ابتدا میں رومیوں کے حق میں مضر معلوم ہوتی تھی کیونکہ معلوم ہوتا تھا کہ قسمت ہنیبال کے سامنے کوئی شے دم نہیں مار سکتی۔ لیکن جس قدر ابتدا میں وہ اہل کارتھیج کے لئے مفید معلوم ہوتی تھی اسی قدر انجام میں رومیوں کے حق میں مفید ثابت ہوئی یعنی اہل کارتھیج نے شکست فاش کھائی۔ اور یہ واقعہ اُس وقت سرزد ہُوا جب فلسطین ارام کی مملکت میں شامل ہوگیا۔ ہنیبال جس کا تعاقب جابجا کیا جا رہا تھا ایشیا کے بتونیا میں زہر کھا کر راہیٔ ملکِ عدم ہُوا۔ اس معرکہ سے پچاس برس بعد تیسری لڑائی ختم ہوئی اور کارتھیج بالکل برباد ہوگیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ رومیوں کی جنگی طاقت کا ہر جگہ سکہ جم گیا اور اب اُن کے آگے دُنیا کو فتح کرنے کا کام تھا۔

جنگ وجدل کا ہر جگہ پھیلنا اُس زمانہ کی تاریخ کے ہر صفحہ میں لڑائی۔ لڑائی۔ لڑائی کا لفظ گونج رہا ہے۔ یونان میں لڑائی ہو رہی تھی جہاں ارانس اور اُس کے پیچھے فلاپیمن (اور یہ دونو ایکین لیگ کے سپہ سالار تھے) یہ جدوجہد کر رہے تھے کہ لوگوں کے دلوں میں آزادی کی محبت پیدا کرکے اپنے ملک کو پھر آزاد کریں۔ لیکن یہ جدوجہد کارگر نہ ہوئی۔ مقدونیہ میں ایک زبردست رومی فوج رہے سہے بہادر سپاہیوں کے ساتھ لڑ رہی تھی۔ اسی طرح

مصر اور ارام میں غرضیکہ ہر جگہ جنگ وجدل کا بازار گرم تھا۔ لیکن یہ سب لڑائیاں سلامتی کے شہزادے کی بادشاہی کے قائم ہونے کا راستہ تیار کر رہی تھیں۔

رومیوں کا مشرق میں آنا اہل مصر کی درخواست پر ایک رومی فوج مصر کی طرف روانہ کی گئی تاکہ انطیاکس اعظم کے برخلاف طالمی اپیفانس کی مدد کرے۔ شروع شروع میں تو رومی ناکام سے رہے مگر انجام کار کامیاب ہوئے۔ انطیاکس کو وہ تمام علاقہ جو طارس کے شرق میں واقع تھا چھوڑنا اور مجبور ہونا پڑا کہ جنگ کا تمام خرچہ ادا کرے۔ لہٰذا وہ مشرق کی طرف روانہ ہوا تاکہ رقم مطلوبہ جمع کرے۔ مگر جب اُس نے جُوپیٹر کے ایک مندر کو لوٹنا شروع کیا تو شہر الیمائس کے باشندوں نے اُسے قتل کر دیا اور یوں اس کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔

انطیاکس اپیفانس اور فلسطین میں ایک یونانی جتھا اُس کے جانشین سلیوکس فلپاتر کو جس کے عہد میں کوئی دلچسپ واقعہ یہودیہ میں سرزد نہ ہوا چھوڑ کر ہم اُس زمانہ میں پہنچتے ہیں جو تاریکی اور تکالیف سے پُر ہے اور وہ انطیاکس اپیفانس کا زمانہ ہے۔ اپیفانس جس کا ترجمہ "مشہور" ہے خصلت کی بدذاتی اور چلن کی بدی کے سبب سے مشہور تھا۔ اس کی تخت نشینی کے وقت یروشلم میں سردار کاہن کے عہدہ پر ایک لائق شخص مسمّٰی اُنیاس سرفراز تھا۔ جب اُس کے ایک بھائی نے ۳۶۰ توڑے رُوپیا کاہن کے عہدہ کے لئے اپیفانس کو دینے کا وعدہ کیا تو اُنیاس برطرف کیا گیا اور اُس کا بھائی اُس کے کام پر مامور ہوا۔ اِس پر اُنیاس مصر کو چلا گیا اور وہاں شہر ہیلیاپلس میں ایک ہیکل تعمیر کر کے اُس کا سردار کاہن بن گیا۔ جو اِس عہدہ کا غاصب تھا اس کا نام یشوع تھا مگر چونکہ وہ عبرانی نام پسند نہ کرتا تھا اس لئے اُس نے اپنا نام بدل کر جیسن رکھا۔ اس وقت ایک یونانی گروہ یہودیوں کے درمیان نمودار ہوا۔ جیسن کی ہمدردی یونانیوں کے ساتھ تھی لہٰذا اُس نے عبرانی رسوم اور مذہب کو حتی الوسع نظرانداز کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ اُس نے ایک دفعہ اپنا سفیر شہر صُور کی طرف روانہ کیا تاکہ اُن کھیلوں میں حصّہ لے جو غیر قوموں کے دیوتا ہرکیولیز کی یاد میں منعقد ہوا کرتی تھیں اور اُس کے مذبح پر قربانیاں چڑھائے لیکن جیسن کے ساتھ بھی اُس کے ایک بھائی نے وہی سلوک کیا جو جیسن نے خود اپنے بھائی اُنیاس سے کیا تھا۔ اس تیسرے بھائی نے اپنا نام منیلاس رکھا جو یونانی ہے۔ یہ شخص جیسن سے بھی زیادہ یونانی رسم ورواج کی طرف مایل تھا۔

یروشلم کی ایذائیں اس وقت انطیاکس نے مصر پر فوج کشی کی اور کامیاب ہوا۔ ابھی وہ مصر ہی میں تھا کہ یہودیوں نے اُس کی موت کی افواہ سُن کر بڑی خوشی منائی۔ جب انطیاکس کو اس بات کا پتہ لگا تو وہ مصر سے روانہ ہوا اور یروشلم میں آیا تاکہ یہودیوں کو سزا دے۔ چنانچہ اُس نے شہر کا محاصرہ کر کے اُسے اپنے قبضہ میں کر لیا اور چالیس ہزار یہودیوں کو تہ تیغ کیا اور قریباً اتنے ہی یہودیوں کو غلاموں کے طور پر فروخت کیا اور یہودی مذہب کی طرف اپنی نفرت دکھانے کے لئے قُدس الاقداس میں قدم رکھا اور سوختنی قربانی کے مذبح پر ایک سؤر قربانی چڑھایا اور اُس کے گوشت کے شوربے کو عمارت پر چھڑکا۔ بعد ازاں مصر پر دوسری مرتبہ چڑھائی کرنے کے موقعہ پر اُس کی مُٹھ بھیڑ ایک رومی سفیر پاپی لٹس سے ہوئی جس نے اسے حاکمانہ طور پر یہ حکم دیا کہ فوراً ملک سے باہر چلا جائے۔ انطیاکس نے جواب دینے میں دیر کی۔ اس رومی سفیر نے اُس کے چاروں طرف ایک دائرہ کھینچا اور کہا کہ جب تک جواب نہ دو تب تک اس جگہ کو مت چھوڑو۔ انطیاکس نے دیکھا کہ اب اطاعت کے سوا اور کوئی بچاؤ کی صورت نہیں رہی پس لاچار ہو کر حکم کی تعمیل کی۔ اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جب یہ مغرور بادشاہ اپنے گھر کی طرف لوٹا تو اس وقت اُس کا مزاج راست نہ تھا۔ اس موقعہ پر اُس نے یہودیوں کی سرزنش کے لئے اپنے سپہ سالار اپالونی اس کو روانہ یروشلم کیا اور اُس نے وہاں جا کر اپنے کام کو بڑی سختی سے انجام دیا۔ جب تک لوگ سبت کے روز اپنے عبادت خانوں میں جمع نہ ہوئے تب تک وہ ٹھہرا رہا۔ لیکن جب وہاں جمع ہو گئے تو ایک ہولناک قتل عام کا بازار گرم ہوا۔ مرد قتل اور عورتیں، بچے اور غلام گرفتار کئے گئے۔ شہر اور اُس کی دیواریں گرائی گئیں اور اُن کے کھنڈروں سے ایک قلعہ جس کا نام اکرا تھا تعمیر کیا گیا۔ جو لوگ بچ نکلے وہ پریشانی اور سرگردانی کے ساتھ بھاگ گئے اور تین سال تک یعنی جب تک یہوداہ مکابی نے ہیکل کو مخالف سے واپس نہ لیا اور مکروہ چیزوں سے پاک نہ کیا تب تک روزانہ قربانیاں اور عیدیں بند رہیں۔

یہودی مذہب کا معرض خطر میں پڑنا لیکن انطیاکس ان سختیوں سے بھی سیر نہ ہوا۔ اُس نے یہودیوں کے مذہب کی بیخ کنی کی تجویزیں شروع کیں۔ چنانچہ اُس نے یہ حکم جاری کیا کہ تمام لوگ جو میری قلمرو میں ہیں ایک ہی قسم کے دیوتاؤں کی پرستش کیا کریں۔ اہل سامریہ نے اس حکم کی اطاعت کی اور اپنی ہیکل کو جو کوہ گرزیم پر استادہ تھی یونانی جوو کی نذر کیا۔ اسی طرح یروشلم کی ہیکل کو بھی زبردستی سے اسی دیوتا کے لئے مخصوص کیا اور جوپیٹر اولمپس

کا بُت سوختنی قربانی کے مذبح پر نصب کیا۔ دو یہودی عورتیں جنھوں نے اپنے بچوں کا ختنہ کروایا تھا گرفتار کی گئیں بچے اُن کے گلے میں باندھے گئے اور پھر شہر کی گلی کوچوں میں گشت کروا کے اُن کو فصیل کے سب سے اونچے حصے سے گرا دیا۔ پھر جب شراب کے دیوتا بیکس کی عید کا وقت آیا تو یہودیوں کو مجبور کیا کہ عید میں شامل ہو کر عشق پیچاں اُٹھائیں اور عید کی نفرت انگیز رسموں میں حصہ لیں۔ یہودی رسوم میں سے کسی رسم کو ماننا ایک جُرم واجب القتل ٹھہرایا گیا غرضیکہ نہایت سخت اور شدید طریقے اختیار کئے تاکہ یہودیوں کے مذہب کا خاتمہ کیا جائے۔

مکابی یا عثمانی گروہ

مگر باوجود اس سختی اور تعدّی کے یہودیوں میں اب تک مردانہ اور شریفانہ طبیعت کی رمق باقی تھی جو اِن کفر آمیز ظلموں کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی تھی۔ چنانچہ کاہنوں کے فرقہ میں سے ایک خاندان موجود تھا جو کبھی اپنے جدِّ امجد عثمونس کے سبب عثمانی اور کبھی مکابی کہلاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ دوسرا نام خروج کے پندرھویں باب کی گیارھویں آیت کے الفاظ کے پہلے حروف کے ملانے سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ یہوداہ نے اس آیت کو بطورِ طرۂ امتیاز اپنے جھنڈے پر لگایا تھا۔ آیت یہ ہے "معبودوں میں اے خداوند تجھ سا کون ہے" عبرانی میں یہ الفاظ آئے ہیں "می کمو کا بعلیم یہودا"؟ پس م ک ب ی سے لفظ مکابی پیدا ہوا جو بعد میں اس خاندان کا خاندانی لقب ٹھہرا اور وہ لوگ بھی جنھوں نے اس خاندان کا ساتھ دیا اِسی لقب سے ملقّب ہوئے۔ متھیاس کے جو اس گھرانے کا سرگروہ تھا پانچ بیٹے تھے۔ یوحنان۔ شمعون۔ یہودا۔ الیعزر اور یوناتن۔ یہ لوگ شہر مودن میں رہا کرتے تھے جو یروشلم سے مغرب کی جانب میدان فلسطین میں سمندر کے کنارے واقع تھا۔ جب انطیاکس کے کارندے متھیاس کے پاس آئے اور اُسے مجبور کرنے لگے کہ وہ غیر قوموں کی عبادت میں شریک ہو تو اُس نے صاف انکار کیا اور کہا کہ میں اپنے خدا سے ہرگز بے وفائی نہ کرونگا۔ جب اُس نے ایک یہودی کو دیکھا کہ بیدینوں کے مذبح کے پاس جا کر دیوتاؤں کو قربانی چڑھانے لگا ہے تو قدیم زمانہ کے فنحاس کی طرح جوش سے بھر کر اُس پر جا گرا اور اُس کا کام تمام کر دیا۔ اِس کے بعد اپنے خاندان اور ہم خیال لوگوں کو جمع کر کے یہودیہ کے پہاڑوں کی اُن غاروں اور قلعوں میں پناہ گزیں ہوا جہاں داؤد نے ہزار برس پہلے اپنے تئیں چھپایا تھا۔ وہاں پہنچ کر انطیاکس اور دیگر دشمنوں کے مقابلہ کا بیڑا اُٹھایا۔ اُس کے پیروؤں کا ایک جتھا جس کا شمار ہزار سے کم نہ ہوگا ایک غار

خروج ۱۵/۱۱

میں چھپا ہوا تھا کہ ارامی فوج کے ایک دستہ نے سبت کے روز اُس پر حملہ کیا۔ انہوں نے سبت کے دن اُن کا مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا لہٰذا سب مرد۔ عورت اور بچے مارے گئے۔ ہسمن کر متھیاس اور اُس کے رفیقوں نے ایک مجلس فراہم کی اور بڑی غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر متفق ہوئے کہ سبت کے روز ایسے حملوں کا مقابلہ کرنا ناجائز نہیں۔

شہید اس زمانہ کی ایذاؤں میں الیعزر اور ایک عورت اور اُس کے سات بیٹوں کا شہید ہونا نہایت مشہور اور رقت انگیز ماجرا ہے۔ الیعزر ایک بزرگ فقیہ تھا جس کی عمر نوّے برس کی تھی۔ اُسے حکم دیا گیا کہ سؤر کا گوشت کھائے مگر اُس نے انکار کیا اور تکلیف اور موت گوارا کی۔ اسی طرح ایک عورت اور اُس کے بیٹوں کو حکم ہوا کہ سؤر کا گوشت کھائیں۔ لیکن لڑکوں میں سے ایک نے جواب دیا کہ مجھے مرنا منظور ہے مگر یہ گوشت کھانا منظور نہیں۔ اس پر اُس کی زبان کاٹی گئی اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قطع کی گئیں۔ وہ ایک جلتے ہوئے کڑاہے میں ڈالا گیا۔ اُس کی ماں اور اُس کے بھائی اِس ہولناک نظارہ کو دیکھ رہے تھے اور پاس کھڑے آپس میں ایک دوسرے کو دلاسا دیتے اور ہمت بڑھاتے تھے کہ دیکھنا ایمان اور وفا ہاتھ سے نہ جائے۔ ان شریف بھائیوں میں سے ایک ایک کر کے یکے بعد دیگرے پہلے بھائی کی طرح موت کا شکار ہوا۔ ماں جس کی ہمتِ مردانہ کو کوئی طاقت مغلوب نہ کر سکتی تھی بار بار اپنے کلیجہ کے ٹکڑوں کو نصیحت کرتی اور کہتی تھی میرے بچو بزدلی سے موت کا سامنا نہ کرنا اور دنیاوی عزت اور دولت کے وعدے جو اس شرط پر کئے جاتے ہیں کہ تم بادشاہ کا حکم مانو ہرگز قبول نہ کرنا۔ سب کے بعد ماں نے تاجِ شہادت سے اپنے سر کو آراستہ کیا۔

یہوداہ مکابی کی فتح ان محبانِ وطن کی فوج مکابیوں کے ماتحت رفتہ رفتہ ترقی کرتی گئی۔ اُن کا معمر سپہ سالار متھیاس تھوڑے عرصے بعد جاں بحق ہوا۔ اُس کا بیٹا یہوداہ ہر طرح اُس کا جانشین ہونے کے قابل تھا۔ آزادی کی جنگ کا قصہ یہودی تاریخ کا ایک نہایت دلچسپ باب ہے مگر جگہ کی قلت اجازت نہیں دیتی کہ ہم اُس کا مفصل تذکرہ تحریر کریں سو اُس کا حال بہت مختصر طور پر رقم کرتے ہیں۔ ارامی مقدونیوں نے تین بڑی بڑی لڑائیاں اُن یہودیوں سے کیں جنہوں نے حب الوطنی پر جان نثار کر رکھی تھی۔ ان میں سے ایک میں انطیاکس خود موجود اور منتظم تھا۔ لیکن جب وہ اپنے مخالفوں کو طرح طرح کی دھمکیاں دے کر اور خونریزی کی خبریں سنا کر ڈرا رہا تھا عین اُسی وقت اُس مرض میں مبتلا ہو کر قبر میں جا سویا جس

نے کچھ عرصہ بعد ہیرودیس کا کام تمام کیا۔ پھر جب ملک ارام میں خانہ جنگی کا ہنگامہ سرگرم ہؤا تو یہودیوں سے صلح کی۔ یہوداہ مکابی فلسطین کا حاکم بنا اور گو بعد میں نئی خرابیاں اور تکلیفیں رونما ہوئیں تاہم یہ سمجھنا چاہیئے کہ گویا اس وقت سے یہودی تاریخ میں ایک نیا زمانہ شروع ہؤا۔

پانچویں فصل۔ فلسطین مکابیوں کے ماتحت

(۱۶۵ تا ۶۳ قبل از مسیح)

جنگ وجدل۔ رومیوں سے اپیل۔ پامپے فلسطین میں۔ فلسطین روم کا باجگذار۔ مذہب کی حالت۔ فریسی اور صدوقی۔

جنگ وجدل جب عنان حکومت یہوداہ مکابی کے ہاتھ آئی تو ہیکل پھر پاک اور مخصوص کی گئی اور قدیم طرز عبادت جاری ہؤا۔ لیکن یہوداہ کو مہلت نہ ملی کہ اپنی اصلاحوں کو امن کے ساتھ انجام دے۔ چنانچہ ارامیوں نے اُس پر حملہ کیا اور گو وہ بار بار فتحمند ہؤا تاہم آخرکار اپنا زور کھونے لگا۔ سو اُس نے رومیوں سے امداد طلب کی۔ لیکن قبل اس کے کہ مدد آئے وہ ایک لڑائی میں جان بحق ہؤا اور حکمرانی کا بوجھ اُس کے بھائی یوناتن کے کندھوں پر آپڑا۔ یوناتن اُن فتنہ پردازیوں اور سازشوں کے سبب جو ارامی تخت کے لئے ہو رہی تھیں بہت درجہ تک اس قابل تھا کہ اُس کا اختیار مانا جائے۔ پس وہ یہودیہ کا حاکم تسلیم کیا گیا مگر تھوڑی دیر کے بعد دشمنوں نے فریب سے اُس کو بھی مار ڈالا۔

رومیوں سے اپیل اُس کے بعد اُس کا بھائی شمعون اُس کا جانشین ہؤا۔ اُس نے اپنے برادر یہوداہ کی طرح رومیوں سے مدد کی التجا کی اور رومیوں کی بہتری کو مدنظر رکھنے کے سبب سے بڑی قدرت حاصل کی۔ بادشاہی عہدہ اس کے خاندان میں موروثی بن گیا اور اُس کے بعد اُس کا بیٹا جان ہرکینس اُس کا جانشین ہؤا۔ اس وقت فریسیوں اور صدوقیوں کے درمیان حسد و عناد کی آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ ہرکینس پہلے فریسیوں کی طرف

تھا مگر پھر صدوقیوں کی طرف ہو گیا۔ جھگڑا اور فساد پھر شروع ہؤا۔ اور آخرکار دو مکابی ہمسر شہزادے ہرا کینس اور ستابولس جو جان ہرکینس کے پوتے تھے شاہی عہدہ کے لئے آپس میں لڑنے لگے اور یہودیہ میں خانہ جنگی چمک اُٹھی۔

پاپیے فلسطین میں اور فلسطین روم کا باجگذار اسی اثنا میں رومیوں نے پاپیے کی سرکردگی میں اپنا فتح نشان جھنڈا ملک ارام میں جا گاڑا اور ہرا کینس اور سنابولس دونو نے اپنے اپنے دعاوی اُس کے سامنے رکھے کہ وہ اُن کا فیصلہ کرے۔ اُس نے ہرا کینس کے دعووں کو ترجیح دی۔ اس پر ارستابولس نے کوشش کی کہ یروشلم کو پاپیے کے ہاتھ سے چھڑائے مگر اُس کی کوشش رائگاں گئی۔ تین مہینے کے محاصرہ کے بعد شہر اور ہیکل رومیوں کے قبضے میں آئے۔ پاپیے بڑی گستاخی سے قدس الاقداس میں جا گھسا اور یوں یہودیوں کے غصّہ اور دلشکنی کا باعث ہؤا۔ یہودی کہتے ہیں کہ اسی وقت سے اُس کی یاور قسمت نے پلٹا کھایا اور زوال نے راہ پایا۔ اُس نے یہودیہ کی حکومت ہرا کینس کے حوالہ کی مگر تاجپوشی کی اجازت نہ دی۔ سالانہ خراج مقرر کیا کہ روم کو ادا کیا جائے اور ارسنابولس اور بعض اور اشخاص کو اسیر کر کے روم پہنچایا۔

مذہب کی حالت۔ فریسی اور صدوقی یہ ممکن نہیں کہ ہم اُن تمام محاصروں۔ لڑائیوں خونریزیوں اور قتلہائے عام کا بالتفصیل ذکر کریں جنہوں نے تاریخ کے اس زمانہ کو اپنے لہو سے رنگین کیا۔ اس وقت یہودیوں کے مذہب پر بھی بہت بڑا اثر پڑا ہو گا اور شاید مذہب نے فریسیوں اور صدوقیوں کی باہمی لڑائیوں سے اسی قدر نقصان اُٹھایا ہو گا جس قدر دیگر اسباب سے۔ یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ آیا صدوقی اُس وقت بھی ان بیدین تعلیمات کے پابند تھے جو انہوں نے بعد میں اختیار کیں یا اس وقت ان کے معتقد نہ تھے پہلے پہل تو اُن کے فرقہ کی بڑی خاصیت یہ تھی کہ وہ اُن روایات کی مخالفت کیا کرتے تھے جن کی تائید فریسی بڑے زور و شور سے کیا کرتے تھے مگر فریسی بالعموم شمار میں زیادہ اور طاقت میں بڑھ کر ہوتے تھے۔ سچّی دینداری اُس وقت شاید کسی کسی جگہ پائی جاتی ہو گی جس طرح پہاڑوں کی خوبصورت پتیاں سایہ دار کونوں اور تنہا وادیوں میں پائی جاتی ہیں۔ مگر اُن میں جو جھگڑا کرنے والی جماعتوں کے پیشوا ہوتے تھے یا دیگر اعلےٰ درجے کے مرتبوں پر مامور ہوتے تھے اُن کا نام و نشان تک بھی نہ تھا۔ شاران کے گلاب اور وادی کے سوسن کو زیادہ خاموش اور تنہا جگہوں میں تلاش کرنا چاہئے۔

چھٹی فصل۔ فلسطین رومیوں کے ماتحت

(۶۳ تا ۴ قبل از مسیح)

روم کی حالت۔ جولیس قیصر کا برپا ہونا۔ پارتھی۔ ہرکینس۔ انتی پاتر۔ ہیرودیس کا برپا ہونا۔ مارک انتونی اور کلیوپترا۔ ہیرودیس کی خونریزیاں اور ظلم۔ اُس کے کام۔ ہیکل کی تعمیر۔ اس تعمیر میں جو وقت لگا۔ خانگی تکالیف و جرائم۔

روم کی حالت اس وقت یہودیہ کے حقیقی مالک رومی تھے۔ پس مناسب ہے کہ ہم تھوڑی دیر کے لئے اس بات پر غور کریں کہ جس وقت سے انہوں نے مشرقی امور میں دست اندازی شروع کی اُس وقت سے لے کر اس زمانہ تک اُن کے جنگی ہتھیاروں اور شاہی احکام نے کیسی ترقی کی۔ یہ لوگ اپنی تاریخ کے ابتدائی زمانہ میں خصلت کی سادگی کے سبب مشہور تھے۔ لیکن جب اُنہوں نے کارتھیج۔ مقدونیہ۔ یونان اور ارام کو فتح کیا تو اُن میں عیاشی اور اخلاق کی خرابی پھیلنے لگی لہٰذا اُن کی تاریخ کے مابعد کے زمانہ میں اُن کے حالات کی جو مختلف تصاویر سامنے آتی ہیں ان میں کوئی دلکش بات نظر نہیں آتی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ شمالی قومیں پھر اُن پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہی ہیں اور اُن کے چنگل سے اُنہیں میریس کی جنگی لیاقت چھڑاتی ہے۔ نیز ہم دیکھتے ہیں کہ عام لوگوں اور امیروں میں جو دشمنی پائی جاتی تھی وہ پھر پھوٹ نکلی ہے اور خانہ جنگی کے وسیلے ظاہر ہو رہی ہے جس میں میریس اور سنّا ایک طرف ہیں اور سلّا دوسری طرف۔ ہر فریق یکے بعد دیگرے روم پر قبضہ کرتا اور اپنے دشمنوں کو اس قدر تہ تیغ کرتا ہے کہ خونریزی کی خبر کو ماننا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اکیلے سلّا نے ایک لاکھ رومی باشندوں اور نوّے مرکزوں اور دو ہزار چھ سو بہادروں کو جو نواب کے خطاب سے ممتاز تھے جان سے مار ڈالا۔ انہی دنوں میں ہم نوجوان وکیل مرقس ٹولیس سسرو کی وہ آواز سنتے ہیں جو اُس نے بڑی دلیری سے سلّا کے مظلوموں میں سے ایک ستم رسیدہ کے بیٹے کی محافظت اور بچاؤ کے لئے بلند کی حالانکہ دیگر وکیل اُس کی مدد کرنے سے انکار کر گئے تھے۔ اُس کے طرزِ تقریر سے اُس عجیب فصاحت کا پتہ چلتا ہے جو بعد میں اُسے نصیب ہوئی۔ نیز اس وقت ایک اعلیٰ قسم کی اخلاقی دلیری کے

آثار نمایاں ہوتے ہیں مگر بعد میں یہ دلیری اس پایہ پر نہ رہی۔ علاوہ بریں ہم دیکھتے ہیں کہ رومی فوج کے دستے ایشیا کی طرف جا رہے ہیں تاکہ پنطس کے بادشاہ متھراڈائٹس کے ساتھ معرکۂ جنگ شروع کریں جس نے بعض بعض رومی صوبوں پر قابض ہو کر یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ میں رومیوں کو براعظم ایشیا سے نکال دونگا۔ کئی لڑائیوں کے بعد جن میں سے ایک میں سلّا کارہائے نمایاں انجام دیتا ہے یہ جنگ آخرکار پامپے کے ماتحت جو اس وقت معراج عروج پر چڑھ رہا تھا ختم ہوتی اور متھراڈائٹس خودکشی میں پناہ ڈھونڈتا ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ روم کو خوش کرنے سے پہلے پامپے یروشلم کی طرف جاتا ہے اور فلسطین کے معاملات کا فیصلہ کرتا ہے ہرائیکنس کو بحال اور قدس الاقداس کو ناپاک کرتا ہے۔ (قبل از مسیح ۶۲)

جُولیس قیصر کا برپا ہونا جب ہم پھر رُوم کو لوٹ آتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ کیٹی لِن کی خوفناک سازش کے سبب شہر بڑی پریشانی کی حالت میں ہو رہا ہے۔ سازش یہ تھی کہ وہ شہر کے اُن باشندوں کو اُکسانا چاہتا تھا جن کے برخلاف سِسرو اپنی فصاحت کی طاقتیں کام میں لا رہا تھا۔ اس وقت ہم پبلک زندگی کے پردہ پر ایک نوجوان رئیس کو جس کا نام جُولیس قیصر ہے سب سے زیادہ سرکشیدہ دیکھتے ہیں۔ یہ نوجوان سنّا کا داماد تھا پہلے وہ عیاشی اور بانکپن کا دلدادہ تھا مگر کئی باریک بینوں نے تاڑ لیا تھا کہ وہ اکیلا کئی میریس کے برابر ہے اور اسی طرح اُس میں ایک چھپی ہوئی خصلت کو مشاہدہ کر کے تسلیم کر لیا تھا کہ وہ خصلت نہایت مضبوط ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ یہی جُولیس قیصر پامپے اور کراسس کے ساتھ پہلی ٹری ام وریٹ (تین شخصوں کی حکومت مشترکہ) میں شامل ہو کر روم کی وسیع سلطنت کا حصّہ دار ہو گیا ہے۔ اس کے بعد یہ سہ گانہ شراکت ٹوٹ جاتی ہے اول اس لئے کہ کراسس پارتھیوں کے ساتھ لڑتا ہُوا مارا جاتا ہے اور دوسرے اس لئے کہ قیصر اور پامپے میں تنازع ہوتا ہے۔ اُن کی فوجیں تھسلی کے فارسلیا میں مصروف جنگ ہوتی ہیں۔ پامپے شکست کھاتا ہے اور جُولیس قیصر تمام رومی سلطنت پر قبضہ کر لیتا ہے۔

یہودیہ میں خانہ جنگی یہودیہ کو فتح کرنے کے بعد رومیوں نے اس پر سالانہ خراج لگا دیا اور یہ اجازت دے دی کہ مکابی ملک کے قدیم قوانین اور رسوم کے مطابق ملک کا نظم و نسق کیا کریں۔ لیکن مکابی خاندان کے دو ہمسر شہزادوں ہرکانس اور ارستابولس کے درمیان بڑا

جھگڑا اور کشت و خون بپا ہوا۔ پامپے نے ہرکانس کو سردار کاہن کے عہدے پر سرفراز کیا اور اُس کے بھائی ارستابولس کو اسیر کر کے اپنے ساتھ لیا تاکہ روم جا کر اس سے اپنی فتحمندی کی رونق دوبالا کرے۔ لیکن ارستابولس کچھ جوڑ توڑ کر کے اسیری سے نکل آیا اور آتے ہی خانہ جنگی کو یہودیہ میں پھر تازہ کرنے لگا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے سکندر نے لڑائی جاری رکھی۔ لیکن اُس نے بڑی خونریزی کے بعد انجام کار اسدرلان کے میدان میں جو فلسطین کی پُرانی جنگ گاہ ہے کوہِ تبور کے پاس شکست فاش کھائی۔

پارتھی رومی سلطنت کی اُس تقسیم کے مطابق جو تین اعلیٰ حکّام قیصر پامپے اور کراسس کے درمیان کی گئی تھی۔ ارام کا ملک کراسس کے حصّہ میں آیا تھا۔ لیکن کراسس نے پارتھیوں کے ہاتھ سے مقام کارہی (حاران) واقع مسوپوتامیہ کے قریب شکست کھا کر اپنی جان اور نام دونو چیزیں کھو دیں۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں ابراہیم اُور کو چھوڑنے کے بعد مقیم ہوا۔ پارتھی بہت نامی اور زبردست قوم تھی۔ پہلے تو ان لوگوں کا ملک فارسی سلطنت کا ایک صوبہ تھا جو بحیرہ کسپین کے نزدیک واقع تھا۔ لیکن ۲۵۰ قبل از مسیح اُنہوں نے بادشاہ ارسیسز کے ماتحت اپنی بادشاہی قائم کی۔ اور جب ارامی سلطنت تنزّل پذیر ہو رہی تھی اُس وقت اُنہوں نے کئی ملکوں کو جو پہلے فارس اور مقدونیہ سے علاقہ رکھتے تھے تاخت و تاراج کیا۔ ان میں کئی ایسے ملک بھی شامل تھے جہاں یہودی پھیلے ہوئے تھے مگر آخر کار یہ لوگ رومیوں کے مطیع ہو گئے۔

ہرکانس اور انتیپاتر کراسس کی وفات کے بعد کیسیس ارام کا نظم و نسق کرتا رہا۔ یہ شخص ایک بڑا رومی منتظم تھا۔ لیکن قیصر اور پامپے کے درمیان جو فساد برپا ہوا اُس کے سبب سے بڑی ابتری اور بے نظمی وجود میں آئی۔ جب پامپے مصر میں مارا گیا تو قیصر تمام سلطنت کا وارث بن گیا۔ اور اُس نے یہ انتظام کیا کہ پہلے ہرکانس اور پھر اُس کے بعد اُس کا گھرانا یروشلم پر حکومت کرے۔ اور اُس نے انتیپاتر کو جو ادومی الاصل تھا اور اُس کے بہت کام آتا تھا ہرکانس کے ماتحت یہودیہ کا پراکیوریٹر (رومی صوبہ کا حاکم) بنا دیا۔ انتیپاتر کے دونو بیٹے فیسلس اور ہیرودیس (جو بعد میں ہیرودیس اعظم کے نام سے مشہور ہوا) یہودیہ اور گلیل کے حاکم مقرر ہوئے۔ مگر انتیپاتر اپنے عہدے کا لطف اُٹھانے نہ پایا تھا کہ دوسرے ہی سال مخالفوں نے اُسے زہر دے کر ختم کر دیا۔ تین سال کے بعد اُس کا خیر خواہ

قیصر کبھی شہر روم کے اندر سینٹ میں قتل کیا گیا۔

ہیرودیس کا عروج اس کے بعد جب سلطنت دوسرے تین حکام آکٹیواس۔ انتونی اور لیپیڈس کے درمیان تقسیم ہوئی تو ارام اور مشرقی ممالک انتونی کے حصہ میں آئے اور انتونی ہیرودیس کا خیر خواہ تھا۔ اُس کی دوستی کے باعث ہیرودیس کو اپنی حریص نگاہ یہ کو پورا کرنے کے لئے بڑا موقع ملا۔ ہیرودیس کا بڑا بھائی قید خانہ میں خود کشی کر کے مر چکا تھا۔ انہی ایام میں ہیرودیس نے ہرکانس کی پوتی مریمنی کے ساتھ شادی کی جو نہایت ہی خوبصورت عورت تھی اور یوں اُس نے مکابی خاندان کی ایک شاخ کی ہمدردی اپنے ساتھ پیدا کر لی تھی۔ لیکن ارستابولس کے بیٹے انتی گانس نے تازہ فساد شروع کیا اور کچھ عرصہ کے لئے کامیاب ہو کر ہرکانس کے کان کٹوا ڈالے تاکہ وہ ناقص الاعضا ہو کر سردار کاہن کے عہدے کے لائق نہ رہے اور ہیرودیس کو اس قدر رگیدا کہ وہ مجبور ہوا کہ قلعہ مسدہ میں جو بحیرہ مُردار پر واقع تھا پناہ گزین ہو۔ جس وقت ملک کی یہ حالت ہو رہی تھی اس وقت ہیرودیس روم کو گیا اور وہاں انتنی کے روبرو فلسطین کی خرابیوں کی ایسی تصویر کھینچی کہ اُسے اور سینٹ کو قایل کر دیا کہ صرف ہیرودیس ہی اکیلا ہو کر بے ترتیبی کو رفع کر سکتا ہے۔ پس وہاں سے بادشاہی کا عہدہ اور خطاب حاصل کیا۔ انتی گانس مارا گیا اور یوں آسمانی شہزادوں کی حکومت ہمیشہ کے لئے خاتمہ کو پہنچی۔

مارک انتونی اور کلیوپیٹرا کچھ سال کے لئے انتونی سلطنت کے مشرقی حصہ کا مختارِ کل بنا رہا۔ سب تاریخ دان خوب جانتے ہیں کہ اُس نے کس طرح کلیوپیٹرا کی صحبت میں اپنے تئیں بدکاری کے حوالہ کیا۔ کلیوپیٹرا مصر کی ایک ملکہ تھی جو اپنے حسنِ بیمثال اور ٹیڑھی چال کے لئے نہایت مشہور تھی۔ پہلے مصر میں اور پھر انطاکیہ اور یروشلم میں اور پھر اور اور جگہوں میں کھلم کھلا اِس بدچلنی کا بازار گرم رہا۔ ہم رومی سلطنت کی قبیح بداخلاقی کو اُس وقت محسوس کرتے ہیں جب یہ دیکھتے ہیں کہ اُس کے اعلیٰ اعلیٰ درجے کے لوگ خاندان کے نہایت پاک رشتوں کے متبرک فرایض آن کی آن میں پامال کر ڈالتے اور برملا طور پر دوسروں کی بیویوں کے ساتھ خراب زندگی بسر کرنے کو عار نہیں جانتے بلکہ اپنی جوروؤں کو طلاق دے کر اپنے تئیں ان کے بارِ فرایض سے سبکدوش کرتے ہیں تاکہ اپنی شہوت نئے تعلقات سے پوری کریں۔ آخر کار انتونی اور اکٹیویس کے درمیان جنگ شروع ہوئی جس کا خاتمہ اس لڑائی سے

ہوا جو کٹیم واقع پیریس پر وارد ہوئی جہاں انتونی نے شکست فاش کھائی۔ ایک سال بعد کلیوپیٹرا نے مصر میں خودکشی کی اور فرعونوں اور طالمیوں کی پرانی سلطنت آخر کار ایک رومی صوبہ بن گئی۔ اکٹیوی اس جو اَب قیصر اگسٹس کہلاتا ہے رومی سلطنت کا شہنشاہ تھا۔

ہیرودیس کی خونریزیاں اور ظلم لیکن اسی اثنا میں ہیرودیس جو مکاری۔ ہشیاری اور ظلم میں بینظیر تھا اس بات میں لگا ہؤا تھا کہ ملک یہودیہ میں اپنی طاقت کو مضبوط کرے اور اسے پھیلائے۔ مگر اُسے ہمیشہ یہ ڈر لگا رہتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی عثمانی خاندان کا شریک پھر پیدا ہو اور مجھے تنگ کرے لہٰذا اُس نے آہستہ آہستہ اس خاندان کے سب لوگوں کو جو اُس کے داؤں چڑھے ملک عدم کو روانہ کیا۔ ان میں سے ایک اس کی بیوی کا بھائی ارستابولس تھا۔ یہ شخص اس وقت بالکل جوان۔ دیکھنے میں شکیل اور ملنے جلنے میں نہایت خلیق تھا۔ ہیرودیس نے اس کو سردار کاہن کے عہدہ پر مامور کیا تھا مگر جب وہ یہودیوں کے درمیان اپنی خوش خلقی کے سبب مشہور ہوگیا اور لوگ اُسے پسند کرنے لگے تو ہیرودیس نے اُس کو شہر یریحو میں اپنے مکان پر بُلایا اور مچھلیوں کے حوض میں نہانے کی یہ کہکر ترغیب دی کہ یہ بھی ایک شغل ہی سہی۔ لیکن جب وہ حوض میں اُترا تو ہیرودیس کے مصاحبوں میں سے ایک نے اُسے غوطہ دیا اور اُس کا سر پانی میں دبا رکھا جب تک کہ اُس کا دم بند نہ ہؤا۔ اس کے بعد کہن سال ہرکانس کی باری آئی۔ یہ بدنصیب شہزادہ جب سے اُس کے کان کلٹے گئے تھے پارتھیوں کی محافظت میں رہتا تھا۔ لیکن ہیرودیس نے پیچھے پڑ کر اُسے یروشلم میں بلوایا۔ اور پھر اُس پر جھوٹا الزام لگا کر اُس کو جان سے مروا ڈالا۔ اُس وقت ہرکانس کی عمر اسّی سال کی تھی۔ مریمنی نے جب اپنے عزیزوں کی خونریزیوں کو دیکھا تو اُس کا دل ہیرودیس کی طرف سے پھر گیا۔ لیکن وہ بھی اس کی شکی طبیعت سے نہ بچی چنانچہ اس شبہ کے سبب کہ وہ اُس کے برخلاف سازش کر رہی ہے اُس نے حکم دیا کہ وہ جان سے ماری جائے حالانکہ وہ اُس کے عشق میں محو و مست ہو رہا تھا۔ اُس کی وفات کے بعد وہ سخت ندامت میں گرفتار ہؤا اور قریباً مخبوط الحواس سا ہوگیا۔ اُس کی طبیعت آگے سے بھی زیادہ ظالم۔ شکی اور کینہ توز بن گئی اور کئی اور خونی واقعات نے اس کی حکومت کی تاریخ کو خون آلودہ کیا۔

اُس کے پبلک کام یہودی کبھی ہیرودیس کے ساتھ صدق دلی سے پیش نہ آتے تھے۔

کیونکہ وہ قوم کا ادومی تھا اور اب اَور بھی زیادہ اُس کے ساتھ مخالفت کرنے لگ گئے تھے۔ سو اُس نے یہ ضروری سمجھا کہ کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے جس سے اُن کے دل میں میری محبت پیدا ہو۔ لہٰذا وہ اپنے ملک کو بڑی بڑی چیزوں سے زینت دینے لگا۔ چنانچہ اس نے یروشلم میں تماشا گاہیں اور منظر گاہیں تیار کیں تاکہ لوگ وہاں جاکر اپنے دلوں کو بہلایا کریں۔ اور پھر سمرون کو جو مدتوں سے مسمار ہو رہا تھا از سرِ نو تعمیر کیا اور یونانی لفظ سیبستاس پر جو اگستس کا ہم معنی ہے اُسے سبستی نام دیا۔ اور ایک عالیشان محل اپنے لئے کوہ صیہون پر بنا کیا۔ ایک اَور کام جو اُس نے شروع کیا یہ تھا کہ یافہ اور کرمل کے درمیان ایک بندرگاہ جس کا نام قیصریہ رکھا تعمیر کی۔ جب فلسطین میں روم کی طاقت قائم ہو گئی تو اس جگہ کو بڑا عروج حاصل ہوا حتی کہ آخر کار پایہ تخت بن گئی۔ یہ غور طلب بات ہے کہ ان شہروں میں سے جو فلسطین کے دار الخلافے بنے۔ مثلاً حبرون۔ یروشلم جبعہ۔ سکم۔ سمرون۔ ترضہ۔ یزرعیل اور مہنائم وغیرہ کوئی بھی بندرگاہ نہ تھی۔ یہودی سمندر کو پسند نہ کرتے تھے کیونکہ وہ اسے خطرناک شے سمجھتے اور فساد اور تکلیفات کی علامت جانتے تھے چنانچہ وہ اسی طرح بائبل میں شروع سے لیکر مکاشفات کی اُس رویا تک جہاں لکھا ہے وہاں سمندر نہ تھا بار بار اسی صورت میں ظاہر کیا گیا ہے۔

ہیکل کو سرِ نو تعمیر کرنا لیکن ہرودیس کے بڑے بڑے کاموں میں سے سب سے بڑا کام یہ تھا کہ اُس نے یروشلم کی ہیکل کو از سرِ نو تعمیر کروایا۔ یہ کام اُس نے اُس وقت شروع کیا جب اگستس نے ان شکایتوں کو سُن کر جو ہرودیس کے ظلم و تعدی کے برخلاف اُس کے سامنے پیش کی گئی تھیں ہیرودیس کے موافق فیصلہ کیا۔ ہیرودیس نے پیگی اس میں جو یردن کے منبع کے قریب واقع تھا اگستس کے نام و عزت کے لئے سفید سنگ مرمر کی ایک ہیکل بنائی تاکہ اُس کے فیصلہ کی یادگار رہے۔ لیکن اس فعل سے اور دیگر بیدینی کی باتوں سے یہودیوں کے دلوں میں بڑی بڑی کدورت پیدا ہوئی۔

لہٰذا یروشلم میں عظیم الشان ہیکل کا تعمیر کرنا گویا حکمتِ عملی کا ایک فعل تھا۔ دوسری ہیکل کو بنے ہوئے قریباً پانسو برس گذر چکے تھے۔ سو وہ زمانہ کی معمولی دست برد کے سبب سے اور نیز اُن نقصانات کی وجہ سے جو اُس نے یروشلم کے کئی محاصروں اور لڑائیوں کی اثنا میں اُٹھائے تھے خستہ سی ہو گئی تھی۔ سو اس بات کی ضرورت محسوس ہونے لگ گئی تھی کہ وہ پھر بنالی جائے۔

ہیکل کے تعمیر کرنے میں جو وقت لگا یہودی ڈرتے تھے کہ اگر ہرودیس نے نئی

ہیکل کے بنانے سے پہلے موجودہ ہیکل کو گرا دیا تو ممکن ہے کہ کوئی ایسی بات برپا ہو جو تعمیر کے کام کو روک دے اور ہمارا شہر اپنے اعلیٰ درجہ کے جلال اور فخر سے محروم ہو جائے۔ اس لئے یہ تجویز ہوئی کہ پُرانی ہیکل کے گرانے سے پہلے ہر طرح کا مصالحہ جو نئی کے واسطے درکار تھا تیار کیا جائے۔ پس ایک ہزار گاڑیاں فقط پتھر اور لکڑی ڈھونے میں لگائی گئیں۔ دس ہزار کاریگر لگائے گئے تاکہ عمارت کے لئے مصالحہ تیار کریں اور ایک ہزار کاہن جو فن تعمیر میں مہارت رکھتے تھے کام کی نگرانی کے لئے مقرر کئے گئے۔ دس سال کے عرصہ میں عمارت فقط اس قدر تیار ہوئی کہ مخصوص کی جائے اور اُس میں عبادت جاری ہو لیکن اس کے بعد کئی سال تک بہت سے لوگ بیرونی کام میں لگے رہے اور یوں یہودیوں کا یہ قول درست معلوم ہوتا ہے کہ چھیالیس سال تک یہ ہیکل بنتی رہی ہے۔ چونکہ لوگ اسکو نئی عمارت نہ سمجھتے تھے بلکہ یہ سمجھتے تھے کہ پرانی ہیکل بحال کی گئی ہے لہٰذا اسکو دوسری ہیکل ہی کہتے رہے۔ ایسے ایسے بڑے بڑے کاموں کے وسیلے نیز اس جانفشانی کی وجہ سے جو اُس نے یروشلم کو آراستہ کرنے اور تمام ملک کو ترقی دینے میں دکھائی ہیرودیس نے بہت کچھ اُس نفرت کو کم کر دیا جس سے لوگ اُس کی طرف دیکھتے اگر وہ ایسے ایسے کاموں کو انجام نہ دیتا۔

مزید خانگی تکالیف وجرائم لیکن ہیرودیس کی خانگی تکالیف وجرم ابھی ختم نہ ہوئے۔ اُس کی بیوی مریمنی سے دو بیٹے اسکندر اور ارستابولس پیدا ہوئے جن کو وہ اپنا جانشین بنانا چاہتا تھا اُس نے انہیں روم بھیجکر اگستس کے دربار میں پہنچایا اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ رفتہ رفتہ عزت اور طاقت کے زینہ پر بخوبی چڑھ رہے ہیں لیکن شبہات کا شیطانی خیال پھر ہیرودیس کے دل میں جاگ اُٹھا اور علاوہ بریں ایسے لوگوں نے اُسے گمراہ کر رکھا تھا جو اپنی غرض کے لئے ہمیشہ اُسے یہ کہہ کر بھڑکانے کی کوشش کرتے رہتے تھے کہ لوگ آپ کے تاج اور جان کے درپے ہیں اور آپ کے برخلاف سازشیں گانٹھ رہے ہیں۔ آخرکار اُس کے بیٹے بھی اپنی ماں کی طرح اُس کے بے بنیاد شکوک اور ظلم وستم کا شکار ہوئے اور اُس کے حکم کے مطابق شہر سبسطیہ میں قتل کئے گئے۔ اسی طرح کئی اور لوگ وقت بوقت اُس کے حکم سے جان بحق ہوئے کیونکہ وہ اُن کی نسبت بھی یہی شک کرتا تھا کہ وہ اس کے برخلاف منصوبے باندھ رہے ہیں۔ ایک دفعہ اُس نے بہت سے فریسیوں کو قتل کروایا۔ یہ تمام خونی اور غصہ آور افعال مسیح کی پیدائش سے صرف ایک یا دو سال پہلے وقوع میں آئے اور اُن سے اُس شک کا حال بخوبی کُھل جاتا ہے جس نے اُس کو آمادہ کیا کہ بیت اللحم کے تمام بچوں کو مار ڈالنے کا حکم

دے تاکہ اُس ہمسر کا کام تمام ہو جس کے پیدا ہونے کی خبر اُس کے لئے سخت تکلیف کا باعث ہوئی تھی۔

ساتویں فصل۔ اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے یہودی

جن ممالک میں اسیر ہو کر گئے۔ مشرقی ممالک میں۔ افریقہ میں۔ روم میں۔ مذہبی حالت۔ ربیوں کا انتظام۔ ہلل اور شمعی۔ مسیح سے مقابلہ۔ فرقے۔ فریسی اور صدوقی۔ فرقہ اسین۔

اب ہم اس بات پر غور کرینگے کہ ہمارے خداوند کے پیدا ہونے تک یہودیوں کا اُن ملکوں میں کیسا حال تھا جن میں وہ پھیلے ہوئے تھے۔

اُن ممالک میں جہاں اسیر ہو کر گئے | جہاں جہاں وہ پہلے اسیر ہو کر گئے تھے وہاں اب بھی بکثرت موجود تھے۔ اور ان میں سے کئی ممالک میں وہ بڑے دولتمند اور ذی عزت ہو گئے تھے، کئی ملکوں میں تو انہوں نے شادی کے وسیلے غیروں کے ساتھ کسی طرح کا رابطہ پیدا نہ کیا لیکن بعض جگہ انہوں نے اس معاملہ میں یہ پابندی پسند نہ کی۔ اس سبب سے کئی توصیفی نام پیدا ہو گئے تاکہ یہودی خون کی صفائی کے مدارج کو ظاہر کریں۔ مثلاً دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان جو اضلاع پائے جاتے تھے اُن کے یہودیوں کو "تندرست" اور مادا کے یہودیوں کو "بیمار" کہتے تھے اور عیلام کے "قریب المرگ" اور بیسین کے یہودی "مردہ" کہلاتے تھے۔ مسیح کی پیدائش کے قریب مسوپوتامیہ کے یہودیوں کو سخت ایذائیں پہنچائی گئیں، اور یوں قریباً ساٹھ ہزار یہودی مارے گئے۔ ایشیا کے اور ممالک میں بھی اُن پر سخت مصیبتیں حادث ہوئیں۔

دیگر مشرقی ممالک میں | عرب میں بھی بہت یہودی آباد ہوئے اور بہت مدت تک یمن اور سبا کے تخت پر بیٹھتے رہے۔ یہ وہی سبا ہے جہاں سبا کی ملکہ جس کا ذکر بائبل میں آیا

سے حکمرانی کیا کرتی تھی۔ وہ چین میں بھی گئے۔ روایت ہے کہ چھ ہزار یہودیوں کا جتھا پچاس یا ساٹھ برس قبل از مسیح فارس سے چین کی طرف روانہ ہوا۔ بلکہ کہتے ہیں کہ کئی یہودی چین میں حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پہ مامور ہوئے۔ ان یہودیوں کی اولاد اب تک چین میں پائی جاتی ہے۔ وہاں انھوں نے یروشلم کی ہیکل کے نقشہ کے مطابق ایک معبد بنا رکھا ہے۔

افریقہ میں ملکِ مصر بہت مدت تک یہودیوں کی رہائش گاہ بنا رہا۔ ہیلیوپولس میں جہاں یوسف کا خسر کاہن تھا اُن کی ایک ہیکل تھی جسے سردار کاہن انیاس نے اُس وقت بنایا تھا جب وہ انطیاکس اپفنیز کے زمانہ میں یروشلم سے بھاگ نکلا تھا۔ شہر اسکندریہ میں اُن کا ایک عبادت خانہ تھا جس کی شان و شوکت کا ذکر فصاحت و بلاغت کے ساتھ کیا جاتا تھا پھر کینی۔ لبیہ اور افریقہ کے دیگر حصص میں اُن کا شمار دس لاکھ کے قریب بتایا جاتا تھا۔

رُوم میں رُوم میں بھی یہودی آباد ہونے لگ گئے تھے۔ پامپے کے وقت یہودی روم میں غلاموں کی طرح بھیجے گئے مگر اُنھوں نے جلد آزادی حاصل کی۔ جُولیس قیصر نے اُن پر بڑی شفقت کی۔ اسی طرح اگستس نے اُن کو نظرِ کرم سے دیکھا مگر اُس کا سبب یہ ہوگا کہ اُس نے اُنہیں مہربانی دکھانے کی تحریک اُس تعلق سے پائی ہوگی جو ہیرودیس یہودیوں کے ساتھ رکھتا تھا۔ لیکن ایک دو پشتوں کے بعد ان کی مصیبتیں قریباً دُنیا کے تمام حصّوں میں زیادہ ہونے لگیں۔ مسیح کی پیدائش کے وقت نہ صرف وہ دور دور تک پھیل ہی گئے تھے بلکہ بہت درجہ تک خوش حال و با اقبال بھی ہو گئے تھے۔

مذہبی حالت۔ ربیوں کا انتظام لیکن جب ہم اس زمانہ کے یہودیوں کی مذہبی حالت پر غور کرتے ہیں کیا ان کے اپنے وطن میں اور کیا اُن ملکوں میں جہاں وہ پھیلے ہوئے تھے کوئی دلپسند بات نظر نہیں آتی۔ ہاں یہی زمانہ جو اب زیر نظر ہے وہ زمانہ تھا جب وہ طریقہ جسے ربّیوں کا تعلیمی انتظام کہنا چاہیئے پیدا ہوا۔ ہم اس بات کی طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ جب عزرا کی زیر نگرانی یہودیوں کا مذہب بحال ہوا تو اُس کے تھوڑے عرصے بعد یہودی بزرگوں کی روایات یا احادیث کی بنیاد ڈالی گئی۔ ایک روایت ہے کہ عزرا نے حکومت کے کام میں کم از کم ایک سَو بیس عالموں کو شامل کیا اور یہ سب اُس وقت "عبادت خانۂ اعظم" کہلاتے تھے۔ اسی سے صدرِ اعلیٰ یا سنہڈرم کی کونسل پیدا ہوئی جو ہمارے خداوند کے زمانہ

میں یہودیوں کے معاملات کا انتظام و سرانجام کیا کرتی تھی۔

ہلل اور شمع اس زمانہ کے عالموں یا ربیّوں کے درمیان دو ربّی خاص قسم کی عزت سے ممتاز تھے - وہ ہلل اور شمعے تھے۔ ہلل قریباً ۱۱۲ برس مسیح سے پہلے بابل میں پیدا ہوا۔ لیکن کچھ مدت بعد فلسطین میں آیا اور کہتے ہیں کہ بڑھاپے تک یہیں رہا۔ وہ علم اور پاکیزہ زندگی کے لئے نہایت مشہور تھا۔ دیگر ربیّوں کی طرح وہ توریت کا پڑھنا بڑے ثواب کا باعث سمجھتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ اُس فلسفیانہ یا منطقیانہ پیرائے کے لئے بھی مشہور تھا جو اُس نے یہودی علم الٰہیات کو پہنایا۔ ہلل نے اپنے پیروؤں کے لئے ایک درجہ تک آزادی کو روا رکھا۔ لیکن شمعے جو اس زمانہ کا دوسرا مشہور ربّی تھا بڑے زور سے روایات کی تقلید کرتا رہا۔ ہلل ہیرودیس کا معاون تھا اور شمعے اُس جماعت کا جو قومی آزادی کی طرف راغب تھی۔

مسیح کے ساتھ مقابلہ غالباً یہ اور دیگر مشہور ربّی اس وقت موجود ہونگے جب مسیح اس دنیا میں آیا۔ شاید ان میں سے کئی اُن میں شامل ہونگے جن کے ساتھ مسیح نے لڑکپن کے زمانہ میں ہیکل میں گفتگو کی۔ اور ضرور ہے کہ اُنھوں نے یا اُن کے جانشینوں نے اُس کے رد کئے جانے اور مصلوب ہونے کے معاملے میں لوگوں کو بڑا متأثر کیا ہوگا۔ لیکن جتنا فرق اُن کی اور مسیح کی باتوں میں پایا جاتا ہے اتنا اور کسی جگہ نہیں پایا جاتا۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ وہ روایت پرست تھے۔ مگر مسیح خدا کے کلام کی تعظیم کیا کرتا تھا۔ وہ یہ مانتے تھے کہ انسان اُس اثر سے جو خارج سے اُس پر پڑتا ہے تبدیل ہوتا ہے۔ مگر مسیح یہ مانتا تھا کہ وہ قدرت جو اندر سے باہر کی طرف کام کرتی ہے اُسے تبدیل کرتی ہے۔ اُن کی تعلیم فضول اور ناکارہ باتوں کی صداقتوں سے وابستہ تھی۔ اُن کی روش سے غرور۔ رسم پرستی اور خود بینی ٹپکتی تھی مگر مسیح کی زندگی سے خاکساری۔ سادگی اور محبت نمایاں تھی۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ شمعون جس نے مسیح کو ہیکل میں اپنی گود میں اُٹھایا ہلل کا پوتا تھا۔ اس بات کو تو ہم ثابت نہیں کر سکتے مگر یہ پختہ طور پر معلوم ہے کہ اُس کا پوتا جو سنہڈرم کی صدارت پر اُس کا جانشین ہوا وہ گملی ایل تھا جس نے رسولوں کے ساتھ سلوک کرنے کے بارے میں سنہڈرم کو عمدہ نصیحت کی اور جو پولوس کا اُستاد تھا گملی ایل اور فریسیوں کی طرح سخت نہ تھا۔

فرقے۔ فریسی۔ صدوقی اور اسینی فریسیوں اور صدوقیوں کے درمیان لڑائی جاری رہی۔ اور قیامت اور آیندہ حالت کے مسائل پر یہودی علما کے درمیان بہت بحث ہوتی رہی تھی ایک اور فرقہ بھی پیدا ہو گیا تھا جسے اسینی کہتے تھے۔ اس فرقہ کے معتقدوں میں غلطیاں تو کئی پائی جاتی تھیں مگر اُس میں بہ نسبت دوسرے فرقوں کے سچے مذہب کی رُوح زیادہ پائی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ ایک طرف فریسیوں کی رسم پرستی کو اور دوسری جانب صدوقیوں کی دُنیا پرستی کو ناپسند کرتے تھے اور روحانی مذہب کی طرف زیادہ مائل تھے۔ مگر وہ اپنی عادات و حرکات میں بالکل درویشوں کی طرح بن گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ ہمارے خداوند کی پیدائش کے وقت اُن کا شمار چار ہزار تھا اور وہ یہودیہ اور دیگر ممالک میں بکھرے ہوئے تھے بعضوں نے یہ گمان بھی کیا ہوا ہے کہ ہمارا خداوند اوائل عمری میں اُن سے علاقہ رکھتا تھا۔ مگر یہ گمان اُس فرضی مشابہت سے پیدا ہوا ہے جو اُن کے عقاید اور خداوند کی تعلیمات میں پائی جاتی ہے اور اس گمان کی کوئی پختہ شہادت نہیں ملتی۔

آٹھویں فصل۔ دُنیا کی غیر قوموں کی حالت

برطانیہ۔ قیصر کے بیان کے مطابق۔ موجودہ زمانہ کے ساتھ مقابلہ۔ روم اگستس کے ماتحت۔ اُس کے علما کا جتھا۔ اخلاق کی حالت۔ مذہبی آرزوئیں اور اُمیدیں۔

برطانیہ۔ قیصر کے بیان کے مطابق ہم دیکھتے ہیں کہ جب جُولیس قیصر تین حُکّام میں شامل ہو گیا تو تھوڑے عرصہ بعد اپنی افواج کا سپہ سالار بن کر روم سے روانہ ہوا اور کوہستان الپس کو عبور کر کے سوئٹزرلینڈ اور گال میں داخل ہوا۔ اور چند عرصہ میں اُس نے ان ملکوں کو روم کے مقبوضات میں شامل کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خیال کرتا تھا کہ اہل گال کی مدد ایک عجیب قوم کرتی ہے جسے برِٹن کہتے ہیں اور جو اُس جزیرہ میں آباد ہیں جو گال کے نزدیک واقع ہے اور برطانیہ کہلاتا ہے۔ پس وہ اُس جزیرہ کی طرف جانے کا رُخ کرتا ہے۔ اس عجیب قوم کے حالات کی جو خبر اُس نے پائی وہ یہ تھی کہ اُس کے سب

ترکا اپنے جسم پر نیلا رنگ لگاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ لڑائی میں زیادہ ہیبت ناک دکھائی دیتے ہیں۔ سر کے بال کبھی نہیں کٹواتے مگر باقی جسم پر سے یعنی سر کے بالوں اور مونچھوں کو چھوڑ کر سب بال مُنڈوا ڈالتے ہیں۔ اُن میں سے ہر دس یا بارہ مردوں کی جوروئیں مشترکہ ہوتی ہیں۔ مگر باوجود اس کے یہ وحشی لوگ مذہب کی رسومات کی طرف بہت ہی متوجہ ہیں۔ جس طرح گال میں اسی طرح اُن کے ملک میں اُن کے کاہنوں کو ڈرواڈز کہتے ہیں اور ڈرواڈازم اُن کے درمیان نہایت مکمل صورت میں ملتی ہے۔ پس غالب ہے کہ ملک گال کے ڈرواڈ کا بیان جو قیصر جولیس نے کیا ہے وہ برطانیہ پر بھی صادق آسکتا ہے۔ مذہبی امور کا سر انجام کرنے کے علاوہ وہی ڈرواڈ ملک کے قاضی بھی تھے اور اُن مقدمات کا فیصلہ کیا کرتے تھے جو اُن کے پاس فیصلے کے لئے آتے تھے۔ علاوہ بریں ڈرواڈ ملک کے علما بھی سمجھے جاتے تھے مگر وہ بھی تعلیمات کو تحریر میں نہ لاتے تھے اگرچہ اور معاملات میں تحریر کی ہوئی کتابیں کام میں آتی تھیں۔ لکھنے میں یونانی حروف استعمال کئے جاتے تھے۔ اُن کے عقاید میں سے ایک یہ عقیدہ تھا کہ روحیں موت کے وقت نہیں مرتیں بلکہ اور جسموں میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اس عقیدے کے سبب سے لوگ موت کے خوف پر غالب آتے تھے اور لڑائی میں دلاور بنتے تھے۔ وہ یہ بھی مانتے تھے کہ جب تک ایک آدمی کی زندگی دوسرے کی زندگی کے لئے قربان نہ کی جائے تب تک دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہذا یہ ڈرواڈ اکثر انسانی قربانیاں چڑھایا کرتے تھے۔ اس قسم کے بڑے بڑے موقعوں پر آدمی ٹہنیوں کی بنی ہوئی مورتوں میں بھر دئے جاتے تھے اور جب اُن ٹہنیوں کی مورتوں کو آگ لگائی جاتی تھی تو وہ بھی بیچ میں جل کر بھسم ہو جاتے تھے اکثر تو مجرم لوگ اس قسم کی قربانیوں کے لئے چُنے جاتے تھے لیکن جب مجرموں کی تعداد کافی نہ ہوتی تھی تو کاہن بے قصوروں کے قربان کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ وہ عُطارد کی پرستش کیا کرتے تھے کیونکہ وہ اُسے فنون کا مُوجد، سفروں میں ہادی اور دولت و تجارت کا دوست سمجھتے تھے۔ اور اپالو کو یہ مان کر پوجتے تھے کہ وہ ہم کو بیماریوں سے بچاتا ہے اور منروا دیوی کو اس لئے پُوجتے تھے کہ وہ کاروبار اور کارخانجات میں مدد پہنچاتی ہے اور مریخ کو اس لئے کہ وہ لڑائی کا دیوتا ہے۔ اور لڑائی میں جو کچھ لُوٹ کے طور پر اُن کے ہاتھ آتا تھا وہ اُسے مریخ کی نذر کیا کرتے تھے۔ لڑائی کے بعد زندہ جانوروں کو تو مار ڈالتے اور باقی لوٹ کے مال کا ایک تودا بنا کر اُسے اُس دیوتا کے لئے مخصوص کر دیتے تھے۔ اِس معاملے میں وہ ایسے پابند اور ایسے

صادق تھے کہ لوٹ کے مال میں سے نہ انبار لگانے سے پہلے اور نہ اُس کے بعد کوئی شے لی جاتی تھی۔ لے جانے والے کے لئے ایک بڑی پُر عذاب سزا تجویز کی ہوئی تھی۔

موجودہ زمانے سے مقابلہ جب قیصر نے اس عجیب اور وحشی سے جزیرہ پر حملہ کیا اُس وقت وہ کہاں یہ خیال کر سکتا تھا کہ خدا نے کیسا عجیب زمانہ اِس جزیرہ کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ اگر اٹھارہ یا اُنیس صدیوں کے دَور میں سے آنکھ دوڑاتا اور اِس زمانہ میں آکر دیکھتا کہ وہی جگہ ایک ایسی سلطنت کا مرکز بن رہی ہے جو اُس کی سلطنت سے کہیں وسیع اور عجیب ہے تو وہ حیرت سے بھر جاتا۔ ہاں وہ ہمہ تن حیرت ہو جاتا اگر یہ دیکھتا کہ اس کے باشندوں کی بستیاں اُن برّاعظموں میں آباد ہیں جن کا نام بھی اُس نے کبھی نہیں سنا تھا۔ اور کہ اُس کے کارخانوں سے جو چیزیں نکلتی ہیں وہ بازارِ خریداری میں گوئے سبقت لے جاتی ہیں۔ اُس کے مشہور مصنّفوں کی تصنیفات ہر جگہ جہاں لوگ لکھ پڑھ سکتے ہیں بڑی دلچسپی سے پڑھی جاتی ہیں۔ اور اُسکی آزاد اور مضبوط حکومت ہر ایک ملک کے لئے باعثِ رشک ہو رہی ہے۔ اگر اُس کو یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ یہی جگہ ایک دن اُس مذہب کے بڑے بڑے مرکزوں میں شمار کی جائیگی جو اپنے سردار کاہن کی قربانی کے سبب ایک عالمگیر روشنی۔ برادرانہ اُلفت اور محبّت کا منبع بنیگا اور سب بنی آدم کے سامنے مفت نجات کی خبر پیش کریگا۔ اسی کے وسیلے ایک دن علم و تہذیب۔ محبّت و خوشی۔ غیر فانی زندگی اور جلال کی برکتیں دُنیا کے تمام آباد حصوں میں پھیلائی جائینگی۔ اگر ان باتوں کا حال بھی قیصر پر اُس وقت کُھل جاتا تو وہ اَور بھی متحیّر ہوتا۔

روم اگسٹس کے ماتحت۔ اس کے عُلما کا جتّھا جب پہلے تین حکّام کی حکومت ختم ہوئی تو جولیس قیصر تمام روم کا مالک بنا اور جب دوسرے تین حاکموں کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہوئی تو قیصر اگسٹس شہنشاہ بن گیا۔ جب ہم اس کے زمانہ میں بے انداز دنیا کے دار الخلافہ کی طرف دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کی دُنیاوی رونق کو پہنچ گیا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بے اندازہ دولت روم میں بہتی ہوئی چلی آتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے کہ اس دولت کے سبب سخت عیاشی اور نہایت خطرناک بداخلاقی بھی پھیل گئی ہے۔ ورجل شائقین علم کو اپنی نظم موسومہ اینیڈ کے لطف و روانی سے محظوظ کر رہا ہے۔ اور ہورس بیشمار لوگوں کو اپنے اشعار کے خوش آئند محاوروں۔ دلپسند قافیوں سے اور اپنی بڑی بڑی نظموں کی ظرافت سے خوش کر رہا ہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ وہ اُس شہوانی طرز کے سبب

جو وہ اکثر اختیار کرتا ہے رد نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح اور بہت سے لوگ جن میں کرنیلیوس نیپالس اووڈ۔ لوی اور ٹیبولس شامل ہیں مصنّفوں کے گروہ کو جو روم کی زینت کا باعث ہیں کہکشاں کی طرح روشن کر رہے ہیں۔

اخلاق کی حالت لیکن اخلاق کی حالت نہایت افسوسناک ہے۔ شہوت رانی کی کوئی حد و حساب نہیں۔ اور ظالمانہ مشغلوں کا ذوق درجہ غایت تک پہنچا ہوا ہے۔ مثلاً سلّا نے اس بات کے سبب شہرت پیدا کی کہ اُس نے ایک لڑائی میں سو مردوں کو سو شیروں کے ساتھ لڑایا۔ جُولیس قیصر نے ایک نمایش میں تین سو جوڑے شمشیر زن کے آپس میں لڑنے کے لئے اکھاڑے میں اُتارے تاکہ آپس میں تلوار کے ساتھ لڑیں۔ (یہ لوگ دوسرے ملکوں سے اسیر ہو کر آئے تھے) اور پامپے کی نمایشوں میں پانسو شیر ہاتھیوں اور دیگر درندوں کے علاوہ مارے گئے۔ اُس وقت بھی اسی قسم کا وحشیانہ مذاق موجود تھا۔ لذیذ اور نفیس کھانوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اب ایسی عیاشی اور شہوت رانی کے لئے ضرور تھا کہ خواہ کسی طرح ہو روپیہ دستیاب کیا جائے۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بات اُن میں عام تھی کہ لوگ صوبوں کی جو رُوم کے ماتحت ہوتے تھے حکومت طلب کرنے لگ جاتے تھے اور صرف اسی غرض سے کہ لوگوں کا مال چھین کر اپنے تئیں دولتمند بنائیں۔ اگر ہم اس بات کو مدّ نظر رکھیں تو ہم فوراً سمجھ جائینگے کہ یہودیوں کے درمیان اور دوسری جگہوں میں محصول لینے والوں سے جو کہ رُوم کے لئے محصول جمع کرتے تھے کیوں ایسی نفرت کی جاتی تھی۔ جو لوگ اس وقت کی اخلاقی حالت سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ کالی تصویر جو رومیوں کے خط میں پائی جاتی ہے ذرا بھی مبالغہ کے ساتھ نہیں کھینچی گئی۔

مذہبی آرزوئیں اور امیدیں مگر اس تاریکی اور جرم کے زمانہ میں دنیا کے بہت حصوں میں بہتر حالت کے لئے بڑی آرزو پائی جاتی تھی۔ اور یہ انتظار بھی کیا جاتا تھا کہ ایک پُرجلال شہزادہ آنے والا ہے جو بہتر تبدیلی پیدا کریگا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ خیال یہودیوں کے نوشتوں کے پھیل جانے سے پیدا ہوا تھا۔ چالیس سال قریباً قبل از مسیح ورجل نے اپنی چوتھی اکلوگ تیار کی۔ یہ ایک نادر نظم ہے جس میں وہ کانسل پالو کے شیر خوار بچے کے لئے ایک عجیب زندگی کی پیشین گوئی کرتا ہے جس سے دنیا کے لئے راستبازی اور برکت کی حکومت قائم کی جائیگی۔ یہ حکومت بعض باتوں میں اُسی کی مانند ہے جس کی عبرانی نبیوں

نے مسیح کے حق میں نبوّت کی ہے۔ ٹیسیٹس اور سوٹانیاس دونو مشہور موّرخ بتاتے ہیں کہ اُس وقت یہ عالمگیر اعتقاد پایا جاتا تھا کہ ایک شخص یہودیہ میں سے نکلیگا اور تمام دنیا پر حکمران ہوگا۔ اور مجوسیوں کے یروشلم میں آنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی قسم کی اُمید دنیا کے قدیم ملکوں میں بھی پائی جاتی تھی۔ شمعون اور حنّہ جیسے دیندار لوگ اس خیال کے ایسے معتقد تھے کہ وہ ہیکل کو چھوڑ نہیں سکتے تھے کیونکہ اُن کو یقین دلایا گیا تھا کہ جب تک وہ اسرائیل کی تسلّی کو نہ دیکھ لیں تب تک اِس دنیا سے کوچ نہ کرینگے۔ آخر کار اُن آنکھوں نے جو مشرقی آسمانوں کی سطح کی چھان بین کر رہی تھیں صبح کے ستارے کو اُفق میں نمودار ہونے دیکھا۔ یعنی اب وہ وقت پورا ہو گیا تھا اور وہ جس کی تمام قومیں منتظر تھیں نمودار ہُوا۔

پندرھواں باب - انجیلی تاریخ

پہلی فصل - مسیح کی پیدایش اور بچپن کا زمانہ

زکریا یروشلم میں - شہر کا نقشہ - پُرانی حالت مفقود - صبح صادق - یوحنّا کی پیدایش کی خبر - یسُوع کی پیدایش کی خبر - لوگوں پر محصول لگایا جانا - بیت لحم اُس کی جائے وقوع - اُس کی متبرک یادگاری - مجوسیوں کا آنا - مصر کو جانا - ہیرودیس کی موت - مسیح کا ہیکل میں آنا - جلیل - ناصرت - درویشوں کی روایتیں - شہر کا گردونواح - اُس کے متعلق خیالات -

زکریا یروشلم اگر ہم ہیرودیس کی ہیکل کی تعمیر اور مخصوص کیئے جانے کے تھوڑے عرصہ بعد دیکھتے تو ہمیں ایک سنجیدہ خیال اور بزرگ صورت بوڑھا اُس سڑک پر جو جبرون سے یروشلم کو آتی ہے چلتا ہُوا اور آخر کار مقدّس شہر میں گُھستا ہُوا دکھائی دیتا - یہ بوڑھا بزرگ زکریا ہے جو ابیاہ کے کاہن فرقہ سے علاقہ رکھتا ہے - اور اب ایک پُرانے دستور کے مطابق جس کے بموجب کاہنوں کے چوبیس فرقوں میں سے ہر فرقہ کے کاہن کو یکے بعد دیگرے ہفتہ بھر خدمت کرنی پڑتی تھی ہیکل میں آیا تھا تاکہ اپنی باری پُوری کرے -

شہر کا نقشہ اُن دنوں شہر یروشلم وہ نہیں رہا تھا جو اگلے زمانہ میں تھا - چنانچہ جب زکریا ہیکل کی طرف جاتے ہوئے کوہِ صیہون کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ غمناک خیالات کے ساتھ ہیرودیس کے محل کو جو اُس چوٹی پر کھڑا ہے جہاں قدیم زمانہ میں داؤد بادشاہ رہا کرتا تھا دیکھتا ہے - اور جب وہ بادشاہ ہیرودیس کے سامنے جو رُومی رتھ پر سوار ہے جُھک کر آداب بجا لاتا ہے تو ساتھ ہی ایک نالۂ پُر آہ اُس کے دل سے نکلتا ہے کیونکہ وہ داؤد یا یوسیاہ کی ملائم

دینداری اور پدرانہ شفقت کے عوض اس بادشاہ کے چہرے میں جس پر جھرّیاں پڑ رہی ہیں ایک ادومی ظلم اور رُومی افسر کی سخت چالاکیوں کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا۔ تھوڑے عرصہ سے یروشلم میں بڑی ترقّی ہو رہی ہے۔ چنانچہ جب جب زکریاہ یہاں آتا ہے کوئی نہ کوئی نئی عمارت دیکھتا ہے جس کی رونق دیکھ کر عش عش کر اٹھتا ہے۔ مگر کوئی ایسا موقعہ نہیں پاتا جب تعریف کے کلمات کے ساتھ غم کی آہیں نہیں نکلتیں۔ صیہون کی شمالی پیشانی پر ہیپی کس اور فیسیلس اور مریمنی کے بُرج کھڑے ہیں۔ ان سب کو ہیرودیس نے بنایا ہے۔ آخری بُرج کو دیکھ کر مکابی خاندان کی ایک خوبصورت مگر بدقسمت لڑکی آنکھوں سے گذر جاتی اور یہودی بادشاہوں کے دوسرے خاندان کا افسوسناک خاتمہ یاد آتا ہے۔ اسی جگہ قلعہ انتونیا موجود ہے جو ہیکل کی حفاظت کر رہا ہے۔ اس قلعہ نے تھوڑے عرصہ سے یہ نام پایا ہے اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مارک انتونی ہیرودیس کا دوست اور خیر خواہ تھا۔ لیکن یہ کب ممکن تھا کہ زکریاہ اُسے دیکھے اور رومی حاکم اور اس کی خوبصورت معشوقہ کلیوپیٹرا کی گناہ آلود زندگی اور افسوسناک موت کو یاد نہ کرے۔ اس جگہ کوہِ صیہون کے نزدیک رومی طرز کے مطابق گھڑ دوڑ اور رتھ دوڑ کے لئے ایک چکر بنا ہوا ہے اور پرے شمال کی جانب میدان میں دو عالیشان عمارتیں کھڑی ہیں۔ وہ تھیئٹر اور امفی تھیئٹر (نصف دائرہ کا تھیئٹر) کہلاتی ہیں جہاں ہیرودیس نے روم کی شمشیر زن لڑائیاں اور دیگر وحشی کھیلیں شروع کر دی ہیں۔

پرانی حالت مفقود اب یروشلم کی ہر ایک بات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ گویا اُس میں نصف کے قریب باہر کے دستور ملے ہوئے ہیں۔ ساری چیزوں نے غیریت کی صورت اختیار کر رکھی ہے۔ حتّیٰ کہ وہ زبان بھی جو اب بولی جاتی ہے ابراہیم اور داؤد کی زبان نہیں۔ مثلاً جو زبان بولتے ہیں وہ ارامی اور کسدی بولی کی آمیزش سے پیدا ہوئی ہے۔ باقی لوگ یونانی استعمال کرتے ہیں اور قوی ہیکل جنگی مرد جن کے چہرے سے سختی اور استقلال ٹپکتا ہے روم کی بولی بولتے ہیں جو کالے کوسوں دور ہے۔ زکریاہ کو ان لوگوں کے سلام اور ملاقات سے چنداں تسلّی نہیں ملتی جو رسم و رواج کے سخت پابند ہیں اور چوڑے چوڑے جُبّے پہنے پھرتے ہیں۔ اور بازاروں اور کوچوں کے کونوں میں لمبی لمبی دعائیں مانگتے ہیں یا اُس پُل پر سے جو کوہِ صیہون اور ہیکل کو باہم ملاتا ہے اپنے یودینہ اور حساب کی دہ یکی لئے جاتے ہیں۔ سنہڈرم اب بھی مذہبی معاملات پر اختیار رکھتی ہے۔ اُس خوبصورت اُسارے

ہیں جو ہیکل کے نزدیک پیلپایوں اور محرابوں پر ایستادہ ہے اور جہاں یہ مجلس فراہم ہؤا کرتی ہے اب بھی کچھ ایسی خوبی محسوس ہوتی ہے جو دل پر اثر کرتی ہے۔ لیکن زکریاہ ہلل اور شمع جیسے ربیّوں سے چنداں ہمدردی نہیں رکھتا کیونکہ وہ روایتوں کی نسبت خدا کے کلام کو زیادہ پیار کرتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہیکل پہلے کی نسبت زیادہ آراستگی پر ہے۔ اُس کے لمبے لمبے اُسارے جو خالص مرمر کے کرنتی طرز والے پیلپایوں پر کھڑے ہیں اُس کے صحنوں کے لئے خوبصورت چھت کا کام دیتے ہیں لیکن کیا اس خوبصورتی میں یہ عیب نہیں لگا ہؤا کہ صرافوں اور کبوتر فروشوں نے وہ اعلیٰ جگہ ان میں لے رکھی ہے جو اُن کو نہیں لینی چاہئے؟ اور کیا اس طرح دعا کے گھر نے بازاری شکل نہیں اختیار کر رکھی جسے دیکھ کر دل میں درد پیدا ہوتا ہے؟ وہ پرانے زمانہ کی حالت کہاں گئی؟ کیا بادشاہوں اور نبیوں کا پرانا رونقدار سلسلہ ختم ہو گیا؟ وہ یسّی کی شاخ کہاں ہے جسے آخری دنوں میں لہلہانا تھا؟ کیا اس وقت وہ تعلق جو آسمانی قدرتوں کے ساتھ پایا جاتا تھا ٹوٹا ہؤا معلوم نہیں ہوتا؟ کیا اس ہیکل کی دیواروں کے ہر ایک پتھر پر "اکباد" لکھا ہؤا نہیں دیکھ سکتے؟

صبح صادق ایسے ایسے خیالات کا دل میں جگہ پانا قدرتی ہوگا لیکن ایمان کی رُوح ایمانداروں کے دلوں میں برداشت سے ایسے خیالات کا مقابلہ کرتی ہوگی۔ کلیسیا کی قدیم تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو وقت نہایت تاریک معلوم ہوتا تھا وہ وہی وقت تھا جس کے بعد صبحِ صادق کا نور طلوع ہؤا۔ انسان کی لاچاری گویا خدا کی پروردگاری کو موقع دیتی آئی تھی اور ایسا ہی حال اب ہونے کو تھا اور زیادہ مؤثرانہ صورت میں۔

یوحنّا کی پیدائش کی خبر زکریاہ کو اس موقع پر کاہنی فرایض میں سے سب سے معزز فرض کو ادا کرنا تھا چنانچہ اس وقت اس کے حصّے میں یہ آیا کہ قربانی کے بعد بخور لے کر پاک مکان میں داخل ہو اور اُسے خدا کے حضور چڑھائے۔ اس وقت اور لوگ باہر خاموشی سے دعا مانگ رہے تھے۔ جب وہ یہ کام کر رہا تھا تو اُسے جبرئیل دکھائی دیا۔ یہ وہی فرشتہ تھا جو پانسو برس پیشتر دانی ایل کی طرف روانہ کیا گیا تھا۔ اس فرشتے نے زکریاہ کو خبر دی کہ تیرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ اور اس اعلان کی صداقت کے ثبوت میں یہ نشان بخشا گیا کہ زکریاہ گونگا ہو جائیگا چنانچہ جب تک لڑکا پیدا نہ ہؤا اُس کی زبان بند رہی۔ اس واقعہ سے ایک آدھ دن بعد اُس نے یروشلم سے روانہ ہو کر جنوب کے رُخ اپنے گھر کا راستہ لیا ہوگا۔ اُس کا شہر یہودیہ کے پہاڑی خطہ میں

واقع ہوگا اور وہ شہر یا تو حبرون ہوگا جو کاہنوں کا شہر تھا یا بعضوں کے گمان کے مطابق وہ جتا تھا جو حبرون سے بھی پانچ کوس پرے جنوب کی طرف واقع تھا۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ وہ جاتے ہوئے کیسی دلچسپی کی نگاہ سے بیت لحم کی طرف دیکھتا ہوگا۔ اور کیسی حیرت سے اس بات پر سوچتا ہوگا کہ میکہ کی نبوت اب کس طرح پوری ہوگی۔ اور کیونکر داؤد کے شہر سے وہ حاکم نکلیگا جس کا نکلنا قدیم سے ایام الازل سے ہے"۔

میکاہ ۵

مسیح کی پیدائش کی خبر

چھ مہینے گذر جاتے ہیں اور وہی فرشتہ جو زکریاہ کو دکھائی دیا تھا پھر اُسی قسم کی خدمت کی انجام دہی کے لئے ایک شمالی شہر کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ ایک دور دراز شہر میں جس کا نام ناصرت ہے اور جو جلیل کے پہاڑوں سے چھپا ہؤا ہے ایک عبرانی خاتون مریم نامی رہتی ہے۔ وہ حسب و نسب کے اعتبار سے داؤد کی نسل اور عبرانی بادشاہوں کے پرانے خاندان سے علاقہ رکھتی ہے مگر ناصرت کی دوسری عورتوں سے سوائے اپنی طبیعت کی بے مثل خاکساری اور اپنی زندگی کی خوبصورت پاکیزگی کے اور کسی طرح ممتاز نہیں۔ انقلاباتِ روزگار کے سبب سے وہ اور اس کا خاندان تنگدستی اور غریبی کی حالت میں گرفتار ہیں۔ مگر ایک معنی میں وہ اس بے سرو سامانی کی حالت کے لئے شکرگذار ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر وہ دولتمند اور صاحبِ قدرت ہوتے تو ظالم ہیرودیس کے غصّہ کو بھڑکاتے اور مریمنی اور ارستابولس کی طرح مارے جاتے۔ اور اغلب ہے کہ انہوں نے اُس چھپی ہوئی دور دراز جگہ میں اسی لئے اپنا گھر بنایا ہو کہ جہاں تک ممکن ہو ہیرودیس کی نظروں سے دور رہیں۔ اسی خاتون کے پاس جس کا ذکر اوپر ہؤا فرشتہ آتا ہے اور اُسے ایسے الفاظ میں سلام کرتا ہے جن سے اُس کی زندگی کی عجیب فضیلت ظاہر ہوتی ہے لیکن یہ غریب عورت ڈر جاتی ہے۔ کیا اس اعلان کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنے خاندان کی قدیم عزت اور مرتبہ پر بحال کی جائیگی؟ نہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ اُس سے ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جس کا نام یسوع ہوگا۔ یشعیاہ کی نبوّت پوری ہونے کو ہے یعنی ایک کنواری حاملہ ہونے اور بچّہ جننے کو ہے جس کا نام عمانوئیل رکھینگے یعنی خدا ہمارے ساتھ۔

لوگوں پر محصول لگایا جانا

یہ خبر پاکر اور نیز جو کچھ زکریاہ کے خاندان کے متعلق ہؤا تھا اُس کی بابت سُن کر مریم الیسبع کے ساتھ جو اُس کی رشتہ دار تھی ملاقات کرنے کو روانہ ہوئی۔ اس سفر میں اُس کو اپنے ملک کی تمام لمبائی کو طے کرنا پڑا۔ اُس خدا پرست اور نمونہ

کے لائق خاندان کے ساتھ تین ماہ رہ کر وہ ناصرت کو واپس آئی جہاں یوسف جس کے ساتھ اُس کی منگنی ہو گئی بُود و باش کرتا تھا۔ وہ بڑھئی کا کام کیا کرتا تھا۔ مریم کی طرح وہ بھی داؤد کی اولاد سے تھا اور بڑا دیندار اور خدا پرست آدمی تھا۔ شادی سے تھوڑی دیر بعد رومی شہنشاہ قیصر اگستس کے حکم سے جس کے مطابق لوگوں پر اُن کے خاص خاص شہروں میں عام محصول لگنے والا تھا یوسف اور مریم بیت لحم کو جو اُن کے خاندان کا شہر تھا گئے۔ یہ محصول پہلے اُس وقت لگا تھا جب کہ کرینی اس ارام کا حاکم تھا۔ بعض یہودیوں نے اس محصول کی سخت مخالفت کی چنانچہ گلیل کے ایک شخص نے جس کا نام یہوداہ تھا ایک فوج فراہم کی تاکہ مقابلہ کرے اور بڑی ابتری پیدا کی (اعمال $\frac{۵}{۳۷}$) اور یہ سوال کہ آیا جزیہ دینا روا ہے یا نہیں ہمارے خداوند کے وقت بھی زیر بحث تھا اور جزیہ ہی کے سبب سے آخر کار یہودیہ میں وہ بغاوت پیدا ہوئی جس کے فرو کرنے کو مسیح کی وفات کے چالیس برس بعد طیطس اور اُس کے لشکر نے یروشلم پر حملہ کیا۔

بیت لحم مریم اور اُس کا شوہر جنوب کی طرف روانہ ہوئے اور غالباً وہی راستہ لیا جو مریم نے چند ماہ پہلے اختیار کیا تھا۔ اور جب وہ بیت لحم میں داخل ہوئے اُنہیں ایک ایسی جگہ رہنا پڑا جو اصطبل کے طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ درویشوں کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ایک غار میں پیدا ہوا جو اس شہر کے کنارے پر واقع تھی مگر یہ خیال غالباً صحیح نہیں ہے اس غار پر ایک خوبصورت گرجہ اور راہب خانہ ہے جو مسیح کی پیدائش کا گرجہ اور راہب خانہ کہلاتا ہے۔ نیز یہ بات بھی مشہور ہے کہ اس تہ خانہ میں یا یوں کہیں کہ زیر سطح کمرہ کے فرش میں ایک چاندی کا ستارہ ہے جو عین اُس جگہ کو ظاہر کرتا ہے جہاں مسیح پیدا ہوا تھا۔ مسیح کے بعد تین سو سال تک مقدس جگہوں کی تلاش و تحقیق شروع نہ ہوئی اور جب ہوئی تو کئی جگہوں کی جائے وقوع فقط وہم یا قیاس سے مقرر کی گئی۔

بیت لحم کی جائے وقوع بیت لحم یروشلیم سے جنوب کی طرف کوئی چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے جو مسافر یروشلیم سے روانہ ہو کر اُس پہاڑی پر سے گزرتا ہے جو ان دونو شہروں کے درمیان واقع ہے وہ اُس شہر کو جہاں مسیح مصلوب ہوا برابر دیکھتا رہتا ہے جب تک کہ اس شہر میں نہیں پہنچ جاتا جہاں وہ پیدا ہوا تھا۔ وہ ایک بہت اونچے ٹیلے پر جو شمال اور مشرق کی جانب بہت گہرا ہے ایک چھوٹے سے قصبہ کو دیکھتا ہے جس میں صرف ایک ہی بازار ہے جو قریباً نصف میل لمبا ہے اور جس کے

سفید پتھر کے گھر جن پر صاف صاف گنبد بنے ہوئے ہیں زیتون کے درختوں کی گہری سبزرنگی سے عجیب قسم کا مقابلہ ظاہر کرتے ہیں کیونکہ یہ درخت اُن کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اردگرد کے علاقے بالکل چٹانی ہیں۔ اسی چٹانی ملک کے اور حصّوں میں عموماً اتنی چٹانیں نہیں ملتیں جتنی یہاں ملتی ہیں۔ مگر کونوں اور کھوکھلی جگہوں میں ہمیشہ ایسے سرسبز قطعے ملتے ہیں جو تنہائی میں اپنی خوبصورتی کی رونق دکھاتے ہیں۔ اور بہت سے انجیر کے باغ اور کئی تاکستان جن کی حفاظت کے لئے ہر باغ میں چھوٹے چھوٹے بُرج بنے ہوئے ہیں قصبہ کے آس پاس چٹانوں کے پہلوؤں کو زینت دے رہے ہیں اب بھی اگر وحشی بدّو اُن خوبصورت و وسیع میدانوں میں کاشت ہونے دیں تو یہ جگہ پھر اسم بامسمّٰی بن جائے یعنی فی الحقیقت بیت لحم بمعنی "روٹی کا گھر" ہو جائے۔

اُس کی متبرک یادگار کبھی کوئی جگہ متبرک یادگاروں میں بیت لحم سے نہیں بڑھی۔ یہیں وہ جگہ ہے جہاں یعقوب کو اپنا پہلا بارِ غم اُٹھانا پڑا جب اُس کی عزیز بیوی راخل اُس سے جُدا ہو کر راہیِ ملکِ بقا ہوئی۔ یہیں وہ کھیت ہیں جہاں رُوت بالیں چُننے آئی اور بوعز کے دل کو دستِ محبّت میں لائی اور جہاں بعد میں اُس نے اور اُس کے شوہر نے کئی بالیں چُننے والیوں کے دل کو شاد کیا۔ اسی جگہ وہ کھیت ہیں جہاں داؤد اپنے باپ کے گلّے چرایا کرتا تھا۔ اور جہاں اُس نے وہ زبور گانے سیکھے جو دنیا کے خاتمہ تک تمام ممالک کی قوموں کی عبادت میں کام آئینگے خواہ وہ ملک جنوب کے مونگے دار جزائر ہوں خواہ یورپ کے گرجے اور کیتھڈرل اور خواہ دور دراز مغرب کے جنگلات ہوں۔ پھر انہی میدانوں میں گڈریے اپنے گلّے چرا رہے تھے جب وہ خوشی کی خبر دی گئی جس نے ہزارہا دلوں کو شاد کیا ہے۔ یعنی فرشتے نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا "ڈرو نہیں کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں جو ساری اُمت کے واسطے ہوگی کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا یعنی مسیح خداوند" اور اسی جگہ انہوں نے انجیل کا عظیم الٰہی مژدہ خوبصورتی اور رقت انگیز جوش سے بھرا ہوا سُنا کہ "عالمِ بالا پر خدا کی تمجید ہو اور زمین پر اُن آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صلح" دنیا کے انجام تک بیت لحم کبھی نور کے حلقے سے خالی نہ ہوگا اور نہ ہر ایک مسیحی کے دل میں پُرجوش دلچسپی پیدا کرنے میں قاصر نکلیگا۔

مجوسیوں کا آنا مریم جس وقت چاہتی تین گھنٹہ کا سفر طے کر کے بیت لحم سے یروشلم

کو آسکتی تھی۔ پس وہ بآسانی اپنے بچّے کو قُمریوں یا چھوٹے کبوتروں کی قربانی کے ساتھ ہیکل میں لاسکتی تھی تاکہ اپنے بیٹے کو نذر گذرانے اور اُسی دن بیت لحم کو واپس جاسکتی تھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہیکل میں جہاں شمعون اور حنّاہ نے فرزند موعود کی زیارت کی آچکی تھی جب مجوسی پُورب سے بیت لحم میں آئے۔ یہ لوگ یا تو کسدیہ سے اور یا فارس سے آئے ہونگے۔ یا کسی ایسے ملک سے جہاں یہودی اپنی اسیری کے زمانہ میں آباد ہو گئے تھے کیونکہ ان مجوسیوں کا یہودیوں کے ایک بادشاہ کی پیدائش کا انتظار کرنا ضرور عبرانی نبوّتوں پر مبنی تھا۔ شاید بلعام کی نبوّت کے سبب سے (کیونکہ بلعام خود مسوپتامیہ کا رہنے والا تھا) اُنھوں نے اُس کی پیدائش کو ایک ستارے کے ظہور کے ساتھ مربوط کیا ہو۔ بلعام کی نبوّت یہ تھی "یعقوب سے ایک ستارہ نکلیگا اور اسرائیل سے ایک عصا اٹھیگا اور مواب کی نواحی کو مار لیگا اور سب ہنگامہ کرنے والوں کو ہلاک کریگا"۔ بعض منجّموں نے جن میں مشہور کیپلر بھی شامل ہے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ مسیح کی پیدائش کے وقت دو سیّاروں (مشتری اور زحل) کا قِران واقع ہوا تھا اور اسی کو وہ ستارہ کہتے ہیں جو مجوسیوں نے دیکھا تھا۔ ممکن ہے یہ بات وقوع میں آئی ہو مگر اس سے وہ ساری باتیں پوری نہیں ہوتی ہیں جو متّی ستارے کے متعلّق بیان کرتا ہے۔ (متی $\frac{۲}{۹}$)۔ مثلاً وہ ایسا ستارہ تھا جو اُن کے آگے آگے چلا اور پھر عین اُسی جگہ جا ٹھہرا جہاں چھوٹا لڑکا یسوع موجود تھا۔ اُس نے ضرور اپنی شعاعیں کچھ ایسے طور پر زمین کی طرف بھیجی ہونگی جن سے وہ خاص جگہ معلوم ہو گئی ہوگی۔ اور یہ ایک ایسا عمل ہے جو عام حالتوں میں سیّاروں اور ستاروں سے وجود میں نہیں آتا۔

مصر کو جانا نئے بادشاہ کی پیدائش کی افواہ نے ہیرودیس کے دل میں حسد کی آگ بھڑکا دی سو اُس نے بڑے بڑے کاہنوں اور فقیہوں سے دریافت کیا کہ مسیح کہاں پیدا ہوگا۔ اور جب ان سے یہ پتہ ملا کہ جو جگہ کتب انبیا میں لکھی ہوئی ہے وہ بیت لحم ہے تو اُس نے بیت لحم کے تمام شیرخوار بچے مروا ڈالے۔ لیکن ایک فرشتے کی آگاہی کے سبب سے یوسف اور اُس کا خاندان یہودیہ کی حدود سے نکل کر ملک مصر میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ اُن کے مصر میں جا کر رہنے کا حال معلوم نہیں۔ مصر اُن دنوں رومی صوبہ تھا۔ فرعون اور طالمیوں کے خاندان ختم ہو چکے تھے۔ مصر ایک قدیم سلطنت تھی مگر قیام اور قرار کے اعتبار سے اُس بچّے کی سلطنت کی ہمسری

کا دم نہیں بھر سکتی تھی جسے اب یوسف اور مریم وہاں لے گئے تھے کیونکہ اس کی بادشاہی ایسی بادشاہی ہے جو کبھی برباد نہیں ہو سکتی۔

ہیرودیس کی موت ہیرودیس بچوں کو مروانے کے بعد بہت دیر تک نہ جیا۔ چنانچہ چند ماہ کے بعد اُس بیماری کا شکار ہؤا جسے مؤرّخ سخت پیچیدہ بیماری بتاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اُسے خفیف سا بخار رہتا تھا اور معدے میں ناسور اور جگہ جگہ گھاؤ پیدا ہو گئے تھے جن میں کیڑے پڑ گئے تھے۔ پاؤں پر سوجن ہو گئی تھی۔ اور تنگئ دم نے تنگ کر رکھا تھا اور ایسے ایسے غش آتے تھے کہ تمام بدن ہل جاتا تھا۔ چونکہ وہ جانتا تھا کہ یہودی مجھ سے بہت نفرت رکھتے ہیں سو اُس نے ایک نئی تجویز سوچی تاکہ اُس کے مرنے پر ایک عالمگیر ماتم کیا جائے اور وہ یہ تھی کہ اُس نے اپنی بادشاہی کے بڑے بڑے لوگوں کو یریحو میں بلایا جہاں وہ بیماری کے بستر پر پڑا تھا اور انہیں ایک چکر میں قید کیا اور اپنی بہن سلومی کو جس کی ترغیب سے اُس نے بہتوں کا خون پیا تھا اور اُس کے شوہر کو حکم دیا کہ جب میں مر جاؤں تو ان سب کو قتل کر ڈالنا۔ لیکن اُس کے اس وحشت اثر حکم کی تعمیل نہ ہوئی۔ ہیرودیس ستّر برس کا تھا جب فوت ہؤا۔ اور سینتیس برس تک اُس نے یہودیوں پر حکمرانی کی۔ اُس کے مرنے کے بعد اس کی سلطنت اُس کے تین بیٹوں میں تقسیم کی گئی اور ارخلاؤس کے حصّہ میں یہودیہ سامریہ اور ادُوم آئے۔ فلپ کو ارنتس اور ٹڑے کانیٹس۔ پینیاس اور بتونیہ ملے۔ یعنی کچھ حصہ ارام اور کچھ حصہ فلسطین کا اُس کے قبضہ میں آیا۔ اور ہیرودیس انتیپاس کے ہاتھ گلیل اور پیریا آئے۔ پیریا اُن علاقوں کے ایک حصہ کا نام ہے جو یردن کے مشرق کی طرف واقع ہیں۔ جب یوسف مصر سے لوٹا اور اُس نے ارخلاؤس کی ظالمانہ طبیعت کا حال معلوم کیا تو اُس نے اُس کے ملک میں رہنا غیر محفوظ سمجھا۔ سو وہ اُسی شہر کو چلا گیا جہاں وہ پہلے رہا کرتا تھا اور وہاں گلیل کی پہاڑیوں کے درمیان جا گھسا۔

مسیح کا ہیکل کو جانا تقریباً تیس سال تک ناصرت خدا کے مجسّم بیٹے کا مسکن رہا۔ متبرک تاریخ میں اس عرصہ کے صرف ایک واقعہ کا پتہ ملتا ہے۔ یا یوں کہیں کہ سینتیس برس کے بند باغ میں سے صرف ایک ہی پھول ہم کو نصیب ہوتا ہے اور وہ نجات دہندے کے یروشلم جانے کے متعلق ہے جب اُس کی عمر صرف بارہ برس کی تھی۔ یہودی خیال کرتے تھے کہ اُس عمر کو پہنچ کر لڑکا "شریعت کا فرزند" ہو جاتا ہے۔ جب

یوسف اور مریم گھر کو لوٹ رہے تھے تو انھوں نے یسوع کو گلیلی قافلہ میں نہ پایا۔ سو وہ اُس کی تلاش میں پھر یروشلم کو واپس گئے اور اُسے ہیکل کے عالموں کے درمیان پایا جہاں وہ اُن کی باتیں سنتا اور اُن سے سوال کرتا تھا اور جب اُس کی ماں نے اُس تردّد کے باعث جو اُسے اور یوسف کو اُس کے سبب لاحق ہؤا تھا اُسے ملامت کی تو اُس نے یہ قابلِ یاد جواب دیا۔ "تم مجھے کیوں ڈھونڈتے تھے؟ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں رہنا ضرور ہے"۔ ناصرت میں واپس آ کر وہ اپنے ماں باپ کی تابعداری کرتا رہا۔ اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے اور ایک انجیل بھی اس کی تائید کرتی ہے (مرقس ۶/۳) کہ جب تک وہ ناصرت میں رہا وہ بڑھئی کا کام کرتا رہا۔

گلیل پاک نوشتوں کا مسیح کی زندگی کے اس لمبے حصہ کی نسبت خاموش رہنا ہماری دلچسپی کو ناصرت اور اُس کے گردِ نواح کے متعلق دوبالا کر دیتا ہے۔ اور ہم ہر ایک پہاڑ چٹان اور درخت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تاکہ مسیح کی اوائل عمری کا حال بتلانے میں وہی ہماری مدد کرے۔ جس علاقہ میں ناصرت واقع ہے وہ قدیم زمانہ میں زبلون کے مقبوضات میں شامل تھا۔ لیکن شہر کا نام نہ پُرانے عہد نامہ میں آتا ہے اور نہ نئے عہد نامہ میں سوائے اُس موقعہ کے جہاں یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ مسیح کی پہلی رہائشگاہ تھا۔ گلیل کا بالائی حصہ قدیم زمانہ میں اسوری بادشاہوں کے قبضہ میں آ گیا تھا اور اُنہوں نے اُس کے باشندوں کو نکال دیا تھا۔ (دیکھو باب ۱) اور اس وقت سے لے کر اُس کی آبادی ملی جلی چلی آتی تھی۔ نئے عہد نامہ میں اُسے "غیر قوموں کا جلیل" کہا ہے (متی ۴/۱۵) کیونکہ یہودیوں میں فنیکی۔ ارامی۔ یونانی اور عرب مل جل گئے تھے۔ اس بات کے سبب سے اہل گلیل کے اوضاع و اطوار اور بول چال میں ایک خاص قسم کی کیفیت پیدا ہوئی جس کے سبب سے یہودی اُن سے نفرت کرنے لگے۔ یہی سبب تھا کہ مذہبی معاملات کی ظاہری تبدیلیوں کو دیکھ کر اُن کا غرور اور تعصّب اس قدر مشتعل نہ ہوتا تھا جس قدر یہودیوں کا۔ اور یہی سبب تھا کہ یہ علاقہ مسیح کی پیدائش اور اس کے کام کے آغاز کے لئے یہودیہ کی نسبت زیادہ بہتر تھا۔ وہ تند اور مجذوبانہ جوش جو یروشلم کے اندر اور باہر پایا جاتا تھا گلیل تک نہ پہنچا تھا۔ پس اس علاقہ میں ہمارا خداوند دُور دُور تک امن و امان کی حالت میں چل پھر سکتا تھا اور جابجا اتنا کر سکتا تھا کہ کم از کم توجہ سے سننے والوں کی جماعتوں کو اپنے پاس جمع کرے مگر اس کے برعکس

یہودیہ میں لوگ اُس کی جان کے درپے تھے اور اُس کا وہاں جانا اُس کے شاگردوں کے لئے سخت تردّد اور تفکّر کا باعث ہوتا تھا۔ اُس کے رسول گلیل کے رہنے والے تھے۔ اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد یہیں پانسو آدمیوں نے اُس کو ایک ہی دفعہ دیکھا لیکن یروشلم کی تمام کلیسیا حالانکہ رسولوں اور دیگر شاگردوں کے وسیلے جمع کی گئی تھی ایک سو بیس جانوں سے زیادہ نہ تھی۔

ناصرت شہرِ ناصرت اُس چھوٹے سے میدان میں واقع ہے جو ان پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے جو میدان اسدرلان کی شمالی حد پر کھڑی ہیں۔ پندرہ پہاڑیاں اس طرح آپس میں ملتی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس با امن میدان کے اردگرد ایک احاطہ سا بنا رہی ہیں اور دیوار کی طرح کھڑی تاکہ اسے ہر طرح کے حملوں سے محفوظ رکھیں۔ ان ہریالی پہاڑیوں کے درمیان یہ جگہ ایک زرخیز اور خوبصورت کھیت کی مانند پڑی ہے۔ اور خوبصورت پھولوں۔ انجیر کے درختوں۔ چھوٹے چھوٹے باغوں اور خاردار ناشپاتیوں کی باڑوں سے بھری ہوئی ہے اور گھنی گھاس خوبصورت مرغزار کا کام دیتی ہے۔ کارمباس کا بیان نہ صرف شاعرانہ مذاق کی خبر دیتا ہے بلکہ بڑی خوبصورتی سے حقیقت پر بھی دلالت کرتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ ناصرت گلاب کا پھول ہے۔ چنانچہ گلاب کی طرح اُس کی شکل گول گول سی ہے اور پہاڑوں سے اُسی طرح گھرا ہوا ہے جس طرح گلاب کا پھول پتیوں سے گھرا ہوا ہوتا ہے۔ یہ شہر وادی کے جنوب مغربی پہلو کے ایک گہرے نشیب پر واقع ہے اور اس کا سب سے بڑا مکان جو فرانسسکن کنونٹ آف دی اننسی ایشن (یعنی وہ مکان جو رومن کیتھلک درویشوں نے فرشتے کے مریم کے پاس آنے اور مسیح کی پیدائش کی خبر دینے کی یادگار کے لئے بنایا ہے) کہلاتا ہے اپنے سفید گھنٹہ گھر اور خاکی رنگ دیواروں کے ساتھ اسی جگہ کھڑا ہے۔

درویشوں کی روایتیں شہر کی آبادی ان دنوں قریباً چند ہزار کے ہوگی۔ اور بہت حصہ اس آبادی کا مسیحی ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ معمول کے مطابق رومن کیتھلک درویشوں نے اس شہر کو "پاک مکانوں" سے بھر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ راہب خانہ اُس جگہ کھڑا ہے جہاں کنواری مریم رہتی تھی۔ گرجا کے نیچے وہ غار ہے جہاں اُس بتولہ کو فرشتہ نے آکر سلام کیا۔ اور کہتے ہیں اِس جگہ وہ گھر گیا تھا جو محمدیوں کی چھوت سے بچنے کے لئے ہوا میں

اُڑ کر اطالبہ کے شہر لاریٹو کو چلا گیا۔ دو میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی ہے جو ماؤنٹ آف پرے سپی ٹیشن کہلاتی ہے اور کہتے ہیں کہ وہ وہی پہاڑی ہے جہاں سے ناصرت والوں نے مسیح کو نیچے دھکیلنا چاہا۔ لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ وہ پہاڑی اتنی دور نہیں ہو سکتی۔ اُس پہاڑی میں جس پر شہر آباد ہے کئی سیدھے ٹیلے پائے جاتے ہیں جو چالیس یا پچاس فٹ اُونچے ہیں اور اغلب ہے کہ انہی میں سے کسی پر سے اُس کو گرانے کی کوشش کی گئی ہوگی۔

پھر ایک اَور جگہ ہے جو ”مریم کا چشمہ کہلاتی ہے۔ ممکن ہے کہ مریم بھی اکثر اس جگہ جایا کرتی ہوگی جس طرح اَور عورتیں وہاں جاتی ہونگی۔ ایک یونانی روایت یہ کہتی ہے کہ اسی جگہ جبرائیل نے مسیح کی پیدایش کی خبر دی تھی۔ لیکن اُس لطف میں جو سیاحوں کو اس جگہ نصیب ہونا ہے بہت جلد اُس نظارے سے جو نظر سے گذرتا ہے خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی لڑکیاں جو پانی کے لئے آتی ہیں اس بات کے لئے جھگڑتی رہتی ہیں کہ پہلے کون پانی بھرے۔

شہر کا گرد و نواح

لیکن رومن کیتھلک درویشوں کی روایتیں بہت تسلّی بخش نہیں ہیں۔ پس سیّاح اُن سے مُنہ پھیر کر جلد اس جگہ کے قدرتی نظاروں کی طرف متوجہ ہوتے اور سوچنے لگتے ہیں کہ مسیح ان کی طرف کس آنکھ سے دیکھتا اور اُس کا دل کس طرح سے متأثر ہوتا تھا۔ ڈاکٹر رابنسن صاحب کہتے ہیں کہ مَیں اکیلا اُس پہاڑی کی طرف جو مغرب کی جانب ناصرت کے اوپر واقع ہے گیا اور وہاں میری آنکھوں کے سامنے ایسا جلالی نظارہ گذرا جس کی توقع میں نے نہیں کی تھی۔ ہوا اُس وقت بالکل صاف اور خاموش تھی۔ اسدرلان کا میدان یا یوں کہیں کہ کم از کم اُس کا تمام مغربی ٹکڑا سامنے موجود تھا۔ بائیں طرف بتور کی گول چوٹی درمیانی پہاڑیوں سے اونچی دکھائی دیتی تھی اور ہرمون خورد اور جلبوعہ کے حصّے بھی نظر آتے تھے اور اُن کے مقابل سمرون پہاڑ جو کرمل کی طرف جاتے ہیں آنکھ سے گذر رہے تھے۔ اس کے بعد کرمل کا سلسلہ دکھائی دیا۔ اس پر کنونٹ آف الیاس شمالی انجام کے قریب واقع ہے اور اُس کے دامن میں ساحل کے قریب حیفہ آباد ہے۔ مغرب کی جانب صبح کی دھوپ میں بحیرہ اعظم چمک رہا تھا۔ کوہ کرمل دور تک سمندر میں پھیلا ہوا تھا گویا اپنے پاؤں پانی میں دھو رہا ہے۔ شمال کی جانب فلسطین کے خوبصورت میدانوں میں سے ایک اَور میدان پھیل رہا تھا جو کہ اسبطوف کہلاتا ہے۔ اور اُس کے پرے لمبے لمبے ٹیلے مشرق سے مغرب کی طرف جاتے اور ایک دوسرے سے اُونچے ہوتے جاتے ہیں حتّٰی کہ کوہستان سفید تک نظر

چلی جاتی ہے جو اُن سب سے اُونچے ہیں اور جن پر وہ جگہ آباد ہے جسے "پہاڑ پر بسا ہؤا" گھر کہنا بجا ہے۔ دہنی طرف بہت فاصلہ پر گویا پہاڑیوں اور پہاڑوں کا سمندر بہ رہا ہے۔ جن کے پیچھے جھیل بتریاس کے اُس طرف اَور بھی اونچے اونچے پہاڑ کھڑے ہیں اور شمال مشرق میں کوہ ہرمون شاہانہ شکوہ کے ساتھ برفانی تاج پہنے کھڑا ہے۔

اُس کے متعلّق پُرانے خیالات و تعلّقات

"میں کئی گھنٹوں تک اسی جگہ اس وسیع نظارے کے خیال میں مستغرق اور اُن واقعات کی غور و فکر میں جو ارد گرد کے مناظر سے وابستہ ہیں ڈوبا ہؤا کھڑا رہا۔ نچلے گاؤں میں دنیا کے نجات دہندہ نے اپنے بچپن کا زمانہ صرف کیا تھا اور قدرتی نظارے جو ہماری آنکھوں کے سامنے موجود تھے کسی وقت اُس کی آنکھوں سے گذرتے ہونگے۔ اُس نے بارہا اُس چشمہ کو دیکھا ہوگا جہاں ہمارے خیمے کھڑے تھے۔ وہ اپنے مبارک قدموں سے اکثر اوقات آس پاس کی پہاڑیوں پر چلا ہوگا اور اُس کی آنکھوں نے اسی جگہ سے بارہا اس سارے قطعہ کو دیکھا ہوگا۔ اسی جگہ سے سلامتی کے شہزادے نے اُس وسیع میدان پر نظر ڈالی ہوگی جہاں بار بار لڑائی کا شور و غل برپا ہؤا اور سپاہیوں کے لباس خون سے رنگے گئے۔ اُس نے اُس سمندر کو بھی معائنہ کیا ہوگا جس پر سے صبا رفتار جہازوں کو اُس کی نجات کا پیغام ایسے لوگوں اور ایسے برّاعظموں میں پہنچاتا تھا جو اُس وقت معلوم بھی نہ تھے۔ دیکھو کس طرح تمام اشیا کی اخلاقی صورت بدل گئی۔ بیشک لڑائی اور خونریزی نے اس ناخوش ملک کو برباد کرنا ابھی تک نہیں چھوڑا اور ایک گہری تاریکی کا پردہ اب بھی لوگوں کے اُوپر پڑا ہؤا ہے تاہم اسی جگہ سے وہ روشنی نکلی جس نے دُنیا کو منوّر کیا اور نئی جگہوں کو دریافت کیا اور اب اُسی روشنی کی کرنیں دُور دُور کے ممالک اور جزائر سے اس ملک پر اپنا عکس ڈالنے لگی ہیں تاکہ اُسی تاریک جگہ کو روشن کریں جہاں سے وہ روشنی پہلے برآمد ہوئی تھی۔

دوسری فصل - پبلک کام کے لئے تیاری

سیاسی تبدیلیاں - تبریاس - پنطیس پلاطس یروشلم میں - مذہب کی حالت - یُوحنّا کی خدمت - یسوع کا بپتسمہ - ہیرودیس انتیپاس - یوحنّا کی موت - یسوع کی آزمائش - اُس کا گھر کو چھوڑنا

سیاسی تبدیلیاں قبل اس کے کہ ہمارے خداوند نے پبلک کام کے لئے ناصرت کو چھوڑا یہودیہ کے انتظام میں ایک بڑی تبدیلی واقع ہوئی۔ مسیح کے پہلے فسح سے بھی پیشتر ارخلاؤس کے برخلاف روم کو شکایتیں پہنچنی شروع ہو گئی تھیں۔ اس وجہ سے وہ اپنے عہدے سے برطرف کیا گیا جس پر وہ دس برس تک مامور رہا ۔ پس یہودیہ اس وقت زیادہ تر رومی اختیار اور رومی قانون کے ماتحت آ گیا۔ یعنی وہ ایک رومی صوبہ بن گیا اور اُس کا نظم و نسق رومی گورنر کے سپرد کیا گیا۔ اور یروشلم کو چھوڑ کر قیصریہ دارالخلافہ بنایا گیا۔ جو نبوّت یعقوب نے مسیح کے آنے کے وقت کی نسبت کی تھی وہ پوری ہوئی اور ایسے صاف طور پر کہ اُس سے بڑھ کر اور کوئی بات زیادہ واضح نہ ہو سکتی تھی "یہودا سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حاکم اُس کے پاؤں کے درمیان سے جاتا رہیگا جب تک کہ سیلا نہ آئے"۔ اگر مسیح چند سال بعد آتا تو یہ نبوّت ایسے کامل طور پر پُوری نہ ہوتی۔

تبریاس - پنطس پلاطس قیصر اگستس سنہ ۱۴ء میں ملک عدم کو روانہ ہوا اور اُس کی جگہ اُس کا لے پالک بیٹا تبریاس تخت پر متمکّن ہوا۔ تبریاس کئی سال پہلے سلطنت کے معاملات میں اگستس کے ساتھ شامل تھا۔ اور یُوحنّا بپتسمہ دینے والے کے نمودار ہونے کا زمانہ جو لوقا ۳ : ۱ میں درج ہے وہ اُسی وقت سے شمار کیا گیا ہے جب کہ تبریاس اگستس کی عین حیات میں سلطنت کے معاملات میں دخل رکھتا تھا چونکہ رومی حاکم یروشلم میں ہر دلعزیز نہ تھے لہٰذا اُن کے اور سردار کاہنوں کے درمیان بہت ناچاقی رہتی تھی۔ چونکہ یہ حاکم دعویٰ کرتے تھے کہ ہمیں سردار کاہنوں کو اُن کے عہدے سے ہٹانے کا اختیار

ہے اور اس اختیار کو عمل میں لاتے تھے لہذا بہت تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ ہمارے خداوند کے مصلوب ہونے کے وقت اس عہدے پر ایک طرح دو سردار کاہن مامور تھے یعنی اناؔ اور اُس کا داماد کائفا (لوقا ۳:۲) ترمیم شدہ حساب وقت کے مطابق ۲۶؁ء میں اور عام حساب وقت کے مطابق ۳۰؁ء میں تبریاس نے پنطس پلاطس کو گورنر بناکر یروشلم کو روانہ کیا۔ کہتے ہیں کہ یہ شخص بڑا ظالم اور ہر طرح کی بدکاری میں مبتلا تھا۔ ہیرودیس انتپاس جلیل کا حاکم بنا رہا اور اُس کا بھائی فلپ اتوریا اور ٹرےخانی تس کا حاکم تھا۔ یہ لوگ اپنے اپنے عہدے پر ہمارے خداوند کی وفات کے بعد تک قائم رہے۔

مذہب کی حالت ہمارے خداوند کی زندگی کے ابتدائی زمانہ میں مذہب کی جو حالت تھی اُس کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ جو کچھ بیان ہو چکا ہے وہ مذہب کی حالت پر بھی عائد ہوتا ہے۔ سموئیل۔ داؤد اور یرمیاہ کی دینداری کی نظیریں چھپے ہوئے کونوں اور گوشوں میں ملتی تھیں مگر عام طور پر بظاہر نظر نہ آتی تھیں۔ رسموں اور خارجی ریتوں کا ماننا اور روایات کی پابندی کرنا گویا قومی مذہب کی صورت کے اُبھرے ہوئے خال و خد تھے۔ خدا تعالےٰ پر سچا بھروسہ رکھنا۔ اُس کی شریعت میں دلی خوشی محسوس کرنا۔ اس کی دستکاری اور صنعت پر غور کرنا اور اس کے وعدوں کے پورا ہونے کی راہ صبر سے دیکھنا وغیرہ سب باتیں قریباً معدوم ہو گئی تھیں۔ لوگوں کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ زمانہ گذشتہ کے واقعات پر تو فخر کرتے اور اپنے تئیں خدا کے مقبول اور پسندیدہ سمجھتے تھے مگر اپنی سیرت اور خصلت پر ذرا دھیان نہ کرتے تھے۔ وہ خیال کرتے تھے کہ مسیح آکر اسرائیل کی بادشاہی کو پھر بحال کریگا اور اسرائیل کے نام کو اس کثرت اور وسعت سے بزرگی بخشیگا کہ ویسی بزرگی داؤد اور سلیمان کے وقت میں بھی اُس کو نصیب نہ ہوئی۔

یوحناؔ کا کام جس وقت ہمارا نجات دہندہ اپنے کام کے لئے ناصرت شہر میں چپ چاپ تیار ہو رہا تھا اُسی وقت اُس کا پیشرو یعنی یوحناؔ بپتسمہ دینے والا ملک کے دوسرے انجام پر اپنے کام کے لئے تیاری کر رہا تھا۔ چونکہ یوحناؔ کاہن تھا اس لئے اغلب ہے کہ اُس نے وہ تعلیم بھی پائی ہوگی جو کاہنوں کو عموماً دی جاتی تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ وہ شریعت اور نبیوں کی کتابوں میں پوری پوری تربیت پایا کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ وہ تیس برس کا ہوکر (اور یہ وہ وقت تھا جب کہ کاہنوں کی تعلیم ختم ہؤا کرتی تھی) اور روح سے ملبّس ہوکر بیابان

میں چلا گیا اور جب تک اُس کی پبلک خدمت کا زمانہ نہ آیا وہیں رہا۔ اُن دنوں یہ طریق اختیار کرنا عام تھا چنانچہ یوسیفس کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی دیندار لوگ اپنے زمانہ کی خرابیوں اور دنیاداری سے تنگ آکر صحرائی گوشہ نشینی اختیار کرتے تھے اور وہاں اپنے ہی خیالات کے مطابق اپنے پیروؤں کو تعلیم دے کر اُن کی تربیت کیا کرتے تھے۔ یوسیفس خود ایک شخص کے پاس گیا جس کا نام بانس تھا جو جنگل میں رہتا اور کپڑے پہنا کرتا تھا جو درختوں کی چھال یا پتوں سے تیار کئے جاتے تھے اور ایسی چیزیں کھاتا تھا جو خود بخود زمین سے پیدا ہوتی تھیں اور دن ہو یا رات ٹھنڈے پانی سے غسل کیا کرتا تھا تاکہ اپنے بدن کو پاک رکھے اور اُسے اپنا پیشوا بنا کر تین برس تک اُس کے ساتھ رہا اور اپنا مدعا حاصل کر کے شہر کو واپس آیا۔" پہلے پہل یوحنّا اُن جنگلوں میں رہا کرتا ہوگا جو حبرون کے مشرق اور بحیرۂ مُردار کے قُرب و جوار میں واقع تھے جہاں داؤد اپنے تئیں ساؤل سے چھپایا کرتا تھا اور ہمیں یقین ہے کہ وہ وہاں زبوروں کے مضامین میں مگن رہتا اور خصوصاً اُن زبوروں پر سوچا کرتا ہوگا جن میں مسیح اور اُس کی بادشاہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن جب اُس نے منادی کرنا اور خاص کر بپتسمہ دینے کا کام شروع کیا تو اُس نے محسوس کیا ہوگا کہ اب ضرور ہے کہ اس "خشک جگہ کو جہاں پانی نہیں ملتا" چھوڑے اور یردن کے ساحلوں کی طرف روانہ ہو۔

3/4

یسوع کا بپتسمہ

یوحنّا بپتسمہ دینے والا گویا شریعت اور نبیوں کی رُوح کا مظہر اور جامع تھا۔ اور خدا کی اُس پاک اور مقدس تعظیم نے جو ابرہام۔ اضحاق اور یعقوب کی خدا پرستی اور دیگر عبرانی بزرگوں کی دینداری کی خاص صفت تھی یوحنّا بپتسمہ دینے والے کو انسانیت کے معمولی خوف اور کمزوریوں سے آزاد کر رکھا تھا۔ اُس کا دل زمانہ کے مروّجہ گناہوں کو دیکھ کر حرکت میں آیا ہوا تھا کیونکہ جس طرح سے لوگ خدا کے شاہانہ اختیار کو پامال کر رہے تھے اُس کا معائنہ اُس کے لئے بڑے افسوس کا باعث تھا۔ سو وہ اب ایسے مضبوط دل کے ساتھ جو نہ انسان سے خائف اور نہ کسی اور چیز سے لرزاں تھا اُن طرح طرح کی برائیوں پر جو رائج تھیں حملہ کرنے لگا۔ چنانچہ اُس نے سب لوگوں کو یہ کہہ کر توبہ کی دعوت دی کہ "آسمان کی بادشاہی نزدیک ہے" اور جنہوں نے اُس کے پیغام کو قبول کیا اور گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے آثار ظاہر کئے اُس نے اُن سب کو بپتسمہ دیا۔ وہ شروع ہی سے کہتا تھا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں مگر مسیح آگیا ہے اور اُس کا جلال اور رونق اس درجہ تک وسیع

اور کثیر ہے کہ میں اُس کی جوتی کا تسمہ بھی کھولنے کے لائق نہیں ہوں۔ بیشمار لوگ اُس کی تعلیم سننے کے لئے آتے تھے اور جو اثر لوگوں پر اُس کی منادی سے پیدا ہؤا وہ نہایت توبہ طلب تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ لوگ۔ اُس کی سُن کر کم از کم کچھ عرصہ کے لئے اُسی مذہبی سرگرمی سے بھر گئے ہیں جو داؤد، سلیمان اور حزقیاہ کے زمانہ میں پائی جاتی تھی۔ کچھ مدت کے بعد مسیح خود ناصرت سے روانہ ہو کر اور اسدرلان کے میدان میں سے گذر کر دریائے یردن کے کنارے یوحنّا بپتسمہ دینے والے کے مکان پر پہنچا اور اپنے تئیں بپتسمہ کے لئے اُس کے سامنے پیش کیا۔ یوحنّا نے اپنی نالائقی کو محسوس کر کے پس و پیش کی مگر یسوع نے اپنی درخواست پر بڑا زور دیا اور بپتسمہ پایا۔ اُسی وقت آسمان کُھل گیا اور رُوح القدس کبوتر کی مانند نازل ہؤا۔ اور اُس پر ٹھہرا اور اس کے ساتھ ہی آسمان سے یہ آواز بھی آئی "یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہوں"۔ تھوڑے عرصہ کے بعد یسوع پھر یوحنّا کے پاس آیا اور یوحنّا نے اُس پر یہ گواہی دی "دیکھو خدا کا برّہ جو جہان کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے"۔ یوحنّا کے ان خوبصورت الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کے کام کی نسبت بڑا یقینی علم رکھتا تھا یعنی وہ جانتا تھا کہ وہ گناہ کا اُٹھانے والا اور فدیہ دینے والا نجات دہندہ ہے۔ اس طرح کا علم بہت کم دینداروں کو حاصل تھا۔

ہیرودیس انتیپاس اور یوحنّا کی موت

لیکن اٹھارہ مہینے بعد اس بزرگ اور بہادر شخص کے کام کو ہیرودیس انتیپاس نے جو گلیل کا حاکم تھا بند کر دیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ یوحنّا اپنی سچائی کے سبب اُس کی خفگی کا شکار ہؤا۔ اُن دنوں یہ نالائق حرکت بکثرت مروّج تھی کہ شہزادے دوسروں کی جوروؤں کو اپنے گھر بٹھا لیتے تھے اور اپنی بیگموں کو طلاق دے دیتے تھے آگستس قیصر خود اس علّت میں گرفتار تھا۔ اُس نے کئی اور اشخاص کو جبراً اس فعل بد کے ارتکاب پر آمادہ کیا اور جب بڑے بڑوں نے ایسا شروع کیا تو یہ عین فطرت انسانی کے موافق تھا کہ یہ حرکت اور بھی آزادی کے ساتھ جماعت کے ادنیٰ درجوں میں جا گھسے اور وہاں خرابی اور بے ترتیبی کو پھیلائے اور جماعت کی جڑ کاٹ ڈالے۔ یوحنّا نے اپنی معمولی شجاعت کے ساتھ اس بدی پر اُس شخص کی حملہ کیا جو ملک میں سب سے بڑا آدمی تھا اور اس کے پنجہ میں گرفتار تھا۔ ہیرودیس نے اپنے بھائی فلپ کی بیوی ہیرودیاس کو اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ یوحنّا نے اُس کو تنبیہ کی کہ ایسا کرنا گناہ ہے اس پر ہیرودیس نے اُس کو قید کر دیا اور جب ہیرودیاس کی بیٹی نے ہیرودیس کو ناچ کر خوش کیا

تی
14/4

اور اُس کے صلہ میں بادشاہ نے اُس سے کہا کہ جو مانگنا چاہتی ہے سو مانگ تو اُس نے یوحنّا کا سر مانگا۔ بادشاہ اس درخواست سے رنجیدہ ہؤا مگر اُس میں اتنی ہمّت نہ تھی کہ اس نفرت انگیز سوال کو ردّ کرے۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ اُس مقدّس شخص کا سر اُس بدچلن لڑکی کے حوالہ کیا گیا۔ اس لڑکی میں بھی اپنی ماں کی طرح اُن ملائم اور حیا والی صفات کا نام و نشان نہ تھا جو عورتوں کی حقیقی زینت اور خوبصورتی سمجھی جاتی ہیں۔ گمان کیا جاتا ہے کہ یوحنّا قلعہ مکیرس میں جو یردن کے مشرق میں واقع تھا قید کیا گیا۔ کینن ٹرسٹرم صاحب کو اس جگہ وہ کھنڈر ملے جنہیں دیکھ کر اُن کو یہ خیال گذرا کہ یہ ایک قید خانہ کے کھنڈر ہیں۔ اور ناممکن نہیں کہ یہی وہ قید خانہ ہو جہاں یوحنّا قید تھا۔ مگر ہیرودیس نے بھی اِس شاہانہ طاقت کا جسے اُس نے ایسے بُرے طور پر استعمال کیا تھا بہت دن تک مزہ نہ چکھا کیونکہ اُس کی تکالیف کا سلسلہ ہیرودیس کے تعلّق ہی سے شروع ہو گیا۔ چنانچہ اس کی بیوی جو ارتباس شاہ عرب کی بیٹی تھی اُس کی اس کارروائی سے متنفّر ہو کر اپنے باپ کے پاس بھاگ گئی۔ ارتیاس نے ہیرودیس کی سلطنت پر حملہ کیا اور اُسے شکست دی۔ اس کے بعد ہیرودیس روم میں بڑی بے عزتی میں گرفتار ہؤا اور ہسپانیہ کو جلا وطن کر کے بھیجا گیا جہاں وہ اور اُس کا خاندان سخت تکلیف میں مبتلا ہو کر ملک عدم کو روانہ ہوئے۔

یسوع کی آزمائش بپتسمہ پانے کے تھوڑے عرصہ بعد یسوع رُوح پاک کے وسیلہ بیابان میں پہنچایا گیا جہاں شیطان نے اُس کی آزمائش کی۔ تین مرتبہ دشمن نے کوشش کی کہ اُسے اُس پاک خدمت اور الٰہی بھروسہ کے راستہ سے گمراہ کرے جس پر اس نے قدم رکھا تھا۔ آزمائشیں یہ تھیں۔ اوّل اُس نے اسے ایک ذاتی خواہش کے پورا کرنے کی ترغیب دی یعنی بیابان کے پتھروں کو روٹی بنانے کا خیال اُس کے سامنے رکھا اور پھر خودنمائی کے لئے اکسایا۔ یعنی ہیکل کے کنگورے پر سے گرنے کی ترغیب دی اور آخر کار اُسے ایک مکروہ نفع کے لئے بھکانا چاہا اور یہ ترغیب دی کہ مجھے سب کا خداوند جان کر سجدہ کر اور اس کے صلہ میں ساری چیزیں مجھ سے حاصل کر۔ لیکن یسوع نے ان تمام آزمائشوں کا مقابلہ کیا اور سب کا جواب اُن الفاظ میں ادا کیا جو کلام اللہ سے اقتباس کئے گئے تھے۔ الفاظ "پہنچایا گیا" اور نیز لفظ "بیابان" سے جس پر حرف تعریف اصل یونانی میں وارد ہؤا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ آزمائش کی جگہ ایک صحرائی قطعہ تھا جو اوپر کے رُخ یردن

سے شروع ہوتا اور یروشلم اور یریحو کے مابین واقع تھا جسے یروشلم کے باشندے "وہ بیابان" یا الصحرا کہا کرتے تھے اور جو نیک سامری کی تمثیل کے واقعات سے وابستہ ہے۔ یریحو کے قریب ایک پہاڑی واقع ہے جو چالیس دن تک روزہ رکھنے کے سبب سے کرنتینہ کہلاتی ہے۔ روایت ہے کہ اسی جگہ خداوند کی آزمایش ہوئی۔ اس پہاڑی کی بنجر اور ویرانہ سی خشک حالت اس گمان کی تائید کرتی ہے۔

اُس کی خانگی زندگی کا خاتمہ آزمایش کے بعد جب یسوع اُس جگہ واپس آیا جہاں یوحنا بپتسمہ دیتا تھا تو اُس نے اندریاس۔ یوحنا۔ شمعون۔ فیلبوس اور نتھانی ایل کو شاگرد بنا کر اپنے ساتھ لیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو یسوع کا پُرفضل کلام سننے سے وہ روحانی بینائی نصیب ہوئی جس کے ذریعہ انہوں نے جان لیا کہ وہ خدا کا بیٹا اور بنی آدم کا نجات دہندہ ہے۔ اُنہوں نے اُس کا "ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال" جو فضل اور سچائی سے معمور تھا۔ رسالت کے لئے وہ اس واقعہ سے کچھ مدت بعد بلائے گئے۔ ہمارے خداوند نے خانگی گوشہ نشینی چھوڑ کر اپنا پبلک کام اُسی موقع پر اختیار کیا جب اُس نے قانا میں شادی کی تقریب پر پانی کو انگور کا رس بنا کر اپنا پہلا معجزہ دکھایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس معجزہ کے وسیلے اُس نے اپنی انجیل کی اُس تاثیر کا پتہ دیا جو زندگی کی عام خوشیوں کو ہر حال میں اور خصوصاً خاندانی دائرہ کے اندر دلپسند بناتی ہے اور ایسی صورت میں کہ عام چیزوں سے وہ سچا لطف پیدا ہوتا ہے جو عشرت کے بڑے بڑے ساز و سامان سے دستیاب نہیں ہوتا۔ جب اُس نے اپنی ماں کو جو اپنا مادرانہ اختیار اس معاملے میں برتنا چاہتی تھی یہ کہا "اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام۔ میرا وقت ابھی نہیں آیا" تو اُس نے یہ ظاہر کیا کہ مجھے آیندہ مریم کا بیٹا نہیں بلکہ خدا کا خادم تصوّر کرو۔ ضرور تھا کہ اب آگے کو لوگ اُسے خدا کا مسیح سمجھیں۔

تیسری فصل۔ ہمارے خداوند کے کام کا ابتدائی حصّہ

یہودیہ میں کام۔ ہیکل کو صاف کرنا۔ نکدیمس۔ سامریہ کی عورت۔ گلیل آ کفرنحوم۔ ناصرت کو جانا۔ جھیل گلیل۔ سیّاحوں کے بیانات۔ گنیسرت کا میدان۔ شہر۔ مچھلی پکڑنے کا کام۔ اردگرد کے پہاڑوں میں آرام پانے کی جگہ۔ بارہ رسولوں کا تقرّر

یہودیہ میں کام۔ ہیکل کو صاف کرنا ہمارے خداوند کے کام کا پہلا حصّہ زیادہ تر یہودیہ میں طے ہوا لیکن اس حصّہ کا تحریری بیان ہمارے پاس بہت تھوڑا پہنچا ہے۔ قانا سے واپس آنے کے بعد جو پہلا کام قلمبند ہے وہ یہ ہے کہ اس نے ہیکل سے صرافوں کو نکالا اور اپنے باپ کے گھر کو تجارت خانہ بننے سے بچانے کی کوشش کی۔ اگر قانائے گلیل کا معجزہ خاندانی زندگی کی اُس پاکیزگی اور برتری کی خبر دیتا تھا جو اُس کی طفیل سے وجود میں آنے والی تھی تو ہیکل کا پاک کرنا اس بات کی خبر دیتا تھا کہ الٰہی عبادت بھی ہر طرح کے داغ سے پاک ہو کر اعلیٰ پایہ تک پہنچ جائیگی اور خدا کی ایسی تعظیم کی جائیگی جس کی نظیر اُس وقت موجود نہ تھی۔

نکدیمس اس کے بعد اس گفتگو کا ذکر آتا ہے جو اُس کے اور نکدیمس کے درمیان واقع ہوئی۔ اس موقع پر صرف وہ ایک شخص کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور انسان کی پاکیزگی اور نجات کا مضمون پیش کرتا ہے۔ ”اگر آدمی نئے سرے سے پیدا نہ ہو تو وہ خدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا۔“ اس کے ساتھ ہی وہ الٰہی طریقہ بھی جس کے وسیلے انسان بربادی سے بچ سکتا ہے۔ ظاہر کیا جاتا ہے اور یہ امر بذریعہ اُس اشارہ کے ظاہر کیا جاتا ہے جو بیابان میں سانپ کے بلند کرنے کی طرف پایا جاتا ہے۔ لیکن ہم کو اس بات کی خبر نہیں کہ یہودیہ میں کتنے دن تک کام ہوا اور نہ یہ جانتے ہیں کہ اُس سے کیا نتائج پیدا ہوئے۔

سامریہ کی عورت اس کے بعد جو واقعہ قلم بند کیا گیا ہے وہ اُس کا سفر ہے جو اُس نے گلیل کی جانب اختیار کیا اور جس کے ضمن میں وہ گفتگو قلم بند ہے جو اُس کے اور سامریہ کی عورت کے درمیان یعقوب کے کنوئیں پر ہوئی۔ یہاں بھی وہ ایک ہی شخص سے گفتگو کرتا ہے اور یہاں بھی الٰہی پاکیزگی اور نجات کی ضرورت ظاہر فرماتا ہے۔ نکدیمس کے ساتھ گفتگو کرنے میں وہ گویا ایک ایسے شخص سے ہمکلام ہوا جو بڑا عزت دار اور بظاہر دیندار آدمی تھا۔ جب وہ سامریہ کی عورت سے باتیں کرنے لگا تو ایسی عورت سے ہمکلام ہوا جو ایک بدنام اور بدکردار تھی۔ لیکن وہ دونو کے لئے خوشی کی خبر رکھتا تھا۔ اس نے عورت کے ساتھ گفتگو نجات کو پانی سے تشبیہ دیکر شروع کی اور اُس پر یہ ظاہر فرمایا کہ نجات بالکل مفت ملتی ہے "اگر تُو خداوند کی بخشش کو جانتی اور یہ بھی جانتی کہ وہ کون ہے جو تجھ سے کہتا ہے مجھے پانی پلا تو تُو اُس سے مانگتی اور وہ تجھے زندگی کا پانی دیتا"

گلیل۔ کفرنحوم۔ ناصرت کو جانا اس کے بعد ہمارے خداوند کے کام کا زیادہ حصہ گلیل میں انجام پاتا ہے۔ اپنے کام کے شروع میں وہ ناصرت سے جو اُس کی رہایش گاہ تھا اُٹھ کر کفرنحوم میں آگیا اور اُسے اپنا صدر مقام بنایا۔ کفرنحوم کی جائے وقوع کو دریافت کرنا آسان نہیں۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ وہ اُس میدان میں واقع تھا جو جھیل گلیل کے شمال مغربی ساحل پر پایا جاتا ہے۔ یہ جگہ ناصرت کے مقابلہ میں اور ہی طرح کی تھی۔ اسی میں کاروبار کا شور اور کام کرنے والوں کی حرکت زوروں پر تھی مگر نئے عہد نامہ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم ایک مرتبہ وہ پھر ناصرت کو گیا۔ اُس موقعہ پر سبت کے روز عبادت خانہ میں داخل ہوا اور یشعیاہ کی کتاب کے اکسٹھویں باب کا کچھ حصہ پڑھ کر سُنایا اور اُن پر اپنی بادشاہی کی روحانی برکتیں ظاہر کیں لیکن اہل ناصرت روحانی باتوں کا مذاق نہ رکھتے تھے۔ وہ زیادہ تر یہ چاہتے تھے کہ اُن کو فوق العادت قدرت کا تماشا دکھایا جائے۔ اور جب مسیح نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو وہ ناراض ہوئے اور اُن کا غصہ اس قدر بھڑک اُٹھا کہ اُسے ایک پہاڑی کے ٹیلے پر لے گئے جس پر شہر بسا ہوا تھا اور اگر وہ معجزانہ طور پر اپنے تئیں نہ بچاتا تو وہ اُسے نیچے گرا دیتے۔ اس کے بعد کفرنحوم زیادہ خصوصیت سے اُس کا "اپنا شہر" کہلانے لگا۔ اور اگرچہ یہیں اُس کا گھر تھا تو جھیل کے مشہور پانی وہ خاص جگہ تھی جو اُس کو

گھر سمجھا جا سکتا تھا۔

جھیل گلیل اور سیاحوں کے بیانات یہ بات غور طلب ہے کہ کس طرح سیاح اس جھیل کا بیان کرنے میں ایک دوسرے سے اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر کلارک صاحب کے خیال کے مطابق یہ جھیل کمبرلینڈ اور ویسٹ مورلینڈ کی جھیلوں سے زیادہ لمبی اور خوبصورت ہے اور صرف لاک لامنڈ سے جو سکاٹ لینڈ میں واقع ہے درجہ میں کم ہے۔ لیکن ڈاکٹر رابنسن صاحب کہتے ہیں کہ جو خیالات میں اس کی خوبصورتی کی نسبت رکھتا تھا ان میں سے چھوٹے چھوٹے خیالات بھی درست نہ نکلے۔ ڈین سٹینلے صاحب اس کی خوبصورتی پر کسی طرح کی رائے نہیں دیتے بلکہ فقط اس کے خاص خاص خد و خال کا ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ قد و قامت میں یہ جھیل ۱۳ میل لمبی اور ۶ میل چوڑی ہے لیکن جب مشرقی ہوا صاف ہوتی ہے تو اس سے بھی چھوٹی دکھائی دیتی ہے۔ جس سبب سے وہ انگلستانی جھیلوں سے مختلف معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک گہرے نشیب میں واقع ہے جس کی وجہ سے اس میں کسی قدر وہی اجنبی اور مصنوعی خاصیت پائی جاتی ہے جو بحیرۂ مردار سے مخصوص ہے۔ مشرقی جانب کی پہاڑیاں چپٹی سی ہیں مگر جو پہاڑ شمال اور مغرب کے رخ پائے جاتے ہیں وہ مختلف قد و قامت اور خوبصورتی سے مالا مال ہیں۔ جب کوئی مسافر ان چٹانی دیواروں میں سے جو اس جھیل کو گھیرے ہیں نیچے اترتا ہے تو اسے کھجور کے اور دیگر درخت جو گرم آب و ہوا میں پیدا ہوتے ہیں ملتے ہیں۔ جھیل کے جنوبی حصہ میں تبریاس کے گرم چشمے آتے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ آتش فشانی کا وہ عمل جس نے گذشتہ زمانوں میں تمام علاقے پر بڑا اثر کیا اب بھی کسی قدر اپنا کام کر رہا ہے۔ جھیل کے کنارے کنارے ریت کا ہموار ٹکڑہ چاروں طرف موجود ہے۔ اسی جگہ سے پہاڑ بھی شروع ہو جاتے ہیں اور عموماً آہستہ آہستہ پر گیاہ ڈھلوانوں کی صورت میں اٹھتے جاتے ہیں اور کہیں کہیں اونچے اونچے ٹیلے بھی آ جاتے ہیں۔ ساحل پر جا بجا خوبصورت اولینڈر اور دیگر درخت اپنا پر بہار جلوہ دکھاتے ہیں۔ مغربی طرفیں چشموں کی کثرت سے ایسی سبزی اور زرخیزی سے مالا مال ہیں جو مشرقی نواح کو نصیب نہیں۔

گنیسرت کا میدان ساحل کے ایک حصہ پر یعنی اس کے شمالی مغربی کونے پر پہاڑ ذرا پیچھے ہٹے ہوئے ہیں۔ اس سبب سے وہاں ایک ہموار۔ سیراب اور زرخیز میدان موجود

ہے جو دو میل چوڑا اور تین چار میل لمبا ہے۔ یہی میدان گنیسرت کی سرزمین یا ملک کہلاتا ہے۔ جس کا ذکر مسیح کی تعلیم اور کام کے متعلق بہت آتا ہے۔ چار چشمے اپنی ندیوں سے اس کو سیراب کرتے ہیں۔ بڑے بڑے اناج کے کھیتوں سے زمین کی زرخیزی اور زرریزی کا حال کھلتا ہے۔ ساحل کے آس پاس اولینڈر وغیرہ درختوں کا ایک بڑا جنگل موجود ہے جہاں بیشمار جانور پناہ پاتے ہیں۔ غرضیکہ تمام قطعہ کی شکل کو دیکھ کر صدوم کی وادی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور خیال گذرتا ہے کہ وہ بھی لوط کے دنوں میں ایسی ہی ہوگی۔ وہ اُس سے آگے کہ خداوند نے صدوم اور عمورہ کو برباد کیا خداوند کے باغ اور مصر کے ملک کی مانند خوب سیراب تھی۔

شہر ہمارے خداوند کے زمانہ میں جھیل کا شمال مغربی کنارہ شہروں اور گاؤں سے بھرا ہؤا تھا۔ چنانچہ اس جگہ کفرنحوم خرازین اور ایک بیت صیدا۔ مگدلا اور دیگر شہر آباد تھے مگر ان دنوں یہ بھی معلوم نہیں کہ اُن کی خاص جائے وقوع کون کون سی ہے۔ ماسوائے اُن حرفوں اور پیشوں کے جو خشکی پر کئے جاتے تھے کفرنحوم کے نزدیک ماہی گیری کا کام کثرت سے انجام پاتا تھا۔ دو گاؤں جو جھیل کے کنارے واقع تھے مغربی اور مشرقی بیت صیدا کہلاتے تھے۔ لفظ بیت صیدا کے معنی "مچھلی کا گھر" ہیں اور یہ نام اُن کو اس لئے دیا گیا تھا کہ وہاں مچھلیاں کثرت سے پکڑی جاتی تھیں۔ اور ان تمام جگہوں سے سینکڑوں مچھوے جھیل پر آکر اپنا کام کیا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے ساتھ کشتی سازوں کے گروہ اور ان کشتیوں کو بھی جو تجارت۔ تفریح اور سفر کے لئے استعمال کی جاتی تھیں دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام جگہ زندگی اور طاقت کا ایک عجیب مرکز ہوگی۔ جھیل کی سطح پر جابجا ان کشتیوں کے جو پہاڑی ہوا کے زور سے چلتی ہونگی بادبان دکھائی دیتے ہونگے اور اُدھر کنارے پر مکانات۔ محل اور یہودیوں اور رومیوں کے عبادت خانے اور مندر چمک کر اپنا جلوہ دکھاتے ہونگے۔ اُس زمانہ کی حالت اور جھیل کی موجودہ غیر آباد حالت میں کس قدر زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ڈاکٹر رابنسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب اُنہوں نے اس جھیل کو دیکھا اُس وقت صرف ایک کشتی اُس کی سطح پر چلتی تھی۔

ماہی گیری یہ جگہ گلیل کے لئے گویا کارخانوں کی جگہ تھی۔ لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف اور اپنے اپنے حرفہ میں مشغول نظر آتے تھے۔ ہر طرف دوڑ دھوپ کا بازار گرم دکھائی دیتا

تھا۔ وہ ”تاجر اور سیاح چاروں طرف سے یہاں آتے تھے۔ اور وہ یسوع کی شہرت جلد جلد تمام ملک میں پھیلاتے ہونگے۔ یہاں ہر فرقہ اور خاصیّت کے لوگوں کو دیکھنے کا موقعہ ملتا ہوگا یہاں وہ ”تھکے اور بڑے بوجھ سے لدے ہوئے“ نظر آتے ہونگے جو اُس گرم ملک میں اپنی مشقّت اور محنت کے مارے اپنے بوجھوں کے نیچے دبے جاتے ہونگے۔ یہیں محصول لینے والے پانی کے کنارے اپنی اپنی محصول کی چوکیوں پر بیٹھے دکھائی دیتے ہونگے۔

رومی سپاہی غلاموں کے ساتھ شاہی محل کی محافظت کرتے یا ان چیزوں کی نگہبانی کرتے دکھائی دیتے ہونگے جو ہیرودیس کے حق میں مفید تھیں وہ ”عورتیں جو گنہگار تھیں“ دولت کے سبب یا اس جگہ کے رہنے والوں کی بدکاری کے باعث یہاں آتی تھیں اور وہ مضبوط ملّاح بھی یہاں موجود تھے جو اُس پُروقا اور شکر گذار روح سے معمور تھے جس کے سبب سے وہ مشہور تھے اور جن میں وہ محنت اور ملائمت کی روح پائی جاتی تھی جو مسیح اپنے شاگردوں کے لئے چاہتا تھا۔ جھیل کی وسیع ماہی گیری میں مسیح کے ایام میں ایک نئی دلچسپی پیدا ہوئی۔ دو کشتیوں کا کنارے پر آنا۔ شمعون اور اندریاس کا اپنے جالوں کو پانی میں ڈالنا۔ یعقوب اور یوحنّا کا کنارے پر اپنے جالوں کو دھونا اور مرمّت کرنا۔ اُن کا ساری رات محنت کرنا اور کچھ نہ پکڑنا مگر پھر مچھلیوں کا اس کثرت سے آنا کہ جال کا ٹوٹنے لگنا۔

فلپّس۔ اندریاس اور شمعون کا بیت صیدا سے علاقہ رکھنا جو ماہی گیری کا گھر تھا۔ پہلی مچھلی کے پکڑنے کے لئے کانٹے کو پانی میں ڈالنا۔ جال کا پانی میں پھینکا جانا اور اُس کا ہر طرح کی مچھلیوں کو سمیٹ لانا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو سوائے اس ایک جگہ کے اَور کسی جگہ فلسطین میں واقع نہ ہو سکتی تھیں اور یہ ایسی باتیں ہیں جو اس ایک جگہ سے پیدا ہو کر تمام مہذّب دُنیا کی دینی زبان میں مل جُل گئی ہیں۔ اور جنہوں نے اپنی شرح بلکہ کئی موقعوں پہ اپنی غلط شرح سے قوموں کو تبدیل کر دیا اور یورپ کی سلطنتوں کو ہلا دیا ہے۔

اِردگرد کے پہاڑوں میں آرام پانے کی جگہ

جب یسوع اس کثیر آبادی کے درمیان لوگوں کی روحانی تکلیفوں کو محسوس کرکے کام کیا کرتا تھا اُس وقت اُسے اَور کسی طرح آرام نہ ملتا تھا سوائے اِس کے کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائے۔ وہ پہاڑ جو جھیل گنیسرت کے اردگرد واقع تھے اور خصوصاً وہ جو مشرقی جانب موجود تھے

اُن میں ایسے تنہا مقام پائے جاتے تھے جہاں وہ حسب خواہش اور بڑی آسانی کے ساتھ آرام حاصل کر سکتا تھا پس اُسے ساحل سے فقط چند میل جانا پڑتا تھا یا یوں کہیں کہ اُسے جھیل عبور کر کے فقط اُن پہاڑوں میں داخل ہونے کی ضرورت تھی جو جھیل کے اُس طرف واقع تھے تاکہ ایسی جگہ میں جا گھسے جو خاموشی اور تنہائی کے اعتبار سے ایسی ہی ہو جیسی اُس کی رہائشگاہ کام کاج کے شور و غل کے سبب سے تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اُن "پہاڑوں" کا حوالہ انجیلوں میں پایا جاتا ہے جہاں وہ دعا میں راتیں صرف کر دیتا اور ان ویرانوں کا جہاں وہ اپنے شاگردوں کو جھیل کی دوسری طرف آرام کے لئے بلا لیا کرتا تھا۔ جس وقت ضرورت ہوتی ہوگی اُسی وقت ایک گھنٹہ بھر کا چلنا یا کشتی پر سوار ہونا۔ اُسے کفرنحوم کی گلیوں کے شور و غوغا سے نکال کر صحرا کی سب سے خاموش جگہ میں پہنچا دیتا ہوگا۔

بارہ رسولوں کا تقرر یسوع نے اپنے کام کے شروع میں ایک عجیب طریقہ اختیار کیا تاکہ اُس سے اُس کا کام ترقی پائے اور اُس کے گذر جانے کے بعد بھی جاری رہے۔ اُس نے رسولوں کا مکتب جاری کیا۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ رات بھر دعا مانگنے کے بعد اُس نے اپنے شاگردوں میں سے بارہ کو بلایا اور بڑی سنجیدگی سے اُن کو خدمت کے لئے مخصوص کیا۔ اُن میں سے زیادہ تر غریبوں میں سے بلائے گئے تھے لیکن وہ بڑے دیانتدار اور سرگرم لوگ تھے۔ وہ ان پڑھ تھے اور بسا اوقات اپنی خود رائی کو کام میں لاتے تھے۔ ان بارہ میں سے تین یعنی پطرس۔ یعقوب اور یوحنا خاص خاص موقعوں پر بھی اُس کے ساتھ رہتے تھے۔ یہ سب رسول اُس کی خدمت کے تمام زمانہ میں اُس کی پیروی کرتے اور تعظیم اور محبت میں بڑھتے رہے۔ لیکن ان وفاداروں کے درمیان ایک افسوس ناک مستثنیٰ بھی تھا اور وہ اُس کا پکڑوانے والا یہوداہ اسکریوتی تھا جس کی زمینی زندگی کبھی اُس عرشِ معلّٰی تک نہ پہنچی جہاں یسوع اُس کو پہنچانا چاہتا تھا۔

چوتھی فصل۔ ہمارے خداوند کے کام کا

درمیانی اور آخری حصّہ

مسیح کے کام کے مقامات۔ پہاڑی وعظ۔ اُس کے لوازمات۔ تمثیلات۔ بیج بونے والا۔ گنیسرت کی جھیل اور میدان کے متعلق خیالات۔ صور و صیدا۔ قیصریہ فلپّی۔ مسیح کی صورت کا تبدیل ہونا۔ کوہ ہرمون۔ سامریہ کو جانا۔ مسیح یعقوب کے کنوئیں پر سامریوں کی نسبت اُس کے خیالات۔ جنوب کے نظارے یروشلم میں۔ بیتھنی کا خاندان

مسیح کے کام کے مقامات۔ پہاڑی وعظ ہمارے خداوند کے کام کی اصل جگہ تو گلیل کا علاقہ تھی مگر اور جگہوں کی طرف بھی وہ اپنی توجہ مبذول کیا کرتا تھا۔ گلیل میں بیشمار لوگ اس کی نصیحت اور منادی کو سننے لگ گئے۔ ایک بڑے موقع پر وہ لوگوں کی بھیڑ کو دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور اُن کو وہ نصیحتیں کیں جو اُس کی شائع شدہ تقریروں میں سب سے لمبی تقریر میں پائی جاتی ہیں۔ اب اُس پہاڑ کا ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں ملتا جسے عموماً مبارکبادیوں کا پہاڑ کہتے ہیں وہ ایک مربع شکل پہاڑی ہے جو ہاتن کے میدان میں واقع ہے اور ۶۰ فٹ سے زیادہ اونچی نہیں۔ اس کی دو چوٹیاں ہیں جن کے درمیان ایک چبوترہ سا واقع ہے۔ اِس وعظ کو اُس کی انجیل کا مفصّل بیان نہیں کہنا چاہیئے بلکہ اُسے اُس کی انجیل کی تیاری سمجھنا چاہیئے۔ اِس وعظ نے اُس کی بادشاہی کی خاصیت کو اُس کے متواتر حصّوں میں ظاہر کیا یعنی یہ بتا دیا کہ اُس کے قواعد اور اُس کی روح اور اُس کے پھل اور نتائج کیا ہیں۔ اس میں برکت کے حاجتمندوں کے لئے فضل آمیز باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں پہلے ہی الفاظ نے جو اس طرح شروع ہوتے ہیں "مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی انہی کی ہے" ظاہر کر دیا کہ جو دل کے پست ہیں اور اپنی ضرورت کو محسوس کرتے اور مان لیتے ہیں کہ ہم محتاج ہیں

اُن کے لئے خدا کی مالامال اور پُرجلال برکت کے کیسے خزانے کھُل گئے ہیں۔ اس وعظ نے خدا کی پدرانہ خاصیّت کو بڑی خوبصورتی سے آشکارا کیا اور اس کے ساتھ ہی الٰہی شریعت کی روحانیت اور گہری نظر کو بھی عیاں کر دیا اور صاف صاف دکھا دیا کہ کسی گنہگار کا شریعت کی سزا سے چھوٹنا ممکن نہیں۔ نیز مسیح نے اپنی سب سے پہلی تقریر میں یہ بھی ظاہر کر دیا کہ بنی آدم کا انصاف کرنا بھی میرا حق ہے چنانچہ اُس نے فرمایا "بہتیرے مجھ سے اُس دن کہینگے اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوّت نہیں کی"۔ پس یہ کہنا روا نہیں کہ اُس نے پہلے صرف ایک مُصلح کے طور پر اپنا کام شروع کیا اور پھر رفتہ رفتہ مسیح اور خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا۔

اس وعظ کے لوازمات اُن قدرتی اشیا نے جو ارد گرد کے نظاروں میں اپنا جلوہ دکھا رہی تھیں ہمارے خداوند کے اس وعظ کے لئے بہت سی مثالیں اور نظیریں بہم پہنچائیں۔ مثلاً گُل لالہ وغیرہ نے جو نچلے میدان میں موجود تھا کھیت کے سوسنوں کا نقشہ یاد دلایا۔ اور اُن بے شمار جانوروں کو دیکھ کر جن کے چمکیلے اور رنگین پر اپنا لطف دکھا رہے تھے اور جو جھیل کے نزدیک درختوں میں اُڑتے پھرتے تھے "ہوا کے پرندے" یاد آئے۔ اور اسی طرح وہ کھیت۔ چٹان۔ سمندر اور جنگل جو وہاں موجود تھے اُس کی اس رقّت انگیز نصیحت میں جگہ پاتے ہیں۔ "تم میں سے کون ایسا ہے جس کا بیٹا اگر اُس سے روٹی مانگے تو وہ اُسے پتھر دے یا اگر وہ اُس سے مچھلی مانگے تو وہ اُسے سانپ دے"۔ شاید ایک طرف کسی ایسی راہ کو دیکھ کر جو دو شہروں کے درمیان پائی جاتی تھی اور جس پر سے بہت لوگ گذرتے تھے اور اُس کے مقابل کسی تنہا پہاڑی راہ کو دیکھ کر کشادہ اور تنگ راہ کا خیال دل میں گذرا ہوگا اور اسی طرح ایک طرف کسی مضبوط عمارت کو جو چٹان پر بنی ہوئی ہوگی اور دوسری طرف ایک کمزور جھونپڑی کو جو کسی سردی میں بہنے والی ندی کے ریتلے پاٹ میں کھڑی ہوگی دیکھ کر دانا اور نادان گھر بنانے والوں کی وہ مثال اُس کے دل میں پیدا ہوئی ہوگی جس پر یہ پہاڑی وعظ ختم ہوتا ہے۔

تمثیلات مسیح کے تعلیم دینے کے تمام طریقوں میں سے تمثیل کا طریقہ سب سے زیادہ خصوصیت کے لائق ہے۔ یہ طریقہ بالکل مشرقی تھا کیونکہ مسیح پورے پورے طور پر ایک مشرقی استاد تھا۔ مسیح سے پہلے بھی یہ طریقہ کبھی کبھی استعمال کیا جاتا تھا مگر اُس کے

ہاتھ میں آکر یہ کمال کو پہنچ گیا۔ بڑی غور طلب بات یہ ہے کہ اُسے رسولوں نے مشکل سے کبھی استعمال کیا ہے۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ طریقہ مسیح کے ہاتھ میں کمال کو پہنچا اور اُسی کے ساتھ اُس کا اختتام بھی ہؤا۔ مسیح کی تقریروں کی فہرست میں سینتالیس تمثیلیں داخل ہیں اور وہ کچھ کچھ تو صداقت کو چھپاتی ہیں اور کچھ کچھ اُسے روشن کرتی ہیں۔ تمثیلی طریقہ اس لئے استعمال کیا گیا کہ تحقیق کو تحریک ملے اور وہ لوگ جو سچائی کی اس طرح تلاش کرتے تھے جس طرح چھپے ہوئے خزانہ کی کیا کرتے ہیں اپنا اجر پائیں۔

بیج بونے والا اُن تمثیلوں میں سے جو اردگرد کے قدرتی نظارے سے اپنا رنگ ڈھنگ اخذ کرتی ہیں بیج بونے والے کی تمثیل خاص طور پر توجّہ کے لائق ہے۔ ڈین سٹینلے صاحب فرماتے ہیں کہ اسی پہاڑی پہلو میں گھسنے سے جو میدان کہ گنیسرت سے لگا ہؤا ہے اس بڑی تمثیل کا ہر حصّہ صاف صاف ہم پر ظاہر ہو گیا۔ وہاں وہ اناج کا لہراتا ہؤا کھیت تھا جو لبِ جُو واقعہ تھا اور اس کے بیچوں بیچ سے وہ راستہ گذرتا تھا جو پاؤں سے دب کر سخت ہو گیا تھا۔ کوئی باڑ یا دیوار وہاں نہ تھی جو بیج کو اُس کے اِدھر اُدھر کے کناروں پر گرنے یا خود اُس پر گرنے سے روکتی۔ یہ راستہ گھوڑوں اور خچروں کے قدموں اور بنی آدم کے پاؤں سے پتھر بن رہا تھا۔ اسی طرح وہاں وہ زرخیز اچھی زمین بھی موجود ہے جو اُس تمام میدان اور اُس کے گرد و نواح کو باقی بنجر پہاڑوں پر جو اور اور جگہ جھیل تک پہنچتی ہیں امتیاز بخشتی ہے اور جو تمام جگہ جہاں کسی طرح کا رخنہ نہیں پڑتا کثرت سے اناج پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح پہاڑی پہلو میں وہ چٹانی زمین موجود ہے جو کسی کسی جگہ اناج کے کھیتوں میں اُبھری ہوئی تھی اور کہیں کہیں گھاس دار ڈھلوانوں میں دکھائی دیتی تھی۔ وہاں کانٹوں کی جھاڑیاں بھی ہیں جو نبق کہلاتی ہیں۔ یہ اُسی قسم کے کانٹے ہیں جن سے روایت کے مطابق مسیح کا تاج بنایا گیا تھا۔ یہ خاردار جھاڑیاں لہراتی ہوئی گیہوں کے بیچوں بیچ پھلدار درختوں کی طرح اُگ رہی ہیں۔

گنیسرت کی جھیل اور میدان کے متعلق خیالات کیسی نصیحتوں سے بھرے ہوئے بیش قیمت کلمات کیسی رحمت اور محبت کے کام اور کیسی کیسی جلالی روایتیں اور نظارے آسمانی بادشاہی کے متعلق اس جھیل اور اس چھوٹے سے

میدان کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جو کلمات یہاں بیان ہوئے اور جو کام یہاں کئے گئے اگر ہم اُن کی رُوح اور مطلب کو دل میں جگہ دیں تو ہم پر کیسا اثر ہو۔ مثلاً کیسے کیسے کم اعتقادی کے خیالات ہیں جن سے وہ تنبیہ پائیں اور کیسے کیسے بھاری تفکّرات دم میں دور ہو جائیں کیا ہم گناہ کے جُرم کے احساس سے بیچین ہو رہے ہیں؟ دیکھو اسی جگہ وہ گھر آباد تھا جس کی چھت پھاڑ کر مفلوج کو نیچے اُتارا اور جہاں یہ کلمات مسیح کی زبان مبارک سے نکلے ”اے بیٹے خاطر جمع رکھ تیرے گناہ معاف ہوئے“۔ کیا ہم اپنی اندرونی بیماری اور خرابی کے سبب رنجیدہ ہیں؟ دیکھو اسی جھیل کے کنارے رُومی محصول لینے والوں کی چوکی تھی جہاں محصول لینے والوں اور گنہگاروں کی ضیافت میں کھڑے ہو کر اُس نے یہ کہا ”تندرستوں کو حکیم درکار نہیں بلکہ بیماروں کو۔ مَیں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو توبہ کے لئے بُلانے آیا ہوں“۔ کیا ہم شیطان کی خاص آزمایشوں یا روح کی خاص کمزوریوں کا مقابلہ کر رہے ہیں؟ یاد کرو کہ انہی جگہوں میں سے ایک یعنی کفرنحوم کے عبادتخانے میں یسوع نے ایک ناپاک رُوح کو دھمکا کر کہا تھا ”چُپ رہ اور اس میں سے نکل آ“۔ اسی جگہ اُس نے اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو پاک وصاف کیا اسی جگہ گدارا کے ساحل پر جہاں ہرے ہرے ڈھلوان میدان اور اونچے اُونچے ٹیلے جھیل کی طرف اُترتے ہیں اور جہاں وادی کے مُنہ کے پاس چٹانوں میں کھدی ہوئی قبریں دکھائی دیتی ہیں ایک دیوزدہ میں سے بدرُوحوں کا تُمن نکالا گیا جو سوروں کے غول میں جا گھسا تھا۔ اسی میدان میں وہ عورت جس کے خون جاری تھا بھیڑ میں سے گذر کر اُس کے پاس آئی اور اُس کے دامن کو چھوا اور یہ تسلّی بخش کلام سُنا ”بیٹی خاطر جمع رکھ تیرے ایمان نے تجھے چنگا کیا“۔ کیا ہم اپنی رُوحوں میں گناہ۔ تشویش اور غم کے ملے ہوئے بوجھ تلے دبے جاتے ہیں؟ دیکھو انہی کناروں پر یہ کلام خیر انجام کہا گیا تھا ”اے تم جو تھکے ماندے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو میرے پاس آؤ اور میں تمہیں آرام دونگا“۔ کیا کبھی ہمارے بے اعتقاد دل اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم محتاجی کی حالت میں چھوڑے جائیں؟ دیکھو اسی سامنے کے جنگل میں اُس نے پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے پانچ ہزار لوگ آسودہ کئے۔ کیا ہم کبھی ایسا محسوس کرتے ہیں کہ گویا ہمارا مالک ہم کو بھول گیا اور مخالف ہوائیں آندھی کی طرح ہماری کشتی کو چکنا چور کر رہی ہیں؟ دیکھو اس جھیل کو جس کی سطح پر وہ سخت طوفان چلا رہا تھا جس کے سبب سے اُس کے شاگرد اُس وقت

جب وہ سو رہا تھا چلّا کر یہ کہنے لگے "اے اُستاد کیا تجھے فکر نہیں کہ ہم ہلاک ہوئے جاتے ہیں؟" یاد کرو کہ یہ سُن کر وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس نے طوفان اور موجوں کو ڈانٹا اور بڑا امن ہو گیا۔ کیا ہم بھی کبھی کبھی اُس کی محبت اور خدمت میں سُست ہو جاتے ہیں؟ یاد کرو کہ اسی ساحل کے سنگریزوں پر ہمارا خداوند مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد اپنے شاگردوں کو دکھائی دیا۔ یہیں اُس نے یہ دل کو جانچنے والا سوال پطرس سے کیا "کیا تو مجھے پیار کرتا ہے؟" اور یہیں اُس نے اُس کو یہ حکم دیا "میرے پیچھے پیچھے آ"۔ "ہاں اے جھیل گلیل اگرچہ تیرے پہاڑ اب بنجر پڑے ہیں اور تیرے شہر اور گاؤں اُجاڑ اور تیرے کھیت اور باغات برباد ہو گئے ہیں اگرچہ مچھوے تیرے پانی کے پاس نظر نہیں آتے اور باشندے تیرے ساحلوں پر دکھائی نہیں دیتے تاہم یہ سنسان اور خشک پہاڑ یہ غیر آباد کھنڈر یہ برباد کھیت اور تیرا پانی جس پر اب کوئی نظر نہیں آتا تھکے ہوئے مسافروں کی تسلی کا باعث ہیں۔ گو انقلاب روزگار نے اس جگہ بڑی بڑی تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں مگر یسوع ہمیشہ یکساں ہے اور ہم اُس وقت بھی ایمان کے وسیلے خوشی اور سلامتی سے معمور ہوتے ہیں جب ہر ایک شے جس پر ہماری آنکھ ٹکتی اور ہمیں یسوع کی محبت اور رحم یاد دلاتی ہے۔ بحیرۂ گلیل کی ہواؤں سے جو صدا آتی ہے وہ یہی ہے "تم پر سلام۔ سلامت جا"۔ اس صدا کو سُن کر روح جواب دیتی ہے۔ "ہاں کیونکہ وہی میری سلامتی ہے"۔

صور اور صیدا گلیل کا علاقہ نہایت آباد تھا۔ یوسیفس کے بیان کے مطابق اُس میں دو سو چار شہر اور گاؤں بستے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا خداوند کئی بار اس علاقہ میں سے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور ہر طرح کے بیماروں کو شفا بخشتا ہوا گذرا۔ علاوہ اس کے وہ دور دور جگہوں میں بھی گیا۔ ایک دفعہ شاید ہیرودیس کی حدود سے باہر جانا مناسب سمجھ کر فنیکی کے علاقہ میں صور اور صیدا کے کنارے تک پہنچا۔ باوجودیکہ اسوقت شہر صور پر طرح طرح کے انقلاب ہو چکے تھے تو بھی وہ اب تک مضبوط جگہ اور آباد بندرگاہ تھا۔ گو اب یونان کے تجارتی شہروں نے کسی قدر اُس کی رونق مدھم کر دی تھی تاہم اُس میں تجارت کا وہ بازار گرم تھا جس نے نبیوں کے زمانہ میں اُس کے سوداگروں کو شہزادے اور اُس کے بیوپاریوں کو دُنیا کے معزز بنا رکھا تھا۔ مسیح کے دل پر جو اثر اس ملک نے پیدا کیا اُس کی نسبت صرف ایک اشارہ موجود ہے اور وہ یہ کہ اُسے دیکھ کر مسیح نے محسوس

کیا کہ میرے ملک کے لوگوں کی نسبت یہاں کے لوگوں کے درمیان عمدہ اور سچی نصیحتوں اور تاثیروں کو قبول کرنے کا زیادہ مادہ پایا جاتا ہے چنانچہ جب اس نے خرازین اور بیت صیدا کو ان کی عدم توبہ کے سبب ملامت کی تو اس پر یہ عجیب گواہی بھی اضافہ کی "جو معجزے تم میں ظاہر ہوئے اگر وہ صور اور صیدا میں ظاہر ہوتے تو ٹاٹ اوڑھ کر اور خاک میں بیٹھ کر کب کے توبہ کر لیتے"۔ مسیح کے یہاں وارد ہونے کے متعلق صرف ایک ہی واقعہ بیان کیا گیا ہے اور وہ فنیکی عورت کی بیٹی کا شفایاب کرنا ہے۔ مسیح نے مایوس کرنے والے جوابوں سے اُس کے ایمان کو آزمایا مثلاً اُسے کہا کہ تو اسرائیل کے گھرانے کی نہیں اور بچوں کی روٹی لے کر کتّوں کو دینا واجب نہیں مگر اُس عورت کے جوابوں سے ظاہر ہوا کہ وہ اپنی نالائقی کو بہت اچھی طرح پہچانتی تھی مگر باوجود اس کے اُس پر پُورا پُورا ایمان رکھتی تھی۔ پھر اُس مہربانی سے جو اُس نے اُس عورت پر کی بخوبی آشکارا ہو گیا کہ کنعان کی اولاد بھی جس پر فتویٰ دیا گیا تھا اور لعنت بھیجی گئی تھی اُس کی محبت کے دائرہ اور اُس کی برکتوں کے احاطہ سے خارج نہیں۔

قیصریہ فلپّی دوسری جگہ جو دُور واقع تھی اور جہاں مسیح گیا قیصریہ فلپّی کا علاقہ تھا جو یردن کے منبع کے قریب واقع تھا۔ یہ قیصریہ پہلے پینیاس کہلاتا تھا تھوڑا عرصہ ہوا کہ اس کی مرمّت چوتھائی کے حاکم فلپ نے کروائی تھی اور اُسے قیصر تبریاس کے نام پر فلپّی نامزد کیا تھا۔ یہ شہر کوہ ہرمون کے دامن میں اُس خوبصورت وادی کے مدخل پر آباد تھا جو لبنان اور انٹی لبنان کی چوٹیوں کے درمیان واقع ہے۔ شہر دان سے جو اگلے زمانہ میں فلسطین کی شمالی حد کا شہر سمجھا جاتا تھا اور جس میں یربعام کے بچھڑے کا مندر تھا اس سے چند ہی میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ جب اہل مقدونیہ نے یہ ملک اپنے قبضہ میں کر لیا تو اس وقت انہوں نے اپنے دیوتا پانؔ کے لئے جو چوپانوں کا محافظ سمجھا جاتا تھا ایک معبد تعمیر کیا۔ اسی سے اُس کا پُرانا نام پینیاس اور موجودہ نام بینیاس پیدا ہوا۔ چٹان میں ایک بڑا تاریک سا حجرہ پایا جاتا ہے۔ اس میں ایک طاق بنا ہوا ہے جو اب خالی پڑا ہے۔ لیکن قدیم زمانہ میں پانؔ کا بُت اُسی میں رکھا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اَور طاق بھی بنے ہوئے ہیں جن میں جنگل کی دیویوں کے بُت دھرے جاتے تھے۔ شاید مسیح اُس جگہ جہاں دریائے یردن چٹان سے نکلتا تھا جاتا ہو گا اور وہاں ان بُت خانوں کو دیکھتا اور ان تحریروں کو

پڑھتا ہوگا جو یہ بتاتی تھیں کہ وہ کن کے لئے بنائے گئے ہیں۔ گمان کیا جاتا ہے کہ اس جگہ کی دُہری بُت پرستی کے سبب سے یعنی یربعام کے مصری بچھڑے اور پان کے یونانی مندر کی وجہ سے مسیح نے خفیہ طور پر اس موقع پر اپنے شاگردوں کو اپنی مسیحائی اور اپنی بادشاہی کے نزدیک آپہنچنے کی خبر دی۔ کیونکہ اسی جگہ اس نے اُن سے یہ پوچھا تھا کہ "لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں؟" وہی جگہ جس کے ساتھ اس قدر گمراہ کرنے والی غلطی چسپاں تھی اب آگے کو ایسی جگہ بن گئی جس کے ساتھ ایک عظیم نجات بخش صداقت وابستہ ہو گئی۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں اُس نے پطرس کی اُس کے دلیرانہ اور صاف صاف اقرار کے سبب تعریف کی۔ وہ اقرار یہ تھا "تُو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے"۔ اسی جگہ اُس نے اُن کو یہ بتانا شروع کیا کہ "ضرور ہے کہ میں یروشلم کو جاؤں اور مارا جاؤں اور پھر جی اُٹھوں" اور یوں زندگی کے دریا کا ایسا چشمہ بن جاؤں جس کی دھاریں یردن سے زیادہ دور پھیل کر دُنیا کے ہر ایک ملک میں نجات اور خوبصورتی کو پھیلائیں۔ اس کے ضمن میں ایک پرانی کہانی درج کرنا خالی از لطف نہ ہوگا جو یہ ہے کہ جب آسمانی لشکر نے بیت لحم کے گڈریوں کو مسیح کی پیدائش کی خبر دی تو ایک بڑے کراہنے کی آواز پیدا ہوئی جو تمام یونان میں سُنی گئی اور جو کہتی تھی کہ "بڑا دیوتا پان مر گیا اور المپس کا تمام شاہی خاندان تخت سے علیحدہ کیا گیا اور باقی کئی دیوتا باہر سردی اور تاریکی میں نکالے گئے ہیں"۔

مسیح کی صورت کا تبدیل ہونا۔ کوہ ہرمون

معلوم ہوتا ہے کہ جب مسیح قیصریہ فلپی کو گیا انہی ایام ہی اُس کی صورت تبدیل ہوئی۔ اغلب ہے کہ یہ عجیب واقعہ بجائے کوہ تبور کے کوہ ہرمون میں واقع ہوا ہو۔ ناممکن ہے کہ ہم میدان میں سے ہرمون کی اُونچی اُونچی چوٹیوں کو دیکھیں (اور یہی ایک پہاڑ ہے جو ملک فلسطین میں پہاڑ کہلانے کا حق رکھتا ہے) اور اس بات کے قائل نہ ہوں کہ یہی پہاڑ مسیح کی تبدیلی صورت کے نظارہ کے قابل ہے۔ اس کی وہ عالیشان چوٹی جو اُن نظاروں میں شامل ہے جو سکم سے اوپر کی طرف جاتے ہوئے آتے ہیں اکثر اوقات اس مقدس سرزمین کی شمالی حد بتائی گئی ہے تاہم اُس کے ساتھ کوئی تاریخی واقعہ نہ پرانے عہد نامہ میں وابستہ ہے اور نہ نئے میں۔ مگر اُس کا فلسطین کے تمام پہاڑوں سے بلند ہونا اور نیز مسیح کے سفروں کے آخری سفر میں آنا مذکورہ بالا گمان کی تائید کرتا ہے۔ اس کی جنوبی اطراف پر کئی اُونچے اُونچے ڈھلوان ہونگے جہاں وہ اپنے شاگردوں کو تنہائی

میں لے جا سکتا تھا۔ اور وہ اتفاقی مقابلہ بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے جو اُس الٰہی رونق میں جو مسیح کی صورت کی تبدیلی سے نمایاں ہوئی اور اُس برف میں پایا جاتا تھا جو تمام فلسطین میں صرف اسی جگہ پائی جاتی ہے۔ بہر کیف انہی چوٹیوں میں جو یردن کے منبع کے اُوپر واقع ہیں وہ وقت آیا جب اُس کا کام اپنی خاص حدود میں پورا ہو گیا اور اُس نے آخری مرتبہ یروشلم جانے کا رُخ کیا۔

سامریہ کو جانا جب ہمارا خداوند کفرنحوم میں رہا کرتا تھا تو وہ گلیل میں بار بار دورہ کرنے اور صیدا اور قیصریہ جیسے دُور دُور شہروں میں جانے کے علاوہ یروشلم کو بھی ہر سال عید کے لئے جایا کرتا تھا۔ اور آنے اور جانے دونو وقت اُس کو سامریہ میں سے جانا پڑتا تھا اور اگر نہ جاتا تھا تو صرف اُس وقت جب اُس راستہ سے گذرتا تھا جو یردن کے میدان میں سے نکلتا تھا اور اس راہ میں اُسے شہر یریحو ملا کرتا تھا۔ وہ سب سے زیادہ قابل یاد موقع جس میں مسیح سامریہ میں سے گذرا اُس کے کام کے شروع میں آیا جب جیسا ہم دیکھ چکے ہیں عسکر (قدیم سکم) کے نزدیک اور یعقوب کے کنوئیں پر وہ اُس عورت سے ملا جو پانی بھرنے آئی تھی۔ اُس مختصر سے اشارہ سے جو انجیل میں پایا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت یہودی کو ایک سامری کے ساتھ مہربانی سے گفتگو کرتے دیکھ کر متحیّر ہوتی ہے اور یہ تحیّر اس امر کو واضح اور ایک افسوسناک صورت میں روشن کرتا ہے کہ ان دونو علاقوں کے باشندوں کے درمیان کیسا سلوک پایا جاتا تھا۔ یہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ قدیم زمانہ سے افرائیم یہودا کو اور دیگر فرقوں کو بھی جو فوقیت کا دعویٰ کیا کرتے تھے سخت حاسدانہ نظر سے دیکھا کرتا تھا۔ جب افرائیم کا علاقہ جو پیچھے سامرہ کہلانے لگا اسور کے بادشاہ کے ہاتھ سے غیر آباد کیا گیا اور دوغلی نسل نے جن کی عبادت آدھی غیر قوموں کی مانند اور آدھی یہودیوں کی سی ہوتی تھی پہلے باشندوں کے ملک پر قبضہ کر لیا تو اُن کی طرف بھی یہودا کے فرقہ نے دوستانہ نظر سے دیکھنا چھوڑ دیا ہو گا۔ سامریوں کا عناد اُس وقت اور بھی بڑھ گیا جب بحالی کے بعد اُن کو یروشلم کی ہیکل کی تعمیر میں حصہ لینے سے روک دیا۔ جب کوہ گرزیم پر ایک ہمسر ہیکل تعمیر کی گئی اور منسّی کے ماتحت ہمعصر کہانت جاری ہوئی تو باہمی حقارت اور نفرت کا سلوک تلخی کے انتہا درجہ تک پہنچ گیا لیکن مسیح نے بڑی خوبصورتی اور خوش طبعی سے ظاہر کیا کہ میں اس تلخ حسد اور تنگ

کی لاگ سے بری ہوں اور یہ آزادی نہ صرف اس بات سے عیاں ہوئی کہ وہ سامریہ کی عورت سے مہربانی اور شفقت سے پیش آیا بلکہ اس سے بھی کہ اُس نے فوراً اس کو نجات کی اعلیٰ سے اعلیٰ برکتیں عطا فرمائیں۔ اس موقع پر اُس نے خاموش طور پر بڑے زور شور سے اس خیال کو ڈانٹا جو قوم۔ مرتبہ یا مذہب کے فرق کے سبب سے پیدا ہوتا ہے اور اُس نے اُس عالمگیر مسیحی محبت کا نمونہ پیش کیا جس کے ظاہر کرنے کی تاکید اُس نے بڑی سرگرمی سے اپنے شاگردوں کو کی تھی۔

مسیح یعقوب کے کنوئیں پر

جو خیالات یعقوب کے کنوئیں پر مسیح کے دل میں گذرے ہونگے اُن کی تصویر کھینچنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ شاید اُس نے وہ بیشمار باتیں یاد کی ہونگی جو دو ہزار سال کے عرصہ میں اسی جگہ کی گرد و نواح سے وابستہ ہو گئی تھیں۔ مثلاً ابراہیم کا بلوط کے درخت کے نیچے بود و باش کرنا اور سامنے کے میدان میں خداوند کی طرف سے پہلے وعدوں میں سے ایک وعدہ پانا۔ یعقوب کا اپنے بیٹوں کی بدچلنی کے سبب سے اس جگہ کو چھوڑنا۔ یوسف کا اپنے بوقلموں کُرتے کے ساتھ اور ہر طرح کے شک و شبہ سے سینہ صاف لے کر اپنے بھائیوں کی تلاش میں نکلنا اور پھر کبھی اس جگہ واپس نہ آنا تاوقتیکہ اُس کی ہڈیاں مصر کو لائی اور سامنے میدان میں دفن نہ کی گئیں۔ یسوع کا لوگوں کو جمع کرنا تاکہ اُن برکتوں اور نعمتوں کو سُنیں جو دونو پہاڑوں عیبال اور گرزیم کے مابین پڑھ کر سنائی گئیں۔ زاں بعد آخری حکم پانا اور برکت حاصل کرنا اور دلیر مگر بدکردار ابیملک کا اپنے بھائیوں کے قتل کا منصوبہ باندھنا۔ اور پُرجوش یوتام کا پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہو کر درختوں کی تمثیل بیان کرنا اور اُس طرز تقریر کا نمونہ قائم کرنا جو بعد میں خود مسیح نے بکثرت استعمال کیا۔ رحبعام کا تاجپوشی کے لئے اس جگہ آنا اور کوتہ اندیش گفتار اور فخریہ کلمات کے سبب سے اپنے تئیں عنقریب تباہی کی حالت تک پہنچانا اور پھر ڈر کر یروشلم کو بھاگ جانا اور اسی طرح دیگر خراب بادشاہوں کا برپا ہونا جو آس پاس کے شہروں میں راج کیا کرتے تھے۔ اور بہت سے نیک اور خدارسیدہ نبیوں کا اپنی جان نثار کرنا جن کے کلام کو ان کجرفتار بادشاہوں نے رد کیا۔ یہ

سب باتیں عسکرہ کے نظاروں کو دیکھ کر ضرور مسیح کے دل میں آئی ہونگی۔ اس موقع پر ضرور اُس کے دل میں تیاری کے اُس وسیع زمانہ کا خیال پیدا ہوا ہوگا جو دو ہزار سال یعنی ابراہیم کے وقت سے جس نے اس سرسبز وادی میں رہتے ہوئے اُس کے دن کو دور سے دیکھا اور خوش ہوا جاری تھا۔ مگر اب تیاری کا زمانہ ختم اور فصل کاٹنے کا بڑا کام شروع ہو گیا تھا۔ اب روحوں کے جمع کرنے کے عظیم الشان کام میں زیادہ دیر کی ضرورت نہ تھی۔ اس خیال کی روشنی میں اُس کے اُن الفاظ کا مطلب بخوبی کھل جاتا ہے جو اُس نے اپنے شاگردوں کی طرف مخاطب ہو کر اس طرح بیان فرمائے "کیا تم کہتے نہیں کہ فصل کے آنے میں ابھی چار مہینے باقی ہیں؟ میں تم سے کہتا ہوں اپنی آنکھیں اُٹھا کر کھیتوں کو دیکھو کہ فصل پک چکی ہے"۔

سامریوں کی نسبت اُس کے خیالات

اپنی خدمت کے تمام زمانہ میں خداوند مسیح سامریوں کو ایسی نظر سے دیکھتا رہا کہ یہودی اس نظر سے بالکل نہ دیکھتے تھے۔ ایک موقع پر جب اُس کے بعض شاگردوں نے سامریوں کے ایک گاؤں پر اس لئے آسمان سے آگ برسانی چاہی کہ اُس نے اُن کو قبول کرنے سے انکار کیا تو اُس نے اُن کو تنبیہ کی کیونکہ انہوں نے اس بات کو نہ سمجھا کہ مسیح لوگوں کی جانوں کو برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے کے لئے آیا ہے۔ پھر ہم پڑھتے ہیں کہ جب دس کوڑھیوں کو شفا دی گئی تو اُس موقع پر صرف ایک لوٹ کر آیا تاکہ شکریہ ادا کرے۔ وہ سامری تھا۔ پھر اُس آدمی کی تمثیل بھی جو ڈاکوؤں کے ہاتھ میں پڑ گیا سامریوں کی عزت بڑھاتی ہے اور لفظ "نیک" سامری نام کے ساتھ ہمیشہ لگا رہیگا جب تک لوگ "نیک سامری" کا ذکر کرتے رہینگے۔

جنوب کے نظارے

جو تمثیلیں اور نظیریں ہمارے خداوند نے گلیل میں تعلیم دیتے ہوئے استعمال کیں وہ زیادہ تر مچھلی پکڑنے اور ہرے ہرے کھیتوں کے نظاروں سے اخذ کی گئی تھیں لیکن یہودیوں اور یروشلم کے قرب و جوار میں تاک اور تاکستان کی تشبیہیں بڑھ جاتی ہیں کیونکہ جیسا یشعیاہ کے وقت میں ویسا ہی اب بھی یروشلم کے باشندے اور یہودا کے لوگ جو ایک بلند اور جید پہاڑ میں رہتے تھے وہ اپنا گدھا انگور کے درخت [illegible] اپنی گدھی کا بچہ خاصہ انگور کے

درخت سے باندھا کرتے تھے۔ ان نظیروں سے نہایت اثر پذیر ہوتے تھے جو اُن کے خاص کام سے اخذ کی جاتی تھیں۔ انگورستان میں جا کر کارندوں کے کام کرنے کی تمثیل (متی ۲۰/۱) باپ اور اس کے دو بیٹوں کی تمثیل جنہیں اُس نے انگورستان میں کام کرنے کو بھیجا (متی ۲۱/۲۸) مالک اور اُن شریر باغبانوں کی تمثیل جن کے سپرد انگورستان کیا گیا تھا (متی ۲۱/۳۳) اور سچے انگور کی تمثیل (یوحنا ۱۵/۱) یہ سب تمثیلیں یا تو یروشلم اور یا اُس کے قرب و جوار میں بیان کی گئی تھیں۔

یروشلم۔ تبنی کا خاندان

مسیح کے یروشلم میں آنے کے پہلے موقعوں پر کئی واقعات سرزد ہوئے مثلاً اس نے نکدیمس کے ساتھ گفتگو کی۔ ایک بیمار شخص کو بیت حسدا کے حوض پر شفا بخشی اور کئی معجزات سبت کے روز دکھائے۔ اس سے فریسیوں کے تعصبات کو چوٹ لگی مگر سبت کی اصل حقیقت کھل گئی کہ وہ بنی آدمی کے لئے بڑی برکت کا دن ہے۔ ایک عورت کو جو زنا کے الزام میں پکڑی گئی تھی بچایا اور معاف کیا۔ محصول لینے والوں اور گنہگاروں کو نجات کی دعوت دی اور کھوئی ہوئی بھیڑ۔ کھوئے ہوئے دینار اور مسرف بیٹے کی قابلِ یاد تمثیلیں بیان فرمائیں۔ یروشلم میں وارد ہونے کے موقعوں پر مسیح نے محبت بھرے دل سے شدید رنجیدگی اور دل شکنی کے ساتھ اس بات کو محسوس کیا کہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے۔ لعنت بھیجتے اور کفر بکتے ہیں۔ یہ جو بحث بعد میں فقیہوں اور فریسیوں کے ساتھ ہوئی اور جو مسیح کی اعلیٰ فروتنی اور دانائی کے سبب اُسی کی فتحمندی ثابت ہوئی دشمنوں کی آتشِ حسد کو زیادہ مشتعل کرنے کا باعث ٹھہری۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہوا کہ اگر اُسے انسانی نفرت کی تلخی کا پیالہ پینا پڑا تو ساتھ ہی انسانی دوستی کی پاک خوشیوں کا بھی تجربہ حاصل ہوا چنانچہ تبنی گاؤں میں جو یروشلم سے صرف ایک گھنٹے کی راہ تھا مسیح نے ایک خاندان پایا جو عجیب طور پر اُس کی طبیعت کے موافق واقع ہوا تھا۔ اُن کی مخالفتوں سے جو دُکھ اور درد پیدا ہوتا تھا اُس کو وہ آرام جو ان لوگوں کی جھونپڑی میں اُن کی پاک رفاقت سے ملتا تھا دور کر دیتا تھا۔ دو بہنوں میں سے مریم جو مسیح کے قدموں کے پاس بیٹھی رہا کرتی تھی اب تک اُن ایمانداروں کا نمونہ ہے جو خدا کی معرفت بھری زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور مارتھا جو ضیافت کے سازوسامان

کے بہم پہنچانے میں مصروف ہوکر خدمت اور تواضع کی محنت سے دب جاتی تھی اُن شاگردوں کا نمونہ ہے جو کام کرنے کی محنت و مشقت میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور وہ معجزہ جو مسیح نے بعد میں اُن کے بھائی لعاذر کو مُردوں میں سے زندہ کرکے دکھایا جس طرح اس کی بےمثل قدرت کا ثبوت ہے اُسی طرح اِس بات کی بھی دائمی یادگار ہے کہ بیتِ عنیاہ کا یہ خاندان عین اُس کی طبیعت کے موافق تھا۔ لیکن اُس کی قدرت اور محبت کے اس جلالی اظہار نے دشمنوں کے حسد کو اَور بھی بھڑکایا اور اُنہیں اُس کی موت کے لئے منصوبہ باندھنے پر آمادہ کیا۔

پانچویں فصل ۔ مسیح کی زندگی اور کام کے آخری نظارے

پیریا ۔ یردن کے ساحل ۔ یریحو ۔ بیت عنیاہ ۔ یروشلم ۔ گذشتہ کی یاد اور آیندہ کا خیال ۔ کوہ زیتون ۔ گتسمنی کا باغ ۔ مسیح کی تعلیم اور کام ۔ پکڑوایا جانا ۔ پطرس کا انکار ۔ پیشی ۔ گلگتا ۔ موت ۔ دفن ۔ جی اُٹھنا ۔ آسمان پر چڑھ جانا۔

پیریا

پیریا مصلوب ہونے سے پہلے جب ہمارا خداوند آخری مرتبہ یروشلم کو آیا تو اُس نے یریحو کا راستہ اختیار کیا۔ (لوقا ۱۸/۳۱ و ۳۵) تھوڑی مدت پہلے وہ گلیل سے روانہ ہوا اور بیچ کا عرصہ اُس نے علاقہ پیریا میں جو یردن کی دوسری جانب واقع ہے صرف کیا۔ اسی نواح میں موآب کی ایک تاریک کوہستانی سرحد پر وہ چوٹی واقع تھی جس پر موسیٰ نے اپنی رُوح خداوند کے سپرد کی اور وہ جگہ بھی نزدیک تھی جہاں ایلیاہ کے لئے آگ کی رتھ اور گھوڑے آئے تھے۔ اُس نے اپنی آنے والی موت کو یاد کرکے اُس کشمکش کو جو اُس کے دل میں پیدا ہوئی ہوگی ان نبیوں کی سرگذشت اور اُس طرز کو جس سے اُنہوں نے اُس کے ساتھ باتیں کیں یاد کرکے ہلکا کیا ہوگا کیونکہ تھوڑا عرصہ پیشتر وہ اُس کو اُس پہاڑ پر ملے تھے جہاں اُس کی صورت تبدیل ہوئی۔ وہاں اُنہوں نے اُسے اُس

موت کے لئے جو وہ یروشلم میں جھیلنے کو تھا تیار کیا تھا۔

یردن کے ساحل اور یریحو آخر کار جب فسح کی عید نزدیک آئی تو اُس نے اور اُس کے شاگردوں نے یردن کو عبور کیا اور اُسی جگہ کے نزدیک اُسے عبور کیا جہاں یشوع (جو پرانے عہد نامے کا یسوع تھا) اور اسرائیل کا لشکر پار اُترے تھے۔ اس جگہ کو عبور کر کے خداوند اور اُس کے شاگرد یریحو میں آئے جہاں کھجور کے درخت لہرا رہے تھے اور چشمے جاری تھے۔ اسی کے احاطے کے اندر وہ بلسان کے درخت جو دُنیا بھر میں مشہور ہیں اور جو انتونی نے کلیوپیترا کو دئیے تھے موجود ہیں۔ یہیں وہ بادشاہی محل موجود ہے۔ جہاں ہیرودیس اعظم اُس وقت راہیٔ ملک عدم ہُوا جب بیت لحم کی ماؤں کا نالہ ملک میں گونج رہا تھا۔ اسی جگہ کے سامنے وہ جگہ ہے جہاں اُس نے یہودیہ کے اُمرا کو قید کیا تاکہ اُس کی موت کی یاد میں ایک شاہی اور عالمگیر ماتم وجود میں آئے۔ یسوع کی شہرت بھی اس جگہ پہنچ گئی تھی لہٰذا ایک بڑی بھیڑ اُسے دیکھنے کے لئے آئی۔ دو اندھوں نے جو راہ کے کنارے بیٹھے تھے اُس کے آنے کی خبر سُن کر بڑی عاجزی اور زاری کے ساتھ چلّانا شروع کیا اور وہ بینائی جس کی تلاش میں تھے حاصل کی اور قدرت کی خوبصورت چیزوں کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو تر و تازہ کیا۔ محصول لینے والا زکی جو بڑا دولتمند تھا اپنی عزت کو ترک کر کے اس بزرگ گلیلی کے اشتیاقِ دید میں گولر کے پیڑ پر چڑھ بیٹھا اور نہ جانتا تھا کہ اُس کے دل میں کیسی تبدیلی پیدا ہونے والی ہے اور نہ اِس سے ہی واقف تھا کہ کس طرح وہ دو صورتوں میں اُس کی خاطر مدارات کریگا۔ ایک یہ کہ اُسے اپنے گھر میں مہمان بنا کر رکھے اور دوسری یہ کہ اُسے اپنے دل میں اپنا نجات دہندہ سمجھ کر جگہ دے۔

بیت عنیاہ یریحو چھوڑ کر مسیح اپنا راستہ لیتا ہے۔ اپنے سامعین کو توڑوں کی تمثیل سناتا ایک اونچے پہاڑی راستہ پر چڑھ جاتا ہے اور اُس جگہ میں سے گذرتا ہے جو نیک سامری کی تمثیل سے وابستہ ہے اور آخر کار بیت عنیاہ کی وادی میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی بستی ہے جو کوہ زیتون کے مشرقی دامن میں ایک چٹانی وادی کے اندر واقع ہے۔ اس جگہ کوہ زیتون یروشلم کو چھپا لیتا ہے اور اس گاؤں کو عجیب طرح کی خاموشی اور تنہائی سے لپیٹ دیتا ہے۔ یہاں پہنچ کر وہ لعاذر اور اُس کی بہنوں کے گھر میں جسے وہ بہت عزیز رکھتا تھا اُس ضیافت میں شریک ہوتا ہے جو اُس کے

لئے تیار کی گئی تھی۔ اسی جگہ جٹا ماسی کا بیش قیمت عطر اس پر ملا جاتا ہے اور وہ اپنی تکفین اور تدفین کی خبر دیتا ہے۔

یروشلم

دوسرے دن وہ یروشلم کو روانہ ہوتا اور راستے میں اُس بھیڑ سے ملاقی ہوتا ہے جو اس کے آنے کی خبر سُن کر شہر سے آتی ہے۔ گدھی کے بچہ پر سوار ہو کر فتحمندوں کی طرح اُس سڑک پر سے گذرتا ہے جس کے اوپر کھجور و خرما کی پتیاں بچھی ہوئی ہیں۔ پہلے یہ راستہ زیتون کے مشرقی پہلو کی طرف جاتا ہے اور پھر مغرب کی جانب ہو کر یروشلم کو اُتر جاتا ہے۔ جب وہ ٹیلے پر سے گذرتا ہے تو یروشلم یک بیک آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس پیارے شہر کو دیکھ کر نجات دہندہ آبدیدہ ہوتا اور اپنے دلی خیالات کو اس قابلِ یاد نوحہ کے وسیلے ظاہر کرتا ہے "کاش تُو اپنے اِسی دن میں سلامتی کی باتیں جانتا مگر اب وہ تیری آنکھوں سے چھپ گئی ہیں۔"

گذشتہ کی یاد اور آیندہ کا خیال

ہر سیاح بتاتا ہے کہ یروشلم کا جو نظارہ کوہِ زیتون پر سے آنکھوں کے سامنے آتا ہے وہ نہایت دلچسپ ہے۔ جو چیز اب سب سے پہلے نظر آتی ہے وہ حضرت عُمر کی مسجد ہے جو قدیم ہیکل کی جگہ پر کھڑی ہے۔ یہاں پہنچ کر مسیح کے دل میں یک بیک تاریخی واقعات کی یاد اور آنے والی باتوں کے خیال کے باہم پیدا ہونے سے یہ اثر پیدا ہؤا کہ آنسو آنکھوں میں بھر آئے حالانکہ اس وقت وہ فتحمندوں کی طرح لوگوں کے اژدحام کے ساتھ یروشلم کو جا رہا تھا۔ یہی وہ زیتون کا پہاڑ تھا جسے "مسیح پیار کرتا تھا" اور جس کی بابت اس نے فرمایا تھا "یہ میرے چین کا ابدی مکان ہے۔ مَیں اُس میں بسونگا"۔ علاوہ بریں ہیکل داؤد اور سلیمان۔ یوسیاہ اور حزقیاہ عزرا۔ نحمیاہ اور دیگر خدا پرست لوگوں کے جلالی زمانوں کو یاد دلا رہی تھی اور یہ یادِ واقعات آیندہ کے ساتھ مل گئے۔ یعنی یروشلم کی بربادی۔ حرم اور تکلیف اور رومیوں کے سخت حملے۔ شہر کی تباہی اور محمدیوں کا اس جگہ کو بیعزت کرنا اور نقصان پہنچانا اور یہودیوں کی صداقت کو پامال کرنے والی متکبرانہ غلطی، اور ان کا وہ وحشیانہ تعصب جو مذہب کے نام کو خراب کر ڈالتا ہے ایسے واقعات تھے جو ہنوز وقوع میں آنے والے تھے۔ اُن کے خیال نے پرانے واقعات کی یاد کے ساتھ مل کر اُس کو آبدیدہ کر دیا۔ جب وہ شہر میں پہنچا تو اُس ناپاکی کو دیکھ کر جو اب یروشلم میں مدت تک

رہنے کو تھی وہ اپنے اظہارِ افسوس کو روک نہ سکا۔ وہ ہیکل میں داخل ہوا (اور جیسا اُس نے آگے ایک مرتبہ کیا تھا ویسا ہی پھر) اُن سوداگروں کو وہاں سے نکالا جو اُس کے صحنوں کے اندر دُکانیں لگائے بیٹھے تھے۔ اِس کے بعد چند دن ہیکل میں تعلیم دینے اور انجیل کی منادی کرنے میں مصروف رہا۔ اسی اثنا میں اُس نے فریسیوں اور صدوقیوں کے سوالوں کے جواب دئے۔ ریاکاروں کی سزا یروشلم کی بربادی اور دُنیا کے آخر کی خبر دی۔ اس عرصہ میں غالباً اُس کا یہ معمول تھا کہ وہ رات کے وقت بیت عنیاہ کو لوٹ جایا کرتا تھا۔ انہی موقعوں میں سے وہ ایک موقع پر وہ شمعون کے گھر گیا جو پہلے کوڑھی تھا۔ وہاں ایک عورت نے اُس پر بیش قیمت عطر ملا۔ گویا یہ کام پہلے ہی سے اُس کے دفن کے لئے کر دیا۔ پاک خدمت اور پاک عبادت وہ دو کام تھے جن کو اس کی آنے والی تکلیف کے لئے اُس کی بڑی تیاری سمجھنا چاہیئے۔

زیتون کا پہاڑ اُن تمام جگہوں میں سے جو یروشلم کے آس پاس واقع ہیں اور جنہیں مسیح کے پاؤں نے پاک کیا کوہ زیتون اور گتسمنی مشہور ہیں۔ کوہ زیتون لمبا اور کم اونچا ٹیلا ہے جو شہر کی مشرقی جانب پھیل رہا ہے۔ اُس کی تین چوٹیاں ہیں۔ اُن میں سے سب سے اونچی قریباً ۴۰۰ فٹ یہوسفط کی وادی کے اوپر واقع ہے اور وہ بحیرۂ اعظم کی سطح سے ۲۷۰۰ فٹ سے بھی زیادہ بلند ہے۔ یہ نام اس پہاڑ کا زیتون کے درختوں کی کثرت کے سبب پڑ گیا تھا۔ اغلب ہے کہ موجودہ وقت کی نسبت پہلے یہ درخت کثرت کے ساتھ موجود تھے کیونکہ اِن دنوں تو صرف ایک ہی ڈھلوان پر زیتون کا جنگل نظر آتا ہے مگر اب بھی کم و بیش ہر جگہ اس پہاڑ پر یہ درخت پائے جاتے ہیں۔ وشتی جلپائی۔ آس اور کھجور کے درخت بھی پرانے زمانہ میں بکثرت موجود تھے (نحمیاہ $\frac{۸}{۱۴-۱۶}$) مگر اب اُن کا پتہ نہیں ملتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہاڑ ہمارے خداوند کے ایام میں زیادہ سبزے سے بھرا ہوا ہوگا لہذا روح کی اُن خاموش دعاؤں اور مراقبوں کے لئے زیادہ موزون ہوگا جن کے لئے مسیح وہاں جایا کرتا تھا۔

گتسمنی کا باغ کوہ زیتون کے دامن کے مقابل جس میں یروشلم آباد ہے اور کدرون کے نالے اور یہوسفط کے نزدیک گتسمنی کا باغ موجود ہے وہ قریباً ایک سو پچاس فٹ مربع ہے۔ لفٹننٹ لنچ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے اُسے مئی مہینے میں دیکھا

درخت جو پتّوں سے لدے ہوئے تھے پُورے جوبن سے لہلہا رہے تھے۔ یہی باغ اپنی شکل اور یادگار کے سبب سے رنجیدہ دل کو آرام دینے کے لئے دوسری جگہوں کی نسبت زیادہ موزوں معلوم ہوتا تھا۔ آٹھ پرانے درختوں کا ایک جُھرمٹ سا بنا ہُوا ہے جو اُن چھوٹے چھوٹے اور کم عالیشان درختوں سے جدا واقع ہے جو کوہ زیتون کے راستے پر کھڑے ہیں اور دونو طرف اوپر کو ایک ایک پہاڑ آسمان سے باتیں کر رہا ہے۔ اُن کے درمیان یہوسفط کی گہری اور کشادہ وادی حائل ہے۔ ان پہاڑوں میں سے ایک کے اوپر یروشلم جو زندوں کا شہر ہے آباد ہے اور دوسرے کے ڈھلوان پر یہودیوں کا بڑا قبرستان جو گویا مُردوں کا شہر ہے موجود ہے۔ اس جُھرمٹ کا ہر ایک درخت جس پر زمانے کے گذر جانے سے جُھریاں اور گرہیں پڑی ہوئی ہیں اُن پُر تاثیر واقعات کا جو اُس کے نیچے یا اُس کے اردگرد واقع ہوئے ایک زندہ یادگار ہے۔ زیتون کا درخت کبھی سوکھنے نہیں پاتا کیونکہ جب پرانے درخت کا تنہ سوکھنے لگتا ہے تو ایک نیا درخت تنے کی جڑ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ ان درختوں کی نسبت مشہور ہے کہ یہ ہزار سال کی عمر کے ہیں۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ جو اُن سے پہلے تھے انہی کے نیچے ہمارا خداوند بیٹھ کر آرام پاتا ہوگا۔ اور جو اب موجود ہیں اُن میں کوئی نہ کوئی اُس جگہ پر کھڑا ہے جہاں مسیح گھٹنے ٹیکا کرتا۔ دعا مانگتا اور آنسو بہایا کرتا ہوگا۔ کسی طرح کے شکوک اس جگہ دخل نہیں پاتے۔ یہاں مسیح کا پیرو زمانہ حال کو فراموش کر کے اور زمانہ گذشتہ کے خیالات میں مصروف ہو کر ایک غمناک مگر تسلی بخش سوچ فکر میں مصروف ہو سکتا ہے۔ وہ ارغوانی اور لال لال پھول جو درختوں کے اردگرد کھلے ہوئے ہوتے ہیں غور و فکر کے لئے بہت سا مصالح بہم پہنچاتے ہیں کیونکہ وہ مسیح کے دُکھوں اور خون بہانے کی گویا علامت ہیں۔

زیتون
درخت

مسیح کی تعلیم اور کام

اُس وقت ابن آدم اپنا کام قریباً تمام کر چکا تھا۔ مثلاً اُس نے اپنی انسانی صورت میں پاکیزگی کا بیداغ نمونہ اور اپنی پاک انسانی زندگی میں خدا کی اندیکھی صورت کو ظاہر کر دیا تھا۔ وہ مسیح ہونے کا دعویٰ کر چکا تھا اور پُرانے عہد کی نبوّتیں اور علامتیں اُس میں پوری ہو چکی تھیں۔ معجزات دکھلائے گئے تھے اور رحمت کے تمام نشان آشکارا ہو چکے تھے۔ اسی طرح وہ اپنی الٰہی قدرت اور محبت کا کلام بیان کر چکا تھا۔ غرضیکہ اُس نے ہر طرح اس بات کو ثابت کر دیا تھا کہ جس طرح میں نے

دعویٰ کیا ہے اُسی معنی میں مَیں خدا کا بیٹا ہوں۔ علاوہ بریں اُس نے نبیوں کی شریعت کو ربّیوں کی غلط تفسیروں سے بچایا اور ثابت کیا کہ سچی دینداری دل سے علاقہ رکھتی ہے اور بتایا کہ تبدیل شدہ مرضی اور پاک زندگی خدا کے سامنے سیدھا چلنے کی حقیقی دلیل ہے اور ایسے سخت الفاظ ہیں جو کبھی بھول نہیں سکتے اُس زمانہ کے رسم پرستوں کی ریاکاری اور خالی رسم پرستی کی تنبیہ کی۔ اُس نے سکھایا کہ روحانی طور پر خدا کی تعظیم کرنا ہی وہ عبادت ہے جو خدا کو پسند ہے اور اپنے شاگردوں پر خدا کی پدرانہ شفقت اور محبت کو جو وہ اپنے کھوئے اور گرے ہوئے فرزندوں سے بھی کرتا ہے ظاہر کر کے اُن کو اس عبادت میں مصروف رہنے کی ترغیب دی۔

اور جس وقت اُس نے پاکیزگی کا رتبہ اس طرح بلند کیا اُسی وقت اُس نے اپنی الٰہی ذات کو آشکارا فرما کر یہ بھی دکھا دیا کہ مَیں انسان کی زندگی ہوں اور ایسی ایسی تشبیہوں مثلاً زندہ روٹی۔ زندہ پانی سچے انگور کا درخت وغیرہ سے اُن کو سکھا دیا کہ وہ اندرونی طاقت جو اُن کے فرائض کے ادا کرنے کو ضروری ہے اسے کہاں ڈھونڈنا چاہیئے۔ اس گفتگو میں جو نکدیمس اور اس کے درمیان شروع میں واقع ہوئی اُس نے انجیل کی ایک بھاری تعلیم بیان فرمائی جس میں یہ باتیں شامل ہیں (۱) گناہ کی بربادی۔ (۲) وہ نئی زندگی جو روح کے وسیلے نصیب ہوتی ہے اور (۳) اُس کی وہ قربانی جس کے وسیلے خدا سے میل پیدا ہوتا ہے "جب تک آدمی نئے سر سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا"۔ جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں اونچے پر چڑھایا اُسی طرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے تاکہ جو کوئی ایمان لائے اُس کے سبب سے ہمیشہ کی زندگی پائے"۔ اب یہ سب کچھ طے ہو چکا تھا اور صرف یہ بات باقی رہ گئی تھی کہ صلیب پر قربان ہو کر اُس نجات کو پورا کرے جس نے اُسے پورا کرنا تھا اور آخری دشمن یعنی موت کے ساتھ لڑ کر اور اُس کو فتح کر کے صاف صاف طور پر ظاہر کر دے کہ جیسا میں کہہ چکا ہوں اُس کے مطابق مَیں ہی قیامت اور زندگی ہوں۔

اُس کا پکڑوایا جانا۔ پطرس کا انکار یہ اُس کی جسمانی زندگی کی آخری رات ہے۔ فسح کا کھانا کھا چکے ہیں مصر کی رہائی یاد کی گئی اور عشائے ربّانی کی رسم جو

اعلیٰ نجات کو یاد دلانے والی رسم ہے مقرر ہو چکی ہے۔ شاگردوں کے پاؤں دھوئے گئے ہیں اور پکڑوانے والا اسکریوتی سردار کاہن کی جماعت سے ملاقات کرنے چلا گیا ہے۔ ایک تسلّی بخش تقریر شاگردوں کے دلوں پر شہد کے ٹپکوں کی طرح گر چکی ہے۔ اور سفارشی دعا کے بخور نے اپنی خوشبو سے آسمان کو بھر دیا ہے۔ رات آ گئی ہے اور اُستاد اور شاگرد بھرے ہوئے شہر کو چھوڑ کر خاموش جگہ کو جاتے اور کدرون کا نالہ عبور کرتے ہیں۔ آٹھ اُن میں سے وادی میں ٹھہرتے اور پطرس، یعقوب اور یوحنّا اُس کے ساتھ گتسمنی میں داخل ہوتے ہیں۔ اس اثنا میں ہمارے منجی کے خیالات کئی مرتبہ یہودا اسکریوتی کی طرف راغب ہوئے ہونگے چنانچہ وہ جانتا ہے کہ پکڑوانے والا نزدیک ہے۔ اس غمناک وقت کا سایہ اور تاریکی کی طاقت اُس کو گھیر لیتی ہے اور جب وہ خمدار اور گرہ دار زیتون کے درختوں کے نیچے سخت زمین پر گر پڑتا ہے تو جان کنی کی حالت طاری ہوتی ہے۔ وہ جس نے اکثر اَوروں کو کہا "مت ڈرو" اب خود ڈر میں گرفتار معلوم ہوتا ہے لیکن آخر کار دلی آرام نمودار معلوم ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر میں چمکتی ہوئی مشعلیں کدرون کے اُس پار دکھائی دیتی ہیں۔ سخت سخت آوازوں کا شور نزدیک آتا جاتا ہے۔ لوگ غل مچاتے ہوئے گتسمنی کی طرف بڑھتے ہیں کیونکہ یہوداہ اُس جگہ کو جانتا ہے۔ اُس کا پکڑوانے والا اُسے بوسہ دیتا ہے اور اپنے تئیں بے چون و چرا اُن کے حوالہ کر دیتا ہے، اُس کے شاگرد اُسے اکیلا چھوڑ کر بھاگ جاتے اور وہ اکیلا اور بے مددگار اسیروں کی طرح شہر کو جاتا ہے۔ لوگ اُسے انّا کے گھر لے جاتے ہیں اور وہ اُسے باندھ کر قیافا کے پاس بھیج دیتا ہے۔ پطرس اور یوحنّا اس جگہ موجود ہیں لیکن وہ دلیری جس پر پطرس نازاں تھا اس وقت کافور ہو گئی ہے۔ وہ قسم کھا کر اور لعنت بھیج کر اپنے خداوند کا انکار کرتا ہے۔ یہ رات آہ وزاری کی رات ہے اور صبح کو بھی خوشی نصیب نہیں ہوتی ۔

پیشی | دوسرے دن صبح کے وقت سنہڈرم (بڑی عدالت) فراہم ہوتی ہے۔ بڑے بڑے کاہن اور فقیہ موجود ہیں اور یسوع پر قتل کا فتویٰ لگاتے ہیں لیکن اُن کو اختیار نہیں کہ اُسے جان سے ماریں لہٰذا ضرور ہے کہ رومی حاکم اُن کے فتوے کی تائید کرے سو وہ اُسے پری ٹوریَن یعنی پلاطوس کی کچہری میں لے جاتے ہیں۔ لیکن ایک روک اُن کی سازش کے راستے میں حائل ہوتی ہے یعنی رُومی حاکم جو پہلے بے پروا تھا اب بڑا ہشیار ہو جاتا ہے اور نہیں

چاہتا کہ اس عجیب قیدی پر موت کا فتویٰ لگائے۔ جوں جوں دن گذرتا جاتا ہے وہ طرح طرح کی کوششیں کرتا ہے کہ اُسے بَری کرے کیونکہ یہ بات اُس کے دل میں گھر کر گئی ہے کہ یسوع کوئی عام مجرم نہیں اور اس پر موت کا فتویٰ لگانا ایسا جُرم ہے جس کی معافی کبھی نہ ہو گی۔ اسی وقت اُس کی بیوی کی طرف یہ پیغام آتا ہے کہ میں نے یسوع کی نسبت ایک خواب دیکھا ہے لہٰذا اُس کے ساتھ کسی طرح کا خراب سلوک نہ کیا جائے۔ پھر پلاطوس یہ سن کر کہ وہ ایک گلیلی ہے اُسے ہیرودیس کے پاس بھیجتا ہے جو اس عید کی تقریب پر یروشلم میں آیا ہوا ہے۔ ہیرودیس اُس کا امتحان کر کے اُسے پلاطوس کے پاس واپس بھیجتا ہے۔ پلاطوس اس وقت سخت حیرانی اور تشویش کی حالت میں ہے لیکن آخر کار ایک چالاکی سے وہ اُس کو ڈرا دیتے ہیں اور مسیح کو مصلوب کرنے کا سوال طے ہو جاتا ہے۔ پلاطوس خوب جانتا ہے کہ میرا اپنے عہدہ پہ مامور رہنا ایک نازک سا معاملہ ہے۔ اور جب وہ ان کو یہ کہتے سنتا ہے کہ اگر تُو اس آدمی کو چھوڑ دے تو تُو قیصر کا دوست نہیں" تو اس میں ان کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ انہیں رہتا۔ یسوع مصلوب ہونے کے لئے حوالہ کیا جاتا ہے اور لوگ اُسے کلوری کی طرف لے جاتے ہیں۔ (لیکن بہت مدت نہ گذرنے پائی تھی کہ پلاطوس کی سزا کا وقت آگیا۔ مصیبتیں اُس پر ہر طرف سے گھر آئیں اور آخر کار اُس نے خود کشی سے اپنا کام تمام کیا۔ ایک پرانی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی بیوی کلاڈیہ پراکیولا نے مسیحی مذہب کو قبول کیا)

خو دکشی

گلگتا۔ موت اور دفن کلوری یا یوں کہیں کہ گلگتا کے مقام پر یسوع کو صلیب کی رومی سزا دی گئی۔ اور پیتل کے سانپ کی علامتی نبوّت جس میں اُس کے بلندی پہ اُٹھائے جانے کا اشارہ تھا پوری ہوئی اور اسی طرح فسح کے برّے کی یہ نبوّت بھی کہ اُس کی ہڈی بھی نہ توڑی جائیگی وقوع میں آئی۔ اگر یہودی طریق کے مطابق سنگسار کرنے کی سزا دی جاتی تو یہ باتیں وجود میں نہ آتیں۔ اُس کے سر پر "یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ" عبرانی۔ یونانی اور لاطینی زبان میں لگایا جاتا ہے کیونکہ یہ تینوں زبانیں یروشلم میں مروّج ہیں اور بڑی سخت تکلیف سہنے کے بعد جسے فتحمند ایمان کی خوشی کم کرتی تھی یسوع کی مصیبت ختم ہوتی ہے سلامتی کا شہزادہ اپنا سر جھکاتا اور جاں بحق ہوتا ہے۔ ارنیبہ کا یوسف جو سنہڈرم کا ممبر ہے پلاطوس کے پاس جا کر لاش مانگتا ہے

اور نکدیمس مُر اور عُود لاتا اور انہیں اُس کتانی کپڑے میں دھرتا ہے جو لاش کے ارد گرد لپٹا ہُوا ہے لیکن جب تک پورے پورے طور پہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ مر گیا ہے اُسے لاش نہیں دی جاتی۔ اب چونکہ غروب کا وقت جب یہودی سبت شروع ہوگا نزدیک آتا جاتا ہے۔ لاش کو یوسف کی نئی قبر میں جو ایک نزدیک باغ میں واقع ہے رکھ دیتے ہیں اور یسوع نجات کے عظیم کام کو انجام دے کر تیسرے دن کی صبح تک اپنی قبر میں آرام کرتا ہے۔

مُردوں میں سے جی اُٹھنا اور آسمان پہ چڑھ جانا

دوسرا دن سبت کا دن ہے مگر اس میں بھی شاگردوں کے لڑکھڑاتے ہوئے ایمان کو کچھ تقویت نہیں پہنچتی۔ جب اُنہوں نے یہ سُنا ہوگا کہ اُن کے پُرانے ساتھی یہودا نے اپنے تئیں پھانسی دی ہے تو ایک ایک کا دل ہیبت سے بھر گیا ہوگا۔ لیکن دوسرے دن کی روشنی میں خداوند کی قبر خالی دکھائی دیتی ہے اور وہ اپنے رسولوں اور شاگردوں پر اسی دن کئی بار ظاہر ہوتا ہے گو اُس نے اپنے جی اُٹھنے کی خبر پہلے دے دی تھی تاہم معلوم ہوتا ہے کہ شاگرد اس واقع کے منتظر نہ تھے کیونکہ اُن کا ایمان کمزور تھا۔ دوسرے ہفتہ کے پہلے دن جب وہ ابھی یروشلم میں ہی ہیں وہ اُن پر پھر ظاہر ہوتا۔ توما کو تنبیہ کرتا اور اُس کی کم اعتقادی کو رفع کرتا ہے۔ گلیل میں ایک پہاڑ ملاقات کے لئے مقرر کیا جاتا ہے اور رسول اپنے وطن کو لوٹتے ہیں۔ یہاں پہلے وہ اُس جھیل کے کنارے جس سے سب بخوبی واقف تھے اُن گیارہ کو ملتا اور اُن مچھلیوں کے کھانے میں جو معجزانہ طور پر پکڑی گئی تھیں اُن کے ساتھ شامل ہوتا ہے۔ اور پطرس سے تین بار یہ سوال پوچھ کر کہ "کیا تو مجھے پیار کرتا ہے؟" اُسے پھر اُس کے عہدہ رسالت پر بحال کرتا ہے۔ اس کے بعد اپنے تمام گلیلی شاگردوں پر جن کا شمار پانسو سے زیادہ تھا مقررہ پہاڑ پر اپنے تئیں ظاہر فرماتا اور گلیل میں اپنا یہ آخری حکم اپنے شاگردوں کو دیتا ہے "تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور انہیں باپ۔ بیٹے اور رُوح القدس کے نام پر بپتسمہ دو"۔ آخری مرتبہ پھر یسوع اپنے شاگردوں کو یروشلم میں ملتا ہے اور جب وہ آخری دفعہ کوہ زیتون پر سے گذرتا اور بیت عنیاہ گاؤں کے

پاس پہنچتا ہے تو آسمان پر چڑھ جاتا ہے" جب وہ اُنہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ اُن سے جُدا ہو گیا اور آسمان پر اُٹھایا گیا" (لوقا ۲۴/۵۱)

سولھواں باب - رسولی تاریخ۔

سنہ ۲۹ء یا سنہ ۳۳ء سے سنہ ۱۰۰ء تک

پہلی فصل - یروشلم کی کلیسیا

مسیح کا آسمان پر چڑھ جانا۔ رسولی تاریخ کی دو شاخیں۔ پنتکوست کا دن۔ یروشلم کے یہودی۔ تکالیف اور حسد۔ استیفان۔ سامریہ میں انجیل۔ اتھیوپیا کی کلیسیا۔ ایک نیا مشنری

مسیح کا آسمان پر چڑھ جانا

مسیح کی آخری ملاقات اپنے شاگردوں کے ساتھ بیت عنیاہ میں ہوئی اور وہ یا تو اُن زیتون کے درختوں میں سے جن کے آس پاس لعاذر کے ساتھ پھرا کرتا تھا اور یا اُس قبرستان کے نزدیک جہاں اس نے اپنے تئیں "قیامت اور زندگی" کہا تھا آسمان پر چڑھا اور بادل کے وسیلے اُن کی نظروں سے غائب ہوا۔ جب سے وہ مُردوں میں جی اُٹھا تھا تب سے اس کی حرکات و سکنات میں کچھ ایسی فوق العادت خاصیتیں پیدا ہو گئی تھیں کہ شاگردوں کو یہ خیال نہ تھا کہ وہ اب پھر نہ لوٹیگا۔ یہ خبر اُن کو دو فرشتوں سے ملی جنھوں نے اُن کو یروشلم جانے اور اپنے کام کے لئے تیار ہونے کی ہدایت کی اور اس موقع پر اُن کو گلیلی کہکر جو حقارت کا نام تھا پکارا۔ گویا فرشتے اُن کو اس نام سے مخاطب کر کے یہ جتانا چاہتے تھے کہ تمہیں ابھی ایک اور نام حاصل کرنا ہے جو تمام دنیا میں مشہور ہو۔ پس اس کے بعد وہ یروشلم کو لوٹے اور وہاں اُن شاگردوں سے ملاقات کی جو شہر یروشلم اور آس پاس کے علاقہ میں پائے جاتے تھے لیکن یروشلم میں جو شاگرد موجود تھے وہ گلیل کے شاگردوں کی نسبت جہاں مسیح نے زیادہ وقت

صرف کیا شمار میں بہت کم تھے چنانچہ سارے مجمع میں کُل ایک سو بیس جانیں شامل تھیں۔ انہوں نے یہوداہ کی جگہ متیاس کو چُنا اور ایک چھوٹے سے دعائیہ جلسہ کے وسیلے تمام دنیا کو فتح کرنے کی تیاری شروع کی۔ بعد ازاں وہ ایک دل ہو کر دعا اور مناجات میں لگے رہے تاوقتیکہ عالم بالا سے رُوح القدس اُن پر نازل نہ ہُوا۔

رسولی تاریخ کی دو شاخیں

رسولوں کے زمانہ میں مسیحی کلیسیا کی تاریخ دو شاخوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ اُن میں سے ایک قوم یہود سے اور دوسری غیر اقوام سے وابستہ ہے۔ یہودی تاریخ کی شاخ بارہ رسولوں سے علاقہ رکھتی ہے اور غیر قوموں کی تاریخ زیادہ تر پولوس کی حرکات سے وابستہ ہے۔ کتاب اعمال کا پہلا حصہ پہلی شاخ کا بیان قلمبند کرتا ہے اور باقی ماندہ حصہ دوسری شاخ کا۔ اگرچہ ان میں خفیف سا فرق بھی پایا جاتا تھا تاہم دونوں شاخیں ایک ہی صداقت کی پیرو تھیں یعنی ایک ایمان۔ ایک اُمید اور ایک ہی بپتسمہ کی پابند تھیں۔ اب مذہب پہلے کی نسبت زیادہ توضیح کے ساتھ رُوح القدس کی تاثیروں کا مذہب معلوم ہونے لگا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ ایک الٰہی قدرت کے وسیلے یا یوں کہیں کہ رُوح القدس کے بپتسمہ کے وسیلے خدا کے حضور لائے جاتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ آگے بھی ہمیشہ روح القدس کے وسیلے کام ہوتا رہا تھا اور پچھلے نبیوں نے اس پر بہت ہی زور دیا تھا تاہم اس وقت رُوح القدس کا کام زیادہ واضح ہو گیا ہوگا۔ پس پاک تثلیث کا تیسرا اقنوم اس وقت بڑی وضاحت کے ساتھ کلیسیا کے سامنے ظاہر ہُوا اور بات معلوم ہو گئی کہ بنی آدم کے دلوں کا تبدیل کرنے والا وہی ہے۔ رسولوں کے اعمال کی کتاب بعض اوقات "روح القدس کی انجیل" بھی کہلاتی ہے۔

پنتکوست کا دن

پنتکوست کے روز جو عید فسح سے پچاس دن کے بعد واقع ہُوا یہودی لوگ کثرت کے ساتھ کلیسیا میں شامل ہوئے۔ مختلف ممالک سے یہودیوں کا جمع ہونا ایک عجیب بات تھی تاہم غیر معمولی بات نہ تھی یعنی مختلف ملکوں میں وہ رہتے تھے چونکہ وہ وہاں یہودی رسوم کو پورے پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے تھے لہٰذا وہ بڑی کوشش کے ساتھ یروشلم میں آیا کرتے تھے تاکہ

سالانہ عیدوں میں شریک ہوں اور شاید یہی وجہ تھی کہ اُن کی عجیب تجارتی خاصیت کی اُس وقت بنا ڈالی گئی کیونکہ ایسے موقعوں پر وہ بڑی آسانی کے ساتھ ہسپانیہ سے لے کر ہندوستان تک ہر ملک کی پیداوار کی نسبت واقفیت پیدا اور لین دین کا سلسلہ جاری کر سکتے تھے۔

یروشلم کے یہودی اس وقت اُن یہودیوں میں سے جو تتر بتر ہو رہے تھے بہتوں نے عبرانی بولنا چھوڑ دیا تھا اور اُس کے عوض اُن زبانوں کو جو اُن کے ممالک میں بولی جاتی تھیں اپنی مادری زبان بنا لیا تھا۔ سو اس موقع پر پارتھی۔ یہودی۔ میدی۔ عیلامی اور مسوپتامیہ کے رہنے والے یروشلم میں حاضر تھے اور یہ وہ ملک تھے جہاں اُن کو اسور اور بابل کے بادشاہ اسیر کر کے لے گئے تھے اور اسی طرح کپدکیہ۔ پنطس۔ فرگیہ اور پمفولیہ کے یہودی بھی موجود تھے جن کے باپ دادے اُس زمانے کے اندر ان جگہوں میں جب یہ ممالک یا تو خود مختار ریاستوں کی مانند تھے اور یا سلطنتِ فارس کے باجگذار تھے آباد ہونے کے لئے مدعو کئے گئے تھے۔ علاوہ بریں مصر کے یہودی بھی آئے ہوئے تھے سکندر اعظم مصر میں اُن کو لے گیا تھا اور اسی طرح لبیہ اور کرینی کے یہودی بھی حاضر تھے۔ یہ ملک افریقہ میں واقع تھے ان میں یہودیوں کو طالمی سوتیر نے بسایا تھا۔ عرب سے بھی یہودی آئے ہوئے تھے مگر یہ شاید یمن کے حکام تھے۔ اسی طرح کریت سے بھی ایک جماعت آئی ہوئی تھی تاکہ اُس بزرگ شارع (موسیٰ) کی رسوم و ضوابط کی تعظیم و تکریم کرے جو کہ قدیم قانون مینیاس سے بھی بزرگ تھا۔ غرضیکہ ہر جگہ کے یہودی موجود تھے حتیٰ کہ شہر روم بھی نہ چھوٹا تھا۔ کیونکہ ابراہیم کے فرزند یا وہ لوگ جنہوں نے یہودیوں کے مذہب کو قبول کیا تھا شہر روم میں جا بسے تھے۔ اس رنگا رنگ اور کثیر گروہ میں سے ایک ہی دن تین ہزار اشخاص کا توبہ کرنا اور بپتسمہ پانا گویا ایک روحانی معجزہ تھا جو مسیحیوں کے اُس معجزہ کا گویا پہلا جواب تھا جو کہ قدرتی دنیا میں واقع ہوا۔ اس کے بعد انتظام کیا گیا کہ اسبابِ مشترکہ کے وسیلے سب ایماندار کچھ عرصے کے لئے باہم ایک جا بود و باش کریں تاکہ انہیں مسیحی تعلیم اور نمونہ میں مزید تربیت حاصل ہو اور اُس پاکیزگی اور خوبی میں ترقی کریں جو ابتدائی کلیسیا کی خاص صفات تھیں۔ مگر کچھ عرصہ تک اس دلپسند مسیحی رفاقت سے مسرور ہو کر ایمانداروں کی یہ جماعت تتر بتر ہو گئی

تاکہ اپنے ملک اور دُنیا کے دیگر ممالک کو یہ خبر دیں کہ کس طرح خدا اپنے لوگوں پر ظاہر ہُوا ہے۔

تکالیف اور حسد یروشلم کی کلیسیا رسولوں کے زیرِ نظر شمار اور اخلاقی خوبیوں میں ترقی کرتی گئی۔ لوگ اُن کی فروتنی۔ فیاضی اور شُرکا کی باہمی محبت سے حیران ہوتے اور اُن کی تعریف کرتے تھے۔ خدا نے اپنے انتظام پروردگاری سے عجیب طور پر اُن کی حفاظت کی۔ ایک موقع پر جب سردار کاہنوں کی تحریک کے باعث جو صدوقی تھے رسولوں پر سختی ہونے والی تھی لیکن گملئیل کی صلاح کے موافق جو ایک فریسی اور سنہڈرم کا میر مجلس تھا اور اس سبب سے گویا سردار کاہن کا ہمسر بھی تھا اُن کے ساتھ نرمی سے سلوک کیا گیا لیکن بیرونی خطرے کے بعد خفیف سی اندرونی نااتفاقی پیدا ہوئی چنانچہ کلیسیا کی عبرانی اور یونانی شاخوں میں حسد کی آگ مشتعل ہوئی۔ عبرانی شاخ سے وہ لوگ مراد ہیں جو یہودیہ کے رہنے والے اور ارامی بولی بولنے والے تھے اور یونانی شاخ سے وہ لوگ مراد ہیں جو ان ممالک کے رہنے والے تھے جو یونانی بولا کرتے تھے۔ لیکن یہ نااتفاقی ڈیکنوں کے مقرر کرنے سے رفع کی گئی۔ ڈیکنوں کے تقرر کا یہ مقصد تھا کہ وہ کلیسیا کے دُنیاوی معاملات سرانجام دیں۔ سات آدمی اس کام کے لئے چُنے گئے۔ ان سب کے نام یونانی تھے لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب یونانی شاخ سے علاقہ رکھتے تھے۔

استیفان ان سب سے زیادہ بزرگ استیفان تھا۔ وہ نہ صرف عہدۂ ڈیکن کے فرائض کو ادا کرتا تھا بلکہ وہ "فضل اور قوت سے معمور ہو کر لوگوں میں بڑے بڑے عجیب کام کرتا رہا"۔ مگر اس کے جوش اور کامیابی کے سبب سخت مخالفت برپا ہوئی۔ اس وقت یروشلم میں کئی عبادت خانے موجود تھے جن کو ان یہودیوں نے بنا کیا تھا جو تتر بتر ہو رہے تھے۔ اُن کے بنانے کی کچھ غرض تو یہ تھی کہ جب وہ خود یروشلم میں آئیں تو ان کو استعمال کریں اور کچھ اس لئے کہ وہ اُن کے بچّوں کے کام آئے جب وہ یروشلم میں تعلیم پانے کے لئے آئیں۔ ان عبادت خانوں کے بعض شُرکا استیفان کے ساتھ بحث کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ شاید اس کا یہ سبب ہو گا کہ فقط وہی لوگ زبان یونانی سے جو استیفان بولا کرتا تھا بخوبی واقف تھے۔ وہاں ایک عبادت خانہ تھا جو لبرتینوں کا عبادت خانہ کہلاتا تھا یا یوں کہیں کہ ان کے درمیان وہ یہودی بھی موجود تھے جو پہلے

رُومی غلام تھے مگر اب آزاد ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ کرنتھیوں اور اسکندریہ کے عبادت خانے بھی موجود تھے اور اسی طرح وہ عبادت خانہ بھی موجود تھا جسے کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے اور وہ کلکیہ کا عبادت خانہ تھا جس کے نہایت سرگرم شُرکا میں سے ایک شریک سالوس تھا جو اس وقت نوجوانی کے عالم میں تھا اور صوبہ کلکیہ کے دارالخلافہ ترسس کا رہنے والا تھا۔ استیفان نے سنہڈرم کے سامنے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ایک تقریر کی جو فصاحت۔ دلیری اور قدرت سے بھرپور تھی۔ اُس کے سامعین اُس سخت باتوں کو سُن کر جو اُس نے اُن کے اور اُن کے باپ دادوں کے برخلاف کہیں غضب سے بھر گئے اور بغیر قانونی فیصلہ کے اُس پر حملہ آور ہوئے اور گھسیٹ کر اُسے شہر سے باہر لے گئے اور غالباً یہوسفط کی وادی میں اسے سنگسار کیا۔ اُس نے مسیح کی عظمت اور الوہیت پر ایک خوبصورت گواہی دیتے اور اپنے دشمنوں کے لئے دُعا مانگ کر مسیحی محبّت اور فروتنی آشکارا کرتے ہوئے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت کی۔

استیفان گویا کلیسیائے عامہ کے حق میں صبح کا ستارہ تھا۔ وہ خیالات جو وہ موسیٰ کی رسوم کی نسبت رکھتا تھا اور اس کی یہ رائے کہ غیر اقوام خدا کے حضور یہودیوں کے برابر ہیں گویا قبل از وقت تھی اور یہ بات سالوس کے حصّہ میں آئی تھی کہ وہ استیفان کی چادر پہن کر اُس کے کام اور گواہی کو انجام تک پہنچائے۔

سامریہ میں انجیل استیفان کی موت کے بعد مسیحیوں کی سخت ایذارسانی واقع ہوئی چنانچہ پہلے شہید کی موت نے دشمنوں کو جو مسیحیوں کے خون کے پیاسے بیٹھے تھے خونریزی پر زیادہ آمادہ کیا لیکن کلیسیا کے سر نے اس ایذارسانی پر ایسا غلبہ پایا کہ اسی کے وسیلے کلیسیا کے کئی لائق شُرکا کو جو اُب تک یروشلم میں جمع ہو رہے تھے جا بجا پھیلا دیا۔ جن شہروں میں اس طرح انجیل کی روشنی پہنچائی گئی اُن میں سے ایک جگہ وہ تھی جسے "سامریہ کا ایک شہر" کہا ہے۔ یہ نام ٹھیک وہی ہے جو سکم یا عسکر کو یوحنّا کے چوتھے باب میں دیا گیا ہے۔ اغلب ہے کہ یہ وہی شہر تھا جو اتنی صدیوں سے یہودی تاریخ میں مشہور تھا اور جس کے باشندوں کو سامریہ کی عورت نے پہلے پہل مسیح کی خبر دی تھی۔ اُن دنوں جب لوگ دلی اضطراب کی حالت میں گرفتار تھے ایک فتنہ پرداز نے اسی جگہ کے لوگوں کو یہ یقین دلا رکھا تھا کہ مَیں ایک طرح پر خدا کی مجسّم قدرت ہوں۔ پس اس

جگہ مسیحیوں کے وارد ہونے سے نہ صرف لوگ دھوکے سے رہا ہوئے بلکہ خود شمعون کے دل پر بھی کسی قدر اثر ہوا مگر یہ اثر بے حقیقت سا تھا۔ فوق العادت برکتیں عطا کرنے کی قدرت صرف رسولوں ہی کو حاصل تھی۔ پس جب وہ سامریہ میں آئے اور یہ برکتیں لوگوں کو دینے لگے تو شمعون کے اقرار کا کھوکھلا پن فوراً ظاہر ہو گیا کیونکہ اُس نے ان برکتوں کو دام دے کر خریدنا چاہا۔

انتھیوپیا کا خوجہ سامریوں تک جن کے ساتھ ہمارے خداوند نے نہایت دوستانہ سلوک کیا انجیل کا پہنچ جانا اور اُن کا اُسے قبول کر لینا گویا تاریخ کلیسیا میں ایک نیا زمانہ کا راہ پانا تھا۔ یا یوں کہیں کہ گویا یہ واقعہ غیر قوموں اور دیگر راندہ اشخاص کے کلیسیا میں شامل ہونے کی ایک علامت تھا۔ اس کے بعد ایک اور وقوعہ سرزد ہوا۔ وہ بھی اسی بات کو ظاہر کرتا تھا۔ فلپّس جو غالباً سات ڈیکنوں میں سے تھا اور سامریہ میں مسیحی مذہب کو لے جانے کے حق میں سب سے زیادہ کام آیا تھا۔ رُوح سے ہدایت پاکر غزہ کی طرف روانہ ہوا جو فلسطین کے پُرانے شہروں میں سے تھا اور اس وقت غیر آباد پڑا تھا۔ انتھیوپیا کا ایک خوجہ جو اُس مُلک کی ملکہ کا خزانچی انتھیوپی اور ایک بڑے عہدہ پر مامور تھا یروشلم سے ایک عید منا کر معمولی راستہ سے واپس جا رہا تھا۔ گو یہ شخص ایک انتھیوپی یا کوشی تھا اور اس سبب سے حام کی نسل سے تھا تاہم معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے یہودی تہذیب کو قبول کر لیا تھا اور وہ یرمیاہ کے دوست عبد ملک کی طرح کہ وہ بھی ایک خوجہ تھا (یرمیاہ ۳۹/۱۶) اُس وعدہ کا پھل کھانے کو تھا جو یسعیاہ کے وسیلے "خوجے" اور "بیگانے کی اولاد" کے ساتھ کیا گیا تھا (یسعیاہ ۵۶/۳-۴) وہ یروشلم میں جو روشنی کا سرچشمہ سمجھا جاتا تھا گیا مگر وہاں سے خالی ہاتھ لوٹا۔ لیکن غزہ کے بیابان میں اس کے لئے فضل کی ندیاں جاری ہوئیں۔ فلپّس کی ہدایت کے مطابق وہ مسیح پر ایمان لایا اور بپتسمہ پاکر اپنے وطن کو واپس آیا تا کہ وہاں اُس خوشی کا مژدہ سنائے جس نے اُس کے دل کو تر و تازہ کیا تھا۔ یہ واقعہ بھی گویا ایک نیا نشان تھا جو یہ پتہ دیتا تھا کہ غیر قوموں کے لئے دروازے کُھل گئے ہیں۔ لیکن جس طرح پہلے نشان کے سمجھنے میں رسولوں نے دیر کی اُسی طرح اس کو بھی جلد نہ سمجھا۔

ایک نیا مشنری مگر اسی اثنا میں کلیسیا کا سر ایک نئے آلہ کو تیار کر رہا تھا جو درحقیقت

غیر قوموں کو انجیل سنانے کے لئے گویا خداوند کی ”کمان میں ایک تیز تیر“ تھا۔ استیفان کا مارا جانا بجائے خود کلیسیا کے لئے ایک بڑے نقصان کا باعث تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ استیفان روشن خیالات اور آزاد طبیعت کا شخص اور حسد اور تعصب کے لوث سے پاک تھا۔ وہ ایسا شخص تھا جو بڑے بڑے کاموں کی انجام دہی میں بڑی خوشی سے کلیسیا کی رہنمائی کرتا۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ اُس کے قاتلوں کے درمیان ایک نوجوان تھا جسے خدا نے اپنی عجیب حکمت کے مطابق اُسی کام کے لئے مقرر کیا جس کی انجام دہی کے لئے استیفان تیار معلوم ہوتا تھا۔ پس استیفان کی دُعا کے جواب میں غیر قوموں کے لئے ایک ایسا رسول دستیاب ہوا جو استیفان کی نسبت زیادہ لیاقت رکھتا تھا سو اس شہید کی چادر اُس نوجوان پر گری جو اُس کے قاتلوں کے کپڑوں کی نگرانی کرتا تھا یعنی گملی ایل کا جوان اور سرگرم شاگرد انجیل سنانے کے لئے مخصوص کیا گیا۔

دُوسری فصل۔ پولوس کے ابتدائی حالات

پیدائش۔ ترسیس میں قیام۔ تعلیم۔ یروشلم میں آنا۔ دمشق کو جانا۔ اُس کا مسیحی ہونا۔ اس واقعہ کا فائدہ۔ عرب میں بود و باش۔ یروشلم کو واپس آنا ارام اور کلکیہ میں کام

پیدائش۔ ترسیس میں قیام ہم غیر قوموں کے رسول کے ابتدائی حالات سے بہت کم واقف ہیں۔ وہ کلکیہ کے دارالسلطنت ترسیس میں پیدا ہوا۔ کلکیہ ایشیائے کوچک کا ایک صوبہ تھا۔ اغلب ہے کہ پولُس رسول مسیح کی پیدائش سے تھوڑے عرصہ بعد پیدا ہوا کیونکہ وہ اپنی وفات سے پہلے اپنے تئیں ایک عمر رسیدہ شخص بتاتا ہے۔ اور اس کی وفات ۶۸ سنہ ع میں واقع ہوئی۔ اُس کا خاندان ہر طرح کے میل سے بالکل پاک اور صاف تھا یعنی اس میں غیر قوموں کے خون کی آمیزش نہ تھی اور اُس کا نام بنیامین کے شجروں میں شامل تھا باوجودیکہ اُس کا باپ عہد کی سرزمین سے دُور رہتا اور رومیوں کے حقوق سے بہرہ ور تھا۔ کلکیہ ایک بڑا ملک تھا [illegible] اعظم کے اُس

کونے میں واقع تھا جہاں ایک طرف سے کوہ طارس اور دوسری جانب سے کوہ لبنان آملتا تھا اور دونو اُس جگہ مل جاتے تھے۔ اس ملک کے پہاڑی جنگل اور چٹانی خلیجیں مدّت تک رہزنوں اور قزاقوں کو پناہ دیتی رہی تھیں۔ مگر پولوس کی پیدائش سے پچاس سال پہلے پامپے نے اس ملک کو سب لٹیروں سے آزاد کر کے رومی سلطنت میں شامل کیا۔ اس کے حاکموں میں سے ایک نے جس کا نام سِسرو تھا جو اپنی فصاحت کے لئے نہایت مشہور تھا اُس پر ایسی فیاضی اور دیانتداری سے حکومت کی کہ اُن ایام میں ایسا کرنا عام کام نہ تھا کیونکہ ہر کوئی اپنا فائدہ ڈھونڈتا تھا۔ جن دنوں پولُس پیدا ہوا ان دنوں شہر ترسیس سر تا پا ایک یونانی شہر معلوم ہوتا تھا چنانچہ وہاں یونانی بولی بولی جاتی اور یونانی علم ادب کو ترقی دی جاتی تھی۔ پس اغلب ہے کہ پولُس یونانی اور عبرانی دونو زبانیں بآسانی بول سکتا تھا یونانی تو وہ اکثر ترسیس کے تعلیم یافتہ لوگوں کو بولتے سُنتا ہوگا اور عبرانی اگر اکثر نہیں تو گاہے بگاہے ضرور اپنے گھر میں سنتا ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے ایسے گھر میں پرورش پائی جہاں اُس کا اصلی وطن اور اُس کی قوم بڑی تعریف کے ساتھ یاد کی جاتی تھی بچپن میں اُسے صیہون کے گیت گا گا کر چُپ کراتے ہونگے۔ لڑکپن میں موسیٰ اور داؤد کے نمونے پیش کر کے نیک کام کرنے کی تحریک اور ہدایت کرتے اور جب بڑا ہوا تو یہ تعلیم دیتے ہونگے کہ وہ یروشلم اور یہودیہ کو بڑی تعظیم کے ساتھ یاد کیا کرے۔

تعلیم۔ یروشلم میں قیام ہم یہ نہیں جانتے کہ جب وہ گملی ایل سے تعلیم پانے کے لئے یروشلم کو گیا اُس وقت اُس کی عمر کیا تھی لیکن قیاس کر سکتے ہیں کہ اُس نے کیسی خوشی سے یروشلم اور اُس کے گرد و نواح کی مشہور جگہوں کو دیکھا اور خصوصاً اُن جگہوں کا ملاحظہ جو اُس کے فرقے سے وابستہ تھیں بڑی دلچسپی سے کیا ہوگا۔ مثلاً اُس نے جبعہ کو دیکھا ہوگا جہاں اُس کے ہم نام بادشاہ ساؤل کا محل واقع تھا۔ پھر رامہ کو دیکھا ہوگا جہاں سموئیل اسرائیل پر حکومت کیا کرتا تھا۔ اسی طرح اُن دروں کا ملاحظہ کیا ہوگا جہاں یشوع نے اموریوں اور یونتن نے فلستیوں اور یہودا مکابی نے ارامیوں کو شکست دی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب ساؤل (پولوس کا لاطینی نام تھا) گملی ایل کے زیر نظر طالب علمی کی زندگی بسر کرتا تھا اس وقت اپنے اُستاد کو مسیحیوں کے برخلاف اپنا جوش اور سرگرمی بہت

دکھاتا تھا۔ چنانچہ وہ انہیں ایذا پہنچا کر اور یسوع کے نام پر کفر بکنے کے لئے مجبور کر کے خوش ہوتا تھا۔ اور اگر مظلوموں کی آہ و زاری سے اُس کے ملائم دل کو صدمہ پہنچتا ہوگا تو وہ اس خیال سے تسلی پاتا ہوگا کہ میں خدا کی خدمت بجا لا رہا ہوں۔

دمشق کو جانا۔ اور اُس کا مسیحی ہونا جب اُس نے یروشلم میں ایذا رسانی کے کام کو کافی نہ سمجھا تو یہ ارادہ کیا کہ دور و دراز ممالک میں جا کر اِس بدعت کی جڑ کاٹے۔ مذہبی معاملات میں افسران سنہیڈرم غیر ممالک کے یہودیوں پر وہی اختیار رکھتے تھے جو وہ یروشلم کے یہودیوں پر رکھتے تھے۔ پس شاؤل نے سنہیڈرم والوں کے اختیار سے مسلح ہونا کافی سمجھا۔ صلیب کی منادی کرنے والے دمشق میں جو قدیم ارامی سلطنت کا پایہ تخت تھا پہنچ گئے تھے۔ اب شاؤل نے سنہیڈرم سے پروانے حاصل کئے اور یہ اختیار پایا کہ اسے جتنے نئی بدعت کے پیرو ملیں اُنہیں گھسیٹ کر یروشلم میں لائے۔ وہ رومی سڑک جو دمشق کو جاتی تھی جھیل گلیل کے پاس سے گذرتی تھی۔ پس اُس نے اُدھر سے جاتے ہوئے وہ جگہیں دیکھیں ہونگی جن سے مسیح جس کی وہ جڑ کاٹنے کے درپے تھا بخوبی واقف تھا نیز اُس نے اُن بڑے بڑے کاموں کی شہرت سُنی ہوگی جو کچھ عرصہ پہلے وہاں واقع ہو چکے تھے اگرچہ اس وقت وہ اُن واقعات کو بے بنیاد قصوں سے کچھ زیادہ نہ سمجھتا ہوگا۔ تھوڑے عرصہ میں وہ اس جھیل کو پیچھے چھوڑ جاتا اور پھر رفتہ رفتہ دشوار گذار ارامی صحرا کو بھی عبور کر جاتا ہے۔ پھر اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو ہرے ہرے درختوں کے درمیان دمشق کے سفید سفید محل ایسے دکھائی دیتے ہیں جیسے یاقوت کے درمیان موتی نظر آتے ہیں۔ یک بیک آسمان سے ایک نور طلوع ہوتا ہے جس کے مقابل سورج کی روشنی ہیچ پڑ جاتی ہے۔ عبرانی زبان میں ایک آواز شاؤل سے مخاطب ہوتی ہے۔ اس کے صرف چند الفاظ سنائی دیتے ہیں گو ایسا اثر اس کے دل پر کر جاتے ہیں کہ جو بات اُس کے ہمنام کی نسبت کہی گئی تھی وہ اس پر زیادہ صادق آتی ہے یعنی وہ بالکل ایک "نیا انسان" بن گیا۔ وہ جو پہلے ایذا رساں تھا اب زمین پر گر پڑا ہے اور وہاں سے رسول بن کر اُٹھتا ہے۔ اُس کی تمام طاقتیں اُسی کام کی ترقی کے لئے مخصوص کی جاتی ہیں جس کے برباد کرنے کی پہلے کوشش کرتا تھا۔

اس واقعہ کا فائدہ پولُس کا مسیحی ہونا ہر طرح سے ایک قابل یاد واقعہ ہے۔

اُس کا بلایا جانا گویا دوسرے ابراہیم کا بُلایا جانا تھا۔ اور اُس کی بُلاہٹ کی حقیقت اور سچائی اُس اہم سوال سے کُھلتی ہے جو اُس نے مسیح سے کیا "اے خداوند تُو کیا چاہتا ہے کہ میں کروں"؟ یسوع کے جی اُٹھنے کی طرح جس کی حقیقت کو یہ واقعہ ثابت کرتا ہے پولُس کا بلایا جانا مسیحی مذہب کا ایک پختہ ثبوت ہے کیونکہ اَور کونسی بات سوائے اس واقعہ کے پولُس کی زندگی اور عقیدے کو آناً فاناً میں تبدیل کر سکتی تھی؟ اس کے علاوہ اس وقوعہ سے اُس کی جس کے فضل کی منادی میں اس کے بعد وہ ہمیشہ مصروف رہا بیحد رحمت اور محبت ثابت ہوئی اور یہ رحمت جو پولُس کے قول کے مطابق سب سے بڑے گنہگار کو دکھائی گئی گویا ایسی زور آور دلیل تھی جو ہر وقت اُس کے دل میں تازہ رہتی اور اُن لوگوں کے سامنے بیان کی جاتی تھی جو خدا کے بیحد فضل پر جو مسیح میں ظاہر ہؤا ایمان لانے میں دیر کرتے تھے اور مسیحی فرائض کی گہری شناخت اور مسیح کے فیاضانہ سلوک کا کامل ادراک وہ چشمہ تھا جس میں سے تازہ خدمت کی تحریکیں پیدا ہوتی رہتی تھیں۔ اسی سے اُس کی مشکلات اور تنگی کا احساس دور ہوتا ہوگا جو اس وقت لاحق ہوتا تھا جب وہ مسیح کی خدمت کے سبب سخت تکالیف اور مصائب میں مبتلا ہو جاتا تھا۔

گلتی ۱-۱۷

عرب میں بود و باش روایت اُس گلی کی نسبت جو "سیدھی" کہلاتی ہے اور یہوداہ کے گھر کی نسبت جہاں پولُس وارد ہؤا یہ خبر دیتی ہے کہ وہ اب تک موجود ہیں۔ نیز یہ بتاتی ہے کہ حنانیا جو اُس کو سکھلانے اور بپتسمہ دینے کے لئے بھیجا گیا تھا اُن ستر میں سے تھا جنہیں ہمارے خداوند نے منادی کے لئے بھیجا تھا۔ روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیچھے دمشق کا اُسقف بن گیا تھا لیکن یہ خیالات خام ہیں۔ ہم کو حنانیا کی نسبت صرف اتنا معلوم ہؤا کہ وہ مسیح کا شاگرد تھا۔ اور حنانیا نام ایک شخص جو شریعت کے موافق دیندار اور وہاں کے سب رہنے والے یہودیوں کے نزدیک نیک نام تھا وہ نہ رسول اور نہ پرسبٹر بلکہ ایک شاگرد تھا تاہم اُسی نے اُس کو جو غیر قوموں کی کلیسیا کا بانی تھا بپتسمہ دیا۔ اب پولُس کچھ مدت تک دمشق میں رہا اور بڑے جوش و خروش کے ساتھ مسیحی خدمت کو انجام دیتا رہا۔ لیکن کچھ دن کے بعد اُس نے محسوس کیا کہ مجھے عرب کو جانا چاہیئے۔ یہ ہم نہیں جانتے کہ آیا اس وقت وہ مشہور پترا کی طرف روانہ ہؤا اور وہاں کچھ عرصہ کے لئے پہاڑوں میں رہا یا آگے بڑھ کر "خدا

کے پہاڑ" تک پہنچا اور وہاں کوہ سینا اور کوہ صیہون کو دو عہدوں کی علامتیں ماننا سیکھا جیسا کہ گلاتیوں کے خط میں بیان ہے۔ تھوڑے دن کے بعد وہ دمشق کو لوٹ آیا لیکن چونکہ یہودیوں نے اُس کے برخلاف منصوبہ باندھنا شروع کیا اور اس معاملے میں افسر کی امداد حاصل کی لہٰذا وہ ایک کھڑکی میں سے نیچے لٹکایا گیا تاکہ رات کے وقت محفوظ چلا جائے۔

یروشلم کو واپس آنا۔ اراھم اور کلکیہ میں کام

وہ جس راستے سے پہلے آیا تھا اُسی راستہ سے واپس ہو کر یروشلم میں آیا لیکن تین برس گذرے اس کے خیالات کیسے تھے اور اب کیسے بدل گئے تھے۔ یہاں آنے سے اس کا یہ مقصد تھا کہ رسولوں سے ملاقات کرے۔ مگر پہلے پہل تو اس کو کسی قدر سرد مہری دکھائی گئی اور لوگ ہچکچاتے ہوئے اُس سے ملتے تھے لیکن جب کپرس کے رہنے والے برنباس نے جو بڑا فیاض آدمی تھا اُس کی حمایت اور طرف داری شروع کی تو بھائیوں نے شراکت کا دہنا ہاتھ اُس کی جانب دراز کیا۔ اُس وقت اُس کا جوش اس درجہ تک پہنچ گیا تھا کہ وہ یروشلم کے عبادت خانوں میں بھی منادی کرنے لگ گیا۔ لیکن انہی ایام میں خداوند مسیح نے رویا میں اُس پر ظاہر ہو کر یہ خبر دی کہ تجھے یروشلم چھوڑنا اور غیر قوموں کو اپنی خدمات کا مرکز بنانا چاہیئے۔ لیکن وہ اپنے ہموطنوں کو ایسا پیار کرتا تھا اور گذشتہ نقصان کی تلافی کا خیال ایسا اُس کے دل میں جاگزیں تھا کہ وہ وہیں رہنے کی اجازت مانگنے لگا۔ لیکن خداوند نے یہ اجازت نہ دی لہٰذا اُس نے یہودی دارالخلافہ کو صرف دو ہفتہ کے قیام کے بعد خیرباد کہا اور قیصریہ کی راہ فلسطین سے روانہ ہو کر ترسیس کا رُخ کیا اور وہاں جا کر کچھ عرصہ کیلئے اراھم اور کلکیہ میں کام کرتا رہا۔

تیسری فصل۔ کلیسیا کی ترقّی کی تیاری

یافہ میں پطرس کی رویا۔ قیصریہ میں کرنیلیس کی رویا۔ ملکی انتظام میں انقلابات۔ ہیرودیس اگرپا کی وفات۔ کلاڈیہ کا برطانیہ سے واپس آنا۔ پولُس اور برنباس

انطاکیہ میں - کرسٹان نام - انطاکیہ کی حالت

یافہ میں پطرس کی رویا اس اثنا میں فلسطین کے اندر اَور واقعات بھی سرزد ہو رہے تھے اور اُن کا مقصد یہ تھا کہ صاف صاف طور پر ظاہر ہو جائے کہ کس طرح غیر قومیں مسیحی کلیسیا میں شامل کی جائینگی چنانچہ پطرس انجیل سناتا ہؤا یافہ تک جو بحیرہ اعظم کی ایک قدیم بندرگاہ تھا پہنچ گیا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ قیصریہ اور پٹلمیس کے آباد ہونے تک یہی شہر فلسطین کے ساحل پر اکیلا بندرگاہ تھا۔ تھوڑا عرصہ ہؤا کہ پطرس نے اپنا سب سے بڑا معجزہ دکھایا تھا یعنی ڈرکاس کو مُردوں میں سے زندہ کیا تھا۔ یہ معجزہ گویا اُس محبت کی روح کا پہلا اور پختہ پھل تھا جو مسیحی دین سے پیدا ہوتی ہے۔ جب پطرس ایک بلند اور مدوّر شکل راس پر سے جس کے ساتھ شہر لگا ہؤا تھا بحیرۂ اعظم کی وسیع اور نیلگوں سطح پر نظر ڈالتا ہوگا تو اُسے ایسا فراخ اور گوناگوں نظارہ دکھائی دیتا ہوگا جس کی مانند فلسطین کی تنگ سرزمین کو عموماً نصیب نہیں ہوتا۔ گو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نظارے نے اُس کے دل کو انجیل کے عظیم مقصد اور کام کے وسیع تصوّر کے لئے تیار کیا لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ اُس کو یافہ ہی میں وہ رویا دکھائی دی جس کا یہ مطلب تھا کہ آئندہ غیر قومیں بھی آزادی کے ساتھ کلیسیا میں شامل کی جائینگی۔ اس وقت تک یہی خیال مروّج تھا کہ مسیحی ہونے سے پہلے لازم ہے کہ لوگ ختنہ کرائیں اور پہلے یہودی بنیں۔ کئی یہودی مسیحی ایسے موجود تھے جو موسوی شریعت کے اختیار پر رشک کرنے کی بجائے اپنی جان دینے کو تیار تھے پس قبل اس کے غیر قوموں کے داخل ہونے کے لئے ایسے طور پر دروازہ کھولا جائے کہ کوئی بات سدِّ راہ نہ ہو کلیسیا کو ایک سخت جنگ میں سے گذرنا تھا۔

کرنیلیس کی رویا قیصریہ میں جب پطرس غور کر رہا تھا کہ جو رویا میں نے دیکھی ہے اُس کا کیا مطلب ہے اُس وقت تین شخص اُس کو ڈھونڈتے ہوئے قیصریہ سے آئے اور کرنیلیس کی طرف سے جو قیصریہ کا ایک دیندار رومی افسر تھا پیغام لائے۔ کرنیلیس کو ایک رویا کے وسیلے یہ ہدایت ہوئی کہ وہ مسیحی تعلیم حاصل کرنے کے لئے پطرس کو بُلائے۔ سو دوسرے دن پطرس اور اُس کے ساتھی اُدھر روانہ ہوئے اور اُن کھیتوں میں سے جو شادوں کی نرگس سے مہک رہے اور اپنی خوبصورتی کا جلوہ دکھا رہے تھے سفر کرتے کرتے دوسرے روز ہیرودیس کے شہر میں داخل ہوئے۔ یہ شہر ایک عالیشان شہر تھا اور بالکل نیا اور

ڈھنگ میں سرتاپا رومی طرز کا تھا اب اس قسم کے شہر کا یہودی سرزمین میں آباد ہونا بجائے خود اس بات کا ثبوت تھا کہ یہودیت اس ملک سے جاتی رہی ہے لہٰذا اس خالص رومی شہر میں ختنے اور دیگر عبرانی رسوم کی بابت بحث نہ ہو سکتی تھی جب روح القدس اپنی فوق العادت برکتوں کے ساتھ ان غیر قوم اشخاص پر نازل ہوا جنہیں کرنیلیس نے جمع کیا تھا تاکہ پطرس کی باتوں کو سُنیں تو اُس خیال نے جو رسول کے دل میں بڑھتا جاتا تھا اَور بھی تقویت پائی۔ پطرس نے یہ دیکھ کر اپنے تمام تعصبات کو چھوڑ دیا اور کرنیلیس کے لائق دوستوں کو بپتسمہ پانے کا حکم دیا۔ اُس نے بڑی آزادی سے اُن کے ساتھ کھایا پیا حالانکہ وہ سب نامختون تھے۔ اور جب یروشلم کو واپس آیا تو اپنی اس حرکت کو بڑے زور سے درست ثابت کیا اور کم از کم کچھ عرصہ کے لئے اُن لوگوں کا مُنہ بند کیا جو اس بات کو ناپسند کرتے تھے۔ اسی عرصہ میں اَور اطراف سے بھی یہ خبر آئی کہ غیر قوموں نے سچی دینداری کے آثار دکھانے شروع کر دئے ہیں اور اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا انجیل کے عالمگیر ہونے کو سب لوگ ملنے لگ گئے ہیں۔

ملکی انتظام کی تبدیلیاں

مسیح کے صعود کو اب قریب دس برس گذر چکے تھے اور کئی تبدیلیاں یہودیہ اور دیگر ممالک کے ملکی انتظام میں واقع ہوگئی تھیں سو ہم تھوڑی دیر کے لئے اُن پر غور کرینگے۔ شہنشاہ تبریاس مر چکا تھا اور اسی طرح کالیگولہ کے ظلم اور شہوت رانی کا بھی خاتمہ ہوگیا تھا۔ جب یہودیوں نے اُس سے یہ حکم پایا کہ تم مجھے خدا جان کر میری عبادت کرو تو وہ حیران و پریشان ہوئے۔ مگر ابھی پریشانی میں مبتلا ہی تھے کہ اُس کے قاتل نے اُس کا کام تمام کیا۔ اس وقت کلاڈیس تخت پر متمکن تھا اور کائفا کہانت سے برطرف کر دیا گیا تھا۔ اُس کی جگہ یونتن اس عہدے پر معمور تھا۔ پنطس پلاطس بھی اپنے منصب سے علیحدہ کیا گیا تھا کیونکہ اُس نے کوہ گرازیم پر بے قصور سامریوں کو مروا ڈالا تھا۔ اور ترخانیتس اور ابیلین کی خالی ریاستیں شہنشاہ کالیگولہ نے اپنے دوست ہیرودیس اگرپا کو دے کر شاہانہ خطاب سے اُس کو ممتاز کیا۔ ہیرودیس اگرپا ہیرودیس اعظم کا پوتا اور اُس ارستابولس کا جو مارا گیا تھا فرزند تھا۔ پھر تھوڑے عرصہ بعد جب ہیرودیس انتیپاس گال کی طرف جلاوطن کر کے بھیجا گیا تو گلیل اور پیریا کی ریاستیں بھی بادشاہ اگرپا کی قلمرو میں

شامل کی گئیں۔ کلاڈیس کی تخت نشینی کے وقت رومیوں نے یہودیہ۔ سامریہ اور ادومیہ بھی اگرپّا کو دے دیئے۔ پس اگرپّا کے عہد میں اُس کے دادا کی تمام حکومت پھر ایک سلطنت میں متحد ہوئی۔

ہیرودیس اگرپّا کی وفات اگرپّا کو اس بات کا بڑا شوق تھا کہ اُس کی بہت تعریف کی جائے پس اُس نے یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے یعقوب رسول کو قتل کروایا اور پطرس معجزانہ طور پر رہا ہؤا اور یوں اُس کی تجویز کا ایک حصہ پورا نہ ہؤا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ قیصریہ کے تھیئٹر میں آیا اور اُس جگہ لوگوں کے سامنے تقریر کرنے لگا۔ تقریر کے خاتمے پر جب سورج کی روشنی اُس کے جواہر اور طلائی لباس کو روشن کر رہی تھی اُس کے سامعین نے اُسے سجدہ کیا اور اُس نے اس خوشامد کو جو بدیہی سے بُتھی بڑی خوشی سے قبول کیا۔ لیکن اُسی وقت معدہ کی ایک سخت بیماری لاحق ہوئی۔ یہ بیماری اُسی مرض کی مانند تھی جس نے اُس کے دادا کا کام تمام کیا تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اُس کی زندگی تمام ہو گئی اور اس کی نفرتی لاش قبر کے سپرد کی گئی۔ زاں بعد فلسطین پھر رومی افسر کے سپرد کیا گیا۔ لیکن کچھ مدت بعد اس بادشاہ کے بیٹے کو جس کا نام اگرپّا تھا ملک کا کچھ حصہ دیا گیا۔ یہی وہ شخص ہے جسے پولُس نے کچھ عرصہ بعد بادشاہ اگرپّا کہ کر خطاب کیا۔

کلاڈیس کا برطانیہ سے واپس آنا جس سال ہیرودیس اگرپّا فوت ہؤا اُسی سال شہنشاہ کلاڈیس برطانیہ سے واپس آیا۔ وہاں اس لئے گیا تھا کہ اُس کام کو پورا کرے جسے جُولیس قیصر نے قریباً ایک صدی پہلے شروع کیا تھا اور اب وہاں سے واپس آیا تھا تاکہ اپنی فتح کی یاد میں جشن کرے۔ خدا کی پوشیدہ مرضی کے موافق اُس کے حملہ کا یہ مطلب تھا کہ اُس سے راستہ تیار کیا جائے اور وہ خوشخبری جس کے دنیا کی سرحدوں تک پھیلانے کا حکم پولُس کو ترسیس میں اور پطرس کو یافہ میں ملا تھا انگلستان کے ساحلوں تک پہنچائی جائے۔ کلاڈیس کو اُس وقت یہ خبر نہ تھی کہ جب تند خُو ٹری نوبنیٹز اور آئسینی اُس لقب کے لائق ہو جائینگے جس کا زبان پر لانا دریائے آرنٹیز کے کنارے شروع گیا تھا تو اُس وقت جزائر برطانیہ کی صورت ایسی جلالی ہو جائیگی کہ ویسی روم کے جنگی ہتھیار۔ قانون اور دستور کبھی نہ کر سکتے۔

پولس اور برنباس انطاکیہ میں مسیحی نام جب رسولوں کو اس بات کی خبر ملی کہ دور دراز ممالک مثلاً فینیکی۔ کپرس اور انطاکیہ میں بھی لوگوں نے مسیحی دین کو اختیار کرلیا ہے تو انہوں نے برنباس کو جو محبت سے پُر اور حکمت سے بھرپور تھا بھیجا تاکہ انطاکیہ میں جاکر نو مریدوں کو تعلیم دے اور اُن کی رہنمائی کرے۔ اسی برنباس نے یروشلم میں اُس وقت پولس کا ہاتھ پکڑا تھا جب اور رسول اس کے ساتھ سرد مہری سے پیش آئے تھے اور اب یہ سوچ کر کہ پولس بڑا لائق آدمی ہے اور خاص کر غیر قوموں کے درمیان کام کرنے کو بلایا گیا ہے برنباس اُس کی تلاش کے لئے ترسیس کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں جاکر اس سے ملاقات کی اور اُسے انطاکیہ کو لے آیا۔ دونو ایک سال تک وہاں کام کرتے رہے معلوم ہوتا ہے کہ اسی سال کے اندر اور اسی شہر میں پہلے پہل مسیحی ایک نئے اور جلالی لقب سے ملقّب کئے گئے۔ یعنی مسیحی کہلانے لگے۔ ابتدا میں غالباً مضحکہ کے طور پر اس نام سے موسوم کئے گئے ہونگے کیونکہ انطاکیہ کے باشندے اس قسم کے نام ایجاد کرنے کے لئے نہایت مشہور تھے لیکن انطاکیہ سے بڑھ کر کوئی اور جگہ ایسی موزون نہ تھی جہاں یہ نام پیدا ہوتا کیونکہ انطاکیہ اُس وقت رومی سلطنت کے مشرقی حصّہ کا گویا مرکز تھا اور تمام دنیا کے ساتھ ملنے جلنے کا تعلق رکھتا تھا۔

انطاکیہ کی حالت اس بات کا ذکر کرچکے ہیں کہ انطاکیہ کو سلوکس نے جو سکندر کے جانشینوں میں سے تھا آباد کیا تھا سلوکس قدیم زمانہ کے بادشاہوں میں نئے شہر آباد کرنے کے لئے سب سے بڑھ کر تھا کہتے ہیں کہ اُس نے کم از کم سولہ انطاکیہ اپنے باپ کے اور چھ لودیکیہ اپنی ماں کے نام پر اور نو سلوکیہ اپنے نام پر آباد کئے۔ جب پولس انطاکیہ میں آیا تو اُس وقت یہ شہر بڑی رونق پر تھا لیکن ہر قسم کی شرارت میں ڈوبا ہوا تھا۔ کئی عیاش رومی اس کی خوبصورت آب و ہوا کے سبب یہاں آکر آباد ہوگئے تھے لیکن آبادی زیادہ تر نکمّے یونانیوں اور مشرقی قوموں سے مشتمل تھی۔ یہ لوگ تھیئٹر کے نکمّے مشاغل میں مصروف ہوکر اپنا وقت کاٹا کرتے تھے۔ اغلب ہے کہ اُن یونانی شہروں سے بڑھ کر جو مشرقی ممالک میں واقع اور رومی قلمرو میں شامل تھے اور شہر زیادہ بداخلاق نہ تھے اور انطاکیہ ان سب سے بڑا اور سب سے بدتر تھا۔ اگر ہم پہلی صدی مسیحی کی پیچ در پیچ بدینی کا موازنہ کرنا چاہیں تو ضرور ہے کہ ہم مشہور ڈیلفی کا نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے جمائیں یعنی اس کے

فوّارے۔ اُس کے درختوں کے جُھرمٹ۔ اُس کی خوبصورت عمارتیں اُس کے شہوت پرست پجاری اور اپالو کے بُت کو دیکھیں۔ تب ہمیں معلوم ہوگا کہ ارام کی آب و ہوا میں اور روم کی سرپرستی کے ماتحت اُن تمام چیزوں نے جو فطرت اور حکمت میں دلپسند تھیں ایک ایسا عبادت خانہ پیدا کر دیا تھا جہاں بدکرداری کے مزبلے دائمی طور پر پُوجے جاتے تھے۔

چوتھی فصل۔ پولُس کا پہلا مشنری سفر۔

اُس کے ہمسفر۔ برنباس اور کچھ عرصہ کیلئے (یوحنّا) مرقس۔

کُپرس میں۔ سلامس اور پافس۔ مرقس کا واپس آنا۔ پرگا۔ پسدیہ کا انطاکیہ اکنیم۔ دربے۔ لُسترا۔ پولُس کا سنگسار کیا جانا۔ تمطاؤس کا مسیحی ہونا۔ پسدیہ کے انطاکیہ کو واپس آنا۔ یروشلم کی سنڈ۔ ارام کے انطاکیہ کی طرف واپس آنا۔ پولُس اور پطرس کی بحث۔ پولُس اور پطرس کی بحث کا نتیجہ

کُپرس میں۔ سلامس اور پافس جب پولُس اور برنباس کچھ دنوں تک انطاکیہ میں کام کر چکے تو خداوند نے انہیں اور ممالک میں مشنری کام کرنے کے لئے بلایا اور اُس کلیسیا کے نبیوں اور اُستادوں نے انہیں اس خدمت پر مقرر کیا۔ پس وہ انطاکیہ کے بندرگاہ سلوکیہ سے کشتی پر سوار ہو کر کُپرس کی طرف روانہ ہوئے جو برنباس کا مولد اور یہودیوں کی آمد و رفت کا ایک بڑا بھاری مقام تھا۔ ابتدا میں اس شہر کو فنیکیوں نے آباد کیا اور پھر اُس میں یونانی آ بسے۔ گویا کُپرس یونان اور ایشیا کے باہم ملنے کی جگہ تھا۔ اُس کی بت پرست عبادت میں بھی دونو جگہ کی بڑی بڑی خرابیاں شامل تھیں۔ اس جزیرے کے دو شہرو

بریسوع

سلامس اور پافس میں جو دونوں کونوں پر واقع تھے انجیل کی منادی کی گئی اور پافس میں سرجیوس پالس جو ایک رومی گورنر تھا مسیح پر ایمان لایا۔ یہاں ایک یہودی جادوگر نے جس کا نام بریسوع تھا اور یونانی میں الیماس کہلاتا تھا بڑی کوشش کی کہ رسولوں کا مقابلہ کرے اور صوبہ دار کو مسیح پر ایمان لانے سے روکے۔ جادوگری کا بازار اُن دنوں بہت گرم تھا اور ادنیٰ درجے کے یہودی کیا مرد اور کیا عورت سب اس میں مبتلا تھے۔ جادوگری کا فن آئندہ رازوں کو جاننے کی خواہش کو پورا کرنے کا دعویٰ کرتا تھا۔ چھپی ہوئی باتوں کو جاننے کی خواہش عموماً سب لوگوں میں پائی جاتی ہے لیکن اُس زمانہ میں جب سب لوگوں میں ایک قسم کی عجیب تحریک پیدا ہو رہی تھی اور نئے واقعات کی انتظاری کی جاتی تھی یہ خواہش بڑے زوروں پر تھی۔ اس کا ایک یہ سبب بھی تھا کہ غیر قوموں کے آریکلز (وہ طریقے جن سے غیب کی باتیں دریافت کی جاتی تھیں) بند ہو گئے تھے۔ عبرانی نبیوں کی شہرت کے سبب سے یہودی اس فن میں سبقت لے گئے تھے کیونکہ لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ آنے والی باتوں کا حال خوب جانتے ہیں۔ پافس میں پولُس نے ایمان اور قدرت سے بھرپور ہو کر اپنے ہموطن کو بڑی سختی سے ملامت کی اور کچھ عرصہ کے لئے معجزانہ طور پر اس کی بصارت کو اُس سے دور کر دیا اس واقعہ کا اثر صوبہ دار کے دل پر بہت ہوا اور وہ پختہ مسیحی بن گیا۔

مرقس کا واپس آنا۔ پرگا۔ پسدیہ کا انطاکیہ کُپرس سے چل کر رسول خشکی کی طرف روانہ ہوئے اور پمفولیہ کی خلیج کو عبور کر کے پہلے پرگا میں آئے جو پمفولیہ کا سب سے بڑا شہر تھا۔ اس جگہ مرقس جو اب تک اُن کے ساتھ تھا یروشلم کو واپس چلا گیا شاید اس لئے کہ جب اُس نے دیکھا کہ پولُس اور برنباس پسدیہ کے جنگلوں اور صحراؤں میں گھسنا چاہتے ہیں تو وہ ڈر گیا اور ضعفِ ایمان کے سبب واپس چلا گیا۔ پولُس اور برنباس پرگا میں بہت دن تک نہ رہے بلکہ کوہستانی درے جو پمفولیہ اور پسدیہ کی بلند سطح کے مابین واقع ہیں عبور کر کے انطاکیہ میں جا پہنچے۔ گمان غالب ہے کہ اسی سفر میں پولُس "دریاؤں کے خطروں" اور "چوروں کے خطروں" سے جن کا ذکر اُس نے بعد میں کیا دوچار ہوا۔ کوہستانی درے لٹیروں کے سبب مشہور تھے۔ دریاؤں میں اُن نالیوں کے سبب یک بیک طغیانی آجاتی تھی جو چٹانوں کے دامن اور تنگ وادیوں میں سے بڑے زور و شور کے ساتھ

نکلتے تھے۔ انطاکیہ کے یہودی عبادت خانہ میں پولس کے پہلے وعظ سے بڑی ہلچل پیدا ہوئی اور رسول نے مسیح کی نجات کی برکتیں یہودیوں اور غیر قوموں کے سامنے پیش کیں۔ مگر جب یہودیوں نے یہ سُنا کہ غیر قوم بھی مسیحی حقوق میں برابر حصہ دار ہو سکتے ہیں تو ان کے دل میں حسد کی آتش بھڑک اُٹھی۔ انجام کار ایک بلوا برپا ہوا جس کے سبب سے رسولوں کو پسدیہ کا انطاکیہ چھوڑنا پڑا پس انہوں نے اپنے پاؤں کی گرد اپنے ہموطنوں پر جھاڑی اور وہاں سے دوسری طرف روانہ ہوئے۔

اِکنیم۔ دربے۔ لُسترا۔ پولُس کا سنگسار کیا جانا زاں بعد مشرق کی جانب روانہ ہو کر اور قریباً نوے میل کا فاصلہ طے کر کے اِکنیم شہر میں داخل ہوئے۔ یہ شہر جو پیچھے کونیہ کہلانے لگا تاریخ میں نہایت مشہور ہے۔ یہ شہر گویا وہ مرکز تھا جہاں فتحمند ترکوں کی طاقت برپا ہوئی اور گمان ہے کہ اُس کی آبادی میں بہت سے عشرت پسند یونانی اور پُرانے باشندوں کا ایک بقیہ اور چند رومی افسر اور یہودیوں کی ایک جماعت شامل ہوئی۔ جیسا سلوک اہل انطاکیہ نے رسولوں کے ساتھ کیا ویسا ہی اس جگہ کے لوگوں نے کیا لہٰذا وہ تنگ آکر دربے اور لُسترا کو چلے گئے جو زیادہ تر کاشتکاروں کے گاؤں تھے۔ لُسترا میں جب معجزانہ طور پر ایک لنگڑے کو شفا بخشی تو لوگ انہیں زیوس اور ہرمس سمجھنے لگے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ کے باشندے اپنے مذہبی خیالات میں یونانی خیالات کو جگہ دے بیٹھے تھے۔ پولُس نے اُن کی حرکت کی ملامت کی اور منت سے کہا کہ تم بُت پرستی چھوڑ کر زندہ خدا کی طرف پھرو۔ مگر یہ متلون مزاج جماعت جو پہلے رسولوں کو پوجنے کے لئے تیار تھی اب تھوڑی دیر کے بعد اُن یہودیوں کے بہکانے سے جو انطاکیہ اور اکنیم سے آئے تھے اُنہیں سنگسار کرنے کو تیار ہو گئی چنانچہ پولُس کو پتھراؤ کر کے ادھموا سا چھوڑ دیا لیکن وہ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آیا اور چلنے پھرنے لگا۔

تمطاؤس کا مسیح پر ایمان لانا جو لوگ پولُس کے سنگسار کیئے جانے کے موقع پر اُس کے بے حس و حرکت چہرے کو دیکھتے تھے اُن کے درمیان ایک نوجوان موجود تھا جس نے اُس کے کلام کو بڑی رقت کے ساتھ سُنا تھا۔ وہ تمطاؤس تھا۔ تمطاؤس نے جو ایمان میں اُس کا فرزند تھا اسی موقع پر پہلی دفعہ انجیل سُنی۔

اگرچہ اس سے پہلے اُس نے اپنی ماں اور نانی کے وسیلے پاک نوشتوں میں تعلیم پائی تھی مگر اُس نے اب تک غالباً وہ کلید حاصل نہیں کی تھی جو اُن کے معنی کو کھولتی ہے۔ لیکن پولس سے ملاقات کرنے کے بعد اُس نے نوشتوں کو تازہ شوق کے ساتھ پڑھنا شروع کیا ہوگا اور یوں اس نوجوان یونانی نے اُس "دینداری کے بھید" سے واقفیت پیدا کی ہوگی جس کی منادی کرنے میں اُسے اپنی زندگی گزارنی تھی۔

پسدیہ کے انطاکیہ کو واپس آنا پولس اور برنباس اُسی راستے سے واپس آئے جس سے گئے تھے۔ اُن کا مقصد یہ تھا کہ اُن کلیسیاؤں کو مضبوط کریں اور تسلی دیں جنہیں اُنہوں نے قائم کیا تھا تاکہ وہ مصائب اور ایذاؤں کے درمیان ثابت قدم رہیں جن کا مقابلہ کرنا اُن کے لئے ضرور تھا۔ صرف ایک اور نئی جگہ اُنہوں نے دیکھی اور وہ اطالیہ تھی جو پمفولیہ میں سمندر کے کنارے واقع ہے۔ اُس بندرگاہ سے وہ ارام کے انطاکیہ کو واپس آئے اور وہاں بھائیوں کو اُس کامیابی کی خبر دی جو غیر قوموں کے درمیان انجیل کی منادی کو حاصل ہوئی تھی۔ اس موقع پر یہ بات صاف صاف ظاہر ہو گئی کہ خدا نے غیر قوموں کے لئے ایمان کا دروازہ ایسا کھول دیا تھا کہ ویسا آگے کبھی نہیں کھلا تھا۔

یروشلم کی سنڈ مگر اُن لوگوں کے درمیان جو مسیح پر ایمان لائے بعض ایسے بھی تھے جو مسیحی ہونے کی مخالفت کرنے لگے۔ یہ لوگ یروشلم کی کلیسیا میں بڑی عزت اور دبدبہ رکھتے تھے۔ اُن کی طرف سے خفیہ خفیہ طور پر بہت سے لوگ ارامی انطاکیہ میں آئے۔ اُنہوں نے پہلے تو اپنے خیالات ظاہر کئے اور پھر برملا یہ سکھانا شروع کر دیا کہ ختنہ کروانا نجات کے لئے شرط لازم ہے۔ ان کی باتیں سُن کر انطاکیہ کے بھائیوں نے یہ صلاح کی کہ پولس۔ برنباس اور کئی اور شخص یروشلم کو جائیں اور وہاں رسولوں اور دیگر بزرگوں سے مشورت کر کے دریافت کریں کہ اس معاملے میں کیا کرنا چاہیئے۔ یہ لوگ فینیکی اور سامریہ میں سے گذرے جہاں انجیل بہت ترقی کر گئی تھی اور جہاں لوگوں کے دل پولس اور اُس کے ساتھیوں کی باتیں سُن کر بہت خوش ہوئے۔ کچھ مدت بعد وہ یروشلم پہنچے۔ اس وقت پولس کو مسیحی ہوئے سترہ اور مسیحی ہونے کے بعد یروشلم [illegible] آئے ہوئے چودہ برس گذر چکے تھے [illegible] تھے

اُن کے رُو برُو پطرس ۔ پولس ۔ برنباس اور یعقوب نے تقریر کی ۔ یوحنا بھی حاضر تھا ۔ مگر اُس نے کوئی تقریر نہ کی ۔ (گلاتیوں ۲/۹) مگر یہودی خیالات کے عیسائیوں نے اپنی صورت نہ دکھائی کیونکہ وہ بحث کرنے کی نسبت فتنہ افزا منصوبے زیادہ پسند کرتے تھے ۔ اس موقع پر مجلس نے جو فیصلہ کیا وہ بیشتر پولس کے کشادہ خیالات کے مطابق تھا اگرچہ مصلحت کے طور پر بعض حرکات کی نسبت یہ صلاح دی گئی کہ غیر قوموں کے لئے اُن کا ترک کرنا بہتر ہے تا کہ بے فائدہ تکرار نہ ہو ۔ ان میں سے ایک حرامکاری تھی اور حرامکاری بذاتِ خود ایک گناہ تھا اور اُس کا ترک کرنا نہ صرف مصلحتاً بلکہ اخلاقی طور پر لازم تھا ۔ پس اس مجلس کے فیصلہ میں جو اس حرکت کا ذکر پایا جاتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ غیر قوموں کی بعض عیدوں اور تیوہاروں کے موقعوں پر ہر طرح کی حرامکاری وجود میں آتی تھی خصوصاً انطاکیہ اور پرگا میں ۔

ارامی انطاکیہ کو واپس آنا اس مجلس کے خاتمہ پر پولس اور برنباس انطاکیہ کو واپس آئے ۔ اُن کے ساتھ یہوداہ اور سیلاس بھی تھے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ایام میں پطرس بھی انطاکیہ میں آیا (گلاتی ۲/۱۲) اور جھوٹے بھائیوں کی ترغیب سے کچھ عرصہ کے لئے ایسا مؤثر ہوا کہ نامختون عیسائیوں کے ساتھ کھانے سے انکار کیا ۔ اس موقع پر پولس نے سب کے سامنے اس کو قائل کیا ۔ (گلتیوں ۲/۱۴)

پولس اور پطرس کی صورت اس موقع پر ایک بیدار مغز مصنّف کے کلمات جو اُس نے پولس اور پطرس کی صورت کی نسبت تحریر کئے ہیں تحریر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اُس کا بیان بیشتر روایت پر مبنی ہے ۔ مقدّس پولس ہمارے روبرو یہودیوں کے اُبھرے ہوئے خد و خال کے ساتھ آتا ہے مگر اُس کے چہرے پر وہ نازک نقش بھی موجود ہیں جن سے یونانیوں کی حکمت ہویدا ہوتی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک پست قد آدمی تھا اور اُس کے جسم کو لنگڑاپن یا کسی اَور نقص نے داغدار کر رکھا تھا اور گمان ہے کہ اس عیب کے سبب سے اُس کے دشمن طرح طرح کے حقارت آمیز کلمات اُس کے حق میں استعمال کرتے ہونگے ۔ اُس کی ڈاڑھی لمبی مگر گھنی نہ تھی ۔ سر کے بال بھی بہت کم تھے ۔ اس کے چہرے کو دیکھ کر یہ چیزیں صاف نظر آتی ہونگی مثلاً گورا گورا رنگ نظر آتا ہوگا جو اُس کے خیالات کی تبدیلیوں کو جو جلد جلد اُس کے دل میں واقع ہوتی

[illegible]

مقدس پولس

تھیں ظاہر کر دیتا تھا۔ پھر چمکتی ہوئی نیلگوں آنکھیں دکھائی دیتی ہونگی جن کے اُوپر گھنی گھنی مژہ کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ اور بشرے سے بشاشت ٹپکتی ہوگی جو دیکھنے والے کے دل کو مسخر کر لیتی ہوگی اور لوگوں کو اُس کے پاس آنے اور اس پر بھروسہ رکھنے کی دعوت دیتی ہوگی۔ اُس کی جسمانی مشقت اور لگاتار سفروں سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اُس کا بدن نہایت مضبوط تھا۔ لیکن دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی صحت میں تو خلل ہوتا ہے مگر وہ پھر بھی بڑی بڑی مشقتوں کو جھیل لیتے ہیں۔ اُس کے بیانات سے جو کئی جگہ اُس کے خطوط میں پائے جاتے ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جسمانی کمزوری کے سبب سے بارہا تکلیف اُٹھاتا تھا۔ مقدّس پطرس کی شکل و صورت کا بیان اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ وہ گویا ایک مضبوط اور دراز قد آدمی تھا جیسا کہ اُس کی خصلت بھی کسی قدر سخت اور اُس کا مزاج طرّار اور عجلت پسند تھا۔ اُس کے دل کی حرکات اُس کی سیاہ آنکھ کے چمکاروں میں ظاہر ہوتی تھیں۔ اُس کے چہرے کا رنگ زرد اور پھیکا سا تھا۔ اُس کے بال جن کی نسبت یہ گمان ہے کہ اُس کی وفات کے وقت بالکل سفید ہو گئے تھے اُس وقت کہ جب دو نو رسول اپنی شہادت سے قریباً بیس برس پہلے انطاکیہ میں آس پاس کھڑے باتیں کرتے تھے بالکل کالے تھے۔ اور پطرس کے بال اُس کی کنپٹیوں اور ٹھوڑی پر بل کھا کھا کر گرتے تھے۔

مقدس پطر

پولُس اور پطرس کی بحث

انطاکیہ میں ان دو نو رسولوں کو بحث کرتے دیکھنا ایک غور طلب نظارہ ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہودیت اور مسیحیت کا مقابلہ تھوڑے سے عرصہ کے لئے ان دو نو رسولوں کی بحث میں ہو جاتا ہے۔ پولُس کے الفاظ میں انجیل کے اُصولوں کا ایک زور آور بیان پایا جاتا ہے اور وہ شریعت سے نجات پانے کی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے۔ چنانچہ اُس نے پطرس کی طرف متوجہ ہو کر کہا ”جب تُو باوجود یہودی ہونے کے غیر قوموں کی طرح زندگی گذارتا ہے نہ یہودیوں کی طرح تو غیر قوموں سے نہیں تاہم یہ جان کر کہ آدمی شریعت کے اعمال سے نہیں بلکہ صرف یسوع مسیح پر ایمان لانے سے راستباز ٹھہریں نہ کہ شریعت کے اعمال سے کیونکہ شریعت کے اعمال سے کوئی بشر راستباز نہ ٹھہریگا۔“ ان جملوں میں مختصر طور پر وہ تمام دلائل قلمبند ہیں جو گلاتیوں اور رومیوں کے خطوط میں درج ہیں

اس بحث کا نتیجہ جو بحث اس معاملہ میں کلیسیا میں جاری تھی وہ یروشلم کی مجلس کے فیصلے سے رفع نہ ہوئی۔ چنانچہ اختلاف نے بعد میں بھی اپنی صورت دکھائی جیسا گلاتیوں کے خط سے بخوبی ثابت ہے۔ لیکن اس بحث سے ایک فائدہ برآمد ہوا اور وہ یہ کہ بڑی صفائی کے ساتھ پولس نے یہ بات بیان کردی کہ گنہگار انجیل کے وسیلے کس طرح خدا کے حضور مقبول ٹھہرتا ہے اور بڑے زور سے ثابت کیا کہ فقط ایمان سے راستباز ہونے کی تعلیم صحیح ہے۔ یہ تعلیم شاید پولس کی تصانیف میں ایسی توضیح و توسیع کے ساتھ بیان نہ کی جاتی اگر یہودی خیالات کے استاد "نادان گلاتیوں" کو اپنی جادو بھری باتوں سے بہکانے کو برپا نہ ہوتے۔ بلکہ ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ اگر مقدس پطرس لغزش نہ کھاتا تو شاید یہ تعلیم ایسی وضاحت کے ساتھ بیان نہ کی جاتی۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو خیال جرمنی کے نکتہ چینوں نے اختراع کیا ہے اس کے لئے کوئی معقول وجہ دکھائی نہیں دیتی۔ وہ خیال یہ ہے کہ کلیسیا پہلے دو مخالف حصوں میں منقسم تھی اور کہ یہ اختلاف دوسری صدی کے آخر تک رفع نہ ہوا۔ لیکن تاریخ اس قسم کی حالت کے بارے میں کوئی اشارہ پیش نہیں کرتی اور یہ خیال اب خود انہیں لوگوں کے درمیان بے بنیاد مانا جاتا ہے جن کے درمیان ابتدا میں شروع ہوا تھا۔

پانچویں فصل۔ پولس کا دوسرا مشنری سفر

11

اُس کے ہمسفر سیلاس اور کچھ عرصہ کے لئے تمطاؤس اور لوقا۔

پولوس اور برنباس کا ایک دوسرے سے الگ ہونا۔ پولوس اور سیلاس ایشیا

کوچک میں ارام اور کلکیہ دربے اور لسترا۔ تمطاؤس کا پولس کے پاس آنا۔ گلاتیہ۔ تروآس۔ اس جگہ کی نسبت قدیم مصنفوں کے خیالات۔ لوقا بھی پولس اور اس کے ساتھیوں سے آملتا ہے۔ مقدونیہ کے آدمی کا رویا میں نظر آنا۔ یورپ میں انجیل کا پہلی مرتبہ سنایا جانا۔ فلپی۔ تسلونیکے اور بیریہ۔ پولس کا اتھینی کو جانا۔ پولس کا تین مرتبہ لوگوں کے سامنے آنا۔ پولس کرنت میں۔ جہاز پر سوار ہو کر یروشلم کو جانا۔ وہاں سے انطاکیہ کو واپس آنا۔

پولس اور برنباس کا ایک دوسرے سے الگ ہونا۔ پولس اور سیلاس ایشیائے کوچک میں

کچھ عرصہ انطاکیہ میں قیام کرنے کے بعد پولس نے برنباس سے کہا کہ ہم پھر دورہ کریں اور جن کلیسیاؤں کو ہم نے قائم کیا ہے انہیں دیکھیں اور مضبوط کریں۔ لیکن اس موقعہ پر اُن کے درمیان نااتفاقی سی ہو گئی اور وجہ اس کی یہ ہوئی کہ برنباس اپنے بھانجے مرقس کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا لیکن پولس اُس پر پورا پورا تکیہ نہ کرتا تھا کیونکہ پہلے سفر میں اُس نے پمفولیہ میں جا کر اُن کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اس نااتفاقی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان دونو مشنریوں نے جُدا جُدا راستہ اختیار کیا۔ برنباس اور مرقس کُپرس کو چلے گئے اور پولس سیلاس کو اپنے ساتھ لے کر ایشیائے کوچک میں دُور دُور تک گھومتا رہا۔ نوشتوں میں ایسے واقعات کا جو اُن بزرگوں کے نقص پیش کرتے ہیں درج کیا جانا انجیلی بیان کی سچائی اور تاریخ کی صداقت کا پختہ ثبوت ہے۔

ارام اور کلکیہ۔ دربے اور لسترا۔ تمطاؤس کا پولس کے پاس آنا

پولس اور سیلاس پہلے پہل ارام اور کلکیہ کے علاقوں میں گئے۔ یہ وہی جگہیں ہیں جہاں پولس اپنے مسیحی ہونے سے کچھ عرصہ بعد انجیل سناتا اور کام کرتا رہا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اُن دنوں اپنے شہر ترسس کو بھی گیا ہوگا لیکن جو کچھ اُس نے وہاں کیا اُس کا مفصل حال قلمبند نہیں ہے۔ بعد ازاں شمال مغربی راستہ لے کر اور ترسیس کے دروں میں سے کسی درے سے گذر کر دربے اور لسترا کو گیا۔ یہاں اُس کا دل اپنے نوجوان دوست تمطاؤس کو فضل الٰہی یعنی مسیح یسوع میں مضبوط دیکھ کر اور لسترا

اور اکنیم کے بھائیوں کے درمیان نیک نام پاکر باغ باغ ہو گیا ہو گا۔ جب اُس کی نانی اور ماں نے اُس کو پولُس کے ساتھ گلاتیہ اور فروگیہ کے جنگلی علاقوں میں جاتے دیکھا ہو گا تو اُن کے دل میں کبھی خوشی اور کبھی فکر پیدا ہوتا ہو گا۔ خوشی اس بات سے کہ وہ ایک پاک اور مبارک کام کی انجام دہی کے واسطے جا رہا تھا اور فکر اس لئے کہ ان کے خاندان کا ایک ہر دلعزیز ممبر جُدا ہو رہا تھا۔

گلاتیہ گلاتیہ میں جاکر پولُس ایک نئی سرزمین میں داخل اور نئے لوگوں سے دوچار ہوا۔ گلاتی جیسا اس لفظ کے پہلے جُزو سے ظاہر ہوتا ہے گال قوم سے علاقہ رکھتے تھے۔ اس وقت سے چار صدی پہلے اُن کے باپ دادے ملک گال کے بلوطوں تلے پوجا پاٹ کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ دوسرے ممالک میں آباد ہونے کے لئے اپنے ملک سے نکلے اور پھرتے پھرتے آخر کار یورپ کے مغرب سے ایشیا کے مغرب میں آ پہنچے اور جو حملے گال قوم نے روم اور یونان پر کئے وہ تاریخ کے مشہور واقعات ہیں۔ گلاتی جنہیں گلاتی یونانی کہنا چاہئے وہ لوگ تھے جن کا تعلق اُس حصّہ سے تھا جس نے یونان پر حملہ کیا تھا۔ لیکن جب وہ یونان سے رگیدے گئے تو انہوں نے بحیرہ ایجین کو عبور کر کے ایشیائے کوچک کے وسط میں ڈیرے ڈالے اور یہیں آباد ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب پولُس گلاتیہ میں آیا اس وقت وہ بیمار تھا (گلاتی ۴ ۱۳) لیکن انہوں نے اُسے بڑے تپاک اور محبّت سے قبول کیا اور یہاں تک تیار تھے کہ اپنی آنکھیں نکال کر اُسے دے دیں (گلاتی ۴ ۱۵) لیکن تھوڑے عرصہ بعد اُن کے دلوں کو اُن اُستادوں نے جو یہودی اُصول کے قائل تھے خراب کر ڈالا۔ گال یا سیلٹک قوم کے موافق یہ لوگ بھی "طرح طرح کے اثروں اور تبدیلیوں سے جلد متاثر ہو جانے والے تھے اور جس قدر دلیر اور پُرجوش تھے اسی قدر ڈھل مُل مزاج بھی تھے اور اُس نا اتفاقی میں گرفتار ہو جانے کا میلان رکھتے تھے جو بطالت کی شدت سے پیدا ہوتی ہے"۔

ترو آس فروگیہ اور گلاتیہ میں کام کرنے کے بعد پولُس کو افسس کی مشہور بندرگاہ کی طرف رُخ کرنا چاہئے تھا۔ پرگمس۔ سردیس۔ فلادلفیہ۔ لودیکیہ۔ سمرنا اور تھیوتیرہ جیسے شہروں کو جانا چاہئے تھا جو رونق میں افسس سے کچھ کم نہ تھے۔ لیکن خدا نے ان شہروں کے لئے کچھ اور ہی انتظام کر رکھا تھا لہٰذا "روح القدس نے انہیں

آسیہ میں کلام سنانے سے منع کیا۔" یہ وہ ملک تھا جو سمندر کے کنارے پر واقع تھا اور جس کا نظم و نسق رومی پرو کانسل کیا کرتا تھا۔ اسی طرح بتونیہ کا دروازہ بھی بند رہا۔ پس وہ جگہ جس کا دروازہ اُن کے سامنے کھلا تروآس کا شہر تھا جو اب تک اپنے پہلے نام ٹرائے سے مشہور تھا۔

اس جگہ کی نسبت قدیم مصنّفوں کے خیالات۔ لوقا کا بھی پولس اور اُسکے ساتھیوں سے آملنا۔ مقدونیہ کے آدمی کا رویا میں نظر آنا

یہاں پہنچ کر رسول نے بڑی توجّہ اور دلچسپی سے اُس میدان کو دیکھا ہوگا جہاں عام روایت کے مطابق یونانی تاریخ کی ابتدا میں شہر ٹرائے کے محاصرے میں ملک یونان نے دس سال تک اپنی تمام طاقتیں خرچ کیں۔ اس شہر کے ہر مقام کو ہومر کی شاعرانہ لیاقت نے ایسا دلچسپ بنا رکھا ہے کہ زمانہ کے آخر تک وہ دلچسپی برقرار رہیگی۔ پھر رسول کا دل ہیلسپانٹ کے اُس پار یورپی پہاڑوں کی چوٹیوں کو پہلی دفعہ دیکھ کر اَور بھی شاد ہوگا چنانچہ وہ اُن پہاڑوں کو جن میں سے مقدونیہ کا "بکرا" نکلا تا کہ فارس کے "دو سینگ والے مینڈھے" کا مقابلہ کرے دیکھ کر بہت خوش ہؤا ہوگا اور رات کو بستر پر جاتے وقت اُس کا دل فتح نصیب سکندر کے خیالات سے پُر ہوگا۔ جب وہ سو گیا تب اُس نے رویا میں دیکھا کہ "ایک مقدونی آدمی کھڑا ہؤا میری منّت کرکے کہتا ہے کہ پار اُتر کر مقدونیہ میں آ اور ہماری مدد کر۔" یہ دلسوز سوال ایسا نہ تھا کہ اُس کی طرف توجہ نہ کی جاتی پس دوسرے ہی دن پولس اور اُس کے ساتھی جن میں اب پیارا حکیم لوقا بھی شامل تھا تروآس کے گھاٹ پر جا کر دریافت کرنے لگ گئے ہونگے کہ مقدونیہ کو کونسا جہاز پہلے جاتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ہوا اُن کے جہاز کو اُسی سمندر پر بہا کرلے گئی جس کی سطح پر خورس کے جہاز روانہ ہوئے تھے۔ چوپان کے ڈھیلوں اور فلاخن کا قصّہ ایک مرتبہ پھر اپنی حقیقت دکھانے پر ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ چار مسکین آدمی جو ٹرائے کے جہاز پر سوار ہیں وہ کام کرنے کو نکلے ہیں جو خورس کے لاکھوں سپاہیوں سے نہ ہو سکا۔ یعنی وہ صرف یونان ہی کو نہیں بلکہ تمام یورپ کو فتح کرنے کو جا رہے ہیں۔

HOMER

یورپ میں انجیل کا پہلی مرتبہ سُنایا جانا۔ فلپّی یسوع مسیح کی انجیل کی پہلی

لڑائی برِاعظم یورپ کے اندر مقدونیہ میں ہوئی اور جن جگھوں میں جنگ ہوئی وہ فلپی تسلونیکے اور بیریہ تھیں۔ شہر فلپی ایک رومن بستی تھی۔ اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر گویا دوسرا روم تھا۔ اس میں رومی حقوق کی بڑی نگہبانی کی جاتی تھی چونکہ یہ شہر اس قدر تجارت کی منڈی نہ تھا جس قدر جنگی سپاہ کا مسکن تھا لہٰذا اس میں یہودیوں کا کوئی عبادت خانہ موجود نہ تھا تاہم سرگرم مرید اور یہودی دریا کے کنارے دُعا کے لئے جمع ہُوا کرتے تھے۔ ایک عورت جو تجارت پیشہ تھی اور ایک لڑکی جس میں ایک بدروح داخل تھی اور ایک داروغہ جس کی سیرت اُس کے پیشے سے عجیب مناسبت رکھتی تھی پہلے پہل شہر فلپی میں مسیح پر ایمان لائے۔ اور پہلی یورپین کلیسیا کی بنیاد ٹھہرے۔ ان لوگوں کا مسیح پر ایمان لانا گویا اس بات کی خبر دینا تھا کہ مسیحی مذہب کی تاثیر سے یورپ میں عورت کی عزت اور مقدرت بڑھ جائیگی۔ اس کی مدد سے مسیح کے کام کو رونق حاصل ہوگی اور مسیحی دین کے اثر سے انسان کے بڑے بڑے جذبات مغلوب کئے جائینگے۔ علاوہ بریں انجیل کی نجات کا مفت میں حاصل ہونا بڑی خوبی کے ساتھ اُس جواب سے ظاہر ہُوا جو اُن قیدی مسیحیوں نے داروغہ کو دیا۔ اُس نے پوچھا تھا کہ "میں کیا کروں کہ نجات پاؤں"؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ "یسوع مسیح پر ایمان لا تو تُو بچ جائیگا۔" اور اسی طرح انجیل کی طاقت بخش اور تسلّی دِہ صفت بھی اُس وقت بخوبی ظاہر ہوئی جب کہ پولس اور سیلاس تاریک قیدخانہ میں کوڑے کی مار اور بیڑیوں کے دُکھ کے باوجود دعا مانگنے اور گیت گانے میں مصروف تھے۔ مگر شہر فلپی اس کے مقابل مختلف حالت پر شہادت دے رہا تھا یا یوں کہیں کہ اُس بُری حالت پر گواہی دے رہا تھا جس میں بے ایمان اشخاص دُکھ اور بے عزتی کے باعث مبتلا ہوتے ہیں کیونکہ اسی جگہ بروٹس اور کیسی اَس نے اپنے تئیں ہلاک کیا۔ داروغہ بھی ان کے نمونہ پر چل کر اپنا کام تمام کرنے کو تھا مگر اُسی وقت مسیح کے رسول کی آواز یہ کہتی ہوئی سنائی دی کہ "اپنے کو نقصان نہ پہنچا۔"

تسلونیکے فلپی سے روانہ ہوکر پولُس رسول تسلونیکے میں پہنچا۔ یہ شہر ایک بڑا بندرگاہ تھا۔ اس میں ایک یہودی عبادت خانہ بھی موجود تھا۔ یہاں ایک عمدہ اور دلچسپ مسیحی کلیسیا قائم کی گئی جن کے "ایمان کے کام اور محبت کی محنت اور اُمیّد کے صبر" کو رسول بلاناغہ یاد کیا کرتا تھا۔ اسی جگہ سے جہاں ہر قسم کے کاروبار کا بازار گرم تھا نئے مذہب کی

شہرت جیسے کئی بُت پرستوں نے قبول کر لیا تھا مکدونیہ کے آس پاس کے تمام حصّوں میں پھیل گئی شمال میں بھی اور جنوب کی طرف اخیہ میں مسیحی مذہب مشہور ہو گیا۔

بیریہ اور پولُس کا اتھینی کو جانا لیکن ایذا رسانی کی وجہ سے پولس کو تسلونیکے چھوڑنا پڑا جیسا فلپّی چھوڑنا پڑا تھا۔ سو وہ بیریہ شہر میں جا کر پناہ گزیں ہُوا جہاں بہت سے یہودی لوگ نوشتوں کا مطالعہ کر کے مسیح پر ایمان لائے اور غیر قوموں میں سے بھی کئی بڑے بڑے لوگ کلیسیا میں شامل ہوئے مگر جب یہ معلوم ہُوا کہ ایذا رسانی کا ایک اَور طوفان برپا ہونے والا ہے تو انہوں نے پولس کو فوراً وہاں سے روانہ کر دیا مگر سیلاس اور تمطاؤس بیریہ میں رہے۔ اب رسول ایک جہاز پر جو اتھینی کو جانے والا تھا سوار ہو کر اُس جگہ سے روانہ ہُوا جہاں اولمپس جو جنگلی درختوں سے گھرا ہُوا ہے میدان میں سے بلند ہونا شروع کرتا اور ایک اونچی چوٹی تک جس کے اُوپر برف جم جاتی ہے اٹھتا ہے۔ یہ چوٹی اُن دیوتاؤں کا مسکن ہے جن کا ذکر ہومر نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ پولس کے جہاز کو ان چوٹیوں پر سے جو ٹمپل کی وادی کے اوپر واقع ہیں کئی گڈریوں نے اُس وقت دیکھا ہوگا جب وہ خلیج تھرمیک کے پانی پر مثل ایک سفید نقطہ کے بہتا ہُوا جاتا ہوگا۔ جہازرانوں نے لوٹ کر عظیم الشان اولمپس کو اپنے نزدیک برفانی شان و شوکت کے ساتھ بلند ہوتے دیکھا ہوگا۔ اب وہ جہاز جو سفید نقطہ کی مانند دکھائی دیتا تھا اُس عبرانی رسول کو شہر ایتھنز کے ساحلوں کی طرف لئے جاتا تھا جس کی تعلیم کے وسیلے اولمپس کے دیوتا ہمیشہ کے لئے اپنے تخت پر سے اُترنے کو تھے۔ اُسی کی تعلیم کے وسیلے پاکتر بہشت صاف تر زندگی اور واضح تر بقا کا نقشہ یونانیوں کی آنکھوں کے سامنے رکھا گیا۔ ایسا کبھی اُن کے فلسفہ کے خواب و خیال میں بھی نہ آیا تھا۔

اتھینی کی حالت اگر ہم اُن تمام اشیا کا ذکر کریں جو پولُس نے اُس وقت دیکھیں جب اُس کا جہاز پیریئس میں اور وہ خود اُن لمبی لمبی دیواروں میں سے گذر کر جو شہر اور بندرگاہ کو ملاتی تھیں اتھینی کے آرکوپلس میں داخل ہُوا یا اگر اُن خیالات کو رقم کریں جو اُس وقت اُس کے دل میں پیدا ہوئے تو بہت سی جگہ کی ضرورت پڑے لہٰذا ہم صرف اتنا بتلاتے ہیں کہ ایک خیال ضرور اُس کے دل میں آیا ہوگا اور وہ یہ کہ اُس نے اتھینی کے لوگوں کو دیکھ کر جان لیا ہوگا کہ اُن سے بڑھ کر اور بہتر حالت انسان کی جب وہ صرف اپنی عقل پر بھروسہ کرتا

ہے نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر علمی لیاقت انسان کو منوّر کر سکتی۔ اگر اعلیٰ قسم کے فنون اس کو پاک کر سکتے۔ اگر فلسفہ اُس کو اعلیٰ پایہ تک پہنچا سکتا۔ اگر شاعری اُس کی زندگی کو شیریں کام بنا سکتی اور اگر بُت پرستی اُس کے چال چلن کو تبدیل کر سکتی ہے تو ضروری امر تھا کہ اتھینی کے باشندے نورِ ہدایت سے بہرہ ور اور دلی صفائی سے مالا مال ہوتے اور اسی طرح یہ بھی ضرور تھا کہ وہ سب شریف۔ خوش مزاج اور پاک دل بھی ہوتے لیکن جب وہ شہر میں سے گذرا تو اُس نے اُن بہادروں کے بُت جو اب دیوتا مانے جاتے تھے اور نیز پرانے دیوتاؤں کی مورتیں جا بجا نصب اور ہر جگہ دیوتاؤں کے مندر اور معبد کھڑے دیکھے۔ یہ مندر قسم قسم کے قد و قامت کے تھے۔ مثلاً اُن چھوٹے چھوٹے مقاموں سے لیکر جو چٹانوں میں اس غرض سے کھدے ہوئے تھے کہ ان میں بُت رکھے جائیں عظیم الشان پارتھنیان تک طرح طرح کے مندر دکھائی دیتے تھے اور ان میں اُس نے قسم قسم کے بتوں کو جو قدیم قصوں اور کہانیوں کی یاد دلاتے تھے دیکھا ہوگا۔ اسی طرح دوسری جگہ کے بتوں کے درمیان اُس نے اُس مذبح کو دیکھا ”جو نامعلوم خدا“ کے لئے مخصوص تھا اور جس کیطرف اس نے اپنی تقریر میں اشارہ کیا۔ لیکن اتھینی نہ صرف بتوں کا بلکہ فلسفہ کا بھی مرکز تھا پس اسی موقعہ پر اُسکی مٹھ بھیڑ دو فیلسوفانہ فرقوں سے بھی ہوئی۔ اُن میں سے ایک وہ تھا جو ستوئیکی فرقہ کہلاتا تھا اور دوسرا وہ جو اپی کیورین کہلاتا تھا۔ فرقہ ستوئیکی ریاضت پسند فرقہ تھا چنانچہ اُس کے معتقد نہ خوشی اور نہ غم کو پسند کرتے اور اپنی اس بے پروائی کی طفیل بعض اوقات بڑے بڑے کارنمایاں بھی کر بیٹھتے تھے۔ لیکن بیشتر اس بے پروائی سے طرح طرح کے افسوسناک واقعات بھی سرزد ہوا کرتے تھے۔ مثلاً اُن کے پیشواؤں زینو اور کلنتھس کا خودکشی کرنا اور اسی طرح اس فرقے کے مشہور رومی پیروؤں کیٹو اور سنیکا کا اپنی جان کو آپ تمام کرنا اس کی افسوسناک مثالیں ہیں۔ غرور و تکبّر اس فرقہ کا اصل خاصہ تھا۔ برعکس اس کے وہ جو اپی کیورین فرقے کے پیرو تھے وہ عیاشی کے ہوا خواہ تھے۔ وہ خدا کے تصوّر کو ٹھٹھوں میں اڑاتے اور لوگوں کو ترغیب دیتے تھے کہ وہ عیاشی اور اوباشی کی زندگی بسر کریں۔

پولُس کا تین مرتبہ لوگوں کے سامنے آنا پولُس نے مسیحی صداقت پر تین جگہ گواہی دی۔ پہلی جگہ یہودیوں کا ایک عبادت خانہ تھا اور دوسری جگہ اُس سے زیادہ پبلک تھی۔ اُسے اگورا یعنی بازار کہا کرتے تھے۔ یہ جگہ اہل اتھینز کے فراہم ہونے

کی ایک عام جگہ تھی۔ یہاں وہ تازہ تازہ خبریں اور جوش آور معاملات کے تذکرے سُننے کے لئے جمع ہُوا کرتے تھے۔ وہ ان باتوں کے شوق کے لئے مشہور تھے۔ چنانچہ چار صدیاں پہلے دماستھنیز نے ان کو اس شوق کے لئے ملامت کی تھی۔ بعض بعض فلاسفروں نے پولس کو وہاں تقریر کرتے سُنا اور اسی خواہش سے کہ اس کی بات کو کسی زیادہ خاموش اور متبرک جگہ میں اچھی طرح سُنیں اس کو اریوپگس میں لے گئے۔ جسے کوہ مریخ کہتے تھے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں قاضی قدیم زمانہ سے لے کر اب تک دینی اور ملکی مقدمات فیصل کیا کرتے تھے۔ پس یہ وہ جگہ تھی جس کے ساتھ صدیوں سے خوفناک خیالات وابستہ تھے۔ ہاں یہ جگہ ایک خاموش سی وحشت سے پُر اور ایک عیاش شہر کے درمیان واقع تھی۔ لہٰذا اتھینی میں کوئی اور ایسی جگہ نہ تھی جو مذہبی مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے اس سے زیادہ موزون ہوتی۔ اس جگہ کھڑے ہو کر اور پارتھنیان کی عالیشان ہیکل کو دیکھ کر پولُس نے اُن لوگوں کو یہ تعلیم دی کہ خدا ہاتھ کی بنائی ہوئی ہیکلوں میں نہیں رہتا۔ اور منروا کے بڑے بُت کے پاس جو نیزے۔ ڈھال اور خود سے مسلّح تھا اور اتھینی کا محافظ سمجھا جاتا تھا کھڑے ہو کر اُس نے یہ سکھایا کہ خدا سونے۔ چاندی یا پتھر کی مانند نہیں ہے جو انسان کے ہنر اور تجویز سے ہر صورت میں گھڑے یا تراشے جاتے ہیں۔ اسی جگہ اُس نے ظرافت پسند اپی کیورین فلاسفروں کو بتایا کہ دُنیا ذراتِ مادی کے اتفاقی طور پر جمع ہو جانے کا نتیجہ نہیں بلکہ اُسے خدا نے خلق کیا ہے۔ اِسی جگہ اُس نے مغرور اور متکبّر ستوئیکیوں کو یہ نصیحت کی کہ وہ اپنی شرارت سے توبہ کریں اور بتایا کہ ایک دن آنے والا ہے جب خدا کا بیٹا ہر ایک شخص کو اس کے کاموں کے مطابق اجر دیگا اور کہا کہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اُس نے اُسے مُردوں میں سے زندہ کیا۔ اغلب ہے کہ پولس مسیح اور اس کی نجات کی بابت جو اُس کے خون کے وسیلے دستیاب ہوتی ہے کچھ اَور کہتا۔ لیکن انہوں نے مداخلت شروع کر دی اور اس سبب سے اُسے اپنی تقریر کو اُسی وقت ختم کرنا پڑا۔ اتھینی کے فیلسوفوں نے اُس کی تعلیم کو یا تو ٹھٹھوں میں اُڑایا یا اُس کی طرف کچھ توجہ نہ کی لہٰذا پولس کو بعد میں لکھتے وقت انجیل کی نسبت یہ کہنا پڑا کہ "وہ یونانیوں کے لئے بیوقوفی" ہے۔ مگر دیونُیسیُس کوہ مریخ کا حاکم مسیح پر

نمبر ۱

ایمان لایا اور چند اور اشخاص بھی ایمان لائے۔ اگرچہ اتھینی مہذّب۔ علم دوست اور صاحب عقل لوگوں کا شہر تھا تاہم ایسا شہر نہ تھا جہاں انجیل ترقّی پاتی۔

پولُس کرنت میں

پولُس اتھینی کو اکیلا گیا تھا مگر جب اتھینی سے کرنت کو روانہ ہونے لگا تو سیلاس اور تمطاؤس بھی آملے اُس وقت جب کہ وہ کرنت کو جا رہا تھا تو اُس نے یہ ارادہ ٹھانا کہ میں وہاں جا کر سوائے یسوع مسیح اور اس کی صلیب کے اور کسی بات کی منادی وہاں نہ کرونگا"۔ اُن دنوں یونان کا دارالسلطنت حقیقت میں کرنت تھا۔ یہ مشہور جزیرہ نما (یونان) جس کی جمہوری ریاستوں کے جھگڑے اور لڑائیاں قدیم تاریخ کا ایک بڑا حصّہ ہیں اب رومیوں کے ماتحت صوبہ اخیہ کی صورت میں مبدّل ہو گیا تھا اور اُس کا دارالخلافہ کرنت ٹھہرا جو آبنائے پیلاپونیسس پر واقع تھا۔ کرنت میں بڑی تجارت ہؤا کرتی تھی اور وہ ایک طرف اپنی اُس بندرگاہ کے وسیلے جو مغرب میں واقع تھا یورپ سے ملا ہؤا تھا۔ دوسری جانب اس بندرگاہ کے وسیلے جو مشرق میں واقع تھا ایشیا سے وابستہ تھا۔ یہ شہر اپنی شہوت پرستی کے لئے نہایت مشہور تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک مندر میں جو وینس دیوی سے مخصوص تھا ہزار فاحشہ عورتیں وینس دیوی کے نام پر شہر کے روپیہ سے پرورش پاتی تھیں۔ رنڈی بازوں۔ بُت پرستوں۔ زناکاروں۔ عیاشوں۔ لونڈے بازوں۔ چوروں۔ لالچیوں۔ شرابیوں۔ گالی بکنے والوں اور ظالموں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ (اکرنتھیوں ۶/ ۹-۱۰)

اُس کا جہاز پر سوار ہو کر یروشلم کو جانا اور وہاں سے انطاکیہ کو واپس آنا

کرنت جا کر پولُس نے اکولہ اور پرسکہ کے ساتھ جو اُس کے ہموطن تھے اور جنہیں تھوڑے دن ہوئے کلاڈیس نے روم سے نکال دیا تھا رہنا اختیار کیا۔ رومی مورّخ سوٹانیس کہتا ہے کہ یہودی ایک شخص کرسٹس کی ترغیب سے ہمیشہ جھگڑے بپا کرتے رہتے تھے۔ شاید اس الزام کی اصل وجہ یہ ہوگی کہ جو یہودی مسیح پر ایمان نہ لائے تھے وہ اُن کے برخلاف جو ایمان لائے تھے ہمیشہ فساد برپا کرتے رہتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ اکولا اور پرسکہ نے پولُس کو اس معاملے میں بہت کچھ بتایا ہوگا اور اُس کو روم جانے کا وہ شوق دلایا ہوگا جو اس کی بعض تصنیفات

سے ظاہر ہوتا ہے۔ کرنت میں پولُس کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ کرسپس جو ایک عبادت خانہ کا حاکم تھا مسیح پر ایمان لایا۔ اس وقوعہ سے بہت ہل چل پڑ گئی ہوگی مگر پولُس بہت مغموم اور فکرمند رہتا تھا اور جس بات نے اُس کو مغموم کر رکھا تھا وہ یہ تھی کہ یہودی ہمیشہ صداقت کی شدید تلخی اور کُفر گوئی سے مخالفت کیا کرتے تھے لیکن خداوند نے ایک رویا میں ظاہر ہو کر اپنی بڑی مہربانی سے اُس کو تسلّی دی۔ ڈیڑھ سال تک وہ کرنت میں کام کرتا رہا۔ اسی جگہ اُس نے تسلنیکیوں کے دو خط تحریر کئے جو اُس کے خطوط میں سب سے پُرانے ہیں۔ آخرکار یروشلم کی عیدوں میں ایک عید کے موقعہ پر حاضر ہونے کے اشتیاق سے اُس متبرک شہر کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں افسس آیا۔ وہ افسس میں لوٹ کر آنے کا وعدہ کر کے یروشلیم کی طرف بڑھا اور وہاں سے انطاکیہ کو واپس آیا اور اس طرح اُس کا دوسرا سفر ختم ہوا۔

چھٹی فصل۔ پولُس کا تیسرا مشنری سفر

اُس کے ہمسفر تمطاؤس۔ طیطس۔ سوپترس۔ ارسترخس۔ سکندس۔ گیُس۔ تخکس۔ ترفمس اور لوقا

پولُس افسس میں۔ فساد کا برپا ہونا اور پولُس کا افسس سے روانہ ہونا۔ پولُس تروآس میں۔ مکدنیہ میں۔ کرنت میں۔ یروشلم کی جانب بحری سفر۔ پولُس کا وہاں قبول کیا جانا۔

پولُس افسس میں پولُس کے تیسرے مشنری سفر کا کام زیادہ تر فروگیہ اور

گلاتیہ کے علاقوں میں ہوا جہاں وہ پہلے بھی کام کرتا رہا تھا۔ اس وقت اس کا رفیق اور مددگار صرف تمطاؤس تھا لیکن جس جگہ پر اس سفر میں اُس نے زیادہ توجہ مبذول کی وہ شہر افسس تھا۔ اس جگہ کام کرنے کا راستہ اپلوس کے وسیلے تیار کیا گیا تھا۔ اپالس اسکندریہ کا ایک فصیح یہودی تھا جو نوشتوں سے اچھی طرح واقف تھا مگر چونکہ یوحنّا بپتسمہ دینے والے کا شاگرد تھا لہذا اُسے ابھی مسیحی مذہب کی نسبت بہت کچھ سیکھنا تھا۔ شہر افسس جو دریائے کیسٹر کے دہانے پہ واقع تھا اُس ملک میں جسے پہلے پہل آسیہ کا نام دیا گیا تھا نہایت مشہور شہر تھا۔ اُس کے باشندے آدھے یونانی اور آدھے ایشیائی تھے اور اُن کی بُت پرستی مشرقی اور مغربی دستوروں سے مرکّب تھی۔ جادوگری بھی جو مشرق سے آئی تھی کثرت سے مروّج تھی۔ ارتمس دیوی کی جو مغربی اقوام کی دیوی تھی خاص و عام پوجا کرتے تھے مگر اُس کی پوجا کے طریقے میں مشرقی رازداری اور شان و شوکت کا عنصر بہت درجہ تک ملا ہوا تھا۔ ارتمس کا مندر جو افسس میں واقع تھا تمام دُنیا میں مشہور تھا۔ وہ ۲۲۰ سال کے 20 عرصہ میں تعمیر ہوا تھا۔ اُس کی چھت ۱۲۶ کھمبوں پر قائم تھی جن میں سے ہر ایک ۶۰ فٹ اونچا تھا۔ ان کھمبوں میں سے ہر ایک کھمبہ ایک ایک بادشاہ کا عطیہ تھا۔ لیکن ارتمس کا بُت جس کی نسبت یہ روایت جاری تھی کہ وہ آسمان سے گرا ہے صرف لکڑی کا بنا ہوا تھا اور اردگرد کی عالیشان چیزوں کے ساتھ عجیب قسم کا مقابلہ کرتا ہوگا۔ علاوہ بریں افسس اپنی عیاشی اور شہوت رانی کے لئے بھی مشہور تھا۔

فساد کا برپا ہونا اور پولس کا افسس سے روانہ ہونا تاہم انہی لوگوں میں سے جو اس شہر میں موجود تھے قدیم کلیسیاؤں میں سے ایک خوبصورت اور دلچسپ کلیسیا پیدا ہوئی (مکاشفات ۲ و ۳ ب) چنانچہ افسیوں کے خط سے جا بجا تسلّی اور خوشی ٹپکتی ہے ایسی کہ اُس سے زیادہ اور کسی خط سے ظاہر نہیں ہوتی۔ جادوگروں میں سے بہت لوگ ایمان لائے اور وہ جادو کی کتابیں جو اُنہوں نے اپنے ایمان کی تصدیق میں جلائیں قیمت میں دو ہزار پونڈ سے زیادہ تھیں۔ غرضیکہ ایسی مذہبی تبدیلی پیدا ہونے لگی کہ جو لوگ ارتمس دیوی کی چاندی کی مُورتیں بنا کر بیچا کرتے تھے اور یوں اپنی روٹی کمایا کرتے تھے بہت

فکرمند ہوئے اور انجام کار اُنہوں نے ایک بڑا فساد برپا کیا۔ پولس رسول اور اس کا رفیق حاکم کی فصیح بیانی کے ذریعے خطرے سے تو بچ نکلے مگر اس جگہ رہ نہ سکے پس پولس کلیسیاؤں کو دعائے خیر دے کر مکدنیہ کی کلیسیاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے کرنتھیوں کا پہلا خط افسس سے تحریر کیا۔ (۱۔کرنتھیوں ۱۶/۸)

پولس ترواس میں۔ مکدنیہ اور کرنتھ میں

افسس کو چھوڑ کر پولس ترواس میں آیا جہاں اُس نے بڑی کامیابی کے ساتھ انجیل کی منادی کی۔ (۲۔کرنتھیوں ۲/۱۲) یہاں سے وہ مکدنیہ کی طرف اور اُن یونانی ممالک کی طرف روانہ ہوا جو شمال میں واقع تھے۔ فلپی سے اُس نے دوسرا خط کرنتھیوں کا تحریر کیا۔ اس وقت وہ اس تجویز میں لگا ہوا تھا کہ یہودیہ کے غریب مسیحیوں کے لئے چندہ جمع کرے۔ اس چندہ کا مدعا یہ تھا کہ اُس کے وسیلے غیر قوموں کی محبت ظاہر ہو اور یہودی کلیسیا کی سخت دلی جس سے وہ اپنے نامختون بھائیوں کو حقارت سے دیکھا کرتے تھے کم ہو جائے۔ طیطس جس کی طرف بعد میں پاسبانی خطوط میں سے ایک خط ارسال کیا گیا اس وقت خاص طور پر چندہ جمع کرنے کے کام میں لگا ہوا تھا۔ اسی موقع پر پولس نے یہ سُنا کہ یہودی خیالات کے ماننے والے اُستاد گلاتیہ کی کلیسیا کو خراب کر رہے ہیں لہٰذا اُس نے گلاتیوں کے پاس ایک خط بھیجا اور اُس میں بڑے زور کے ساتھ تمام غلطیوں کی جو اُن میں پھیلنے کو تھیں تردید کی۔ اس کے بعد تین ماہ کرنتھ میں صرف کئے۔ وہاں سے رومیوں کا خط فیبے کے ہاتھ بھیجا۔ یہ بات غور طلب ہے کہ اس خط میں نہ کسی رسول کا اور نہ کسی اور مشہور آدمی کا یہ ذکر ہے کہ اُس نے روم میں کلیسیا قائم کی۔ نہ یہ اغلب ہے کہ روم کی کلیسیا ایک خاموش صورت میں خود بخود قائم ہو گئی ہوگی یعنی یا تو اُسے اُن مسیحی نومریدوں نے قائم کیا جنہوں نے مسیح کو قبول کرنے کے بعد روم کے عبادت خانہ کو چھوڑ دیا یا اُن مسیحیوں نے جو اور جگہوں سے روم میں آ کر بسے تھے۔ پولس کرنتھ سے مکدنیہ کو آیا اور وہاں سے ترواس پہنچا۔

یروشلم کی طرف بحری سفر اور وہاں پولس کا قبول کیا جانا

ترواس سے پولس یروشلم کی طرف سمندر کی راہ روانہ ہوا۔ اس کا یہ سفر دلچسپ باتوں سے پُر ہے۔ ترواس میں ایک ہفتہ رہ کر اور پھر ملیتے پر افسی ایلڈروں یا اسقفوں سے بڑی محبت اور تپاک سے رخصت ہو کر اور کوس۔ روڈس۔ پترہ سے گزر کر رسول اور اُس کے ساتھی

صور میں آ گئے۔ جس وقت استیفان کی شہادت کے وقت ایذا رسانی برپا ہوئی اُسی وقت صور میں ایک کلیسیا قائم ہو گئی اور اب اس شہر میں جو کسی زمانہ میں بعل اور عستارات کا محکم قلعہ تھا نہ صرف مسیحی جماعت موجود تھی بلکہ نبی بھی پائے جاتے تھے صور سے روانہ ہو کر پتلمیس میں پہنچے اور وہاں بھائیوں سے ملاقات کر کے قیصریہ میں آ گئے وہاں سے باوجود فلپس مبشر اور دیگر احباب کی ممانعت کے جو یہودیوں کی مخالفت سے ڈرائے تھے پولس یروشلم کی جانب روانہ ہوا اور جب وہاں پہنچا تو اُسے یعقوب اور دیگر بزرگوں نے بڑی محبت سے قبول کیا اور پولس نے وہ عجیب باتیں جو خدا نے غیر قوموں کے درمیان انجام دی تھیں اُنہیں سنا کر ان کے دل کو تر و تازہ کیا۔

ساتویں فصل۔ پولس کی زندگی کے

آخری واقعات

یروشلم میں گرفتار کیا جانا۔ قیصریہ کو بھیجا جانا۔ وہ مقامات جو راہ میں آئے۔ فیلکس۔ فیستس۔ اگرپا۔ قیصر کی دُہائی۔ روم کا سفر۔ جہاز کی تباہی۔ اس موقعہ پر پولس کی حرکت۔ ملینتہ۔ پیتولی۔ روم کا نظارہ۔ روم کی حالت مشنری خدمات۔ پیشی اور بریت۔ ہسپانیہ کو جانا۔ دوسری دفعہ گرفتار ہونا۔ دوسری پیشی۔ فتوےٰ۔ مارا جانا۔ اُس کے ساتھی۔

یروشلم میں گرفتار کیا جانا اور قیصریہ کو بھیجا جانا ہم صرف مختصر طور پر اُن باتوں کا ذکر کر سکتے ہیں جو فلسطین میں پولوس پر واقع ہوئیں۔ کلیسیا کے وہ شرکاء جو فریسیوں کے خمیر سے ابھی آزاد نہ ہوئے تھے اُس سے بڑی نفرت کرتے تھے۔ اب اُن کو نفرت کے اظہار کا اچھا موقعہ مل گیا۔ چنانچہ ایک بے بنیاد جھگڑا برپا ہوا اور لوگوں نے پولس کو ہیکل میں پکڑ کر بہت مارا۔ لیکن رومی سپاہیوں نے آ کر اُسے اُن کے ہاتھ سے چھڑایا

اور پھر اُسے اُس قلعہ میں جو نزدیک ہی واقع تھا اور انتونیا کہلاتا تھا پہنچا دیا۔ وہاں وہ سخت عذاب میں گرفتار ہونے کو تھا مگر رومی حقوق کا حقدار ہونے کی وجہ سے اُس مصیبت سے بچ گیا۔ ازاں بعد سنہڈرم کے سامنے آزمایا گیا جس طرح پچیس برس پیشتر استیفان آزمایا گیا تھا جس کے ایذا رسانوں میں پولُس خود شامل تھا لیکن ایک رویا میں خدا نے اُس کے ساتھ محافظت کا وعدہ کیا اور جب یہ معلوم ہوا کہ اُس کی جان لینے کی سازش کی جا رہی ہے تو افسر نے اُسے ایک بڑے لشکر کے ساتھ رات کے وقت قیصریہ کی طرف جو رومی دار السلطنت تھا روانہ کیا۔

وہ مقامات جو راہ میں آئے جن مقامات میں سے اُس کا گذر ہوا وہ ہمت اور حوصلہ افزائی کے لئے نہایت موزوں تھے۔ اگر ہم اُس کے خیالات کو جو اُس وقت اُس کے دل میں گذرے جب کہ وہ بیت ہاران کے پاس آدھی رات کو جاتا تھا اور چاند کو جو وادیٔ عجلون پر چمک رہا تھا سوچیں تو خالی از لطف نہ ہوگا۔ وادیٔ عجلون وہی جگہ تھی جہاں پندرہ سو سال کا عرصہ گذرا یہی چاند یشوع کی فتحمندی کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ صبح کو جب سورج کی روشنی حرمون کی برفانی چوٹی کے پیچھے طالع ہو رہی تھی پولُس سرون کے میدان میں پہنچا ہوگا اور جب وہ اپنے گھوڑے پر آگے بڑھتا جاتا ہوگا سرون کی نرگس اور وادیوں کی سوسن کو اپنے قدموں میں اور اپنی دہنی طرف کرارے والے پہاڑوں پر جوان ہرن کو چوکڑیاں بھرتے دیکھ کر اُسے غزل الغزلات کی کتاب یاد آئی ہوگی۔ ان باتوں نے اس کو خداوند کی محبت اور حضوری کا یقین بھی دلایا ہوگا۔ دن کے آخری حصہ میں وہ اور ستر سپاہی جو اُس کے ساتھ تھے جولیس قیصر اور روم کے بڑے بڑے بُتوں کے پاس سے جو اس نئے دار الخلافہ کو آراستہ کر رہے تھے گذرے ہونگے اور پھر قیصریہ کی بارکوں میں پہنچ کر اپنے تھکے ماندے گھوڑوں سے نیچے اُترے ہونگے۔

فیلکس۔ فیستس۔ اگرپا۔ قیصر کی دُہائی جو شخص اس وقت رومیوں کی طرف سے قیصریہ میں حکومت کرتا تھا وہ کلاڈیس فیلکس تھا۔ یہ شخص نہایت خراب اور حرامکار آدمی تھا۔ اس کی بیوی جس کا نام ڈروسلا تھا ہیرودیس اگرپا اول کی بیٹی تھی۔ جب پولُس پہلی مرتبہ فیلکس کے رُوبرو آیا تو اُس نے اُسے اس بہانہ سے کہ میں پھر تمہارا مقدمہ کرونگا اُسے پھر حوالات میں بھیج دیا۔ مگر جب دوسری مرتبہ اُس کے

سامنے پیش ہوا اور اُس وقت ڈریزیلا بھی موجود تھی تو اُس نے راستبازی۔ پرہیزگاری اور عدالت کے بارہ میں ایسی پُرزور تقریر کی کہ فیلکس کے دل کو ہلا دیا۔ لیکن اس کے بعد وہ دو سال تک قیصریہ میں قید رہا۔ بعد ازاں فیلکس فلسطین سے واپس بُلایا گیا اور اُس کی جگہ پورسیس فیستس حاکم مقرر ہو کر آیا۔ اس موقع پر پولس پھر حاکم کے سامنے بُلایا گیا اور اُس نے یہ درخواست کی کہ میرا مقدمہ قیصر کے سامنے پیش کیا جائے۔ اسی اثنا میں ہیرودیس اگرپا دوم جو ارامی کالکس کا حاکم تھا اپنی بہن برنیکے کے ساتھ قیصریہ میں وارد ہوا۔ پولس اُن کے رُوبرُو لایا گیا۔ اس وقت اُس نے ایک اور پُرزور تقریر میں اگرپا کو عنقریب قایل کر دیا کہ وہ مسیح کو قبول کرے لیکن بسبب اس اپیل کے جو قیصر کے نام دائر کر چکا تھا اُس کا مقدمہ سوائے رُوم کے اور کسی جگہ نہ ہو سکتا تھا۔ لہٰذا تھوڑی دیر کے بعد ایک صوبہ دار کے ماتحت جس کا نام جولیس تھا اور جو شہنشاہی پلٹن سے علاقہ رکھتا تھا پولس اور دیگر قیدی ایک جہاز پر جو ادرمتیم کو جا رہا تھا سوار ہو کر دُنیا کے دارالخلافہ روم کی طرف روانہ ہوئے

روم کا سفر جہاز کی تباہی | پولس کے بحری سفر کا جو بیان اعمال کے ستائیسویں باب میں پایا جاتا ہے نہایت دلچسپ ہے کچھ ان واقعات کے سبب سے جو راہ میں حادث ہوئے اور کچھ اُس علم کے لئے جو زمانہ کی جہازرانی کے بارے میں اُس سے حاصل ہوتا ہے اور کچھ اس لئے کہ موجودہ تحقیقات نے عجیب طور پر اُس کی تفصیلات کو صحیح ثابت کر دیا ہے۔ جب جہاز اُس لنگرگاہ سے جو ہیرودیس نے بنایا تھا روانہ ہوا تو تھوڑے عرصہ بعد صیدا میں پہنچا۔ پھر جب کُپرس کے شمال کی طرف گذر کر کلکیہ اور پمفولیہ کے سمندر میں آیا تو رسول نے اپنے ملک کے پہاڑوں کو دیکھا اور شاید یہ نظارہ آخری نظارہ تھا۔ جب لُوکیہ کے شہر مورہ میں پہنچے تو اُن کو ایک جہاز ملا جو روم کو جا رہا تھا۔ قیدی اس جہاز پر بٹھائے گئے۔ اس کے بعد کندس تک آہستہ آہستہ گئے اور جب وہاں پہنچے تو بادِ مخالف نے جہاز کو اُس کی راہ سے گمراہ کر دیا اور جنوب کی جانب کریتے کی آڑ میں لے جا کر حسن بندر تک پہنچا دیا۔ مدت تک بادِ شُرط کا انتظار کر کے آخرکار جہاز پھر روانہ ہوا لیکن بہت دور نہ چلنے پایا تھا کہ ایک بڑی طوفانی ہوا نے جو شمال مشرق سے چلنے لگی اُس کو آگھیرا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جہاز رانوں

نے جہاز کی دائیں جانب کو ہوا کی طرف پھیر دیا اور اُسے مغرب کی طرف بہنے دیا۔ حالات کے اندازہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاز فی گھنٹہ ڈیڑھ میل چلتا ہوگا۔ پندرہ دن کی بے آرامی اور تکالیف جس کا بیان کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے سہ کر ایک دن آدھی رات کے وقت ملّاحوں کو معلوم ہوا کہ ہمارا جہاز خشکی کے نزدیک آ گیا ہے۔ لہٰذا اُسی وقت پیچھے سے لنگر ڈالا اور صبح کی روشنی کا انتظار کرنے لگے۔ جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ کنارے کے پاس ایک کھاڑی ہے سو اُس میں جہاز کو پہنچانے کی کوشش کی۔ مگر اسی جدوجہد میں اُس کی گلھی زمین میں پھنس گئی۔ لہٰذا کئی لوگ تیر کر اور کئی کشتیوں اور جہاز کے ٹکڑوں پر سوار ہو کر کنارے تک پہنچے۔ تمام مسافر جو شمار میں دو سو چھہتر تھے کسی نہ کسی طرح خشکی پر سلامت جا پہنچے۔ 276

پولس کا ضبط اور نیک سلوک اس خطرناک سفر میں پولس کبھی اوسان باختہ نہ ہوا۔ بلکہ اس نے اس سفر میں اپنی خاطر جمعی۔ نیک نصیحت۔ اپنے ہمسفروں کی بہبودی کا خیال رکھنے اور خدا پر کامل بھروسہ کرنے سے بڑا نام حاصل کیا۔ طوفان کے شروع ہی میں اس نے کئی لوگوں کے دلوں کو یہ کہہ کر تسلّی دی کہ میں نے ایک رویا دیکھی جس میں مجھے خدا کے فرشتے نے خبر دی ہے کہ سب کی جان بچ جائیگی۔ پھر اُس نے اپنے ساتھیوں کو کئی دن کے فاقہ کے بعد کھانا کھانے کی صلاح دی اور انہوں نے اُس کی صلاح مان بھی لی۔ پھر جب ملّاح خشکی کے پاس پہنچ کر چوری بھاگنے لگے تو اُس نے اُن کو ایسا کرنے سے روکا۔ اس غریب اور بیڑیوں سے جکڑے ہوئے قیدی نے عجیب عزت جہاز میں حاصل کی اور یہ نہ صرف اُس کے حوصلے کی مضبوطی کا ثبوت تھا بلکہ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ خطرے کے وقت اسے وہ حکمت اور دلی سکون حاصل تھا جو خدا کی صحبت سے پیدا ہوتا ہے۔

ملیتہ پتیلی جس جزیرہ کے پاس جہاز آ کر پھنسا وہ ملیتہ تھا جو اب مالٹا کے نام سے مشہور اور برطانیہ کے قبضہ میں ہے۔ وہ خلیج جس میں جہاز تباہ ہوا اب تک سینٹ پال کے نام سے مشہور ہے۔ وہ مفصل بیانات جو اس تباہی کے متعلق قلمبند ہیں عجیب طور پر موجودہ حالتوں سے اتفاق رکھتے ہیں۔ اس جزیرہ میں وہ لوگ رہتے تھے جو فنیکی الاصل تھے۔ قریباً تین ماہ اُن کے درمیان رہنے کے بعد

پولس اور اُس کے ساتھی ایک اور جہاز پر سوار ہو کر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد سرکوسہ واقعہ سسلی میں پہنچے۔ پھر ریگیم میں جاکر عمدہ ہوا کا انتظار کرنے لگے تاکہ وہ اُن کے جہاز کو آبنائے مسینا میں سے نکال لے جائے اور آخر کار وسوویس پہاڑ کے آتش فشاں مُنہ اور خلیج نیپلز کے خوبصورت نظارے کے پاس سے گذر کر پتیلی میں جا پہنچے۔

روم کا نظارہ اس بندرگاہ سے روم تک ایک سو پچاس میل کا فاصلہ تھا۔ پولس نے یہ فاصلہ خشکی کی راہ سے طے کیا۔ اب وہ اپیین وے سے ہو کر کئی ایسے مقاموں میں سے گذرا ہوگا جو مذہبی قصے کہانیوں اور رومی تاریخ سے وابستہ ہونے کے سبب سے بہت مشہور تھے۔ پھر اپیئس کے چوک پر پہنچ کر جو روم سے پچاس میل کے فاصلہ پر تھا اور اس کے بعد تین ڈیرے پر جاکر اُس نے اُن مسیحیوں سے ملاقات کی جو شہر سے آئے تاکہ اپنی محبّت اور تعظیم کو اُس پر ظاہر کریں۔ ازاں بعد اُس نے روم سے دس میل ورے ایک اونچائی پر سے بادشاہی شہر کو پہلی مرتبہ دیکھا ہوگا۔ اس کے بعد وہ شہر کے بازاروں میں داخل ہُوا۔ اُس کے محل۔ مندر۔ نالیاں۔ تھئیٹر اور اس کے بڑے بڑے ستون جو ہر طرف بلند تھے اُس کی نظر سے گذرے ہونگے۔ آرزو جو مدت سے اس کی دامنگیر تھی اب پوری ہوئی۔ چنانچہ اب وہ کچھ مدت کے بعد نجات کی خوشخبری کا پیغام سات پہاڑوں (یعنی روم) میں گونجتا ہُوا سُنیگا۔

روم کی حالت کبھی کسی شہر کو روم سے بڑھ کر انجیل کی تبدیلی کُن تاثیر کی ضرورت نہیں ہوئی۔ ہر قسم کی خرابی اور بدکاری اس شہر میں انتہا درجہ کو پہنچی ہوئی تھی۔ ایسے ایسے قبیح گناہ جن کا ذکر کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے کھلّم کھلّا بڑے بڑے لوگوں کے گھروں میں سرزد ہوتے تھے۔ شہنشاہ نیرو جس کی عمر ابھی چوبیس سال سے زیادہ نہ ہوئی تھی اپنی خطرناک بدکاری شروع کر بیٹھا تھا چنانچہ وہ اپنی ماں اور اپنی بیوی کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکا اور اپنی معشوقہ کے پنجے میں گرفتار تھا۔ اس بدچلن عورت کا نام پاپیا تھا۔ اس نے یہودیت کو اختیار کر لیا تھا۔ شہر کے آزاد باشندوں کا شمار دس لاکھ کے قریب تھا اور یہی تعداد غلاموں کی تھی۔

پولُس کی مشنری خدمات پہلے پہل پولُس نے یہ کوشش کی کہ یہودیوں کو سچائی سے قائل کرے لیکن اُس کی کوشش رائگاں گئی۔ اس کے بعد وہ غیر قوموں کی طرف متوجہ ہوا اور اُن کے درمیان بڑی کامیابی حاصل کی۔ دو سال تک وہ روم میں قید رہا۔ اس اثنا میں اپنے مکان پر رہا مگر ہمیشہ ایک سپاہی کے ساتھ زنجیر سے جکڑا رہتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان سپاہیوں میں سے کئی مسیح پر ایمان لائے۔ اس کے دل کو پھیرنے کا وسیلہ نہ صرف اُس کی زور آور دلیلیں تھیں بلکہ اُس کی نیک چلن زندگی اور محبت بھری طبیعت نے بھی اُن پر اثر کیا ہوگا۔ شہنشاہ نیرو کے محل میں کئی لوگ اُس کی طفیل مسیح پر ایمان لائے۔

یہ ایک یقینی بات ہے کہ رومی کلیسیا کا شمار بہت بڑھ گیا چنانچہ جب دو تین سال کے بعد نیرو نے مسیحیوں کو قتل کیا تو اُس وقت اُن کی تعداد بہت بڑھی ہوئی تھی۔ پولُس نے ان دو سالوں کے اندر فلیمون کا خط۔ کلسیوں کا خط اور افسیوں کا خط تحریر کیا۔

پیشی اور بریت آخر کار پولُس آزمایش کے لئے حاکم کے رُوبرُو بُلایا گیا۔ اور اغلب ہے کہ خاص نیرو کی کچہری میں اُس کی پیشی ہوئی۔ اعمال کی کتاب میں جو بیان مندرج ہے وہ اس پیشی کا نتیجہ رقم کئے بغیر ختم ہو جاتا ہے اور ہمیں فقط پولُس کے خطوط سے یہ پتہ ملتا ہے کہ وہ اس موقعہ پر بری کیا گیا۔ اُس کی باقیماندہ زندگی کے بارے میں کہ وہ کس طرح صرف ہوئی یا تو اُن اشاروں سے پتہ ملتا ہے جو اُس کے خطوں میں درج ہیں یا غیر الہامی کتابوں کے بیانوں سے۔

ہسپانیہ کو جانا عموماً یہ مانا جاتا ہے کہ روم سے روانہ ہو کر وہ ایشیا کوچک کو گیا اور وہاں سے مکدنیہ کو۔ مکدنیہ سے ہسپانیہ کو گیا جہاں دو سال تک رہا (رومیوں $\frac{۱۵}{۲۸}$) اور جب اخمس کو واپس آیا تو معاملات کو زیادہ نازک اور مشکل حالت میں پایا۔ اسی طرح کریتے میں بھی جہاں انہی دنوں وارد ہوا بہت سی باتیں فکرمند کرنے والی پائیں۔ یعنی جھوٹے اُستاد سچائی کو ضرر اور مسیحی مذہب کی بنیاد کو نقصان پہنچا رہے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمطاؤس کا پہلا خط اور طیطس کا خط انہی دنوں لکھے گئے۔ اُن دیانتدار اشخاص کو جو افسس اور کریتے میں کام کر رہے تھے یہ نصیحت کی کہ وہ جھوٹی تعلیم کا مقابلہ کریں اور صداقت کو بڑے جوش و خروش سے سنبھالے رہیں۔

دوسری دفعہ گرفتار ہونا پولُس کو امید تھی کہ میں جاڑے کا موسم مقدونیہ کے نیکپلس

ہیں کا لوٹونگا لیکن اُسے وہاں رہنے کی اجازت نہ ملی۔ چنانچہ اس پر ایک نئی تہمت لگائی گئی اور وہ پھر گرفتار کر کے روم بھیجا گیا تاکہ حاکم کے سامنے پیش ہو۔ جب سے اُس نے روم چھوڑا تھا تب سے نیرو کئی بڑے بڑے شرمناک فعلوں کا مرتکب ہو چکا تھا۔ شہر کا نصف سے زیادہ حصّہ ایک دہشت ناک آگ سے جل گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ آگ چھ دن تک لگی رہی۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ نیرو نے خود لگوائی تھی لیکن اُس نے مسیحیوں کو جو اُس وقت تعداد میں بہت ترقی کر گئے تھے ملزم ٹھہرایا۔ لہٰذا ایک سخت ایذا رسانی اُن کے برخلاف برپا ہوئی۔ "کئی اُن میں سے صلیب پر چڑھائے اور کئی حیوانوں کی کھالوں میں بھر کر کُتّوں سے پھڑوائے گئے۔ کئی ایک کو پہلے تیل اور روغن سے تر کئے ہوئے کپڑے پہنائے گئے اور پھر آگ لگائی تاکہ رات کے وقت وہ ویٹیکن کے سرکس اور نیرو کے باغوں کو روشن کریں۔ اس موقع پر اس شیطان سیرت اور سیاہ دل بادشاہ نے اپنے ظلم کے شکاروں کی جانکنی کا تماشا خود بڑے شوق سے دیکھا اور اوروں کو دکھایا۔" جو لوگ مارے گئے اُن کا شمار بہت تھا۔

دوسری پیشی۔ فتوے۔ مارا جانا دوسری گرفتاری کے وقت پولس کے بچنے کی صورتیں ایسی نہ تھیں جیسی پہلی دفعہ تھیں۔ تمطاؤس کا دوسرا خط اسی وقت لکھا گیا تھا اور اس یقین کے ساتھ کہ اب کی دفعہ پولس کے "گذرانے جانے" کا وقت آ پہنچا ہے۔ جب وہ بڑے بڑے آدمیوں کے سامنے جوابدہی کے لئے بلایا گیا تو اُس نے بڑی دلیری سے انجیل کی منادی کی۔ لیکن نیرو کی مرضی کے سامنے کسی بات کی پیش نہ چلی لہٰذا جب دوسری مرتبہ پولس اُس کے سامنے آیا تو اُس پر موت کا فتوے لگایا گیا اور اُس جگہ کے نزدیک جہاں اب انگریزوں کا قبرستان بنا ہوا ہے اُس کا سر اُس کے بدن سے جدا کیا گیا۔ اُس کے دوست اُس کی نعش کو کاٹاکومب کی طرف یعنی ان قبروں میں جو زیر سطح بنی ہوئی تھیں اور جہاں بعد میں مسیحی شہدا اکثر چھپا کرتے تھے لے گئے۔ وہاں رسولوں میں سے سب سے بڑے رسول کا بدن اب تک کسی جگہ پڑا ہے اور اُن لفظوں کے پورا ہونے کی راہ دیکھ رہا ہے جو رسول نے خود اپنی زبان سے بیان فرمائے تھے کہ "فتح نے موت کو نگل لیا۔"

اس کے ساتھی ان لوگوں کے حالات جو رسول کے ساتھ ساتھ رہتے تھے بخوبی معلوم

نیرو

نہیں۔ تمطاؤس کو اُس نے اپنے دوسرے خط کے وسیلے روم میں بُلا بھیجا تھا اور اغلب ہے کہ اُس نے فوراً اُس کی درخواست کے مطابق عمل کیا ہوگا لیکن اُس کی مابعد تاریخ کا حال یقینی طور پر معلوم نہیں۔ ایک دفعہ وہ یسوع مسیح کے لئے قید میں پڑا (عبرانی ۱۳/۲۳) روایت کہتی ہے کہ وہ ڈومیشن بادشاہ کے عہد سلطنت میں شہید ہوا۔ طیطس طیطس کی نسبت جو کچھ ہمیں معلوم ہے سو صرف ایک جملے میں قلمبند ہے جو دوسرے تمطاؤس میں پایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ وہ ڈلمیشیا کو چلا گیا اور یہ ہم نہیں بتا سکتے کہ آیا وہ پولس کے کہنے سے وہاں گیا یا اپنی مرضی سے اُس طرف روانہ ہوا۔ سلوانس سلوانس کا ذکر پہلے پطرس میں آتا ہے۔ اُس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پطرس کے خط کو اُن پردیسیوں کے پاس لے گیا جو ایشیا کوچک میں تتر بتر تھے۔ مرقس پھر پولوس کا معتبر دوست بن گیا۔ اور اُس کے ساتھ رہنے لگ گیا۔ (فلسنیوں ۴/۱۰) پولُس نے تمطاؤس سے درخواست کی کہ وہ اُسے اپنے ساتھ لائے (۲۔ تمطاؤس ۴/۱۱) معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد وہ پطرس کے ساتھ رہتا تھا اور اُس کے پاس سکتر یا ترجمان کی طرح کام کرتا تھا۔ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آخر کار اسکندریہ کو چلا گیا جہاں اُس نے ایک کلیسیا قائم کی اور کچھ عرصہ کے بعد اپنے خداوند کے لئے اپنی جان قربان کر ڈالی۔ لوقا لوقا پولُس کی وفات کے وقت روم میں موجود تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ وہی ایک معتبر دوست اُس وقت اُس کے پاس موجود تھا جو اُس کے دل کو اپنی صحبت سے تروتازہ رکھتا تھا۔ لوقا کی مابعد سرگذشت کا تذکرہ تاریخی کتابوں میں نہیں پایا جاتا اور روایت جو باتیں بیان کرتی ہے وہ ناممکن اور نادرست ہیں۔ پولس کے اُن رفیقوں کی نسبت جو مذکورہ بالا اشخاص کی نسبت کم مشہور تھے پختہ طور پہ کچھ معلوم نہیں۔

آٹھویں فصل - دیگر رسولوں کی خدمات

یعقوب (اوّل) زبدی کا بیٹا - یعقوب (دوم) الفیس کا بیٹا - پطرس - توما - اندریاس - برتھولما - فلپس - متی - شمعون - یہوداہ - متھیاس - یوحنّا - ایشیا کی سات کلیسیائیں - پتمس - یوحنّا کے متعلق روایتیں -

یعقوب (اوّل) زبدی کا بیٹا یہ رسول جیسا ہم بیان کر چکے ہیں کلیسیا کے ابتدائی ایام میں ہیرودیس کے حکم سے مارا گیا - (اعمال ۱۲/۲)

یعقوب (دوم) الفیس کا بیٹا یہ رسول جو کہ اپنی محتاط عادات کے لئے تاریخ میں بہت ہی مشہور ہے یعقوب راستباز کہلاتا تھا اور سب لوگ متفق ہیں کہ وہ یروشلم میں اور اُس کے آس پاس کام کرتا رہا - اس بارہ میں کہ آیا یہی یعقوب "خداوند کا بھائی" تھا یا وہ کوئی اور یعقوب تھا لوگوں کی رائے میں اختلاف ہے - یہ رسول زیادہ تر اس بات کی کوشش کرتا تھا کہ اُن لوگوں کی بداخلاقی کو روکے جو فضل کی تعلیم کو بُرے طور پر استعمال کر رہے تھے - معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آخری ایام میں کلیسیا کے اُس حصہ کا طرفدار اور مددگار ہو گیا تھا جو فریسی خیالات رکھتا تھا حالانکہ اُن میلانوں سے واقف تھا جن کے برخلاف پولس کو گلاتیوں کے خط میں بڑے زور شور کے ساتھ قلم اُٹھانا پڑا - لیکن کہتے ہیں کہ یہی کمزوری آخرکار اس کی موت کا باعث ٹھہری - چنانچہ جب یہودیوں کے بعض رذیل اور متعصب سرغنوں نے دیکھا کہ وہ بظاہر اپنی تعلیم کے وسیلے اُن کے ہموطنوں کو یقین دلا رہا ہے کہ یسوع ہی مسیح ہے تو وہ غصے سے بھر گئے اور اُس کے مارنے کے درپے ہوئے - پس انہوں نے اُس وقت کو غنیمت جانا جو رومی گورنر فیستس کے جانے اور اُس کے جانشین البینس کے آنے کے درمیان حائل ہوا - اسی موقعہ پر انانس سردار کاہن نے سنہڈرم سے اُس پر موت کا فتوےٰ دلوایا اور وہ اس فتوے کے سبب بڑے ظلم سے سنگسار کیا گیا -

پطرس پطرس کی سرگذشت کا پتہ لگانا مشکل کام ہے جو روایت یہ بتاتی ہے کہ وہ شہنشاہ نیرو کے عہد میں روم گیا اور وہاں انہی دنوں جب پولس قتل ہوا وہ بھی مارا گیا ایک پرانی

روایت ہے لیکن اب عموماً غلط سمجھی جاتی ہے۔ اس کے مقابل یہ خیال زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ فلسطین کو چھوڑ کر وہ پارتھیا اور خصوصاً مسوپتامیہ میں انجیل سناتا رہا۔ اس خطے میں بہت سے یہودی آباد تھے جو اُن لوگوں کی اولاد تھے جو دانی ایل اور حزقی ایل کے دنوں میں اسیر ہو کر آئے تھے۔ ان لوگوں کے درمیان رسول کو کام کرنے کا بہت موقعہ ملا ہو گا۔ اپنے پہلے خط میں وہ بابل کا اس طرح ذکر کرتا ہے گویا کہ وہ اُسی قدیم شہر میں یا اُس کے کہیں آس پاس رہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہر ابھی پورے پورے طور پر منہدم نہ ہؤا (۱۔ پطرس ۵: ۱۳) اسی شہر کے آس پاس سے اُس نے اپنا پہلا خط تحریر کیا اور اُن "پردیسیوں کی طرف روانہ کیا جو پنطس گلاتیہ۔ کپدکیہ۔ آسیہ اور بتونیا میں رہتے تھے"۔ اگر اُس نے خود اُن کلیسیاؤں کو نہ دیکھا تھا تو پولُس کے رفیق سلوانس سے جو اُس وقت اُس کے پاس رہتا تھا اُن کا حال دریافت کیا ہو گا اور یہ دیکھ کر کہ وہ ایذا رسانی جو روم میں پولُس کے برخلاف برپا ہو رہی ہے بہت جلد آسیہ کی کلیسیاؤں تک پہنچنے والی ہے اُس نے اپنا خط ارسال کیا ہو گا تاکہ اُن کے ایمان کو مضبوط کرے اور آنے والی آزمائش کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرے۔ ایک قدیم روایت بتاتی ہے کہ جب پطرس نے اپنی بیوی کو شہید ہونے کے لئے جاتے دیکھا تو اُس کا نام لے کر پکارا اور کہا کہ "خداوند کو یاد کر"۔ پطرس خواہ کسی جگہ مرا ہو اتنی بات پختہ طور پر معلوم ہے کہ وہ مسیح کے لئے شہید ہؤا۔ لیکن یہ روایت کہ اُس نے مصلوب ہونے کی خود درخواست کی اور کہ وہ اپنا سر نچلی طرف کر کے صلیب پر چڑھا تاکہ اپنے خداوند کی نسبت زیادہ پست موت سے جان بحق ہو بالکل باطل اور لغو معلوم ہوتی ہے کیونکہ رسولوں نے خود بھی سیکھا اور اَوروں کو بھی سکھایا تھا کہ جب بے انصاف حاکم دُکھ دیں تو اُس دُکھ کو صبر سے اُٹھانا چاہئے مگر آپ اپنی مرضی سے دُکھ کی تلاش کبھی نہیں کرنی چاہئے۔

خداوند
یاد ا

توما بعض لوگوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ توما پارتھیا میں انجیل سُناتا رہا مگر چونکہ اس نام کے ملک میں فارس اور مسوپتامیہ بھی شامل تھے لہٰذا ممکن ہے کہ توما نے اپنے کام کے لئے پطرس سے علیحدہ کوئی جگہ تجویز کی ہو گی۔ ممکن ہے کہ اُس نے تتر بتر فرقوں کی پیروی افغانستان تک کی ہو۔ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ افغان انہی کی اولاد ہیں۔ اور نا ممکن نہیں کہ وہاں سے وہ ہندوستان بھی آیا ہو اور یوں

توما

وہ روایت جو اُسے ہند کا رسول بتاتی ہے صحیح ہو۔

اندریاس یہ رسول سیتھیہ میں کام کرتا اور بحیرہ اسود کے کنارے انجیل سُناتا رہا۔ اور مقاموں کے علاوہ اُس نے سنوپ۔ سبستوپل اور قسطنطنیہ میں منادی کی۔ یہ تمام جگہیں پرانے مصنفوں کی کتابوں میں اُس کی خدمات سے وابستہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ اُسے ایک ایسی صلیب پر چڑھنے کا حکم ملا جو شکل میں حرف X کی مانند تھی اور اسی سبب سے وہ مقدس اندریاس کی صلیب کہلاتی ہے۔ دیر تک صلیب پر زندہ رکھنے کے لئے اُسے رسّیوں سے صلیب پر جکڑ دیا اور کہتے ہیں کہ وہ دیکھنے والوں کو دو دن تک نصیحت کرتا رہا اور تیسرے دن جان بحق ہو کر جسم کے دُکھ سے چھوٹا۔ یہ بیان صحیح نہیں۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پرانے مصنفوں میں سے جو نہایت معتبر ہیں، وہ صرف دو یعقوبوں اور پطرس اور پولُس کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ فقط وہی رسولوں میں سے شہید ہوئے۔

برتلمائی برتلمائی کی نسبت یہ روایت ہے کہ وہ "بیرونی ہند" میں کام کرتا رہا۔ ایک قدیم مصنف بتاتا ہے کہ "بیرونی ہند" سے مراد سبا اور عرب کا یمن ہے۔ اور ہم بتا چکے ہیں کہ یمن میں ایک یہودی خاندان راج کرتا تھا۔ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی عمر کے آخری ایام میں برتلمائی گلاتیہ اور آرمینیا کو واپس آیا۔ نیز وہ یہ بتاتی ہے (گو اس کے لئے کوئی پختہ شہادت نہیں) کہ لوگوں نے اُسے کوڑے مار کر جان سے مار ڈالا۔

فلپس کہتے ہیں کہ فلپس فروگیہ میں کام کرتا تھا لیکن جو بیانات اُس کی موت کی نسبت ہمارے زمانہ تک پہنچے ہیں وہ ایسے بے بنیاد ہیں کہ اُن پر کچھ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

متی گمان ہے کہ متی ایشیائی اتھیوپیا میں گیا اور وہاں انجیل کی منادی کرتا رہا۔ نیز مکدنیہ اور آسیہ میں اُس نے مسیحی خدمت بہم پہنچائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی انجیل بہت عرصہ پہلے لکھی گئی تھی اور فلسطین کے یہودیوں کے فائدہ کے لئے تحریر کی گئی تھی۔

شمعون اسی رسول کے نام سے مصر۔ کرینے اور ماری ٹینیا مربوط کئے جاتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ ملک برطانیہ تک پہنچا اور وہاں اس کے باشندوں نے اُس کو صلیب پر چڑھایا۔ رسولوں کی شہادت کے قصّے زیادہ تر پیچھے مرتب کئے گئے یعنی اُن دنوں میں گھڑے گئے جب شہادت کی ایسی عزّت کی جاتی تھی جیسی بُتوں کی کرتے ہیں۔ لوگ

اُس وقت یہ خیال کرتے تھے کہ جو شہید نہیں ہُوا وہ سینٹ (ولی) کہلانے کے لائق نہیں۔

یہوده

یہوداہ | یہوداہ یا تدی کے نام سے ایک قصّہ منسوب ہے اور وہ مسوپتامیہ کے اڈیسہ (یہ ارفہ کا یونانی نام ہے) کے کسی حاکم مسمّی اگبارس یا ابگارس کا قصّہ ہے۔ کہتے ہیں کہ اس اگبارس نے کسی بیماری کے علاج کے متعلّق مسیح سے خط و کتابت کی اور جو خطوط آپس میں آتے جاتے رہے وہ اب تک محفوظ ہیں۔ مگر ان خطوں میں جعلسازی کے ایسے آثار موجود ہیں کہ کوئی شخص دھوکا نہیں کھا سکتا۔ پھر کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد اگبارس تدی کی ہدایت سے مسیح پر ایمان لایا اور یہ تدی یا تو یہوداہ رسول تھا اور یا شہر میں سے ایک شاگرد۔ پھر یہ بات بھی مشہور ہے کہ شہنشاہ ڈامیشن کے عہد میں یہ افواہ بادشاہ کے کان تک پہنچی کہ بعض اشخاص داؤد کی نسل اور مسیح کے رشتہ داروں میں سے ہنوز باقی ہیں اور ممکن ہے کہ کسی دن سلطنت کے لئے بادشاہ کا مقابلہ کریں۔ اس پر خداوند کے بھائی یہوداہ کے دو پوتے ڈھونڈ کر بادشاہ کے پاس پہنچائے گئے۔ لیکن اُن کی طرزِ رہائش ایسی غریبانہ تھی اور اُن کے جوابوں سے اُن کی طبیعت کی ایسی سادگی اور بے پروائی ظاہر ہوئی کہ بادشاہ نے اُن کو بغیر تکلیف دئے چھوڑ دیا۔

متھیاس

متھیاس | اس رسول کی نسبت بعض کی یہ رائے ہے کہ وہ انھیوپیا میں کام کرتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ کپدکیہ میں۔ ایک پُرانا مصنّف بتاتا ہے کہ وہ سبستوپل میں فوت ہُوا اور سورج کی ہیکل کے قریب دفن کیا گیا۔

یوحنا

یوحنّا | جس رسول کا بیان کرنا باقی رہ گیا ہے وہ یوحنّا ہے۔ یوحنّا کی سرگذشت کے متعلق جو بیانات موجود ہیں وہ اَور رسولوں کی روایتوں کی نسبت زیادہ معتبر ہیں۔ پولُس کے آخری مرتبہ یروشلم میں آنے سے پہلے یوحنّا نے اُس شہر کو چھوڑ دیا تھا مگر ہم کو یہ معلوم نہیں کہ اُس وقت وہ کس جگہ کام کرتا تھا۔ اغلب ہے کہ تھوڑی دیر بعد ایشیائے کوچک کی کلیسیاؤں کی اُس دہشت ناک حالت کو دیکھکر جس کے سبب سے پطرس نے اپنا پہلا خط لکھا تھا وہ اُن کے درمیان رہنے کے لئے تیار ہو گیا ہو اور ایک بڑی مضبوط شہادت کے زور پر مانا جاتا ہے کہ وہ بہت مدّت تک افسس میں رہا۔ اُس جگہ سے شہنشاہ ڈومیشن نے اُس کو جزیرہ پتمس کی طرف جلاوطن کر کے بھیج دیا۔ نیرو کے عہد میں وہ پھر افسس کو واپس آیا اور ٹریجن کے ایام میں بہت بوڑھا ہو کر فوت ہُوا۔

آسیہ کی سات کلیسیائیں

یوحنا کا نام آسیہ کی سات کلیسیاؤں کے ساتھ ایسا وابستہ ہے کہ اُس کو اُن سے جدا نہیں کر سکتے۔ خداوند نے اُسے حکم کیا کہ میری طرف سے ان کلیسیاؤں کے پاس چھوٹے چھوٹے خط بھیج۔ ہم نے اِن شہروں میں سے کسی ایک کا ابھی ذکر نہیں کیا لہٰذا اس جگہ ان کا مختصر سا حال بآسانی درج کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ افسس یہ ہم بتلا چکے ہیں کہ اس شہر کی کیا حالت تھی اور کس طرح پولُس کے وسیلے سے مسیحی مذہب اس شہر میں پہلے پہل داخل ہؤا۔ یہ شہر آیونیا کا دار الخلافہ اور ارتمس کے مندر۔ فلسفہ۔ جادو اور بدکاری کے سبب مشہور تھا۔ اس شہر کی کلیسیا کی ابتدائی حالت نہایت خوبصورت تھی لیکن بعد میں اُس میں ضعف آگیا۔ جو خط اُس کی طرف بھیجا گیا اُس میں یہ آگاہی درج تھی کہ اگر تُو نے توبہ نہ کی تو اس کلیسیا کا شمعدان اُس کی جگہ سے خارج کر دیا جائیگا۔ یہ بات بالکل پُوری ہو گئی ہے "وہ تمام جگہ بالکل ویران پڑی ہے صرف اتنا ٹکڑا آباد ہے جہاں تُرکوں کا گاؤں جو ایا سلک کہلاتا ہے بسا ہؤا ہے۔ کروسس پر اور میدان پر کھنڈر بہت دور تک چلے گئے ہیں"۔

۲۔ سمرنا یہ شہر شمال کی طرف افسس سے کوئی پچاس میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اس شہر کی کلیسیا سے کسی طرح کا قصور منسوب نہیں کیا گیا۔ لیکن آزمائش کے ایک دن کی پیش گوئی کی گئی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ جب آزمائش کا وقت آیا تو اُس کی اچھی طرح برداشت کی گئی۔ چنانچہ سمرنا کے بزرگ پالیکارپ کا اقرار اُن اعلیٰ اور شریف اقرارات میں شامل ہے جو قلمبند ہو کر ہمارے زمانہ تک پہنچے ہیں۔ وہ مرنے تک ایماندار رہا اور زندگی کے تاج کا وارث ہؤا۔ جب اُس کو مسیح کے نام پر کفر بکنے کا حکم ہؤا تو اُس نے وہ جواب دیا جو کبھی بھولنے کے قابل نہیں۔ اُس نے کہا کہ چھیاسی برس سے میں اُس کی خدمت کرتا ہوں اور اس عرصہ میں اُس نے کبھی مجھے نقصان نہیں پہنچایا۔ پھر اب کس طرح میں اپنے بادشاہ اور نجات دہندہ کے حق میں کفر بکوں؟ سمرنا اب تک خوب آباد ہے اُس کی آبادی ۱۳۰۰۰ سے کم نہیں۔ امریکہ اور دیگر ممالک کے مشنری جو وہاں کام کرتے ہیں بڑی ہمت افزا باتوں کا تجربہ کر چکے ہیں۔

۳۔ **پرگمس** یہ شہر سمرنا سے پچاس میل شمال کی طرف واقع ہے۔ پرگمس ایک قدیم ریاست کا دارالخلافہ تھا اور ایک بڑے کتب خانہ کے سبب مشہور تھا جس میں بیس ہزار کتابوں کے قریب جمع تھیں۔ یہاں ایسکیولےپی اس کی سانپ کی صورت میں پرستش کی جاتی تھی۔ اور ممکن ہے کہ مفصلہ ذیل عبارت میں اس بت پرستی اور نیز اس شہر کی بدکاری کی طرف اشارہ ہے "میں یہ جانتا ہوں کہ تو شیطان کی تختگاہ میں" رہتا ہے موجودہ شہر جس میں عالیشان عمارتوں کے کھنڈر لکڑی کی جھونپڑیوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں صرف ۱۴۰۰۰ باشندوں کی آبادی رکھتا ہے۔

۴۔ **تھواتیرہ** تھواتیرہ لدیہ کی شمالی سرحد پر واقع تھا۔ یہ شہر اپنے باشندوں کی رنگریزی کے سبب سے مشہور تھا۔ اب اُس کی آبادی ۶ اور ۷ ہزار کے درمیان ہوگی۔ سیاح لوگ اس جگہ اُن رسولی زمانہ کے "کاموں اور محبت اور خدمت اور ایمان اور برداشت" کی تلاش کرتے ہیں مگر ان میں سے کوئی بات یہاں نہیں پاتے۔

ان چار کلیسیاؤں کے بارے میں جو کچھ مکاشفات میں درج ہے اُس کو پڑھ کر ہم دیکھتے ہیں کہ جس بات سے پولُس ڈرتا تھا وہ ان کے درمیان واقع ہونے لگ گئی تھی۔ پولُس کا ڈر اُس کے ان الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے "میں یہ جانتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنے والے بھیڑیے تم میں آئینگے جنہیں گلے پر کچھ ترس نہ آئیگا۔ اور خود تم میں سے ایسے آدمی اُٹھینگے جو اُلٹی اُلٹی باتیں کہینگے تاکہ شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں" نقولائیوں اور اُس عورت ازبل "نے مسیحی لباس میں ہوکر لوگوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ یعنی ایمانداروں کو بت پرستوں کی عیاشی اور نفرتی کاموں کی طرف کھینچا اور یوں اُن کو بدنام کیا اور پاکیزگی کی جڑ کاٹ ڈالی۔

۵۔ **سردیس** یہ شہر لدیہ کی قدیم سلطنت کا پایہ تخت تھا۔ اس کا بادشاہ کروسس سب سے زیادہ دولتمند سمجھا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب خورس نے اُس کے خزانوں پر قبضہ کیا تو انہیں ۱۲ کروڑ پونڈ سے زیادہ پایا۔ لیکن اب سوائے کھنڈروں کے اور کچھ اس شہر میں سے باقی نہیں۔ اُس کی موجودہ ویرانی پرانی کلیسیا کی حالت کو جو ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہے خوب یاد دلاتی ہے "تو زندہ کہلاتا ہے اور ہے مُردہ"

۶۔ **فلاڈلفیہ** فلاڈلفیہ لدیہ کا دوسرا شہر تھا۔ جو خط اس شہر کے نام لکھا گیا اُس میں یہ وعدہ

پایا جاتا ہے" اس لئے میں بھی اُس آزمائش کے وقت تیری حفاظت کرونگا جو زمین کے رہنے والوں کے آزمانے کے لئے تمام دُنیا پر آنے والی ہے" یہ وعدہ پورا ہُوا گبن صاحب جو رُوم کے زوال اور تباہی کے مورّخ ہیں بیان کرتے ہیں " آسیہ کی سات کلیسیاؤں کی اسیری یا تباہی سنہ ۱۳۱۲ء میں (عثمانیہ خاندان کے وسیلے) اپنے کمال کو پہنچی۔ اور ایونیا اور لدیہ کے وحشی مزاج سردار اب تک پُرانے مسیحیوں کی یادگاروں کو پاؤں تلے روندتے ہیں۔ جب افسس مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو مسیحیوں نے پہلے فرشتے کے گر جانے پر ماتم کیا۔ یہ واقعہ گویا مکاشفات کے پہلے شمعدان کے بجھ جانے کا نشان تھا۔ تباہی کمال درجہ کو پہنچ گئی ہے۔ . . . . چنانچہ سرکس اور لودیکیہ کے تین عالیشان تھئیٹر اب بھیڑیوں اور لومڑیوں سے پُر ہیں۔ سردیس گھٹتے گھٹتے ایک گاؤں کے برابر رہ گیا ہے۔ لودیکیہ اور پرگمس کی مسجدوں میں محمد کے خدا سے دعا کی جاتی ہے اور سمرنا کی رونق فرانسیسیوں اور آرمینیوں کی تجارت پر منحصر ہے۔ اکیلا فلاڈلفیہ یا تو نبوّت کے یا بہادری کے سبب سے اس تباہی سے بچا ہے۔ سمندر سے دور اور شہنشاہوں کی یاد سے فراموش اور چاروں طرف ترکوں سے محصور ہو کر فلاڈلفیہ کے بہادر فرزندوں نے اسّی سال سے زیادہ اپنے مذہب اور اپنی آزادی کی حفاظت کی اور آخر کار بڑے بڑے زبردست عثمانیوں کے ساتھ شرائط سے صلح کی۔ ایشیا کی یونانی بستیوں اور کلیسیاؤں کے درمیان فلاڈلفیہ اب تک قائم ہے گویا وہ کھنڈروں کے درمیان ستون کی مانند کھڑا ہے اور اس بات کی ایک خوشنما مثال ہے کہ عزّت و حفاظت کا راستہ بعض اوقات یکساں ہوتا ہے"

ڈاکٹر گٹو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ پُرانے زمانہ کا ایک ستون بھی باقی ہے جو دیکھنے والوں کو مکاشفات کے پیغام کے وہ الفاظ یاد دلاتا ہے جو فلاڈلفیہ کی کلیسیا کی جانب تحریر کئے گئے تھے " جو غالب آئے میں اُسے اپنے خدا کے مَقدِس میں ایک ستون بناؤنگا۔ وہ پھر کبھی باہر نہ نکلیگا"

۷۔ لودیکیہ یہ فروگیہ کلاں کا دار الخلافہ تھا۔ بڑا وسیع اور رونق دار شہر تھا۔ اس میں ایک امفی تھئیٹر (نصف دائرہ) تھا جس کے کھنڈر اب تک موجود ہیں۔ اس میں بیس ہزار تماشائیوں تک بیٹھتے ہونگے۔ پہاڑ آتش فشاں صورت رکھتے ہیں۔ قرب و جوار

ہیں اب تک گرم چشمے ملتے ہیں جن کی گرمی مختلف درجوں کی ہے۔ اور ممکن ہے انہی کی نزدیکی کے سبب یہ الفاظ تحریر ہوئے "تو نہ گرم ہے نہ سرد ہے۔ بلکہ نیم گرم ہے" لودکیہ اب بالکل ویران پڑا ہے۔ ایک سیاح کہتا ہے کہ "صدیوں سے یہ شہر کھنڈروں کا ڈھیر بنا ہوا ہے ...... وہ افسس کی نسبت بھی زیادہ سنسان پڑا ہے کیونکہ افسس کو موج دار سمندر اور سفید بادبان کے وسیلے تروتازگی حاصل کرنے کی کچھ نہ کچھ اُمید ہے لیکن لودکیہ کی بستی تنہائی میں بیوہ کی طرح غمگین بیٹھی ہے۔ اُس کی دیواروں پر گھاس اُگ رہی ہے۔ اُس کے مندر اُجڑے پڑے ہیں بلکہ یہ کہنا غلط نہیں کہ اُس کا نام تک بھی مٹ گیا ہے۔ ہم نے اس اندوہناک جگہ میں زیادہ دیر تک ٹھہرنا پسند نہ کیا۔ بلکہ جلد چلا جانا بہتر سمجھا کیونکہ وہاں ہر شے سے بربادی اور ویرانی ٹپکتی تھی۔ اور وہ ہوا جو تُندی کے ساتھ وادی میں چل رہی تھی کچھ کچھ ایسی معلوم ہوتی تھی کہ گویا وقت انسان اور انسان کے بڑے بڑے کاموں پر ہنس رہا ہے۔

پتمس جزیرہ پتمس کی نسبت جہاں ڈامیشن نے یُوحنّا کو جلاوطن کر کے بھیجا بہت کچھ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ ایک پہاڑی اور بنجر سا جزیرہ ہے جو بحیرۂ ایجین میں واقع ہے اور ہر طرف خلیجوں اور کھاڑیوں کے سبب دندانہ دار ہو رہا ہے۔ اس کا سب سے بڑا شہر ایک بلند پہاڑ پر اور کچھ کچھ اُس کے پہلوؤں پر بسا ہوا ہے اس پہاڑ پر سے بندرگاہ دکھائی دیتی ہے۔ پہاڑ کے وسط میں ایک اُبھری ہوئی چٹان ہے اور روایت بتاتی ہے کہ اُس پر یُوحنّا نے رُوح میں ہو کر مکاشفات کی رویتیں دیکھیں۔

یوحنا کے متعلق کہانیاں پُرانے مصنفوں نے بہت سے قصّے بیان کئے ہیں جن سے یوحنا کے ملائم دل اور پُرجوش غیرت کا پتہ ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب اُس نے ایک نو مرید کی نسبت یہ سُنا کہ وہ لٹیروں کا سرغنہ بن گیا ہے تو وہ ہتھیاروں کے بغیر اُس کے پاس گیا اور اُس کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک اپنی دعاؤں اور آنسوؤں کے وسیلے اُسے سچی کلیسیا میں پھر شامل نہ کروالیا۔ ایک اور موقعہ کا ذکر ہے کہ وہ ایک حمام میں گیا اور جب اُس نے دیکھا کہ وہاں بدعتی سرنتھس بھی موجود ہے تو فوراً لوٹ

گیا اور چلا کر کہنے لگا "آؤ ہم اس جگہ سے بھاگ چلیں - کہیں ایسا نہ ہو کہ اس خدائے قدرت کے مخالف کی موجودگی میں حمام ہمارے اوپر گر پڑے" جب بہت بوڑھا ہو گیا۔ اور بوجہ ضعف منادی کرنے کے قابل نہ رہا تو لوگ اُسے اُٹھا کر گرجہ میں لے جاتے تھے اور وہاں لے جا کر وہ فقط اپنے ہاتھ پھیلاتا اور یہ کہا کرتا تھا "چھوٹے بچو آؤ ہم ایک دوسرے سے محبت رکھیں" اور یہ کہہ کر واپس چلا آتا تھا - گمان ہے کہ وہ بہت ضعیف ہو کر جاں بحق ہوا۔

نویں فصل - یروشلم کی بربادی اور ہمعصر تاریخ

وہ واقعات جو یہودیہ میں سرزد ہوئے - طیطس یروشلم پر قبضہ کرتا ہے
طیطس اور ڈامیشن کی حکومت - برطانیہ میں لڑائی - اگریکولہ کی فتحمندی
مسیح اور اس کے رسولوں کا کام - تاریخ بائبل کا خاتمہ

وہ واقعات جو یہودیہ میں سرزد ہوئے فیلکس اور فیسٹس کے بعد رومی حاکموں نے ملک پر اچھی طرح حکومت نہ کی اور اس سبب سے یہودیوں کے درمیان بڑی بیزاری اور گڑبڑی پیدا ہوئی - بعض بعض وقت بہت لوگ قتل کئے گئے - ایک دفعہ قیصریہ کے بازاروں میں کئی ہزار یہودی تہ تیغ کئے گئے - آخر کار چھوٹی چھوٹی سی بغاوتیں ایک بڑی بغاوت کی صورت میں جمع ہو گئیں - جن دنوں پولس شہید ہوا انہی دنوں نیرو نے اپنے سب سے قابل سپہ سالار وسپشین کو یہودیوں کے برخلاف فلسطین کی طرف روانہ کیا - وسپشین ہر جگہ فتحمند ہوتا ہوا یروشلم کی طرف بڑھا آ رہا تھا کہ فوج نے اُس کو شہنشاہ کا خطاب دیا لہٰذا اُسے روم کی طرف لوٹنا پڑا مگر اس نے لڑائی کا نظم و نسق اپنے بیٹے طیطس کے سپرد کیا۔

طیطس یروشلم پر قبضہ کرتا ہے جب طیطس یروشلم میں آیا اُس وقت شہر میں خوفناک تفرقے پائے جاتے تھے اور وہ کہا کرتا تھا کہ اگر یہ نااتفاقیاں موجود نہ ہوتیں تو میں یروشلم کو فتح نہ کر سکتا - رومی فوج نے یکے بعد دیگرے شہر کا ایک ایک حصہ قبضہ

ہیں کر لیا۔ طیطس بہت چاہتا تھا کہ ہیکل کو محفوظ رکھے مگر اگست کی ۱۰ تاریخ کو ایک سپاہی نے جلتی ہوئی لکڑی اُس میں گرا دی جس سے سارا گھر جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ یروشلم کی تباہی کے بعد یہودی آس پاس کے بعض قلعوں میں پناہ گزیں ہو کر مقابلہ کرتے رہے۔ اور ان میں سے بعض کے درمیان بڑی خونریزی واقع ہوئی لیکن یہودیہ اس وقت سے ایک مفتوح ملک بن گیا۔ وہ پاک اور خوبصورت گھر جہاں باپ دادے خدا کی عبادت کیا کرتے تھے جل کر بھسم ہو گیا اور بربادی کا ایک وسیع دور شروع ہوا۔ یروشلم کو غیر قوموں کے پاؤں تلے روندے جانا تھا تاوقتیکہ غیر قوموں کا زمانہ پورا نہ ہو اور ہم آسانی سے قیاس کر سکتے ہیں کہ یوحنا رسول یروشلم کی مصیبت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ کر کیسی سرگرمی کے ساتھ افسس اور آسیہ کی کلیسیاؤں کو خبردار کرتا ہوگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن کا شمعدان بھی یروشلم کے شمعدان کی طرح اپنی جگہ سے خارج کیا جائے۔

طیطس اور ڈایشن کی حکومت

پہلی صدی کے آخری حصہ میں دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسی بات واقع نہ ہوئی جو بہت دلچسپ سمجھی جاتی۔ ویسپیشین دس سال تک اچھی طرح سلطنت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طیطس اُس کا جانشین ہوا جو "بنی آدم کی خوشی" کہلایا۔ اسی بادشاہ کے مختصر سے زمانہ حکومت میں وسوویس پہاڑ سے وہ خطرناک مادہ برآمد ہوا جس نے پمپائی اور ہرکولینیم جیسے شہروں کو راکھ اور لاوا کے نیچے دبا دیا۔ تین سال کے بعد طیطس کی جگہ اُس کا بھائی ڈایشن تخت پر بیٹھا۔ یہ بادشاہ بڑا ظالم تھا۔ اسی کے عہدِ سلطنت میں وہ ایذا رسانی شروع ہوئی جس کے ایام میں (جیسا عموماً مانا جاتا ہے) یوحنا پتمس کو جلاوطن کیا گیا۔ ڈایشن کے بعد بوڑھا نروا تخت نشین ہوا۔ اُس کے بعد ٹریجن تخت پر بیٹھا۔ ٹریجن صاحبِ لیاقت و ہمت شہزادہ تھا جس نے سلطنت کی پرانی دولت و ثروت کو بحال کرنے کی بہت کوشش کی۔

برطانیہ میں لڑائی۔ اگریکولا کی فتحمندی

جب اگستس نے ہمارے خداوند کی پیدائش سے پہلے جینس کے مندر کو بند کیا اُس وقت سے لے کر اب تک بہت تھوڑی لڑائی غیر ممالک میں ہوئی۔ جرمنی۔ پارتھیا اور برطانیہ کے رہنے والے اور دیگر فرقے جو رومی سلطنت کی حدود پر بود و باش کرتے تھے ہمیشہ رومی سپاہیوں کو مصروف رکھتے تھے۔ البتہ نیرو کے عہد میں برطانیہ میں ایک خونریز لڑائی واقع ہوئی۔ جس وقت پولس رسول شہر روم میں اپنے کرایہ

گے گھر میں رہتا اور اپنے خط فلپیوں۔ افسیوں اور کلسیوں کے نام لکھتا تھا۔ اُس وقت سوٹانیس پالینس ڈرواڈ کو آئیلا فن میں جلا رہا تھا اور جنگجو ملکہ بوڈلیسیا کو کوڑے مار رہا تھا اور جب یوحنا افسس کے مسیحیوں کو یہ نصیحت کر رہا تھا کہ تم ایک دوسرے کو پیار کرو اس وقت اگریکولا برطانیہ کی فتح کو پورا کر رہا تھا۔ یعنی اس جزیرہ میں قلعے تعمیر کروا رہا اور جنگجو لیکی ڈونین کا اُن کے ہائی لینڈ جنگلوں کے درمیان مقابلہ کر رہا تھا۔ رومی سپاہیوں کے درمیان جو اس وقت برطانیہ کے ساحلوں پر پہنچ گئے سپاہی بلاشبہ ایسے ہونگے جن کے دل مسیح کی محبت سے پُر تھے اور جنہوں نے اس ملک کے باشندوں کو نجات کا علم پہنچانے میں بڑی کوشش کی ہوگی۔ اغلب ہے کہ پہلی صدی کے خاتمے سے پہلے دریائے ٹئیڈ کے شمال اور جنوب میں بہت سے ایسے برطانی پیدا ہو گئے ہونگے جو مسیح کے نام کو پیار کرنا اور مبارک کہنا سیکھ گئے ہونگے۔

مسیح اور اُس کے رسولوں کا کام جو انقلاب معاشرتی اور مذہبی زندگی کے اندر اس زمانہ میں پیدا ہوئے اُن کے بیان کے لئے کتاب کا آخری صفحہ کافی نہیں بلکہ اس کے لئے ایک پوری کتاب چاہیئے۔ پس اتنا کہنا کافی ہے کہ وہ پرجلال صداقت جو فردوس میں ایک دھندلے سے طور پر آدم اور حوا پر آشکارا کی گئی تھی اب خدا کے نور کی روشنی میں صاف چمک رہی تھی یعنی موعودہ نجات دہندہ بذاتِ خود بنی آدم کے درمیان نمودار ہؤا اور اپنا کام تمام کر کے باپ کے پاس چلا گیا۔ جب وہ بنی آدم کے درمیان رہتا اور کام کرتا تھا اس وقت زیادہ تر اس کی رحیمانہ خاصیت ظاہر ہوئی یعنی وہ معافی اور زندگی، خوشی اور سلامتی۔ محبت اور پاکیزگی۔ آزادی اور ترقی۔ غرضیکہ ہر طرح کی برکت کا جو ہلاک ہونے والے انسان کے لئے ضروری تھی منبع اور چشمہ ثابت ہؤا اور جو اثر اُس کی زندگی نے پیدا کیا وہ یہ تھا کہ لوگ جان گئے کہ اُس کی صحبت میں رہنا کسی نہ کسی طرح روح کے تمام امراض کو دُور کر دیتا ہے اور ایمان کے وسیلے اُس کے ساتھ میل پیدا کرنے سے سب بگڑی ہوئی باتیں سُدھر جاتی ہیں۔ مگر اُس کے کفّارے کے بھیدوں کا کھولنا اُس کے رسولوں کے حصّے میں آیا یا یوں کہیں کہ یہ بات اس کے رسولوں کے سپرد ہوئی کہ وہ گنہگار کی نجات کے طریقہ کو تعلیمی صورت میں پیش کریں اور مسیحی مذہب کے اُصول کو روزمرّہ زندگی کی عملی کارروائی پر چسپاں کریں اور اسی طرح یہ کام بھی انہی کے سپرد ہؤا کہ وہ یہودی مذہب کے

مختلف اجزا پر روشنی ڈالیں اور اس کی علامتوں اور بھید کی باتوں کا مطلب ظاہر کریں

تاریخ بائبل کا خاتمہ جب یہ سب کام ہو چکا تو الہامی کتابوں کا مجموعہ پورا ہوا۔ معجزے دکھلانے کی قوت واپس لی گئی اور صرف انجیل باقی چھوڑی گئی تاکہ وہ خود بخود ترقی کرے اور اُس فضل کی مدد سے فتح حاصل کرے جو خدا اپنے ایماندار بندوں کی دعاؤں کے جواب میں عطا فرماتا ہے اور اب چونکہ الہامی کتابیں کامل اور مسیحی کلیسیا مسیح پر گواہی دینے کے لئے قائم ہو گئی ہے لہٰذا تاریخ بائبل ختم ہوتی ہے۔

V.M.

VM

[illegible]	266472	363012
37802	359412	170176
7804	359414	170178
1515	248667	236371
1517	248669	236373
0284	350642	362994
286	350644	[illegible]
701	148945	286069
434	196696	139497
436	196698	139499
125	244558	162310
127	244560	162312
312	284342	383585
314	284344	383587

ng tickets of Rs. 100 and
t. Please see the reverse
g the surrender of prize

ccuracy in publishing the
the numbers finally with
Gazette.
imum number of Tickets.
Rs. 2,000; (2) M. Moham-
—Rs. 1,000; (3) Vasudev
53—Rs. 1,000 (4) C. Vidya-
Rs. 500; (5) Mahalekshmi
9 Rs. 500; (6) M. Singa-
50; (7) Sat Dev Bharti,
4—Rs. 250; (8) Vasantha
nction. Attingal—Rs. 200;
Quilon—Rs. 200; (10) V.
Kalavoor—Rs. 200; (11) M.
arket Road, Thodupuzha—
ganacherry—Rs. 200; (13)
Parur—Rs. 200; (14) R. K.
elur-1—Rs. 200; (15) S.
Palghat—Rs. 200; (16) A.
K. Krishnan, C/o Y. C.
Kozhikode—Rs. 200; (18)
Cannanore-1—Rs. 200.

TION PLEASE !

the last TWO digits
ne option to surrender
gent. The agent will
rds collection charges

9-11-1981

ADHAVAN PILLAI,
r of State Lotteries,
Trivandrum.

EL & AUTO SPARES (INDIA)
10, BIPLABI RASHBEHARI BASU ROAD
G P.O. BOX-747 CALCUTTA-700001
NE : 22-0669, 22-8016 GRAM : LISKIRLOS

KERALA STATE LOTT

s/81/DSL. Dated : 18-10-1981

E 153RD DRAW HELD ON 18-10-1981 AT THE DEEPTI
AINING CENTRE, VENJARAMOOD, TRIVANDRUM DIST.

Rs. 5,00,000	A-134685
Rs. 1,00,000	C-160290
Rs. 20,000	E-264145
Rs. 10,000	A-199666

	A	B	C	D	E
(5)	345058	147780	110646	115570	225995
(25)	304434	246494	345748	113380	167202
	379769	161506	245310	235352	170195
	185367	328628	109086	132257	130994
	213726	366864	232601	115693	167168
	224270	235831	215932	163491	359851
	143862	125118	105289	195027	363343
	213287	206680	264584	357024	197311
	188456	246101	265168	266471	363011
	206364	105762	137803	359413	170177
	142744	225327	331516	248668	236372
	[illegible]	393263	390285	350643	262995
	237991	117469	285700	148044	286967
	303782	156596	199435	196697	139498
	169883	359964	302126	244559	162311
	376552	287599	266313	284343	383586
	6	685	685	685	685
			890	890	890
			45	45	45

INNING NUMBERS

A	B	C	D	E
		160889		
		160891		
				264144
				264146
	147779	110645	115569	225994
	147781	110647	115571	225996
	246493	345747	113379	167201
	246495	345749	113381	167203
	1505	245309	235351	170194
	1507	245311	235353	170196
	8627	109085	132256	1309
	8629	109087	132258	130995
	63	232600	115692	167167
		232602	115694	167169
		215931	163490	359850
		215933	163492	359852

Rs. 25 each

1438
1438
2132
2132
1884
1884
2063
2063
1427
1427
2453
2453
2379
2379
3037
3037
1698
1698
3765
3765

Agent's prize of 5% on the in
Rs. 50 will not be deducted from
of the ticket for all other instr
winning tickets.

Every care has been taken to
results. Winners are, however, a
the results published in the Ker
Agents eligible for agent's prize f
1. G. L. Agarwal, New Hotel Pa
med Khan, Lucky Centre, East F
Rajani, No. 78/17th Cross Kellard
dharan, Manjula Bakery, Jetty R
Hall, No. 3 Opposite Majestic Tal
ram, Maruthi Vilas, Broadway. (
C-3/2 East of Kailash, D.D.A. Fl
Sumughan, M.G. Suma Lucky Ce
(9) S. R. R. Devi, Lekshmi Agen
Tensing, Manoj Bhavan, Near All
Singaram, C/o M. V. S. Alavi, Mu
Rs. 200; (12) P. T. Joseph, Luck
D. A. Susruthan, Kailas Quarters,
Mohammed, Lottery Agent, Swan
Purushothaman, Guest House, Ro
Sankar, C/o A. Latheef, Edavanu
V. M. Ayurvedic Medical Works,
V. K. Mohammed, Veekay Agenci

PRIZE WINNERS !

Winners of 10 rupee prize
of the III Prize winning numb
the winning ticket through a
deduct 50 paise from the prize
and pay Rs 9.50 to the Prize

OUR 154TH DRAW

ow-
the
dis-
n of
isra-
pany
blats.
oo, is
polis
tle ay
e by
centu

has h
of int
is true
ca (ba
s) has
m. How
exist in
m is the
paign ag
ness of b
was view
for not
sation of
but also
ing a uni
ation. South
rated in
ent the pass
-black measu
in recent ye
n the clock b
emes like busing.
measure was actu-
prevent busing but
Mr Carter. This
politicians hav

views this p
wider perspecti
poverty, and racis
continues in the
opposition to busi
programme ai
duce disparitie
the black an
munities. D
decline in th
movement
of Martin
writer un
portance
social e
politic
Mr
Scho
Am
Ce

in the white-collar
The criticism
tion (like
in India)
of a nati
evitably
times of
ever, a
was pr
lazer
tion

ne Connoisseur—